







56

1599



1599;U





40

لحم

کر







9480

9480

مکتی بیوستھا

03

72

Dec 1640 جس میں

مکتی کے نتیجہ بالنتیجہ ہوئے یہ دیکھا گیا ہے

1640

کرمی رام جگرانی زریہ اپنی تیار یہ پتی مدھی سجا  
پنجاب

گزارا بہیم پریس نکلوا باد محلہ موہیہ دروازہ میں چھی

پوستکالای

پوستکالای



ज्ञेयम्

यदा किञ्चिज्ज्ञोऽहं द्विपदवमदान्धः सममव-  
मतदा सर्वज्ञोऽस्मीत्यभवद् वलिप्तमममनः ॥

यदा किञ्चित्किञ्चिदबुधजनसकाशादवगतम्  
तदामूर्खोऽस्मीतिज्वरद्ववमद्वोमेव्यपगतः ॥ ८॥



پیارے ناظرین مہاتما بھوتری جی کہتے ہیں کہ جب مجھے تھوڑا گیان  
تب میں مست باقی کی طرح ابھان سے یہ مانتا تھا کہ میں سر دیگہ ہوں جب  
مجھ پر بڑی مالوں کے سنگ سے کچھ کچھ گیان ہوا تب مجھے اپنی الکیٹا کا گیان ہوا  
اور بخار کی طرح میرا ابھان کالٹا اتر گیا۔ اسی طرح جب انسان کم دیا رکھتا ہو تو  
چیر کی مابیت کہنے سمجھتا کہ اپنی سنسکار جیہ اور دیکار کے کارن ستیہ کو استیہ اور استیہ  
کو ستیہ سمجھ بیٹھتا ہے یہی حال لالہ جگناتھ داس کے تھی جنہوں نے اپنی کم علمی سے  
شکتی کی مابیت کو نہ جان کر سوامی دیانند جی کے خلاف من مانا کو اس کیا  
ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لالہ صاحب کو جو پورا ناک سنسکار شکتی کے نتیجہ  
ہونے کے پڑ گئے تھے انہیں سنسکاروں سے ایکو جو او دیا اتین ہوئی اُسی  
او دیا کے نش ہو کر آپ نے یہ اثر نہ لکھ مارا۔ جہاں لکنا دجی نے لکھا ہے۔



इन्द्रिय होया त संस्कार होया च्चा विद्या

ارتھ - ادویا - اندری - دوش اور سنسکار دوش سے پیدا ہوتی ہے ۔

اب ہم کئی بشتے پر لکھتے ہیں جس سے لالہ صاحب کا بھرم دور ہو جائے ۔

پیارے ناظرین کتنی شبہ کا ارتھ چھوٹتا ہے ۔ چھوٹتا ہے جو بندھا ہوتا ہے  
 سو اس تین قسم کے دکھ روپ بندھن سے چھوٹنے کا نام کتنی ہے ۔ اب سوال  
 یہ پیدا ہوتا ہے کہ دکھ جو کس سبب اور کس گن سے یا نیت سے ۔ کیونکہ اگر سبب بھاد  
 سے جو بندھا ہوتا ہے اسکی کتنی کا پایا ہے نہیں ہو سکتا ۔ ہم تکمیل جی لکھتے  
 ہیں ۔

नस्वभावतो बहुस्य मोक्षसाधनो यदेशविधिः

سو بھاد کے پردہ کے واسطے موکش سا دھن کا آپدیش ہو نہیں سکتا کیونکہ ہمیشہ  
 رہتا ہے بستو کا سو بھاد بستو کے ساتھ ناٹھ ہوتا ہے جیسے مہا تامل جی  
 نے لکھا ہے

स्वभावस्यानयायित्वाद्गुहानलक्षणाप्रामा  
 रायम्मा ॥ अध्याय - ९ सू ८

سو بھاد کے انباشی ہو نیسے جو انوشٹھان والی بدھی اپرا مانہ ہوگی



کیونکہ دستو کا سو بھاد دستو کے ساتھ نشٹ ہوتا ہے اس طرح وہ نہ ناش کی جو کا  
ناش نہ ہو گا نہ کہ مکتی۔ گیتا میں کہن لکھتے ہیں :-

यद्यात्मा मलिनोऽस्वच्छो पिकारी स्यात् स्वभाक्तः

न हितस्य भवेन्मुक्तिरज्ज्मान्नरशतैरपि ॥

ارتھ۔ اگر آتما سو بھاد سے میں اندھا اور کار مالہ سو اس کی مکتی سیکھ نہیں سکتا  
میں بھی نہیں سکتی :-

यद्यह जन्म्यत दहत दनित्यं यव यव जन्यत्वा मा-  
वः तत्तत्त्वाऽनित्यत्वाभावः ॥

ارتھ۔ جو جو دھار دھ پیدا ہوتے ہیں وہی ناش ہوتے ہیں اور جو پیدا نہیں ہوتے  
اُن کا ناش بھی نہیں ہو سکتا جیسا کہ پیدائش کا ابھاد سے وہیں پر ناش کا بھی  
ابھاد سے :-

پیارے لفظ میں جب اس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ جو آتما سو بھاد سے پھنسا  
ہو نہیں تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا جو آتما سو بھاد سے مکت ہے تو اس کو  
میں زندہ پیدا ہوگی کہ سو بھاد کو مکت کو ہر وقت مکتی سکھ کا ابھو ہونا چاہیے عیض  
لوگ یہ کہتے ہیں کہ بدہ اوٹھا میں مکتی کا تردد بھاد ہو جاتا ہے۔ اصل میں جو



مکت ہے لیکن پراور بھاوا اور تر و بھاوا دوسروں کی نظر میں ہوتے ہیں دوسروں کی  
 نہیں جھڑپ بادل کے آجانیسے جو دھوپ کا تر و بھاوا ہوتا ہے وہ سنسارک  
 جیوؤں کی نظر میں ہوتا ہی سوچ میں دھوپ کا تر و بھاوا نہیں ہوتا بلکہ اس میں تو  
 یہ سو بھاوا ک دھرم ہمیشہ ایک برابر رہتا ہے ۛ

پیارے ناظرین چونکہ سنسار میں جیواتما پر ماتا۔ پر کرتی۔ تین پار تھ میں  
 جیوئیور کے ست چت آنند لکشن سے ہی محالہ ہوتے ہیں کیونکہ لکشن اتنے کا یاد دیکھ  
 یعنی دوسروں سے الگ کر نیوالا ہوتا ہے۔ اس سچہ آنند کے ست۔ چت۔ آنند  
 تین پر ہوئے۔ پہلے کہا الیور ست ہے تو اسی وقت جیوا در پر کرتی میں بیاسیتی  
 جانے سے لکشن اتنی بیاسیت ہو گیا اس واسطے پھر کہا کہ ست چت ہے تو جیو کے  
 چیتین جو فیسے لکشن اتنی بیاسیت ہو گیا جس سے معلوم ہوا کہ پر کرتی ست مائری  
 جیو ست چت مائری۔ پر ماتا سنسار چت آنند میں اس واسطے جب جیو سو بھاوا سو  
 آنند کا دھوکہ نہیں تو اسے شجھا دے مکت نہیں کہا جاسکتا تو یہاں سوال یہ پیدا ہوگا  
 کہ اگر جیو سو بھاوا سے بدہ بھی نہیں اور مکت بھی نہیں تو سے کیا جواب ہوگا دونوں  
 ختمک نون کا انھو کرتا ہے جیسے۔ الگ۔ بالو۔ جل۔ یہ تین پار تھ ہیں۔ الگ  
 کا سیرش گرم جوت ہے۔ بالو کا سیرش نہ گرم نہ سرد بلکہ سیرش مائری اور جل



سارے ناظرین ان ساری باتوں سے آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ مکتی  
نیم تک گن ہی سو بھاؤں نہیں اور جب نیم تک ہر توائس کو نیت سوائے سو رکھوں  
کے کون بتلا سکتا ہے ؟

اگر بالفرض محال یہ بھی مان لیا جاوے کہ مکت جیو کا سو بھاؤں تک گن سے اور بدہ نیت  
توائس کو مستحاصل یہ تو صاف معلوم ہو جاوے گا کہ پہلے مکت تھا پیچھے بدہ نیت مکت  
کا بندھن میں آنا صاف معلوم ہوا تو اس حالت میں کیا ثبوت ہو کہ اس سے  
پہلے کبھی جیو بدہ نہیں ہوا۔ اس جگہ تو مکت کا بدہ ہونا سب کو تسلیم کرنا پڑے گا  
اب رہی یہ بات کہ سو امی دیانند جی نے بہت جگہ پر مکت کو نیت مانا اور ویس  
کا سوتر اور چھانڈو گیتا اور گیتا کا واکہ اور سانکھ کا سوتر ان کا کیا جواب ہو گا۔

नमुक्तस्य पुनर्वन्धयोगोऽप्यनावृत्तिः प्रवृत्तेः

اس کا ارتھ یہ بیان بھکشوہ کرتے ہیں کہ مکت پورکھ کا بندہ کے ساتھ دوبارہ بندہ  
نہیں کیونکہ تشری میں نہ ہوتی تھی گئی ہے۔ اور وہاں چھانڈو گیتا کا جن

नसपुनरावर्तते नसपुनरावर्तते

پیش کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سانکھ کا رکے مت میں مکتی نہ  
نہیں بلکہ وہاں تشری کے ہوائی پورن اور تری نہیں مانتے جو کچھ آئے



شرقی کا ہوگا وہ ہی سا کہیہ کار کے مطلب کا بود ٹھک ہوگا۔ دوسرا سوتر  
بیاس جی کا دیدانت دشن کے انت کا ہے۔

### अनावृत्तिशब्दात् अनावृत्तिशब्दात्

جس کا مطلب یہ ہے کہ شبد یعنی شرقی میں کنتی سے واپسی نہیں مانی گئی ہے اس واسطے  
کنتی سے لوٹنا نہیں ہوتا۔ اس سوتر کے بھاشیہ میں بھی وہی چھاند گیکہ کی شرقی  
پیش کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اس شرقی کی مطابق انا برتی ہے اس واسطے  
بیاس جی کا بھی وہی مطلب ہے جو چھاند گیکہ کی شرقی کا ہے۔ اس سطر جیہ گیتاؤ  
میں جہاں کہیں کنتی سے واپس نہ مانا گیا وہاں اسی شرقی کا آٹھ لیا گیا ہے  
گو یا آج تک جتھہ کنتی سے واپس آنے کا وچار ہم سب کی بنیاد ہی شرقی ہے  
اس واسطے چھاند گیکہ سے تحقیقات کرنا اپنا کر تو یہ سمجھتے ہیں۔

सर्व्वेद्भ्यां शिवा समाविष्टा ह्यहिसंखनसर्व्वभूतान्यन्य-  
त्रतीर्थेभ्यः सावत्वेर्व्ववर्तयत्यावदायुषं ब्रह्मलो-

कममिसम्पद्यतेनचपुनरावर्ततेनचपुनरावर्तते॥

پیارے ناظرین اس کھنڈ میں چھاند گیکہ میں یہ پیش کیا گیا کہ برہما نے  
پر جاتی کو اپیش کیا اس منہ کو منوں نے لوگوں کو کہ آپاریہ کل سے وید کو چھوڑ کر



برجی پور وک گورد و سمبندھی کر سوں کو کر کے سہا درپن سنسکار کے بعد کٹھ میں  
 بھاو سے بکھاپنے سوا دھیا کو پڑھتا ہوا اور دھارمک بھاو میں آتما کو استہمت  
 رکھ کر سپورن اندریوں کو نش کر کے کسی جیو کو دکھ نہ دیتا ہوا تیرھوں میں ہی  
 اہنسا پر سچ بلکہ ہر حکم اہنسا بھاو سے رہتا ہوا وہ نشی کر کے اس پر کار ترتا ہوا  
 برہم لوک کی آیو پر نیت برہم لوک کو پراپت ہو کر واپس نہیں آتا۔ واپس نہیں آتا۔  
 پیارے ناظرین یہاں صاف معلوم ہو گیا کہ جہاں دھرم میں برہم لوک کی  
 آیو پر نیت واپسی سے انکار ہے اس کی آیو کی بعد واپسی سے انکار نہیں اس واسطے کہ کلپ  
 میں واپسی سے انکار کرنا غلطی ہے بعض لوگ یہاں پر کہیں گے کہ یہاں۔

**यावदायुषं** اس پر کار تھ برہم لوک کی آیو پر نیت نہیں بلکہ جیو کی  
 آیو پر نیت ہے تو معلوم ہے کہ آیو ایتھ پدارتھ کی ہوتی ہے نشی کی نہیں  
 برہم لوک ایتھ اور جیو نشی ہے۔ اس واسطے یہاں جیو کی آیو سے  
 مراد نہیں ہوتی۔

پیارے ناظرین اب ان سوتروں کا ارتھ باقی رہا جو دنیا و دشن  
 یا سانکھ دشن سے پیش کئے گئے۔

अथ त्रिविध दुःखात्यंतनिवृत्तिः त्वं त पुरुषार्थः



رہے تین قسم یعنی ادھیاتمک - ادھی بھوتک - ادھی دیوک - تین قسم کے  
 دھوکوں کی اتنیت نورتی اتنیت پورسارہ ہے۔

یہاں اتنیت نورتی سے اس کال میں اتنیتا بھاو مراد ہی سرودا  
 کا اتنیتا بھاو مراد نہیں یعنی جب تک مکتی رہیگی تب تک دھوکہ کا  
 اتنیتا بھاو مراد ہوگا۔ کیونکہ جو مکتی کہ سادھنوں سے پیدا ہوتی ہے  
 وہ نت رہ نہیں سکتی۔

اگر یہ کہا جاوے کہ مکتی سادھنوں سے نہیں ہوتی بلکہ سو بھاو سے  
 ہے تو اس اوستھا میں سنسار کی حالت میں بھی مکتی شکھ کا انجو ہونا چاہیے۔  
 جب سنسا میں مکتی شکھ کا انجو ہوگا تو کوئی بھی مکتی کے واسطے پرتسارہ نہیں کریگا  
 اور نہ کسی کو مکتی کی اچھا ہوگی۔ کیونکہ اچھا پراپت انتہ کی ہوتی ہے۔  
 جب مکتی پراپت ہے تو اچھا کا ہونا ناممکن ہے اور اس حالت میں  
 مکتی کے جو سادھن شاشروں میں لکھے ہیں سب نرا تھک ہو جاویں گے  
 پھر تو مکتی کو نتیہ سدہ کرتے کرتے مکتی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

نیا سے سوتر کا بھی یہ ہی مطلب ہے

तद्वत्यंतविमोक्षोपवर्गः॥



دکھ کا جو اتینت چھوٹا ہے وہ ایپرگ یعنی ٹکٹی ہے یہاں بھی  
اتینت شب کا وہی ارتھ ہے جو ادپر کہہ چکے ہیں ۔

پیارے ناظرین ان دلیلوں سے آپکو معلوم ہوا ہو گا کہ ٹکٹ  
جو کا بندہ میں آنا لازمی ہے لیکن اگر بندت جگنا تھ ہوشیار پوری یا لالہ  
جگنا تھ داس مراد آبادی جنھوں نے بلا سمجھے اس مضمون پر کتابیں لکھ  
ماری ہیں یہ اعتداعن کریں کہ سوامی جی نے پہلے ٹکٹی کو نفعیہ کیوں مانا۔  
اس کا سبب یہ ہے کہ مثلاً آپ کسی آدمی سے سوال کریں کہ آپ نے  
کبھی مانس تو نہیں کھایا اور وہ جواب دے بالکل نہیں تو اس حالت میں  
اُس کا مطلب یہ ہو گا کہ موجودہ جنم میں اُس نے کبھی نہیں کھایا یا سیٹھ چیر  
جہاں جہاں ٹکٹی سے نہ داپس آنا کہا گیا ہے وہاں برتھان کلپ سے  
مراد ہے جیسا کہ چھ اندر گلیہ کی شرتی سے ثابت ہے۔ سوامی جی کا بھی  
یہی مطلب تھا۔ جہاں خاص ٹکٹی کا دشتے آیا اور پرکٹ یعنی پتل  
کیا گیا تو ٹکٹی کو اگلے کلپ میں نہ کیوں کر صاف بتا دیا کہ ٹکٹی  
کلپ جہر تہی ہے ۔

آری گن۔ آپ جو کی تین ادستھا مقرر کر سکتے ہیں یا تو وہ



سو بھاؤک بندھا ہوا ہے یا سو بھاؤک مُکت ہے یا بندھن  
 اور مُکتی دونوں نیتیک گن ہیں اس کے سواے اور کوئی اوستھا  
 ہونہیں سکتی۔ سو بھاؤک بندھا ہوا ماننے سے تو مُکتی کا ہونا اس نہ ہونے  
 اور سو بھاؤک مُکت ماننے سے مُکت پور دکھ کا بندھن میں آنا  
 صاف ظاہر ہے اور نیتیک مُکتی اور بندہ ماننے سے دونوں کا  
 انتہ ہونا سہ ہے یعنی بندھن بھی ماتس ہو نیوالا ہے اور سستی جی نہیں  
 ہو نیوالی ہوتی۔ جب کہ تینوں حالتوں میں مُکتی ہمیشہ کیواسطے ہونہیں  
 سکتی اور مُکت جیو کا بندھن میں آنا صاف ظاہر ہے پھر جو آدمی مُکتی سے  
 کلب کے نشیجات و اسی نہ ملنے تو سواے اس بات کے کہ وہ صدی  
 یا سو رکھ ہے کیا کہا جاسکتا ہے

بہار سے ناظرین جگتا تھ داس نے جو مُکتی پر کاش لکھا ہے وہ  
 صرف انکی الپ لکھنا کا ثبوت ہے کیونکہ نہ تو ٹھیک ٹھیک مُکتی کے  
 سروپ کا دیا گیا اور نہ کوئی معقول دلیل ہی دی نہ در شاستر  
 کے سدھانت کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکے۔ بلکہ مجھے کتابوں کی  
 عبارت اور حوالے اکٹھے کرنا نام علمت یا عقل ہی نہیں بلکہ اسکو عام



# آریہ سماج کے اصول

- (۱) سبت وِدیا اور سبت دینا سے جو پارٹہ جا جائیں ان سب کا آدی مول پرشید
- (۲) ایشور سچا اندر سرب۔ نرا کار۔ سرکشی مان۔ نیا دکاری۔ دیا لور اجنا انت
- نردکار۔ نادری۔ الویم۔ سروادھار۔ سریشور۔ سرو دیاپک۔ سرواتراچی
- اجر۔ امر۔ ابھی۔ نت۔ پوتر اور سرشی کرتا ہی اسی کی اپنا سکرنی پر گیتہ ہے۔
- (۳) وید سبت ویداؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑنا اور سننا سنا نا لرونکا پریم دھرم ہے۔
- (۴) سبت کے گہن کر ڈا اور سبت کے چھوڑ دینے میں سرو دا ادویت رہنا چاہیئے۔
- (۵) سب کام دھرم الوسا ارتھات سبت اور سبت کو دچار کر کے چاہیئے۔
- (۶) سنسار کا ایکا کرنا آریہ سماج کا مکہ یہ دیش ہے ارتھات سنسار پرک ترکا ماکرتی کرنا۔
- (۷) سب پریتی پوروک۔ دھرم الوسا۔ ریتھا یوگیہ۔ برتنا چاہیئے۔
- (۸) اودیا کا ناش اور وِدیا کی دردھی کرنی چاہیئے۔
- (۹) پریتیک کو اپنی ہی اتی سے منتشت نہ بنا چاہیئے کتو سب اتی میں اپنی اتی سمجھانی ہے۔
- (۱۰) منتشیوں کو سماجک سروتھکاری نیم پالنے میں پرتنتر رہنا چاہیئے اور پریتیک
- تھکاری نیم میں سبتنتر میں۔

چندر



۱۵۹۹

خوراک عمدہ وہی ہے جس سے صحت  
طاقت۔ داز عمری اور خوشی بڑھے

گوشت کیوں انسان کی قدرتی خوراک نہیں؟

مولفہ

لالہ آتمارام۔ سکرٹری ٹودی پنجاب۔ وجے۔

ٹے رین سوسائٹی لاہور

ماہ اپریل ۱۸۹۰ء

میں

مطبع اردو پرنس لاہور میں بہتہام سالگرام کے چھپی

اس کے چھپانے کی کسی صاحب کے اجازت نہیں

بارل اول ۱۰۰۰ . . . . . قیمت فی جلد ۶ پائی



{ انسان کو صحت رکھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے }

{ قدرت میں جو سب سے عام شے ہے وہی }  
 سب سے زیادہ مفید ہے

انسان کی صحت کے لئے سب سے زیادہ مفید اور اول  
 درجہ کی ضروری شے صاف پاک ہوا ہے۔ کوئی دوائی یا  
 خوراک انسان کے مغز اور دماغ کو ایسی طاقت اور فوجت  
 نہیں دیتی ہے جیسا کہ عمدہ تازہ ہوا \* ہر ایک آدمی  
 کو سورج چڑھے سے پشیمں ضرور ٹھکرنا دھو لینا چاہئے۔ اور  
 اُس کے بعد کھلے میدان۔ یا جنگل میں سیر کرنے کے لئے  
 بلاناغہ جانا چاہئے۔ اس وقت کی تازہ ہوا۔ انسان کے  
 دماغ کو ایسی تقویت اور صحت بخشی ہے کہ ہزار دوائی  
 بھی وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہم نے صبح کی ہوا خوری



کا کچھ مبالغہ نہیں کیا بلکہ واقعی یہ ایسا ہی ہے۔ اسی صبح  
 کی ہوا خوری کے متعلق وہ فاضل ڈاکٹر پائی ہنری چوسی  
 ایف۔ آر۔ سی۔ ایس۔ جن کی کتاب بنام "ایڈوائس ٹو اے  
 وائیف" (صحیح برائے ستورات) ۱۹۳۷ء کے آغاز تک  
 گیارہ بار چھپ کر بارہویں دفعہ ایک لاکھ دس ہزار  
 انگریزی میں چھپی تھی اور جس کا اب بھاشہ ترجمہ بھی چھپا  
 ہوا ہے۔ یون بیان فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بڑی بھاری  
 غلطی کرتے ہیں جن کا یہ گمان ہے کہ صبح کی ہوا خوری صحت  
 کے لئے مضر اور علی الصبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی اوس نقصان  
 دہ اور ہانی کارک ہے۔ صاحب مذکور کی ترجمہ کی کتاب  
 کے ۶۵ صفحہ کے اخیر میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ "صبح کا وقت  
 قدرت کاملہ کا "باتھ" یعنی نہانے اور صفائی کرنے کا ہے اُس وقت  
 آرام۔ خوشی۔ چاروں طرف پھیل جاتی ہے۔ صبح کی اوس  
 فائدہ مند اور صحت بخش در آں حالے کہ شام کی چند  
 مفید نہیں ہے؟



اس لئے صبح کی اوس سے ڈرنا اور صبح کی سیر نہ کرنا  
 بدھسی مانوں کی سلیم طبع سے بعید ہے۔ مشہور ڈیوک آف  
 ونگٹن کی بابت یہ پڑھنے میں آتا ہے کہ جب اُن کی  
 آنکھ بسترے میں صبح کے وقت کھلتی تھی۔ فوراً سستی  
 چھوڑ جاگ کر ہوا خوری کے لئے جاتے تھے +

یہی نہیں بلکہ بادشاہ جارج سویم نے جس نے انگلستان میں  
 سب سے بڑھکر بادشاہت کی ہے اور جو بہت بوڑھا ہو کر مرا  
 تھا، دو بوڑھے شخصوں کو اپنے حضور میں بلایا۔ یہ دریافت  
 کرنے کے لئے کہ اُن کی دراز عمری کا باعث کیا ہے۔ تو اُس  
 کو صرف اُن کے حالات سے یہی معلوم ہوا کہ صبح کی ہوا  
 خوری ہی اُن کی دراز عمری کا زیادہ تر باعث ہے +

مندرجہ بالا بیان سے ناظرین کو ظاہر ہو گیا ہوگا کہ صبح کی  
 ہوا خوری انسانی صحت کا کیسا جڑ اعظم ہے +

اس بیان سے کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ آگے پیچھے  
 یعنی دن اور رات بھر انسان کو تازہ ہوا کی ضرورت نہیں



کسی نش کو ایسا خیال کرنا نہیں چاہئے۔ بلکہ مکانوں کی رہائش سے پرہیز لازم ہے۔ جہاں کہ تازہ ہوا کافی نہیں پہنچ سکتی یا جہاں کہ سورج کا اوجالا نہیں پہنچتا +

سانس لینے کا طریقہ [امریکہ کے مشہور اور لائٹانی عالم جناب اینڈر جیکسن ڈیوس صاحب کا قول ہے کہ انسان کو دم لیتے وقت عموماً مُنہ بند رکھنا چاہئے۔ صرف ناک کے راستے سے دم لینا چاہئے۔ اگر دوڑتے یا ورزش کرتے وقت مُنہ کے راستے سے دم لیا جائے تو اُس کا کچھ مضایقہ نہیں ہے۔ اور اس حالت میں کچھ بھی ہرج واقع نہیں ہوتا +

تازہ ہوا خون بناتے سب کو جاننا چاہئے کہ انسان کی طاقت کا کاکیسا معاون ہے باعث وہ خوراک نہیں ہے جو کہ کھائی جاتی یا پیٹ میں ڈالی جاتی ہے۔ بلکہ وہ خوراک ہے جو ہضم کی جاتی یعنی سچائی جاتی ہے + جب انسان خوراک کو پیٹ کے اندر ڈالتا ہے تو اُس خوراک سے تب خون بننے لگتا ہے جبکہ باہر کی عمدہ تازہ ہوا اُس کے ساتھ آن کر لگتی ہے۔ یہی چو

یہ جاننا لازم ہے کہ انسان کو ہر وقت عمدہ تازہ ہوا کی ضرورت ہے اُن م



ہے کہ عموماً اُن لوگوں کا ہاضمہ یعنی پاجن شکلی تیز ہوا کرتی ہے۔ جو کہ اکثر ورزش بدنی کیا کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو تازہ صاف ہوا دم لینے کے لئے کم ملتی ہے اُن کو اکثر خوراک ہضم نہیں ہوتی۔ یا تو اُن کو قبض کی شکایت رہتی ہے یا انہیں نرم پاجن یا دست آنے لگ جاتے ہیں۔

ورزش کرنے سے انسان جو لوگ صبح کی سیر کافی کرتے ہیں اُن کا خون صاف ہوتا ہے کو صبح کے وقت کسی اور ورزش

کی چنداں ضرورت نہیں۔ لیکن شام سونے سے چار گھنٹہ پہلے اُن کو ضرور کسی قسم کی مفید صحت ورزش کرنی چاہیے یا ورہے کہ ورزش کرنے کے بعد نہانا منع ہے۔ اگر بیشتر نہالیا جائے تو مفید ہے۔ کھانا کھا کر ورزش کرنی نہیں چاہئے عموماً ورزش کرنے کے ایک گھنٹہ بعد خوراک کھانی چاہئے تھکنے سے پیشتر ورزش کی جائے تو بیماری ہونے کا اندیشہ ہے

زیادہ مانگوں کی ورزش کرنا بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ڈیڑ یا زیادہ چلنا مضر صحت ہے، کھانا یا اور اسی قسم کی ورزش کرنا

مچھڑ دینی چاہئے اگر تھکنے پر بھی ورزش



مشایان شان نہیں۔ کھلے جنگل میں دوستوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے وہ کئی میل نکل جاتے ہیں دل میں یہ خیال رکھتے ہوئے کہ زیادہ سیر کرنے سے ورزش ہو جائیگی۔ مگر یہ اُن کی غلطی ہے اس قسم کی ورزش سے نیچلے اعضا کی طرف خون کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عموماً انسان کی منی یعنی دیرج کو بدن سے خارج ہونے کا موقع ملتا ہے ۽ پس ورزش کے لئے ڈنڈ نکالنا سب سے مفید ہے۔ کیونکہ اس سے چھاتی غصہ اعضائے ریمہ طاقت پکڑتے ہیں اور منی یعنی دیرج بھی بدن میں بخوبی قائم رہ کر جسمانی حرارت اور عقل کے مساوی کو بڑھاتا رہتا ہے ۽

صاف پانی صحت کے	کون نہیں جانتا کہ پانی انسان کی جان ہے
لئے نہایت مفید ہے	پانی سے بدن کی صفائی ہوتی ہے۔ اور

اسلکی کھال کے سوراخ اس کے ہی ذریعہ سے صاف ہوتے ہیں ہمارے جسم کا اعلیٰ جز خون ہے اور خون کا اعلیٰ جز یہ پانی ہے پانی نہ صرف پینے وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بلکہ آج



کل امریکہ کے مہذب اور تعلیم یافتہ ڈاکٹر لوگ پانی کے ذریعہ سے  
 کئی بیماریوں کا خاطر خواہ علاج کرتے ہیں گندے بدبو دار میلے  
 کچیلے پانی کا استعمال انسان کو کبھی نہیں کرنا چاہئے گندھے پانی  
 کے پینے سے جو بیماریاں انسان کے جسم میں پیدا ہوتی ہیں وہ  
 بیشمار ہیں اس لئے ہمیشہ پینے کے لئے صاف پانی کا استعمال  
 کرنا چاہئے +

قبضی کے لئے پانی	صبح کے وقت اٹھ کر جس شخص کو خفیف
کا استعمال	سی قبضی ہو وہ ایک گلاس پانی پی لے۔

اس سے قبضی دور ہو جاتی ہے +

آنکھوں کی بینائی کے	جس شخص کی آنکھیں کمزور ہوں یا آنکھوں
لئے پانی کا استعمال	سے پانی جاتا ہو اس کو چاہئے کہ صبح

نہانے کے بعد ہاتھ میں چلو پاتی لیو سے اور ناک میں اس کو  
 اوپر نسوار کی طرح چڑھا جائے اور اُس پر چڑھائے ہوئے پانی  
 کو گلے یا منہ کے راستے سے باہر نکال دے اُسی طرح ناک  
 کے دوسرے سوواخ میں چڑھا دے۔ گویا تین چار چار مرتبہ



ایسا کرے ؟ جس وقت پانی ناک کے اوپر چڑھ جاتا ہے ۔ تو  
 دماغ میں کچھ خارش سی معلوم ہوتی ہے ۔ اس خارش سے  
 ڈرنا نہیں چاہئے ؟

پنڈٹ لیکھرام و پنڈت گوردت جی ایم ۔ اے کا قول ہے  
 کہ سوامی دیانند سرسوتی جی اپنی بنیائی کی درستگی اور تیزی  
 کے لئے پانی کی اس طرح سے سنوار لیا کرتے تھے ۔ یہی  
 نہیں بلکہ ”ہائیڈرو پتھی“ جو کہ علم طبابت کی ایک شاخ  
 ہے ۔ اُس کے مطابق یہ نسخہ درست ہے ؟

صحت کے لئے خوش طبیعت چاہو انسان کے کھانے کے لئے  
 کا ہونا ضروری ہے کیسے نفیس اور اچھے دل کش کھانے

کیوں نہ دھرے ہوں ۔ مگر جب آدمی کا جی کھانے کو چاہتا  
 ہی نہیں تو وہ کھانے کو ڈی کے کام کے نہیں ۔ وہ  
 لوگ جن کو کہ دل میں کسی نہ کسی بات کا فکر اور غم  
 لگا رہتا ہے ۔ وہ اچھے کھانے کھاتے ہوئے بھی دبے پتلے  
 اور کم زور ہی بنے رہتے ہیں ۔ مگر وہ کنکال آدمی جس کو



کہ کسی بات کا فکر نہیں ہے۔ وہ روکھی سوکھی روٹی کھانے پر بھی پہنچا جاتا ہے۔ ڈاکٹر چیوس صاحب فرماتے ہیں کہ غصے سے انسان کا ہاضمہ کم زور ہو جاتا ہے۔ اس لئے آدمی کو کبھی غصہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس سے صحت بدنی خراب ہو جاتی ہے +

خوراک کا مدعا کیا ہے [جانتا چاہئے کہ روٹی وال وغیرہ جو اشیاء ہم خوراک کے لئے روز مرہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کا ہمارے جسم کے اندر جا کر حرارت قائم کرنا مدعا ہوتا ہے۔ انسان سخت یا اور کئی کاموں کے کرنے سے اپنے بدن سے حرارت باہر نکالتا رہتا ہے۔ اور پیشاب۔ پاخانہ پسینہ وغیرہ کے راستہ سے انسانی جسم کے کئی اجزاء جو باہر نکل جاتے ہیں اور ان سے جو بدن میں کمی ہو جاتی ہے۔ اس کمی کو بھی کھائی ہوئی خوراک بہم پہنچاتی ہے +

خوراک کس قسم کی ہونی چاہئے [ذاکروں نے ثابت کیا ہے کہ



انسان کی صحت بخش خوراک مندرجہ ذیل اقسام کی ہو سکتی ہے +

اول - البیومینٹ - مثلاً دودھ - مختلف قسم کی دالیں -

چنانچہ مٹر - وغیرہ وغیرہ اس قسم کی خوراک سے ہم کو نائٹروجن ملتی ہے - اور ان کی اجزاء ترکیب ہمارے

جسم کے البیومن سے شائبست رکھتی ہے +

(دویم) ہائیڈروکاربن - مثلاً مکھن - گھی - تیل وغیرہ

اس قسم کی خوراک سے ہم کو ہائیڈروجن ملتی ہے اور

اُس کے جلنے سے حرارت غفریزی قائم رہتی ہے نیز اس

سے خون - دماغ - اور چربی کی پرورش ہوتی ہے +

(سویم) کاربوہائیڈریٹ - مثلاً گندم - چاول - اجڑا - آلو وغیرہ

وغیرہ - ان میں سے ہم کو کاربن ملتی ہے - جو ہمارے

جسم کی بناوٹ کی جزا عظم ہے +

(چہارم) پھل پھول - ان کے کھانے سے ہمارے خون

کی صفائی ہوتی رہتی ہے - اس لئے مناسب ہے کہ



عمدہ تازہ صحت بخش پکے موسمی پھل اور میو اعتدال سے استعمال  
کئے جائیں + نیز مختلف قسم کے مصالحہ - مثل لونگ - الائچی  
زیرہ - دھنیا وغیرہ اور معدنی نمک بھی کھانے مفید ہیں  
ان سے کسی قدر ہاضمہ کی رطوبتیں بڑھ جاتی ہیں -  
اور کھانا ذایقہ دار مفید صحت بن جاتا ہے +

عمدہ خوراک کو نشی ہے سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ سب سے

عمدہ خوراک وہی ہے جو قدرت میں سب کو باسانی ملے  
ہو سکے۔ صحت بخش خوراک کی عموماً یہ پہچان ہے کہ  
وہ عام خوراک ہوا کرتی ہے۔ بڑے بڑے شہروں کے  
رہنے والے جو اکثر گاؤں والے لوگوں کی بہ نسبت کم  
زور ہوتے ہیں اُس کا ایک بڑا باعث یہ ہے کہ وہ  
بجائے سادہ اور زود ہضم خوراک کے زیادہ عمدہ مصالح  
دار جس میں گھی وغیرہ زیادہ پُرا ہوا کھاتے ہیں۔ مثلاً  
پوڑی - کچوری - لُجی - حلوا وغیرہ اور کئی اقسام کی  
مٹھائیاں جو کہ البتہ قیمتی تو ہوتی ہیں پر صحت اور



تندرستی قائم رکھنے کے بجائے اُلٹا صحت کو بگاڑتی  
ہیں +

قدرت کے قانون امیر و غریب قدرت سکھاتی ہے کہ سب آدمیوں  
کے لئے یکساں ہیں + کی خوراک ایک قسم کی ہونی

چاہئے دیکھو جو ہوا شہریوں - امیروں - راجاؤں کو درکار  
ہے وہی ہوا گانوں کے باشندوں اور غریب لوگوں  
کے لئے ضروری ہے۔ جو پانی ہم پیتے ہیں وہی گنوار  
لوگ (قدرت میں سب آدمی ایک ہی قانون کے پابند  
ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آگ گنوار کا ہاتھ تو جلا دے  
پر شہر کے رہنے والے کا نہ جلا دے)۔ جب ہوا اور پانی  
جو کہ خوراک کا جز اعظم ہیں۔ شہری اور گنوار یعنی امیر  
و غریب کے لئے یکساں مفید اور ضروری ہیں تو کیا وجہ  
ہے کہ باقی خوراک دونوں کی ایک قسم کی نہ ہو؟

عہدہ صحت بخش خوراک صاحب عقل جانتے ہیں کہ خوراک  
کی حواسوں سے پہچان کی پہچان ناک اور آنکھ سے کر لینی



کیسی ضروری ہے۔ مثلاً اگر کسی بے علم اور جاہل آدمی کو ایک سیب کھانے کے لئے دیا جائے تو پہلے سیب کی رنگت کی خوبصورتی اُس کے دل کو اس کے کھانے کے لئے مجبور کر لگی۔ آنکھ اُس جاہل کو بتلا رہی ہے کہ یہ پھل ضرور کھانا چاہئے۔ دویم جس وقت وہ سیب کو ہاتھ میں لے گا تو اُس کی بھیننی بھیننی عمدہ خوشبو اُس کے ناک کے اندر جب جاٹگی تب بھی اُس کا دل لپچا گا کہ یہ پھل کھا لینا چاہئے + اگر انسان خوراک کے استعمال کرنے میں ناک۔ اور آنکھ سے واجبی امتحان اس خوراک کا کر لے تو وہ بُری اور مضر صحت خوراک کے کھانیسے بچ سکتا ہے +

وہ پھل اور میوے جو گندے سڑے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ گندم جو پُرانی ردی ہوا کرتی ہے اس کو انسان کا ناک بتا سکتا ہے کہ یہ بدبو دار ہونے کے باعث کھانے کے ناقابل اور مضر صحت ہے +



اول تو سترے ہوئے پھل کی شکل ہی دیکھنے سے آدمی  
جان جاتا ہے کہ یہ مضر صحت ہے ہاں اگر آنکھ اس کے  
پچاٹے سے چوک جائے تو پھر ناک انسان کو اس کی  
خاصیت سے مطلع کر دیتا ہے ۛ

جس خوراک کی شکل اچھی اور راستی کے متلاشی یہ لکھتے ہیں  
وہ خود خوشبو دار ہو اس کے کہ شیر۔ ہرن۔ ہاتھی وغیرہ جنگلی  
کھانسیے بیماری کم ہوتی ہے۔ جانور اور وہ جانور اور حیوان

جو کھلے آزادی سے جنگلون میں پھرتے ہیں۔ وہ بیمار۔  
بہت کم پڑتے ہیں۔ اکثر وہ قدرتی موت سے مرتے ہیں  
یا شکاری وغیرہ جاہل ظالم لوگ ان کی موت کا باعث  
ہوتے ہیں ہاں اس کی وجہ صاف ہے یعنی یہ جانور اپنی  
حواسوں سے اپنی خوراک کی پہچان کر کے کھاتے ہیں۔ اسلئے  
انسان بھی اگر اپنی حواسوں سے خوراک کی پہچان کر  
کے کھائے تو امید کامل ہے کہ وہ بھی بیماری کے دام میں کم  
پھسے ۛ خوراک کے بارہ مین انسان کے حواس اس کے



ایسے سچے رہنما ہیں کہ وہ کبھی دھوکھا نہیں دیتے۔ خوراک  
 جانچنے کی ہمارے پاس گویا حواس گھسوٹی ہے۔ اب ہم اس  
 گھسوٹی سے جانتا چاہتے ہیں کہ آیا گوشت بیفے مانس انسان  
 کی طبعی خوراک ہے یا نہیں \*

اول انسان کی آنکھ	کوئی شخص جس کو کسی باغ میں یا کسی
اُس کو گوشت کھانے	سبزی کے کھیت میں جانے کا اتفاق ہوا
سے منع کرتی ہے۔	ہوگا۔ وہ جان سکتا ہے کہ اُس کی آنکھ کو

سیب۔ انار۔ نارنگی۔ یاگیوں وغیرہ اور دیگر اُس قسم کے  
 اُگے ہوئے پھلوں کو دیکھ کر کیسی طراوت آتی ہے اُس کی  
 آنکھ اُس شخص کو کبھی منع نہیں کریگی کہ تو باغ میں مت  
 بیٹھ یا مختلف اقسام کے پھل پھولوں کی طرف مت دیکھ  
 اس کے برخلاف اگر وہی شخص بوچر خانہ میں تشریف  
 لے جائے تو وہاں جب اُس کی آنکھ۔ گوشت۔ چربی۔ ہڈی  
 لہو۔ میل۔ پیشاب پاخانہ وغیرہ پرگیگی تو فوراً اُس کو ایک طرح  
 سے گویا یہ کہے گی کہ یہاں سے جلد چل ہو یہاں جانور کے



گوشت کی طرف مت دیکھ اُس شخص کا جی قدرتاً گھبرائے گا اور وہ اس  
 اُسکو پکار پکار کے کہیں گے کہ یہاں ٹھیرنا ہی مناسب نہیں۔  
 اس بیان سے عقل مند جان سکتے ہیں کہ اگر گوشت ہماری قدرتی  
 خوراک ہوتی تو آنکھ کو اُس خوراک کے دیکھنے سے ویسا ہی لطف  
 آتا جیسا کہ پھل پھول اناج وغیرہ کے دیکھنے سے آتا ہے۔ مگر جب  
 یہ حال نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ہم کو ایک بڑا قدرتی رہنما ہے  
 آنکھ یہ ظاہر کر رہی ہے کہ یہ تمہاری خوراک نہیں ہو سکتی +  
 خوراک ہونا تو درکنار بلکہ گوشت مردہ جانور کا دیکھنے کے بھی لائق  
 نہیں +

ناک بھی انسان کو گوشت جس وقت آدمی کسی تازہ پھل مثلاً سیب  
 کھانے سے روکتا ہے  
 خر بوزدہ آم وغیرہ کو ہاتھ میں لیتا ہے تو اُس  
 کی بھیڑنی بھیننی خوشبو جس وقت تک میں سے ہو کر دماغ کو جاتی ہے  
 تو اندر سے جی بے اختیار یہ چاہتا ہے کہ اس پھل یا میوے کو ضرور  
 اسی کھالینا چاہئے + مشہور ڈاکٹر ولیم ایکنسن - ایم۔ آر۔ سی۔ ایس  
 اپنی کتاب *Functions and Disorders*



## of the Reproductive organs

کے صفحہ ۲۶ میں یون بیان فرماتے ہیں کہ کھانے کے وقت جو منہ میں تھوک آتی ہے۔ اور کھانے کو دل جو چاہنے لگتا ہے اُس کی وجہ خوراک کی عمدہ خوشبو ہونا ہے + کبھی سننے میں نہیں آیا کہ میل یا کچھ دیر کے بعد انسان کو اُس کے کھانے یا سونگھنے پر آمادہ کرے۔ اگر انسان گوشت کے ٹکڑے کو لے کر ناک سے لگائے تو اُس کی بدبو ناک سے بھی نہیں جائیگی۔ اُس کی سراند سے دل اختیار چاہیگا کہ اس گوشت کے ٹکڑے کو پھینک دیا جائے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ بوچڑ خانہ کی سیر کرنے سے خوشبو آتی ہے جس گھر میں گوشت پڑا ہو اُس گھر میں سے ایسی سخت بدبو آتی ہے کہ وہاں ٹھیرنے کو ایک منٹ بھی جی نہیں چاہتا جیسا کہ پاخانہ کچھ دیر تک ہوا میں پڑا رہنے سے سڑ جاتا ہے اور بدبو پھیلاتا ہے۔ ویسا ہی حال گوشت کا ہے۔ مگر وہ اشیاء جو کہ خوشبو رکھتی ہیں ان کا یہ حال ہرگز نہیں کہنے سے

پہلے اناج دالیں۔ دودھ۔ گھی وغیرہ چاہو کتنی دیر ہوا میں کیوں نہ پڑے رہیں کبھی بد بو نہیں پھیلائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ جب کوئی جانور مثلاً چوہا۔ یا کبوتر۔ یا چڑی وغیرہ مری ہوئی تین چار گھنٹے سے ایک کمرہ میں پڑی رہے تو وہیں سے ایسی بدبو آئیگی کہ اس جگہ ہرگز کھڑے ہونے کو دل نہ چاہے گا۔ جب مردہ جانور ایسی بدبو پھیلاتا ہے۔ تو اسی بدبو دار مردہ کے گوشت کو کھانا نہ کیا عقل مندوں کا کام ہے +

یاد رہے کہ جس خوراک میں بدبو ہے وہی انسان کی بیماری کا باعث ہے۔ بعض عالموں نے بدبو کو ہی بیماری قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ پاخانہ۔ پیشاب۔ میل وغیرہ بدبو دار ہونے کے ہی باعث انسان کی صحت کے بگاڑنے کا باعث ہیں۔ بدبو کو انسان قدرتی نفرت کرنا ہے۔ گوشت بدبو دار ہونے کے باعث نفرت انگیز شے ہے۔ وہ شے جس کے کھانے سے نفرت آتی ہو۔ وہ کھائے جانے پر بھی کبھی صحت انسانی بڑھانے میں مدد نہ دیگی +



گوشت خوری جہالت ہے | قاعدہ ہے کہ جس جانور یا حیوان کا گوشت  
 کھانا ہو اُس کو جان سے ہلاک کرنا پڑتا ہے۔ جس وقت اُس  
 جانور کا گلہ کاٹتے ہیں تو اُس کی موت کے وقت کی چیخیں  
 اور گریہ وزاری کی خوفناک آواز جب کان میں آکر پڑتی ہے  
 تو سُن کر دل پھٹتا جاتا ہے۔ پتھر چٹ بھی رو پڑتے ہیں۔  
 کان گوارا نہیں کرتے کہ ایسی ہولناک آواز کو سنیں۔ اس  
 لئے جانور کا ذبح کرنا یا اُس کو قتل کرنا سراسر خلاف قانون  
 قدرت اور فطرت انسانی کے ہے \*

گندہ بدبودار شے کو کون ہاتھ لگانا اور اُس کو منہ میں  
 رکھنا چاہتا ہے گوشت جب کہ ثابت ہو چکا ہے کہ بدبودار  
 ہے اِس لئے اُس کو ہاتھ لگانا۔ یا منہ میں ڈالنا خلاف طبع  
 انسانی ہے \*

مندرجہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ حواس خمسہ میں  
 سے کوئی بھی حس انسان کو گوشت کا کھانا جائز نہیں بتلاتی  
 اِس لئے قدرتی قوانین کے منشا کے مطابق کام نہ کرنا اور

انسانی فطرت کی سچی ہدایت کو نہ مانتا۔ سراسر جہالت ہے ؟  
 قدرِ انسان گوشت خوری کے لئے نہیں بنا ہے۔  
 بھینس۔ بکری۔ وغیرہ حیوانوں کی مانند اپنی معدہ کی بناوٹ  
 نہیں رکھتا ہے۔ گائے وغیرہ حیوانوں کے چار معدے ہوتے ہیں  
 اور وہ گھاس وغیرہ پر گزران کرتے ہیں اس لئے انسان  
 گھاس پھوس کھانے والا نہیں ہے۔ اور نہ ہی انسان کے  
 معدے کی بناوٹ شیر۔ گیدڑ۔ وغیرہ کے معدے کی بناوٹ  
 سے ملتی ہے۔ شیر۔ وغیرہ کا معدہ چھوٹا ہوتا ہے اور یہ حیوان  
 گوشت پر گزران کرتے ہیں۔ چونکہ انسان کا معدہ شیر وغیرہ  
 کی طرح نہیں ہے۔ اس لئے یہ گوشت خوری کے لئے قدرتا  
 نہیں بنا ہے ؟

زمانہ حال کے مشہور ڈاکٹر انکنگس فورڈ نے اپنی کتاب بنام  
 پرنکٹ دی ٹوڈائٹ کے پہلے ستارہ صفحات میں یہ ثابت  
 کر کے دکھایا ہے کہ انسان کی بناوٹ بہت کچھ بندر

پنڈت کالکے  
 گوروکول کانگڑی



سے ملتی ہے۔ انسان کے معدے کی بناوٹ ویسی ہی ہے  
 جیسا کہ نمبر کی۔ نمبر بھی نہ تو گھاس کھاتا ہے اور  
 نہ ہی گوشت بلکہ مختلف اقسام کے اناج پھلوں اور میووں  
 پر گزارا کرتا ہے۔ اس لئے انسان بھی پھل کھانے  
 والا یعنی اناج۔ پھلوں۔ میووں وغیرہ پر گزارا کرنے  
 والا حیوان ہے ۛ

غور سے پڑھو

پنجاب و بے ٹے رین سوسائٹی

یعنی

پھل آشنی سبھا کے اصول

۱، اس خوراک سے جس میں کسی قسم کا گوشت استعمال  
 کیا جاتا ہے۔ اور دوپائے یعنی پرند وغیرہ چوپائے یعنی

بکری۔ بیڑی وغیرہ پھولی اور انڈہ وغیرہ کے کھانے  
سے ہمیشہ پرہیز کرنا اور اُن کو کھانے کے ناقابلِ اشیا  
سمجھنا +

(۲) پھل پھول۔ میوے دالین۔ مختلف قسم  
کے اناج اور۔ دودھ۔ گھی کو عمدہ کھانے کے قابل  
اشیا سمجھ کر ہمیشہ کھانے کے لئے استعمال کرنا +  
(۳) ایسے ایسے لیکچر دینا یا کتابیں شائع کرنا جس سے  
سب انسان نباتات۔ اناج اور دودھ کی خوبی اور  
فضیلت کو جان کر سب قسم کے گوشت وغیرہ مضر  
صحت اشیا سے پرہیز کر سکیں +

(۴) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا اعلیٰ فرض  
یہ ہے کہ لوگوں کو آپ نمونہ بن کر دکھائے اور  
ہمیشہ ایسی کوششیں کرے کہ جس سے رگ۔  
گوشت۔ انڈہ وغیرہ کے کھانے سے بچ کر بھی  
تہذیب۔ اور شائستگی کے راہ میں چلنے کے لئے



صحت بدنی - طاقت و توانائی دراز عمری امن  
خوشی - اور فارغ البالی حاصل کر سکیں :

## المشخص

آترام سکر ٹیری - ٹودی پیلیا - دجے ٹے رین سو سائٹی لاہور  
بھارت سدھار لاہور

اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار ہر سنیچر کے دن مطبع اردو پریس  
لاہور سے شائع ہوتا ہے اس کی خوبی اس کے ملاحظہ سے معلوم  
ہو سکتی ہے - ایسا سستا اور کوئی اخبار نہیں ہے اس کا حجم  
۱۲ صفحہ ہے اور قیمت صرف ۱۳۱/۳۱ شہر والوں سے اور ۱۳۱/۳۱  
باہر والوں سے مع محصول ڈاک اگر ۲ پوچھے ایک شخص  
کے نام اکٹھے جاویں تو ۱۳۱/۳۱ مع محصول ڈاک لیا جاتا ہے  
ہر ایک قسم کی کتب بھی مطبع ہذا سے دستیاب ہو سکتی ہے  
المشخص

نیچر اخبار بھارت سدھار لاہور :

● ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॐ

पुस्तक सं०.....

आगत सं०.....

तिथि०.....

गुरुकुल गंगाधर काँगड़ी.

# नویدریوگان

مصنف

پندرہویں صدی کے صاحب آرمیاسافر

حسب اجازت مصنف

لاٹبریرین آرمیاسراج لاہور  
نے

۱۸۶۹ء

کرشن چندر پریس لاہور میں شائع کیا گیا ہے

قیمت فی جلد





# اوم

امجکل حالت بیوگان ہندوستان اسقدر افسوس ناک ہے کہ زبانِ  
 قلم کو طاقت نہیں کہ اسے پورا پورا بیان کر سکے قومی ریفارمرین اور  
 ملکی خیر خواہوں کو اس افسوس ناک حالت پر ایسی پریشوش و دردناک  
 ہو رہے ہیں کہ اس معاملہ پر خواہ مخواہ بحث کیا دے اور اس اختراعی  
 درد و آبی رہسم قبیح کے دور کرنے کیو اسطے سعی بلیغ سے جا لفتنا  
 ہو دے تاکہ بیوگان کی آہ سحری سے ملک کو نجات اور آریہ ورت  
 اپنی اصلی حالت کے پہونچے۔ مثاوی بیوگان ایک ایسا امر ہے کہ  
 جسیر کم سے کم تیس چالیس برس سے عقلمند کی توہمہ ہو رہی ہے



اور اس قدر مضامین اسکے بارے میں اخباروں میں درج ہو چکی ہیں  
 کہ اگر کل جمع کروں تو ایک ہی پہاڑی کتاب بن جاوے۔  
 ہمارے بہت سے ایسے پہاڑی موجود ہیں کہ جو دل سے اس رسم کی  
 برائیوں کے معترف ہیں مگر وہی تو لاپرواہ ہوتے ہیں کسی سے نہیں ہوتی کہ اپنی  
 اپنی قوم اور برادری میں ایسے قواعد منضبط فرما دیں جن کے وسیلے سے  
 بیوگان ہند ایک سخت ماتم اور مصیبت کا گرد آب تکلیف بن جو جو رنج و  
 تکالیف بیوہ کے سر پر گزرتے ہیں وہ انسان سے پنھان نہیں سمجھتا  
 کہ ہمارے پہاڑی اور ہمارے قوم کے بزرگ مطابق انکی اس قابل الرحم  
 مصیبت کو بیان نہیں دیتے فی زمانہ جو قحط اور وبا کا زور و شور ہو رہا  
 انہیں مصیبت کی بنا یوں بیوہ بیچارہ کو کر دے کہ دل کا اثر ہے یہی ہے

زندہ سوراوشعلہ در آب گل  
 کہ ظالم بد و زرخ رود بیگان  
 بے دیدہ باشی کہ شہر کشت

شکاش گر آسپہ برآورد دل  
 من غلم بیوہ ناتوان  
 چراغی کہ بیوہ ز برف و زخ



ایسی حالتیں دیکھ کر دیکھ کر اور ظلم ناگفتہ بہ بن سکر جب ہم کئی دوری  
 کے سرگروہ سے اس رسم بد کی تردید کی بابت گفتگو درمیان آتے  
 ہیں تو وہ صاحبِ شک نہاموس خاندانی کو وجہ عدم رواج بتاتے ہیں  
 یہ نہیں سمجھتے کہ ورسم خاندانی باقومی محض ظلم کی بنا پر قائم ہے اور  
 جس سے لاکھوں ہمجسوں کو انتہا درجہ کی اذیتیں پہنچتی ہیں اور  
 جس ظلم میں شریک ہونے سے وہ لوگ ہمیشہ کے نزدیک ہتھیار گنہگار  
 ہوتے ہیں اور قوم کو لاکھوں اقسام کی مصیبت میں ڈالتے ہیں انسانی  
 جامعہ ہر انسان کی محبت کو تراش کرنا اور جو سکھ دکھ میں ہماری ہمارے  
 دوست سے بھی بیزیر ہیں ان کے درونم کا خیال بھی نہ دہرنا بلکہ ہر کس  
 اور سکے جب اپنی جان پر اتفاقاً وہی مصیبت آ جاوے تو چہٹ پٹ ایسا  
 کہ ہر آ جاوے کہ یا سو د اگر ہی کا ہمارے غرق کر دیتا ہے۔ سوزت کرمانے  
 چنے کو سوچتا ہی نہیں۔ ایسی حالتیں اگر کوئی پسچے کہ اسی انصاف  
 دشمن۔ آئیے بزرگواران نہ پسندی۔ بہر خود ہم تمہند۔ تو اور کتنے تیار ہوگا



سبح ہے۔ قدر عافیت اُنکے داند۔ کہ در مصیبت گرفتار آید و قطع

ای سیرت انسان جوین خوش نہ نما

معشوق سزا آنکہ بنزدیک زشت است  
اور در خیال بریں کہ اعراف بہشت است

جس چیز یا رسم رواج سے ایک نصف حصہ انسانی کو اتنا پہونچاؤ سے انصاف

کی نگاہوں سے اور غور و فکر کی صلاحوں سے جلد رفع کمرین عین

وقت و بہتری کا باعث ہی لیکن جس کام کو ہم اور روح سگرنا چاہتو ہیں۔

جب تک کہ خود عامل نہ بنیں گے تب تک وہ کام کہی خوش اسلوبی سے انجام

نہو گا۔ پوری کامیابی کا ثمرہ ہم اوسدن اوٹھا دیں گے جسندن

جو زبان سے کہیں گے وہ کر دکھلا دیں گے قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص عالم عمل

ہوتا ہو۔ اوس کی نصیحت دلوں پر اثر کرتی ہے۔ یہ میریت

عالم کہ کامرانی دین پروری کنند

اور خوشنیتیں گم است کرار مہربی کنند

جب تک کہنے والا خود اوپر نہ چلے تب تک اس کے خیالات گمراہ اور محکم

کے سر انجام کیلئے عمدہ طور سے ظہور نہیں کر سکتے جس سے سنو وائے یا



دیکھنے والے کو دلپاؤ کا اثر پڑے۔ پس جن لوگوں کو پر ماتھانے  
 انکھ والا پیدا کیا ہے وہ بہت چال اندھون کے پیچھے لکیر کر فقیر بنکر  
 نہ چلیں۔ اور اس درونک کتاب کو چہرے پر کرنے سے لاکھوں انسانوں  
 کی جان کر داب غم سے نکل کر ساحلِ نوید پر پہنچے گی۔  
 غور سے پڑھیں اور عمل کریں رع بر رسولان بلاغ باشد و ہر

### ذکر مصائبِ بہوگان

جس قدر مصائبِ کہ بہوگان ہند پر ابتداء سے انتہا تک گذرتی ہیں اگر  
 انکو مفصل بیان کیا جاوے تو سنگِ راسا دل بھی یقین کامل ہی  
 کہ موم بنجاوے مشتے نمونہ از خروارے دس مصائبِ بیان کرتا ہوں  
 تاکہ جس کو قومی بہتری کا ہرگز خیال نہیں اور انسانی ہمدردی کو سون  
 دور ہے تو اب غفلت ہو گیا کہ یہ ہیں اور دیکھیں کہ آفتابِ لبِ مہ  
 مصیبتِ نغمہ ایک۔ جب گھر میں بیوہ پنڈیوار یا جیٹھیا رور کو



ان کی اپنی عورت سے خوشی کے کلمات کہتے سنتی ہے۔ تو ایسا غم  
 الم کا پہاڑ اوسکے دل پر ٹوٹ پڑتا ہے کہ پریشور کی بپاہ۔ اکثر بیوہ  
 یہ جاپ و روزیان رکھتی ہے۔ کہ

کیسی شب وصل سوتے گئے ہے	کیسی شب بھر روتے گئے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب الہی	نہ سوتے گئے ہم نہ روتے گئے ہے

بہت دفعہ دیکھنے اور سننے ہیں آیا کہ بیوہ بیچارہ کی ساری رات  
 و زاری و آخر شمار میں گزرتی ہے ایسی سوزناک کہ میں ورو ایک بڑا تیز  
 غم خانہ دل سے نکالتی ہے کہ اسے جہان ہم پر کنہ چہنا بچہ ایک عقلمند  
 کا قول ہے کہ بنگ ہند کی تباہی بیوہ کی جان کا ہی ہے۔ افسوس۔

تو خوش خفتہ بالائی فرشتہ حیر	یہ دہم الم بیوہ بیست اسے
دو ہٹہ۔ پاپی کو دوزخ نہیں دہری نہ کی جاسی ہوا و نسا فارح جانا کرمت	کوئی دہم محالے۔

ارٹھ۔ ذکر ہے کہ ایک دفعہ ہگت کبیر جی سے ایک فقیر ظاہری نے



جو قوم سے ماہی گیر تھا۔ کچھ دن مانگا۔ کبیر جی اپنی کام میں مصروف تھے  
 بلا دریافت کیس قدر رشتہ سوت کا ویدیا۔ اوسنے دام بنایا اور ماہی پکڑ کر  
 پاس کبیر جی کے نذرانہ دلایا۔ اونہوں نے سبب اوسکا دریافت فرمایا  
 دیتا دے کہا کہ آپ ہی کی نظر مہربانی ہے۔ اور اوسی سوت کی برکت  
 او میری جانفشانی۔ کبیر جی سنگر نہایت پریشان خاطر ہوئے حیدر  
 دام لیکر چلا دیا اور وہرہ مصیوق الذکر زبان سے ادا فرمایا علی ہذا  
 القیاس جو لوگ بیوہ کو بیوہ رکھنا اسی دھرم جانتے ہیں اور شرمی  
 بیوہ کو اوہرم ملتے ہیں جو درحقیقت معاملہ برعکس ہے۔ اونکو اس  
 وہرہ سے متنبہ ہونا چاہیے۔

مصحفیت نمبر دوم جنکو اس حالت بیوگان سو پوری آگاہی ہے  
 انکی زبان سے سننے میں آیا ہے۔ کہ انکا عیش پس جب تک کہ بیوہ مرنے جاوے  
 یا کسی اور کے گہر نہ جاوے تب تک تلخ بلکہ منہض رہتا ہے۔ وہ اپنی عورتوں سے  
 بھی اختلاف پابند کر دیتے ہیں۔ اونکو بھی خوشی کے سامان نہیں کر دیتے



بیوہ ہو جانا و حقیقت افسوس ناک واقعہ ہے کہ جس کے گہرین کوئی عزیز  
 رشتہ دار بیمار ہو وہ گہری بیمار بن جاتا ہے۔ لیکن سوچو جو مقام ہو گا  
 والے بیمار پڑ جاویں تو بیمار اچھا ہو گا۔ یا دوسری روائی کرنے سے کوئی  
 تپوڑی عقل والا بھی نہ کہیں گا کہ علاج نہ کرنا چاہئے۔ وہ وہ کیا ہے صرف  
 ہم لوگوں کی نظر عاطفت یعنی بموجب حکم وید مقدس و شاستر متبرک  
 بیوہ کا پتھر واد۔ یا دوبارہ شادی کرنا بہت

دوا ہے پاس ہم قسمت کو رٹو | عجب نادان ہیں دانش کے تپوڑے

مصیبت کبھی سوچیم بحالت بیوی بیوہ کو مجبوراً کل نعم دنیاوی  
 سے ناتھہ دو بنا پڑتا ہے۔ صرف ظاہر داری کے لحاظ سے۔ ورنہ دیکھ تو  
 خدا جانے کس کس چیز پر ٹپکتا ہو گا۔ بھدر روی انسانی کے بلکہ کوئی  
 غور سے دیکھتے ہیں تو نصف النہار کو آفتاب کی رو سپر نظر آتا ہے پھر  
 بیگانی آنکھ کا شکا نظر آتا ہے۔ لیکن ایسی مان شہر نہیں سوچتا بہت  
 باہمین مردمان بیاید ساخت + چہ تو ان کرد مردمان این اند +



انسانی مارن سے پہر تا واجب سمجھ کر فرض معلوم ہو کہ اس معاملہ میں جتنی  
 رکاوٹیں رواجی یا ملکی یا مذہبی ہمارے ہی یا بیگانوں کو دامنیگیں۔ دو رکاوٹیں  
 بیوہ کو سونے سے مفصل عرض ہوں جسکو زندگی پر میں بمنزلہ قیدی ہنسنا پڑتا

دن کا فریاد سوارات زاریاں کٹی || امر کتنے کو کٹی پر کہا ہی تواریسی کٹی

مصیبت نمبر چارم۔ نہراون اہل ہندو بیوگان سے اس حد  
 ظلم اور ستم روا کرتے ہیں کہ ناگفتہ بہ جایدا و خاوند سے او نہیں  
 کر دیتے ہیں نان و نفقہ اونکو کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تاکہ اسکو بیوہ ہو و انکم  
 کر دین۔ وہ لوگ زندگی میں اس کے خاوند کو دشمن جانی ہو بعد مر نیکی  
 وارث خاندانی بن بیٹھے بیوہ کا حال کے نقصان پایہ و دیگر محتاج ہمسایہ  
 کے ہمسایہ ہو گیا خود غرض پر ہمتوں نے اونکو بالکل مبدخل کر دیا  
 اگرچہ قانون سرکاری وراثت میں بیوہ کی پاسداری کرتا ہے لیکن انصاف  
 سوز ہندوؤں نے انکو حق میں سخت اندھیر مچایا اور تاکہ کو لا پ سے  
 انکو چاہ لا وارثی میں گر آیا بیوہ بیچارہ درو غم کی ماری کو اوس



سو گواہی میں چہوڑ کر مکاری سے اوسکا استری وہیں بھی رہتے ہیں  
اور بالکل خوف پر ناخدا میں نہیں دیکھ کر انکی ایک دم کی شادی بیوہ  
مظلوم کو نامرگ شاد رکھتی ہے۔ بہت

تمہاری نظر تر تم غصہ بٹھری | ہمارے جان گئی ایکی اد اٹھری

محبوبت نمبر چہم۔ عام مقولہ ہے کہ عورت میں نمبر نہ مرد کو قوائے  
شہوی زیادہ ہیں تو جبکہ باین ریش فش بلاروک ٹوک دوسری شادی  
کر لیتا ہے تو عورت کی محافت کا کوئی غدر معقول معلوم نہیں ہو تو  
قدرت پر لحاظ کرنے سے ملاحظہ ہے کہ قدرت جو از اومی مرد کو دی ہے  
وہی عورت کو اور حبیب شہوی قوائے زیادہ ہونیکے کسی اوسکو  
حمل ہو گیا تو اکثر دوائی اسقاط حمل کہا کر انپر کوضائع کرتی ہیں۔ اگر مایا کو  
معلوم ہو گیا تو بیوہ کو زہر مقسوم ہوا اور نہ خود بیوہ جنین کو بعد ولادت  
ابھیں باہر جا کر پھینک تھی ہے۔ جہاں وہ مرجاتا ہے پھینک دیا کر  
بعد تحقیقات وثبوت کامل کے بیوہ سزا یا ب جسد ام یا پھانسی دی ہے



ای انصاف و شمنو ذرا بہت دہری کی ٹپی آنکھوں سے اوتار دیا اور سوج  
 کر دکا کر دوائی اسقاہ عمل کہا کر محل ضائع ہوا یہاں پہونہ کو نہر دیکھا گیا یا  
 جنین بعد ملاو مت ہوا گیا یا پیوہ پہانسی می گئی تو ان چار جرمونکا  
 گناہ کسی گردن پر عاید حال ہو گئے مین تو صاف کہتا ہوں کہ خود غرض  
 برہمنوں کی گردن پر یا اس کے مان باب و نوش واقارب کے سپر پر۔  
 جنہوں نے اندھ دھند بنا سوچے سمجھے جاہلون سکاروں کا قول تسلیم کر لیا  
 اور چاہ باطل بلائے فضالت میں منہ کے بل گرے۔ اید ہرم کر برقمین  
 دہرم کرنے والو غور سے پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ اگر کوئی بات غلط سمجھو  
 تو اطلاع دو اور جواب معقول سن لو۔ بہیت

بر آوردن کار امیدوار بہ از قید بندہ می شکستن ہزار  
 مصیبت نمبر ششم بیوہ جب بختاوندگی سے لاچار اور چور و ظلم  
 رشتہ داروں سے بیکار ہوتی ہے۔ تو یا مہجوری تیر تہونکا پرانہ  
 کانشی بریاگ وغیرہ کو چلی جاتی ہے تصورات بستر تنہائی نمبر قمر خدائی



ظالم رشتہ دار و نکلی جلدائی انہی پر گوارا کرتی ہے اور سفرِ صحتِ اشرکی  
کالیف سے لاپرواہی سمجھ نہ منہ نہ چارہ ہجر جرتی ہے تیرہون پر جا کر فہم لاد  
مراوین پاتی اور اس بھجن کو گاتی ہے۔

|| ہماری گردہر گویاں دوسرو نہیں کوئی ||

پتی کال دس بہیو بال و دودھ ہوئے      بتیاسین جہان پڑی نہیں نہ ہوئی  
جانکی ہونک تہہ شتر و م سوئی +      جنم سہر و کہہ ہوگ بہو گوک کوئی  
قسمت کیکی کہہ بہر بہرین ہوئی      میرن کر گو پال لال دوسر و نکوئی  
عقل مند بخوبی جانتے اور آنکھوں والا اچھی طرح پہچانتے ہیں کہ لڑکے  
گیری سٹیا سی۔ ان سے بچے تو دیکھے کانشی ایک دل جلی بیوہ نے اپنی  
من کا بخار اس طرح نکالا ہے۔ **غمان**

چیت چیتا بال چخامیے سرستی آئی  
ایک مہینا۔ نال کنت نہیں سیج ہنڈائی  
لی تالی ہیں پٹی غمان درج اور اتین نہیں نہ آو



کنت دھپوڑا رات دھمیراجی جلاو  
 دسا کہہ دھمیراجی من اونیان پوان  
 کہی جی گہری مائی نو میران دتیاں لان  
 نج جیمینڈنی مینون ہونے مانے  
 سو باہن مر جا کجس میر لگن گنڈے  
 علے نڈا اقیاس دیگریش۔

مصیبت جگر مفتہم حبیبیہ کو کوئی دلا الہ سہلی یلگی یا گوبر  
 کنیشون کے نیچے ٹنگی نوادل چہ پڑہ پیر سر بازار پٹھانین لیکر پٹھان  
 جاتی مین اس سے صاف ظاہر ہے بیت  
 انزنا افتد و باندر جہات قحط افتد ہم بلا اندر جہات  
 ہائیو اگر جہاتے ہو کہ اے دن ہماری ملک مین طوافین کم ہون جہانہ  
 قحط کم پڑے بلیات آسمانی سے رنائی ہو تو ہو گان کا شادی سحر دل  
 شاد کرو ورنہ یاد کر نہا۔ بیت



کے چین رسم درج خواہد بود کار بیوہ تباہ خواہد بود

سب

مکن ظلم بر بیوہ بنیواؤں کہ ناگہ رسد بر تو فہر خد

ستم بر ضعیفان بیوہ مکن کہ ظالم بد و نیک رو و بے سخن

میں بیست ہشت سہ سہ سال آٹھ ماہ کی بات اور چھ مہینہ اور

واقعہ کہ علاقہ وواہ ضلع پشاور میں ایک عورت بیوہ قوم نہگڑی

جو رو ظلم رشتہ داروں و ناانصافی تباہ کاران و اسلام مسلمانوں کے

ایک ٹڈیکے گھرین چپکلی اور عارضی طور پر کھڑ پڑھ لیا جب و سکڑتہ دار

خبر ہوئی اور پولیس اسٹیشن میں اطلاع پہنچی تو عورت کو طلب کیا گیا

وہ مسلمان ہوئیے انکاری اور اس طرح اقراری ہوئی کہ میرا دیوہ

بعد مرے میرے خاوند کے چھ کوہر زنا کاریکا اتہام لگاتا اور شہر

میں مسلمان ہوتی ہوں ورنہ وہ مجھے شادی کر لے آخر الامر رضاعت

فیما بین مکر شادی ہو گئی۔ اس طرح دوسری ایک تہنی بیوہ اسی



خداوند پروردگار کی ایسے ظلموں سے چند ماہ پہلے کہ مسلمان ہو گئی ماسی نہایت  
 صاحبان و امی ہند و یزدان بہر دار خیر دار۔ ہر گز نہ بدواہ یا شادی ہو کر  
 اجازت نہ دیا۔ اور دنیا ہی تو اس وقت کہ جب کل جہان بیاہل براری  
 پہ پہ پہ اختیار کر مسلمان ہو جاوین۔ بیوہ کا مسلمان ہونا بخیال نہ پہنچتا  
 رفت بخیال کا سیالی و کامرانی۔

چھبیس برس پہلے ہر سال میں صد بیوگان ہمراہ ناظم مردمان کے  
 بسبب جو وہ ظلم رشتہ داران کے پہاگ جاتی ہیں اور پنجہ ظلم سو خجرات  
 تی میں بہر دواہ یا کر شادی کر کے آئندہ پڑھتی اور فرسے اور لالی میں  
 کیا گیا جس سے گیت دل سے نہ نکال کر گاتی ہیں اور خوشی سناتی ہیں نہایت  
 یہاں پر رہتی کی بات ہو گئی کہ اہل ہندو سب برادری اس منگلا چارین میں آتی  
 اور شہر نشین مبلغ فرما کر اس رسم مفید کو بڑا دین۔ نہ خوف محتسب نہ بیم قاضی  
 یہاں سے وقت میں اپنی ناک والوں کے سلامت رہتی ہیں۔

یہاں سے چھبیس برس پہلے۔ اکثر بیوگان جب کچھ تنہائی سوچا چار و حیران



ہو جاتی ہیں تو سادہ ہوں بخو میوں بہشتوں اور پند تون کے پاس  
 اوپیش لینے نصیب پہنچاؤ ان میں کرنے کہتا سننے تیرہم پرستی  
 وغیرہ کی اجازت و مہاتم دریافت کرتی ہیں مطلب یہ کہ اپنے سبب حل  
 طلب کا جواب مانگتی ہیں وہ مہاراج جی کہتے ہیں کہ سندر و نین ہمارے  
 جی کو بہو لگانے سنتوں کی سیوا کرنے پند تون کو بہو جن جہانے تیرہم  
 کے چرن پاؤ کا پرسیں نولے جیسا مہاتم ہیں۔ اموالک جہاں رہیں  
 میں اور کوئی نہیں۔ نسکام بیکندہ و رام پت ہوتا ہے۔ کرشن جی کے  
 کو بیوں میں گنولوگ نواس ملتا ہے رہا گوت کی دسم اسکند کو بہو  
 خوش انہما سے فیصلح و صلح ارہوں سے ملتے اور بد پو ادین کے دلوں کے  
 دھرتے ہیں او علیٰ ہذا القیاس بہو بے کس بے تدبیر اور غم و دام شد و میر ہیں  
 اگر رو سیاہ بن جاتی یا سیر مند واتی ہے ہمارے جن سندر و بہا یوں کو بہو  
 شادی کرانیسے ناک کاٹے جانیکا خوف ہو وہ درارنہی کیا چاہتے ہیں  
 بچا سکتے ہیں۔ ایک قوم ہی یغامر کا قول ہے کہ ہم تین کو سیٹ سے ہیں۔



اور پیوہ ہماری جان کو رو رہی ہے نہ راہِ نقش و نہ روی مانند الہی  
 ہی اور بہت خرابیاں ہیں جگوں خیالِ طوالت کتاب چھوڑ دیا ہے جھٹ  
 مصائب بیوگان کی زبانِ حال سے معترض بیان میں لا چکا ہوں  
 اگر عیبِ دہری سے کوئی نہ مانے تو اسکو اختیار سے لیکن باطن سے  
 تو کوئی منکر ہی انکار نہیں کر سکتا۔

### استدعا بیوگان

اے لاگوں! رو پیہ نقصان کر کے ٹپے بڑے مندر بنائے والوں۔ والوں  
 یوجنہ کے واسطے جے پور سے مورتن منوگانے والوں روئے گنوبین  
 کی رکشا کرنے اور بچانے والوں۔ وای ہر اور کی بزرگوں بننے لگانے  
 والوں۔ وای ناک امرد ہڑی کی شرم کو ہر روز بڑا کر مانیو والوں ہمہ بین  
 مظلوم نہارے اور شوم پنے سے جہالت و بددہی کی تاریکی میں پڑی  
 ہوئی طرح طرح کے گناہ کے انرداؤں سے ڈسی ہوئے قسم قسم کی  
 تکلیفوں محروم ہوئی جاتی ہیں۔ تمہارے بیدار ہوتی وقت کسی کسی



تکلیفیں سہارٹی ہیں کس قدر سچ  
 دہتا کر تمہاری پرورش  
 کرتی ہیں خاوند کے مرجانے پر کس قدر صدمہ پھر گزرتا ہی مگر تمہاری  
 ویسی ہی پرورش کرتی رہتی ہیں مکھڑا ہی تکلیف نہیں ہوا دیتیں  
 آخر کار مکھڑا سب تکلیفوں کچا کر دنیا میں آرام حاصل کرنے کیلئے ایک  
 نمونہ بنا دیتی ہیں مگر تم جوان ہو کر اپنے عیش و آرام میں ہماری سب  
 تکلیفوں کو بھول جاتے دہتم تمہاری ٹہل میں نہ رہنا دہتم نہ ہو کر جہان  
 بٹھاتے بیوی بہتین - اور جو کہتے ہو کرتی ہیں جیسا کہنا کہ اور جیسے ہو کہاتی  
 پہنتی ہیں - اور جبکہ ساتھ کتنی ہو جو ان کی طرح چلی جاتی ہیں جیون  
 تو اپنی جگہ چھوڑنا ہو اکلان ملتا ہے - انا ہم تو چون تک ہی نہیں کرتیں  
 سسرال میں رات دن چٹکریاں کہاتی اور طرح طرح کی تکلیف اٹھاتی  
 ہیں لیکن تمہاری مذمت میں ایک طرف ہی لٹک نہیں لائیں خاوند کے  
 مرجانے کے بعد بطور کنیز تمہارے گھر کی ٹہل کرتی ہیں اٹھالو تم لوگ ہمارے  
 استری دہن ہی چھین لیتے ہوتا ہم - ہم تمہاری گھر میں بیٹھ کر دم شمار ہی



کرتی رستی ہیں۔ گو یاد ایک مصیبت کا پہلا ٹھکانہ تھا اور پھر ٹوٹ گیا ہی وہاں  
 مصیبت نہ تھی۔ گاہر و سہرے نہ تھا سہا سہا ہی اور ہر جان کو بدلتی رو رہی  
 ہیں کہ کوئی آویں جیسوں ہو اور ان کا ایسی حالت میں ڈر رہنا تھا کہ  
 دلوں پر رہی رنجیدہ نہیں کرتا آئی کا کامی سے چلتا ہے بد قدرتی  
 قاعدہ ہے جب ہم کسی آدمی کو خواہ کیسا ہی گنہگار کیوں نہ ہو مصیبت  
 دیکھتے ہیں تو ایک بارگی دلیں رحم آجاتا ہے مگر افسوس کی بات ہو کہ  
 ملک کی صورت اور قانون قدرت کو بھی توڑ کر اویں کے برخلاف کر دیا ہے اور  
 برہم کر کے بکسا اور خزانہ جانور و نہر لٹایا اور وہ ہی ایک جانور نہیں ہیں۔  
 بلکہ دودھ کی خاطر اور خواہش سے حرف گائے پر کیا جارہا ہے کیا گائے  
 ٹکڑے سے بھی فائدہ مند زیادہ ہی جیکے قتل سے تھنے تمام ہندوستان کو  
 حیران کر رہا ہے ہناتک کہ گورنمنٹ تک اس کی داد پہنچائی گئی ہے  
 آج اپنے آپ کو بالکل سیکس سمجھ لیا کیونکہ جانور کی قتل کی فساد کو گورنمنٹ  
 تک پہنچائی جاوے مگر ہم ہو گان مصیبت زدگان کی حالت زار کو دیکھ



پہنچا نیوال کوئی نہ تھا تو نہایت کچھن فرار سے بڑھ ہو۔ اور سنو ایک  
 جانور کے پیچھے تمہارے پیٹ میں اتنی کہل ملی پڑ جائے کہ جان نہی تیک  
 آباد ہو آئے لیکن افسوس اسے پھر خون ہزاروں ہیکوں رائدہ نکال پکڑ  
 میں رات دن خون پور رہا اور اب انکھوں سے دیکھتی اور کانوں سے  
 سنتے ہو۔ بلکہ موقع پانے پر خود اپنی ہاتھ سے ہی ان کا کام تمام کرتے ہو۔  
 اور ذرا بھی تمہارے چہرہ پر سرخ کا نشان نہیں آتا۔ کیا تمہیں اس میں  
 کے دربار میں پہنچے ہوئے شرم نہ آئے گی کہ میرا بی بی بیوی اور بھائی  
 میں پڑا دیکھ موٹہ پیر لیا اور بجا اون کے جانور و نکو موزیوں کو ہاتھ سے چھو رہا  
 فرض کیا کہ تمہارا دل دیا وان ہو۔ مگر اس کو ہم دیا نہیں کہتے۔ دیانست  
 مساوی ہونی چاہیے پہ تو خود مطلبی ہے کہ اب غلط خیال تمہاری دلیں  
 اور گائے کیواسے اپنا سر دینے کو ہمارے چہرہ سب غلط خیال تمہارا دل  
 میں گونانا اور بھل تباہ کرنے کے ہتھ دیا ہے جس کو آج روشنی کر زمانہ میں  
 پہنچیں۔



درجہ انسانی سے گودھیوانی مدارج حاصل کر سہندوستان میں بیوگان  
کی جانوروں کی مانند ہی قدر نہ رہی۔ دیکھو گورو کشا کے لڑکھم ہندوستان  
ساون بہادرون کے بادلوں کی مانند ادا آتا ہے اور ملک تلوی کہیں کا  
کہیں پہنچ گیا آج سنا کہ فلائی شہر میں گورو کشا کے سہانم ہوی کل  
چندہ ہو کر پسون کا کوئی شروع ہو گئی ہم سچ کہتے ہیں کہ اگر چہ ماہ ہی  
اوس سے نصف وقت درستی حالت بیوگان پر صرف کرتو یہ منظر  
اس بروز کے رونے سے چھوٹ چاتین او بجایا اسکے آپ لوگوں کے  
تخمین دینے پر مستعد چاتین امی سنگدل والوں کیا تمہارا یہ کام تھا کہ  
اگر ایک ندی کوئین میں ایک تمہاری غریب لڑکی اور ایک گاٹھ پڑی ہوں  
اور آدھ سرد بہر کر رہی ہوں تو کیا تم اپنی لڑکی کو چھوڑ کر اوسکی طرف  
موہنہ موڑ کر گامی کو نکالو گے ارے نادان گائے سے ہزار گنا بڑا نکالو  
تجھے لڑکی سے ہو گا اور اوسکی شیر باد کر نیک شہرہ ہی اسی جنم میں پائیگا  
اگر یہ پیشہ ہو سکے نہا منے سرخو دینا چاہتے ہو تو اول ہم بیکیں لڑکی



مصیبت دور کرنے کی تجویز کو سجدہ جانور دہی رسل مشہور  
 خویش بعدہ درویش افسوس کہ ہماری ایکوا اہمہ وانہ کی دلا  
 لالہ صاحبان بیوہ کاگی خبر لینی تو دور کنارہ ونکی مصیبت پر غور کرنا  
 جلیحدہ امر ہے انکی مان توں بیوہ کے لواہ کا نام سنتی ہو مثل سفید  
 کے ماتمہ پانون دھیلے ہو جاتے ہیں اور کھنڈی سانس پھر نشہ  
 ہیں اور دل ہی ولین خیال دوڑاتے ہیں کہ بہا یوزمانہ کلک کاگی  
 پس ایسی اپر اوٹھو نیلگے میں لیکن یہ خیالات اونکی صرف عدم واقفیت  
 دہرم شاستر سے میں ورنہ اگر وہ ایتھاس پوسٹک مہا بہارت و بال  
 رایان و غیرہ ہی مطالعہ فرماتے تو اونکی یہ ہم باطلہ سراب دور ہو جاتا  
 اب یہ ثابت کرتا ہوں کہ شادی بیوگان از روی دید مقدس و شاکرت  
 تبرک کے جائز ہے واضح ہو کہ منشا الہام دید مقدس بدین تبار  
 کلام ہے کہ جن بد اس میں منشن اصلیت دور ہے اور عہد قسار دور  
 دورے اوسکی پوری پوری ماہیت کما حقہ ظاہر کیے وئے چنانچہ عہد



उदीर्घ नायि भिजीवलो कं गतासुमेत  
पशोष एहि हस्वमासस्य दधिषो मावे  
दं वत्यर्जनानि त्रमभिसि वयं न १०।११

رنگ پرمنڈل سوان سوک اٹھاروان منتر اٹھاروان منتر

جنگ کا لکھی عورت تو اس مرد کی پاس سولی ہے جس کی پران نکل گئے۔ اوٹھ  
م واقفید یہ لوگ بھی زندہ انسانوں کے طرف۔ اور اس دوسرے خاوند کی عورت  
تو بالکل جو بوجہ کیسا تہہ بواہ کرنا قبول کرے سے زمانہ میں یہ رسم تھی کہ خانہ کے  
دور ہو جا جائیکے وقت جب اسکو واسطہ چلائیے جتا میں رکھتے تھے تو اسکی بیوی  
س وشارت غلجین جالتین اس کے پاس جا کر جتا پر سوتی تھی اور مرد و فریق عورت  
س بدین بنگا گرو اس منتر کوڑ کر اسکو دھان سواوٹھاتا تھا اور گھر جائیکے  
عداقت و دوسرا وادہ کر لیکے نیکی اونہ کر نیکی بدی بتلاتا تھا چنانچہ اسی  
چنانچہ عہدہ کے مطابق ہنشا وید مقدس عمل ہو تا چلا آتا تھا۔



इयं नारी म तिलिकं व रणाना निष दत्त

उप तामा र्थ मे न म ॥ १ ॥

आ चर वे द १७८३ १११

پھر تہر من پید کاڈ اٹھاوان الخ ایک تہر اولک من تہر پید اٹھاوان

بعد مر جانے خاوند اگر اولاد پیدا کر نیکی خواہش ثورت کو ہو تو شوکتان ابن  
کونیکے بعد تہری سے سب بزرگ پوچھیں کہ سنتان او پیتی کی خواہش ہے  
نہیں مگر وہ تسلیم کرے تو سب اچھو لوگوں کے سامنے بعد بیجا دھڑک  
حل کے پسر و واہ کر دیوین اس منتر کا اصلی منشا یہ ہے کہ تہر پوچھو  
نقصرات کی عورت عام مردوں کی حال نہیں کر سکتی اسوا سے  
اگر کے بزرگ نہ پاپ برادر وغیرہ پوشیدہ طور اچھی طرح بنظر اخلاص یافتہ  
کرین کہ وہاہ کرنے و سنتان او شتی کی اچھا ہی یا نہیں اگر شاویکا منشا  
و اولاد کی منشا ہو تو اسکا مکرہ واہ کر دیوین۔ در نہ بصورت ہونے



اولاد بلحاظ درستی پچال چلن بہرہم چرج و مار کر لڑکیوں کو بڑا یا کر  
 بکالت سے لیتی و نہ ہونے اولاد کے شادی کر لیتے واجب بلکہ بہرہم حکم  
 دید مقدس کے ضروری ہے۔ بہرہم دیدین یہی حکم ہے۔

नो वा शयुननिधवेवदपर मर्त्य नको  
 वा क्रुणते ह धस्य आ ॥

گرو اشیک ساتوان او میانی اہوان گن اہلرو انتر دورا

کہ جو وہ ہونا رہی پتی شکہ کے اچھا کرے تو وہ خاوند کے مرتب سے بعد میں  
 محل سے دوسری پتی کو پہلا پت ہو نہ اس منتر سے اصلی یہ پڑھ کر پت کرنا پڑے  
 لڑکی کی شادی تو بہرہم دید مقدس و قوانین قدرت قطعی منع ہے  
 جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جب تک خیال عرض کرتا ہوں کہ نابالغ بیوہ کی  
 شادی کیواسطے میں معاملہ منظور نہیں صرف بالغ کے واسطے تصویب کی  
 یعنی بالغ وہ ہوا کی شادی میں تو وقف ضرور نہیں اور نہ پڑا تاکہ منظور ہے



کہ خور و سالی میں شادی کیجا اوچنانچہ منتر مندر ذیل سے بخوبی ظاہر  
 ॥ ह्य चर्येगा कनया द्यूवा न विद्वतेषति ॥  
 ॥ न तद्वा न ब्रह्म चर्येगा पविषास जिगीषति ॥

اتھرون ویدند ۱۱- آلو وایس سر سون

جب لڑکی برہم چرج آشرم سے پورن و دیاپڑھ چکے تب جو انہی کی

اوستہا پورن جو ان مرد کے ساتھ شادی کرے پھر ویدین حکم ہے

॥ ममे पुण्या मत पालयनी तस्यै प्रजाद्वि  
 र्णा चेह्येहि ॥ ऋषयः १२१११११ ॥

کہ اے مرد جو سنا تن و ہرم کی رکشا کر نیوالی و وہو استری ہو اوسک

وہرم ریت بواہ سے خور و سنا تن و ہرم کی رکشا کر نیوالی و وہو استری ہو اوسک

رہے یعنی بدکرداری سے باز رہے اس منتر سے صاف ظاہر ہے

کہ شادی بیوگان سنا تن و ہرم کہا گیا ہے اور اوسکی تحصیل حکم



وید کی تکمیل سمجھی گئی ہے۔ اور پر جا بکیت ہونا سوا شتا ویدی ہونے کے ناممکن بلکہ محال ہے۔ اسی نشا و پریشتران و مصنفان دہرم شاستر نے اپنی اپنی سمیتوں میں ان وید متروں کی تائید کی ہے چنانچہ پاراشر جی پاراشر سمرتی میں فرماتے ہیں۔

नृहृदियितेपर वरजते कलीवेयनेयने  
पंच अस्यानानारीणां पती अ नयो वधीषते

یعنی خاوند کے گم ہو جانے، مرجانے، سدا ہو ہوئے، نامرد ہوئے پت ہوئے  
یعنی غیر مذہب اختیار کرنے، ان پانچ حالتوں میں عورت کو دوسرا خاوند  
کر لینا جایا ہے۔ نارو جی بھی متفق لفظ ہو کر پاراشر جی کی رب بعضا  
صائے پر صادر کر کے تشریح فرماتے ہیں کہ ان پانچ موقعوں سے اول موقع  
کی یہ شرط ہے کہ جب کا خاوند کہہ چکے کہ میں جدا ہوا تو برہمنی کو چاہئے کہ اسے برہمن  
اوسکا انتظار کرے۔ لیکن اگر وہ اولاد نہ کہتی ہو تو چار برس تک۔ بعد ازاں  
دوسرا خاوند کو قبول کر سکتی ہے۔ اس بطور جو موقع اول کہتہ تالی پچیس سال



ہفت بصورت عدم اولاد تین سال تک منتظر رہو بعدہ خاوند کر سکتی  
 دلش یعنی بیٹے کی استری سچا سال تک اور لڑکے بالے نہ ہو سکتی  
 میں دو سال تک بعدہ بشرح بالا پیرواہ کر کیو شود رانی کیلئے مدت  
 کی کوئی قید نہیں بعد القضاۃ میعاد محل بحالت بالا خاوند جدید کر سکتی  
 ہے۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ خاوند زندہ ہے تو بیٹو کی عورت کے موافق منتظر  
 کرے مادہ و اجاب یعنی مٹی نے پاؤں سر سرتی کی بہاش میں بیٹو کی بہی  
 معاملہ میں متفق بیان کیا ہے بلکہ اشوک مندرجہ بالا انکو خیال میں منوجی  
 کی تعریف ہے پہلے زمانہ میں جتنی قسم کے وواہ اور جتنے قسم کے لڑکے  
 ہوتے تھے۔ ان سب کے نام علیحدہ مقررہ کئے گئے ہیں ان لڑکوں میں بیوہ  
 کی شادی سے جو لڑکا پیدا ہو اسکا نام پتر ہو ہے۔ اس سے سمجھنا چاہئے  
 کہ بیوہ کی شادی اگر اوس زمانہ میں ہوتی تو پتر ہو لڑکے کہاں پیدا  
 ہوتے اگرچہ منوجی نے بیوہ کے لڑکے کو دسویں درجہ پر قائم کیا ہے لیکن  
 ملاحظہ وہم شاستر سے صاف واضح ہے کہ یا کو کاف بشت و و نو کی رائیں



دست پہر ہی مقدم خیال کیا گیا ہے۔ کیونکہ یاگو لکے بیوہ عورت کے  
 لڑکے کو چھٹی جگہ۔ اور دست کو ساتویں جگہ پر قائم کیا ہے اور بلحاظ  
 قدامت وارث اور لائیں خیال کیا گیا ہے۔ چچم نیک بیوہ عورت کا لڑکا  
 اول درجہ پر پڑا اور ریشٹ جی نے ہی بیوہ عورت کے لڑکے کو چوتھے  
 درجہ پر قائم کیا ہے اور دشمنو نے ہی بیوہ عورت کے طھلک  
 کا چوتھا اور روکت یحییٰ متینے لکا اٹھوان درجہ قائم رکھا ہے۔  
 پس ان تمام ریشیوں مندرجہ بالا کی رائے کے مطابق بیوہ عورت کی  
 شادی جائیز اور اسکا لڑکا اولاد اصلی خیال کیا گیا۔ چونکہ یاگو لک کی  
 رائے بالغا کی کثرت را منیشرون کے مقدم ہے اسلئے نسبت متینے کر کے  
 بیوہ عورت سے لڑکا پیدا کرنا بہت اچھا ہی برک و دیرم شتر کے بیوہ عورت کا لڑکا دوسرا  
 شمار ہوگا چنانچہ ہیشم پر یہ مہا بہا کی اکاٹوے اوہیا وین ایک حکایت کا  
 اس طرح ذکر ہے۔ کہ ایر اور ستانم ناگ راہ کی ایک لڑکی تھی جسے نوت بیوہ  
 ہوئی تو ناگ راج نے اسکا از جن کیسا تہہ پیاہ کر دیا اس کے شک سے بچا دیا

حاکمیت و نیک وارث اور لائیں ہے اسلئے بیوہ عورت کا لڑکا



ارچن کا پسیدہ ہوا اور وہ اور اصل پسیدہ کیا یا۔ اور اصل حسب شرح شاعر کا  
 مرد کو دوسری شادی کی اجازت دی ہو ویسی ہی عورات کو بھی دوسری  
 بیگزنی کی اجازت ہے۔ لیکن مرد بسبب چارمی کے کریتے ہیں اور عورت  
 کی حالت سخت پر کچھ خیال نہیں کرتے۔ اگر منظر غور دیکھا جائے تو جو اصل  
 بیوہ کی شادی میں قدرے شک و خیال کیا جاتا ہے۔ وہ انہی  
 حالت سخت کا مقابلہ نہیں کر سکتا بیوہ عورت کی مکرر شادی کی بات  
 دلائل عقلی و سرگزشت نقلی اور وید و شاستر و مکرر حوالے اور پرنا  
 کیا گیا ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بیوہ کی مکرر شادی ہونا  
 ضروری ہے کیونکہ اسکے نہیں بیسے بعض رپا کہ اسن تاجین حیات برہمی  
 میں زندگی ہیں اور کئی ایک حرامکاری و بدکرداری و اسقاطِ حمل  
 کرانی میں اور سا ہوئے تھیں لکھ کر پادوی کی ناک کٹائی ہے پس اب  
 ہم سکھ و اجنب کہ باہمی ملکر اس معاملہ میں غور کر کے بیوہ کی شادی جائز کرنا  
 کیونکہ شاستر میں لکھا کہ جس بامو کو دس پہلو مانس جائز کر دین وہ دید کی



طرح قبو لکھا جاتا ہے اگر یہ بیوہ کی شادی شتر کے روسی جائیز ہے لیکن اگر  
کوئی ہٹا ہر می سے جو اڑانے تو بھی اس کو کچا لٹ کو دیکھ کر ضرور جائیز کر دینا  
پہلے شتر بچ ل کیجئے کاج | | مارے پیتے آئے نہ لاج

## عرضداشت بیوگان

بیوگان ہند مدعیان بنام بزرگان قوم ہندو مدعیان  
دعوے تکمیل پیرو واہ حسب منشا و مقدر شتر

متبرک کی زیر وقوعہ ۲- ایکٹ ۱۵۵۶ء

بیان دعوے کا حسب ذیل ہے کہ ہم مظلومان جو روز ظلم برادری سے لایا ہوا  
ہمیں کا پیتر مثل کوہ ہمالہ کے اپنے سینہ پر رکھ کر منظر وقت تہین چنانچہ ہمارا  
دعا مانگتے مانگتے حضور کو روز مبارک نوروز قریب آیا ان دنوں ہمیں اکثر مجرم  
خونی و غیرہ دریا شور و دیکر جیلانی نجات سے رہائی پا کر اپنے گہروں کو جانے  
ہیں خداوند کہ ہم نوروز حضور کو مبارک کرے۔ رجوع اس مبارک روز کی  
خوشی کے ہم ناک رہ گئے مظلومان کا انصاف فرمایا جاوے ہمارے درد و غم کی مختصر



کیفیت ابو جہا اثبات یہ ہے شروع پیدائش دنیا سے نہ مائتہ پرتی  
 راج تک جب ہم اہل مستور اہل ہوتی نہیں تب وارثان ہمارے ایک  
 تاریخ مقرر کر کے شود و ستور و مان بر اور می خود کو فرام کر کے ہونے  
 کرتے تھے۔ اسوقت جبکہ پسند کرتی نہیں اسوقت کے میں ہوں لگا ہوا  
 اسکو شوہر اپنا قبول کرتی نہیں۔ وارثان ہمارے ہی باجیلہ و عذر ہر دو  
 مقدس اس کے ساتھ مشوب کر دیتے تھے۔ بعد اس کے جب عیاری اہل اسلام  
 آئی تو دے زیادتیان کرنے لگے یعنی زبردستی مستورات غیر منکوحہ کو  
 زہر جین خود بین لانی کے بت پر نظر دور اندیشی ہمارے بزرگوں کے شاستر  
 جدید تصنیف کیا بدین مضمون کہ شادی دختران قبل از عمر نو سال  
 چکا و اگر بعد کو کوئی بیوہ ہو تو وہ دوسری شادی نہ کرنے پاوے۔ بلکہ اگر  
 میں ہمراہ شوہر خودستی کر ائی چکا و اس سے پنے دست تصرف اہل اسلام  
 نجائی اسوقت جو بیوہ ہوئی حسب دستور جدید سنی ہو کر خاک میں ملائی  
 از ان بعد عیاری سرکار انگریزی آئی سرکار فیضدار نے۔ اگرچہ ہمارے



بچانیکے خیال سے سنی ہوئی ہے ممانعت فرمائی مگر ہمارے وارثوں کی سبب سے  
 جہل قاعدہ درمیانی کو موقوف نہ کیا۔ اس زندگی میں تو ہمارا سنی ہو رہا ہے  
 درجہ عمدہ تھا جس میں صرف ایک ساعت کا دور دو سو بیچ تھا۔ اب تمام عمر  
 عجم فراق میں مبتلا رہنا پڑا اب ایسی حالت میں کہ نہ تو ہمارے وارثان  
 ہم پر رحم و تریس کہہ سکیں۔ اور نہ سرکار ہماری فریاد کو گوش دل سمجھتی تھی  
 کسٹ فریاد کرین۔ رنار عزیز ندان بریدر اور باشندہ انصاف از پادشاہ خوان  
 بقول شنیچے ہمیت۔ رعایت دریغ از رعیت ملا۔ مراد دل ادنیٰ بار  
 ہم نہایت عجز و انکسار عرض سامان ہیں کہ مراتب نیل ہمارے بزرگوں کے حکما  
 مچکے لئے جا رہیں۔  
 کمپر اس ہم وارثان دختران اقرار کرتی ہیں۔ کہ دختران کے ہمراہ ایسے لڑکوں کے  
 جو لڑکی سے کم از کم پانچ سال زیادہ نہ ہوں۔ رشتہ خیرنگے۔  
 کمپر ۲۔ پندرہ سال سے کم عمر میں لڑکی کی شادی نہ کریں گے۔  
 نمبر ۳۔ اگر بر تقدیر لڑکی کا خاوند مر جائے۔ تو ایسا لکھ اندر سے انفق کیا



حل اوسکی مکرر شادی ضرور کر دیا و یگی۔ ورنہ انکار کنندگان ہنوز جیسے رہے  
 نمبر ۳۔ شادی برادری میں حسب دستور کرنیک اور ہر دو کو شال برادری  
 رکھینیک۔ کی طرح کی اونپر طعن و ملامت نہ کریگے۔

نمبر ۵۔ ہم مرد ہی بحالت موجودگی ایک زوجہ بلا وجہ خاص دوسری  
 شادی کے مجاز نہ ہون گے۔  
 نمبر ۶۔ ہم وارثان ایسا نہ کریگے۔ لڑکی کی عمر نہ پندرہ سال اور شوہر کی  
 پچاس ساٹھ سال کی ہو۔

نمبر ۷۔ البتہ جو عورت ضعیف العمر یا بال بچہ رکھتی ہو۔ وہ مکرر شادی  
 کرنے یا نکاح نیکی مختار ہے۔

نمبر ۸۔ ہم لوگوں سے جو کوئی برخلاف ان سات امور کے کریگا۔ تو وہ قریب  
 چہارم حصہ جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ اپنی سے۔ سرکار میں ضبط کر کے خارج از  
 برادری تصور ہوگا۔ اوسے کار کو اختیار ہوگا کہ زبردستی سے مصداقت دیگر  
 مردان برادری اوس بیوہ کی مکرر شادی کر دے۔ اور انہیں مراتب



یہ قانون مکررات و مراجع کا ناقد نہ آیا جاوے تاہم روزمرہ کے جرائم  
 حمل حرام سے محفوظ رہ کر عیش و آرام میں ہین محصور کو بخوبی واضح ہو کہ  
 خاص ہرم شاستر کے بموجب شادی بیوگان جائز ہے۔ سرسری راجندر  
 جی مہاچہ اجو دیپانے مشامد و دومی زوجہ راون والی لنگا کی مکر شادی  
 ہمراہ ہیمن کے کی تھی۔ سگرلو کے ساتھ مسات تارا زوجہ بالی کی مکر  
 شادی کی تھی۔ اور ناگر ج کی بیوہ دختر سے۔ اجین نے مکر شادی کی تھی  
 دیلو داس راجہ کانشی کی لڑکی اکیس بار بیوہ ہو گئی تھیں۔ اوسکی برائے  
 کرنا رہا۔ اور علی ہذا القیاس اور ہزاروں ایسے اثبات اور مثالیں  
 موجود ہیں پہر ہم اس نعمت عظمیٰ کیوں محروم رہیں انصاف کی جائے  
 کہ جملہ مرد و بچا لست زندگی زوجہ کے دوچار عورت تک شادی کیسکے  
 اور ہم مستمرا رات بعد مر جانے خاوند کے بھی دو مکر شادی کی مجاہدوں  
 اگر سرکار قانون بالانا فذ نہ فرماوے تو ہمارے واسطے قانون ہستی نہیں  
 بھی نسخ فرماوے تاکہ ہم مظلومان جل بہنکر خاک پاہ ہو جاویں اور



ساری عمر کا رنج و غم دل سے بہلاوین۔ زیادہ حد ادب۔  
 خلاصہ ایکٹ ۵۔ اس کے بعد رشاومی بیوگان ہنود  
 ۱۔ بوجب ایکٹ ہذا کر شادی بیوگان ہنود جائز نہیں تھی اور غشت  
 ۲۔ اس کا متعلق پنجاب ہے۔

۳۔ بیوہ کتھرائی سابقہ یا نسبت ناطہ ساتھ اور شخص کے مجبور کیا بیوہ کوئی  
 شادی درمیان ہنود کے ناجائز نہیں ہے اور نہ وہ اولاد جو ایسی شادی سے  
 ۴۔ حق بیوہ کا جائیداد و خاندان اول میں لایا جیکہ خاوند نے کر شادی کی  
 اجازت خاص دیدی ہو بروقت شادی اور دوسرے کے جاتا رہتا کو یا وہ مری گئی  
 ۵۔ جو اولاد و خاوند اول سے ہو اس کی حفاظت اور پرورش کے واسطے عدالت  
 درخواست گذار نے پرولی مقرر کر سکتی ہے مگر اونکی کوئی جائیداد نہ ہو تو  
 ولی کا بدن مرضی اونکی ان کے عمل میں نہ آویگا الا ولی جسکی تقرری کی  
 تجویز ہے واسطے پرورش اور تعلیم لڑکوں کے جب تک کہ وہ نابالغ ہیں ضمانت داخل کرے  
 ۶۔ اس ایکٹ کے رو سے وہ بیوہ لا اولد مستحق پانے ورثہ کی نہیں ہو سکتی



جو اور طرح سے مستحق نہ ہوتی۔  
 ۱۔ سوائے حالات مذکورہ و نکاحات بالا جو بیوہ بیاعت ثانی  
 ثانی اوس حق سے محروم نہیں رہیگی جسکی وہ او طرح سے مستحق ہوتی او  
 وہ ان سے حقوق اور وراثت کی مستحق ہوگی بجا و مستحق ہوتی اگر شادی ثانی ہوگی  
 شادی اول ہوتی۔ ۷۔ بجز رسمیات در صورت شادی صورت نکاح  
 کے کافی ہوتی ہیں وہی رسمیا بموقعہ شادی ثانی کے کافی ہوں گے۔  
 ۸۔ شادی ثانی صورت بیوہ کم سن جسکی شادی کی تکمیل نہ ہوئی ہو  
 بلا مرضی اسکے رشتہ داروں کے نہ ہوگی ایسی شادی میں معاون ہونا

قابل سزا ہے از اصول قانون دیوانی پنجاب صفحہ نمبر ۴۹  
 تفصیل چار بر لوٹکی از روٹکی و ہرم شاستر  
 چونکہ تقسیم قوم ہندو کی چار برن پر ہے اسولئے مناسب تھا کہ  
 یہاں پر ہر قوم شاستر کے برن کی تفصیل درج ہو تاکہ ہر برن کی  
 علیحدہ علیحدہ شناخت و تمیز ہوسکے مالفہ ہرم سار یعنی منو سمرتی میں



اس طرح لکھا ہے۔ منتر

आध्यापनमध्ययनयजनयाजने तथा  
दानं प्रतिग्रहं चैव ब्राह्मणं ताम कस्य च

منتر کا ترجمہ

وید پڑھنا اور پڑھانا سیک کرنا۔ اور کرنا۔ دان دینا ساؤ لینا۔ پیچہ  
کام برہمنوں کو کرنے جائیں۔ منتر۔

प्रजानां कृता दानं निजया ध्या तमवच  
विषयेष्व प्रसक्तिं च शात्रयस्य सा ता

ترجمہ

رعیت کی حفاظت۔ دان دینا۔ یک کرنا۔ وینا کی مرصوں سے محبت  
کرنا۔ وید پڑھنا۔ یہ پانچ کام چتر یوں کہیں۔

منتر

एष तारतनदानमिजयाधयतमेव



वशि कस्य कुसीद च वे प्रसस्य कवि मधव

ترجمہ  
پیشو کی رکشا کرنا۔ وان دینا۔ یک کرنا عید پڑھنا بیوی پاکرنا بیوی  
بہ چہ کام دیشو کے ہیں۔

नेकमेव तु मूद्रस्य प्रभु कर्मे समादिशत  
योषामेव दर्शनां शुश्रुवामवसुपया

ترجمہ  
نند کو چھ کران تین ہی ذاتوں کی خدمت کرنی شروع روان کلام الشریعہ  
نچا و پیر شریط سیاہ بیوہ  
شرط اول بیوہ بے اولاد ہو۔ اگر اولاد رکھتی ہو تو نریتہ اولاد ہو۔  
شرط دوم شادی بلحاظ وقت گن پر یکیشا مابین ہر ایک کے  
بموجب تشریح بالا ہو۔ اور اسی لحاظ سے شاستر میں حکم ہے کہ برہمن صوفی



بصفات بالا به چهار بن سینه می که سکتا به او اسب طرح خیمتری  
 سوائے برهنی کے ہر صبر بنین بیاہ کر سکتا ہے اور ویش ہی بشرح  
 کہتری شود و صرف اپنے بن کا اندر شش ط سوم شادی  
 برضامندی فرقیں بن بدوغت بین ہو ہمیشہ مرد کی عمر عورت  
 یہ کم از کم با پنج سال زیادہ ہو کسی صورت میں عورت کی عمر سی کم نہ ہو  
 شش ط چہارم شادی یہ اگر برضامندی والدین ہو تو بہت  
 ہی بہتر ہے بلکہ اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ مان باب او سکو  
 بہتر نہ با کرہ سمجھ کر او سکی جان عزیز کو دانی روگ سے نجات بخشین  
 باین ہر شراپا شادی بیوہ کی بوجہ جب احکام وید مقدس نہایت دانی  
 سے بر سر ہو۔ لہذا نہ شادی ہون یا ہوم کا ہو نا ضروری ہے  
 شادی محتاج ہون او غریب ہون ویر ہمنون تینوں کو ہوجن حسب  
 کہا یا ہوتا کہ ای شریک ہوتے ہر طر شاد و آباد رہتی الون  
 یہ کوشش چاہو کہ کوئی ترقیہ باقی نہ رہا اور ایک دفعہ وہ کوئی ترقیہ



میری  
بشر  
ماری  
ورت  
نہر  
ہست  
سکو  
نی  
اخت  
تو  
لوت  
ہم



# دیکھنے اور پڑھنے کے لائق کتابیں

مصنف کی سنائی ہوئی کتابوں کی فہرست جو دفتر کتب سنہ چند اینڈ کمپنی لاہور

آریہ سماج لاہور دست دھرم پرچاکر پریس جالندھر شہر سے مل سکتی ہیں۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۲ پائی	پوران کس کو بنائے	۱۰	تکذیب باہین احمدیہ
۶ پائی	مورتی پرکاش	۱۰	نسخہ خط احمدیہ
۳ پائی	دیوی بھاگوت پرکاش	۲۲	مسئلہ جہاد
۶ پائی	دھرم پرچار	۶۶	انطہ رقی
۲	تاریخ دنیا جلد اول	۱۸	شرعیہ میں دین
۳	تاریخ دنیا حصہ دوم		متعصبانہ دیکھو ناظمی علیاحمد
۱	مرد کو جلا نا چاہئے	۲۲	اصول تعلیم آریہ سماج حصہ
۱	مسئلہ نیوک پادری ٹی ڈیس کے شرعاً کیا	۱۰	پنچ دھرم کی شہادت
۶ پائی	آریہ ہندو اور نئے کی تحقیقات	۳۶	آئینہ انجیل
۲	مسئلہ کنبہ زوار پر دھرم پرچار	۶ پائی	تہذیب گوید
۳	عطر روحانی	۶ پائی	سیاتہ ہین آریہ دھرم پرچار
			کرسن چندر کسپنی کتب فروشان لاہور سے کل کتابیں مل سکتی ہیں۔



ہندو اور آریہ  
لفظ کی تحقیقات

ایک پادری کے اختر اصول کا  
جواب  
مصنفہ پنڈت لیکھ رام صاحب آریہ سماج  
جو کوہ سنگ پر جارتی سبھا اجیرنے واسطے فائدہ عام ہو گیا

مطابق ۱۸۹۰ء

دیانت سمیت

ابرین سوسائٹیز مولس اجیرمین باہنام بابو جیو سنگہ منجہ  
شائع ہوا



۱۰  
البتہ اسکے تسلیم کرنے سے کسیکو انکار نہیں کہ جس طرح اور زبانیں سنسکرت

ہیں۔ اس طرح سنسکرت کے استہان سے فارسی کا نشان بنایا ہے۔ گرجا کیستان

افغانستان۔ فرنگستان۔ انگلستان۔ ہندوستان۔ ترکستان۔ بلوچستان۔ گجرات۔

پاکستان۔ آستان۔ تاجکستان۔ خٹستان۔ چغتایان کی ایشیائی ہندوستان کا جائزہ

کوئی لفظ اس میں سے چھوٹا ہوا نہیں۔ پس یہ فرمانا آچکا ہے کہ جس نے بنیاد ہے کہ دور

کی ایجاد نہیں نہیں حضرت غیر ملک کے باشندہ و کا الزام ہے اور سے زیادہ کن اور

استعمال اس کا بدو اسلام ہے چنانچہ اس کے انبات میں شہادتیں ذیل ہیں۔

۱) حضرت معاذ بنی کی والدہ کا نام ہند تھا کیونکہ وہ سیاہ فام تھی۔ مثلاً

۲) ہند۔ بالکسر نام زد ہے کہ قاتل امیر حمزہؓ ہے۔ منفتحہ

۳) ہند و در محاورہ فارسیان بمعنی دزد و درہن غلام می آید۔ خیابان۔ خواب

۴) ہند و زن۔ زن ساحرہ را گویند یعنی جادو گر کی عورت۔ غیاث۔ کہ ہم

۵) ہندو یار۔ یعنی ہندوستان یا دوتا (سیاہی)۔ کشف

۶) ہندو کے پیر۔ زعلی کہ در آسمان مخم است و پاسبان ملک است و



اور اس ملک کے محاورہ میں بھی لقب کو سیندہ کہتے ہیں۔ اور افغانی زبان میں  
 ریا کو سین کہتے ہیں۔ جس سے لقب زن کا نام ہی یہ سیندہ ہو یا ہندو ثابت ہوتا  
 ہے۔ کسی پہلے انس کا نہیں چہ جا کہ آریونکا۔ پس آپکا یہ قول بھی ہر طرح  
 متنازعہ ہے۔

دوسری۔ ممکن ہے کہ بہ ہندو نام سنسکرت کے دو لفظوں سے بنا ہو۔ یعنی  
 زیادہ کن اور دوش سے جبکہ معنی بے نقص کے ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب  
 یمن سے چند الفاظ چھوٹ بھی گئے ہوں جیسا کہ ہندوستان کے بجا سے ہندوستان  
 شواہد ملتا ہے۔ اور عقل بھی قبول کر لیتی ہے کہ ہندو کے بزرگوں نے جو ہوشمند تھے۔  
 ہی نام کو جسکے معنی بیدوش کے ہیں اپنی قوم پر عاید کر لیا ہو۔

باب آخر اب آپکا فرضی ممکن سنسکرت کے رو سے بالکل ناممکن ہے کیونکہ سنسکرت کے  
 کوہم ہی لغات یا اتھیا میں اسکا پتہ نہیں ملتا۔ پس ہندو کے بزرگوں کا جاری کیا ہو یہ  
 نہیں ہے بلکہ غیر قوموں کا آریوں کے حق میں الزام و اتہام ہے اور یہ لفظ ہندوستان  
 بالکل آئینہ اور محاورہ کہتے ہیں کہ ایک فارسی اور سنسکرت ہے



## اوم

زمانہ کا انقلاب اس حد تک آ پہنچا ہے اور او دیا سنہ وہ دن دکھایا گیا ہے وغیرہ  
 لوگوں کو اپنے صحیح نام وغیرہ کہلانے کی تمیز نہیں رہی۔ عالمگیر - عمدہ اور ہندو  
 حقیقی نام پہلا کہ ایک گنگا نام فرغی وغیرہ ہندو اور ناموزون کلنگا سے ہمارے  
 بہائیوں کو الفت اور محبت ہو گئی۔ اور سچی - اصلی نام کی عزت اور وقار  
 دسکا جانا بھی پٹ گیا اور یہاں تک اودیا کا سیرا ہوا کہ جیسے آریہ کے ہندو  
 بجائے آریہ دور کے ہندوستان کہلوانے اور کہنے لگے۔ افسوس افسوس ہندو  
 انظر ہاں مناسب معلوم ہوا کہ نہایت مفصل طور پر انکی تشریح کر کے حق و باطل  
 پورا اظہار کیا جاوے۔ تاکہ اہل خلاف کو موقع ملاں و گدات کا نہ رہے۔

راہنہ ہو کہ ہم آریہ لوگ اس ہندوستان اور ہندو نام کو کسی وجہ سے برا سمجھتے  
 ہیں۔ رہو ہذا۔

تمیز اجاری قوم کا ہندو نام کسی شکرت پستک میں مندرج نہیں۔ دیدہ  
 سورج کی تفسیر



تاک بھی کہیں اس نام کا نشان نہیں تھا۔ اس واسطے ہمارا نام ہندو نہیں۔  
 تمیز ملے۔ کہیں کسی یادوارہ ذرہ تہی پھر۔ روز نامچ۔ بڑی۔ جنم تہری۔ ٹیوا۔  
 یا غیرہ میں بھی ہندو یا ہندی یا ہندوستان وغیرہ نام لکھے گئے۔ جس سے بخوبی  
 ہندو ثابت ہے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔

تمیز ملے۔ ہمارے ان کی یہاں کتابوں میں بھی جو زمانہ اسلام سے پہلے کی تصنیف  
 ہیں بلکہ زمانہ اسلامی کی مصنفہ دستکون میں بھی یہ الفاظ متحال نہیں ہوئے۔ حتیٰ کہ  
 کسی مذہبی یا قومی رسوم ادا کرتے وقت نامہ ہندی ہندو وغیرہ مستعمل نہیں ہیں۔  
 پس کیسیطرح قابل قبول نہیں کہ ہندو ہمارا نام ہو۔ وغیرہ چاندی ٹامسٹول  
 (اپنی تشریح آگاہ ہندو و آریہ میں) فرماتے ہیں کہ یہ ہندو (لفظ اوس دریا کا نام ہے بنا ہے  
 جو سندھ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اکثر الفاظ جو زبان سنسکرت سے زبان فارسی میں لگے  
 ہیں وہ اس طرح تبدیل شدہ پائے جاتے ہیں۔ مثلاً سپتہ سے ہفتہ۔ دسم سے دہم  
 سہسہ سے ہزار۔ اسیطرح ہندو کا ہندو ہو گیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جس سے مراد ہے  
 دریا سندھ کے کنارہ کے باشندے۔



(۱۸) چہ ہندو ہندو کا فرقہ کافر کافر نہیں + چہ نہرن نہرن ایمان - جس منظر

(۱۹) خالے تیر عارض آں شاہر مست است ہندو کی است کہ خورشید پر است گلستان (۱۹)

(۲۰) جہان ہندو تارخت نگیر + بگیش مست تاخت نگیر - شیرین خسرو (۲۰)

(۲۱) دو گیسویش دو ہندو رسن باز + ز شمشاد سر افرازش رسن ساز - زلیخا (۲۱)

(۲۲) محی طلی میہ جا کر بر کنج لعلش + تو کوئی بر لب لہانست مست ہے طہیر بابا (۲۲)

(۲۳) کند در بیش بالے آن نگارین سجدہ از لعلش + بلے کارے از آتش پرستی نیست (۲۳)

(۲۴) ہندو را - دیوان غنی (۲۴)

(۲۵) من آن ترک سیم چشم برین بام + کہ پندہ مستیت شد مرا نام - شیرین (۲۵)

(۲۶) اورپی لفظ فارسی - عربی - عبرانی - وغیرہ زبانوں میں قریب قریب انہیں معنوں میں (۲۶)

(۲۷) استعمال میں - بلکہ ایسی کوئی کتاب شاذ و نادر ہوگی - جس میں یہ لفظ ان معنوں میں (۲۷)

(۲۸) نہ آیا ہو - جس پر طبع ثابت ہے کہ یہ نام ہمارا نہیں - تعلق ترک کر نیکی لایق اور (۲۸)

(۲۹) ادوات و غار سے موضوع کیا گیا - جیسا کہ ہم نے اوکے واسطے یون ملچہ وغیرہ (۲۹)

(۳۰) یا عربی - پر زبان سکریت میں نام آریہ اور زبان فارسی میں ایرانی - (۳۰)



- ۱۰ اکثر پاس بان ہند کہ ایشان را سادھی گویند۔ رنگ سیاہی باشند۔ کشف
- (۱۱) ہندوئے چرخ ہفتم۔ بالکسر یعنی زحل کہ خمس و سیاہ است۔ کشف۔ بران۔
- (۱۲) ہندوئے باریک بین و ہندوئے سپہر ہفتی و ہندوئے گنبد گردان۔ زحل۔ کشف
- (۱۳) ہندوئے تلو۔ بالکسر غلام و بندہ تلو۔ کشف
- (۱۴) ہندوئے کبیر غلام و بندہ و کافر دین۔ کشف
- (۱۵) چار ہندو و در یکی مسجد شدہ و بہر طاعت آگ و ساجد شدند۔ رومی۔ فیض
- (۱۶) زلف و لبندش ہمارا بند گردن نہند، باہو او راں بہر و بند و بن۔ حافظ
- (۱۷) اگر آن ترک شیرازی بہت آورد دل مارا بہ بخال ہندو اش تقسیم فرزند بخارا۔ حافظ
- (۱۸) خواجہ را بزد ہند و بندہ پروریدہ کردہ اور از بندہ۔ مثنوی۔ رومی۔ دفتر ششم
- (۱۹) دو ہند بر ایند ز ہندوستان + یکی ذرا باشد یکی پاسبان۔ سعدی۔
- (۲۰) دو ہندوئے از پس سنگی بر آوردند۔ گلستان
- (۲۱) ہندوئے لفظ انداز ہی آموخت۔ حکیم گفت ترا کہ خانہ نہیں است باری
- نہ این بہت۔ گلستان۔



۱۔ حراب - بادری صاحب اتنا تو مانتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی کا ہے۔ مگر سند  
 سے آیا ہوا ہے سنسکرت کے سندھو سے ہندو بنا ہے ایسا فرماتے ہیں۔ ۱۱  
 ۲۔ ہودے کہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ یونانی لوگ براہ روم ایران اور افغانستان  
 آریہ ورت میں آئے اور کستہ بن جیسا کسی ملک کا نام سندھو ہی استعمال کیا۔ ۱۲  
 ۳۔ کاہ - سے بدل جانا چھٹا مانا۔ مگر فارسی میں - سنسکرت میں کس طرح ہوا  
 ۴۔ سنسکرت بن سندھو اور سندھو دیکنو گنگھٹو ۱۲-۱۳۔ اور اذناوی کوش ۱۱-۱۲  
 ۵۔ دونوں ہی کو کہتے ہیں مگر سندھو کبھی باشندگان آریہ ورت کی نسبت استعمال نہیں ہوا  
 اور نہ شایان ہے۔

لیکن فارسی لغات کے رو سے جو اس کے معنی ہیں وہ البتہ مد معلوم ہوتے ہیں  
 سند - در فارسی کبیر سین بہ معنی حرام زادہ و بد و شریر و قافیہ میں  
 از کشف - و سراج - منتخب - و غیات - و برہان - و طایف اللغات -  
 جو کہ سند کے لوگ غیر ملک والوں کو نوٹ لیا کرتے تھے اس واسطے ان کا  
 نام سند رکھا گیا۔



آدم کو کہتے ہیں۔ غالباً فارسی کے ان الفاظ سے سہجہ یہ ان پر جم چاہوں  
نے لفظ سے سنا کر راج کیا ہو تو عجب نہیں بلکہ یقینی ہے۔

پادری۔ پس جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و نہر سوداگری میں ترقی کی  
تو آریہ نام کو جو صرف کہیتی کرنیوالے کو مخصوص تھا جوڑ دیا۔ اور نسبت اس

آریہ نام کے داخلہ میں دش کو جو رفتہ رفتہ ہندو ہو گیا ہے۔ اپنی قوم پر عاید  
کر لیا ہے اور یہ ہندو نسبت آریہ نام کے اس قوم میں زیادہ رونق پا گیا۔

جواب۔ آپکا یہ الزام بھی بالکل خام ہے کہیں کسی فاضل سنسکرت  
یا پراکرت نے یہ نام (ہندو) اپنی قوم کی نسبت عاید نہیں کیا۔ مگر المجبوری

معدوری حکم حکم مرگ مٹا جاتا جا کر مسلمانوں کے وقت سے فارسی کا رواج ہو گیا  
سے و فردن میں یہ نام ختم ہوئے لگا۔ اور آخر کار تمام ملک مسلمانوں کا۔

ہندو (غلام) ہو گیا۔ آپکا یہ فرمانا کہ جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و نہر سودا  
میں ترقی کی تو آریہ نام کو جوڑ دیا۔ بالکل فصول اور غلط ہے بلکہ دہو کہا ہی

ہے۔ جس تک علم و نہر سوداگری وغیرہ میں ترقی رہی تب تک آریہ نام رٹ



دوران اور دیوتا اور خوش اخلاق دیوتاؤں کی تعظیم کرنے والا ہے۔ کیونکہ  
یہ محکمہ دیوتاؤں کی خدمت ہے۔

اور کل آریہ قوم کبھی کبھتی نہیں کرتے تھے بلکہ ابتدائے اسکے چار صدیوں تک یہ قوم  
جس کا وید مقدس میں بھی ارشاد ہے۔ گویا اسی ہدایت پر اس کی تمدنی تقسیم کو  
بنیاد ہے۔ یعنی دیویا کا پڑھنا پڑانا۔ ایک کرنا کرانا۔ دلی دنیا لینا جو کہ کام  
ہیں ان کا کرنا اور برہمن = دیویا کا پڑھنا ایک کرنا اور دنیا ملک و قوم کی حفاظت  
کرنا جو قوت بازو سے متعلق ہے اس کا کرنے والا کبھتری اور بوجہ شریعہ والا  
دیشا شن کر کے تجارت کرنا اور لادیش اور جاہل محض اور سنگد ار کا نام سودا  
لیکن ہمیشہ آریہ قوم میں سے دیش کبھتی کرنا والے وہ یا کبھتی کرنا والے کا دیش  
لقب رہا۔ مگر تمام بنی نوع انسان کا کام بوجہ قانون قدس کے حرف کھیتی کرنا  
نہیں وہ نہ علم شجاعت حفاظت۔ ملک کی خدمت۔ پر اور پکار گون کرے۔ اور  
یہ تقسیم ایرانی قوم میں بھی اسی طرح ملحوظ تمدن کے موجود ہے۔ اور کتاب  
دستان مذہب اور اساتذہ زندہ۔ اور آبجیات سے واضح طور پر مشہود۔



کیونکہ ایک ہی مصدر یاد داتا تو آرسے نکلی ہیں اور آریہ اور ایرانی کے اصل  
 مبنی بل چلا کر کہتی کر نیوالے کہ ہیں اور حقیقتاً یہ تمام آریہ قوم کی نوکون کا  
 فرسودہ سوقت تھا جب یہ صرف کہتی کر کے بل واپسی کرنے سے روٹی کھاتے تھے۔  
 اب۔ افسوس کہ جبکہ مصدر یاد داتا تو کی بھی تمیز نہیں رہی ہے اعتراض کرنے  
 سے مستند ہو جاتے ہیں حضرت آریہ داتا تو نہیں بلکہ اسے داتا تو ہے جس سے سنسکرت  
 بن آریہ اور آریہ نام ہے ہیں اور اسی سے فارسی چالوسی میں ایرانی بنا ہے۔  
 آریہ اور آریہ ہی ایک نہیں وہ اندر پر تیروں سے بنا ہے اور یہ اور ہے۔ پہلا تمام قوم  
 برہمن۔ گہتری۔ ویش۔ شودر) کا نام ہے اور دوسرا صرف ویش کا۔ چنانچہ  
 یسٹون کے (منوسمرتی ادھیا اشلوک ۹۰ میں) بشودر کی رکشیا دان دنیا لگ کرنا  
 رہنا جو بار کرنا بیاج لینا کہتی کرنا۔ سات کام لکھے ہیں۔ اور پنجابی مثال ہے  
 ہم کہتی مدہ جو بار پد لکھد جا کر ہی ہیکہ منگار ۴ آریکے معنی سنسکرت کی رو سے  
 اصل سرشت۔ دوان۔ دمارک۔ ایشور بیگت کے ہیں۔ اور یہی ذکر کیسٹ  
 صاحب نے بھی کیا ہے (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۰۵) آریکے معنی فاضل



اور جب سستی اور کاہلی اور آرام غلبی نے گہر کر لیا۔ علم و ہنر و سوداگری  
 و سفر و سیاحت سے دست کش ہو گئے۔ ہندو۔ کافر۔ غلام۔ نیم وحشی  
 ہو گئے۔ چنانچہ تواریخ بھی تبدیل تھی کہ آریہ لوگ ہمیشہ خلا سنی کے شوقین  
 اور ہندو اور طبقات کے افتاد اول یہی ہیں۔ اسی سبب وہ آریہ یعنی  
 سریشٹ کوہلے کہتے تھے۔ ایران کا دارا بادشاہ بھی آریہ ہونیکا اقراری تھا۔  
 کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد ہوں کیونکہ اسکے پردادا کا نام ایریا  
 تھا (دیکھو سائین آف انڈیا ج ۱ صفحہ ۲۸۰)

پادری۔ جو کہتے ہیں کہ یہ نام ہاری قوم کا ہاری و شمنون یعنی مجریوں نے  
 رکھا ہے وہ محض غلط نہیں بلکہ وہو کہا ہے۔

جواب۔ چونکہ یہ نام ہاری کسی ایک مذہبی یا تواریخی یا علمی مین کہی  
 مذکور نہیں ہے اور مخالفوں اور غیر ملک والوں کی کتابوں میں صد ہا مقاموں پر  
 ہے۔ جس سے نمونہ کیواسطے مجھے چند مقام پیش کر بھی دئے۔ پس اس حالت  
 میں انکار محض کو سودا تجاہل غافانہ کے ہم اور کیا کہیں۔ مگر صرف یہ۔ بلکہ بہت



دگر  
 خشنی  
 سقین  
 ری یعنی  
 ی تہا  
 ایر یا  
 یونانی یا اعرابی یا رومی) موجود تھا اور کچھ عرصے کے بعد دروغ پیروغ  
 نے پتھر چھین کہنا پڑا کہ پوری نے دھوکہ بازی کو کام فرمایا۔ اور حق سے منہ  
 پھرا ہے ہم انکو چیلنج کیے ہیں۔ کہ وہ ایٹھا کوئی اور الہامی یا غار یا فضلہ  
 مرزا غلام احمد وغیرہ) ہندو نام کسی سنگرت کی کتاب میں بتلاؤ اور ثبوت  
 دے دیے دھوکہ بازی کا طریق مثل بیہودا اسکر لوی یا زید کے قیامت تک دغا باز  
 گے من رہے گا۔

دور کی۔ کیونکہ یہ نام ان کتابوں میں پایا جاتا ہے جو محمد صاحب کی پیدائش  
 سے پہلے بہت پہلے لکھی گئی تھیں۔ مثلاً اسٹر کی کتاب جو محمد صاحب کی پیدائش سے  
 پہلے لکھی گئی تھی۔



راعی سے بنا ہے سنسکرت کا نہیں۔

پاور می۔ اور اکثر اس پیشہ کے لوگ جانوروں خصوصاً بیلوں ظلم کیا کرتے ہیں اور نیربان جانوروں کو اپنی چھری سے جسکے سر پر ایک لوہے کی نوکدار کیل لگی ہوئی ہوتی ہے چھو چھو کر ہانکا کرتے ہیں اور اس سبب وہ نوکدار کیل آ رکھلاتی ہے۔

جواب۔ حضرت یہ اون برہمن جاہلون کا کمال ظلم ہے۔ اور دہرم شاستر کے رستے ایسے لوگ سزا پانے کے مستحق ہیں جنہیں غلاتہ تھارا جہمون یا کپڑوں سے تباہ کیا جائیگا۔ یا جو دیور وغیرہ میں کوئی اسکا استعمال نہیں کرتا اور گزنیوالا سزا پاتا ہے۔ (دیکھو رینیر ڈنڈ وغیرہ) اور بھالہ میں بھی چند ہندو مسلمان عیسائی ادا جہان کی کوشش سے انجمن سہروردی حیوانات بنی ہوئی ہے اور قانون کاری بھی ایسی لوگوں کی تہیہ کے واسطے جاری ہے (دیکھو ایکٹ ۱۸۶۹ء دفعہ ۳۲) اگر نسط بھی سنسکرت کا نہیں بلکہ فارسی کا ہے۔ چنانچہ ارہ۔ آر۔ کابل۔ افغانستان و پیشاور میں۔ لکڑی جرنے والے۔ جوتے سینے والے۔ آہنی



اسی کی تائید میکنیں مولہ صاحب کے بیان سے بھی ظاہر ہے۔ - یعنی بارہوی  
 لوگ بھی آریہ ور سے اوٹھ کر ایران میں آباد ہوئے (دیکھو ساہنوار آفت لنگونج  
 صفحہ ۲۸۸) اور تاریخ بھی اسکی تہمات دیتی ہے کہ قدیم یونانی اور اہل وہی  
 اور اہل انگلش اور اہل فرانس اور اہل جرمنی اور اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ  
 آریہ تھے (دیکھو تواریخ ہند) پس مناسب ہے کہ آپ اس غلطی کا بھی علاج فرماویں  
 اور اس قسم کے فخری و خیالی دعویٰ سے باز آویں۔ -

پادری - جیسے کہ اس پنجاب میں بھی کہتی گرنولے رائیں کہلاتے ہیں  
 جواب جناب رائیں لفظ سنسکرت کا نہیں بلکہ نجابی ہے۔ جہاں تک نظم  
 تمن غور کیجاتی ہے۔ رائیں نام والی قوم سلمان ہی ہے۔ - ہندو کوئی نہیں  
 جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ نام انکا عربی کے راعی سے نکلا ہو اسے اور بہت  
 تہوڑے تغیر لفظ میں سے جو در حلقہ طاقت میں ہونے کی وقت کے سبب  
 رائیں یا آرائیں بولنا ذرہ بھی دشوار نہیں (راعی - شبان - نگہبان - یعنی  
 چراغدار یا بایں از غیاث) اور یہی آپکا منشاء ہے پس یہ لفظ بھی عربی کے



اور اس طرح قلعہ دیس جو سفر مؤرخ یہودی ہی اپنی کتاب میں مذکور  
 کا نام لکھتا ہے جو محمد صاحب کی پیدائش سے ۶۰ برس پیشتر ہوا ہے۔  
 اس کی کتاب ۵۸ باب ۵) پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدائش سے  
 یہ ملک ہندوستان کے نام سے نامزد اور مشہور ہو رہا تھا۔ اور اغلباً اسے  
 ہند کہلاتے تھے۔

جواب - یہ ثبوت بھی آپ کے دعواس کی مضبوطی نہیں کر سکتا کیونکہ  
 دعوے یہ ہے کہ ہماری کتابوں میں ہندو نام نہیں ہے اور ہندو نام کا  
 باقی رہا۔ آسترین یا تواریخ یہودی میں ہونا اقل کتاب سکندر کے قریبی زمانہ کی  
 ہوئی ہے (دیکھو آستر کی کتاب عبرانی بائبل صفحہ ۱۸۷ مطبوعہ ۱۸۷۷ء) یہی کہ  
 سے ۵۶۱ برس پہلے) اور دوسری سحر کے بعد کی ہے اور جہاں تک تحقیق ہو  
 غالباً یہی زمانہ ہے جب یہ ہر نام ہمارے اور ملک کی واسطے غیر ملک والوں  
 کو ناشروع کیا۔ چونکہ آپ کے یہاں سے بھی یہ نام غیر ملک کی کتابوں میں  
 پایا جاتا ہے۔ ہمارے ملک کی استکون میں نہیں۔ پس یہ بھی ہمارے دعوے کا ثبوت ہے



اور آپ کے حق میں مفسر۔ کیونکہ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ یہ نام  
یوں لوگوں نے موضوع کیا۔

عام اعتراض۔ ہندو نام اندوسے بنا ہے اور اندو کہتے ہیں چندرمان  
کو یعنی چندر بنسی۔

جواب۔ ہم مانتے ہیں کہ اندو چندرمان کو کہتے ہیں۔ مگر سنکرت میں  
یہ کس طرح بن گیا۔ اور علاوہ ہر ان کیا تمام ہندو چندر بنسی یا سورج ہی  
ہیں۔ برہمن دیش شودر نہیں ہے۔ اور اندو صرف چندرمان کو کہتے ہیں۔

بنسی کہاں سے آگیا۔ اور کسکو معنی ہوئے اور کیوں یہ نام اس دھاتو سے  
بھی کسی سنکرت بشتک میں آجک مندرج نہیں ہے۔ اور کیا سو چندر بنسی کے

اور لوگ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہلاتے یا سورج بنسی سے کوئی اور نام لگاتے  
اور کیا آپ کے سوا دنیا بہر میں کسی کو یہ امر معلوم نہیں۔ جب کہ ان مندروں

بالا باتوں سے کوئی بھی لوگ نہیں ہو سکتی ہے۔ لہذا ایسے دعوے بھی محض  
بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اب تک چندر بنسی سورج بنسی وغیرہ صد ہا گوتروں کی



قوین آریہ ورت میں موجود ہیں۔ مگر ہندو کا نام و نشان ندارد۔  
 اب کچھ تھوڑا سا اس امر کا بھی ثبوت دیا جاتا ہے کہ ہمارا نام آریہ کن کن  
 یسکو نہیں مندرج ہے۔ زیادہ اثبات کے خیال سے اصل عبارت مروجہ  
 کے تحریر ہوگی۔

نمبر اول۔ رگ وید منڈل ۱۰۳۔ منتر ۳

सजानु धर्मा ब्रह्मयानश्रोजः पुरो विमिन्दन् चर  
 हृदासीः। विद्वानवजिन्द स्य वेहेति मस्यार्धं स  
 गोवर्धयाधुमन मिन्द्रः॥

نمبر ۲ رگ وید منڈل ۱۔ سکت ۵۱۔ منتر ۸

वजानी ह्या धान्ये च दस्य वो वहिं धने रन्वयायाश  
 द्रवतान् शा कीतव वजमानस्य चोदिता विधेनाते  
 धमा देवु चाकन॥

نمبر ۳ یجر وید ۱۶ منتر ۴



नमः पार्थ्याय चावा र्थ्याय च नमः प्रत राग च चो न  
 राग यच नमस्ती र्थाय चकु स्याच नमः इति क० १६

شعر ۳ منو سمرتی ادویا ۲ شکون ۲۲ تک

आसमुद्रा तु वै पूर्वा ढासमुद्रा तु यश्चि मातु तयोरे वा

रं गिर्यो रार्थो वर्त विदुर्वु धाः

شعر ۵ منو سمرتی ادویا ۱۰ سلوک ۴۵

मुखवाह रूपजानाया लोके जान द्यो वहि स्ले ब्र

च श्यार्थवाच सर्वे तदस्य वः सदतः

شعر ۶ نیا و درشن ادویا و پہلا سوتر ۱۰ بہاش و آسائین

नृद व्याध्य

شعر ۷ کاشکا ادویا ۳ پا و اسوتر ۳۰

केवल मामकभागधेय वावा परसमा नार्थे क

समदुलभेय जाच्च ॥ ३० ॥



नं० ८ - का सका ओप्या २ पादासुत्र २१

नं० १५ - न्वरु रा भव शव सद्र म् ड हि मा र रा व च व द

नं० १६ - त मा तु ला चार्या र मा मा नु कः

नं० १७ - सका कांशका बहाश -

नं० १८ - त मा धि क्षा नि धा म् द्यां वा ज्ञा र्या र्णा ज्ञा र्या

नं० १९ - गित्या - ओप्या २ श्लोक १०

नं० २० - नार्य जुष्ट म स्वर्ग म कीर्ति कर मर्जु न्

नं० २१ - बहार्त ओप्या २ प्र

नं० २२ - तं प्रज्ञा नु गं य स्य प्रज्ञा वै शुता तुगा प्रसनि

नं० २३ - नार्य मर्यादः परिडत्ता रव्यां लमेतसः

नं० २४ - नार्य १५ म् त्रु दित ओप्या २ प्र

नं० २५ - नार्य १५ म् त्रु दित ओप्या २ प्र

नं० २६ - नार्य १५ म् त्रु दित ओप्या २ प्र



अर्थ १५ अश्वमेध औषधिशिखर ॥ ५१ ॥

अर्थ १५ अश्वमेध औषधिशिखर ॥ ५१ ॥  
 १५ - बालिका रामिन बाल कान्ठु सरग - श्लोक १५ ॥ ५१ ॥

सर्वदा भिगतः सद्रि समुद्र इव सिन्धुभिः आर्च्यः स  
 समश्चेव सदैव प्रियदर्शनः गत्वा तु समात्मा अर्च्यः स  
 रामं सत्यपराक्रममश्रया च ह्वानरं राममर्च्यः स  
 वपुरस्कृतः

बालमीकी रामाचरा

१५ - बालिका रामिन कान्ठु सरग - श्लोक १५ ॥ ५१ ॥

सुसेव पुन हत्वा च आर्च्यपुत्रे निवारिनी

इरोदसा यतिं द्रष्टुं संवीतं मत्स्यदा मभिः

१५ - बालिका रामिन कान्ठु सरग - श्लोक १५ ॥ ५१ ॥

१५ - बालिका रामिन कान्ठु सरग - श्लोक १५ ॥ ५१ ॥



نمبر ۲۴ آریہ پرایہ نمبر ۲۵ آریہ روپ نمبر ۲۶ آریہ سنگن - نمبر  
آریہ ورت نمبر ۲۸ آریہ دلش نمبر ۲۹ آریہ گیت نمبر ۳۰ آریہ

نمبر ۳۱ آرش نمبر ۳۲ **अहंमार्थ** **देवार्थ** **ज्ञानमदनः**  
نمبر ۳۳ **मृष्टिकानाटक**

کوشش شد اربتہ بہا نو سے صفحہ ۵۰ مطبوعہ سال ۱۹۵۱ء لاہور

نمبر ۳۴ آریہ نمبر ۳۵ - آریہ نمبر ۳۶ آریہ تیر نمبر ۳۷ آریہ  
نمبر ۳۸ آریہ ورت -

نمبر ۳۹ آریہ سے یہی ایران اور آرمینہ یہ نقطہ بھی نکلے ہیں اور  
کہ آریہ سے بنے آرمینوں کے ان اوکے معنی بہادر کے ہیں - (دیکھو  
آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۱) -

نمبر ۴۰ - جنگ آریوں کی بود باش کا مقام ہے اوسکا نام ایر  
یہ اناؤرندین لکھا ہے - (دیکھو ساغیس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۱)  
نمبر ۴۱ - گورلاس - جو تم کہہ کرے آج - دیو میں ہرم کے کارج -



نمبر ۴۲۔ ویک و لاس گرنٹھ میں بودھوں کا ت ایسا لکھا ہے۔

बोद्धा नां सुगतो देवो वि श्वं चक्षुराभं गुरुरभ्यार्वे स  
त्वारव्यघातस्व चतुष्टमिदं न क्रमात् ॥

نمبر ۴۳۔ روزترہ کا شکب۔  
ब्रह्मणो द्विनिशे प्रहरो ई

श्रीस्वेत वाराह कल्पेः जम्बू पट्टीवे आर्यार्धवर्त  
अंतरगते इत्यादि ॥

اس سے ہر ایک بدھ ہی مان جان سکتا ہے کہ ہمارا نام آرٹھ ہے یا مندو۔ اور

ملک کا نام آریہ ورت ہے یا ہندوستان۔ ہم نے تحقیق حق اور باطل کے خیال سے

بہت سی شہادتیں۔ و نون ناموں کی نسبت پیش کر دی ہیں ناظرین سچ اور جھوٹ

میں تمیز کر کے ملک و قوم کو ان کلنگت ناموں سے پہچانے کو کوشش کریں۔

یاد رہے کہ آرٹھ مشبہ کی تحقیقات پیشتر اس امر کی تحقیق ضرور ہے کہ مذکورہ

مذکورہ کون ہے اور کون سے اقدامت ہے۔ یقین کامل ہے کہ اس امر کو تحقیق کرنے ہی

مطلوبہ اور واضح طریقہ پر سوا دواقی سنسکرت کے اور کسی زبان کا دعویٰ اقدامت اور



اورنگ ہنر کا بایہ ثبوت کو نہ پہنچے گا۔ پس جب سنسکرت ہی اورنگ ہی تو خصوصاً اگر  
تحقیق طلب آریہ شہدادسی زبان کا ہی تو عموماً سنسکرت ہی میں تلاش کرنا  
اور درجہ۔ اور سنسکرت کی لغت اور وہ تو (مادہ) کو چھوڑ کر دوسری آفٹر بورن <sup>ٹیکسٹ</sup> دیا  
(زبانہا مفرد) میں آریہ شہد کا مادہ اور مخرج تلاش جنبہ سیاسی جیسا کہ جمیکا کی پڑ  
کان طلائی پر بیہ کر مونک پہ سے سونا نکالنے کی فکر میں سر مارنا خیر۔ پادریجیہ تو کیا  
وہ زمین پر کوئی بھی ایسا ملک نہیں کہ جہاں کے علمائے سنسکرت کی فضیلت اور قدما کا دم  
بہرین اور معقول دلائل اور ثبوت کی طر توجہ دلا پر ادھکی اور رنگ ہونے کے  
دعویٰ میں کلام کریں۔ پس پادریجیہ کو اگر معلوم ہو تو اب معلوم کریں کہ آریہ شہد کا  
وہ تو پر تہ اور معنی صائب ہیں۔

आर्था-पुलिङ्ग - आनु-धोम्यः -

आर्था नेवाः ऋगतौ ऋहलोरधि न इति - स्वामिनि  
गुरो सुहृदि श्रेष्ठ कुलोत्पन्ने पूज्ये, श्रेष्ठ सङ्ग-ते, न  
स्योक्तौ, सान्ये, उदार चरिते, शान्त चित्ते - कर्तव्य  
माचरणकाम अकर्तव्य मनाचरन्ति प्रकृता







ہر طرح منسکرت ہی زبان میں ہونا درست ہے۔) نائید کر کے جو چند الفاظ مترادف اور ہم معنی دوسری زبانوں کے لکے ہیں وہ محض لغرض تسکین یاد دہی اور تفریح اور شہد کو معنی اون کے دل نشین کر نیو بخند اوسی طرح لکے ہیں کہ جب طرح صبا لوگ اپنی سچو کو حرف شناس کر نیکی غرض سے تصویر دار حرفت دکھلانے ہیں۔

پادری - ہندو راجوں اور عالموں نے سوا دیانند جی اور ان کی پیشہ والوں کی کبھی کوئی اعتراف (ہندو) اس نام پر نہیں کیا۔ اور ہندو کی پستکوں میں اس نام کا رواج پایا جاتا ہے۔ مثلاً گورونانک صاحب کے آگرہ تہ میں بار بار اس قوم کا نام ہندو لکھا ہوا ہے۔ اور نیز گوردون بند سنگ صاحب جو زبان فارسی میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ ان کو کبھی یہ معلوم نہوا کہ جس قوم میں ہم لوگ ہیں اس کا نام محمدیوں کی جابہ سبب برابر کہا گیا ہے۔ اس لئے وہ نام تبدیل کیا جاوے۔

جواب - ہندو راجوں کی علماء دین عموماً ورنہ۔ گو ت کے مطابق کارروائی ہوئی ہے اور ہندو نام مسلمانوں کے آنے سے پہلے بالکل نثار و اور اب بھی الکا در کا عدم کے طور پر ہے۔ اور وہ آردو فارسی کی مہر بانی ہے۔ مگر



راجن کے خطاب میں اب یہی آریہ کل دیو اگر اندر جہندہ وغیرہ سنسکرت  
 کے تہارتہ القاب فرین ہوتے ہیں۔ ہندو لفظ بالکل نہیں لکھا جاتا۔ باقی  
 رہا۔ آریہ کل۔ ست اوپدیشک بابا تاکہ جی مہاراج کے آوگرنتہ میں ہندو لفظ  
 کا ہونا۔ وہ ہمیں تسلیم۔ اگر اثر فارسی کی تعلیم کا ہو۔ اور مسلمانوں کی  
 اور ملکی بولی میں (کثرت استعمال) کا نتیجہ۔ ورنہ کہی نہ ہوتا۔ اور نہ فخریہ  
 طور پر انہوں نے اسکا ذکر کیا۔ بلکہ ساوہارن (معمولی) طور پر ست دہرم کا  
 اوپدیش ملکی جا کے مطابق پنجابی زبان میں دیا۔ اور عام لوگوں کی تفہیم  
 کیو سٹو ہندو کہیں (بہت ہی کم) استعمال کیا۔ جو مذہبی طور پر ذرا ہی  
 مستند نہیں ہو سکتا۔ جس لاکھوں ہندو کو مسلمان ہونے سے بچایا۔ اور ست دہرم  
 پر قائم فرمایا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خط احمدیہ بحوالہ سرمدہ چشم آریہ)  
 کیا وہ خدا نخواستہ ہندو کہلاتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے تو  
 کہا ہوں ہندو اندہا ترک کا نام۔ دو مان کو لون گیانی سیانا۔  
 باقی رامیہ کہ شجاعت مجسم۔ صد فرستم۔ غالب میدان جنگ۔ غیر د



توی آہنگ گوردو گوبند سنگھی کو اس نام کا پڑا نہ معلوم ہوتا۔ یہہاں بھی  
 کمال غلطی اور نادانستی ہو۔ اگر آپ کو ذرا یہی اوس کے تاریخی حالات سے  
 آگاہی ہوتی۔ تو ایسا کبھی نہ کہتے۔ انہوں نے بہ سبب عمدہ مہارت ہونے  
 فارسی کے اسکے بڑے معنی کو پنجابی سمجھ اسکو بالکل متروک کر دیا۔ اور سکھ  
 یا سنگھ نام فردا نامزد کر کے تمام اپنے پیروں کا نام مجموعی طور پر قوم خالصہ بزرگ  
 (جو آریہ نام کا فارسی میں متروک یا لفظی ترجمہ ہو) قرار دیکر اوس کے  
 استعمال کا ارشاد فرمایا۔ دیکھو غیاث اللغات و منتخب اللغات و کشف اللغات  
 خالصہ و خالصہ خاصہ و نیا مینتہ بجز بے دہاک و بے امینغ لینے جو  
 بے آمیزش۔

چنانچہ اون کے تمام پیرو۔ اور تمام پڑھ لکھے۔ سنگھ بھائی۔ ہندو  
 نام کو برا سمجھتے ہیں۔ سکھ اور سنگھ واسطے سمجھانے آریہ بھائیوں کے اور  
 خالصہ واسطے سمجھانے محمدیوں وغیرہ کے ہو۔ اس واسطے یہاں بکا دعویٰ  
 سربالہ اثبات ہے۔



نیا دوسری - غور کا مقام ہے کہ اکبر بادشاہ جو بے تعصب مشہور ہے۔ اور  
 جس کے عہد میں بہت ہندو مانا۔ امیر اور وزیر اور زبان فارسی میں  
 پوری پوری لیاقت اور آزادانہ طور پر گزارہ کر چکے ہیں۔ اس وقت  
 انہوں نے بھی اس نام پر کچھ اعتراض نہیں کیا۔ پس صحاح میں ہندو کو  
 نام غالب بزرگ اور سکھ و راج دیتے اور اپنے پر قبول کرتے رہے ہیں۔ اور کوئی  
 کے اعتراض اس پر نہیں کیا۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اس نام کو  
 اچھا جانتے تھے۔ نہ کہ بُرا۔

لینے جواب - یہ قاعدہ ہے کہ جب تک دونوں زبانوں کا مقابلہ و موازنہ نہیں  
 ہوتا۔ اور جب تک اس قسم کی تحقیقات کی واسطے آزادی نہیں ملتی۔ تب تک  
 انسان دونوں زبانوں سے واقفیت حاصل نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ اور  
 عام دنیا جانتی ہے۔ کہ احرار۔ وزراء۔ لوگ آرام طلب یا سرفراز  
 سرکار ہوتے ہیں۔ اس واسطے مذہبی پڑتال یا رسواں قبیلہ کے دور کرنے کا  
 موقع کم ملتا ہے۔ یہ بھی کوئی ثبوت نہیں۔ کہ انہوں نے اعتراض نہیں کیا۔



جس طرح نہیں کیا یہ لفظ صرف کہا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ہم کہیں  
ہیں۔ کہ کہا ہو تو کیا شک ہے۔ عذر صرف تحریر کے نہ ہونے کا ہے۔ سوائے  
اثر فریقین پر مساوی ہے۔ علاوہ بران وہ ہندوؤں کے بزرگ بھی نہیں  
بلکہ صرف دولت مند انسان تھے۔ سوائے دنیاوی غنہ کے۔ ہندو کسی غنہ  
کی نگاہ یا فخر یہ طور سے ان کو مغز نہیں مانتے ہیں۔

پادری۔ ہندو۔ اور آریوں کو اپنے ناموں کے معنی اپنی زبان  
سنسکرت میں دیکھنے چاہئیں۔ نہ کہ زبان فارسی وغیرہ میں۔

جواب۔ ہر ایک شخص جس کو کچھ بھی عقل ہو۔ اور اس کی دماغی طاقت  
کو کسی غرض نے انداز نہ کر رکھا ہو۔ وہ ضرور انھیں سے کہے گا۔ کہ ہم نے  
جس قدر آریہ اور آریہ دور کے متعلق اقرار اور ہندو اور ہندوستان  
سے انکار کیا ہے۔ وہ اسی قسم کی تحقیقات سے ہے۔ جو بقول پادری  
صاحب کے صرف سنسکرت اور آریہ گزرتہوں سے سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ  
ان کے مفصل (موجوال) ثبوت ہم نے واضح طور پر ظاہر کر دیتے۔



صبح ہو کہ سنسکرت میں ہندو اور ہندوستان ان دو لفظوں کے کچھ  
 سوا کچھ نہیں۔ اور نہ کسی کوش (لفات) اتھاس (پوران) تواریخ یا  
 ہرم بستک میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اس واسطے بقول آپ کے بھی ہم کو  
 در سب اہل ملک کو ان برے ناموں کا تیاگ یعنی ترک کرنا ضروری ہے  
 اور ایسا ہم ایسا بالکل نہیں کرتے۔ کہ سنسکرت الفاظ کو ذرا سی مغلوب  
 ہو کہ ترک کر دیں۔ بلکہ ہم تو جو سچی اور راست مطالب دہرم بات ہو  
 کو قبول کر کے جھوٹ اور برائی کو جو الزامی طور پر بعض غیر ملک سے ہمارے  
 ہر نگائی ہے۔ ترک کرتے ہیں اور یہی آریہ سماج کا مبارک نیم ہے  
 ہم نے اس کے اختیار کرنے اور راست کے نیکنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہئے۔ اس  
 ستان سے ہم نے اس نیم کے انوسار آپ کے تمام اعتراضات کو جواب عرض کر دے۔  
 ل باد کو لیا حبشہ میں لکھا ہے۔ کہ اگر ہندو نام فارسی میں برے معنی ہونے کے  
 ہے۔ کیونکہ ترک ہے۔ اور آرم فارسی میں غلام و فرمانبردار کو اور اس طرح آریہ کو  
 کہنے و قوم کو اور بد سنسکرت میں حکیم اور فارسی میں درخت بے ثمر کو



اور نادجے معنی شکر میں جس کا شروع نہوا اور علی میں دشمنی کو کہتے ہیں  
 بھی ترک کرنے چاہئے۔

اس کا جواب ہمارے لطیف سے یہ ہے کہ تمام اور آریہ اور وید اور انا اور  
 شکر کی کتابوں میں صد اقاموں میں موجود ہیں۔ مگر ہندو لفظ  
 نام و نشان نہ دے رہے۔ اس واسطے پہلے نام قابل تسلیم اور دوسرے لائق  
 یا تنبیخ ہے۔ اگر ہندو بھی کسی۔ آرش گرنہ میں ہوتا تو ہمیں تسلیم کرنا  
 کب انکار تھا۔ مگر بعد ثبوت (جیسا کہ تاہنوز ہو چکا ہے) ہمیں کسی طرح  
 تسلیم نہیں ہے۔

ہر ایک حق پسند کو ضروری ہے کہ مہرے باتوں۔ مہرے ناموں  
 مہرائی سے بچنے کے واسطے نہایت مستعدی سے جہانتک جلد ہو  
 طیار ہوں۔ اور جگت پتا پر مانتا آپ آریہ پرشون کے دھارک اراد  
 میں برکت دے۔ زیادہ نیاز۔

تمام شد



# لواہ اوساھا

یعنی

مضمون در بیان قبوحات شادی بھر صغیر سنی اند فواہ شادی بھر چونی

مرتبہ

لالہ چونی لال صاحب فتری آریہ سماج گو جرانوالہ

جکو

لالہ رام ناتھ آریہ کتب فروش امرتسر نے

۱۸۸۶ء

مطبع چشمہ نور ام لٹر باہتمام لالہ مرشد اس کے چھپا



# بواہ اور استہا

دفعہ ۱۔ بواہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے اور اسکے لغوی معنی ہیں۔

استہا کے ساتھ تن میں جو اسپین سنجوگ کرنا اور اصطلاحی معنی یہ ہیں۔ بہت پر تکلیف کو ساتھ پانی گرہن کرنا۔ یعنی سات قسم کے عہد و پیمان کر کے شادی کرنا اور ان سات قسم کے عہد و پیمان کا خلاصہ یہ ہے کہ استہری اور پریش مرن پرست یعنی ناز زندگی اپنی پرستی پوربک اور پریم بہت سو ایک دوسرے کو دکھ میں سہا ایک اور سکھ میں استہا پرینگے اور کوئی ایک دوسرے سے رو وہ اور بچا کر

دفعہ ۲۔ یہ مضمون پانچ فصلوں پر منقسم ہے

فصل اول۔ سنجوگ بواہ مرد اور استہری کا یو او استہا یعنی عمر

جوانی میں ہو سکتا ہے یا لڑکپن میں۔

فصل دوم۔ وید اور پراچین شاستر دن میں کس عمر میں بواہ

فصل سوم۔ پرتکشی آدی پرمانون اور دنیاوی کاروبار میں



۳

یاد سے کس عمر میں بواہ کرتا اچھت ہے  
 فصل چہارم۔ لڑکپن کی شاوی کاہ واج جو ہمارے ملک میں جاری  
 ہے پرچہ میں ہے یا نوین اور اس سے کیا کیا خیریاں پیدا ہوتی ہیں۔  
 فصل پنجم پرچہ واج کو پہر تازہ کر نیسے کیا کیا فائدہ و منصفہ ہیں  
 فصل اول

سنجوک بواہ مرد اور استری کا یواہ استہا میں ہو سکتا ہے یا لڑکپن میں  
 نہ ہو سکتا ہے۔ سنجوک بواہ جوانی اور لڑکپن دونوں عمر میں ہو سکتا ہے مگر  
 ان دونوں کی طرز سنجوک اور بچوں میں بہت فرق ہے۔ لڑکپن میں لڑکی اور  
 لڑکے کو گن اور اوگن کوئی جالہ نہیں سکتا۔ پس اگر لڑکپن میں بواہ کیا جائے  
 تو گویا باپ اپنی لڑکی کو ایک ایسے لڑکے سے تہہ بواہ کر دیتا ہے جسکی باپ سے  
 کچھ خیر نہیں ہوتی کہ وہ لڑکا میرٹھ سپہا دولا۔ و ہر ماتھا۔ پروپکاری  
 اور وودان نکلیگا۔ یا جوڑو بازون اور خیرس نوشون کی منڈی میں  
 بیٹھ کر پانچون عیبت شرعی ہوگا۔ گھر میں رہیگا یا ستہرا ہو کر دشن بدلتا  
 پہر لگا اور اس سے بھاری لڑکی اور اولاد کو اگر کچھ عید ہو گئی ہو مصیبت میں  
 دلا لگا۔ غرضیکہ یا باپ کو اپنی یا بیگہ کو چون لڑکے اور اوگن سے کچھ اطلاع

نہیں  
 نیست  
 ی کرنا اور  
 رن پیت  
 سہا لک  
 اور بچا  
 یعنی عمر  
 میں بواہ  
 کر کے  
 یا بیگہ



نہیں ہو سکتی چھین تو ایک دوسری پہچان کی تیسرے کا ہونا بالکل سہجہ ہو گا بلکہ  
 سے وہیں دیکھا کہ جو خوشی ہوئی چار دہ ہرگز انکو نہیں ہوتی اور اگر کچھ خوشی ہوئی  
 تو یہ ہوئی ہے کہ گڈی گڈی کے سوا حق لڑکی لڑکے کو دیتا ہے اور وہاں دیکھ کر خوش  
 ہوئی ہے اور لڑکا اپنی والدہ اور برات کو اویسہ کی سچ و سچ کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے ورنہ  
 درجہ و پیمانہ کو مستور لین لڑکے کے سہجے نام جوڑ توڑ کر کہلا کر جاتی ہیں وہ نہ  
 انکا کچھ مطلب سمجھتا ہے اور نہ صحیح صحیح انکو پڑھ سکتا ہے۔ لڑکی بڑی پہچان نہیں ہوتی  
 اس کو کہا جاتا ہے کہ بی بی تو یہ بہتر پڑھ۔ بھلا وہ بیچاری کیا پڑھ سکتی ہے کیا جمل  
 پاند کو لہر پڑھتے ہیں انکا صحیح اچار نہیں کر سکتے اگر بھلا ہے اسکو جو انی میں شاد  
 ہو تو ہر ایک بات درست ہے تو کچھ سکتی ہے جو کہ والدین انکو گن اور لوگن اور غصت  
 سے اچھی طرح واقف ہو سکیں۔ پس ثابت ہوا کہ بچپن میں بواہ کر نیسے بہت فرمایا  
 اور نقصان ہو تو میں اور جوان عمر میں بواہ کر نیسے کوئی خرابی اس قسم کی نہ  
 نہیں ہوتی۔

## فصل دوم

وید اور پراچین شاستر میں کس عمر میں بواہ کرنا لکھا ہے

دفعہ ۴۷۔ جہاں تک اس باب میں تلاش اور تحقیقات کی گئی اور نتیجہ



اور وہ دونوں سر پہ پہا گیا یہی معلوم ہوا کہ پراچین شاستر میں بھیر جواتی  
شادی کر نیکی ہدایت ہے۔ چنانچہ منو سمرتی میں لکھا ہے

سمرتی

उरुणा उमतः स्यात्वा समाहृतो यथाविधिः ३  
हरे नदिजे भार्या सवर्णालक्षणा नित्याम् मनुः  
अ ३ श्लो ४

آہ تہم۔ دو ج لوک (برہمن کہستری اور دیش) پر ہم پر یا شرم میں پورن  
و دیاندرہ اور گود کی آگیا لیکر جیسی وہ ہی وید میں لکھی ہے اس کے موافق  
آوی ورو و سے منتر پور بک سنان کر کے شیتہ منریشٹ گن گیت اپنور  
کی کنیا کو گرن کرین۔

سمرتی

पितुः रत्नति को मरे भर्ता रत्नति यौवने रत्नति  
स्यायरे पुत्रा न स्त्री स्वातंत्र्यं मर्हति । मनुः अ ३ श्लो ५

آہ تہم۔ کمار اور ستہا میں جو ۱۶ برس تک گنتی جاتی ہے۔ (استری کی پتا  
رکشا کرے اور یوا اور ستہا میں بہتر ہے۔ اور پردہ اور ستہا میں بہتر رکشا  
کرے کہ اپنی کال استری کو ستہا میں نہ لپکے نہین ہے۔



۴  
 آج دونوں سمرتیوں سے ثابت ہو کہ بالک اور ستھاپن شادی کا ہونا  
 نہیں ہے۔ ہمیشہ برہمن چرم یا مٹرم پورن کر کے (جو عروہن کے لگو کم سر کم  
 ۲۵ برس تک اور زیادہ عمر زیادہ - ۳۸ برس تک ہوتا ہے) و دیپا پٹن  
 کو بعد شادی کرنیکی اجازت ہے۔ اسے طرح اڑکی کو ۱۶ برس سے پہلے یا سہجی کی اجازت  
 نہیں ہے کیونکہ ۱۶ برس تک تو کنیا کو پتا کہ دس میں رہنا لکھا ہے جس سے  
 یہی مطلب ہے کہ تب تک شادی نہ ہو۔ الا پندت کانشی ناتہہ جی کا شلوک  
 مندرجہ ذیل اسکو ہر خلاف لوگ پیش کیا کرتے ہیں۔

अष्टवर्षा भवेद्धौरी नववर्षा च रोहिणी दशवर्षा  
 भवेत्कन्या तद्धर्षचरजस्वला ॥ श्री . वे . ॥

ارہتمہ - آٹھ برس کی گوری ہوتی ہے اور ۹ برس کی روہنی اور دس برس  
 کی کنیا ہو جاتی ہے۔ اس سے پہچو رجسٹلا (با حیف) ہوتی ہے اگر اُس وقت تک  
 کنیا کی شادی نہ ہو تو اُس کا باپ - ما - بڑا بھائی - ماموں سب ترک کو جاتی ہیں  
 کانشی ناتہہ جی کہ اس شلوک کو جو تھوڑے عرصہ کا ہے منو شاستر پر فوٹا نہیں  
 دیکھتے کیونکہ منوجی کا دہرم شاستر ہر طرح اس سے اعلا اور افضل سے  
 خیانتہ چہاندوک اپنشد میں لکھا ہے۔



سمرتی

यत्किञ्चिन्ननुबदन् तद्वैषजमोषजमायाः  
लभ्योपनिषदि १॥ ३० ॥ ८

ار تہم۔ جو کچھ منوجی کہہ کر پین وہ اوشد کی ہی اوشد ہے یعنی وہی  
اکیں رہتے۔

پس جبکہ منوجی کے شاستر کی اُنشدوں میں اس طرح تعریف لکھی ہے تو اسکو  
بر خلاف جو کاشی ناتھ جی کاشلوک پر وہ کب ناخو کر لایق سمجھا جاسکتا ہے  
سو اس کے معلوم ہوتا ہے کہ کاشی ناتھ جی فرمایا شلوک اہل اسلام کی عملداری  
میں ایک خاص مصلحت کو ملحوظ رکھا اور واقعی اسوقت ایسے شلوک کی  
ضرورت تھی۔ مگر اب جو سرکار انگلندی کی عملداری ہو اور کوئی کسی پر جبر  
و تقدیر نہیں کرنا اس شلوک کو کچھ ضرورت نہیں رہی بلکہ اس شلوک  
پر عمل کر نیسے جو نقصان اور خرابیاں واقع ہوتی ہیں اور جبکہ عملداری  
میں ایک اور بڑی ظلم کو خوف سے مجبور کر کے لایا گیا تھا اب ان خرابیوں کو  
اب قائم سے دینا کسی طرح درست یا جائز نہیں ہے۔ اب تو بلا کہنا منوجی کہ



۱۹ اونیہ ۸۸ پر عمل کرنا چاہئے جسکا مطلب یہ ہے کہ کنیا کی شادی  
 ایسے لڑکے سے کرنی چاہئے جو سرلیٹ سبھا دوالا اور دوان ہو ورنہ شادی کرنے  
 کی نسبت بہتر یہ کہ کنیا مرن پر نیت کہیں ہی نہ کر اس شوک میں تاکیدا جوان عمر  
 میں شادی کر لیا حکم ہو اور ظاہر ہو کہ لڑکے کا سرلیٹ سبھا دوالا اور دوان  
 ہونا جوان عمر میں ہی جانا چاہئے نہ لڑکپن میں۔ پس ثابت ہوا کہ دیدار  
 شاستر میں جوان عمر میں شادی کرنی بھلی ہے نہ لڑکپن میں۔

## فصل سوم

پرتکش آدمی پر مالون اور دنیاوی کاروبار کو تیار  
 کے لحاظ سے کس عمر میں بواہ کرنا واجب ہے

دفعہ ۵۔ رزدرہ کہ بچہ بی ثابت ہو کہ چھوٹی عمر میں شادی ہوئی ہے  
 نہ کوئی لڑکا ورنہ ہو سکتا ہے نہ لڑکی۔ چنانچہ اجل دیکھا جاتا ہے کہ جب  
 لڑکی شادی ہوئی اور مکلا وہ (گونا) بھی ہو گیا تو بس تحصیل علم بند ہوئی  
 اور لڑکے کو حقیقت میں بالغ نہیں ہوتی مگر صبح کاذب کی طرح دشیانند  
 اندو میں ایڑا پکھو جوان سمجھ کر لوگ اور پرمار تھک دڈیا کا حاصل کرتا  
 ہے پھر دوی سمجھ کر کہ نہایت سنا فطرتی بند کر دیتا ہے اور سن میں تیار



بیتے ہیں کہ چلو دنیا میں گذارہ ہو جاوے گا زیادہ تر کہیں نہ کوئی لگا بٹنا ہو  
 یا نہ دت بنکر کہتا باغی ہے۔ اگر پہلے سے صرف فارسی اور انگریزی پڑھتے ہیں  
 جیسا کہ رواج ہے تو پھر کبھی سنسکرت کا نام نہ لیں یعنی اور اگر سنسکرت پڑھتے  
 ہیں تو اس وقت چھوڑ دیتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ شاستر پڑھنے سے غرض کیا  
 ہے اور اپنی اور ملک کی اتنی کسکا نام ہے اور یہ نہیں جانتے کہ وید وڈیا اور  
 اسکی تفصیل سے ہندو دنیا میں ہر طرح کا سکھ حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ زمانہ  
 میں ہمارے بزرگ اسی دنیا کی بدولت سکھ اور آئندہ کوہانت ہوتے  
 رہے اور پھر وڈیا کو ذریعہ سوادھ کا حاصل کرتے ہیں جو کل کی کل  
 میسر نہیں ہوا۔ اور اگر شادونا در کوئی شخص شادی ہو تو بعد ہی تحصیل  
 علم میں مصروف رہا تو نتیجہ یہ ہوا کہ تحصیل علم تو کی مگر بدن استعداد رہا اور  
 کمزور ہو گیا کہ کچھ بیان نہیں ہو سکتا یا آگاہوں کی بصارت جاتی رہی۔  
 جس سے زندگی بھر کا لطف برباد ہوا۔ افسوس صد افسوس بہیم چچ  
 کو نہ ملے سوچا کہ کیا حال ہوا اور ہو رہا ہے اگر ہم برہمن ہیں تو براہ  
 نام۔ یعنی وڈیا کا نام نہیں اگر چہ پڑھیں تو براہ نام  
 براہمنی کا کام نہیں۔ کہاں جو ویشٹھ اور بہیم سین جیسے چترپتی



اور کہاں ہم لوگ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دلیپور کی نسبت غیر توہین نہیں  
 کرتی ہیں کہ ہم لوگ کہاں عہدہ طریقہ سے لکھتے ہیں کہ دوسری سخت  
 ہو تو تہہ زمین اور دہوتی دیہلی کر ڈھن مگر جو فرین تانی اگر بڑا تو خود  
 بہاگ۔ ہاں افسوس کہاں بزرگوں کی وہ طائف اور کہاں نسل حال کی  
 دفعہ ۶۔ جن تو امین بڑی عمر میں شادی ہوتی ہو وہ بڑی بہادر اور  
 توہین میں۔ مثلاً اہل انگلستان کو دیکھو کہ اس قوم کو لوگ کس قدر بہادر اور  
 امین اور سختی اور نرمی میں کیسے متقل فراج بہترین ہم سب قابل تشریف  
 اسکی صرف بہم چہرچ کی برکت سے میں اپنی ہی ملک بچتا کہ بعض علاقوں پر  
 مثلاً ماہیچا اور مالوہ میں جو عموماً بڑی عمر میں شادی ہوتی ہو وہ ناکہ آویں کو  
 دیکھو کہ بقابلہ دیگر اضماع کے کیسے تنومند۔ قوی۔ بہادر اور بخاکش  
 ہو تو میں۔ الفرض بڑی عمر میں شادی کر نیے بیشمار فائدہ حاصل ہو تو  
 میں جسکی تصدیق طرح طرح کی ذبیرون سے بخوبی ہو سکتی ہو۔

## فصل چہارم

لڑکپن کی شادی کا رواج جو ہمارے ملک میں جاری ہو چکا ہے  
 ہے یا نوین اور اس سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔



دفعہ ۸ - منوجی کی ستر تیان جو اوپر بیان ہو چکی ہیں اس کی خاطر ہر کہہ  
 رواج تہو ر کی عرصہ عری ہوا ہے۔ قدیم سے نہیں ہو چکا ہے مہا بہارت  
 میں اکثر پڑی عمر کر رہا ہوا ہوں کا ذکر لکھا ہے مثلاً کاپواہ کنتی کا جو بہو آسری  
 کرشن جی کی تھی۔ گاندھاری کا جو استری دہتر اسٹر کی تھی۔ دینتی کا جو  
 وسنت جی کی استری تھی اور علم ند القیاس پستری اور گارگی وغیرہ  
 کاپواہ پڑی عمر میں ہونا لکھا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ چھوٹی عمر میں  
 شادی کر نیکار رواج قدیم ہی نہیں ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس رواج سے  
 علاوہ ان قبائخون اور نقصانوں کو کہ جن کا ذکر تیسرے فصل میں ہوا ہے اور  
 خرابیاں کیا کچھ پیدا ہوتی ہیں۔

دفعہ ۸ - ظاہر ہے کہ بچپن میں بچہ زیادہ مرتبہ میں اور چونکہ کچھ  
 بچپن میں ہی شادی کر نیکار رواج سے اس کی آٹھ آٹھ دس دس برس  
 کی اکثر لڑکیاں بیوہ ہو جاتی ہیں اور ما باپ کی بجا کار روائی کو سب سے  
 ساری عمر کیو اس طرح دنیا کی نعمتوں سے محروم ہو کر طرح طرح کی تکلیف اور  
 مصیبتوں میں پڑتی ہیں اور ان کو ما باپ اور سسرال کو لوگ بھی اس  
 میں شریک ہوتے ہیں۔ جو بچہ آفات بچپن سے بچ کر زندہ رہے اور جوانی میں



قدم رکھتا ہے پہن خرابی ہوتی ہے کہ بچپن میں بواہ اور سگلا وہ ہو جائے  
 کے سبب سڑ گھڑت کی کارروائی جلد شروع ہو جاتی ہے اور چونکہ کم سن  
 میں ہی انسان کی کچی ہوتی ہے اسلئے اوایل عمر میں جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ  
 کمزور اور ناتوان اور دائم المرض ہوتی ہے اور ما باپ کا یہ حال ہوتا ہے کہ جوانی  
 میں ہی بوڑھا ہوتا ہے اور پہر سر دھو کر کوئی عمدہ کام نہیں ہو سکتا لیکن  
 تو وہ بہادر ہو سکتا ہے اور نہ عالم۔ اور ویراگ۔ بیگ۔ کہتے سمیٹتی  
 محو کشتیاں جو پہر تہہ سدھی کو ذریعہ بن کسی کو مطابق اسے عمل نہیں  
 کر سکتا اور جیسے کچی مٹی کی دیوار تھوڑی ہی صدمہ سے گر پڑتی ہے  
 ویسے ہی وہ مرد تھوڑی ہی بیماری سے کمزور اور بے حوصلہ ہو جاتا ہے اور  
 جلد مر ہی جاتا ہے پہر دیکھو کہ چھوٹی چھوٹی عمر میں بواہ ہو جائے کہ سب  
 آپس کو سبھاؤ کی کچھ پریشانی نہیں ہو سکتی اور اسی سبب سے جوان  
 ہونیکے وقت اکثر بیوی و خاوند کی طبیعت باہم موافقت نہیں  
 کرتی اور جیسے کہ ایک گائے کو گلہ میں پر نے کے لئے شیان کو حوالہ کیا  
 جاتا ہے اور وہ اسکو بہانوں کو خیال سے اور گائے سے باہنہ دیتا ہے  
 خود کے ساتھ ہم پریشانی نہیں چاہتی مگر کیا کرے کہ سخت لاچار ہے کہ مٹی



ہوئی ہے اس طرح آج کل عموماً بیوی اور خاوند کا حال ہو رہا ہے  
 یعنی بیوی کی خراب خصلت ہو بیسی خاوند اور خاوند کو بد چلن ہو بیوی  
 سخت عذاب میں پڑتی ہو اور جب یہ حال ہو تو وہ بیوی اور دنیاوی  
 ترقی کا تو کیا ذکر۔ پس یہی سبب ہے کہ ہر عین اور چتری اور ویش کسی عین ہی  
 اپنے ورثہ کے لئے گنہگار ہے۔ اور نتیجہ ظاہر ہے کہ ملک عین نہ تو دیا  
 رہی نہ بہاؤ دی نہ بیوی پارہ نہ زراعت۔ اور وہ ہم اور جیسے دنیا کا نام نہ  
 اور عمر ہی بہت گھٹ گئی کہ چھلڑ زمانہ کو اتھاس یعنی تواریخ سے ثابت ہو کہ پہلو  
 اوسط عمر انسان کی ۱۰۰ سال بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو کر تھی مگر آج کل  
 سو برس کی عمر تک ہر آدمی کوئی ایک شخص پہنچتا ہوگا کہ اکثر لوگ  
 پچاس ساٹھ برس کی عمر میں ہی مر جاتے ہیں اور کسی چالیس اور پچاس  
 کے درمیان ہی دواغ ہو جاتے ہیں۔ پس افسوس کہ باوجود ان ساری  
 خرابیوں اور ذلتوں کو ہم لوگ بیوی کی عمر میں شادی کر دینے کو اپنا فخر سمجھتے  
 ہیں۔ اگر بڑی عمر میں شادی ہو کرے تو یہ سبب خرابیاں دور ہو جائیں  
 اور دیگر قوموں کی طرح ہماری قوم بھی بہادر عالم وغیرہ صفات سے مزین  
 ہو اور بال بد ہو کوئی نہ ہو اور جو بڑی عمر میں بد ہو ان میں اکثر

وہ ہو گا  
 کہ کم سنی  
 تھی عروہ  
 ہو کہ جوانی  
 نہ بیخبر  
 سمجھتی  
 بل نہیں  
 پتی ہو  
 تا بہرہ  
 کہ سبب  
 توان  
 نہیں  
 کہ کیا  
 تیار  
 ہندی



ایسی ہوگی کہ بالغ عمر میں شادی ہو نیکی کے سبب سحر آنکی کچھ نہ کچھ اولاد  
موجود ہوگی اور چونکہ عورت کو اولاد کا ایک بڑا سہارا ہوتا ہے اسلئے  
جو خاندان کو مر جانی پر ہونا تھا وہ بہت گھٹ جائیگا۔ پس ثابت ہے کہ  
چوٹی عمر میں شادی کرنا بیکار رواج میرا مخراب ہے۔

### فصل پنجم

پراچین رواج بہت تازہ کر نیکی کیا کیا فائدہ مند عورتیں  
دفعہ ۹۔ اوپر کے بیان سے واضح ہوا ہوگا کہ سابق میں شادی بڑی  
پہلے لڑکی اور لڑکیوں میں چند نیک صفات اور لیاقتوں کا ہونا ضروری  
تھا سمجھا جاتا تھا۔ سو اگر اب بھی پہلے کے موافق یہ قاعدہ مقرر ہو جاوے  
کہ شادی اس لڑکی کے ساتھ کی جائے جو دوران اور سر نشیٹ سہارا والا ہوگا  
تو ادھر بہتوں کو فکر ہوگا کہ اگر ہم نہیں پڑھیں گے تو نہ خاندان میں شادی ہوگی  
اور نہ خاندانی فضیلت رہیگی اور ادھر ہر قسم کی دلش و غیرہ کو اپنی اپنی  
جگہ سے اسی طرح کا فکر ہوگا اور پھر کوئی والدہ جیسا کہ بالفعل رواج ہے  
یہ نہ کہو گی کہ میرا بیٹا چاہے جاہل اور بے علم رہے مگر راضی خوشی دے  
بالفعل وہ چوٹی عمر میں بیاہے جائے کہ بعد لڑکے نالائق نکلتے ہیں



اور بد چلن اور سہرا وغیرہ ہو جانے سے انکی عورات اور بچوں  
 کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہاں چین و راج پر عمل ہونے سے پہر ایسا ہوگا  
 ظاہر ہے کہ کم سنی میں عقیدہ شادی کا شوق آدمی کو زیادہ ہوتا ہے  
 استغفر ربی اور دنیاوی کاروبار اور تحصیل علم کا شوق کم ہو جاتا ہے۔  
 اور جب کہ چھوٹی عمر میں شادی ہوگئی اور مکرارہ ہی آگیا تو پہر گہرے  
 کا شوق دوبالا ہو جاتا ہے اور پڑھنے کو بالکل جواب۔ اگر شادی کا  
 ہونا تحصیل وغیرہ پر موقوف رکھا جائے تو کوئی لڑکا بڑی علم ترسیگا  
 کیونکہ شادی کا شوق سے لڑکے خود کو کوشش سے پریشان اور بابا پڑھنے سے  
 اور پوشیدہ نہ ہو کہ اکثر دو اہمند والدین کا یہ خیال ہوتا ہے کہ خیر اولاد  
 پڑھنا پڑھنا ہے ہم دولت چھوڑ جائینگے کہ اگر پیس پیس کر ہی وہ  
 کہا بیٹے کو ختم نہ ہوگی۔ مگر ظاہر ہے کہ عموماً ہر شہر میں ایسے واقعات ہوتے ہیں  
 کہ ایک خاندان کے بڑے دو اہمند بزرگ مر گئے اور بہت دولت مکان باغ۔  
 چاہ وغیرہ چھوڑ گئے۔ مگر زمین اولاد کو کچھ پڑھنا نہیں اور اگر چہ زندگی  
 میں انہوں نے خیال کیا تھا کہ اگر آمدنی چاہ اور گرایہ وغیرہ پر گزارہ  
 کرینگے تو کچھ پرواہ نہ ہوگی۔ مگر آدھرا انہوں نے انہیں بند کین اور



۴  
 اور ہر بچی کنوں کہ شہر بخور سی کچھی بازی و خیرہ سین سب کچھ تہا کر دیا۔ پس  
 ہے کہ دو لقمہ دال دین کا نڈکدہ بالا خیال محض فاسد اور خام ہے۔ لیکن  
 کہ امیر لوگ ایسی ایسی واقعات پر غور کرنے سے بہت کچھ نصیحت اور فائدہ  
 اٹھا دینگے۔ اور چونکہ کوئی خاندان یہہ بات گوارا نہ کرے گا کہ انکی اولاد  
 بغیر شادی کر رہ جاوے اسلئے قاعدہ نڈکدہ بالا کے جاری کرنے سے  
 یہہ فائدہ ہوگا کہ لوگ حتی الوسع اپنی اولاد کو عالم اور عمدہ صفات سے  
 موصوف بنانے کی کوشش کرینگے اور اس کوشش سے اولاد پر  
 انکی عالم اور نیک چلن بینگی اور بزرگ خاندان کو مرنے کے بعد پہلا  
 نے جو مٹی چھانی تھی اور پشتوں تک کا نام خاک میں ملا تا تھا وہ نہ  
 ملائینگے۔ اب دیکھو کہ بواہ کی پراچین قاعدہ پر عمل کرنے سے کیا کیا  
 فائدے ہو سکتے ہیں اگر کوئی کہے کہ کیا بہم چرچ کی عمر کے بعد یعنی  
 پچیس یا تیس سال کی عمر میں کوئی بد چلن نہیں ہو سکتا تو اسکا جواب  
 یہہ ہے کہ جیتے چوہے نے تو بچی کو ماں نہیں پیروا کیا ماریگا۔ یعنی اولاد  
 عمر میں جب جہالت پھیلی رہی۔ دل پڑنے کو نہیں چاہتا تھا۔ بہم  
 چرچ قائم رکھوئی بالکل پسندیدگی نہ تھی اور خاندان کی فضیلت اور



دو ہندی کے گہنڈ سے خضایل درست کرے۔ پردل مایل نہ تھا اچھوت  
 تو بد چلتی نے کچھ دخل نہ پایا۔ اور جب وہ بیا حاصل ہو گئی اور حیالت  
 کا ستیا نامش ہوا تو پہر آدو یاد دیا پر کیونکر غالب آسکتی ہے۔ سو اسکو  
 عالم لوگ بگڑتے بگڑتے ہی سد ہر جاتے ہیں اور اگر خدا نخواستہ کوئی شتھر  
 بگڑا ہی تو سیکڑوں ہزار دن میں کوئی مرد و ایسا نکلیگا۔ اب ہی  
 یہ بات کہ شاید باوجود اس کوشش کو بھی کوئی شخص بڑا علم رہ جائے  
 تو یہ اسکی قسمت وہی اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسکی شادی نہ ہوگی  
 اور اسکے ستھر فقیر قرار باز ہو جائیو و مرد لگا جو نقصان ہونا تھا  
 وہ نہ ہوگا یعنی رواج حال کو موافق بچپن میں بلا حصول علم کو شادی ہونے  
 کی صورت میں اسکی عورت اور بچوں کو جو تکلیف ہرتی تھی وہ نہوگی  
 اور اگر کہیں شادی اس کی ہونی بھی تو غالباً ایسی ہی عورت ہو  
 ہوگی جو شل اس کو جاہل اور خفالت ہوگی۔ سو اسکا کچھ مضائقہ  
 نہیں کہ جاہل کو جاہل ملکر آندہ ہوتا ہے۔

دل نہیں چاہتا کہ کم عمر کی شادی کے نقصان اور جوانی میں شادی  
 ہونی کو فائدہ ہو لکھنؤ سے قلم کو رد کوں مگر مضمون کو کہا تک طوں پایا



جاسی۔ اہل دانش کو لہو آتھنا ہی کافی ہے یہ پیشتر کر کے کہ محب وطن جلد از  
کام میں کر سبت ہوں تاکہ دلش کی درو شا دور ہوا اور ملک میں  
آسودگی پیلے۔

اس ویاکیہیان کو ختم ہونیکے بعد منشی نرائین کشن

صاحب پر دھان اریچ کو حبر النوالہ اسکی پید و با فوالی

۱۔ اس ویاکیہیان کے فائدہ مند ہونین یقیناً کسی صاحب کو شک

شک نہیں ہوگا۔ میں جہان تک کہ غور کرتا ہوں بہتری کا بہت بڑا حصہ

اسک عملہ آمدین پاتا ہوں۔ اس میں کچھ ہی شک نہیں کہ بال استہا

کے میسر ج وان سے جوستان پیدا ہوتی ہے وہ سراسر کمزور ہوتی

ہے اور کمزوری کو باعث گن کے گرن کرنا اور اگن کی چھڑکی کی طا

نہیں کہتی۔ علم و ہنر کو حاصل کرنا کی سامرتہ ہی اس میں نہیں ہوتی

دہرا تما ہونے ہی وہ بے نصیب رہتی ہے اور تندرستی سے

محروم۔ غرض چوٹی عمر کا بواہ ایک ایسا امر ہے کہ انسان کو بے

کے کمالات اور بگنوں سے بے بہرہ رکھ کر دکھی نیا تا ہے۔ دیکھی



ایک بات کو اچھا جانتے ہیں اور مراد وہ بھی کرتے ہیں کہ اسپر عمل کرے  
 لیکن چونکہ کمزور مانتا تھا کی لوداد میں عمل کر سکی طاقت نہیں رکھتا۔  
 ہر چند ہم ایک بات کو برا جانتے ہیں اور بار بار دل سے چاہتے ہیں کہ اسکو  
 چھوڑ دیں لیکن چھوڑ نہیں سکتے۔ وجہ یہی ہو کہ ہماری تو اداغی وغیرہ مال  
 اوستہا میں بواہ ہونے کی سبب بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ ہمارے دل اور  
 ہمارے جسم سر اسر خیف و زار ہو گئے ہیں۔

۲۔ پچھلے زمانہ کو عجیب عجیب پر اکرم۔ دہرم شہمان۔ نادر نادر و دیا  
 اور کمالات اور دب گنوں کی حالات جو ہم سنتے ہیں وہ نتیجہ اسی بات  
 کا تھا کہ ہم چرچ کی پوری پوری تعمیل ہوتی تھی یعنی ۲۰ برس سے ہم کسی  
 پریش کا اور ۱۰ برس سے کم کنیا کا بواہ نہ ہوتا تھا اور اس عمر تک  
 سوائے تحصیل علم کو اور کچھ شغل نہ رہتا تھا۔

۳۔ میرے خیال میں اگر جو انی میں شادی ہو کر ہو تو یقیناً بہت سی خرابیاں  
 دور ہو جائیں۔ اچکل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ معزز خاندانوں کے  
 نوجوان لڑکے میں ایسے وقت میں جوان کو سہ ہرنے۔ لیاقت حاصل  
 کرتے۔ شائیت اور مہذب بننے کا وقت ہوتا ہے۔ بدظن۔ ادب باش



ہنگی - چرسی - انہون - شرابی - دیفرون جاوین اور ایسے بگڑو  
 میں کہ پیر جیتے جی کہی سہ مرتے نہیں میں - اور وجہ ظاہر ہو کہ بڑا  
 کا کوئی انتظام ایسا نہیں ہے کہ ایسے نوجوان کو سن شعور سے شناسائی  
 اور سدھ کی طرف لگائے یا شناسائی اور لہاقت کو حاصل نہ کرے  
 وہ اپنی کسی قسم کی دولت یا تحقیر سمجھیں انکا تو کیا ذکر بابا پ وغیرہ بڑا  
 ہی اپنی بچوں کی تربیت و تعلیم کا کچھ بہت برا خیال نہیں ہوتا - بابا پ  
 اگر تربیت کر لے کچھ زور دیتا ہے تو مانتی ہے کہ میری بچہ کو تنگ کرے  
 میرا کچھ تا تربیت یافتہ ہی اچھا ہے - اختصار کلام یہ کہ اگر نیک چلنی  
 اور کافی لیاقت حاصل پر شادی کا حصر رکھا جائے اور اسکی بہت  
 ایک عام قاعدہ مقرر کیا جائے تو یقیناً کوئی شخص ناشائستہ اور  
 جاہل نہ رہے گا - اور جب چند خانہ آنون میں اس قاعدہ پر  
 پہنچ تک عمل ہو کہ نالایتی آدمی بیاہت اپنی نالایتی یا ناخواندگی  
 کے ناپسند ہو کر بے شادی رہیں اور ذلیل و خقیقہ ہونے لگیں  
 تو دوسرے دنگو ضرور عبرت ہوگی نیز اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک  
 نوجوان آغاز شعور سے ہی شناسائی اور اوپ و منہر کی سیکھ



کی طرف متوجہ ہو گا اور لیاقت و شائستگی کو حاصل کرے۔  
حتیٰ الوسع کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑے گا کیونکہ بدون اسکے حصول  
کے سبکی اور شرمندگی کو لایق حال ہونیکا اندیشہ ہو گا۔

ہوا کے اسکے شک نہیں کہ ما باپ ہی اس حالت میں اپنے  
فرایض کے ادا کو نہیں بہت بڑی توجہ کرینگے کیونکہ آئندہ نسل  
جاری رہنے کا انکو ضرور خیال ہو گا کہ خاندانی عزت کو کھانا  
اس قسم کی حقارت اور شرمندگی کا بھی خوف رہے گا اور جب  
لڑکوں اور ما باپ کی طرف لیاقت اور شائستگی کو حاصل کرینگے  
لئے ایسی دلی توجہ اور کوشش ہوگی تو شک نہیں کہ مندر خانہ لاؤن  
میں کوئی ہی نوجوان جاہل اور ناشائستہ یا بدچلن نظر نہ آئے گا۔

۴۔ اس حلقہ آمد سے پہلے ہی فائدہ ہو گا کہ جو عورت اس صورت  
میں ہی بر تقدیر میوہ ہو جائے گی انکو غم کا جو مہر پہلے ہو گا ایسا  
تو بد عورت کو عموماً مشہور اور اولاد و دونوں کا غم ہوتا ہے مگر بھائی  
میں شادی ہوئی ہو اور اولاد کا غم کی قدر بالخصوص دور ہو جائے گا۔ اور  
ظاہر ہے کہ استیر لڑکوں کو اولاد کا بہت بڑا سہارا ہوتا ہے اور وہ اولاد



کو دیکھ کر خند ان غمگین اور اوداسین نہیں ہوئیں کہ بال بچوں کی  
 پرورش اور غور و پرداخت میں اُنکا جی لگا رہتا ہے اور جو اولاد  
 ہو تو طرح طرح کی دشتیں اور توہمات اُنکو دل میں سما کر رہیں  
 ۵۔ اگر باوجود اس انتظام تعلیم کی کسی معزز خاندان کا کوئی نوجوان  
 لڑکا اتفاقاً نالایق نکلیں گا تو اس انتظام کی مطابقت شادی و محرم  
 رہنے کو سبب دیکھ بہت کم پائیگا حالانکہ موافق رواج حال کو اسکا  
 دکھ دو چند ہوگا اور اُسکی استغری اور کئی بال بچہ خواہ خواہ  
 اُسکے ساتھ آفت میں پڑیں گے۔ کیونکہ نالایق کو پاؤں پٹرنے سے ایسا  
 ہی ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نالایق شخص اپنی ہی پرورش  
 نہیں کر سکتا دوسرے دیکھ کہ ان سے کریگا۔

۶۔ صاحب مضمون نے اپنے مضمون میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا  
 کہ اکثر لڑکیاں سن شعور سے پہلے ہی بیوہ ہو جاتی ہیں اور بہت  
 دکھ پاتی ہیں۔ یہ امر بہت ٹھیک ہے اور باعث اسکا یہی سچ ہے  
 بال اولاد کا بواہ ہی کہنا چاہیے کیونکہ بال اولاد سے  
 جو سنتان پیدا ہوتی ہے وہ تندرست نہیں ہوتی سوتلی اور



کمزور ہوتی ہے اور روکی و کمزور اولاد کی عموماً کمی ہوتی ہے کیونکہ  
 بیماری وغیرہ کا ذرا سا حد میں بھی انکی جان کو خطرہ میں ڈالتا ہے  
 اور یہی وجہ ہے کہ آج کل بہت سے بچے جو ان مریضے پہلے ہی  
 مر جاتے ہیں اور چونکہ انکی شادی اوائل عمر میں ہی ہو جاتی ہے  
 اسلئے انکے مریضے بہت سی کم سن معصوم لڑکیاں (جنگو  
 حال پر رحم کرنا چاہیو) خواہ سخواہ اس دستور بجا کر سب سے بیوہ  
 ہو جاتی ہیں۔ پس یہ بات بہت توجہ اور غور کر لائق ہے۔ میرے  
 خیال میں ماباپ کو ایسا کام نہ کرنا چاہیو جس سے ایک تو ان کے  
 اپنے بچے بہت جلد مرین اور دوسرے ونکی بیچاری معصوم لڑکیاں  
 بیوہ ہو جائیں۔ یعنی ساری عمر بے شوہر اور بڑا اولاد رہ کر  
 دکھ پائیں۔ پس بعد عجز و نیاز گزارش و التماس ہے کہ  
 اے بزرگو۔ اے دوستو۔ اے بہائیو۔ ماباپ جنکا کام  
 سنتان کر سکھ اور بہتری کے لئے کوشش کرنا اور انکو  
 سہل سے لائق اور اتم بنانا ہو انکو ہرگز نہ چاہیو کہ سنتان  
 پر اسقدر بوجھ اور ایسی سخت بیل دی اور بوجھ دیا کریں



آؤ۔ ہم سب ملکر اپنی عزیز بال بچوں پر رحم کریں اور انکی بہبودی  
اور سکھ کی تدابیر عمل میں لائیں اور وہ کام کریں جس سے انکا  
لوک اور پر لوک شدہ ہو۔ اور انکو سکھ لے۔ اور اس  
میں ہمارا بھی کلیان ہے

منہ سے

## اعلان

سب بچوں کو معلوم ہو کہ سب قسم کے کتب سماجک بندہ کی دوکان پر  
موجود ہیں اور باکفایت لینگی اگر کوئی شخص ملو روپیہ ارسال کریگا تو وہ  
کی پسندیدہ چیزیں دیکھی اور برے ناظرین چند کتب تو بد یہ ہیں۔

پوپ لیلانگری ۳

ست مت پر یکجا ۲

ست بیگ پرین اردو ۲

تحقیق الالہام نوطع ۲

مجموعہ بچوں ۱

آرہ نئی اردو ۱

محمد جیون چلتر ۶

بہمن ہتھ امیر چند تحویل ۲

حصہ دوم ۲

مراہ الرسم ۳

شہر آب نوشی کی خدایاں ۱

انزالۃ الوہام ۱

المشتر۔ رام ناتھ آریہ تا جہ کتب امرتسر بازار مائی سیکڑ



# خاکساران ہند

اس سوال کے جواب میں کہ ہندوستانیوں کی سچائی کیونسی رہی؟  
 غیرت کیونسی اٹھ گئی؟ سستی کہاں سے آگئی؟ خدمت کس لئے چھوڑی؟  
 بہرہ لوگ ہمت کیونسی مار بیٹھے؟ آگے کا قدم پیچھے کیونسی ہٹاتے ہیں؟  
 اب بھی اسکے تذکرے ممکن ہے یا آئندہ کے لئے ہم لوگوں کو ترقی ملے گی اور  
 ہندو قوم سے بالکل ماتمہ اٹھانا چاہیئے؟ منشی سید احمد دہلوی کا  
 مضمون بعنوان ہندو قوم کا حال و حال عام ہونے کی وجہ سے اخبارات میں  
 پنجاب نمبر ۲ جلد ۵ مطبوعہ ۱۸۷۷ء سے نقل کر کے چھاپا جاتا ہے۔  
 نہیں ہم نے ہندوستان ابھی کے  
 کہ ہمت مار بیٹھے ہیں کبھی کے

ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم اس لفظ کو سنگراہل ہند کی خاکساری و فروتنی پر بے  
 مہربانی سے لکھا کرتے تھے اور اپنے دل میں ماننے ہوتے تھے کہ ہماری



ہندوستان کا ساقی اور مسکینی توکل اور جلیبی شاید ہی کسی اور ملک میں  
ہو تو ہو ورنہ بیچ پوچھو تو یہ نعمت اہل ہند کے ہی حصہ میں آئی انھیں دیکھ کر  
اب جو ہم خاکسار کی وجہ پر تحقیق کی نظر ڈالتے ہیں کہ کس باعث سے  
میان کے لوگوں نے اپنے تئیں خاک میں ملا دیا تو اس پر وہ ہیں کہ  
اور ہی کہ شتمہ نظر آتا ہے۔

فقر کو کب یہ سلیقہ ہو گا کہ ہی میں کوئی بدخواہ ہو اس پر قہر سکا دیں  
جون جن سوچتے ہیں اپنے منہ پر آپ طمانچہ کرنے اور اس کا  
توکل پر ہزار ہزار نفرین کرنے کو جی چاہتا ہے۔ مائے رے اثر انکس فحش  
چیز کا اور ہم سمجھیں کہ ہم تو لہجے خالص متوکل اور فروتن ہو گئے ہیں سچوں  
سہر پر پونے والا تو کوئی اور ہم جانیں کہ یہ ہم ہی جذبہ فقر میں مل مارے  
رہے ہیں۔ آواز وہ کر ڈاکے دار کہ ایک فقیر تو شیر بی دلیجا ہو گا اندر  
سے جی کا اللہ ہی ملی ہے۔ دیکھتے ہیں وہ پچھتے جو ان کہ اگر دس پہلوؤں  
پر باندہ کر کھڑے ہو جائیں تو ایک دیوار قہقہہ دکھائی دے گی۔ جوتن ترقی  
میں رہے تو سب سے پہلے ہی دیوار بیٹھے اور ان پر قہقہہ مارنے کو جی ہووے۔  
چاہے اس توکل نے جسے ہمنے اپنی بہت ہستی کی ٹٹی بنا رکھا ہے۔



سورجہ کو پہنچا یا کہ جو غیر ملک کا آیا ہمیں چار جوتیان مار گیا اور ہم سہ  
 آدمی لٹھا دیا کہ کھڑے ہو گئے۔ اگر کسی نے دریا تو مار چکا کر ڈرا دیا تو کہا یا اور  
 ہم سے ہمارے رہنے کا جو پڑا یہی جوڑا یا تو اس کے سپرد کر دیا اور ہر  
 کسب و کاری کو فیا جانی کی بد میں درج کر کے ادا ہو گئے۔ اور جو کسی نے ہمارے  
 مال و سبب پر مانتہ ڈالا اور ہم اسے اپنی طاقت سے نہ بچا سکے تو اسے  
 ان دہن سبھا۔ ہماری غیرت ڈا سی طرف نہ آنے دیا کہ اگر کبھی تو اس  
 وراٹھا کساری کے پیچھے جوتی تو نہ ہو دیکھا د تو چار مارنے کا ارادہ رکھ  
 لے اثر تو نفسی کے یہ معنی نہیں کہ گہر لٹا کرے اور ہم کھڑے تماشا دیکھا کریں  
 ہو گئے۔ سچوں نہ ظلم ہو اور اسے ہم تقدیر کے حوالے کر کے صبر کئے بیٹھے ہیں  
 قریب میں مارے ہو تو ان کاموں سے مار و جوتی کو بزدل و ضعیف نہ مانے  
 بلکہ اندر سے پتہ مارتے ہو تو ان باقوں پر مار و جوتی آبرو بنے اور کچھ لگا کر  
 وس تپاؤ۔ اپنے آپ کو مٹاؤ تو ایسے کاموں میں مٹاؤ جس سے مراد نہ ہوت  
 تگہ نہیں رتی ہو۔ جس اچھے اور مفید کام کا ارادہ کرو اس سے کبھی یا تو کر  
 نے کو جی ہو۔ جہاں تک پڑا اپنی جان اپنا مال کہہ لگا اس میں کامیابی حاصل کرو  
 ہا ہے اور قسکہ اسپر و نہاؤ کبھی پیچھے قدم نہ ہٹاؤ ہر ایک کام میں سب کا فائدہ



مذ نظر رکھو۔ چنیوٹی جس دانہ کو لیکر دیوار پر چڑھتی ہے اگر وہ سہرا  
 تو سو ہی بار نیچے لینے کو اترتی ہے اور آخر کار کہنچ کہنچا کر لے  
 ہے۔ یار و ذرا تو غور کرو تمہارے ملک کی آب و ہوا ایسی نہیں ہے  
 تم وین بدن ہوتے جاتے ہو۔ اگر اُور ولایتوں کی آب و ہوا ایسی  
 طبع جوش افرا۔ قوت بخش خرد افزہ ہوتی تو کیا جانے اب تک کس  
 ترقی کو پہنچتین۔ اور جیسی کوشش اور ولایت والوں نے اکتساب  
 ہنرمین کی ہے اگر بیان ہی کیجائی تو راج کو یہ ملک تمام دنیا کا  
 اور ترقی دینی و دنیوی کامرکز ہوتا۔ (اور پہلے تھا ہی)۔ بڑے  
 کی بات ہو کہ ہم جو وقت ہندوستان کی بالی نصیت خوبی یا زمانہ  
 کی ترقی کی تعریف کرتے ہیں تو ہمارے ہندوستانی بہائی جیٹ  
 سنبھل کر دن ملانے لگتے ہیں۔ مگر ان اسباب پر ذرا فطرت  
 جنہوں نے دفعتاً انکی طبیعتوں اور ہندوستان کی خاصیت کو  
 بدل دیا۔ چونکہ ہمارے افعال نے ہماری ہمت۔ ہماری عقل  
 جرات۔ ہماری طاقت کو اسل و نہ حالت پر پوچھا دیا ہے کہ  
 سب کو ہم کوئی دن میں ایک ایک دانہ کو واسطے کبوتروں کی



جنگل جنگل خاک چہاتے اور سٹی کرید تے بہر شنگے۔ اس لئے ہم مناسب جا  
 مین کہ جن امور سے ہندوستانیوں کی طبیعتیں مٹی اور ٹھوس ہوئی جانی  
 مین اور جس توکل اور خاکسار بن کے دیہ کے مین اپنے تئیں دوہرا ہو کر  
 دیتے ہیں اُسے انہیں آکاہ کر دیں۔ یار وہم لوگوں نے جسے توکل ٹھہرا  
 رکھا ہے وہ عین بے غریٰ اور کمال دون ہوتی ہے۔ کیسا ایک دشمن ہوتا  
 ہے تو اسے راتوں نیند نہیں آتی۔ ہمارے اکٹھے ہیں دشمن ہیں اور  
 پر ہم باؤ پھیلے سکھ کی نیند سوتے ہیں۔ یہہ ہی نہیں جانتے کہ ہم  
 ان ہی بھلی دشمنوں کی دوستاری اور رفاقت سے اس حماقت کو پہنچے  
 ہیں۔ لیون میں سے ہندوستانی بیانیو! تم جانتے ہو کہ تین ست  
 وکال۔ برہم و جال کم زور و کم طاقت۔ برہمیت و بے عزت۔ ڈر پوک و  
 نمر۔ شہ نہ زور اور ہیغز۔ محتاج و مفلس غلام و مقید۔ زور و پریشانی  
 حالت۔ منافق و بد باطن۔ خود غرض و خود مطلب۔ متعصب اور ایل خوشامی  
 و خوشا پسند۔ بد گوار اور بد شہو۔ چوٹا اور بے اعتبار۔ دیوانہ اور مجنون  
 و سہمی و روصواسی۔ کن باتوں نے بنایا یہہ جو کچھ مین نے تھوڑے  
 لفظوں میں عرض کیا ہے یہہ انی سارے امور کا علیحدہ علیحدہ نتیجہ



جنکو میں تمہارے سامنے اختصاراً بیان کرتا ہوں۔

آسٹریچوسٹ ہند

(۱) سرو اور خشک نشون کی کثرت

جب قسم کے نشون نے ہندوستان میں مدت سے رواج پا رہے ہیں یہ نشے وہ ہیں کہ اگر آدمی ان کے نقصانوں کو دیکھے تو کبھی پانی پینے سے روکے گا جو بالکل سست و کمال و رہبانگ بیغیرت ہوئے ہیں کہ مانگتے ہوئے ہیں شرم نہیں آتی گالیاں کہاتے ہوئے لاج نہیں آتی یہ ساری ان سرو و خشک نشون کی خوبیاں ہیں۔ یہ نشے مزاجاً آدمی کو جیتے جی مٹی اور خاک بنادیتے ہیں۔ بھیک مانگنے اور غیرت و حمیت اُستور کی پہلی لہم الٹہی ہے۔ جو مٹی کی طبیعت ہو وہی ان نشون کی طبیعت ہو۔ جس طرح راکھ کو اُتار دگی پسند ہو اسی طرح ان نشے بازوؤں کو خاکساری اور کمالی بناتی ہے۔ ان لوگوں کی طبیعتوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ خود کو دبھٹے جاتے ہیں۔ انکا جی جابھتا ہے کہ لبر ایک ہی جگہ پر بیٹے رہے اور جو کچھ انہیں آٹھ محاسن کو کہا کہ سوچیں



مارا کیجئے۔ مان ذرا چیتنگے تو کس وقت جب اس کے معمول کا وقت آئیگا۔  
 اگر وقت پر نشہ لگ گیا تو انکے برابر کوئی بے پروا نہیں اور چونہ ملا تو ہم  
 آدمیت سو خاج میں۔ یہہ بتیابی ہے کہ کوئی انہیں دس گالیلاں  
 بھی دیکے ذرا جھکی لگو اسے تو کمال ہی منوں ہوں۔ اگر تم کسی بات  
 پر ایک قسم کہلاؤ تو یہ نہرا کہا جائیں جب تک تمہیں اعتبار نہ آئے  
 اسنے قسم لیئے جاؤ۔ بیغیرتی اور جھوٹ کی پتلا راول میں ان نشہ باز  
 ہی سے شروع ہوئی ہو تو عجب نہیں۔ اب تفریق دارانکا حال سنو۔  
 افیون۔ جن لوگوں کو بی جیتی بیگیم صاحبہ کا عشق ہے وہ اس کو آپری  
 کو ابلہ پسی یا حور سے کم نہیں سمجھتے۔ کوئی انسا چڑھاتا ہے کوئی کہو لوا  
 بیٹا ہے۔ انکا معشوق ہے تو یہ ہے اور ہمد و ہمدار ہے تو یہ ہے۔ گو  
 دماغ میں ہمد رشتگی آجائے کہ رات بھر چوکیدار کی طرح پہرہ دیا کریں بدن  
 کھجلا تار ہے قبض رلا رلا دے لگے چاہو کہ اسکا عشق چھوٹے سوکھی  
 نہیں۔ مان مٹھا مٹھا کر باتیں خوب بنانے لگتے ہیں۔ تباہ کے ٹرے  
 رنجی ہو جاتے ہیں۔ جب بات کرتے ہیں تو منتر شکر سے کہوٹ لے جاتے  
 ہیں۔ اور آؤ گھبراہٹ جو دل میں آتا ہے کوئی سننے یا نہ سننے کہ چل جاتے



ہیں۔ نہانے سے ان جو امزدون کو ڈر لگتا ہے۔ ذرا دُور سے کہنے سے  
 چونک پڑتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اس سے اساک خوب ہوتا ہے۔ گوئی  
 کہتا ہے کہ نزلہ کو یہ پارتی ہو آنکھوں کو یہ فائدہ بخشتی ہے گو بالحا صحت  
 بصارت کو مضرت کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ تو سمجھتے ہیں کہ فتنے اساک نہ  
 کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ منی کو رقیق کر کے جلا دیتے ہیں جس سے  
 آدمی تھوڑے عرصہ میں رجولیت سے جاتا رہتا ہے۔ اس ایون کو  
 نشہ سے بہت ہی کم لوگ ہونگے جو بچے ہونگے۔ چونکہ اُس سر و خشک مزاج  
 کے نشوونما سے لوگ ہنراف نشہ سمجھتے ہیں۔ اس سبب ہی جو اشرف  
 ہیں وہ اسکا زیادہ شوق رکھتے ہیں۔

اب ہینگ کی تعریف سن لیجئے جو اسکے چاہنے والے ہیں وہ تو  
 یوں بیان کرتے ہیں کہ اسکے برابر بہوک بڑھانے والی کوئی چیز نہیں  
 ہیں مٹیوی فائدہ تو یہ رہا اور دینی فائدہ یہ ہے کہ ہینگ بیکہ خدا  
 سے خوب لو لگتی ہے۔ مہادیو جی نے اسی سبب سے اسکو پسند کیا تھا۔  
 ہینگ کمین سو باور ہے اور جیہا کمین سو کوہ  
 اس کا نام کو لا پتی نہیں رہیں جس پر پور



اب ہم سے سنئے زیادہ کہانے کی وجہ تو یہ ہے کہ نشہ کی دہن میں  
 کچھ نہیں۔ وجہ یہاں تک گدھے میں کہ نشہ کی سچا کو ناک میں لقمہ دیتا رہا  
 اگر شام سے کہانے بیٹھو تو صبح کر دی تلکین کی وجہ صرف نصف روز  
 ہے کہانا اچھی طرح ہضم نہیں ہوتا اور یہ جانتے ہیں کہ تلکین ہوتی  
 ہے مرنج ہنگڑوں کی بڑی بڑی کیفیتیں دیکھی ہیں۔ کوئی تو کہتا ہے  
 کہ میں! ایسے برس کا ہنگڑوں کے سر پر ہاتھ رکھ دوں ایک دفعہ  
 تو اسے ہی نشہ ہو جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ میری برابر کوئی ہنگڑا تو سولے پاؤں  
 کی نگدی چڑھتا ہوں اور یہ کچھ اثر نہیں ہوتا۔ جہاں ہنگڑی لی  
 پر کہانی دیتا ہے کہ ہندو لے میں بیٹھے ہوئے کہیں آسمان پر جاتے  
 ہیں اور کہیں دھرم سے زمین پر گرتے ہیں۔ اگر چار باجی پر بیٹھے ہیں تو  
 گرنے کے خوف سے کہیں اسکی بی بی بکڑھتے ہیں پائے کو مضبوط تھامتے ہیں  
 اوپر سے چڑھتا آگئی انہوں نے جانا کہ پھر آیا ان خوبیوں کے علاوہ  
 یہ نشہ دماغ میں خشکی بدن میں سستی اس وجہ کی پیدا کرتا ہے کہ بالکل  
 کمانے دہانے کو جی نہیں چاہتا ناچار تلکے سمجھنا اور ہاتھ میں ٹپکنا  
 لینا نہ ملے جبکہ یہ لوگ مستوں کا پیالہ اور متوکلون کا کاسہ سمجھتی



میں غرض اس نشہ سے بہت ہی کم لوگ ہونگے جو پیچھے ہونگے۔

اب دوست کو لیجئے۔ یہہ ہی کو آپری کی ٹیٹھری میں۔ انکا منہ  
لگانے والا عجیب کجبت ہے۔ اُس سے چاہو کہ وہم بہر سیدنا بیٹھا جائے  
ہرگز ممکن نہیں۔ اس نشہ والے کا ہو بہو وہ حال ہوتا ہے جو پوستی  
کھلوٹنے کا کہیں دیکھا ہو گھڑی اور ہرنڈک گھر تو گھڑی اور ہرنڈک گھر  
جو کچھ فیون میں تہائیائیں ہیں اُس سے ہوا پوست میں نہیں۔ پوست  
کی تعریف میں ہم صرف یہہ گنوا۔ ہی گیت لکھنا کافی سمجھتے ہیں جو ایک  
عورت اپنے خاوند پوستی کے حق میں کہتا ہے اور نہایت مذاق کا  
ہے۔ گیت

کوست ہوں اُس دوست کو جن پوست پیون پی کو سکھاؤ  
کہی نہ ٹھک سیج چڑھے اور کہی نہ انگ سے انگ ملاے  
کہی نہ کینی رس کی بتیان کہو نہ سیس کے کیس گماؤ  
سیج چڑبت ہی ایسے لگین جیسے ساس پوتی نے تاج ہی جا  
اب را چنڈو۔ گانجا۔ ہدک۔ چرمس۔ یہہ نشہ دہوئیں  
ذریعہ سے دماغ میں جا کہ گھٹا ہے اور اس سے وہ وہ خرابیلا



پیدا ہوتی ہیں چونکہ گفتہ ہمیں - ان نشون کے چاہئے والون کو ہیشہ  
 دنیا و دین کی ضرورت کی کے سوا کچھ حاصل نہیں - آنکھیں دیکھو تو  
 ہیشہ ہیشہ چہرہ دیکھو تو ہلدی کی گرہ - دل خشک و باغ خشک کہہ لگا ہوا  
 اوپر ہیشہ کہوں کہوں کرنے لگے اوپر ہیشہ کہوں کہوں کرنے لگے  
 جد ہر نظر جبکہ آدھر جگہ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں مگر ان کو خبر نہیں کہ  
 ہمارے سامنے کیا ہو رہا ہے - اگر کوئی آنکھیں پھیلنے کی تصویر  
 دیکھے تو ان حضرت کی ہیئت دیکھ لے - غرض یہ جتنے نشے اوپر ہیں  
 ہوئے یہ سب مزا جاسر و خشک ہیں جنکا خاصہ یہ ہے کہ آدمی کی طبیعت  
 ٹھنڈ یا دیتے ہیں اور اسے کسی کام کا نہیں چھوڑے - آدمی رقیق المنی  
 اسے ہو جاتا ہے - لاغر اسے ہوتا ہے - اولاد کے کام کا آخر کو اسے  
 نہیں رہتا - جراثیم نہیں رہتی - القصہ یک بڑا سبب ہندوستان میں  
 نامور و مست بے عقل بے حمیت ہونے کا یہی ہے - اگرچہ انکی نسبت شراب  
 مزا جاتا اور خاصیت کسی قدر بہتر ہے مگر ہندوستان میں چونکہ یہ  
 ملک گرم ہے وہ بھی نقصان کرتی ہے - مان سرزد و لایقون میں قدر  
 قلیل بیٹا از روے حکمت جانید اور از روے بعض مذاہب مطلق حرم



انہرین ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ حقہ کی کثرت سے ہی دل کو جلا کر خاک کر دیتی ہے آجکل جو متبا کو سچی اور دانتیا ملا کر بنایا جاتا ہے یہ ہم یہ پہرے کہ اس قدر مضر ہے کہ مرض سل پیدا ہو جاتا ہے۔ تی زمانہ ہند وستان میں جو اس بیماری کی کثرت ہو اسکا بڑا سبب حقہ کر۔

### (۴) عیاشی کو داخل ہنر سمجھنا

یہ بھی ہندوستانیوں کے پیچھے ایک بڑا بیماری دشمن لگا ہوا ہے عقل۔ اس فن میں لڑکپن سے بڑی بڑی مشاقتان کیجاتی ہیں اور جوانی کے ہمارے جاکر اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی ضعف معدہ میں مبتلا ہو کہ صحت کیونکہ آجکل کے خارج ہو جاتا ہے۔ کوئی گرمی میں مڑتا ہے۔ کوئی سوز آگ میں گلٹا کر کے۔ اور جو یہ بھی نہوا تو کمزور اور نازک و مانع تو ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی کی آواز بھی اس کے و مانع میں تیر سے کم نہیں لگتی۔ نہایت چڑچڑ اور بد مزاج بن جاتا ہے۔ اخلاق کاظم اور محبت کا بیج مارا جاتا ہے۔ وہ اس یہ نہیں سکتا۔ کوہ اس سے نہیں جاتا۔ کہہ نام اس سے نہیں ہو سکتا۔ اور ان عہد یوں کی طرح بڑا ہوا رتوں حشر اسے لیا کہ تاپے۔



سویا تو سر و دھن سے شتر باند بکرا اور جا کا تو فتنہ محنت کی طرح جا کا کیا  
مقدور جو کوئی چیخ کر بات کر سکے۔ بہت ہوا تو ایک گوشہ میں جا بیٹھا تو  
شعر کہہ ڈالا یا دل میں وہم پکا پکا کر جنون بڑا لیا۔ آج دھڑکن سے کل  
صنف و مانع ہے۔ یہ سون کچھ ہے۔ اتر سون کچھ ہے۔ شاہد برس کی  
رندگی ہوئی تو اُسے قیامت ہی برس میں ختم کر دیا اور جھٹ و نیا کر  
چل دیئے۔ کیسی جڑت کیسی طاقت کیسی نفع رسانی خطا یق اور کہان کی  
عقل جب غور ہی نہ ہے تو دنیا ہوئی نہ ہوئی ایک سی ہے۔ اس میں  
سے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ آدمی مطلق عورت کو پاس نہ جائے  
کیونکہ اگر ایسا ہو تو ہی خرابی ہے۔ مگر اعتدال ہر حالت میں مد نظر  
کئے۔ رفح حاجت کو سوا اور کارستانیوں سے نہیں کرے۔

### (۳) جھوٹ کو جھوٹ نہ سمجھنا

اس بات نے ہی ہماری ترقیوں اور اعتبار میں بڑا سرچ ڈال کیا  
اور ملکوں میں جھوٹ کو کالی سے بدتر سمجھتے ہیں اور اس لفظ  
مرنے مارنے پر مستعد ہو جاتے ہیں یہاں تقریم طبع اور دوستانہ



مذاق میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور تو اور تعلیم میں داخل ہے۔ ہمارے  
 بچہ پیدا ہوا اور فراموش ہونے لگا اور بات سمجھنے لگا کہ اس کے  
 لئے شکوہ ہلانے کے لئے بچہ سے جوڑے جوڑے وعدے کرتے  
 گئے۔ کبھی کہار و نہیں تجھے چیری سنگا دیتے ہیں۔ کبھی کہا ایلے  
 باب آیا سلیط اسکی پوروش کے ساتھ جوڑے کو بھی پوروش کیا جا  
 اور جب بچہ ہو ش سنبھالتا ہے تو وہ بھی ایسی ہی باتیں کرتے  
 ہے۔ اسکے بعد اگر زبان کی جاٹ لگ گئی یا کسی نشہ کی لت نے  
 دیا یا تو ضروری حاجت روائی کے واسطے سے جوڑے بولنا پڑ  
 کرنا فریب دینا لازم ہوا۔ اور جو عیاشی کی طرف ڈرل گیا تو آہ  
 ہی ہیں کہ بیان بے چال بے فریب مطلب ہی نہیں نکلتا۔ اس  
 سے ہم لوگ ایسے تباہ ہوئے ہیں کہ حاکم کو ہمارا اعتبار ہی نہیں  
 اور ملکوں میں تو ضرورت کو وقت زبان ہلانے پر روپیہ مل سکتا  
 بیان مشک اور بہاری سود پر ہی نہیں ملتا۔ کوئی کارخانہ  
 بے اعتباری کے باعث سو ہم نہیں جاسکتے کوئی کل ہم نہیں  
 سکتے۔ پھر دولتمندی اور فراغیالی ہو لوگوں کو نہ ہو۔ نہ ہمارے



اتنا روپیہ ہو گا اور نہ ہم کچھ کام کر سکیں گے۔ اسکے علاوہ اس جھوٹ  
سے ایک اور بھی بڑی خرابی ہے کہ کوئی ہوگا اپنا ساتھی اور وفادار  
نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہم حاکم سے کہیں کہ ہم اپنی سرکار پر جان نثار  
کر رہے ہیں تو وہ بھی ہمو سچا نہ جانتیگا۔ کیونکہ ہمارے قول فعل  
میں کسی طرح کا استحکام اور استقلال نہیں پایا جاتا۔ اور تو اور  
اچھین بھی ایک دوسرے کو اپنا سا جانکر اعتبار نہیں کیا جاتا۔  
اس بات سے ہمیں اس قدر نقصان پہنچتا ہے کہ اگر ہم ان کو مشرّح  
کہیں تو پورا ایک سالہ لکھا جائے۔

## (۴) ورزش بدنی کو عیب جاننا

ہم لوگوں کے کم بہت ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم ورزش  
کو برا جانتے اور محنت بدنی سے پہلے گتے ہیں جبکہ وجہ سے ہمارے  
عضلات کمزور اور سُست ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم لوگ ورزش کرینگے  
بھی تو اس لیے کہ ذرا دنگل میں اتر کر کسی بلا الخور یا سقہ بیٹیا سے  
کو گرادیں۔ اسکے سوا ورزش سے ہمیں کچھ اور غرض نہیں ہو



جہان ڈنڈ پیلے اور کھنڈ ہوں کو مڑ مڑ کر دیکھنے لگے ایک لنگوٹ  
 لیا اور سچا سا کرتہ پہن لیا سر کے بال چھوٹے چھوٹے کر لیے کھنڈ  
 داہری رکھ لی ایک ماتہ میں سوٹا اور رفل میں کوٹا لیکر بازار  
 والوں کو دھمکانے جا کھڑے ہوئے۔ اب رستم میں تو یہ میں اور  
 اسفند یار میں تو یہ ہیں۔ ہم جس حدش کی ہدایت کرتے ہیں وہ ہم  
 سے متعلق نہیں ہے۔ مان آدمی و رٹنے میں مشق بڑا ہے پہلے  
 چلنے میں کوشش کرے کوسوں چلے اور پھر نہ تھکے۔ ڈنڈ پیلے  
 ہلائے۔ گہانہ کہو نے سے یہ نہ ہٹے۔ آ رہ کشتی سے یہ نہ رے  
 بوجہ اٹھانے میں یہ شرم نہ کرے۔ غرض جتنے کام چھستی میں آئے  
 اور ماتہ پانوں میں طاقت لائیو امین وہ سب کرتا رہے۔ گیند  
 بھی کھیلے۔ کیڈی بھی کرے۔ پٹا پہنکے۔ لکڑی ہلائے۔ سپاہ گری  
 فنون میں مشق بڑا ہے تو کبھی بہت مار اور سخت طبع نہ ہو۔

## ۵۔ دستکاری یا تجارت سے نفرت کرنا

اس نفرت سے بھی کئی نقصان ہیں ایک تو اپنے ہاتھوں اظلاس کا



مول لینا۔ دوسرے آؤروں کا محتاج بننا۔ تیسری ملک و ملک کی سیرت  
مخروصہ رہنا۔ اور نیز کا بل ہونا۔ جو لوگ اپنی ماں کے ہنر پر بہرہ و سا  
رکھتی ہیں وہ کسی محتاج نہیں ہوتے۔ اور جو لوگ تجارت پیشہ ہیں وہ  
کبھی کسی کے آگے ماں نہیں پہنچاتے بلکہ اور لوگ اُن سے مانگو آتے ہیں

## (۶) اپنی اولاد کو چھین سے ڈر لوک بنانا

ہماری ہندوستانیوں میں ایک یہ بات بھی نہایت عجیب ہے کہ وہ  
اپنے بچوں کو چھین سے ڈراؤں اگر ڈر لوک بنا دیتے ہیں اور انکی طبیعتوں  
کو ذرا ناواری اور ہادری کی طرف آئے نہیں دیتے جسکی سبب سے  
غلام چرائی میں ہی ان میں کسی طرح کی جرأت اور دلیری نہیں پائی  
جاتی۔ جہاں بچہ ذرا بولنے سمجھنے لگا اور مان لے بی شاوی اور  
وال چپائی یا موتے اور گھسری کا ڈرائن کے جس میں بٹانا شروع کیا  
بچہ اس نام سے سہا جاتا ہے اور ان آوازیں بدل بدل کر ڈرائی  
ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ رات کو پیشاب تک کیوں سٹو ہی کیلا  
نہیں اٹھ سکتا اور پلنگ ہی پر پڑا پڑا موت دیتے مکان میں کیلا



ٹہیر نایا زار میں لٹکنا تو کیا ممکن ہو۔ اس کے علاوہ یہ موقع محبت بھی بچوں  
 دلوں کو بودا اور کفر بنا دیتی ہے۔ جہاں بچہ گیا اور ماں بسلم اللہ لکھ  
 دوڑی۔ اب لکھ کے جوڑے نہیں ہی لگی اور رونے کا ارادہ نہیں  
 تھا تو ماں کو بیتاب دیکھ کر خواہ مخواہ بچہ لے لگا اور دل میں سمجھا کہ کچھ  
 صدمہ ہوا ہو گا جو ماں اس قدر بیتاب ہو کر دوڑی آئی ہے۔ بچہ  
 دیکھا ہے کہ بچوں کی ناک سے ذرا خون نکلا اور اس حان یکہ کر رونے لگی  
 کہتے تھے یہ کیا ہونے لگا۔

(۷) بچو نکو تو انا ہو دینا اور گو دیوں میں چڑھا کر چڑھا کر

جوابات ابتداً عمر میں حاصل ہوتی ہے وہ اخیر میں ذرا وقت سے منہ  
 کرتی ہے۔ اگر ہم لوگ بچپن سے اپنے بال بچوں کو تو انا بنانا چاہیں تو بننا  
 نہیں لگے کیا کریں کہ ہماری ماتحتیا تو سارے جہاں سے نکلتی ہے۔  
 جانچو کہ اگر بچہ طاقتور نہ ہو گا تو ہمیشہ ایک نہ ایک مرض میں مبتلا رہے گا  
 اور اس سے اسکی زندگی میں خلل آئے گا۔ اور بچہ کو ہی آئندہ دوادار  
 اسکی تکلیف کا رنج اٹھانا پڑے گا۔ جہاں بچہ ذرا چانگلا ہوا اور بچہ کو گو دی



میں چڑھنے کی عادت ڈال دی۔ کیا مقدور جو اسے خورادوڑنے کو دے  
 دین چاہے وہ خاصہ ہوشیار نہیں ہو لیتا برابر ملن بہن کی گولیوں  
 میں چڑھا رہا تھا۔ اور جیسے سے پچھتاہے تو بے وقت مکتب کی مصیبت  
 سوار ہو جاتی ہے۔ اب بچہ تو انا ہو تو کیونکر ہو۔ یہ بات ہی خارج  
 ترقی ملک ہو۔

## (۸) خوشامد گومی اور خوشامد پسندی کو ناپائیدار کرنا

سب بلاؤں سرٹری بلا اور سب فتون سرٹری آفت یہ ہے۔ یہ علت  
 کبھی اپنے عیوب و واقف اور سچی خبر یا سچی بات سے آشنا نہیں ہونے  
 دیتی۔ اگر ہم خوشامد پسند ہیں تو لوگ ہمیں وہ  
 وہ بڑا دے دینگے کہ بے بہادر رہی بہادر اور بے سخاوت سخی مرز  
 بنا دینگے۔ جو کام ہم کرنا چاہیں گے خوشامد ہی ہلے پھر ہین اس فن کا استاد  
 کہنا شروع کر دینگے۔ اگر ہمارے دماغ میں بھی یہ بات سما گئی تو ہمیں  
 نہیں رہینگے۔ اور کب تک نہ سماو گی۔ اب بتائیے کہ ہم کیا خاک کسی کام میں  
 ترقی کرینگے۔ ہمارے خوشامد پسندی نے تو ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جمل



کام میں بہتر کمال حاصل کرنا چاہتا اُس سے بالکل کورا کہا۔ خوشامد گوئی  
 سلوک دیکھو۔ پہلا سلوک تو اسکا یہی ہو کہ آدمی کو دوسری کی نظر  
 سبک اور حق کر دیتی ہے۔ دوسرا سلوک یہ ہو کہ جس شخص کی خوشامد  
 ہین ایک تو اُسکو کہیں کانہیں رکھتو دوسرے اپنی ملک کی ترقی اور  
 اپنے ملک کی فلاح میں حاجت ہوتے ہیں۔ اگر وہ شخص جسکی ہم خوشامد  
 کرتے ہیں سمجھو وار ہوا تو اُس نے ہم کو دشمن سے بدتر جانا۔ اور جو  
 نالایق ہوا تو ہم نے اُسکا اور اُس نے ہمارا سٹیاناں لگ کر ڈالا حکام  
 پر جو اپنا عیب ظاہر نہیں ہوتا اور لوگ اپنے حق کو نہیں پہنچتے وہ ہی  
 ایسے ہی حضرات کا طفیل ہے۔ جب گچھ دو چار تعریف کی باتیں سنائیں  
 اور چلے آئے اور گھر میں آگے کہا کہ ایک آٹو کا بنانا ہی کیا تھا جس  
 جانا اُسے خوش کر دیا اور خیر خواہ سرکار بن کر آ بیٹھے۔ یہ لوگ جن  
 حکاموں سے ملنا اپنا فخر سمجھتے ہیں اور سچ بولا جا کر ملتے ہیں یہ خیر  
 نہیں بلکہ سرکار اور ہو طغون کے بدخواہ ہیں۔

(۹) ایک گوشہ میں پڑی رہنا اور ملک و زمین پر کھڑے رہنا  
 جہاں اور موافقات ترقی میں دمان گہری پائے رکھنا ہی ایک موانع ہے۔ گورنر  
 مع گورنر۔ شرور و خف۔



کثیر کیا جانے کہ ہمارے سوا اور بھی کہیں لوگ بچہ ہیں۔ آدمی جب ہی  
 پورا تجربہ کار اور انسان بنتا ہے کہ گھاٹ گھاٹ کا پانی پی کر زمانہ کے  
 سرد گرم سے باہر ہو۔ وہ جو کہتے ہیں کہ باہر رہنے سے چار آنکھیں ہو  
 جاتی ہیں اگر یہی معنی ہیں کہ آدمی مختلف ملک اور مختلف انسانوں کے  
 عقل سے بہرہ یاب ہو کر بڑے علم کو پڑاتا ہے۔ کسی کے دھوکے میں  
 آتا ہے اور نہ کہیں رک اٹھتا ہے بلکہ وہ اپنی عقل اور تجربہ میں پختہ ہو کر  
 ترقی ملک و رہبودی خلافت کی عمدہ تدبیر میں نکال پڑتا ہے۔

### (۱۰) میلے ٹیلے اور تیو مارون کا زیادہ ہونا۔

جس قسم کے ہمارے ہندوستان کو میلے ہوتے ہیں یہ سب فقیر تانیک  
 ڈاکو سلم ہیں اور شاید ایسے ہی لوگ ان کے موجد ہیں جنہیں ہندوستان  
 کے تباہ کرنے اور اپنے ماتھے رنگنے کے سوا دوسری غرض نہ ہو۔ ہم نے  
 ہندوستان کا کوئی میلہ نہیں دیکھا جو آدمی کی عقل اور شیخی بڑھانے  
 کے سوا کچھ کام دے۔ ان میلوں میں کوئی اپنا لباس دکھانے جاتا ہے  
 کوئی سواری دکھانے جاتا ہے۔ کوئی عورتوں کو گھوڑے جاتا ہے غرض



بیفایدہ صرف کوسو ایکوی کام کی بات دیکھنے میں نہیں آتی۔ یہاں  
کثرت سے میلے ہوتے ہیں یہ آدمی کو رہا سہا مفلس کئے دیتے ہیں  
میلہ کا حنیازہ پورا ہونے نہیں پاتا کہ دوسرا میلہ سر پہ آ موجود ہوتا ہے  
اسکی پہلی دستکاریوں کی منائش اور ترقی ملک کیواسطی مختلف پیشوں  
کا کام دکھایا جاتا تو کیا اچھا اور کس قدر ملک کو فائدہ بخش ہوتا۔

(۱۱) ایک دوسری کی بُرائی کو پسند کرنا اور دل لگا کر سنانا

ہندوستانیوں کو اس عیب بھی کہہ رکھا ہے ہر ایک شخص دوسرے کی  
بُرائی سنتی چاہتا ہے اور اُسے کو پسند کرتا ہے۔ اس بات کو لوگوں کو  
بھی بنا دیا اور سنگدل بھی کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے  
لوگ کیکے دُکھ درد میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں کبھی کسی کی مصیبت  
تس نہیں آتا۔ اگرچہ اسکی اور بھی وجوہات ہیں مگر ایک یہ بھی ہے کہ  
لوگ دوسرے کی تکلیف دیکھ کر ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے اُن کو ملک  
اپنے ہم وطنوں کی خوشحالی اور فراغتِ مالی دیکھ کر بہرہ رومی اُنکو باس  
یہی نہیں ہشکی۔ یہ عیب ہی مانع ترقی اور حب الوطنی ہے۔ ہندوستان



اسی طرح مصیبت ہونے پر ہمارا حال نہیں ہوتا۔

بہائی کہتی ہے میں ایک دوسرے کو ساتھ سلوک کرنا اچھا نہیں جانتے اور

## (۱۲) چھوٹی عمر میں شادی کرنا

جہاں ناتوانی اور ناتواقی کے اور باعث ہیں وہاں ایک بڑا باعث یہ بھی ہے ایک تو چھوٹی عمر میں بچے میں نہیں جانتے کہ سن بلوغت کو پہنچ کر ہم اس بوی سے رضا مند رہیں یا ناراض۔ اکثر اوقات دیکھ کر آتا ہے کہ ایسی عمر میں شادی ہونے سے جوانی میں ایک دوسرے کو سطلو بست نہیں کرتا اور عیاشی پر جھک پڑتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ابھی لگتا ہے بالغ نہیں ہونے بلکہ ماحمیت کی کثرت کرنے لگتا ہے جسکے باعث ہوسے غرض میں طلا اور سستی کی دو اسیان ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔ اور جوانی آنے سے پہلے ہی بوڑھا ہو جاتا ہے۔

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینو نہر بہ چین تو موت ہی آئی شباب کو بدلے

## (۱۳) نامواری پر مرنا

اس میں بھی کثر سبب وستانی تباہ ہو جاتے ہیں کوئی شادی میں



دو الہ نگار چشتیہ کوئی یاد لوگوں کی ٹوٹی مین اگر وہ فیاضی کرنا  
 کہ فقیر بن چشتیہ ہے۔ کوئی زندگی بازی مین نام کر جاتا ہے اور کوئی  
 یون ہی مر جاتا ہے۔ اس نامور جی گیتہ حاصل ہوتا ہے کہ اولاد ہی  
 رو پاکر تیری اور وہ خود ہی اپنی زندگی خوشی سے بسر نہیں کر سکتا۔

## (۱۴) سب کا ایک تحت نو کر می پیشہ بن جانا

ہماری اس بات فریبی بہت ہو نقصان دینے مین اور اس میں  
 مین پہنچا یا ہے کہ کوئی دن مین ٹکے پر نوکر مین آٹھ بیگی اور کانا  
 مین قلم کہہ کر کان میں یون کی طرح آواز لگاتے پہنچے کہ کوئی خط لکھ  
 کوئی خط پڑھو الو۔ آنے کو انگریزی چٹھی اور پیسہ کو دو خط۔ نامی اگر  
 ہم لوگوں کو آزادی کا ملا ہوتا تو ہم کیوں نوکر مین ڈھونڈتے۔ کیوں  
 کسی کا مہر اسلام اور پابندی اختیار کرتے۔ سچ پوچھو تو نوکر کی  
 غلامی اچھی ہے۔ جب تک کوئی دوسرا شخص بچہ نہ ڈالے کوئی غلام  
 اختیار نہیں کرتا یہ بے بسی کا عالم ہے مگر نوکر کی گناہ اپنے  
 ہاتھوں غلام بننا ہے۔ غلام ہونے کہانے پھینے سے ہمیشہ کو بے فکر



ہو جا کہ جو تو گری پیغہ کیسی ہی عمدہ خدمت کر پیر ہی اپنی لوگری پر پیر و سا  
 نہیں کہ سکتا۔ اگر ہم سو اگر کی کہین تو گوی ہم سے یہ نہیں کہہ سکتا  
 کہ آج تم سلام کرنے کیوں نہیں آؤ۔ اور جو ہم گوی آؤ پریشہ ہی کہیں  
 تو ہی گوی ہمارے اور پر ظلم نہیں کہ سکتا کہ چل آج تیرے اور پرین  
 یا رشوت کا مقدمہ دایر ہوا۔

## (۱۴) ہیک مانگنے سے عار نہ کرنا

میں نے کسی ملک کی نسبت فقرو کی اس قدر شکایت اور کثرت نہیں  
 سنی جبکہ ریمان دیکھتا ہوں آئی ہے۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو کہ ہر  
 ملک میں فقیروں کی پرورش کر نیوالے زیادہ ہوتے ہیں وہ ملک کسی  
 نہیں کہ نہ وہ ان کی تمام غلات اس طرف چھک پڑتی ہے۔ جو لوگ ایسے لوگوں  
 کی پرورش کرتے ہیں وہ قصداً اپنے ملک کو لوگوں کو امدادی کہ بہت  
 ست بے حمیت۔ اور بی غیرت بناتے ہیں۔ اس بنا ہی کا گناہ ہے  
 ہی غیاظوں کے نام پر لکھا جاتا ہے بلکہ دنیا میں ہی اپنے پیچھے ایک  
 جنجال لگاتے ہیں جو ان کے اوقات میں مغل ہوتا ہے۔ اگر لوگ ہیک مانگتے



سرمایہ کیا کرتے تو کبھی سست نہ ہوتے۔ یاد رکھو جس ملک میں فقیر زیادہ ہو وہ ملک بہت جلد تباہ اور برباد ہو جائیگا۔ جہاں بے سیک کی خرم آشی لوگوں نے اسے اپنا پیشہ تصور کیا۔

### (۱۷) صفائی اور سیر طبیعت کو تازہ رکھنا۔

اگر آدمی ہر وقت مفہوم بنا رہے اور کبھی گہری دو گہری کیو طراپنے کی بلنگ کی سیر یا صفائی پوشاک وغیرہ سوا تازہ نہ کرے اور ہمیشہ تیل لکڑیا بنا رہے تو اسکی طبیعت کبھی خوش اور بیماری سے کبھی محفوظ نہ رہے۔ اسی میں آدمی کو دل و دماغ سے کبھی بے خیالات پیدا نہیں ہو سکتے ناں اپنے حال کی خیالوں کو زیادہ ترقی ہوتی ہے مگر بلند پروازی معلوم۔ جب اسکی ہی خوش نہ ہو تو ملک کی ترقی اور بہبود ہی کہلاتے سوچے۔

### (۱۸) مذہبی تقصیر کی زیادتی۔

یہ سب سب ایسا ہی مانع ترقی اور خارج ہمدردی و اخلاص نہیں جیسے اور امور میں ہیں ہر ایک شخص ایک دوسرے کا نافع و شامع رہتا ہے بنا رہتا ہے ہمارے ہندوستان کو بعض ہندو اور مسلمان اور آؤ لوگال



اس میں حدی زیادہ انگنت مٹا ہونے لگے ہیں۔ جس بڑے شہر میں دیکھو تو  
 ملک اور آسودگی قوم کی تو کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی مگر بغل میں کتابیں بازار  
 اسر بازار ہر چیز کے کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی مسلمان کو برا کہتا ہے  
 کوئی ہندوؤں کو کافر ٹھہرا کر ہے۔ بعض ایسے بیڈ ہیں کہ وہ دونوں کو  
 علانیہ گالیوں سناتے ہیں اور سب کو برا بتاتے ہیں اور اپنے آپ کو اچھا  
 جانتے ہیں۔ ان باتوں سے مذہبی جوش اور تعصب کی سچوٹی پرورش  
 ہوتی ہے اور باہم دشمنی کا بیج پڑا جاتا ہے۔ اگر عیسائی میں خود موسیٰ بدین  
 خود پر عمل کیے سب سے ملک کی یہودی اور بہتری میں کوشش کرتے تو آج کو  
 کتنا فائدہ ہوتا۔

## (۱۹) توہمات کی فراوانی

حیقت یہ ہے ہندوستان کو باشندے مختلف و ہمون میں گرفتار ہیں  
 آخر شاید اور ملکوں میں نہ ہوں گے۔ ہزار طرح کے توہمات یا زور و جوشوں  
 ان کے دلوں میں بٹھا رکھے ہیں جن کے سبب سے ہم کوئی کام وقت پر نہیں  
 کر سکتے۔ جس کام میں اتفاقہ کوئی بُرائی ہو جاتی ہے اسی ہمیشہ کو لیے منجوس  
 سمجھ کر ترک کر دیتے ہیں۔ اور جان لیتے ہیں کہ یہ کام میں راسخ یا نہیں



ہند تو ہند و اکثر مسلمان تین ہی قسم کے جو ہم پائے جاتے ہیں اور سب سے  
عورتوں نے اس پر عمل کر رکھا ہے۔ اس بات کو ہی ہمیں ترقی ملک و دراصل  
قوم کو روک رکھا ہے۔

## (۴۰) گیمیا کا متقدم ہونا

یہ بھی بیان کے لوگوں میں ایک بڑا عیب ہے۔ یہاں بھی تک گیمیا کو سب  
جلے میں اور اچھی تلاش میں نقصان مایہ کر علماء وہ ایسے سرگردان  
اور پریشان رہتے ہیں کہ کسی کام کے نہیں رہتے۔ پس ای امید ہو  
سے اس لگاؤ جیسے ہیں۔ دیکھو پہلے عقداوان لوگوں کے دلوں پر کہ  
اٹھتے اور یہ کہ اس غفلت سے بیدار ہوتے ہیں۔ اس اعتقاد کا یہی  
نتیجہ ہے کہ بیان کے لوگ کم ہمت اور کم محنت ہو گئے ہیں۔ وہ ایسی ہی  
تبدلیں سوچتے ہیں جن سے بڑی محنت و وہ یہ ناتاہہ کر اور بنا بنایا نقصان  
پڑ جائے

## خاتمہ

جو کہ ہم نے اوپر بیان کیا ان ساری باتوں پر غور کیا ہے کہ کیا ہم لوگوں  
اور مولک اور ممالک کو یہ لگاؤ نقصان نہیں پہنچا رہا ہے کہ وہ کانتیجہ ہیں جس کو  
لگا کر وہ اس عشق سے غالب نکلتا کر دیا۔ ورنہ ہم ہی آدمی ہو کام کے +

درستہ مطبع کو لاہور منشی محمد علی صاحب دہلوی



۱۵۹۹

# لاہوری سیپا

جکو  
لالہ گرد و ہر لال نے تمام ہندو قوم خصوصاً کھتری

اور سب سے بہترین کے واسطے مرتب کیا

سب  
سفارش لالہ رام ناتھ آریہ کتب فروش امرتسر کے

۱۸۸۵ء میں

مطبع چشمہ نور اسلام آباد میں باہتمام لالہ نرسنگداس کو چھپا

پال

قیمت فی جلد



# لاہوری سیپا

## دینا چلا

میں قوم کا کہتری ہوں۔ کتنا میری ذات ہے۔ والد بزرگوار کا نام  
لالہ رام کشن داس تھا۔ مجھ کو لوگ گردہر لال کہہ کر پوکارا۔ تو میں قدیم  
وطن چارا اکبر آباد ہے۔ اب عرصہ دراز سے میرٹھ کے متوطن کہلاتے  
ہیں۔ میرے دل میں مدت سے یہ مصنفوں کا ٹھکانہ رہتا تھا۔ مگر جب کبھی  
اسکے لکھنے کا ارادہ کرتا یہ خیال جلد دبا دیتا تھا کہ شاید میرے رشتہ دار  
اور برادری کو لوگ تنہا کو برا کہیں گے۔ کبھی یہہ ذہن میں گذرتا تھا کہ  
اور تو کوئی تیری قوم میں اس طرف توجہ کرتا نہیں تو کیوں بیٹھ کر ٹھہرے  
اپنے آپ تنہا دین پڑتا ہوں۔ آخر اس مصنفوں کا ذکر دوستوں سے  
کیا سب کی بھی صلاح پھیری کہ جس امر سے اپنی قوم کو لوگوں کو ناپید  
ہو پوچھ اسکار و کما اچھا نہیں۔ جس پر رسم کر سبب ایک قوم مصیبت



میں پڑی ہو اسکی اصلاح میں کوشش اور پیروی کرنا ہمارا عہدہ ہے تب میں بلا تامل یہہ مضمون لکھا اور اب ان صاحبوں سے جسکے یہاں اس قسم کی رسم جاری ہے گذارش کرتا ہوں کہ اسکی اصلاح میں کوشش اور پیروی کریں۔ اور جو اس تحریر میں محسوس کیا غلطی ہوئی ہو تو معاف فرمادیں اور جو اس امر میں غچہ سہی کچھ حال اگر کسی موقع پر میری مدد کی ضرورت ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ وقت پر پہنچاؤں نہ کرونگا۔ میں کسی مذہبی۔ رسم میں دخل نہیں دیتا ہوں بلکہ ان رسموں کو توڑنے کی کوشش کرتا ہوں جو مسلمانوں کو دیکھا دیکھی منہ دون میں جاری ہو گئی ہیں اور ہمارے شاستر و کتب کے بالکل برخلاف ہیں

ان رسموں کے ترقی پانے سے ادھرم بڑھتا ہے اور دھرم کا نام نہ ہوتا ہے چنانچہ بہکوت گیتا میں لکھا ہے۔ اشلوک نمبر ۴۱

अधर्माभिभवान्कस्मिप्रदुष्यन्तिकलवियः ॥  
वीषदुष्प्रायवर्त्मयजायनेवर्णसंकरः ४१॥



اللہ ہے کرشن اور ہم پڑھنے سیکھنے کی استر لین دوش والی  
ہو جاتی ہیں۔ ہر کرشن دوش والی استریوں کو برن شکر اولاد  
پیدا ہوتی ہے۔

بھگوت گیتا - اشلوک نمبر ۴۴

सत्त्वकुलधर्मीणामनुष्णानां जनार्दन ॥  
तत्र केनियतं वासे भवतीत्यनुश्रवम् ॥ ४४ ॥

آرٹھ - ہر حنار وں خلی کل کے دہرم لوپ ہو جاتی ہیں (اور وہ  
قوموں کے دہرم پیڑ رسوم کو اختیار کر لیتے ہیں) ایسے شخصوں کو ہمیشہ  
پراپت ہوتا ہے غرضیکہ وہ ہمیشہ تکلیف آٹھتے ہیں۔

### رسوم بد

تمام دنیا کی قوموں میں جیسی ہندو قوم تباہی اور مصیبت میں  
ہے دوسری کوئی قوم نہیں۔ اس قوم کے ہر فرد بشر کی زندگی  
سے آخر تک ایسی رنج و غم، فکر و تردد اور مصیبت میں گذرتی ہے  
کچھ نہ کہانا نہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ اس قوم کو مردوزن اور اکلی  
کے جسم نہایت کمزور ہوتے ہیں۔ قومی اور مذہبی جوش انہیں



رہتا۔ خوشحالی اور فارغی کی صورت نہیں دیکھتے۔ جلد ضعیف  
 ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ مختلف مرضوں کے شکاری رہتے ہیں۔ اور جو کچھ  
 محنت و مشقت سے کماتے ہیں سب ہی اخراجات میں صرف کر دیتے  
 ہیں۔ انکو اپنی کمائی سے کچھ فائدہ اور نفع نہیں پہونچتا۔ آرام اللہ  
 چین نہیں ملتا۔ اب اگر اسکا سبب دریافت کیا جائے تو یہی جواب  
 حاصل ہوتا ہے کہ انکو یہاں زمین اور دستور خراب جاری ہیں اور  
 انکو سبب وہ ہمیشہ مصیبت میں رہتے ہیں۔ اور تماشا یہ ہے کہ جو چیز  
 تباہی اور مصیبت لاتی ہیں وہ سب شاستر کو برخلاف ہیں۔ جنت  
 انگارہ اوج پر تھا یعنی ہندو راجاؤں کی عملداری تھی رشی اور  
 مہینوں کے قول پر عمل درآمد ہوتا تھا۔ اور بد رسمنوں کا نام و نشان  
 نہ تھا۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو خراب زمین اس قوم میں جاری ہیں  
 سب چھو سے جاری ہوتی ہیں اسکے ہم ہر اثبوت دیکھتے ہیں اور  
 اچھی طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ ہمارا قدیم زمانہ بد رسمنوں سے پاک اور  
 صاف تھا۔ اب اگر پوچھا جائے کہ یہ زمین کیونکر جاری ہوئیں۔  
 کہیں کہیں۔ اور لوگ انکو برا سمجھتے ہیں تو ترک کیوں نہیں کرتے اسکا جواب



میں ہم اپنے علم اور یقین کے موافق یہ کہہ سکتے ہیں کہ انکی ابتداء  
 کچھ اور تھی اور اب کچھ اور سمجھی گئی۔ جاری کنندہ ان رسوم کی حقیقت  
 میں نیک نیت تھو مگر انکو یہ حال معلوم نہ تھا کہ یہ رسمیں بگڑ کر  
 لوگوں پر ایسی مصیبت اور تباہی لائیں گی۔ اب یہی بات  
 کہ لوگ انکو ترک کیوں نہیں کرتے اسکے جواب میں سوا اسکے اور  
 کیا کہہ سکتے ہیں اور حقیقت یہی ہے۔ کہ جتنے عاقل اور خاندانہ  
 لوگ ہیں وہ سب ان رسوم کے ترک کرنے پر آمادہ و مستعد ہیں مگر  
 جاہل و کم فہم لوگوں نے مجبور اور لاچار ہیں۔ جب کوئی ان رسوم کی  
 اصلاح یا ترک کا نام لیتا ہے تو یہ اسکو فوراً برا بھلا کہہ کر روک دیتے ہیں  
 بہر حال اسکی کچھ تدبیر کرنی چاہیو کیونکہ اگر زیادہ خاموشی عمل میں  
 لائی جائے اور جس خواب غفلت میں پہلو سے سو تو آئیں۔  
 اسی میں پیپ راکر سوئے رہیں اور کبھی کبھار سڑے نہ لین تو یاد رکھو  
 کہ یہ بد رسمیں ہمکو بالکل نیست و نابود کر دینگی۔

چھوٹی عمر میں لڑکوں کی شادی کرنا۔ شادیوں میں بیشمار نذرانے  
 عورتوں کو جاہل رکھنا۔ بچوں کو اپنی مذہب کی تعلیم نہ دینا۔ وغیرہ



۷  
 و غیرہ اس قسم کی حدیث یا نین میں جو ہمارا نقصان کر رہی ہیں  
 اور انکا ذکر اکثر اخباروں اور توہیف یا تالیف کتابوں میں  
 درج ہوتا رہتا ہے اور اکثر تعلیم یافتہ اشخاص انکی اصلاح میں کوشش  
 اور پیروی کر رہے ہیں۔ مگر اس رسالہ میں ہم صرف اس بدرسم کا  
 ذکر کرنا چاہتے ہیں جسکا حال آج تک کسی نو قلمبند نہیں کیا۔ حالانکہ  
 اس سے زیادہ نقصان اور کوئی رسم نہیں ہے۔ وہ رسم کیا  
 کھتری اور سارست برہمنوں میں سیایا کا ہونا ہے

### لاہوری سیایا

یہ معلوم نہیں کہ سیایا کون زبان کا لفظ ہے اگر بہ فارسی ہے  
 تو شاید اسکی اصل سیاہ یا موگی جسکے معنی کاٹو یا ڈنگو ہیں۔ اور  
 اگر بہ سنسکرت کا لفظ ہے تو دور اصل سراپ ہوگا جسکے معنی بدو  
 کے ہیں۔ غرض اصل اسکی کچھ ہی ہو بہ لفظ تاہم کئی معنوں میں  
 رائج ہے اور ٹھیک مسلمانوں کو محرم کی نقل ہے۔ شیخ مسلمانوں  
 میں نو سال پہر میں ایک ہینہ محرم کا آتا ہے۔ کھتری اور سارست  
 برہمنوں میں ہر عورت و مرد کے مرنے پر ایک سال یا چار سال



اور بعض موقع پر تمام عمر سیاپار تھا ہے۔ اسکی مفصل کیفیت  
 ہم آگے تحریر کریں گے۔ چونکہ شیبہ سمانوں کے میل جول سے اول اول  
 پنجاب اور خاص کر لاہور میں سیاپار ایج ہو اسی سبب لاہور کی  
 سیاپا مشہور ہے۔ تمام پنجاب میں کہتری اور سارست برہمن  
 آباد تھے اور ان قومین بہت کم تھیں۔ جب یہی کہتری اور سارست  
 برہمن پنجاب کو نکل کر دہلی۔ میرٹھ۔ اکبر آباد۔ بنارس۔ کانپور  
 وغیرہ مشہور دن میں جا کر آباد ہوئے تو یہ سیاپا بھی انکو ساتھ  
 گیا اور ہر نسل میں ترقی پاتا رہا۔ ظاہر ہے جب کوئی اپنی قوم کی  
 جہالت اور حماقت بیان کرتا ہے تو مار کو شرم کر اسکا قلم نہیں اٹھاتا  
 پس یہی کیفیت میری ہے۔ جبکہ اپنی قوم کے مضمرات اور لغویات  
 تحریر کرتے ہوئے نہایت شرم آتی ہے۔ مگر کیا کیا جاوے کہ بغیر اسکے  
 اس بد رسم کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

جب کسی کہتری یا سارست برہمن کی جان کندنی کی حالت  
 ہوتی ہے تو اس خاندان کو مرد و زن چھوٹے بڑے اور رشتہ دار  
 دوست و آشنا اسکے گرد جمع ہوتے ہیں اور اسکی صورت دیکھ



ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی کہو جگت کی یا یا سموہ کو چوڑو اور نار این  
 کی طرف چٹ لگاؤ۔ جب وہ مریض سب کو اس حالت میں دیکھتا ہے  
 گہر زنا ہے اور رہتا ہے جب انت کال آتا ہے چار پائی سحر اتار تیز  
 پر ڈالا جاتا ہے۔ کسی قدر دم باقی رہتا ہے کہ عورتیں روتی بیٹھتی اگر  
 پر آن پڑتی ہیں اور مرد علیحدہ ہو کر باہر جا بیٹھتے ہیں ایک وا دیلا  
 اور شودغل چمچ جاتا ہے گہر بار اور بال بچونکی کچھ خبر نہیں رہتی  
 بارے سے جہالت تو فراس قوم کو بالکل پائی مال کر دیا ہے۔ میز  
 کہتا ہوں کہ اسوقت وہی عمل درآمد ہونا چاہیے جو ہمارے بید متقدر  
 میں لکھا ہے۔ جان کندنی کی حالت میں اس کے گرد از دہم نہ کیا  
 جاوے ایک دوسرو یا عورت اس کو پاس رہیں اور کوئی نیند  
 اس کو تشفی دیکر گیان کا اپدیش کرے اور بید کی کوئی رچا جو اس  
 مناسب حال ہو ٹپکھرا اس کو سنائی جائے دم نکلنے کے بعد ایک  
 دو گھنٹہ تک عورتوں کو اس کے پاس نہ آنے دیں  
 پھر دیکھو کہ مریض کے بعد تمام عورات خاندان کی اور رشتہ دار عورتیں  
 چوٹی بڑی شہتہ اتار کر چوڑی پہناتی ہیں۔ اور جو کچھ زیور



بدن پر ہوتا ہے اسکو علیحدہ کر کے پھینک دیا کر دیتی پستی میں بہر  
 کھڑی ہو کر دھستی لیتی ہیں۔ دھستی لینا اُسے بولتے ہیں کہ عورتیں  
 کھڑی ہو کر ہاتھ چھاتی اور گھٹنے پستی اور مردہ کا نام لیکر پکارتی ہیں  
 اور دیوار دستہ لکریں مارتی ہیں اور پھر بیٹھ کر دھستی پستی ہیں۔  
 یہ دھستی لینا اسوقت تک جاری رہتا ہے جب تک وہ مردہ  
 گھر میں پڑا رہتا ہے۔ جب اُس مردہ کو جلانیکر واسطے باہر لیجاتا  
 ہیں تو عورتیں روتی پستی کسی دریا یا تالاب یا کنوئین پر نہانے کو  
 شہر سے باہر جاتی ہیں۔ کمزور بیمار اور حاملہ عورتوں کو بھی گرمی سردی  
 برسات کوئی موسم ہو صبح دوپہر آدھی رات کوئی وقت ہو میں  
 یا کھل سہر میں ڈالکر سہر سے ہنلاتی ہیں اور تمام سوتی کپڑے دھوتی  
 ہیں اور ان تر کپڑوں کو پہنکر روتی ہوئی گہرائی میں۔ واہر کا  
 اس قوم پر تو ہی غالب آئی ہے۔

یہ دھستی لینا دن بہر میں تین دفعہ چار دفعہ تیرہ یا سترہ  
 دن تک بدستور جاری رہتا ہے۔ اور اس دھستی لینے میں ایک  
 اور غضب ہوتا ہے کہ بہاٹ قوم کی بہنیں یا کوئی نابین جو بڑی



طرارہ اور سکارہ ہوتی ہے اور جبکہ عورتیں رانی جی کہہ کر پکارتی  
 مین اور بڑی سخت کرتی ہیں اس سیاہی مین بلای جاتی ہے  
 وہ عورت اُلاونی لیتی ہے یعنی اُس مرنے والی اور مرنیوالی کے  
 چال ڈھال رفتار و گفتار اور پوشش وغیرہ کو اس طرز سے پکار  
 کر بیان کرتی ہے کہ سُنئے والا خواہ کیسا ہی سنگدل ہو وہ بھی  
 پڑتا ہے اور عورتوں کو تو اس درجہ کا رُلاقی اور پٹاتی ہے کہ سب  
 عورتوں کے سینے پٹتے پٹتے سرخ ہو جاتے ہیں۔ بعضوں کو سینہ سے  
 خون ٹپکنے لگ جاتا ہے۔ اس حالت میں کمزور اور بیمار اور حاملہ  
 عورتوں کا جو حال ہوتا ہوگا وہ قابل بیان نہیں ہے۔

اگر بیوقوفی تو اس قوم میں کتناک رسیگی یا اسکو تہا کر کے جاہلیگی؟  
 منہ ڈکھنا یا پلہ لینا ایک اور اسی درجہ کی حماقت ہے۔ سب عورتیں  
 منہ ڈھک کر ماتو پر ڈتہ رکھ کر بیٹھ جاتی ہیں اور مرنیوالی کے  
 اوصاف بیان کر کے اسوقت تک روتی اور پٹتی رہتی ہیں۔ جب  
 کہ کوئی غیر عورت پلہ نہ چھڑا دے یعنی اُس رولنے والی عورت کو  
 ماتے پر ڈتہ رکھ کر کچھ دیر تک بیٹھی نہ رہے۔ دُستی لینا منہ ڈکھنا



اور آل و ننی وغیرہ چوتھی دن اور دسویں دن اور تیرہویں دن زیادہ  
 ہوتا ہے۔ چوتھے دن اور دسویں دن پہرہ دیا یا تالاب پر نہا کر  
 جاتی مین سر سے ہاتھی مین اور تمام کپڑے دھوتی مین۔ آندھی۔  
 مینہ اور اولے وغیرہ ہی انکو سر سے نہانے اور تمام کپڑے  
 دھونے کو نہیں روک سکتی۔ دن مین کوئی عورت کچھ نہیں کہاتی  
 بیمار عورت دو تاک نہیں پیتی اور اسکو لنگھن کرنا بولتے مین اگر  
 خاندان یا رشتہ کی عورت جیسا کہ جس سے تعلق ہوتا ہے  
 تیرہ دن ایک مہینہ تین مہینے چھ مہینے ایک سال یا چار سال  
 لنگھن کرتے مین یہ سیا پار کھنا اور لنگھن کرنا ایک شہر مین نہیں  
 بلکہ جہاں جو عورت رشتہ نولد ہوتی ہے وہ مین سیا پار کہتی ہے  
 اور لنگن کرتی ہے اور یہ سیا پار اسی عرصہ تک رکھا جاتا ہے جیسا کہ  
 جس سے رشتہ ہوتا ہے۔ مثلاً کلکتہ مین سوت ہو تو لاہور  
 دہلی الہ آباد بنارس وغیرہ تمام تمام شہر دن مین جہاں رشتہ دار  
 رہتا ہوگا۔ سیا پار اور لنگھن کر کے جائیگو۔ اور طرفہ ماجرا یہ ہے  
 کہ جو عورت کم پیشی ہے یا مین کرنا نہیں جانتی یعنی مرنیوالہ کو اوصاف



اچھی طرح بیان نہیں کرتی تمام عورتیں اسے برا کہتی ہیں اور طعنہ  
 دیتی ہیں۔ غرض کہ جہاں تک ہو سکتا ہو اسکو خوب رولاتی اور  
 پٹاتی ہیں اور جو عورت پیٹتی بیٹھتی ہو جاتی ہو اسکی تعریف  
 ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسکو مرنیوالے سے زیادہ محبت تھی  
 اسے ذلالت تو اس قوم کو کب تک ذلیل کر جائیگی کہی تو سیاہی  
 منہ دکھا۔ تمام رشتہ دار عورتیں دور دراز شہر دن کے اکثر تیرہ  
 دن کے اندر عذر خواہی کے لئے پہنچتی ہیں۔ اور جب کو تیرہ دن کے  
 درمیان عذر خواہی کے لئے جانیکا موقع نہیں ملتا ہے وہ ایک سال کے  
 درمیان جب موقع پاتی ہے ضرور جاتی ہے اول اپنے مکان سے  
 چلتے وقت روپیٹ کر چلتی ہے۔ اور جب اس شہر میں جہاں  
 عذر خواہی کے لئے جانا ہے پہنچتی ہے تو اس محلہ میں داخل ہوتی ہی رونا  
 شروع کر دیتی ہے اور جب اس مکان کے اندر جاتی ہے پیروی  
 دہستی اور الادنی لیجاتی ہے۔ رونا اور بیٹنا بہت دیر تک رہتا ہے  
 میں رشتہ داروں کو کہی صورت و شکل نہیں دیکھی جتنے جی جسے  
 دشمنی اور تکرار رہے اور خنکی برائی میں کوشش پیروی کرتی رہی



میں مرتبے بعد انکو ایسے بین یعنی اوصاف بیان کئے جاتے ہیں کہ  
 شکر ہستی آتی ہے۔ ایک پنجابی مثل مشہور ہے (جیتے بات نہ بھیا)  
 مر دھڑا دھڑ پٹیاں) اور جب کوئی بڑا بوڑھا مرنے سے تو ادا دنی  
 وغیرہ تو بدستور ہوتی ہے۔ البتہ دہشتی میں مائے حسن دے نہیں  
 یا کنارہ حیدری یہ الفاظ دل لگی اور ہنسی سے زیادہ کچھ جاتی  
 ہیں۔ سیاہی میں تین دن یا تیرہ دن تک تماشہ ہوتے ہیں۔ ڈھولکی  
 بجتی ہے۔ ہنوری عمر کی عورتیں ناچتی ہیں وہ فحش راگ گاتی  
 ہیں بشکرمو اپنی زبان پر نہیں لا سکتے۔ سمدھیانی سے جو عورتوں  
 کے گرد آدھین ان سب کو ساتھ ایک ایک گڈا ہوتا ہے فحش راگ گاتی  
 گڈے کو سچائی بازار اور گلی کو چون میں گڈے نئی ہوئی اس مکان پر  
 پہنچتی ہیں اور نچ کو دین شریک ہو جاتی ہیں اور خاص موقع پر  
 دو مٹیوں بٹائی جاتی ہیں۔ غزلین۔ ریختہ گائے اور گوائے  
 جاتے ہیں ٹھہری اور ٹپے آرتے ہیں۔ مردانہ بیس بد لکھ کر دیا  
 ہوتا ہے ایسے موقع پر بہکوان کہہ جین اور لشن پد ہونے چاہئے تو  
 بجائے اسکو شرم کو طاعتی پر کہہ کر اس درجہ کی بیچیاٹی کام میں



لائی جاتی ہے کہ چم سے اسکا بیان ہونا ناممکن ہو۔ ارجمندانی  
 تو دانوں سے ڈھتی ہے۔ اس قوم کو نادان سمجھکر ہر دم اسکو پاس  
 رہتی ہے۔ تیرہ دن یا سترہ دن کو بعد ڈھتی اور اداوتی لینا منہ  
 ڈکنا یا پلا لینا کم ہو جاتا ہے۔ مگر مہینہ کی اس تہتہ کو جس دن بھر  
 جمایا جاتا ہے وہی ڈھتی اور اداوتی لینا منہ ڈکنا پلا لینا بدستور  
 ہوتا ہے چہ مہینے یا ایک سال بعد جسکو کہتری لوگ چہ باہی یا  
 ڈھینہ بولتے ہیں وہی ڈھتی اور اداوتی لینا منہ ڈکنا یا پلا لینا  
 بدستور کیا جاتا ہے۔ گنو جاتی ہیں اور برہمن کہلاتی ہیں سطرخی  
 اٹھائی جاتی ہے۔ سیا پا موقوف ہوتا ہے۔ لنگھن توڑی جاتے  
 ہیں۔ پھر چار برس تک جب کوئی تیج تیوٹا رہتا ہے ایکو ڈسٹ یا پا  
 بن شراہہ کا دن ہوتا ہے۔ اس سے دو چار دن پہلے ہی عورت  
 سیا پا دلتی ہیں اور ہر روز وہی ڈھتی اور اداوتی لینا منہ  
 ڈکنا یا پلا لینا کیا جاتا ہے اور لنگھن ہوتی ہیں۔ رونا پٹنا سٹیا  
 سے اور جب کوئی جوان سوئے ہوتی ہے اس قسم کا سیا پاتام  
 ترک رہتا ہے یہ سیا پا کیا ہے گوناوتوں کی کچری



اس کچہری میں بڑی بڑی جگہ تھیں جسے ہوتی ہیں جہاں تھانسی کا  
 سنائی اور سنی جاتی ہیں اپنے گھر میں کوئی بیار ہو کیسا ہی کام  
 ہو رشتہ داری اور برادری میں سیاہی کا ناغہ نہیں ہو سکتا۔ جب  
 برادری یا رشتہ داری میں کہیں سیاہی پڑتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی دور  
 سب کو ہر روز جانا اور جب تک ٹہنہ نہ ملے اس سیاہی میں بیٹھا ہوتا  
 ٹہنہ ملتا اسکو بولتے ہیں کہ سیاہی کو گھر کی کوئی عورت باہر والی عورت  
 سے یہ کہو کہ نکو آئے دیر ہوئی آٹھو۔

جو ایک دفعہ ٹہنہ دینے میں آٹھ جاتی ہے اسکو یہ کہتے ہیں  
 یہ تو ٹہنہ چوٹے آئی تھی۔ کہتری اور سارست برہمنوں میں یہ  
 عام دستور ہے کہ عورتیں دس بارہ بج کر تک اپنی گھر رہتی ہیں  
 باقی دوپہر سے شام تک سیاہی میں پہن کر جاتی ہیں۔ اور بعض جو  
 عورتوں کو چال چلن میں جو فرق آجاتا اسکا سبب یہی ہے کہ ان  
 دوپہر کا مل اپنی گھر سے غیر حاضر رہنے کا موقع ملتا ہے۔ بعض عورت  
 جب گھر سے سیاہی کو باہر جاتی ہیں تو پہلے اپنا کام کر لیں ساتھ  
 میں۔ مثلاً سچ چھیلنا۔ سینا۔ پرونا۔ ٹوپی اور رومال وغیرہ



رومی تو منہا جس گہرین سیما پا ہوتا ہے اس گہر کی عورتیں پارشتہ داریں  
جو لنگھن۔ کہتی ہیں سیلی چادر پہنتی ہیں۔ نیایا دھوبی کا دھلا ہوا کپڑا  
کہتی ہیں ہنٹیں۔ اسکو پیہ کہتی ہیں کہ پیہ عورت بسو سے ہیں یعنی  
ماتم اور محرم میں ہیں۔

اب فرماتے کہ جن خاندانوں میں سال ۷ سال پیہ ماتم اور محرم  
رہے جس قوم کی عورتیں اپنا گہر چھوڑ کر ہر روز باہر پرتی رہیں اگر  
قوم کا کیا حال ہوگا اور ان عورت کو بال بچوں کی پرورش کی  
کیا کیفیت ہوتی ہوگی۔ مرد نکو اور ام اور چین کیا ملتا ہوگا۔ اسکا  
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر بال بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور مرد اپنی  
عورتیں سے متنفر ہو کر عیاشی اختیار کرتے ہیں اور جو بچا رہے  
مشتی اور پرہیزگار ہوتے ہیں وہ ہمیشہ ان کینج عورتوں کی جان  
کو رو یا کرتے ہیں نہ وقت پر کہاں ملتا ہے نہ طبیعت کو چین۔ بیمار  
ہیں بیمار کا علاج اچھی طرح نہیں ہوتا مصیبت اور تنگ دستی میں دلچسپی  
اور تشفی مطلق نہیں ہوتی جیسے مسرتی میں کہا ہے (اشاکو کہ نمبر ۶)  
वीयं शोचमानायां सर्वं शोचने वृत्तं। न सा-



विरोचमानाया सर्वमेदनरोचते ॥ ॥ ॥

اور تھ۔ عورتوں نے خوش رہنے سے تمام خاندان میں خوشی رہتی ہے۔  
عورتوں کو ناخوش رہنے سے تمام خاندان میں رنج و غم رہتا ہے۔ منوہر لاہورین  
اشلوک نمبر ۶۱۔  
यदि हि स्त्री न रोचेत पुमांसं न प्र

सोदयेत् अथ सोदात्यनः पुंसः प्रजननं प्रवर्त्तने

اور تھ۔ جب عورت رنج و غم میں رہتی ہے تو اس کا خاندان بھی رنج و غم میں رہتا ہے۔ اس حالت میں اولاد نہیں ہوتی۔ اور جو ہوتی ہے تو ضائع ہو جاتی ہے۔

اور سرگروی اور پریشانی تیرا اگر اس قوم کو گھر میں مدت ہو جاوے جاوے  
اس قوم کا بچہ مچھوڑے۔

اس رسم بد کو نقص و قباحت اور زیر بیان جو کچھ ہم نے مختصر طور پر بیان کیا ہے وہ بہت تھوڑی ہے۔ ہم اور زیادہ لکھ سکتے ہیں مگر اس مضمون کو طول دینا منظور نہیں ہے اور نہ موقع ہے۔ غافلانہ کو صرف ایک اشارہ کافی ہوتا ہے۔ ہماری اصل غرض اس بیان سے یہ ہے کہ کیسے صرح اس رسم بد کی اصلاح کی جاوے اور اس کو موقوف کر نیکی تدبیر عمل



مین لای جاوے۔ تدابیر سوختنی کا ذکر کر بیٹے بیشتر ہم چند سوال کرتے ہیں  
 کہ آیا مرد و نکو اس رسم بد کی اصلاح اور ترک کر نہیں دخل و نیا چاہی ہو یا  
 نہیں اور اگر دخل و نیا چاہی تو دخل و نیو سے کامیاب ہونے کی یا نہیں اور یہ  
 کوئی ایسی تدبیر ہے کہ بغیر دخل و نیو مرد و نکو عورتیں خود بخود سہکی اصلاح  
 کرتی جائیں اور مرد و نکو وقت و تکلیف نہ ہو؟ ہماری رائے میں مرد و نکو  
 دخل و نیا چاہو اور مرد دخل و نیو سے کامیاب ہو سکتے ہیں کیونکہ عورتیں مرد و نکو  
 تابع ہیں۔ مرد اپنی محنت اور مزدوری سے دوسری پیدا کرے عورت تو نکو کھلا کر  
 ہیں۔ عورتیں پیدا کر کے مرد و نکو زیادہ عقلمند بنتی ہیں۔ اس رسم بد کی  
 اصلاح اور ترک کی بھی تدبیر ہو سکتی ہے کہ جن شہزادوں میں کہتری و سنا  
 بہن رہتی ہیں انہیں جو دو چار منہ دار لوگ مین اور جبکا کہتا ہے وہ  
 عورت مانتر میں اکثر نیچا پھینک کر مین اور جب موقع پائیں مین چاہے  
 مین ایک دوسرے بد کو کم کرتے جائیں۔ جب طرح رفتہ رفتہ یہ  
 زمین بڑھی ہیں اسی طرح رفتہ رفتہ یہ زمین کم ہونگی اور اگر  
 یہ موقع دیکھا جاوے کہ دفعتاً ترک کر دیو سے ہم کامیاب ہو سکتے  
 ہیں تو اسکا بھی کوئی مضابطہ نہیں میری رائے ہے کہ ترک



یا اصلاح کر لے پانچا سٹین کر لے سو نفع ہو گا کہ نقصان نہیں ہو گا یعنی پانچا  
 کسی ہو گی ترقی نہیں ہو گی۔ سکر اس بات کو ہی غافل نہیں کہ اگر  
 ناگری حرفوں کا لکھنا نا پڑے نا شروع کر دین۔ اور اگر ممکن ہو تو عورتوں کو  
 ناگری لکھنا اور پڑھنا سکھائیں۔ جب وقت یہ پڑیچا نیکی اور ان سہ  
 کی حقیقت سوادق ہو گی خود بخود بد سمن کو رفتہ رفتہ ترک کرتی جائیگی  
 تعلیم نہایت عمدہ چیز ہے یہ حیوان سے انسان بناتی ہے پہلو ان سہ  
 نام و نشان ہی نہ تھا صرف جہالت کو سبب ان بد سمن کی ترقی پانی  
 ہے۔ تعلیم یافتہ ہونے سے خود بخود وہ بد سمن جاتی برنگی مرد کو چھوڑ  
 اور دقت ہو گی۔ پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ان بد سمن کو جاری  
 رہی میں سراسر مردوں کا تصور ہے انہوں کو ان بد سمن کو کیوں جاری نہ ہو  
 انہوں کو ان بد سمن کو کیوں ترقی پانی دیا۔ اور اب انکو روکنی کیوں  
 تہذیب نہیں کرتے جیسو سنو سرتی میں لکھتا ہوں (اشکوک نمبر ۱۹)

अहिंसेव भूतानां कार्यं श्रेयो नृणां ॥  
 वाञ्छेव मधुरास्त्वना प्रयोज्या धर्मसिद्धता

اوتھ۔ جس کام سے کسی حیو کو تکلیف ہو اس کام کی کسی کو اجازت نہیں دینی

ست  
 ۱



# آجکل کے مسائل و سوال کی کڑوتالی

مقدمہ کی آیل کا

نتیجہ

یعنی صاحبِ شن نج لاہور کا

فیصلہ

مورخہ یکم - اکتوبر ۱۹۰۱ء

رویں پریس لاہور میں چھپا



# پادشاہت

فیض

باجلا

اُس در

سہر کا

باراضی

ر

پہلے جو ترجمہ اس فصل کا اس مطبع میں چھپا

ہوا تھا وہ کسی غلط تھا اس لئے اب صحیح ترجمہ

چونکہ اس نے تیار کر کے اس مطبع میں بھیجا ہے

نذر ناظرین اخبار کیا جاتا ہے \*



فیصلہ صاحب شن نج قسمت لاہور۔

باجلاس کرنیل۔ سی۔ ایچ۔ ٹی۔ ہارشل صاحب۔

واقع یکم اکتوبر ۱۸۹۰ء

بمقدامیل

اے درگاہ پر شاد و جیون لال ساگا رام و جوالا سہاے ایلاٹان

بنام

ر سپانڈنٹ

سرکار

بناراضی حکم مسٹر ڈبلیو۔ ای۔ ہیبرس صاحب مجسٹریٹ رجول ضلع لاہور

مورخہ ۳۔ جولائی ۱۸۹۰ء

جرم زیر دفعہ ۹۲۔ تعزیرات ہند



## فیصلہ صاحب سشن جج

ان چھ ملزمان پر زیر دفعات ۲۹۳ و ۲۹۲ تعزیرات ہند

جرم لگایا گیا۔ اور ثابت ہوا۔ کہ انہوں نے رسالہ موسومہ آج کل

کے سادھوؤں کی کرتوت تیار کر کے چھپوایا اور فروخت

کیا۔ صاحب مجسٹریٹ نے اس رسالہ کو زیر دفعہ ۲۹۲ فحش

قرار دیکر ملزماں پر حسب ذیل جرمانہ کیا :

ملزم نمبر ۱ پر نمٹ پر ..... لے ۵۰

ملزم نمبر ۲ پر نمٹ پر ..... لے ۵۰

ملزم نمبر ۳ مالک چھاپہ خانہ پر ..... مار

ملزم نمبر ۴ پر جس نے رسالہ چھپوایا ..... مار



ملزم نمبر ۵ چھپس پاس ہندی کتاب لائے فرو برد ہوئی رسالہ جلیہ  
 ملزم نمبر ۵ پر جس نے ہندی رسالہ چھپوایا ..... مار "

ملزمان سوے ایک کے و سب اپیل کرتے ہیں۔ ان کے فاضل وکیل نے  
 اس امر کی کچھ تردید نہیں کی۔ کہ اس رسالہ میں بعض فقرے جن  
 کی بابت استغاثہ کیا گیا فحش ہیں اور نہ اس میں کسی کو کلام  
 پہنکتا ہے۔ وکیل کی حجت یہ ہے کہ رسالہ بذاتہ فحش نہیں ہے۔  
 وجوہات وکیل کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) قانون میں کسی کتاب  
 کو فحش قرار دینے کے لئے کوئی مستقل قاعدہ مقرر نہیں کیا گیا۔ (۲)  
 بحث صرف درجہ کی ہے۔ اور ہر ایک مقدمہ بلحاظ جملہ حالات  
 متعلقہ کتاب چھاپہ شدہ کے فیصلہ ہونا چاہئے۔ (۳) رسالہ زیر بحث



ایک خاص قسم کی کتاب ہے جو خاص لوگوں کے لئے ایک  
 خاص غرض سے بنائی گئی ہے۔ اور اس سے عوام الناس  
 کوئی بد اثر پیدا نہیں ہوتا (۴) اس کتاب کے چھاپنے کی غرض  
 نیک ہے۔ یعنی یہ کہ مہید ہر کے بھاش کی یہودی ظاہر کر کے  
 ہندو دھرم کی رکھشا کی جائے۔ (۵) فحش تحریر کی مقدار بہت  
 قلیل ہے۔ (۶) اختلاف رائے اور سہو تجویز کا لحاظ ہونا  
 چاہئے۔ نیز وکیل کی محبت ہے کہ اگر کتاب فحش تسلیم بھی کی  
 جائے تو ملزمان کو زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند مجرم قرار دینے  
 کے لئے ثبوت کافی نہیں ہے۔ مقدمہ سرکار بنام مکن صاحب  
 جس کا جا بجا حوالہ دیا گیا ہے اور جس پر مقدمہ ہذا کے فیصلہ کا



رکھا گیا ہے۔ ایک مشہور مقدمہ کنفیشنل انٹراسکڈ منفصلہ لارڈ  
 چیف جسٹس کا ک برن صاحب اور دیگر بھان بلیک برن  
 صاحب اور ملر صاحب اور ش صاحب واقع ۱۸۷۸ء  
 اور فیصلہ ہائے کوئیز پنچ کی کتاب لارڈ پورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۷۰ میں  
 چھپا ہے۔ یہ مقدمہ اور مقدمہ حال ہشکل ہیں۔ یعنی دونوں کے  
 چھاپنے کی غرض مذہبی تھی اور ان کے مصنفوں اپنے اپنے ثبوت  
 میں فحش استجابات بدیں غرض درج کئے کہ فریق مخالف کے  
 مسائل کی قلعی کھل جائے۔ مقدمہ ۱۸۷۸ء میں مصنف کا  
 منشاء کنفیشنل اور فرقہ رومن کیتھولک کے پادریوں اور ان کے  
 فرقہ کے مسائل سے لوگوں کو متنبہ کرنا تھا۔ اور رسالہ تینا زہ



حال کے چھاپنے سے غرض یہ ہے۔ کہ پرانے خیالات کے لوگ  
 جو مہید ہر کویدوں کا مستند اور مقدس مفسر مانتے ہیں اُن پر ثابت  
 کیا جائے کہ مہید ہر ماننے کے لائق نہیں ہے۔ جو لوگ مصنف  
 کے ہم خیال ہیں اُن کے نزدیک مہید ہر نے وید کے بعض منتروں  
 کے معنی ایسے بیان کئے ہیں کہ پاک باطن لوگ اُس کو حقارت  
 اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پس مصنف اور اُس کے ہم  
 خیال لوگ ایسے معنوں کو شائع کرنے سے بہ امید رکھتے ہیں  
 کہ اہل ہنود مہید ہر کو معتبر ماننا چھوڑ دیں۔ رسالہ زیر بحث  
 کو کتاب کنفشنل کے درجہ کا معیوب نہ سمجھنے کی دو وجوہات  
 ہیں۔ اول یہ کہ کتاب آخر الذکر لوگوں میں عام طور پر تقسیم کر نیکی



غرض سے چھاپی گئی تھی۔ اور گئی کہ چوں کہ سروں پر بکثرت  
 فروخت کی گئی تھی تھے کہ جو شخص دو سو روپے میں صرف ایک  
 شخص نے دو یا تین ہزار جلدیں اس کی فروخت کیں حالانکہ  
 اس سال متنازعہ حال صرف سات سو اور دو اور چوہ سو ہندی میں  
 چھپا تھا اور اس رسالہ کے چھاپنے کا منشاء یہ پایا جاتا ہے کہ بحث  
 مباحثہ کرنے والے لوگ اس کو پڑھیں۔ اور اس رسالہ کو صرف  
 وہی آدمی سمجھ سکتا ہے جو سنسکرت اور ہندی میں کچھ دخل  
 رکھتا ہو۔ اور عام لوگوں کے لئے یہ کتاب طبع نہیں ہوئی \*  
 اور یہ کہ کفنشل کا فحش مضمون بقدر نصف کتاب کے قرار  
 دیا گیا تھا۔ حالانکہ رسالہ ساو موؤں کی کمر تو ت میں صرف چھ فقرے



کے بعض ٹکڑے فحش ہیں۔ پس سوال درجہ کا ہے۔ اور اس کا ہے  
 کے فیصل کرنے میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ واضعان قوانین اگرچہ  
 نے دفعہ ۲۹۲ تغزیرات ہند میں صاف لکھ دیا ہے کہ کوئی ایسا  
 شبیہ جو کسی مندر کے اندر یا باہر یا کسی ایسی گاڑی پر منقش ہے فقہ  
 جو بتوں کے لیجانے کے لئے استعمال ہوتی ہو دفعہ مذکور کی بیان  
 اندر نہیں آتی۔ اور اسی طرح مذہبی تصاویر اور کندہ کی ہوئیں۔  
 یا تراشی ہوئیں چیزیں اس دفعہ کی تاثیر سے محفوظ رکھی گئی ہیں۔  
 ہیں۔ گویا ہندوستان کے ان مقدمات کی نسبت نرمی و کرم کا مظاہرہ  
 گئی ہے جو عقائد مذہبی سے تعلق رکھتے ہوں۔ رسالہ سادہ و سادہ  
 کی کثوت جس میں فحش فقرے درج ہیں ایک مذہبی کتاب بھی



اس امر ہے جس کی غرض ہندو دھرم کی رکشا کرنا ظاہر کی گئی ہے۔  
 ان قوانین اگرچہ پرانے خیال کے ہندوؤں کو اصل کتاب میں فحش فقرات  
 کہہ کر کوئی ہونے سے انکار ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب  
 کے فقیروں کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے مگر مصنف کے فریق کا  
 مذکور بیان ہے کہ جو معنی ان فقرات کے لکھے گئے ہیں وہی صحیح  
 مانتے ہیں۔ ہماری اس رسالہ کی نسبت یہ رائے ہے کہ وہ عوام الناس  
 کو کبھی لکھے گئے نہیں چھاپا گیا بلکہ ناظرین کی ایک محدود تعداد کے لئے  
 ہی دیکھا گیا ہے۔ مناظرہ کا شوق رکھتے ہیں چھاپا گیا ہے۔ غرض اس کے  
 پھیلنے سے یہ تھی کہ ہندوؤں میں جو ایک کتاب عموماً معتبر  
 سمجھی جاتی ہے اُس کی قلعی کھولی جائے۔ یعنی کتاب مذکور



میں مصنف رسالہ کے وقت یہی فکر نہ کیا تھا کہ یہ مضمون غلط ہو گا یا نہیں  
 پر ظاہر کیا جائے۔ وکیل ایڈیشن کی طرف سے یہ عذر پیش کیا گیا  
 گیا ہے کہ اس رسالہ میں فحش فقروں کا نقل کرنا اس کے خلاف  
 ضروری تھا کہ لوگ ہمدردی کے بغیر فحش کا فحش ہو نا ضروری  
 اس وقت مان سکتے تھے کہ جب وہ اپنی آنکھ سے اس کے  
 فحش فقروں کو دیکھ لیتے۔ شاید یہ سچ ہے مگر اس کے لئے کئی  
 کی بجائے صرف ایک فقرہ درج کرنا کافی تھا۔ اور ہمارے  
 میں جس قدر کہ مصنف کی غرض پورا کرنے کے لئے جائز تھا اور یا  
 اس سے زیادہ فحش اور گندہ مضمون درج کیا گیا۔ پس غرض  
 کہنا پڑا کہ مصنف نے حد قانون سے تجاوز کیا۔ اس میں



نہیں کہ مصنف نے جس قدر مضمون چھاپا ایک ہفتی سے چھاپا  
 رہا۔ پھر خلیفہ کی کھائی یعنی اپنا منشاء ایسے طور پر پورا کیا جس سے  
 اس خلاف ورزی قانون کے ہو گئی۔ صاحب مجسٹریٹ اس سال کے  
 ماضی باقی کل حصہ کی تعریف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مصنف  
 نے بہت پرستی کی خرابیوں کو فصاحت کے ساتھ بیان کیا۔  
 اور لوگوں سے بہت نرمی کے ساتھ اس بات کی التجا کی کہ وہ  
 بہت پرستی سے باز آئیں۔ اور وہ بدوں کا خود مطالعہ کریں۔  
 اور پاک زندگی بسر کرنے کے لئے اُن سے ہی ہدایت حاصل  
 کریں۔ اور بچوں کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ بدوں کو پڑھ کر خود  
 مطلب اُن کا سمجھ سکیں۔ نیز مصنف نے تمام ہندوؤں سے



عاجزی کے ساتھ یہ درخواست کی کہ اپنے مذہب کو اُن تفصیلاً  
 اور عیسوں سے پاک کریں جو بد چلن باویوں اور معلموں کی  
 سے اُس میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور اس بات پر بہت سی  
 زور دیا کہ روحانی رہنما اور ہادی ایسے ہونے چاہئیں جو  
 عالم و فاضل اور ہر طرح سے پاک و صاف ہوں۔ یہ تحریر کی  
 صاحب مجسٹریٹ کی صحیح ہے جس کے اخیر میں صاحب  
 مجسٹریٹ نے یہ نتیجہ نکالا کہ مصنف رسالہ کی غرض نیک  
 تھی مگر اُس نے طرف داری کی وجہ سے (صاحب مجسٹریٹ کو بے لگاری  
 لفظ طرف داری کے جوش مذہبی لکھنا چاہئے تھا) مہید ہر مشہر  
 کی اُن تاویلات کو جن کو مصنف فحش سمجھتا تھا لوگوں پر مفید



انظار ہر کر دیا۔ در حقیقت مصنف نے اُس سے کسی قدر تجاوز  
 کیا جو مصلحان قوم شروع دنیا سے کرتے آئے ہیں اور صرف  
 یہی کہا جاسکتا ہے کہ اُس نے پُرانے خیالات کے ہندو  
 میں گوارہ سماج کے اصول قبول کرانے کی وہن میں شائستگی  
 یہ تحریر کی حد سے بڑھ کر قدم رکھا۔ اور اسی میں قانون نوٹا گیا۔ اور  
 صاحب یہ قانون کا توڑنا صرف اس بات میں ہے کہ مصنف نے ضرورت  
 سے زیادہ فحش فقرے درج کر دیئے۔ یہ فقرے لوگوں کے اخلاق  
 بے کجا بگاڑنے والے ہیں۔ پس موجودہ صورت میں اس رسالہ کے  
 شہید ہر مشہر ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ مگر کل حالات  
 میں یہ تقدیر جو صاحب مجسٹریٹ نے اپنے حکم میں مفصل درج کی ہے



لحاظ کر کے پھر کافی سمجھنے میں اپنی ٹانوں نمبر ۲۰ و ۲۱ پر خوش ناس کہ کو رو  
 ہندی میں چھپوایا برنامہ کچھ بڑا نہ کیا جا اور نہ بھی اس غرض سے کہ نہ مذکور  
 موجود دوبارہ چھپنا داخل جرم منظور ہو۔ ہم قرار دیتے ہیں کہ یہ سالہ کیفیت  
 تفریبا ہند کی دفعہ ۲۹ میں آتا ہے مگر یہ خیال کہ اس کا تھوڑا سا حصہ  
 ہندوؤں کی مذہبی بچاؤ و عوام الناس کے لئے وہ طبع نہیں ملے گی اور اس کے چھاپا  
 غرض بھی نیک تھی سزا بڑا نام ہوئی چھاپہ یہ ضابطہ ثابت کہ طرزان نمبر ۲۰  
 رسالہ مذکور کو چھپوایا اندر احکم کو کہ اپنی اپنی ٹانوں منظور ہو و طرزان نمبر  
 ۱ کی نسبت حکم عدالت ماتحت منسوخ ہو کہ جرمانہ اُن کا واپس دیا جاو و طرزان  
 ۱۶ کی نسبت حکم ترمیم ہو کہ ایک ایک یہ جرمانہ اُن پر قائم رہے و یہ ترمیم  
 واپس دیا جائے ۴ تمام شد



ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

पुस्तक सं०.....

विद्वान् कونیٹ پڑھو پڑھاؤ اور اس کے مطابق کرم کرو (مہرشی سنگھ)

पुस्तक सं०.....

# ویک نامہ

حصہ

نیرمان پنڈت دوارکادت جی شرمادیشیک گروکل سہیہ گند

بدایون نے بنا کر پیشکش کیا

مطبوعہ گروکل پریس سوچ کٹ بدایون



اوم

## ویدک مارمٹ

اور نہ ہی  
کے اوپر  
جائے کو  
صاف ہ

جذبات  
حقیقت  
یکساں  
ہوئی کہ  
کے شہ

کے کو  
لگا رہا  
سقد رو

سے سو  
کے  
ان س  
شہ دا

فاطمہ - جو غلامی اور عالمگیر سدا منت وید مقدس پکارتے ہیں وہ اور کسی  
اندیشہ نہیں کیونکہ سوسے وید مقدس کے اور کوئی کتاب الہامی یا اشیر و کیت نہیں  
اب ہم وید کے ایک ایک منتر کی بوجہ لکھا کرتے ہوئے سدا منت دکھلائے ہیں جو  
نوجوئی ظاہر ہو جاوے گا کہ ویدک سدا منت بہت بڑا ہی ایسا جھنڈا ہے جو گیان سے بہرہ ور  
ایو یا آدمی دشمنوں سے دور رہے۔

समेव तथते ब्रमं यद्विष्णुमि । तद्वैकेयं तन्मे शब्ध

इत्माह मनुजान सत्यमुयैमी ॥

سے برہمن کے مالک گیان سروپ پریشیرمن آپکی سہا یاسے برت کر اپنا ستا ہوں  
تو جس کے لائق بنائیں کیونکہ آپ کی مدد کے بغیر کوئی انسان اپنی برت کو پورا نہیں کر سکتا  
اور جب تک انسان برت کو پورا نہ کرے اسے ست دہرم سے کچھ بھی حاصل نہیں







برائے انسان جسے عقل ارادہ کو پورا کر سکیں جو ست دہرم کی تحقیقات کے واسطے شروع کیا جائے  
 منس کو ہر کام کے شروع میں برت پتی پرانا سے مدد مانگنی چاہئے جب تک پرانا  
 پرانا گتھی چاہیے جب تک پرانا کی مدد نہ ہوگی منس کسی ایسے برت کو جس کا تعلق لطیف طاقت  
 کو ہی پورا نہیں کر سکتا انسان کی آنکھیں دیکھتی ہیں لیکن سوچ کی مدد سے انسان  
 سمجھتا ہے لیکن دکاش کی مدد سے منس کی زبان کس لہجے کی لیکن بانی کی مدد سے  
 کمالی مردی گرمی معلوم کرتی ہے لیکن ہوا کی مدد سے انسان کی کوئی چیز ایسی نہیں  
 مدد بیرونی کام کر سکتے جبکہ یہ حالت ہو کہ انسان ہر ایک کام میں دوسروں کا محتاج  
 تو پھر اس طرح پر ایسے بد دست برت کو پورا کر سکتا ہو جس کا تعلق غماض نامی روح سے  
 انسان کی کوئی اندری بغیر مدد کامیاب نہیں ہوتی اس طرح انسان کی روح کا  
 حد کی ضرورت ہے لیکن وہ مدد کسی دنیوی چیز یا انسان سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس  
 مرتبہ میں برت پتی پر ملتا ہے ہی ہو سکتی ہے جو کہ وہ عالم کل جو اور جو کے سارے  
 کی کی وجہ سے ہی اوپر سے سترہ میں اور علم کی کمی کو پورا کرنا کسی دوسری طاقت  
 نامکمل ہے جیسا کہ پرانا تا جس کی مدد نہ کریں شیک جو کے سارے کام ہی اوپر سے  
 اور جو کسی کام میں شیک سے کامیاب نہیں ہو سکتا دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں  
 روکے کر جلی میں دنیا کی جوٹی جوٹی چیزیں اس کی مدد سے کامیاب ہوتی ہیں



برہماتما سے برت پورا کرنے کے لئے دعا مانگنا چاہیے۔ دیکھو مंत्र و سر۔

ईशा वास्यमिदं सर्वं यतः किञ्च जगत्यां जगत् ।

वेदा यत्तेन भुजोष्मा मा गृह्णा कस्यति ह्यनम ॥ (ارتھ)

برہماتما آپ کے منور ہوا پیش کی جی بھگتی کے طریق کو نہ جانکر ہماری کیا حالت ہو گئی تھانہ ہنہ ہنہ  
برہماتما سے پریم کر کے اپنے آپکو اندر یوں کا غلام بنالیا تھانہ اندر یوں کی غلامی میں اسکا کھانا دیا  
کہ بنالیا یوں ہی دیا چار اور شکتی سب کی سب جاتی رہی۔ تھانہ ہنہ ہنہ دہرم کے مروجہ کو ہا لگا کر تھانہ  
کیا۔ تھانہ جہان ہم سار سنسار میں وید کے دہرم کا پرچار کا ہونہ۔ کہتے تھے کہ گھر گھر میں وید کے  
دہرم کے پہیلانے کا دعویٰ کرتے تھے ہر ایک کے منہ میں اتما کو اور تھانہ کا وچار کہتے تھے آج اپنے  
ملک میں پرچار کرنے میں نالائق ثابت ہو گئے۔ گھر گھر کی جگہ سے ملنا کہتے تھے یہ ہنہ ہنہ  
ایک پرچار کہتے کے قابل نہ ہوئے گری ہوئی اتما و نکاہا ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ  
آپ کی اکیلاؤں کا پان نہ کر کے کوئی کسی کا سیلاب ہوا ہی جو ہم ہوتے تھانہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ  
ہنہ ہنہ آپ بن دیاں اور تبت یا ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ ہنہ  
ہنہ  
جہان آپ برہماتما میں موجود نہ ہوں آپ کی بناتے ہوئے ہم کسی کے قی لینے کی نہ مستحق نہ  
کرتے۔ دیکھو مंत्र تیسرا۔



कुर्वन्ते ह कर्माणि जिजिषेस्तथा समाख्यं त्वयि

नान्यथे तोस्ति न कर्म लिप्यते नरे

اس وید منتر میں یہ بات مآجیو کہ اس بات کا اوپر پیش کرتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کسی نیک کام کرنے سے خالی نہ رہے کیونکہ جو کا خاصہ ہی کرم کرنا اور گیان والا ہونا لیکن یہاں کسی قسم کے کرم کی ضرورت ہی اسکا پتہ اس سے پہلے منتر سے ملجاتا ہے کیونکہ اس سے پہلے منتر میں بتلایا گیا کہ پریشور جگہ موجود ہو کر پریشور کے احکام کو چوڑے ہیں وہ بہت دکھو کہ جو کسی بین اس واسطے ہے جو تو کسی حق لینے کی خواہش کرے کیونکہ جو آدمی کام سے خالی رہتا ہے وہ فیضی فکر حق لینے کی خواہش کرتا ہے اس واسطے بتلایا کہ تنو اس تک جو انسان کی پوری زندگی کو کام کرنا ہوا زندہ رہنے کی خواہش کر یہاں کام کے معنی بلا غرض کام کرنے کے ہیں کیونکہ جو آدمی غرض سے کام کرتا ہے وہ تو اس کے ہونے کے واسطے مجبور ہوتا ہے مگر جو بلا غرض کرتا ہے وہ کبھی بندہ نہیں بن سکتا کیونکہ ہر ایک کام کا ادبیت پر ہے جو کام جس نیت سے کیا جائے اس سے وہی ملے گا جسطرح سنار کے درختوں کے واسطے بیج ہی اس کے عمدہ ہونے سے عمدہ پھل اور خراب ہونے سے خراب لگتا ہے جسطرح روحانی پھل کے واسطے نیت سے بلکہ نیت نیک سے تو نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو پھل ضرور نشانتی ہوگا۔ اور بد نیت میں ہمیشہ ناشانہ پھل لگے گا۔ دہم کے کاموں میں بلا کسی غرض کے لگے رہے انسان کی زندگی کو پیش کرنا ہے



لکھا ہوتا ہے تری جی نے لکھا ہے کہ۔

एते सन्तु ह्यपि पारार्थं व्यवसायार्थं परित्यज्ये ।  
 सामान्यास्तु प्रार्थं मुख्यामभ्युषा स्वार्थो विरोधे नये  
 तेमी मानुषं राक्षसा परहितं स्वार्थं परित्यज्ये ।

ऐसे घनि निरर्थक परहितं तेकोन जानीये ॥  
 بل لاعرض دوروں اور کار میں لگے رہتے ہیں وہ سب پریش کہلاتے ہیں یعنی اسانی  
 کی کو قبول کرتے ہیں کیونکہ اگر عرض سے کام کیا جاوے گا تو بند میں کاسب ہوگا لیکن بلا عرض  
 اور دیکھا ہوا کرنا بند میں کاسب تو چھو نہیں سکتا اس واسطے اس سے کہتی ہے ہوگی اگرچہ کریم کسی کا  
 سب نہیں لیکن ترے کے اصول کے گیارہ گیارہ کے منوں میں اس کی شد ہی کہے درپور سے دو گارہ  
 واسطے جو کریم بلا عرض کیا جاوے کہتی کا سادہ کہلاتا ہے اور جب تک بلا عرض شہ پر کم نہ کر جاوے  
 تک نہ تو حق ہی شد ہو تا ہی اور نہ ہی ترے کہوں سے بچ سکتا ہے اور جب تک من منشد  
 تک گیارہ گیارہ ناما ممکن ہے اگر شہ ترے چھپنے یا گور کے اوپر پیش کیان ہو جاوے تو وہی  
 کی شد ہی کے بغیر اس کا قیام نہیں اس واسطے شہوں کے طریق سے پایا جاوے کہ گیارہ گیارہ  
 بکار ہی کے واسطے ہی مفید ہے اور جو گیارہ کا اور مکار نہیں رکھتے یعنی نہیں نے بلا عرض پرکار  
 کے کی عادت نہیں پیدا کی وہ گیارہ سے بجا سے ظاہر ہے نقصان اوہاتے ہیں جسکا منہ



کلبگی نہیں دیکھتی اور آبرو سماج کے وہ ممبر جو صرف دوسری چیزوں کو ماننے والے ہیں ان کو  
 کرنے والے نہیں اور کچھ چال دیو ہمارے ملجا تا ہیو مثلاً گروہ او پیش کرتا ہیو کہ جیو آتا برکاتی کر  
 سنگ سے سنگ کچھ مٹوں میں ہیستہ ہی اور پر کرتی کے گیا نہیں کرتا اس واسطے من اور ہتکار  
 پر کرت ہیں بھی کرم کرتے اور دکھ سکھ ہو گئے ہیں جیو اپنی غلطی سے خوف مان لیتا اور نہ  
 نہ کرتا ہیو اور نہ ہو گتا ہی اب نیک عمل کرنے والے کو تو اس گیان ہتکار سے چھٹکارا لے  
 اور وہ اسی مان کو جو کر نیک عمل کرنے لگے گا اور نہ ہی عمل کرے والا اسکے خلاف خیال کرے  
 وہ ہسکا کہ جب جیو کرتا ہو گتا ہی نہیں کیونکہ کرم کرنا اندری من اور ہتکار کا دھرم ہے  
 دکھ بھی مجھ کو نہیں ہوگا بہرین کیون نہ بیٹ بہر کر دشو ہوگ کر یوں بس پرتو کیا تیار  
 میان ہی بنجاویگا۔ اس واسطے گیان بلا غرض دوسروں کے پہلے کام کر نیکی عادت ہوئی  
 اب و جا کر نایہ ہو کر وید جو ست و دیو انکا پستک اسکا مضمون (دشنے) کیا ہی ہست  
 کہ یہ یعنی ضروری دشنے گیتہ کو مانتے ہیں لیکن یہ خیال انکا پچھ ہے کیونکہ مشنک او پشند  
 صاف جیو کو بتلایا ہے کہ وید کے اندر دو طرح کی وید یا موجود ہیں ایک پرا۔ دوسر  
 پرا۔ کہ ہو مشنک او پشند۔

नमोस्तुते वाच देवि धेनु मेनि यद्ब्रह्मविदो  
 पदनिपरा चैव परा चैव



(اوتہ) وید کے مانجروائے بتلاتے ہیں کہ ایشور کو جاننے کے واسطے درود یاہین  
ایک پرا۔ دوسری ابراہیمی یکس پر اکرت اور جیو ایشور کا گیان دوسری برہم دیا  
اون میں سے آپر اودیا ان میں ہے۔ رگ۔ یجو۔ سام اتر وید۔ سکا۔ کلپہ  
ویارن۔ زوکٹ۔ چند۔ جوتش اور پرا۔ دریا وہ جس سے اوس پیدہ ہوا گیان ہوتا ہو  
اس اوتہ کے واکسہ سوا سبات کا پتہ ملتا ہے کہ ابراہیم دیا پر کرتی جو آتما اور پر پاتنا کا گیان  
اور اوس کام لینے کی دیا۔ ویدن میں ہر علاوہ اسکے شیدان بتلایا ہی یک ستوتی۔

### महास्यनि

ستوتی یعنی پدارتھ کے گون کا ہیک ہیک بیان کر دینا ہی سیواسطے رگوید میں پدارتھ کے  
گن کر م سوبھاؤ کا بیان کیا گیا ہے جیسا کہ رگوید کے پہلے مثر میں ہے گنی کی تعریف کی گئی۔

### अग्नि मंडे पु.

اس مثر کے پانچ پہرین اگنیم۔ اگنی کے ایڑ ہے۔ تعریف کرتے ہیں پر ہتم پر ہست  
دوسری کی ہست کہ نوالے کو کہتے ہیں اگنی پر ہست ہو۔ جیہ دیوم۔ اگنی میں کی دیوتا  
یکہ داتو سے تین اترہ کا گیان ہوتا ہے۔ یکہ دیو پوجا سنگتی کرن اور وان اگن دوتا ہے  
تو ہم اگنی تو یعنی کوسم کا دینے والا ہے یعنی سورج کی گردش ہی ہی کوسم جانے جاتے ہیں  
پراہم اگنی ہوتا ہے سطح سے یکہ میں ہوا جو ساگر کی ڈالنے اور سنا کر کوسم



پہونچانے کے کارن ہیں اسی پر کارا گئی ہے۔ رتن دیا تم اگن و رختون کے پیدا کرنے  
 والے ہیں اس لیے ستر سے ۵ و دیا و کذا ذکر کیا ہے۔  
 सप्तमि पञ्चमिः  
 رجب کے سہی محسن کرنے کے ہیں جن وید میں کوشم پدارتھ کو استھول کرنے اور دیوتاؤں کی  
 پوجا یعنی اگنی ہو تر گیتہ دان وغیرہ کر نیکاد کر سو وہ مجر وید ہے۔  
 सामा गायन्ति  
 سام وید کیوں کے پھل کل بیان اور گان کا علم ہوتا ہے۔  
 सप्तवारहानिः  
 اتھرو وید سے اون خرابیوں کو اس کام میں عاید ہوتے ہیں کشا کچا تھی اور ویدوں کے  
 دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں میں حرف گیتہ و شے ہی نہیں بلکہ ہر ایک قرما کا  
 مول موجود ہے۔ مجر وید کا چالیسواں اور سیاہے برہم وید کے متعلق مانا ہی جاتا ہے۔  
 اسی لئے اس کا نام ایش اپنشد ہے۔ پرش سوکت میں برات اور ستر شٹی کی ذمہ داری  
 کی و دیا موجود ہے۔  
 इन्द्राणि  
 وغیرہ ستروں میں برہمن  
 کی دوا موجود ہے۔  
 सप्तचक्षुषनादि  
 یعنی یکساں  
 چلو کیساں گیان پیدا کرو کیساں برتاؤ پیدا کرو حسب طرح دیوتا لوگ گیتہ میں  
 برابر حصہ لیتے ہیں ایسا ہی تم بنو مار کرو۔ اس ستر میں سو سائے میں اتفاق پیدا  
 کرنے کا علم پایا جاتا ہے۔  
 आसाराणि स्य  
 اس ستر میں درون کا وہاگ یعنی تھیم پایا جاتا ہے۔ اس طرح قریب قریب سب



نشر دیاؤں سے بہرے ہوئے ہیں۔ صرف کرم کا نڈھالی رکتہ کو ہی ایک ہی رشتے کا نام ہے۔  
 صحیح نہیں کیونکہ شیش کشا ستر میں ہمارا کنا دجی نے صاف لکھا ہے۔

जन्तो मयदयानि त्रैः सिद्धिः सम्पत्तये

جس آپو دے یعنی نت گیان اور نشر پس یعنی دیکھو کی انیت نورتی یعنی کئی حال  
 اور اسے دہرم کہتے ہیں۔ اگر اس سوتر کا بھی نت پرش سمانش کیا جاوے تو یہ طور پر  
 لایا ہوتا ہے کہ جو تو گیان کے ذریعے مکتی کا سبب ہو وہ ہی دہرم ہے۔

سوال کسی پدارتھ کی جسکی سستی انی جاوے او مکا انیت ابھا و نہیں ہو سکتا  
 کیونکہ انیت ابھاؤ کے لوی تینوں کاموں میں نہرنا یعنی ماضی و حال و مستقبل تین  
 باتوں میں معدوم ہو جو نہ دیکھو ہی ایک پدارتھ ہو او سکا انیت نورتی نہیں ہو سکتی  
 ب انیت نورتی کی طرح ہو ہی نہیں سکتی تب کئی کی طرح ہو سکتی گی۔

واب ایہیں شک نہیں کسی پدارتھ کا انیت ابھا و نہیں ہوتا کیونکہ ابھاؤ  
 طرح کا ہوتا ہے۔ پرگ جاوے پر وہنا جاوے۔ سنسکا گیا ابھاؤ انہو نیا جاوے انیت ابھاؤ  
 در جاوے ہو سکتے ہیں۔ سوتر کار نے انیت ابھا و نہیں کیا بلکہ انیت نورتی لکھا ہے  
 ت ابھاؤ اور انیت نورتی میں بہت فرق ہے۔ نورتی اس پدارتھ کی ہوتی  
 جسکی سستی موجود ہو جسکی سستی موجود نہ ہو اسکی نورتی ہی کیا ہوگی جو نہ دیکھو کی سستی



موجود ہو اور سکی تورتی ہو نا درست ہے۔ اتھیت تورتی سے سوتر کار کا مطلب  
کارن سہ مت نشٹ ہو جاتا ہے۔

(سوال) ابھودی یعنی ت گیان اور دکھ کا آپس میں ورو دو یعنی مخالفت  
نہیں جب آپس میں ورو نہ نہیں تب ناس کسطح ہو سکے گا کیونکہ ورو دی گیان  
ناش کرتا ہے۔

(جواب) ات گیان اور دکھ آپس میں ورو دی ہیں مہتیا گیان  
دکھ کا کارن ہے اور سکا ناش تو گیان سے ہوگا اور جب مہتیا گیان ورو دی  
تے کہ کہاں جیسا کہ ہر شئی کو تم منی نے پیات و دشمن میں لکھا ہے ویکو جوتا  
ادھیات ۱ سوتر ۲

अवजन्म प्रवृत्तिदोष

अथा ज्ञानाना उत्तरोभरा यामे तदन्तरा

अन्तरा यायाद वदन्ता:

دکھ جنم پرورتی ووش اور مہتیا گیان کے سلسلہ وار نشٹ کرنے سے ملتی ہوتی  
مہتیا گیان کے ناش کرنے سے راگ و دلشیں دور ہوتے ہیں راگ و دلشیں  
دور کرنے سے پرورتی یعنی کسی کام میں لگنا دور ہو جاوے اس کے بعد  
تہو اور جب جنم نہ ہو تب تک کہ آپ ہی دور ہو جاتے ہیں اس سلسلہ سے



ناش ہو سکتا ہے اور اسی کا نام آئینت نور ہے اسی ہی لئے مہر شمس  
 و آئیند نے وید کو پرم دہرم بتلایا تھا۔ مہاتمہ کناوجی کے خیال میں متو  
 گیان وید کاوشے ہے۔ یکہ نہیں۔ اس سوال پر یہ بتانا ہے کہ تو گیان  
 کسا ہوگا۔

(جواب) پر کرتی پرش اور جیو آتما کا۔ کیونکہ جیو اپنے سرورپ کو  
 جانکے ہی اپنے اسٹ پر آتما اور اسٹ پر کرتی کو جانتا ہے جیو کا مکھیہ  
 دہرم البشور کو ماننا ہے۔ جیسا کہ وید میں لکھا ہے۔

वेदाहमेतं पुरुषं महानां मादित्यं वरा मादि

(ا ا ر تہمہ)

ہم اس سارے جگت میں ویا پاک پر ماننا کو جانیں جو پر ماننا سورج کی طرح  
 برکاشنی ویت گیان سرورپ ہی جو او دیا وغیرہ سے مبرا ہی اسی ایک  
 پر ماننا کو جان لینے سے مکتی ہوتی ہے دوسرا مارگ نہیں۔ پس مکتی کا سبب  
 البشور کا تو گیان ہے۔ وہ ہی مکہ دہرم ہے کیونکہ اسی سے مکتی ہوتی  
 ہے چونکہ البشور کا جانا بہ سبب آتہ کرن میں مل و کشیپ آدرن دوش ہونے  
 کی شکل ہے اس واسطے وید کے چار گیان کی منزل اور چار آشرم بتلائے



پہلے گیان کاٹھ - رگت دید ہم پھر آشرم سے دل و دھڑ دھڑ رہتے ہیں  
 کشمپ دور کرنے کو کرم کاٹھ - رجزوید گہستہ آشرم سے کشمپ دور  
 ہو جاتا ہے - آدرن دور کرنے کو آپاسنا کاٹھ - سام وید بالیقہ  
 آشرم سے آدرن جی درمیانی پردہ دور ہوتا ہے اور ساکشات کرنے کو  
 وگیان کاٹھ - اہروید سنیاس آشرم میں یہ ہم کے روشن باقاعدہ  
 ہو سکتے ہیں -

اس سلسلہ سے ہی نشیہ نکلتی حاصل کر سکتا ہے اور طریقہ سے نہیں -  
 کیونکہ مکہ دھرم یا کہیہ کرم تیاگنے کے لائق نہیں ہوتا بلکہ اس کو تیاگانا  
 پاپ ہے - جو مکہ دھرم تیاگانا ہے وہ نشٹ ہو جاتا ہے - مثلاً  
 اگنی کو لے لیجئے گا - اگنی کا کہیہ دھرم پر کاش اور گرمی ہے جبکہ  
 اگنی کے اندر اس کا مکہ دھرم موجود ہے اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے  
 ہیں خوف کرتے ہیں - برخلاف اس کے جب وہ اپنا دھرم تیاگ دیتی ہے  
 تو وہ بجائے اگنی کے راکھ کہلاتی ہے اور حیوانی جیسے ناپسندیدہ مخلوق ہے  
 پیر رکھ کر جلتی ہے - لگتہ وید کا مکہ دھرم یا دھرم نہیں کیونکہ وہ سنیاس  
 آشرم میں تیاگ دیا جاتا ہے کہیہ دھرم تیاگ نہیں جاتا - چونکہ لگتہ



تیا کا جاتا ہے۔ اسوج سے نگہبہ و شے نہیں۔ بلکہ تو لگان ہے اوس ہی  
سے لاپہہ چیز کو ہو سکتا ہے جیسا کہ سترتی کارون نے کہا ہے۔

• ہر ایک چیز کا ایک ہی رنگ ہے •

یعنی علم یقینی سے ہی کتنی حاصل ہوتی ہے اور کوئی طریقہ نہیں۔ اس لئے ہر  
مستفید انسان کو دید ہی پڑھنا اور پڑھنا چاہیے۔ جو پریم پریم اور ست  
ودیاؤں کا جھنڈا رہے اور اس سے کلیاں ہو سکتا ہے۔

آدم ششم



مفت تعلیم کا دینے والا اور فیس خرچ نہ لینے والا  
 چوبھوٹی گروکل سورہ کتبہ بدالون۔

جو عرصہ سال کی باری ہو بلا فیس خرچ لئے مفت و دیدہ انگ کی سکستار و بار  
 جبکہ کل انتظام گروکل کیجئے آدمین ہے جو ریسرڈ بائی ہی ریسرڈ منتان کیا تم انی ہو  
 حالت کو سدا زنا نہیں جاتے کیا نہیں ریسرڈ منتان کہلاتے ہو سدا زنا  
 خزانہ کا وارث بنا سکی وجہ سے وہ جگت گرو کہلاتے تھے منظور نہیں کیا۔ اب اس  
 کی کل منتان کو غلام بنانا ہی پسند کرتے ہیں۔ کیا آپ مفت تعلیم دیکر سارے منتان  
 پیدا کرنا نہیں چاہتے کیا ہر شی و بھو ان کم کر پش کر کہ  
 یعنی سارے لوگ وید و دیاکا درن پڑھ کر منونے بھلا یا۔ خیال کر گروکل بدالون  
 امدوین جو ریسرڈ طرین پر وید وید انگ کی تعلیم دے رہا ہے انجو آری نام کو سبیل کر  
 کیونکہ وید ونگا پر مہا پڑانا آری بونگا پر دم دم چر سے نکرتے ہوئے آپ طع دم دم  
 دعوی کر سکتے ہیں۔ موت مر مر سوار چر زندگی کا کوئی ہر و سہ نہیں۔ ویدیا دان میں  
 کوشش کرو آپ کو بار و فرس ختم کا حق اور بنا ختم اور سدا زنا ویش کو پورا کر کے اپنی  
 کر گہنی ہونیکے ویش سے بچائیکے جھے آشا ہے۔ اوم شمس۔

گروکل کا ادنی سیر کر پڑھو گروکل شمس کا او شمس کا گروکل سورہ کتبہ بدالون



मानव शक्तिः

॥ १ ॥

आगत ५०

॥३॥

卷之四

五

دو بند و دو بند

است

Five

لالہ جیون داس اوپ پر دھارا آریہ سماج لاسو

۱۹ شمس المین

حبیبی

لا اله الا الله محمد بن عبد الله

طبع از قلم نویسنده



## دو مہند و پوہ عورتوں کی بات چیت

راوٹا۔ آؤ بہن۔ آؤ۔ آج بہت دنوں چھی آئین۔ کہیں ہلکو بیول تو نہیں گئیں  
جسو وٹا نہیں بہن۔ پر تمہارے نایاب کی ڈور سے میں تمہارے پاس زیادہ نہیں آئی ایک  
جاتی کیونکہ تمہاری ماں تلو میری سنگت سے منع کرتی ہے۔

بہن کیا تم ہی میرا ساتھ اس دنگہ اور مصیبت میں چھوڑے دیتی ہو۔

ج۔ نہیں بہن نہیں۔ اتمہار ہمارا ایک ہی بہاگ ہیں۔ ہم تم ایک ہی جل کی جھل چھوڑ دیں  
میں مگر تمہارے مانناپ کی پرانے پجار اور ریت رسوان سے جھوڑ لگتا ہے کی دوا

بہن! تمہارے آنے سے ہمارا رخ کچھ تو گھٹ جاتا ہے۔ نہیں تو ہمارا سارا د اور میں  
روئے لگتا ہے۔ چاروں طرف سے دنگہ اور مصیبت کا سامنا رہتا ہے ہمارا ہی بہتر

پتا بہن رخ میں تسلی تو نہیں دیتے اٹا ہمارا رخ اور دنگہ کو بڑھاتے ہیں۔ ج۔

کسی عورت کے پاس جانے اور نہ کسی سے بات چیت کرنے دیتے ہیں اور دگر گئی۔

دوسری عورت کو ہمارے پاس آنے دیتی ہیں۔ تمہارے سوا اس دھرتی خوشی نیا

ہمارا کون ہے جو دگر گھڑی بیٹھ کر ہمارے در و دنگہ کی کہانی سنے۔ بڑا شوک دیکھا جو



کہ ہمارے مانتا یہ بھی نہیں چاہتے کہ تم دو گھڑی ہمارے پاس آ کر بیٹو۔ اگر یہی  
 سہارا تمہارے آنے جانے کا یہی جذبہ ہو تو پہرہ دگھ کا پہاڑ کیسے کٹے گا اور ہمارے  
 عمر کی بیڑی کیسے پار لگے گی اسلئے میری پیاری بہن! مجھے کوئی راہ اس رنڈا پہلے  
 کا کاٹنے اور اس دگھ مصیبت کے سمندر سے پار اترنے کی بتاؤ۔

ج۔ بہن! تم کیون اتنا اس رنڈا پہلے کے ورد اور دھچ پر سوچ بچار کرتی ہو۔  
 نہیں آئی ایک نہ ایک دن سب کو مرنا ہے۔

ا۔ بہن اس زندگی میں بھروسہ دگھ درد کے اور کونسا سکھ ہے۔ موت ہی ہمارا  
 تہاڑی بیماری کا علاج ہے۔ جیسے بید حکیم بہت دنوں کے بیمار سے نواس ہو کر علاج  
 کی جھل پھوڑ دیتا ہے اور پھر کا علاج موت سے ہی ہوتا ہے ویسے اس ہمارے رنڈا کی بیماری  
 لگتا ہے کہ وہ ابھی موت کے سوا اور کیا ہے۔ بہن! بہت اچھا ہو کہین موت آجائے  
 اسرار اور میں اس درد دگھ کی بیماری سے چھوٹ جاؤں۔ اس ہمیزے جینے سے تو مرنا  
 ہے ہمارا ہی بہتر ہے

ج۔ بہن تم جانتی ہو کہ دنیا سنے کی نیامتن ہے۔ زندگی بدنی کی چھاؤں ہے۔ ادھر آئی  
 ہیں اور دھر گئی۔ آگے چھو سب ہی اس دھرتی کو چھوڑ جائیں گے۔ کوئی اس میں ہمیشہ نہ رہے گا رنج  
 و دھرتی زیادہ ٹلکتے نہیں آنکھ پٹ سو کہیں گئی گویا کچھ دیکھا نہ تھا خواب تھا جو کچھ کہ  
 ڈیڑا شو دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ بہن اس رنڈو دھونے سے کیا فائدہ۔ صبر کرو۔



اور اپنی عمر کو جیٹون تیٹون کر کے کاٹ دو۔

ر۔ ٹان بہن ٹان سچ کہتی ہو۔ مگر یہی رتہ اچھے کا دکھہ جو دن دو نوارات چوگنا پڑا ہے۔ اس دھرتی میں ہمارا ہی حصہ ہے۔ اس دکھہ کا کوئی علاج سوا موت کے نہیں دیکھو پہلے زمانہ میں رائڈرین اسی رتہ کے دکھہ کی نصیبت نہ سہا کر اور ہر راج کی ذلت اور مذمت نہ اٹھا کر اپنی جان دینا اچھا سمجھتی تھیں۔ اور جلتی ہو۔ اگر آگ میں کود پڑتی تھیں اور اپنے پیغم کی لاش کو ساتھ سٹی ہو جایا کرتی تھیں تو کون جلتا انکو نہ دیکھ لیں اس کے بہتر تھا کہ وہ رات دن اپنے ماتا پتا اور بیگانہ کی زبان پر نہ مہنے اور طعنے سنتیں اور ان رنجون اور دکھوں کو سہہیں جو ہمارے منہ راج بہن ریتوں میں مہین اٹھانے پڑتے ہیں۔

ج۔ بہن۔ آسانہ چھوڑو۔ رام کو یاد کرو۔ اس نے ہر دکھہ کی دوا پیدا کی ہے۔ ر۔ ٹان بہن ٹان سچ کہتی ہو رام سب دردوں کی دوا پیدا کی ہے ہمارے درد کی کوئی دوا نہیں ہے۔ ج۔ آہ ایسا نہ بجا رو۔ یہ باتیں مکہ سے نہ نکالو۔ آج کل ہماری مہارانی فقیر سندھ و کشور میں ہے جس کے انصاف کا سوچ تمام ان اندھیروں کو دور کر لیگا۔

ر۔ بہن! یہ مہارانی فقیر سندھ کون ہیں اور ہمارے درد کا علاج کر سکتی ہیں؟

ج۔ انوس ہمارے ان پڑھ بہنو کو یہاں تک بھی معلوم نہیں کہ ہمارا نام



کون ہے۔ سنو میں بتاتی ہوں۔ ہماری مہارانی کو مٹین و کٹور یا لندن شہر میں رہتی ہیں۔  
 اور انگلستان اور آئر لینڈ کی حاکم ہیں۔ اور ہندوستان کی قیصر اپنے شہنشاہ ہیں۔  
 بہن! نام سو تو وہ بھی استری معلوم ہوتی ہیں اور چارے ہی سی ہیں۔ ۴  
 بہن! وہ بھی استری ہیں۔

اور جلتی ہیں۔ اگر وہ استری ہیں تو ہمیں کچھ کچھ آسا ہوتی ہے۔ پر بہن جب وہ استری ہیں تو پیر  
 کیا کرتی ہیں؟ کچھ ہمارے دکہے کے دور کر لیا پچا رہیں کہ نہیں اور کیوں ہمارے علاج نہیں کرتیں  
 کافی میکانی نیتی شاستر نہیں پڑھ۔

وہ بہن! ہمارے دکہے اور رنج کو ہماری ہی قوم کی پریمی اور بی پرداہی فی بچہ ڈال  
 ہے۔ اس میں ہماری مہارانی قیصر ہند کا کیا قصور ہے؟

کی ہے۔ وہ بہن کیوں نہیں۔ کیا ہم ہی مردوں کی طرح انکی رعیت نہیں ہیں۔  
 کی کوئی دانتہ وجہ ہیں تو پیر کا ہے کہ انہوں نے ہمیں اس طرح بے بس درد دکہے میں چھوڑ  
 سند و کٹور یا ہے جسکے درد وہ نہیں کہتی تیرے نظر نہیں آتی۔ ہمارے لوگ۔ درد دکہے  
 پورے ذمہ دار نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ بھی تو ملکی قانون کے تابع ہیں اور اگر  
 درد کا علاج مہارانی کوئی ایسا قانون جاری کرے جس سے ہماری مصیبت دور  
 تو کیا ہمارے مرد اس قانون کی تعمیل نہ کریں گے۔

بہن! بہن! ہمیں چارے روایے قانون کی تعمیل سے بہت پیچھے ہیں۔



مہ۔ واہ بہن! ذرا اچھی طرح بتاؤ کہ کیا کوئی ایسا قانون جاری ہوا ہے جو ہمارے  
 نے نہیں مانا اور کب؟

ج۔ بہن۔ رائڈون کے بیاہ کرنے کے باب میں ایک قانون جاری ہو چکا ہے۔ لیکن  
 ویڈو میرج ایکٹ ہے جس کے بموجب کوئی رائڈ یا بیوہ عورت اپنا بیاہ کر لے تو اس کے ذمے  
 بن کچھ فرق نہیں آتا۔

م۔ بہن! کیا اس قانون کے موافق آج تک کسی رائڈ کا بیاہ ہوا ہے۔

ج۔ دکن میں دو ایک بیوہ عورتوں نے اس قانون کے انوسار بیاہ کر لیا ہے۔

لیکن اس بات سے ان بچا ریون پر بڑی لعنت ملامت کی بوجھاڑ پڑی اور ان کے خوف  
 سے لنگا لدی گئیں جب سے کہ کسی عورت کا بیٹا نہ پڑا کہ وہ اس رسم کے خاتمہ اور اپنی  
 کرتی۔

م۔ بہن! جب یہ حال ہے تو اس قانون سے کوئی فائدہ نہ ہو گا اور جس کا وہ

سرکار کوئی ایسا قانون جاری نہ کرے جس سے ہمارے مرد و کموہاری خواتین  
 کے پورا کرنے میں مداخلت کا موقع نہ ملے تب تک یہ ہمارے جاہل اور بے وقوفی

پڑھ مرد و بے کہی اس قانون کی تعمیل ہونے نہ دینگے۔

ج۔ بہن یہ سچ ہے! پر ہماری مہارانی قیصر مہد اپنی منہدی رعایا کو ہمارے  
 ریتوں میں دست اندازی کرنا نہیں چاہتی ہے۔



جب یہ بات ہی تو پہر کا ہے کو مہارانی ہمیں سستی ہوئے اور آپنی جانین  
 مبارگی دینے اور اس درد دکھ سے چھوٹنے سے روکتی ہیں کیا یہ مذہبی رسم  
 ہو چکا ہے۔ اور کیا بچہ کشی کی رسم جو بیان پہلے بہت پھیلی ہوئی تھی سرکار  
 تو اس کے قتلے نہیں روکی۔ مہنے سنا ہے کہ یہ دونوں بڑی ریتیں ہماری سرکار نے روک  
 دی ہیں۔ پس یہ دونوں بڑی ریتیں روک دی گئیں جنسے لاکھوں بڑے  
 بچے پیدا ہوتے تھے تو اب رائڈ ونچی بیاہ کرنے کی ریت کو روکنے کے لئے کون فلم  
 ریاہ کیا ہے۔ یہ بھی اس طرح روک دی جاسکتی ہے۔ رائڈ عورتیں ان تکلیفوں اور اذیتوں  
 پری اور گے خوف سے جو۔ اونکے خاوند ونچی موت کے بعد انہیں اٹھانی پڑتی بہتیں زندہ  
 م کے خلیفہ اور اپنی جان دینا اچھا سمجھتی بہتیں۔ اور اسی وجہ سے وہ سستی ہو جاتی بہتیں۔  
 رسم سستی کے قانون نے عورتوں کو آگ میں جلنے سے روک دیا پر اس اندر کی آگ کا  
 اور جنت کا آگ کا کیا جسمیں وہ ساری عمر جلتی رہتی ہیں۔ کیوں بہن تمہارا زمین کیا بچا  
 ہماری بہن جو کہ تم کہتی ہو سب سچ ہے۔ مجھ ہی یہ ہمیدہ نہیں کہتے کہ کیوں  
 جاہل اور قیصر ہند اس منحوس ریت کو حکما نہیں مٹا دیتیں جیسے کہ اسنے سستی اور  
 کشی کی رسم کو دور کیا ہے۔ مجھ عقل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قیصر  
 رعایا کو ہمارے درد دکھ کی کچھ خبر نہیں ہے ورنہ وہ ضرور ہمارے  
 قانون کو دور کرتی۔



ر۔ جیسے کہ ہمارے دلش کے جانور و مٹے دکھ درد کی خبر اس کے کان تک پہنچی ہے اور اس کی بابت ایک قانون جاری ہو گیا ہے کہ جانور و مٹے پر کوئی نہیں۔  
 یا میر صی کی حرکت نہ کرے پاؤں سے اس طرح ہمارے دکھ درد کی خبر تک پہنچتی ہے۔  
 بی جوان جانور و مٹے تکلیف سے کہیں زیادہ ہے ضرور اس کو پہنچی ہو آج کل  
 ج۔ بہن! ہماری دکھوں کی خبر اسے کیونکر پہنچی ہو گی۔ کون ہمارا درد  
 دسوز خیر خواہ ہے جسے اسے خبر کی ہو گی۔ ہماری بیانی بند تو ہماری کہہ کر  
 کا تو کچھ سوچ ہی نہیں کرتے اور کچھ ترس نہیں کہاتے وہ بڑے خود غرض ہیں کہ میں  
 عورت کے مردانے پر تو اپنا دوسرا بیاہ کر لیتے ہیں اور ہمارے رٹ پلے کا کچھ دیکھ رہی ہو  
 نہیں کرتے بلکہ ہلکو چپو ننھی سے حقیر جانتے ہیں کہ اپنی عورتوں کو اپنے بہن  
 کے موافق رکھتی ہیں وہ کب اس بات کو دیکھ سکیں گے کہ کوئی انکی خاندان کی ہواؤں گے۔  
 کی کہانی قیصر سندھی کہے بہن اب تک تو ہمارے دلش میں کسی ایسی استری سچ۔ بہن  
 جنم نہیں لیا جو لٹن جا کر ہمارے دکھ درد کی کہانی قیصر سندھی سے  
 کو سنا تی۔

ر۔ اچھا بہن اچھا۔ مگر کیا تمہاری سمجھ میں آتا ہے کہ ہماری قیصر سندھی کا بیان یا  
 تدبیر ہمارے دکھ کے دور کرنے کے لئے کریگی۔ کیا تم اس بات کو اچھا سمجھتی ہو  
 کہ سہ کاری حکم سے ہندوستان کی تمام رائٹون کا بیاہ کر کے گا۔



کان تک اسی دی جائے اور پھر انکو اختیار ہو گا کہ چاہیں اپنا بیاہ کر لیں چاہیں  
 پر کوئی کر لیں۔ یہ دستور اگلے زمانہ میں ہندوؤں کے ملن تھا اور یہی  
 کی نسبت انگریزوں، مسلمانوں اور تمام دنیا کی قوموں میں ہے  
 یعنی ہر جمل کے بگڑے ہوئے ہندوؤں کے ملن یہ ریت نہیں ہی  
 ہمارے اس ریت کو بڑا جانتے ہیں۔ دنیا ہر کی قوموں میں یہ ریت  
 تو ہمارے کہ رانڈ چاہے بیاہ کرے چاہے نہ کرے کوئی اسکو رکھ  
 میں ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ یہی ریت ہندوستان میں ہی  
 کا کچھ باری ہو جائے۔

رانڈ کو کہتے ہیں! رانڈوں کے بیاہ کی ریت جاری ہونے سے کیا فائدہ  
 کی بڑاؤ لگے۔

تریج۔ بہن! رانڈوں کے بیاہ سے بہت فائدہ ہوئے گا۔ پہلا فائدہ  
 یہ ہے کہ لوگ رانڈ نہ کو اختیار کی لگا رہے ہوں گے اور  
 بوجہ قسمت اور بخت ذلیل و خوار اور پانی نہ سچیں گے۔ دوسرے  
 بھر میں کہ پاپ کم ہونگے۔ جسکے نام لینے سے بہن شرم آتی ہے اور  
 سنے سے تمام دنیا بھر کا پستی ہے۔ تیسرے رانڈ میں وہ مرد  
 بھر دوسرے بھر تکلیف نہ اٹھائیں گے اور وہ باجیوں لونڈیوں



کی طرح ساری عمر قید میں نہ کاٹینگے۔ چوتھے وہ ساری عمر  
 حقارت سے نہ دیکھی جائیگی۔ اور لوگ انکو ایسی بڑی طرح  
 کہیں گے۔ جیسے کہ اب رکھتی ہیں۔ بہت بڑا فائیل رانڈون کو ذلت  
 بیاہ کی ریت جاری ہونے سے پہلے ہو گا۔ کہ ان کے ماتا بھائی  
 بہائی سپند ان کے ساتھ اس بدسلوکی سے پیش نہ آئیں گے  
 جیسا کہ اب آتے ہیں۔ بلکہ برحالات اس کے ان کی خاطر اہل  
 تواضع دوسری عورتوں کی طرح ہو گی اور کوئی ان کو نظر و  
 حقارت سے نہ دیکھے گا۔ انکو ہی امید رہیگی کہ جب چاہیں ہم اپنا  
 بیاہ کر سکتے ہیں۔

رہن! یہ سب سچ ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ سوا قیصر صحت نگاہ کر چکا  
 اور کسی محال ہے کہ جو سپندون میں سے اس عری ریت کو اٹھائیں تو کو  
 اور جو مشکلیں پیش آئیں۔ ان کا علاج کرے اور کب ممکن ہو سکی  
 کہ ہمارے درد دل کی آہ گو وہ کیسی ہی فلک سوز اور جانگاہ اور غلامی  
 ہے۔ ہماری قیصر مند کے کان تک پہنچے۔ کہاں ہم اور کہاں ہمارے آج۔ آ  
 قیصر مند۔ ہم میں اور اس میں ہزاروں کوس کی دوری ہے۔ اس دور میں ہم  
 سے بچو کوئی آشنا نہیں۔ جیسے دوسرے دیکھو ہے اور جب آسما کی کہانی



نہیں رہی تو چلنے کی کیا خوشی ہے۔ بہن! تم جانتی ہو کہ دنیا  
 کا یہ قیام قائم ہے۔ بس اب ہمارے بہاگوں میں سوا غلامی اور حقارت  
 کی دولت کے اور کیا ہے۔ غلامی ہی ایسی بھونڈی ہزاروں درجے اس عام  
 کے ماتا غلامی سے بڑھ کر ہے جسکو مہذب سرکار نے منع کیا ہے اور ہماری  
 نہ آئے غلامی کے ساتھ تو اور لاکھوں بیخ و دکھ ہیں جسکو ہمارا ہی جی  
 حاضر اہل قلوب جانتا ہے۔ اسلئے میری پیاری بہن! ان خیالوں کو چھوڑ  
 کو نظر جو کچھ رام کی مرضی ہے۔ اسلئے راضی خوشی رہو۔ کیونکہ  
 ہم اپنی نیا میں کوئی ایسا آدمی ہمیں دکھائی نہیں دیتا ہے جو ہمارے درد  
 و دکھ کو قیصر ہند سے جا کر بیان کرے یا ہمارے مصیبت کی حالات  
 صحت کتبہ کر چاہے۔ بہن مثل ہے۔ جسکی نہ کہلی ہو بیائی۔ وہ کیا جانی پڑی  
 لو اہل سخن کو گون پر ہماری سی نہیں بتی کہیں کیا مطلب ہے جو ہمارے  
 ممکن نہیں سی کہیں۔ اسلئے بہن ہمارے بہاگ ہی میں دائمی عذاب  
 درجہ اول اور غلامی اور ذلت خواری لکھی ہے۔ جسے اٹھانا ضرور ہے  
 ہمارے۔ آہ بہن کیوں آسا چھوڑتی ہو ایسی باتوں کو نہ بچا رو  
 اسوج رام ہی میں سے کوئی ایسی عورت پیدا کر دیگا جو ہماری درد و  
 آسا کی کہانی ہماری قیصر ہند سے لندن جا کر کیسی۔



ر۔ ٹان بہن دن شکر ہے کہ سندھ دستخان میں اس حال میں ہیں  
 میں ہی ایک آدھ عقلمند اور ہمدرد استبدادی کا ہونا سچ۔ لار  
 جاتا ہے اور اتنا بڑا ملک ایسی عورتوں سے خالی نہیں رہتا ہے۔  
 مینے ہی اخباروں میں ایسی عورتوں کا ذکر سنا ہے۔  
 ج۔ سچ کہتی ہو بہن۔ مینے ہی چند ایسی ہی بیوا عورتوں کا  
 کی فزیوین لارڈ پرین کے نام اخباروں میں پڑی ہیں۔  
 لارڈ پرین کون۔

ج۔ افسوس تم اتنا ہی نہیں جانتی کہ مارکوس لارڈ پرین نے اتنا  
 سندھ کے گورنر جنرل ہیں اور ہمارے حاکم اعظم ہیں۔

ر۔ بہن! ابھی تو متنے کہا تھا کہ ہماری حاکم قیصر سندھ میں آگے اس  
 تم ہی کہتی ہو کہ لارڈ ڈپرین ہمارے حاکم ہیں۔ ان دونوں باتوں سے  
 سے ہم کو اپنا حاکم سمجھیں۔

ج۔ نہیں بہن۔ ہماری قیصر سندھ تو ہماری پادشاہ ہمار  
 اور مہاراج لارڈ پرین قیصر سندھ کی طرف سے ہمارے دوست  
 کے حاکم اور ان کے جانشین ہیں۔  
 ر۔ کیا بہن! لارڈ پرین جو قیصر سندھ کے قائم مقام سندھ دستخان



س حال میں چار سی حالت کی اصلاح کر سکتے ہیں؟۔

۱۔ دن بہن دن! کیون نہیں۔ ۲۔ مین لارڈ بننے کے  
 کی نہیں یہ ہے جو اس وقت قیصر ہند کے قائم مقام ہندوستان میں  
 ہے۔ ۳۔ ہمارا بی بیصر ہند نے سستی اور دختر کشی کی خواہش  
 اور عورتوں اور اور بھی یا توں کو بند کیا تھا۔ اب اس طرح ہمارے  
 ۴۔ جو وہ گورنر جنرل رائڈون کے پیارہ نہ کرنے کی بڑی ریت  
 منع کر سکتے ہیں۔ ہمارے لارڈ پٹرے رحمہم دل سے خیر خواہ

۵۔ رڈپن کے انسان اور ہند کے دلی دوست ہیں اور کوئی تعجب نہیں  
 ہمارے لارڈ ہمارے درود گہہ کا کوئی علاج نکالیں اور  
 ۶۔ بین ادا ہو اس تکلیف سے چھوڑا میں۔ مگر بڑے امنوس کی تو یہ  
 ۷۔ دولات ہے کہ ہمارے ملک کی کمبخت رائڈپن بالکل ان پڑھ  
 ۸۔ اور دوسرے ملک کے حالات سے محض ناواقف ہیں۔

۹۔ یاد شاہ ہمارے یہ دعا ہے کہ ہمارے لارڈ پن منہی خوشی  
 ہمارے صلح و سلامت انگلستان پہنچ جائیں اور وہ ان پہنچ کوئی  
 کوئی علاج ہماری درود گہہ کی دور کر نیک نکالیں۔

۱۰۔ دوست ادا ہو جو دہا کی حیب یہ بات چیت بند ہوئی تو ایک آریہ



مذاق میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور تو اور تعلیم میں داخل ہے۔ جس سے  
 سمجھ پیدا ہوا اور ذرا ہون مان کر نے اور بات سمجھنے لگا کہ اس کی  
 نے اس کو پہلانے کے لئے سچ سے جھوٹے جھوٹے وعدے کرتے  
 کیے۔ کہہ ہی کہار و نہیں تجھے چیری منگا دیتے ہیں۔ کہہ ہی کہا ایسے  
 باپ آیا اس طرح اس کی پرورش کے ساتھ جھوٹا کو بھی پرورش کیا جا  
 اور جب سچے ہو رش سنبھالنا ہے تو وہ بھی ایسی ہی باتیں کرنے  
 ہے۔ اسکے بعد اگر زبان کی جاٹ لگ گئی یا کسی نشہ کی لت نے  
 دیا یا تو ضروری حاجت روائی کے واسطے جھوٹ بولنا پڑا  
 کرنا فریب دینا لازم ہوا۔ اور جو عیاشی کی طرف ڈرل گیا تو اب  
 ہی میں کہ بیان بے چال بے فریب مطلب ہی نہیں نکلتا۔ اس چ  
 سے ہم لوگ ایسے تباہ ہوئے ہیں کہ حاکم کو ہمارا اعتبار ہی نہیں  
 اور ملکوں میں تو ضرورت کو وقت زبان ہلانے پر روپیہ مل سکتا  
 بیان مستک اور بہاری سود پر ہی نہیں ملتا۔ کوئی کارخانہ  
 بے اعتباری کے باعث سو ہم نہیں جاسکتے کوئی کل ہم نہیں  
 سکتے۔ یہ دو لٹن دی اور فراغ بالی ہو تو کیونکر ہو۔ نہ ہمارے



اتنا روپیہ ہوگا اور نہ ہم کچھ کام کر سکیں گے۔ اسکے علاوہ اس جھوٹ  
سے ایک اور بھی بڑی خرابی ہے کہ کوئی ہوگا اپنا ساتھی اور وفادار  
نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہم حاکم سے کہیں کہ ہم اپنی سرکار پر جان بٹار  
کر نیا لے میں تو وہ بھی ہوگا سچا نہ جانے گا۔ کیونکہ ہمارے قول و فعل  
میں کسی طرح کا استحکام اور استقلال نہیں پایا جاتا۔ اور تو اور  
اچھین بھی ایک دوسرے کو اپنا سا جانکر اعتبار نہیں کیا جاتا۔  
اس بات سے ہمیں اس قدر نقصان پہنچتا ہے کہ اگر ہم ان کو مشرچ  
لکھیں تو پورا ایک رسالہ لکھا جائے۔

## (۴) ورزش بدنی کو عیب جاننا

ہم لوگوں کے کم بہت ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم ورزش  
کو برا جانتے اور محنت بدنی سے بھاگتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے  
اعضا کمزور اور سست ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم لوگ ورزش کرینگے  
تو اس لیے کہ ذرا دن گل میں اتر کر کسی بلاخوڑ یا سقہ بٹیا سے  
لوگرا دیں۔ اسکے سوا ورزش سے ہمیں کچھ اور غرض نہیں ہو



جہان وند پہلے اور رکھد ہوں کو مڑ مڑ کر دیکھنے لگے ایک لنگوڑا مار  
 لیا اور سچا سا کرتہ بین لیا سر کے بال چھوٹے چھوٹے کر لیسے خوشی  
 دابھری رکھ لی ایک ماتہ میں سوٹا اور بغل میں کوٹھ لیکہ بازار  
 والوں کو دھمکانے جا کہڑے ہوئے۔ اب رستم میں تو یہ میں اور  
 اسفند یار میں تو یہ میں۔ ہم جس حدش کی ہدایت کرتے ہیں وہ ہر  
 سے متعلق نہیں ہے۔ مان آدمی و وڑنے میں شق بڑا ہے پہنے  
 چلنے میں کو شش کرے کو سون چلے اور پھر نہ تھکے۔ وند پہلے  
 ہلائے گہانہ کہو نے سے یہ نہ ہٹے۔ آ رہ کٹی سے یہ نہ کرے  
 بوجہ اٹھانے میں یہ شرم نہ کرے۔ غرض جتنے کام چشتی سدا کرتے  
 اور ماتہ پانوں میں طاقت لائیو امین وہ سب کرتا ہے۔ گیند  
 بھی کھیلے کیدھی بھی کرے۔ پٹا پہنکے۔ لکڑی ہلائے۔ سپاہ گری  
 فنون میں شق بڑا ہے تو کبھی بہت مارا اور سست طبع نہ ہو۔

۵ وشدکاری یا تجارت سے نفرت کرنا

اس نفرت سے بھی کئی نقصان میں ایک آواز ہے! تہوں افلاس کو



مول لینا۔ دوسرے آدروں کا محتاج بننا۔ تیسرے ملک ملک کی سیر  
مردم رہنا۔ اور نیز کامل ہونا۔ جو لوگ اپنی ماتہ کے ہنر پر ہر دوسا  
رکشی میں وہ کسی محتاج نہیں ہوتے۔ اور جو لوگ تجارت پیشہ ہیں وہ  
کبھی کسی کے آگے ماتہ نہیں پہناتے بلکہ اور لوگ اُنسے مانگتے آتے ہیں

## (۶) اپنی اولاد کو بچپن سے ڈر لوک بنانا

ہمارے ہندوستانیوں میں ایک یہ بات ہی نہایت عجیب ہے کہ وہ  
اپنے بچوں کو چھپن ہو ڈراؤر اگر ڈر لوک بنا دیتے ہیں اور انکی طبیعتوں  
کو ذرا اولادوری اور ہادوری کی طرف آئے نہیں دیتے جسکی سبب سے  
عالم جوانی میں ہی ان میں کسی طرح کی جرأت اور دلیری نہیں پائی  
جاتی۔ جہاں بچہ ذرا بوسلے سمجھنے لگا اور مان لے بی شاوی اور  
وال چپائی یا ہوتے اور ککسری کا ڈراؤن کہے جس میں ہٹانا شروع کیا  
جس اس نام سے کہا جاتا ہے اور ان آوازین بدل بدل کر ڈراوی  
ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ رات کو پیشاب تک کیوں سٹو ہی کیلا  
نہیں اٹھ سکتا اور پٹنگ ہی پر پڑا پڑا موت دیتا ہے مکان میں کیلا



ٹھہرنا یا بازار میں ٹٹلنا تو کیا ممکن ہو۔ اس کے علاوہ ہر موقع محبت بھی بچوں  
 دلوں کو بوجھ داتا اور کمزور بنا دیتی ہے۔ جہاں بچہ گیا اور ماں بسلم لٹک کر  
 دوڑی۔ اب لڑکے کو جو ش نہیں ہی لگی اور رونے کا ارادہ نہیں  
 تھا تو ماں کو بیتاب دیکھ کر خواہ مخواہ بچہ رو لگا اور دل میں سمجھا کہ بچہ  
 صدمہ ہوا ہو گا جو ماں ہر قدر بیتاب ہو کر دوڑی آئی ہے۔ بچے  
 دیکھا ہے کہ بچوں کی باک سے ذرا خون نکلا اور اُس جگہ دیکھ کر رونے لگا  
 کہ ہے ہے یہ کیا ہونے لگا۔

(۷) بچوں کو تو انا ہو دینا اور گودیوں میں چڑھا کر چڑھانا

جوابات ابتداً عمر میں حاصل ہوتی ہے وہ اخیر میں ذرا وقت سے مستحضر  
 کرتی ہے۔ اگر ہم لوگ بچپن سے اپنے بال بچوں کو تو انا بنانا چاہیں تو بننا  
 نہیں لگے کیا کریں کہ ہماری ماتحتیا تو سارے جہاں سے نکالی ہے۔ یہ  
 جاننا کہ اگر بچہ طاق تو نہ ہو گا تو ہمیشہ ایک نہ ایک مرض میں مبتلا رہیگا  
 اور اس سے اُسکی زندگی میں خلل آئیگا۔ اور ہر کوئی آنسوؤں دوا دار دوا  
 اُسکی تکلیف کا رنج اُٹھانا پڑیگا۔ جہاں بچہ ذرا چانگلا ہوا اور ہر کوئی گودی



میں چڑھنے کی عادت ڈال دی۔ کیا مقدور جو اسے خزاں دورے کو دینے  
 دین جب تک وہ خاصہ ہوشیار نہیں ہو لیتا برابر ابرہہ بن کی گولیوں  
 میں چڑھا رہا تھا۔ اور جیسے سے پچھتاہے تو بے وقت مکتب کی مصیبت  
 سوار ہو جاتی ہے۔ اب بچہ تو انا ہو تو کیونکر ہو۔ یہ بات ہی خارج  
 ترقی ملک ہو۔

## (۸) خوشامد گوی اور خوشامد پسندی کو پناہ دینا

سب بلاؤں سے بڑی بلا اور سب فتنوں سے بڑی آفت یہ ہے کہ یہ ہر عورت  
 کہی اپنے عیوب و واقف اور سچی خبر یا سچی بات سے آشنا نہیں ہونے  
 دیتی۔ اگر ہم خوشامد پسند ہیں تو لوگ ہمیں وہ  
 وہ بڑا دے دینگے کہ بے بہادر سی بہادر اور بے سخاوت سخی مرزا  
 بنا دینگے۔ جو کام ہم کرنا چاہیں خوشامد سی ہلو سی ہمیں اس فن کا استاد  
 کہنا شروع کر دینگے۔ اگر ہمارے دماغ میں بھی یہ بات سما گئی تو کہیں  
 نہیں رہیں گے۔ اور کب تک نہ سہاویگی۔ اب بتائیے کہ ہم کیا خاک کسی کام میں  
 ترقی کر سکیں گے۔ ہمارے خوشامد پسند ہی نے تو ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ جملہ



کام میں بہتر کمال حاصل کرنا چاہتا اُس سے بالکل کورا کہا۔ خوشامد گوئی  
سلوک دیکھو۔ پہلا سلوک تو اسکا ہم ہی کہ آدمی کو دوسرے کی نظر میں  
سبک اور حقہ کر دیتی ہے۔ دوسرا سلوک یہ کہ جس شخص کی خوشامد کرتے  
ہیں ایک تو اُسکو کہیں کانہیں رکھتے دوسرے اپنی ملک کی ترقی اور  
ہیے ملک کی فلاح میں حاجت ہوتے ہیں۔ اگر وہ شخص جسکی ہم خوشامد  
کرتے ہیں سمجھو وار ہوا تو اُس نے ہم کو دشمن سے بدتر جانا۔ اور چو  
نالا یہ ہوا تو ہم نے اُسکا اور اُس نے ہمارا سٹیاناس کر ڈالا حکام  
پر جو اپنا عیب ظاہر نہیں ہوتا اور لوگ اپنے حق کو نہیں پہنچتے وہی  
ایسے ہی حضرات کا طفیل ہے۔ جب کہ دو چار تعریف کی باتیں سنائیں  
اور چلے آئے اور گھر میں آگے کہا کہ ایک اتو کا بنانا ہی کیا تھا جس طرح  
چاہا اُسے خوش کر دیا اور خیر خواہ سرکار بن کر آ بیٹھے۔ یہ لوگ جس  
حکاموں سے ملنا اپنا فخر سمجھتے ہیں اور سچ پر جا جا کر ملتے ہیں یہ خیر خواہ  
نہیں بلکہ سرکار اور بہو طغون کے بدخواہ ہیں۔

(۹) ایک گوشہ میں پڑی رہنا اور ملکوں میں پھر کر تھر پڑنا  
جہان اور موافقات ترقی میں دمان گہری پائے رکھنا ہی ایک موانع ہے۔ گور۔ کا  
عہ گور۔ شرور خستہ بڑ۔

کیرا کہی  
بوراج  
سرور  
جانی  
عقل  
آتا ہے  
ترقی  
(۱۰)  
جس  
دکھ  
کے تباہ  
ہندو  
کے سوا  
کوئی سوا



کیر کیا جانے کہ ہمارے سوا اور بھی کہیں لوگ بستی میں آدمی جیپ ہی  
پورا تجربہ کار اور انسان بنتا ہے کہ گھاٹ گھاٹ کا پانی پی کر زمانہ کے  
سرد گرم سے باہر ہو۔ وہ جو کہتے ہیں کہ باہر سے ہونے سے چار آنگھین ہو  
جاتی ہیں اگر بھی معنی میں کہ آدمی مختلف ملک اور مختلف انسانوں کے  
عقل سے بہرہ یاب ہو کر اپنے علم کو بڑا کرتا ہے۔ کسی کے دھوکے میں  
آتا ہے اور نہ کہیں رک اٹھتا ہے بلکہ وہ اپنی عقل اور تجربہ میں پختہ ہو کر  
ترقی ملک اور بہبودی خلافت کی عمدہ تدبیر میں نکال پڑتا ہے۔

(۱۰) میلے پٹیلے اور تیو نارون کا زیادہ ہونا۔

جس قسم کے ہمارے ہندوستان کو میلے ہوتے ہیں یہ سب فقیر مائیک  
کو میلے ہیں اور شاید ایسے ہی لوگ ان کے موجد ہیں جنہیں ہندوستان  
کے تباہ کرنے اور اپنے ماہر رنگنے کے سوا دوسری غرض نہ ہو۔ ہم نے  
ہندوستان کا کوئی میلہ نہیں دیکھا جو آدمی کی عقل اور شیخی بڑھانے  
کے سوا کچھ کام دے۔ ان میلوں میں کوئی اپنا لباس دکھانے جاتا ہی  
کوئی سواری دکھانے جاتا ہے۔ کوئی عورتوں کو گھوڑے جاتا ہے۔



بہ فائدہ صرف کر سکا۔ کوئی کام کی بات دیکھنے میں نہیں آتی۔ یہاں جو  
کثرت ہو میلے ہوتے ہیں یہ آدمی کو رہا سہا مفلس کئے دیتے ہیں۔ یہ  
میلہ کا خفیہ زہ پورا ہونے نہیں پاتا کہ دو سہرا میلہ سر پہ آ موجود ہوتا ہے  
اسکی پچھلی دستکار یوں کی نمائش اور ترقی ملک کیو سط مختلف پیشوں  
کا کام دکھایا جاتا تو کیا اچھا اور کس قدر ملک کو فائدہ بخش ہوتا۔

(۱۱) ایک دوسری کی بُرائی کو پسند کرنا اور دل لگا کر سنا  
ہندوستانیوں کو اس عیب نے بھی کہہ رکھا ہے ہر ایک شخص دوسرے کی  
بُرائی سُنتی چاہتا ہے اور اُسے کو پسند کرتا ہے۔ اس بات کو لوگوں کو نہ  
بھی بنا دیا اور سنگدل بھی کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے  
لوگ کیکے دکھ درد میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں کبھی کسی کی مصیبت  
ترس نہیں آتا۔ اگرچہ اسکی اور بھی وجوہات ہیں مگر ایک یہ بھی ہے کہ ہم  
لوگ دوسرے کی تکلیف دیکھ کر ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے انور ملک  
اپنے ہم وطنوں کی خوشحالی اور فراغت مالی دیکھ کر بہر دمی انکو باس  
یہی نہیں پیشگی۔ یہ عیب ہی مانع ترقی اور حب الوطنی ہے۔ ہندوستانی



اسی درگزرِ مصیبت میں کوئی پیمانِ حال نہیں ہوتا۔

بہائی کبھی پسین ایک دوسرے کو ساتھ سلوک کرنا اچھا نہیں جانتے اور

## (۱۲) چھوٹی عمر میں شادیاں کرنا

جہاں نالتوانی اور نا اتفاقی کے اور باعث ہیں وہاں ایک بڑا باعث یہ بھی ہے ایک تو چھوٹی عمر میں بچے یہ نہیں جانتے کہ سن بلوغت کو پہنچ کر ہم اس بوی سے رضا مند رہیں گے یا ناراض۔ اکثر اوقات دیکھتے ہیں کہ ایسے کہ ایسی عمر میں شادی ہونے سے جوانی میں ایک دوسرے کو سٹھو بند نہیں کرتا اور عیاشی پر جھک پڑتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسی لگا بچے بالغ نہیں ہونے بلکہ مجامعت کی کثرت کرنے لگتا ہے جس کے باعث بڑے عرصہ میں طلا اور رستی کی دو آئیاں ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔ اور جوانی آنے سے پہلے ہی بوڑھا ہو جاتا ہے۔

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینو پیر چھین تو موت ہی آئی شباب کو بدلے

## (۱۳) ناموسری پر مرنا

اس میں بہائی کثرتِ دوستانی تباہ ہو جاتے ہیں کوئی شادی میں



دو الہ نگار جیسا کہ کوئی یاد لوگون کی ٹوسی میں اگر وہ فیاضی کرتا ہے  
 کہ فقیر بن بیٹھا ہے۔ کوئی زندگی بازی میں نام کر جاتا ہے۔ اور کوئی  
 یون ہی مر جاتا ہے۔ اس نامور جی کہہ حاصل ہوتا ہے کہ اولاد وہی غم  
 رو یا کرتی ہو اور وہ خود ہی اپنی زندگی خوشی سے بسر نہیں کر سکتا۔

### (۱۴) سب کا ایک تحت نوکری پیشہ بن جانا

ہماری اس بات تو یہی بہت سے نقصان دینے میں : اور اس میں  
 میں پہنچا ہے کہ کوئی دن میں کئے ہوئے نوکر یاں آٹھ رنگی اور کالو  
 میں قلم کہہ کر کان میں یون کی طرح آواز لگاتے پھر گئے کہ کوئی خط لکھا  
 کوئی خط پڑھو الو۔ آنے کو انگریزی چٹھی اور پیسہ کو دو خط۔ نامی اگر  
 ہم لوگون کو آزادی کا مل سوتا تو ہم کیوں نوکر یاں ڈھونڈتے۔ کیوں  
 کسی کا مہر اسلام اور باندی اختیار کرتے۔ سچ پوچھو تو نوکری کر  
 غلامی اچھی ہے۔ جب تک کوئی دوسرا شخص سچ نہ دالے کوئی غلام  
 اختیار نہیں کرتا یہ بے بسی کا عالم ہے مگر نوکری کرنا اپنے  
 ہاتھوں غلام بننا ہے۔ غلام اپنے کہانے پینے سے ہمیشہ کو بے فکر



ہو جا تو گری پیچھے کیسی ہی عمدہ خدمت کر رہی ہو اپنی لوگری پر ہر دوسا  
نہیں کر سکتا۔ اگر ہم سو اگر گری کرین تو کوئی ہم سے یہ نہیں کہہ سکتا  
کہ آج تم سلام کرنے کیوں نہیں آؤ۔ اور جو ہم کوئی آؤر پیشہ بھی کرے  
تو ہی کوئی ہمارے اوپر ظلم نہیں کر سکتا کہ چل آج تیرے اوپر ظلم  
یا رشوت کا مقدمہ دایر ہوا۔

## (۱۴) ہیک مانگنے سے عار نہ کرنا

میں نے کسی ملک کی نسبت فقیر و کی اس قدر شکایت اور کثرت نہیں  
سنی جتنی یہاں دیکھنا میں آتی ہے۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے  
ملک میں فقیروں کی پرورش کر نیوالے زیادہ ہوتے ہیں وہ ملک کہیں  
نہیں کہ وہاں کی تمام غلامی اٹھ چک پڑتی ہے۔ جو لوگ ایسے لوگوں  
کی پرورش کرتے ہیں وہ قصداً اپنے ملک کو لوگوں کو احمق بناتے ہیں۔  
ست بے حسیت۔ اور بغیرت بندتے ہیں۔ اس بنا ہی کا گناہ ہے  
ای فیاضوں کے نام پر لکھا جاتا ہے بلکہ دنیا میں ہی اپنے جیسے ایک  
بہنچال لگا لیتے ہیں جو ان کے اوقات میں منہل ہوتا ہے۔ اگر لوگ ہیک مانگ



سرخا کیا کرتے تو کبھی سُست نہوتے۔ یاد رکھو جس ملک میں فقیر زیادہ ہوں  
وہ ملک بہت جلد تباہ اور برباد ہو جائیگا۔ جہاں بھیک کی غمرم اُٹھی  
لوگوں نے اسے اپنا پیشہ تصور کیا۔

## (۱۷) صفائی اور سیر و طبیعت کو تازہ رکھنا۔

اگر آدمی ہر وقت مفہوم بنا رہے اور کبھی کبھری دو گھنٹی کیوٹو اٹھائے دیکھ  
بلخ کی سیر یا صفائی پو شاگ و عزیزہ سوا تازہ نہ کرے اور ہمیشہ میلانچیا  
بنا رہے تو اسکی طبیعت کبھی خوش اور بیماری سے کبھی محفوظ نہ رہے اسی حالت  
میں آدمی کو دل و دماغ سے کبھی بچے خیالات پیدا نہیں ہو سکتے مان لینا  
حالی کے خیالوں کو زیادہ ترقی ہوتی ہے مگر بلند پروازی معلوم۔ جب  
ہی خوش نہ ہو تو ملک کی ترقی اور بہبود ہی کہلانے سوچے۔

## (۱۸) مذہبی تعصب کی زیادتی۔

یہ امر ہی ایسا ہی مانع ترقی اور خارج ہندوئی و اخلاص بھی  
جیسے اور امور میں ہیں ہر ایک شخص لکھ دسری کا ناحق دشمن و بدخوا  
بنا رہتا ہے۔ ہمارے ہندوستان کو بعض ہندو اور مسلمان اور آؤر لوگ اس



اور میں حدیث زیادہ انگشت منا ہونے لگے ہیں۔ جس بڑے شہر میں دیکھتی  
 ملک اور آسودگی قوم کی تو کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی مگر بغل میں کتابیں بار بار  
 ابرازا ہر چیز نے کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی مسلمان کو برا کہتا ہے  
 کوئی ہندوؤں کو کافر ٹھہراتا ہے۔ بعض ایسے بیڑ سپہیں کہ وہ دونوں کو  
 علانیہ گالیوں سناتے ہیں اور ب کو برا بتاتے ہیں اور اپنے آپ کو اچھا  
 جانتے ہیں۔ ان باتوں سے مذہبی جوش اور تعصب کی سچائی پرورش  
 ہوتی ہے اور باہم دشمنی کا بیج پڑا جاتا ہے۔ اگر عینی بین خود سوسنی بدن  
 خود پر عمل کیے سب پر ملک کی پیروی اور بہتری میں کوشش کرتے تو آج کو  
 کتنا فائدہ ہوتا۔

## (۱۹) توہمات کی فراوانی

جب قدر ہمارے ہندوستان کو باشندے مختلف دھرموں میں گرفتار ہیں  
 اتنی شاید اور ملکوں میں نہ ہو۔ ہزار باطرح کے توہمات یا لوہے پر جوتشیوں  
 ان کے دلوں میں بٹھا رکھے ہیں جنکے سبب سچو یہ کوئی کام وقت پر نہیں  
 کر سکتے۔ جس کام میں اتفاقہ کوئی بُرائی ہو جاتی ہے اُسے ہمیشہ کر لیتے ہیں  
 سمجھ کر ترک کر دیتے ہیں۔ اور جان لیتے ہیں کہ یہ کام ہمیں راسخ آیا نہیں ہے



ہند تو ہند و اکثر مسلمانوں میں ہی شش قسم کے مہم پائے جاتے ہیں اور سب سے زیادہ  
عورتوں نے اس پر عمل کر رکھا ہو۔ اس بات کو ہی ہمیں ترقی ملک اور صلاح  
قوم کو رک رکھا ہے۔

## (۲۰) کیمیا کا مقصد ہونا

یہ بھی بیان کے لوگوں میں ایک بڑا عیب ہو۔ یہ کہ کیمیا کو سچ  
جہلم میں اور سچی تلاش میں نقصان دینا کہ علما و ایسے سرگردان  
اور پریشان رہتے ہیں کہ کسی کام کے نہیں رہتے۔ پس ای امید ہو  
پس اس لگاؤ جیسے ہیں۔ دیکھو پہلے عقائد ان لوگوں کے دلوں کو کہ  
اٹھتے اور یہ کب اس غفلت سے بیدار ہوتے ہیں۔ اس اعتقاد کا یہی  
نتیجہ ہے کہ بیان کے لوگ کم ہمت اور کم محنت ہو گئے ہیں۔ وہ ایسی ہی  
تدبیر سوچتے ہیں جن سے بڑی محنت و وہ یہ ناتاہہ ہو اور بنا بنایا نقصان  
پڑ جائے

## خاتمہ

جو کہ ہم نے اوپر بیان کیا ان ساری باتوں کو غور سے دیکھو کہ یہاں لوگ  
اور لوگ کا دم نہ لگا رہے۔ مگر قصہ نہیں کہ یہاں رہا ہے کہ وہ کا نتیجہ ہے جس کو  
دیکھا کہ وہ اس عشق سے الب تک کر دیا + ورنہ ہم ہی آدمی ہو کام کے +

درستہ مطلب کو غور میں منشی محمد علی علی گڑھ



۱۵۹۹

# لاہوری سیپا

جکو

لالہ گروہر لال نے تمام ہندو قوم خصوصاً کھتری

اور سارست برہمنوں کے واسطے مرتب کیا

حسب

سفارش لالہ راجہ ناتھ آریہ کتب فروش امرتسر کے

۸۸۸

مطبوعہ چشمہ نور انڈسٹریز بابت تمام لالہ نرسنگداس کو جہیا

۱۵۹۹

قیمت فی جلد



# لاہوری سیپا

## دینا چلا

میں قوم کا کہتری ہوں۔ کہتا میری ذات ہے۔ والد بزرگوار کا نام  
 لالہ رام کشن داس تھا۔ مجھ کو لوگ گردہر لال کہہ کر پوکار تو ہیں۔ قدیم  
 وطن ہمارا اکبر آباد ہے۔ اب عرصہ دراز سے میرٹھ کے متوطن کہلاتے  
 ہیں۔ میرے دل میں مدت سے یہہ مضمون کہٹک رہا تھا۔ مگر جب کہی  
 اسکے لکھنے کا ارادہ کرتا یہ خیال جلد دبا دیتا تھا کہ شاید میرے رشتہ دار  
 اور برادری کو لوگ ہتھکوبہ کہیں گے۔ کہی یہہ دہن میں گذرتا تھا کہ  
 اور تو کوئی تیری قوم میں اسطرح توجہ کرتا نہیں تو کیوں بیٹھ کر ٹھہرے  
 اپنے آپ تردد میں پڑتا ہوں۔ آخر اس مضمون کا ذکر دوستوں سے  
 کیا سب کی بھی صلاح ٹھہری کہ میں اس کو اپنی قوم کو لوگوں کو ناپیدہ  
 پہونچا سکوں اور کہنا اچھا نہیں۔ جس پر رسم کر سبب ایک قوم مصیبت



مین پڑی ہو اسکی اصلاح میں کوشش اور پیروی کرنا نہایت عمدہ  
 ہے تب بیٹے بلا تامل یہی رسوم لکھا اور اب ان صاحبوں سے جنکے  
 یہاں اس قسم کی رسم جاری ہے گذارش کرتا ہوں کہ اسکی اصلاح  
 میں کوشش اور پیروی کریں۔ اور جو اس تحریر میں مجھ سے کچھ غلطی  
 ہوئی ہو تو معاف فرمادیں اور جو اس امر میں مجھ سے کچھ حال اگر کسی  
 موقع پر میری مدد کی ضرورت ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ وقت پر  
 پہنچتی نگرہنگا۔ میں کسی مذہبی۔ رسم میں دخل نہیں دیتا ہوں  
 بلکہ ان رسوم کو توڑنے کی کوشش کرتا ہوں جو مسلمانوں کو  
 دیکھا دیکھی منہ دون میں جاری ہو گئی ہیں اور ہمارے شاستر  
 کے بالکل برخلاف ہیں

ان رسوم کے ترقی پانے سے ادرہم برہتہا اور وہرم کا  
 ناس ہو تا ہے چنانچہ بہکوت گیتا میں لکھا ہے۔ اشلوک نمبر ۴۸

अधर्माभिभवात्कृष्णप्रदुष्यतिकलवियः ॥  
 त्वीषदुष्ठावार्त्स्यजायनेवर्णसंकरः ॥ ४१ ॥



ادلقہ ہے کرتش اوہرم پڑھنے سے کل کی استریان دوش والی  
 ہو جاتی ہیں۔ ہر کرتش دوش والی استریوں سے برن شکر اولہ  
 پیدا ہوتی ہے۔

بھگوت گیتا۔ اشلوک نمبر ۴۴

सचकुलधर्मीणामनुष्णानां जनार्दन ॥

तस्केनियतं वा सो भवतीत्यनुश्रव्यम् ॥ ४४ ॥

آدلقہ۔ ہر جنار دن خبکی کل کے دہرم لوپ ہو جاتو ہیں (اور دہرم  
 قوموں کے دہرم میں رسوم کو اختیار کر لیتی ہیں) ایسے شخصوں کو ہمیشہ  
 پراپت ہوتا ہے غرضیکہ وہ ہمیشہ تکلیف اٹھاتے ہیں۔

### رسوم بد

تمام دنیا کی قوموں میں جیسی ہندو قوم تباہی اور مصیبت میں  
 ہے دوسری کوئی قوم نہیں۔ اس قوم کے ہر فرد بشر کی زندگی  
 سے آخر تک ایسی رنج و غم فکر و تردد اور مصیبت میں گذرتی ہے  
 کچھ نہ کہنا نہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ اس قوم کو مردوزن اور انکی  
 کے جسم نہایت کمزور ہوتا ہے۔ قومی اور مذہبی جو ش انہیں



رہتا۔ خوشحالی اور فارغیابی کی صورت نہیں دیکھتو۔ جلد ضعیف  
 ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ مختلف مرضوں کے شکاری رہتے ہیں۔ اور جو کچھ  
 محنت و مشقت سے کماتے ہیں سب بھی اخراجات میں صرف کر دیتے  
 ہیں۔ انکو اپنی کمائی سے کچھ فائدہ اور نفع نہیں پہنچتا۔ آرام  
 چین نہیں ملتا۔ اب اگر اسکا سبب دریافت کیا جائے تو یہی جواب  
 حاصل ہوتا ہے کہ انکو یہاں زمین اور دستور خراب جاری ہیں اور  
 انکو سبب وہ ہمیشہ مصیبت میں رہتے ہیں۔ اور تماشا یہ ہے کہ جو چیز  
 تباہی اور مصیبت لاتی ہیں وہ سب شاستر کے برخلاف ہیں۔ جسوقت  
 انکا زمانہ اوج پر تھا یعنی ہندو راجاؤں کی عملداری تھی رشی اور  
 مہینوں کے قول پر عمل درآمد ہوتا تھا۔ اور بد رسوم کا نام و نشان  
 نہ تھا۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو خراب زمین اس قوم میں جاری ہیں  
 سب چھو سے جاری ہوئی ہیں۔ اسکے ہم ہزار ثبوت دیکھ سکتے ہیں اور  
 اچھی طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ ہمارا قدیم زمانہ بد رسوم سے پاک اور  
 صاف تھا۔ اب اگر پوچھا جائے کہ یہ زمین کیونکر جاری ہوئیں۔  
 کہنے لگیں۔ اور لوگ انکو برا سمجھتے ہیں تو ترک کیوں نہیں کرتے اسکا جواب



میں ہم اپنے علم اور یقین کے موافق یہ کہہ سکتے ہیں کہ انکی ابتدا  
 کچھ اور تھی اور اب کچھ اور سمجھی گئی۔ جاری کنندہ ان رسموں کی حقیقت  
 میں نیک نیت تھے مگر انکو یہ حال معلوم نہ تھا کہ یہ رسمیں بگڑ کر  
 لوگوں پر ایسی مصیبت اور تباہی لائیں گی۔ اب یہی بات  
 کہ لوگ انکو ترک کیوں نہیں کرتے اسکے جواب میں سوا اسکے اور  
 کیا کہہ سکتے ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ جتنے عاقل اور عاقلہ  
 لوگ میں وہ سب ان رسموں کے ترک کرنے پر آمادہ و مستعد ہیں مگر  
 جاہل و کم فہم لوگوں نے مجبوراً اور لاچار میں۔ جب کوئی ان رسموں کی  
 اصلاح یا ترک کا نام لیتا ہے تو یہ اسکو فوراً برا بھلا کہہ کر روک دیتے ہیں  
 بہر حال اسکی کچھ تدبیر کرنی چاہیو کیونکہ اگر زیادہ خاموشی عمل میں  
 لائی جائے اور جس خواب غفلت میں پہلو سے سوئے آئے ہیں۔  
 اسی میں پرپرا کر سوئے رہیں اور کبھی کچھ سدا نہ لیں تو یاد رکھو  
 کہ یہ بد رسمیں ہمکو بالکل نیست و نابود کر دینگی۔  
 چھوٹی عمر میں لڑکوں کی شادی کرنا۔ شادیوں میں بیشمار رز لٹانا  
 عورتوں کو جاہل رکھنا۔ بچوں کو اپنی مذہب کی تعلیم نہ دینا۔ وغیرہ



دو غیرہ اس قسم کی حدیث پانچ ہیں جو ہمارا نقصان کر رہی ہیں  
 اور ان کا ذکر اکثر اخباروں اور توہیف یا تو تالیف کتابوں پر  
 درج ہوتا رہتا ہے اور اکثر تعلیم یافتہ اشخاص انکی اصل میں کو  
 اور پیروی کر رہے ہیں۔ مگر اس رسالہ میں ہم صرف اس بدرسم کا  
 ذکر کرنا چاہتے ہیں جسکا حال آج تک کسی نو قلمبند نہیں کیا۔ حالانکہ  
 اس سے زیادہ نقصان اور کوئی رسم نہیں ہے۔ وہ رسم کیا  
 کہتری اور سارست برہمنوں میں سیاپا کا ہونا ہے

## لاہوری سیاپا

یہ معلوم نہیں کہ سیاپا کون زبان کا لفظ ہے اگر بہ فارسی ہے  
 تو شاید اسکی اصل سیاہ یا پیوگی جسکے معنی کا لو پاؤنگو ہیں۔ اور  
 اگر بہ سنسکرت کا لفظ ہے تو دراصل سراپ موگا جسکے معنی بدو  
 کے ہیں۔ غرض اصل اسکی کچھ ہی ہو یہ لفظ تا تم برہمنوں میں  
 رائج ہے اور ٹھیک مسلمانوں کو محرم کی نقل ہے۔ شیعہ مسلمانوں  
 میں تو سال بہر میں ایک مہینہ محرم کا آتا ہے۔ کہتری اور سارست  
 برہمنوں میں ہر عورت و مرد کے مرنے پر ایک سال یا چار سال



اور بعض موقع پر تمام عمر سیا پار بننا ہے۔ اسکی مفصل کیفیت  
 ہم آگے تحریر کریں گے۔ چونکہ شیعہ مسلمانوں کے میل جول سے اول اول  
 پنجاب اور خاص کر لاہور میں سیا پار رائج ہوا اسی سبب لاہوری  
 سیا پار مشہور ہے۔ تمام پنجاب میں کہتری اور سارست برہمن  
 آباد تھے اور ان قومین بہت کم تھیں۔ جب یہی کہتری اور سارست  
 برہمن پنجاب سے نکل کر دہلی۔ میرٹھ۔ اکبر آباد۔ بنارس۔ کانپور  
 وغیرہ شہروں میں جا کر آباد ہوئے تو یہ سیا پار بھی انکو ساتھ  
 گیا اور ہر نسل میں ترقی پاتا رہا۔ ظاہر ہے جب کوئی اپنی قوم کی  
 جہالت اور حماقت بیان کرتا ہے تو مارے شرم کے اسکا قلم نہیں اٹھتا  
 پس یہی کیفیت میری ہے۔ مجھ کو اپنی قوم کے مضر خرافات اور لغویات  
 تحریر کرتے ہوئے نہایت شرم آتی ہے۔ مگر کیا کیا جاوے کہ بغیر اسکے  
 اس بد رسم کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

جب کسی کہتری یا سارست برہمن کی جان کندنی کی حالت  
 ہوتی ہے تو اس خاندان کو مرد و زن چھوٹے بڑے اور رشتہ دار  
 دوست و آشنا اسکے گرد جمع ہوتے ہیں اور اسکی صورت دیکھ



ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی کہو جگت کی یا یا سوہ کو چھوڑ د اور نار این  
 کی طرف چپٹ لگاؤ۔ جب وہ مریض سب کو اس حالت میں دیکھتا ہو  
 گہرا تا ہے اور رہتا ہے جب انت کال آتا ہے چار پائی سہ اتارین  
 پر ڈالا جاتا ہے۔ کسی قدر دم باقی رہتا ہو کہ عورتیں روتی پھٹی اگر  
 پر آن پڑتی ہیں اور مرد علیحدہ ہو کر باہر جا بیٹھے ہیں ایک وا دیا  
 اور شور و غل مچ جاتا ہے گہر بار اور بال بچوں کی کچھ خبر نہیں رہتی  
 مائے رے جہالت تو فراس قوم کو بالکل پائی مال کر دیا ہو۔ میز  
 کہتا ہوں کہ اسوقت وہی عمل درآمد ہونا چاہیے جو ہمارے بید متقد  
 میں لکھا ہو۔ جان کندنی کی حالت میں اس کے گرد از دم نہ کیا  
 چادر ایک دوسری عورت اس کو پاس رہیں اور کوئی پنڈت  
 اس کو تشفی دیکر گیان کا اپدیش کرے اور بید کی کوئی رچا جو اس سے  
 مناسب حال ہو پھر اس کو سنائی جائے دم نکلنے کو بعد ایک  
 دو گھنٹہ تک عورتوں کو اس کے پاس نہ آئیں  
 پھر دیکھو کہ مرنیکو بعد تمام عورات خاندان کی اور رشتہ دار عورتیں  
 چھوٹی بڑی شہتہ اتار کر چوڑی پھوڑتی ہیں۔ اور چونکہ زیور



بدن پر ہوتا ہے اسکو علیحدہ کر کے پچھین مار مار کر روتی پیتی مین پر  
 کھڑی ہو کر دھستی لیتی مین۔ دھستی لینا اسے بولتے مین کہ عورتیں  
 کھڑی ہو کر ماتھا چھانی اور گھٹنے پیتی اور مردہ کا نام لیکر پکارتی ہیں  
 اور دیوار دستہ لکریں مارتی مین اور پھر بیٹیکر روتی پیتی مین۔  
 یہہ دھستی لینا اسوقت تک جاری رہتا ہے جب تک وہ مردہ  
 گھر مین پڑا رہتا ہے۔ جب اس مردہ کو چلائیکر واسطے باہر لجاتے  
 مین تو عورتیں روتی پیتی کسی دریا یا تالاب یا کنوئین پر نہانے کو  
 شہر سے باہر جاتی مین۔ کمزور بیمار اور حاملہ عورتوں کو بھی گرمی سردی  
 برسات کوئی موسم ہو صبح دوپہر آدھی رات کوئی وقت ہو مین  
 یا کھل سم مین ڈالکر سر سے پہناتی مین اور تمام سوتی کپڑے دھوتی  
 مین اور ان تر کپڑوں کو پہنکر روتی ہوئی گھبراتی مین۔ واہر کوئی  
 اس قوم پر تو ہی غالب آئی ہے۔

یہہ دھستی لینا دن بہر مین تین دفعہ چار دفعہ تیرہ یا سترہ  
 دن تک بدستور جاری رہتا ہے۔ اور اس دھستی لینے مین ایک  
 اور غضب ہوتا ہے کہ بہاٹ قوم کی بہن یا کومئی نابین جو بڑی



طرارہ اور سکارہ ہوتی ہے اور جبکہ عورتیں رانی جی کہہ کر پکارتی  
 ہیں اور بڑی سخت کرتی ہیں اُس سپا پر مین بلائی جاتی ہے  
 وہ عورت اُلا دنی لیتی ہے یعنی اُس مرنے والی اور مرنیوالہ کے  
 چال ڈول رفتار و گفتار اور پوشش و خیمہ کو اس طرز سے پکار  
 کر بیان کرتی ہے کہ سُنئے والا خواہ کیسا ہی سنگدل ہو وہ یہی  
 پڑتا ہے اور عورتوں کو تو اس درجہ کار لاتی اور پٹاتی ہے کہ سب  
 عورتوں کے سینے پیٹتے پیٹتے سرخ ہو جاتے ہیں۔ بعضوں کو سینہ سے  
 خون ٹپکنے لگ جاتا ہے۔ اس حالت میں کمزور اور بیمار اور حاملہ  
 عورتوں کا جو حال ہوتا ہو گا وہ قابل بیان نہیں ہے۔

اگر بیوقوفی تو اس قوم میں کتناک ریگی یا اسکو تہا کر کے چاہیگی؟  
 منہ ڈکھنا یا پلہ لینا ایک اور اسی درجہ کی حماقت ہے۔ سب عورتیں  
 منہ ڈک کر ماتھو پر دتہ رکھ کر بیٹھ جاتی ہیں اور مرنیوالہ کے  
 اوصاف بیان کر کے اسوقت تک روتی اور پیٹتی رہتی ہیں۔ جب  
 کہ کوئی غیر عورت پلہ نہ چھڑا دے یعنی اُس رولنے والی عورت کو  
 ماتھے پر دتہ رکھ کر کچھ دیر تک بیٹھی نہ رہے۔ دسٹی لینا منہ ڈکھنا



اور ادا دینی وغیرہ چوتھی دن اور دسویں دن اور تیرہویں دن زیادہ  
 ہوتا ہے۔ چوتھے دن اور دسویں دن پہرور یا یا تالاب پر نہا کر  
 جاتی مین سر سے ہاتھی پین اور تمام کپڑے دھوتی مین۔ آندھی۔  
 مہینہ اور اولے وغیرہ ہی انکو سر سے نہانے اور تمام کپڑے  
 دھونے کو نہیں روک سکتی۔ دن مین کوئی عورت کچھ نہیں کہاتی  
 بیمار عورت دو تا تک نہیں پتی اور اسیکو لنگھن کرنا بولتے مین اگر  
 خاندان یا رشتہ کی عورت جیسا کہ جس سے تعلق ہوتا ہے  
 تیرہ دن ایک مہینہ تین مہینے چھ مہینے ایک سال یا چار سال  
 لنگھن کرتے مین یہ سیا پار کہنا اور لنگھن کرنا ایک شہر مین نہیں  
 بلکہ جہاں جو عورت رشتہ نوالہ ہوتی ہے مین سیا پار کہتی ہے  
 اور لنگھن کرتی ہے اور یہ سیا پار اسی عرصہ تک رکھا جاتا ہے جیسا کہ  
 جس سے رشتہ ہوتا ہے۔ مثلاً کلکتہ مین موت ہو تو لاہور  
 دہلی الہ آباد بنارس وغیرہ تمام تمام شہر دن مین چار رشتہ دار  
 رونا بٹینا ہوگا۔ سیا پار اور لنگھن رکھی جائیگی۔ اور طرفہ ماجرا یہ ہے  
 کہ جو عورت کم پٹنی ہے یا مین کرنا نہیں جانتی یعنی مرنیوالی کو اوصاف



اچھی طرح بیان نہیں کرتی تمام عورتیں اسے برا کہتی ہیں اور طعن  
 دیتی ہیں۔ غرض کہ جہاننگ ہو سکتا ہو اسکو خوب رولاتی اور  
 پٹاتی ہیں اور جو عورت پیٹتی پیٹتی میہوش ہو جاتی ہو اسکی تعریف  
 ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسکو مرنیوالے سے زیادہ محبت تھی  
 اسے ذلالت تو اس قوم کو کب تک ذلیل کر جائیگی کہی تو سبکی  
 منہ دکھا۔ تمام شتہ دار عورتیں دور دراز شہر دن کا اکثر تیرہ  
 دن کو اندر عذرخواہی کے لئے پہنچتی ہیں۔ اور جب کو تیرہ دن کو  
 درمیان عذرخواہی کر لے جائیگا موقع نہیں ملتا ہے وہ ایک سال کو  
 درمیان جب موقع پاتی ہے ضرور جاتی ہے اول ان کو مکان سے  
 چلتے وقت روپیٹ کر چلتی ہے۔ اور جب اس شہر میں جہان  
 عذرخواہی کے کو جانا پہنچتی ہو تو اس محلہ میں داخل ہوتی ہی رونا  
 شروع کر دیتی ہے اور جب اس مکان کو اندر جاتی ہے پھر وہی  
 دہستی اور الادنی لیجاتی ہے۔ رونا اور پیٹنا بہت دیر تک رہتا ہے  
 بن رشتہ داروں کو کہی صورت مشکل نہیں دیکھی جیتے جی جس  
 دشمنی اور تکرار رہا ہو اور خنکی مہراسی میں کوشش پر دی کرتی رہی



میں مرئیے بعد آنکھو اسیے بین یعنی اوصاف بیان کئے جاتے ہیں کہ  
 سنکر ہنسی آتی ہے۔ ایک پنجابی مثل مشہور ہے (جیتے بات پچھیا)  
 مر مر دھڑا دھڑکیاں) اور جب کوئی بڑا بوڑھا مرنا ہے تو اولادنی  
 وغیرہ تو بدستور ہوتی ہے۔ البتہ دہشتی میں مائے حسن و کرم حسین  
 یا کنارہ حیدری یہ الفاظ دل لگی اور ہنسی سے زیادہ کمر جاتے  
 ہیں۔ سیالپور میں تین دن یا تیرہ دن تک تماشا ہو تو ہیں۔ وہ ہولی  
 بجتی ہے۔ ہتھوری عمر کی عورتیں ناچتی ہیں وہ فحش راگ گاتی  
 ہیں جبکہ مرد اپنی زبان پر نہیں لا سکتے۔ سہیلیاں سے جو عورتوں  
 کے گروہ آدھین ان سب کو ساتھ ایک ایک گڈا ہوتا ہے فحش راگ گاتی  
 گڈے کو سچائی بازار اور گلی کو چون میں گڈرتی ہوئی اس مکان پر  
 پہنچتی ہیں اور پناح کو دین شریک ہو جاتی ہیں اور خاص موقع پر  
 ڈو بنیاں بٹائی جاتی ہیں۔ غولین۔ ریختہ گائے اور گوائے  
 جاتے ہیں ٹھہری اور ٹپے اڑتے ہیں۔ مردانہ بیس بد لکھ کر دیا  
 ہوتا ہے ایسے موقع پر بہگوان کو بھین اور لیٹن پدھونے چاہئے تو  
 بجائے اسکو شرم کو طاقت پر۔ لکھ داس درجہ کی بیچیاٹی کام میں



لائی جاتی ہے کہ چم سے اسکا بیان ہونا ناممکن ہو۔ ار مچ نادانی  
 تو نادانوں سے ڈرتی ہے۔ اس قوم کو نادان سمجھ کر ہر دم اسکو پاس  
 رہتی ہے۔ تیرہ دن یا سترہ دن کو بعد دھستی اور اُلا دنی لینا منہ  
 دکھنا یا پلا لینا کم ہو جاتا ہے۔ مگر مہینہ کی اُس تہہ کو جس دن بھر  
 جایا جاتا ہے وہی دھستی اور اُلا دنی لینا منہ دکھنا پلا لینا بدستور  
 ہوتا ہے چہ بہینے یا ایک سال بعد جسکو کہتری لوگ چہ ہاسی یا  
 دھستہ بولتے ہیں وہی دھستی اور اُلا دنی لینا منہ دکھنا یا پلا لینا  
 بدستور کیا جاتا ہے۔ گنو جاتی ہیں اور برہمن کہلاتی ہیں سطرخی  
 اٹھائی جاتی ہے۔ سیا پا موقوف ہوتا ہے۔ لنگھن توڑی جاتے  
 ہیں۔ چار برس تک جب کوئی بیج بیوٹا رہتا ہے ایکو ڈسٹ یا پا  
 بن شراہ کا دن ہوتا ہے۔ اُس سے دو چار دن پہلے ہی بخور  
 سیا پا دلتی ہیں اور ہر روز وہی دھستی اور اُلا دنی لینا منہ  
 دکھنا یا پلا لینا کیا جاتا ہے اور لنگھن ہوتی ہیں۔ رونا پٹنیا شتا  
 ہے اور جب کوئی جوان موت پہنچتی ہے اس قسم کا سیا پا تمام  
 ترک رہتا ہے یہ سیا پا کیا ہے گونا گونا توں کی پوری



۱۶  
اس کچری میں بڑھو بڑھو جہاں کے نقشے ہو تو میں جہاں پہنچاؤں گی  
سنائی اور سنی جاتی ہیں اپنے گہرین کوئی بیجا ہو کیسا ہی کام  
ہو رشتہ داری اور برادری میں سیاہی کا ناغہ نہیں ہو سکتا۔ جب  
برادری یا رشتہ داری میں کہیں سیاہ پڑتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی دور  
سب کو ہر روز جانا اور جب تک ٹاٹہ نہ ملے اس سیاہی میں بیٹھنا ہوتا  
ٹاٹہ ملنا اسکو بولتے ہیں کہ سیاہی کو گہر کی کوئی عورت باہر والی عورت  
سے یہ کہو کہ تمکو آسے دیر ہوئی اٹھو۔

جوا ایک دفعہ ٹنہ دینے میں آٹھ جاتی ہے اسکو پہرہ کہتے ہیں  
پہرہ تو ٹنہ چھوٹے آئی تھی۔ کہتری اور سارست برہمنوں میں یہ  
عام دستور ہے کہ عورتیں دس بارہ بج تک اپنی گھر رہتی ہیں یہ  
باقی دوپہر سے شام تک سیاڑ میں پہرا کرتی ہیں۔ اور بعض جو  
عورتوں کو چال چلن میں جو فرق آجاتا ہو اسکا سبب یہی ہو کہ انکو  
دوپہر کامل اپنی گھر سے غیر حاضر رہنے کا موقع ملتا ہو۔ بعض عورت  
جب گھر سے سیاڑ کو باہر جاتی ہیں تو کچھ اپنا کام کر نیکو سناٹہ لے  
لیں۔ مثلاً: سج چھیلنا۔ سینا۔ پرونا۔ ٹوپی اور روال وغیرہ کا



رومی لڑنا۔ جس گہر میں سیپا پاتا ہوتا ہے اس گہر کی عورتیں یا رشتہ دار ہیں جو لنگھیں۔ کتنی ہیں میلی چادر پہنتی ہیں۔ نیا یاد ہوئی کا ڈہلا ہوا کپڑا کبھی نہیں پہنتیں۔ اسکو یہ کہتی ہیں کہ یہ عورت بسو سے ہیں یعنی ماتم اور محرم میں ہیں۔

اب فرمائیے کہ جن خاندانوں میں سال ۷ سال یہ ماتم اور محرم سے جس قوم کی عورتیں اپنا گھر چھوڑ کر ہر روز باہر پرتی رہیں اگر قوم کا کیا حال ہو گا اور ان عورت کو بال بچوں کی پرورش کی کیا کیفیت ہوتی ہو گی۔ مرد نکو اور ام اور چین کیا ملتا ہو گا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر بال بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور مرد اپنی عورتوں سے متنفر ہو کر عیاشی اختیار کرتے ہیں اور جو بچہ اسے ملتی اور پرہیزگار ہوتے ہیں وہ ہمیشہ ان کینحت عورتوں کی جان کو روکا کرتے ہیں نہ وقت پر کھانا ملتا ہے نہ طبیعت کو چین۔ بیماری میں بیمار کا علاج اچھی طرح نہیں ہوتا۔ صحت اور تنگ دستی میں دلجوئی اور شفقت نہیں ہوتی جیسے مسرتی میں کھانے اور اشوک نمبر ۱

सीमानु रोचमानाया सर्वतरोचतेवुत्तं। तस्या-



विरोचमानाया सर्वमेदनरोचते ॥ ॥ ॥

اور تھ۔ عورتوں کو خوش رہنے سے تمام خاندان میں خوشی رہتی ہے۔  
 عورتوں کو ناخوش رہنے سے تمام خاندان میں رنج و غم رہتا ہے۔ منہ پر نہایت  
 اشلوک نمبر ۶۱۔

रदिहिस्वीनरोचेतप्रमांसंनप्र

मोदयेत् अममोदात्पुनः पुंसः प्रजननप्रवर्तने  
 اور تھ۔ جب عورت رنج و غم میں رہتی ہے تو اس کا خاندان بھی رنج و  
 غم میں رہتا ہے۔ اس حالت میں اولاد نہیں ہوتی۔ اور جو ہوتی ہے  
 تو ضایع ہو جاتی ہے۔

اور سرگروی اور پریشانی پھر اگر اس قوم کو گھر میں مدت ہو اب جاو  
 اس قوم کا بھیجا ہو۔

اس رسم بد کو نقص و قباحت اور زیر بیان جو کہ ہم نے مختصر طور  
 پر بیان کی ہیں وہ بہت تہوری ہیں۔ ہم اور زیادہ لکھ سکتے ہیں مگر اگر  
 مضمون کو طول دینا منظور نہیں ہے اور نہ موقع ہے۔ غافلانہ کو صرف  
 ایک اشارہ کافی ہوتا ہے۔ ہماری اصل غرض اس بیان سے یہ ہے  
 کہ کبھی اس رسم بد کی اصلاح کی جائے اور اس کو متوقف کر نیکی تدبیر عمل  
 میں لائی جائے۔



مین لای جاوے۔ تدبیر سوئی کا ذکر کر بیسے پیشتر ہم چند سوال کر دیے  
ہوئے ہیں۔ اب یہ مرد نکو اس رسم بد کی اصلاح اور ترک کر انہیں داخل دنیا چاہو یا  
نہیں اور اگر داخل دنیا چاہو تو داخل دینو سے کامیاب ہو کر یا نہیں اور  
کوئی ایسی تدبیر ہے کہ بغیر داخل دینو مرد نکو عورتین خود بخود ہم کی اصلاح  
کرتی جائیں اور مرد نکو وقت و تکلیف نہ ہو؟ ہماری رائے میں مرد نکو  
داخل دنیا چاہو اور مرد داخل دینو سے کامیاب ہو سکتے ہیں کیونکہ عورتین مرد نکو  
تبع میں۔ مردانی محنت اور مردوری سحر و پیسہ پیدا کر کے عورتوں کو نکو کھانا  
میں۔ عورتین پیدا کر کے مرد نکو زیادہ عقلمند بنتی ہیں۔ اس رسم بد کی  
اصلاح اور ترک کی بھی تدبیر ہو سکتی ہے کہ جن شہر و دیہات میں کہتری کو سنا  
بہن رتھ میں انہیں جو دو چار منو دار لوگ میں اور جب کہا ہے  
عورت ہاتھ میں اکثر پنی پتھر کرے اور جب موقع پائیں ہرنچا  
میں ایک دور رسم بد کو کم کرتے جائیں۔ حسب طرح رفتہ رفتہ یہ  
رسم بد بڑی میں اسی طرح رفتہ رفتہ یہ رسم کم ہوگی اور اگر  
یہ موقع دیکھا جائے کہ دفعتاً ترک کر دینو سے ہم کامیاب ہو سکتے  
ہیں تو اسکا بھی کوئی مضائقہ نہیں میری رائے ہے کہ ترک



یا اصلاح کر لو پنچائتین کر دو سو نفع ہو گا کہ نہ نقصان پہنچے ہو گا یعنی کہ نہ کسی  
 کسی ہوگی ترقی نہیں ہوگی۔ سراسر بات کہو ہی غافل نہیں کہ اگر کسی  
 ناگرمی حروف کا لکھا نا پڑے نا مقررہ کرادین۔ اور اگر ممکن ہو تو خود تو ناگرمی  
 ناگرمی لکھنا اور پرہنا سکھانا۔ جبوقت یہہ پڑچائیگی اور ان سہولت  
 کی حقیقت خود واقف ہوگی خود بخود بدسمو نکور نہ رفتہ ترک کرتی جائیگی  
 تعلیم نہایت عمدہ چیز ہے یہہ حیوان و انسان بناتی ہے پہلوان بدسمو  
 نام و نشان یہی نہ تھا صرف جہالت کہ سبب سے ان بدسمو ترقی پاتی  
 ہے۔ تعلیم یافتہ ہونے سے خود بخود یہہ بدسمو بدسمو جاتی رنگی مرد کو کہہ  
 اور دقت نہوگی۔ پھر میں یہہ بھی کہتا ہوں کہ ان بدسمو کی جاری  
 بدسمو میں سراسر مردوں کا تصور ہے انہوں نے ان بدسمو کو کیوں جاری نہ کر دیا  
 انہوں نے ان بدسمو کو کیوں ترقی پانی دیا۔ اور اب انکو دکنوی کیوں  
 تہیز نہیں کرتے جیسو سنو سمرتی میں لکھا ہے (اشکوک نمبر ۱۹۹)

॥ अहिंसेव भूतानां कार्यं श्रेयो नृणां नमः ॥  
 वाञ्छेव मधुरास्त्वत्मा प्रयोज्या धर्ममिच्छता

اوتھ جس کام سے کسی حیوان کو تکلیف ہو اس کام کی کسی کو اجازت نہیں دینی



# اجل کے ساقیوں کی کرتوت

مقدمہ کی اپیل کا  
پتہ

یعنی صاحبِ شننج لاہور کا

فیصلہ

مورخہ یکم - اکتوبر ۱۹۰۱ء

روشن پریں پوین چھپا



# یادداشت

پہلے جو ترجمہ اس فیصلہ کا اس مطبع میں چھپا

ہوا تھا وہ کسی غلط تھا اس لئے اب صحیح ترجمہ

چونکہ اس نے تیار کر کے اس مطبع میں بھیجا

مذرا ناظرین اخبار کیا جاتا ہے \*



فیصلہ صاحب شن منج قسمت لاہور۔

باجلاس کرنیل۔ سی۔ ایچ۔ ٹی پاشل حسب

واقع یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء

بمقدامیل

اس درکار پر شاد و جیون لال ساگر ام و جوالا سہاے ایلاٹان

بنام

ر سپانڈنٹ

سرکار

بناراضی حکم مسٹر و بلیو۔ ای۔ ہیئرس حسب مجسٹریٹ رجاول ضلع لاہور

مورخہ ۳۔ جولائی ۱۹۰۹ء

جرم زبردفعہ ۹۲۔ تعزیرات ہند



## فیصلہ صاحب سشن جج

ان چھ ملزمان پر زیر دفعات ۲۹۳ و ۲۹۲ تعزیرات ہند  
جرم لگایا گیا۔ اور ثابت ہوا۔ کہ انہوں نے رسالہ موسومہ آئینہ  
کے سادھوؤں کی کرتوت تیار کر کے چھپوایا اور فروخت  
کیا۔ صاحب مجسٹریٹ نے اس رسالہ کو زیر دفعہ ۲۹۲ فحش  
قرار دیکر ملزماں پر حسب ذیل جرمانہ کیا :

ملزم نمبر ۱ پر نثر پر ..... لے ۵۰  
ملزم نمبر ۲ پر نثر پر ..... لے ۵۰  
ملزم نمبر ۳ مالک چھاپہ خانہ پر ..... مار  
ملزم نمبر ۴ پر جس نے روڑہ چھپوایا ..... مار



ملزم نمبر ۱۰ چوس پاس ہندی کتاب لائے فرو برآمد ہوئی۔ لہٰذا جرح

ملزم نمبر ۱۰ پر جس نے ہندی رسالہ چھپوایا ..... مار ..

ملزمان سوائے ایک کے و سب اپیل کرتے ہیں۔ ان کے فاضل وکیل نے

اس امر کی کچھ تردید نہیں کی۔ کہ اس رسالہ میں بعض فقرے جن

کی بابت اشتغاثہ کیا گیا فحش ہیں اور نہ اس میں کسی کو کلام

پسکتا ہے۔ وکیل کی حجت یہ ہے کہ رسالہ بذاتہ فحش نہیں ہے۔

وجوہات وکیل کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) قانون میں کسی کتاب

کو فحش قرار دینے کے لئے کوئی مستقل قاعدہ مقرر نہیں کیا گیا۔ (۲)

بحث صرف درجہ کی ہے۔ اور ہر ایک مقدمہ بلحاظ جملہ حالات

متعلقہ کتاب چھاپہ شدہ کے فیصلہ ہونا چاہئے۔ (۳) رسالہ زیر بحث



ایک خاص قسم کی کتاب ہے جو خاص لوگوں کے لئے ایک  
 خاص غرض سے بنائی گئی ہے۔ اور اس سے عوام الناس  
 کوئی بد اثر پیدا نہیں ہوتا (۴) اس کتاب کے چھاپنے کی غرض  
 نیک ہے۔ یعنی یہ کہ مہید ہر کے بھاش کی یہودی ظاہر کر کے  
 ہندو دھرم کی رکھشا کی جائے۔ (۵) فحش تحریر کی مقدار بہت  
 قلیل ہے۔ (۶) اختلاف رائے اور سہو تجویز کا لحاظ ہونا  
 چاہئے۔ نیز وکیل کی محبت ہے کہ اگر کتاب فحش تسلیم بھی کی  
 جائے تو ملزمان کو زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند مجرم قرار دینے  
 کے لئے ثبوت کافی نہیں ہے۔ مقدمہ سرکار بنام مہن صاحب  
 جس کا جا بجا حوالہ دیا گیا ہے اور جس پر مقدمہ ہذا کے فیصلہ کا



رکھا گیا ہے۔ ایک مشہور مقدمہ کنفیشنل انجاسکڈٹ منفصلہ لارڈ  
 چیف جسٹس کا ک برن صاحب اور دیگر ججین بلیک برن  
 صاحب اور ملر صاحب اور جس صاحب واقعہ ۱۸۷۸ء ہے  
 اور فیصلہ ہائے کوئیز بیچ کی کتاب لارڈ پورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۷۰ میں  
 چھپا ہے۔ وہ مقدمہ اور مقدمہ حال ہشکل ہیں۔ یعنی دونوں کے  
 چھاپنے کی غرض مذہبی تھی اور ان کے مصنفوں نے اپنے اپنے جوت  
 میں خوش انتخابات بدیں غرض درج کئے کہ فریق مخالف کے  
 مسائل کی قلعی کھل جائے۔ مقدمہ ۱۸۷۸ء میں مصنف کا  
 منشاء کنفیشنل اور فرقہ رومن کیتھولک کے پادریوں اور ان کے  
 فرقہ کے مسائل سے لوگوں کو متنبہ کرنا تھا۔ اور رسالہ تنازعہ



حال کے چھاپنے سے غرض یہ ہے کہ پُرانے خیالات کے لوگ  
 جو مہید ہر کو ویدوں کا مستند اور مقدس مفسر مانتے ہیں اُن پر ثابت  
 کیا جائے کہ مہید ہر ماننے کے لائق نہیں ہے۔ جو لوگ مصنف  
 کے ہم خیال ہیں اُن کے نزدیک مہید ہر نے وید کے بعض منتروں  
 کے معنی ایسے بیان کئے ہیں کہ پاک باطن لوگ اُس کو حقارت  
 اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پس مصنف اور اُس کے ہم  
 خیال لوگ ایسے معنوں کو شائع کرنے سے یہ امید رکھتے ہیں  
 کہ اہل ہنود مہید ہر کو معتبر ماننا چھوڑ دیں۔ رسالہ زیر بحث  
 کو کتاب کشف مثل کے درجہ کا معیوب نہ سمجھنے کی دو وجوہات  
 ہیں۔ اول یہ کہ کتاب آخر الذکر لوگوں میں عام طور پر تقسیم کر نیکی



غرض سے چھاپی گئی تھی۔ اور گئی کہ چوں کہ سروں پر بکثرت  
 فروخت کی گئی تھی تھے کہ جو غرض و لوگوں میں صرف ایک  
 شخص نے دو یا تین ہزار جلدیں اس کی فروخت کیں حالانکہ  
 رسالہ متنازعہ حال صرف سات سو اور دو اور چوہ سو ہندی میں  
 چھپا تھا اور اس رسالہ کے چھاپنے کا منشاء یہ پایا جاتا ہے کہ بحث  
 مباحثہ کرنے والے لوگ اس کو پڑھیں۔ اور اس رسالہ کو صرف  
 وہی آدمی سمجھ سکتا ہے جو سنسکرت اور ہندی میں کچھ دخل  
 رکھتا ہو۔ اور عام لوگوں کے لئے یہ کتاب طبع نہیں ہوئی +  
 دوم یہ کہ گفتگو کا فحش مضمون بقدر نصف کتاب کے قرار  
 دیا گیا تھا۔ حالانکہ رسالہ ساو موؤں کی کثرت میں صرف چھ فقرے



کے بعض ٹکڑے فحش ہیں۔ پس سوال درجہ کا ہے۔ اور اس اور ہے جس  
 کے فیصل کرنے میں یہ بات یا ورہٹی چاہئے کہ واضعان قوانین اگرچہ پُر  
 نے دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند میں صاف لکھ دیا ہے کہ کوئی کے ہونے  
 شبیہ جو کسی مندر کے اندر یا باہر یا کسی ایسی گاڑی پر منقش ہے فقرو  
 جو بتوں کے لیجانے کے لئے استعمال ہوتی ہو دفعہ مذکور کے بیان  
 اندر نہیں آتی۔ اور اسی طرح مذہبی تصاویر اور کندہ کی ہوئیں۔ ہا  
 یا تراشی ہوئیں چیزیں اس دفعہ کی تاثیر سے محفوظ رکھی گئے  
 ہیں۔ گویا ہندوستان کے ان مقدمات کی نسبت نرمی دکھائی ہوئی  
 گئی ہے جو عقائد مذہبی سے تعلق رکھتے ہوں۔ رسالہ سا و صفو  
 کی کثوت جس میں فحش فقرے درج ہیں ایک مذہبی کتاب



اس کی غرض ہندو دھرم کی رکشا کرنا ظاہر کی گئی ہے۔  
 تو اگرچہ پُرانے خیال کے ہندوؤں کو اصل کتاب میں فحش فقرے  
 کے ہونے سے انکار ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب  
 کے فقروں کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے مگر مصنف کے فریق کا  
 بیان ہے کہ جو معنی اُن فقروں کے لکھے گئے ہیں وہی صحیح  
 ہو رہے ہیں۔ ہماری اس رسالہ کی نسبت یہ رائے ہے کہ وہ عوام الناس  
 کے لئے نہیں چھاپا گیا بلکہ ناظرین کی ایک محدود تعداد کے لئے  
 دکھانے ہی منظرہ کا شوق رکھتے ہیں چھاپا گیا ہے۔ غرض اس کے  
 پھیلنے سے یہ تھی کہ ہندوؤں میں جو ایک کتاب عموماً معتبر  
 سمجھی جاتی ہے اُس کی قلعی کھولی جائے۔ یعنی کتاب مذکور



میں مصنف رسالہ کے قلم کار کی طرف سے جو بہت بڑا مضمون شکر و تحسین کے  
 پر ظاہر کیا جائے۔ وکیل ایڈیٹرز کی طرف سے یہ حذر پیش کیا گیا ہے کہ اس رسالہ میں فحش فقروں کا نقل کرنا اس کے خلاف  
 ضروری تھا کہ لوگ مہید ہر کے بھاش کا فحش ہونا صرف باقی کل  
 اُس وقت مان سکتے تھے کہ جب وہ اپنی آنکھ سے اُس کے فحش فقروں کو دیکھ لیتے۔ شاید یہ سچ ہے مگر اس کے لئے لکھی  
 کی بجائے صرف ایک فقرہ درج کرنا کافی تھا۔ اور ہمارے ہاں  
 میں جس قدر کہ مصنف کی غرض پورا کرنے کے لئے جائز تھا اور پا کر  
 اُس سے زیادہ فحش اور گندہ مضمون درج کیا گیا۔ پس مجھے  
 کہنا پڑا کہ مصنف نے حد قانون سے تجاوز کیا۔ اس میں



نہیں کہ مصنف نے جس قدر مضمون چھاپا ایک ہفتی سے چھاپا  
 کر کے غلطی کھائی یعنی اپنا منشاء ایسے طور پر پورا کیا جس سے  
 خلاف ورزی قانون کے ہو گئی۔ صاحب مجسٹریٹ اس سال کے  
 باقی کل حصہ کی تعریف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مصنف  
 نے بہت پرستی کی خبریوں کو فصاحت کے ساتھ بیان کیا۔  
 اور لوگوں سے بہت نرمی کے ساتھ اس بات کی التجا کی کہ وہ  
 بہت پرستی سے باز آئیں۔ اور ویدوں کا خود مطالعہ کریں۔  
 اور پاک زندگی بسر کرنے کے لئے اُن سے ہی ہدایت حاصل  
 کریں۔ اور بچوں کو ایسی تعلیم دیں کہ ویدوں کو پڑھ کر خود  
 مطلب اُن کا سمجھ سکیں۔ نیز مصنف نے تمام ہندوؤں سے



عاجزی کے ساتھ یہ درخواست کی کہ اپنے مذہب کو ان نقصوں  
 اور عیبوں سے پاک کریں جو بدچلن ہادیوں اور معلموں کی  
 سے اُس میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور اس بات پر بہت  
 زور دیا کہ روحانی رہنما اور ہادی ایسے ہونے چاہئیں جو  
 عالم و فاضل اور ہر طرح سے پاک و صاف ہوں۔ یہ تحریر  
 صاحب مجسٹریٹ کی صحیح ہے جس کے اخیر میں صاحب  
 مجسٹریٹ نے یہ نتیجہ نکالا کہ مصنف رسالہ کی غرض نیک  
 تھی مگر اُس نے طرف داری کی وجہ سے (صاحب مجسٹریٹ کو بجاء  
 لفظ طرف داری کے جوش مذہبی لکھنا چاہئے تھا) مہید ہر  
 کی اُن تاویلات کو جن کو مصنف فحش سمجھتا تھا لوگوں پر



ظاہر کر دیا۔ درحقیقت مصنف نے اُس سے کسی قدر تجاوز  
 کیا جو مصلحان قوم شروع دنیا سے کرتے آئے ہیں اور صرف  
 یہی کہا جاسکتا ہے کہ اُس نے پُرانے خیالات کے ہندوؤں  
 کو آریہ سماج کے اصول قبول کرانے کی دہن میں شائستگی  
 کی حد سے بڑھ کر قدم رکھا۔ اور اسی میں قانون نوٹرا گیا۔ اور  
 یہ قانون کا توڑنا صرف اس بات میں ہے کہ مصنف نے ضرورت  
 سے زیادہ فحش فقرے درج کر دئے۔ یہ فقرے لوگوں کے اخلاق  
 کو بگاڑنے والے ہیں۔ پس موجودہ صورت میں اس رسالہ کے  
 مشہر ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ مگر کل حالات  
 پر ملاحظہ ہو صاحب مجسٹریٹ نے اپنے حکم میں مفصل درج کئے



لکھا کہ کچھ بڑے کافی سمجھتے ہیں اپنی انشاں نمبر ۲۰۰ پر غرض اس کے کواڑوں  
 ہندی میں چھپوایا بلکہ نام کچھ بڑے کیا گیا اور یہ بھی غرض سے کہ نہ نہ کہ  
 موجود ۵۰ دوبارہ چھپنا داخل جرم منصف ہو۔ ہم قرار دیتے ہیں کہ یہ سالہ کیست  
 تفریق ہندی کی دفعہ ۲۹ میں آتا ہے مگر یہ خیال کہ اس کا تھوڑا سا حصہ  
 ہندوؤں کی مذہبی بچ اور عام انسان کے لئے وہ طبع نہیں ملے گی اور اس کے  
 غرض بھی نیک تھی ستربر آ نام ہوئی چارہ یہ صاحبان کے کہ طرمان نمبر ۲۰۰  
 رسالہ مذکور کو چھپوایا بلکہ احکم پو اکمل اپنی انشاں منظور ہو اور طرمان  
 کی نسبت حکم عدالت ماتحت منسوخ ہو کہ جو مانہ ان کا واپس دیا جائے اور طرمان  
 کی نسبت حکم قریب ہو کہ ایک ایک یہ جو مانہ ان پر قائم رہے اور بقیہ  
 واپس دیا جائے ۴ تمام مسترد



ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

पुस्तक सं०.....

ویدون کو نیتہ پرمو و پرماؤ اور اس کے مطابق کرم کرو (مہر شکر)

पुस्तक सं०.....

# ویدک ریاضی

حصہ

شرمان پندت دوار کا دت جی شرما اوپیشیک گروکل سوریکٹ

بدایون نے بنا کر پیشکش کیا

مطبوعہ گروکل پریس سورج کٹ بدایون







اور نہ ہی وہ ست دھرم کے گیان کو حاصل کر سکتا ہے ست دھرم کا گیان منس کی زندگی  
 کے اوپیش کو پورا کرنے کا سادہ سن ہے جس انسان نے بہت سہ نہیں کیا وہ دنیا میں رہ سکتی کے  
 جاننے کی لیاقت نہیں کہتا کیونکہ رستی کے جاننے کے واسطے عقل کا بیرونی جذبات سے  
 صاف ہونا لازمی ہے وہ عقل حسین بیرونی جذبات سے صاف ہونا لازمی ہے وہ عقل حسین بیرونی  
 جذبات کے منسکار ہوئے ہیں رستی کی منزل پر پہنچ ہی نہیں سکتی کیونکہ رستی کی  
 تحقیقات کے واسطے شدہ آنکھوں کی ضرورت ہے دھندلی آنکھوں سے جسطرح جواہرات کی  
 یکساں مونی ممکن نہیں اگر اوس سے جواہرات کی پرکشا کی جاوے گی تو وہ سب اس قدر غلطی  
 ہونگی کہ جسے نقصان کا پورا کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے اس واسطے ہر ایک سیدھے ہر  
 کے کشائی کے واسطے لازم ہے کہ عقل کی بیرونی جذبات کو دور کر کے واسطے بہت یعنی افسر  
 کرے کہ وہ استقلال سے دنیا کی ساری روکاؤں کو دور کرنا ہو اس دھرم کی تحقیقات  
 ان لکار سیکھا اندر یوں کی خواہشیں میں کی خجلیت اور عقل کی کمزوری سے اس راستہ میں  
 اس قدر روکاؤں پیدا ہوتی ہیں کہ کسی انسان کی طاقت نہیں کہ وہ اس بہت کو دھارن  
 کرے اس واسطے وہ بالو پر ماننا سے جبکہ استقلال اسل ہے کہ دنیا کی ہر سے بڑی طاقت بھی  
 کو اسلے کچھ بھی حقیقت نہیں کہتی دنیا کی مصیبتیں اور پرکشیہ سب ہی از نہیں دال سکتیں  
 ہمیشہ دواو دنیا ماننی چاہیے کہ وہ میرا تھا نہیں کسی بدو میں جس سے ہمہ سار میں تر



برائے ہیں جس سے عقل ارادہ کو پورا کر سکیں جوست دہرم کی تحقیقات کے واسطے شروع کیا جائے  
 منسک کو ہر کام کے شروع میں برت پتی براتنا سے مدد مانگنی چاہئے جب تک براتنا سے  
 مدد مانگنی چاہئے جب تک براتنا کی مدد نہ ہو گی منسک کسی ایسے برت کو جس کا تعلق لطیفہ  
 نہیں ہو یا نہیں کر سکتا انسان کی آنکھیں دیکھتی ہیں لیکن سورج کی مدد سے انسان  
 سنے نہیں لیکن دکاشن کی مدد سے منسک کی زبان کس لیتی ہے لیکن بانی کی مدد سے  
 کمال سردی گرمی معلوم کرتی ہے لیکن ہوا کی مدد سے انسان کی کوئی چیز جیسی نہیں  
 مدد بیرونی کام کر سکتے جبکہ یہ حالت ہے کہ انسان ہر ایک کام میں دوسروں کا محتاج  
 تو پھر کس طرح بالیسے بدوست برت کو پورا کر سکتا ہے جس کا تعلق غنسان کی روح سے  
 انسان کی کوئی اندری بنیاد کامیاب نہیں ہوتی اس طرح انسان کی روح کا  
 حد کی ضرورت ہے لیکن وہ مدد کسی دنیوی چیز یا انسان سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس  
 مرتبہ میں برت پتی براتنا سے ہی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ عالم کل عباد جو کے سارے  
 کمی کی وجہ سے ہی اوہور سے ہر شے میں اور علم کی کمی کو پورا کرنا کسی دوسری طاقت  
 نامکمل ہے جب تک براتنا جو کی مدد نہ کریں شنگ جو کے سارے کام ہی اوہور سے  
 اور جو کسی کام میں ہو سکتا ہے کامیاب نہیں ہو سکتا دنیا کی ہر شے ہی طاقت  
 رکھ کے کر جاتی ہیں دنیا کی ہر شے ہی جوئی چیز میں اس کی مدد سے کامیاب ہوتی ہیں



بر ماتا سے برت پورا کرنے کے لئے دعا مانگنا چاہیے سو مکھو مترو تیسرا۔

ईशा वास्यमिदं सर्वं यतः किञ्च जगत्यां जगत् ।

तेनैव तेन भुजोधा माधुर्या कस्यचिद्व्यथनम् ॥ (ارتھ)

بر ماتا میں آپ کے منور اور پیش آنے والی ہنگامی کے طریق کو نہ جانکر ہماری کیا حالت ہوگی تاہم ہم نے  
بدرستوں سے پریم کر کے اپنے آپکو اندریوں کا غلام بنالیا تاہم اندریوں کی غلامی میں ایسا کھانا دیا  
کہ بنا ہی بدی و چار اور شکتی سب کی سب جاتی رہی۔ تاہم ہم نے دہرم کے مرد پکا کر اکل کر  
دیا۔ تاہم جہاں ہم سار سنسار میں دیکھ کر ہم کلہر چار کا ہونا کہتے تھے کہ کھڑے ہو کر  
دہرم کے پہلے پانے کا دعویٰ کرتے تھے ہر ایک کے ہونی آتما کو اور ہائیڈ کا و چار کو تھے آج اپنے  
ملک میں برچار کرنے میں نالائق ثابت ہو گئے۔ کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر کھڑے ہو کر  
ایک برچار کے کہنے کے قابل نہ ہوئے گری ہوئی آتماؤں کا بعد لیکر خود ہی گری سے بدیوں کا  
آپ کی الکیوں کا پالان نہ کر کے کوئی کبھی کامیاب ہو ہی جو ہم ہوتے تاہم ہماری حالت قابل  
رحم اور آپ میں دیال اور تبت یا ہوں میں ایسی حالت میں ہیں کہ اسے اس کے ہونے کے  
امید نہیں بلکہ پیش آپ میں تمام شے خوب بگبت میں پری پری۔ ان میں ایسی کوئی بگبت نہیں  
جہاں آپ بر ماتا میں موجود نہ ہوں آپ کے بناتے ہوئے ہم کسی کے حق لینے کی خواہش نہ  
کریں۔ در مکھو مترو تیسرا۔



कुर्वन्ते ह कर्मणि जिजिषेच्छन्तं समाख्यं त्वयि

नान्यथे तोस्ति न कर्म लिप्यते नरे

اس ویڈیو میں پرانا جو کو اس بات کا ویدیش کرتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کسی کما بھی  
نیک کام کرنے سے خالی نہ رہے کیونکہ جو کا خاصہ ہی کرم کرنا اور گیان والا ہونا لیکن یہاں کسی قسم کے  
کرم کی ضرورت ہی اسکا پتہ اس سے پہلے منتر سے مل جاتا ہے کیونکہ اس سے پہلے منتر میں بتایا گیا  
کہ ہمیشہ ہم علیہ موجود ہی جو لوگ ہمیشہ کے احکام کو چھوڑتے ہیں وہ بہت دکھوں کو پہنچتے ہیں  
اس واسطے ہے جو تو کسی حق لینے کی خواہش کر کیونکہ جو آدمی کام سے خالی رہتا ہے وہ فی منکر  
حق لینے کی خواہش کرتا ہے اس واسطے بتایا کہ ستو اس تک جو انسان کی پوری زندگی کا کام  
کرنا ہوا زندہ رہنے کی خواہش کر یہاں کام کے معنی بلا غرض کام کرنے کے ہیں کیونکہ جو آدمی  
غرض سے کام کرتا ہے وہ تو اس کے ہونے کے واسطے مجبور ہوتا ہے مگر جو بلا غرض کرتا ہے  
وہ کہی بندہ میں نہیں آتا کیونکہ ہر ایک کام کا مہویت پر ہی جو کام جس نیت سے کیا جائے  
اس سے وہی ملے گا جیسا کہ درختوں کے واسطے بیج ہی اس کے عمدہ ہونے کی  
عمدہ بھل اور خراب ہونے سے خراب لگتا ہے جیسا کہ روغنی بھل کے واسطے نیت سے  
مکہ نیت نیک سے تو نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو بھل ضرور نشانی ہوگا۔ اور بد نیت میں ہمیشہ ناپسند  
بھل لگے گا۔ دہم کے کاموں میں بلا کسی غرض کے لگے رہے انسان کی زندگی کو پھیل کر نہ



لکھنا نامہ تری جی نے لکھا ہے کہ۔

एते सन्पुत्रा पारार्थ दयका स्वार्थं परित्यज्ये ।

सामान्वास्तु प्रार्थ सुधा मधुया स्वार्थो विरोधे नये

नेमी मानुषं राक्षसा परहितं स्वार्थं परित्यज्ये ।

एतेन धनं निरर्थकं परहितं तेकेन जानीमहे ॥

ہم بلاغین دوسروں اور کار میں لگے رہتے ہیں یہ سب پریش کہلانے ہیں بعض اوقات  
ہم کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں اس سے کام کیا جاوے گا تو ہمیں اس کا سبب ہوگا لیکن بلاغ  
دوسروں کا ہلا کر نامہ میں اس سبب تو ہمیں ہو سکتا ہے اس واسطے اس سے کہتی ہیں ہوگی اگرچہ کہ ہم کسی کام  
سبب نہیں لیکن اگرچہ کہ اس کے گمان کے منہ میں اس کی شدہ ہی کہے ذریعہ سے دوسروں  
واسطے جو کہ بلاغ کیا جاوے گا مکتی کا سامان کہلا نا ہے اور جب تک بلاغ نہیں کہہ کر کہی جاوے  
تک نہ تو حق نہیں شدہ ہو تا ہی اور نہ ہی برسے کہوں سے کہہ سکتا ہے اور جب تک میں نہیں  
تک گمان کہہ نا ناممکن ہے اگرچہ کہ اس کے پڑنے یا گور کے اور پھر میں سکھان ہو جاوے تو بھی  
نہ کی شدہ ہی کے بغیر اس کا قیام نہیں اس واسطے کہ شیون کے طریق سے پراپا جاتا ہے اگرچہ کہ اس میں  
سکھائی کے واسطے ہی مفید ہے اور جو گمان کا اور حکار نہیں رکھتے یعنی نہیں نے بلاغ نہیں  
نے کی عادت نہیں پیدا کی وہ گمان سے مجا سے لاپہ کے نقصان اوہاتے ہیں جس کا منہ



کلجک نین دینتی اور آریہ سماج کے وہ ممبر جو صرف دس بیٹھوں کو مانتے تھے وہ میں ان کو  
 کرنے والے نہیں اور کچھ چال دیو ہمارے بلجائے ہوئے مثلاً گرو اوبیشی کرنا ہی کہ حیوا تھا برکاتی کہ  
 سنگ سے سنگ کچھ کھانوں میں بیٹھا ہی اور برکاتی کے نیا نہیں کرتا اس واسطے میں اور ہتھکڑ  
 پر کرت میں بھی کرم کرتے اور دکھ سکھ ہو گئے ہیں حیوانی غلطی سے خوف مان لیتا اور نہ  
 نہ کرتا ہی اور نہ ہو گتا ہی اب نیک عمل کرنے والے کو تو اس گیان ہتھکڑ سے چھٹکارا لے لیا  
 اور وہ اسی مان کو چھوڑ کر نیک عمل کرنے لگے گلاور نہ ہی عمل کرے والا اسکے خلاف خیال کرے  
 وہ کہہ سکا کہ جب حیوا کرتا ہو گتا ہی نہیں کیونکہ کرم کرنا اندری میں اور ہتھکڑ کا دھرم ہے  
 دکھ بھی مجھ کو نہیں ہو گا بہر میں کیون نہ بیٹھ بہر کر دشی ہوگ کر بون بس پہ تو کیا کرتا  
 میان ہی بنجاویگا۔ اس واسطے گیان بلاغرض دوسرے کچھ پہلے کام کر نیکی عادت ہوئی  
 اب وچار کرنا یہ ہی کہ وید جو ست و دیواؤں کا پستاک ہے اس کا مضمون (دشے) کیا ہی ہے  
 کہہ یعنی ضروری دشے گیتہ کو مانتے ہیں لیکن یہ خیال آکا پچھے کیونکہ منڈک اور ہنشد  
 صاف حیوا کو بتلایا ہے کہ وید کے اندر دو طرح کی دیوا موجود ہیں ایک پرا۔ دوسرا  
 پرا۔ دیکھو منڈک اور ہنشد۔

नमो महोवाच देवि धेयै न मेनि यद् ब्रह्मविदो  
 वदन्ति परा चैव परा चैव







پہونچانے کے کارن جن اسی پر کارا گئی جو۔ رتن دما تھم اگن درختوں کے پیدا کرنے  
 والے ہیں اس لیے ستر سے ۵۰ دیاؤ کا ذکر کیا ہے۔ **चतुर्विधमिति**  
 راجو کے سنی عین کرنے کے میں جن وید میں کوشم پارتھ کو استھول کرنے اور دیوتاؤں کی  
 بوجا یعنی اگنی ہو تر گیتہ دان وغیرہ کر نیکاد کر سو وہ مجر وید ہے۔ **सामागम्यन्ति**  
 سام وید کیوں کے پھل کل بیان اور گان کا علم ہوتا ہے۔ **सामवासानि**  
 اتھرو وید سے اون خرا یوں جو اسکام میں عاید ہوتے ہیں کشا کی جاتی ہے اور ویدوں کے  
 دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں میں حرف گیتہ دسے ہی نہیں بلکہ ہر ایک قرابا  
 مول موجود ہے۔ مجر وید کا چالیسواں اور میا سے برہم وید کے متعلق مانا ہی جاتا ہے۔  
 اسی لئے اسکا نام ایش اپنید ہے۔ پریش سوک میں بیراٹ اور ستر کی اپتی  
 کی وید یا موجود ہے۔ **इष्टानि** وغیرہ ستروں میں نیز جنم  
 کی وید یا موجود ہے۔ **संगच्छन्नादि** یعنی کیساتھ  
 چلو کیساں گیان پیدا کر و کیساں برتاؤ پیدا کر و حسب طرح دیوتاؤں کی گیتہ میں  
 برابر حصہ لیتے ہیں ایسا ہی تم جو ہمارا کرو۔ اس ستر میں سوسائٹی میں اتفاق پیدا  
 کرنے کا علم پایا جاتا ہے۔ **ब्राह्मणैश्च**  
 اس ستر میں درون کا وہاگ یعنی تقسیم پایا جاتا ہے۔ اس طرح قریب قریب سب



متر و باؤں سے بہرے ہوئے ہیں صرف کم کا ٹنڈ یعنی لگتے کو ہی لکھ دیتے گانا سا  
صحیح نہیں کیونکہ شیشک شستر میں مہا تاکنا دجی نے صاف لکھا ہے۔

सिद्धि साधनः । अथ दानि ।

جس آپودے یعنی تت گیان اور شستر میں یعنی دکھوں کی اقلیت نورانی یعنی کئی حال  
ہو اسے دھرم کہتے ہیں۔ اگر اس سوتر کا پنجی تت پرش سمانش کیا جاوے تو یہ  
ماہر متوانی کہ جو تتو گیان کے ذریعے ملتی کا سبب ہو وہ ہی دھرم ہے۔

سوال کسی پدارتھ کی جسکی ہستی انی جہاؤ اسکا اقلیت ابھاؤ نہیں ہو سکتا  
یونکہ اقلیت ابھاؤ کے لئے تینوں کاموں میں نہ تو ماضی و حال و مستقبل میں  
انوں میں معدوم ہو جو نہ دکھوں ہی ایک پدارتھ ہی اسکا اقلیت نورانی نہیں ہو سکتی  
بہ اقلیت نورانی کی طرح ہو ہی نہیں سکتی تب کئی کس طرح ہو سکیگی۔

جواب اربعین شک نہیں کسی پدارتھ کا اقلیت ابھاؤ نہیں ہوتا کیونکہ ابھاؤ  
طرح کا ہوتا ہے۔ پرگ جہاؤ بروہنا جہاؤ۔ سنسکر کا ابھاؤ انہوہنا جہاؤ اقلیت ابھاؤ  
جہاؤ ہو سکتے ہیں۔ سوتر کار نے اقلیت ابھاؤ نہیں کہا بلکہ اقلیت نورانی لکھا ہے  
ت ابھاؤ اور اقلیت نورانی میں بہت فرق ہے نورانی اس پدارتھ کی ہوتی  
جسکی ہستی موجود ہو جسکی ہستی موجود نہ ہو ہو سکی نورانی ہی کیا ہوگی چونکہ دکھ کی ہستی



ہو چوڑی اور سکی ٹورتی ہونا درست ہے۔ اتھیت لورتی سے سو ترکار کا مطلب  
کارن سہ مت قشٹ ہو جانا ہے۔

(سوال) ابھودی یعنی تت گیان اور دکھ کا آپس میں ورود یعنی مخالفت  
نہیں جب آپس میں ورود نہین تب ناس سطح ہو سکے گا کیونکہ ورودی گن  
ناش کرتا ہے۔

(جواب) تت گیان اور دکھ آپس میں ورود ہی میں مہتیا گیان ہے  
دکھ کا کارن ہے اور مکاناش تو گیان سے ہوگا اور جب مہتیا گیان ورود ہوگا  
تب تک کہ کہاں جیسا کہ ہر شے کو تم منی نے پناے درشن میں لکھا ہے دیکھو  
ادھیاسے ۱ سو تر ۲

वज्रजन्म प्रवृत्तिदोष

विद्या ज्ञानानां उत्तरेभरा पाये तदन्तर

तदन्तर पापाद् पद्मना:

دکھ جنم پرورتی دوش اور مہتیا گیان کے سلسلہ وار نشٹ کرنے سے ملتی ہوتی ہے  
مہتیا گیان کے ناش کرنے سے راگ و دولیش دور ہوتے ہیں راگ و دولیش  
دور کرتے سے پرورتی یعنی کسی کام میں لگنا دور ہو جاوے اس کے بعد  
تم ہو اور جب جنم نہ ہو تب تک کہ آپ ہی دور ہو جاتے ہیں یہ سلسلہ ہے



ناش ہو سکتا ہے اور اسی کا نام آئینت نورتی ہے اسی ہی لئے مہر ششی  
 و پانڈ نے وید کو پرہم دھرم بتلایا تھا۔ مہاتمہ کناوجی کے خیال میں تو  
 گیان وید کاوشے ہے۔ یکتہ نہیں۔ اس سوال پر یہ بتاتا ہے کہ تو گیان  
 کسا ہو گا۔

(جواب) پر کرنی پرش اور جیو اتما کا۔ کیونکہ جیو اپنے سروپ کو  
 جانک ہی اپنے اشٹ پر اتما اور اشٹ پر کرنی کو جانتا ہے جیو کا مکہشہ  
 دھرم ایشور کو ماننا ہے۔ جیسا کہ وید میں لکھا ہے۔

वेदाहमेतं पुरुषं महानां मादित्यं वरा मादि

(ار تہم)

ہم اس سارے جگت میں ویا پاک پر اتما کو جانیں جو پر اتما سورج کی طرح  
 پر کاشن فوت گیان سروپ ہی جو او دیا وغیرہ سے مبرا ہی اسی ایک  
 پر اتما کو جان لینے سے مکتی ہوتی ہے دوسرا مارگ نہیں۔ پس مکتی کا سبب  
 ایشور کا تو گیان ہے۔ وہ ہی مکہ دھرم ہے کیونکہ اسی سے مکتی ہوتی  
 ہے چونکہ ایشور کا جاننا بہ سبب آہتہ کرن میں مل و کشپ آورن دوش ہونے  
 کی شکل ہے اس واسطے وید کے چار گیان کی منزل اور چار آشرم بتلائے



پہلے گیان کاٹھ - رگت وید برہمچریہ آشرم سے مل ویش دور رہتے ہیں  
 وکشیپ دور کرنے کو کرم کاٹھ - رجز وید گروہستہ آشرم سے وکشیپ دور  
 ہو جاتا ہے - آدرن دور کرنے کو آپاسنا کاٹھ - سام وید بالہستہ  
 آشرم سے آدرن یعنی درمیانی پردہ دور ہوتا ہے اور ساکشات کرنے کو  
 وگیان کاٹھ - اتروید سنیاس آشرم میں یہ ہم کے روشن باقاعدہ  
 ہو سکتے ہیں -

اس سلسلہ سے ہی نشیہ منکئی حاصل کر سکتا ہے اور طریقہ سے نہیں -  
 کیونکہ مکھدہرم یا کہیہ کرم تیاگنے کے لائق نہیں ہوتا بلکہ اس کو تیاگنا  
 پاپ ہے - جو مکھدہرم تیاگتا ہے وہ نشٹ ہو جاتا ہے - مثلاً  
 اگنی کو لے لیجے گا - اگنی کا کہیہ دہرم پر کاش اور گرمی ہے جبکہ  
 اگنی کے اندر اس کا مکھدہرم موجود ہے اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے  
 ہیں خوف کرتے ہیں - برخلاف اس کے جب وہ اپنا دہرم تیاگ دیتی ہے  
 تو وہ بجائے اگنی کے راکھ کہلاتی ہے اور حیونٹی جیسے ناجیز مخلوق ہے  
 پیر رکھ کر چلتی ہے - یکتہ وید کا مکھدہرمنے یا دہرم نہیں کیونکہ وہ سنیاس  
 آشرم میں تیاگ دیا جاتا ہے کہیہ دہرم تیاگنا نہیں جاتا - چونکہ یکتہ



تیا کا جاتا ہے۔ اسوجہ سے مکیہ و شہ نہین۔ بلکہ تو گمان ہے اوس ہی  
سے لاپہہ چوک ہو سکتا ہے جیسا کہ شرقی کارون نے کہا ہے۔

وہی ہے جو کہ

یعنی علم یقینی سے ہی ملتی حاصل ہوتی ہے اور کوئی طریقہ نہین۔ اس لئے ہر  
متنفذ انسان کو دیدہ ہی پڑھنا اور پڑھانا چاہیے۔ جو پریم بہرہم اور ست  
ودیاؤں کا جھنڈا رہے اس سے کلیان ہو سکتا ہے۔

اوم شم۔



مفت تعلیم کا دینے والا اور جس میں خرچ نہ لینے والا  
 چوبیسویں کروڑ کی سواریہ کھنڈ بدایون۔

جو عرصہ سال کی جاری ہو گا اس میں خرچ لے مفت دینے والا ایک کی سکستار بار  
 جس کا کل انتظام کروڑ کل کٹیج کے آدمی ہے جو جیسے وہاں ہی کی شہرستان کیا تم انہی وجود  
 حالت کو سدھارنا نہیں چاہتے کیا نہیں شہرستان کہلاتے ہوئے وہاں کے  
 خزانہ کا وارث بن چکی وجہ سے وہ جگت کر کہلاتے تھے غلط طور نہیں کیا کیا اس بار  
 کی کل سخاں کو غلام بنانا ہی پسند کرتے ہیں۔ کیا آپ مفت تعلیم دیکر بہت سارے سخا  
 پیدا کرنا نہیں چاہتے کیا کپڑے ہی دیکھو ان کپڑے پر کہ  
 یعنی سارے والوں دینے والے کا درجہ بڑھ کر منوئے بتلایا۔ خیال کر کرو کل بدایون کی  
 امداد میں جو شہر کی طریق پر دینے والا ایک کی تعلیم دے رہا ہے انہی کو یہ نام کو سپرل نہ کرنا  
 کیونکہ وہ دیکھا پر مہا پرانا آریو دیکھا پر مہم ہر سے نکرتے ہوئے آپ سطح دہم پر  
 دعویٰ کر سکتے ہیں۔ موت عمر سواریہ جو زندگی کا کوئی بہرہ نہیں۔ دو یاد ان میں  
 کو شش کروڑ ایک دو بارہ شش ختم کا حق اور بنائے اور شہر دیا سند اوشن کو پورا کر کے اپنی  
 کر گھنٹی ہونیکے دوش سے بچا سیکے جھے آشاہی۔ اوم شش۔

کر کل کا ادنیٰ سیکو کہ پڑھو کر شش اور شش کا اگر کل سواریہ کھنڈ بدایون



ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

दोपहर दोपहर

प्रातः

मंत्र

लाले जीवों दास ओप प्र देहा आर्ये मलज लाहो

११ श्लोक

हस्त

लाले सागळे मंत्र आर्ये मलज लाहो

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय



## دو ہندو بیوہ عورتوں کی بات چیت

راوٹا۔ آؤ بہن۔ آؤ۔ آج بہت دنوں چھی آئیں۔ کہیں بہکو بہول تو نہیں گئیں  
جسوٹا۔ نہیں بہن۔ پر تمہارے بابا کی ڈر سے میں تمہارا پاس زیادہ نہیں آتی  
جاتی۔ کیونکہ تمہاری ماں تمکو میری سنگت سے منع کرتی ہے۔

ر۔ نہیں کیا تم ہی میرا ساتھ اس دنگہ اور مصیبت میں چھوڑے دیتی ہو۔

ج۔ نہیں بہن نہیں۔ بتمہا ہمارا ایک ہی بہاگ ہیں۔ ہم تم ایک ہی جل کی چھیل  
میں مگر تمہارے مانباپ کی پرانے بچار اور ریت رحون سے مجھوڑ لگتا ہے

ر۔ بہن! تمہارے آنے سے ہمارا رخ کچھ تو گھٹ جاتا ہے۔ نہیں تو ہمارا سارا  
روئے لگتا ہے۔ چارہ نظرف سے دنگہ اور مصیبت کا سامنا رہتا ہے ہمارا

یتا بہن! رخ میں تسلی تو نہیں دیتے اُلتا ہمارا رخ اور دنگہ کو بڑھاتے ہیں۔  
کسی عورت کے پاس جانے اور نہ کسی سے بات چیت کرنے دیتے ہیں اور

دوسری عورت کو ہمارے پاس آنے دیتی ہیں۔ تمہارے سوا اس دہرتی  
ہمارا کون ہے جو دو گھنٹی ٹھیک ہمارے درو دنگہ کی کہانی سننے۔ بڑا شوک



کہ ہمارے مانتا یہ بھی نہیں چاہتے کہ تم دو گھڑی ہمارے پاس آکر بیٹو۔ اریہم  
 ساہارا ستمہارے آئے جانے کا یہی جذبہ ہوا تو پہرہم دکھ کا پہاڑ کیسے کٹے گا اور ہمارے  
 عمر کی بیڑی کیسے پار لگے گی اسلئے میری پیاری بہن! مجھے کوئی راہ اس رنڈا لے  
 کا کاٹنے اور اس دکھ مصیبت کے سمندر سے پار اترنے کی بتاؤ۔

ج۔ بہن! تم کیوں اتنا اس رنڈا لے کے ورد اور دھتے پر سو بچ بچا کر تی ہو۔  
 ایک نہ ایک دن سب کو مرنا ہے۔

ج۔ بہن! اس زندگی میں ہلکے سوا دکھ درد کے اور کونسا سکھ ہے۔ موت ہی ہمارا  
 شہراری بیماری کا علاج ہے۔ جیسے بید حکیم بہت دنوں کے بیمار سے نراس ہو کر علاج  
 پہوڑ دیتا ہے اور بیمار کا علاج موت سی ہی ہوتا ہے ویسے اس بیمار رنڈا لے کر بیماری  
 کی دوا بھی موت کے سوا اور کیا ہے۔ بہن! بہت اچھا ہو کہ بہن موت آجائے  
 اور میں اس درد دکھ کی بیماری سے چھوٹ جاؤں۔ اس ہمیزے جینے سے تو مرنا  
 ہمارا ہی بہتر ہے

ج۔ بہن! تم جانتی ہو کہ دنیا سنے کی نیا میں ہے۔ زندگی بدنی کی چھاؤں ہے۔ اور ہر تری  
 اور گئی۔ آگے چھی سب ہی اس دہرتی کو چھوڑ جائینگے۔ کوئی اس میں ہمیشہ نہ رہیگا۔ بچ  
 خوشی زیادہ ملے نہیں آنکھ بپٹ سو کس گئی گویا کچھ دیکھا نہ تھا خواب تھا جو کچھ کہ  
 دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ بہن! اس کو دھوئے سے کیا فائدہ۔ صبر کرو۔



اور اپنی عمر کو جیون تیون کر کے کاٹ دو۔

ج۔ مان بہن مان سچ کہتی ہو۔ مگر یہی رتہ ایسے کا دکھ جو دن و رات چونکاتا رہتا ہے۔ اس دہرتی میں ہماری حصہ ہے۔ اس دکھ کا کوئی علاج سوا موت کے نہیں ہے۔ دیکھو پہلے زمانہ میں رائدین اسی رتہ کے دکھ کی نصیبت نہ سہہ کر اور ہر روز ج۔ کی ذلت اور ندامت نہ اٹھا کر اپنی جان دینا اچھا سمجھتی تھیں۔ اور جلی ہی ہو۔ اگر آگ میں کود پڑتی تھیں اور اپنے پیغم کی لاش کو ساتھ لے کر تھیں تو کاشیکو جانا انکو نہ دیکھ کہیں اس بہتر تھا کہ وہ رات دن اپنے ماتا پتا اور بیگانہ بیگانہ کی بات نہ کہنے اور طعنے سننے اور ان رنجوں اور دکھوں کو سہہ نہ کر جو ہمارے منہ ڈال رہے ہیں۔ ریتوں میں جہنم اٹھانے پڑتے ہیں۔

ج۔ بہن۔ آسانہ چھوڑو۔ رام کو یاد کرو۔ اس شہر دکھ کی دوا پسیدہ کی ہے۔ ر۔ مان بہن مان سچ کہتی ہو رام سب درد کی دوا پسیدہ کی ہے۔ ہمارے درد کی کوئی دوا نہیں ہے۔ ج۔ آہ ایسا نہ بچاؤ۔ یہ باتیں کہہ سونے کا لو۔ آج کل ہماری مہارانی فیصلہ سندھ و کشمیر کے حکم کے انصاف کا سوج تمام ان اندھیروں کو دور کر لیا۔

ج۔ بہن! یہ مہارانی فیصلہ سندھ کون ہیں اور ہمارے درد کا علاج ہماری کر سکتی ہیں؟

ج۔ انوس ہمارے ان پڑھ بہنو کو یہاں تک یہی معلوم نہیں کہ ہمارا حکم



کون ہے۔ سنو میں بتاتی ہوں۔ ہماری مہارانی کو ٹیٹن وکٹوریہ لندن شہر میں رہتی ہیں۔  
 اور انگلستان اور آئر لینڈ کی حاکم ہیں۔ اور ہندوستان کی فیصلہ دینے والی شہنشاہ ہیں۔  
 رہیں۔ نام سو تو وہ ہی استری معلوم ہوتی ہیں اور چارے ہی سی ہیں۔ ۴  
 ج۔ ان ہیں! وہ ہی استری ہیں۔

ر۔ اگر وہ استری ہیں تو ہیں کچھ کچھ آسا ہوتی ہے۔ یہ ہیں جب وہ استری ہیں تو پہ  
 کا یہ کہو ہمارے دکھ کے دور کرنا پکار نہیں کہ نہیں اور کیوں ہمارے رخ کا علاج نہیں کرتیں  
 قانون کی انہوں نے نیت شاستر نہیں پڑھا۔

ج۔ ہیں! ہمارے دکھ اور رخ کو ہماری ہی قوم کی بی رحمی اور بی پردہی نے بچہ ڈال  
 رکھا ہے۔ اس میں ہماری مہارانی فیصلہ دینے کا کیا قصور ہے؟

ر۔ واہ ہیں کیوں نہیں کیا ہم ہی مردوں کی طرح انکی رعیت نہیں ہیں۔  
 اور جب ہیں تو پہر کا ہے کو انہوں نے ہمیں اس طرح بے بس درد دکھ میں چھوڑ  
 ہے جسکے درد ہونٹوں کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ ہمارے لوگ۔ درد دکھ  
 پورے ذمہ دار نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ ہی تو ملکی قانون کے تابع ہیں اور اگر  
 کا علاج ہماری مہارانی کوئی ایسا قانون جاری کرے جس سے ہماری مصیبت دور  
 ہو تو کیا ہمارے مرد اس قانون کی تعمیل نہ کریں گے۔

را۔ انہیں بہن نہیں چارہ رو لیتے قانون کی تعمیل سے بہت بچھوٹے ہیں



مر۔ واہ بہن! ذرا اچھی طرح بتاؤ کہ کیا کوئی ایسا قانون جاری ہوا ہے جو ہمارے  
 نے نہیں مانا اور کب؟

ج۔ بہن۔ رائے دن کے بیاہ کرنے کے باب میں ایک قانون جاری ہو چکا ہے۔  
 ویڈو میرج ایکٹ ہے جس کے بموجب کوئی رائے دن یا بیوہ عورت اپنا بیاہ کر لے تو اس کے حق میں  
 میں کچھ فرق نہیں آتا۔

مر۔ بہن! کیا اس قانون کے موافق آج تک کسی رائے دن کا بیاہ ہوا ہے۔

ج۔ دکن میں دو ایک بیوہ عورتوں نے اس قانون کے انوسار بیاہ کیا ہے۔  
 لیکن اس بات سے ان بچا ریوں پر بڑی لعنت ملاست کی بوجھ پڑی اور ان کے فوت  
 سے نکال دی گئیں۔ جب سے کسی عورت کا بیٹا نہ پڑا کہ وہ اس رسم کے خلاف ملتا اور  
 کرتی ہو۔

مر۔ بہن! جب یہ حال ہے تو اس قانون سے کوئی فائدہ نہ ہو گا اور جب تک یہ اپنا  
 سرکار کوئی ایسا قانون جاری نہ کرے جس سے ہمارے مرد و کمو ہمارے غلام  
 کے پورا کرنے میں مداخلت کا موقع نہ ملے تب تک یہ ہمارے جاہل اور  
 پڑھ مرد و بے کبھی اس قانون کی تعمیل ہونے نہ دینگے۔

ج۔ بہن یہ سچ ہے! یہ ہمارے سہارا کی قیصر مند اپنی ہندی رعایا کے ہمارے  
 ریتوں میں دست اندازی کرنا نہیں چاہتی ہے۔



جب یہ بات ہو تو پہر کا ہے کو مہارانی ہمیں سستی ہو لے اور آپنی جانیں  
 بیکارگی دینے اور اس درد دکھ سے چھوٹنے سے روکتی ہیں کیا یہ مذہبی رسم  
 ہے۔ اور کیا یہ کشتی کی رسم جو بیان پہلے بہت پسلی ہوئی تھی سرکار  
 نے نہیں روکی۔ ہم نے سنا ہے کہ یہ دونوں بڑی ریتیں ہماری سرکار نے روک  
 دی ہیں پس یہ دونوں بڑی ریتیں روک دی گئیں جن سے لاکھوں بڑے  
 بچے پیدا ہوتے تھے تو اب رائڈ ونجی بیاہ کر لے کی ریت کو روکنے کے لئے کون نام  
 کیا گیا۔ یہ بھی اس طرح روک دی جاسکتی ہے۔ رائڈ عورتیں ان تکلیفوں اور اذیتوں  
 کے خوف سے جو۔ اونکے خاوند ونجی موت کے بعد انہیں اٹھانی پڑتی تھیں زندہ  
 کے خاوند اور اپنی جان دینا اچھا سمجھتی تھیں۔ اور اس پر وہ سستی ہو جاتی تھیں۔  
 اس سستی کے قانون نے عورتوں کو آگ میں جلنے سے روک دیا پر اس اندر کی آگ کا  
 جب تک کہ آپاؤ نہ کیا جائے وہ ساری عمر جلتی رہتی ہیں۔ کیونکہ ہن تیار اس میں کیا بچا  
 رہتا ہے ان ہن جو کچھ تم کہتی ہو سب سچ ہے۔ مجھی بھی یہ یہ پیدہ نہیں کہتا کہ کیون  
 بل اور جانی قیصر سند اس منخوس ریت کو حکماً نہیں سٹا دینا۔ جیسے کہ اسے سستی اور  
 کشتی کی رسم کو دور کیا ہے۔ مجھی عقل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قیصر  
 رعایا کو ہمارے درد دکھ کی کچھ خبر نہیں ہے ورنہ وہ ضرور ہمارے  
 قانون کو دور کرتی۔



رہ۔ جیسے کہ ہمارے دلش کے جانوروں کے دگہہ درد کی خبر اس کے کان تک پہنچی ہے اور اس کی بابت ایک قانون جاری ہو گیا ہے کہ جانوروں پر کوئی ظلم نہ ہو گا۔  
 یا میری صحت کی حرکت نہ کرے، پاؤں اسطرح ہمارے دگہہ درد کی خبر نہ پہنچے۔  
 بی جان جانوروں کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہے ضرور اس کو پہنچی ہو گا۔  
 ج۔ بہن! ہماری دکھوں کی خبر اسے کیونکر پہنچی ہو گی۔ کون ہمارا درد دے گا۔  
 دسوز خیر خواہ ہے جس نے اسے خبر کی ہو گی۔ ہماری بیانی بند تو ہماری کہنے کے  
 کا تو کچھ سوچ ہی نہیں کرتے اور کچھ ترس نہیں کہتے وہ بڑے خود غرض ہیں کہ ان کی  
 صورت کے مرنے پر تو اپنا دوسرا بیاہ کر لیتے ہیں اور ہمارے رٹنے لپکے کا کچھ نہ دیکھتے۔  
 نہیں کرتے بلکہ ہلکے چپو نشی سے حقیر جانتے ہیں کہ اپنی عورتوں کو باندھ کر  
 کے موافق رہتے ہیں وہ کب اس بات کو دیکھ سکیں گے کہ کوئی انکی خاندان کی بیواؤں کو  
 کی کہانی قیصر ہند سے کہے بہن! اب تک تو ہمارے دلش میں کسی ایسی استری سچ  
 جنم نہیں لیا جو لٹن جا کر ہمارے دگہہ درد کی کہانی قیصر ہند سے  
 کو سناتی۔

ر۔ اچھا بہن! اچھا۔ مگر کیا تمہاری سمجھ میں آتا ہے کہ ہماری قیصر ہند کو کیا  
 تدبیر ہمارے دگہہ کے دور کرنے کے لئے کریں گی۔ کیا تم اس بات کو اچھا سمجھتی  
 کہ سرکاری حکم سے ہندوستان کی تمام رائڈوں کا بیاہ کرنے کی پابندی



ادی دی جائے اور پھر انکو اختیار ہو گا کہ چاہیں اپنا بیٹا کون چاہیں  
 کوئی لڑکین۔ یہ دستور اگلے زمانہ میں ہندوؤں کے ٹلن تھا اور یہی  
 نسبت انگریزوں مسلمانوں اور تمام دنیا کی قوموں میں ہے  
 جی ہو گا آج کل کے بڑے ہندوؤں کے ٹلن یہ ریت نہیں ہے  
 ہمارا روہ اس ریت کو بڑا جانتے ہیں۔ دنیا بھر کی قوموں میں یہ ریت  
 جاری ہے کہ رائڈ چاہے بیاہ کرے چاہے نہ کرے کوئی اسکو روکتا  
 نہیں کیونکہ اور میں چاہتی ہوں کہ یہی ریت ہندوستان میں بھی  
 جاری ہو جائے۔

ن کو بیاہ۔ ہیں! رائڈوں کے بیاہ کی ریت جاری ہونے سے کیا فائدہ  
 کی بیواؤں کے۔

نری۔ ہیں! رائڈوں کے بیاہ سے بہت فائدہ ہوئے گا۔ پہلا فائدہ  
 یہ ہے کہ لوگ رائڈ کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے اور  
 بوجہ قسمت اور بخت ذلیل و خوار اور پاپی نہ سمجھیں گے۔  
 سب کو بیاہن باپ کم ہونگے۔ بچے نام لینے سے بہن شرم آتی ہے اور  
 سب سے تمام دنیا بھر کا پتی ہے۔ تیسرے رائڈ میں دو مرد  
 بھر دوسرے بھر تکلیف نہ اٹھائیں گی اور وہ باجیوں لونڈیوں



کی طرح ساری عمر قید میں نہ کاٹیں گی۔ چوتھے وہ ساری عمر  
 حقارت سے نہ دیکھی جائیں گی۔ اور لوگ انکو ایسی بڑی طرح نہ  
 کہیں گے۔ جیسے کہ اب رکھتی ہیں۔ بہت بڑا فائیل رانڈون کے  
 بیاہ کی ریت جاری ہونے سے پہلے ہو گا۔ کہ ان کے ماتا پتر غلامی  
 بہائی میں ان کے ساتھ اس بدسلوکی سے پیش نہ آئیں گے غلامی  
 جیسا کہ اب آتے ہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے ان کی خاطر ان کو  
 تواضع دوسری عورتوں کی طرح ہو گی اور کوئی ان کو نظر نہ  
 حقارت سے نہ دیکھے گا۔ انکو ہی امید رہے گی کہ جب چاہیں ہم اپنا  
 بیاہ کر سکتے ہیں۔

رہیں! یہ سب سچ ہے مگر یہ بتاؤ کہ سوا قیصر ہفت ک  
 اور کسی مجال ہے کہ جو ہندون میں سے اس چری ریت کو اٹھائیں جن  
 اور جو مشکلین پیش آئیں۔ ان کا علاج کرے اور کب ممکن ہے  
 کہ ہمارے درد دل کی آہ گو وہ کیسی ہی فلک سوز اور جاگدلا اور  
 ہے۔ ہماری قیصر ہند کے کان تک پہنچے۔ کہاں ہم اور کہاں ہمارے  
 قیصر ہند۔ ہم میں اور اس میں ہزاروں کوس کی دوری ہے۔ اس وجہ  
 سے بکو کوئی آشا نہیں۔ جیسے دوسرے دن کو ہے اور جب آسمانی



نہیں رہی تو جینے کی کیا خوشی ہے۔ بہن! تم جانتی ہو کہ دنیا  
 کا یہ سب کچھ قائم ہے۔ بس اب ہمارے بھائی گون میں سواغلامی اور  
 وکالت کے اور کیا ہے۔ غلامی بھی ایسی جو ہزاروں درجے اس عام  
 مانتا ہے غلامی سے بڑھ کر ہے جسکو مذہب سرکار نے منع کیا ہے اور ہماری  
 آئینہ غلامی کے ساتھ تو اور لاکھوں بیخ و دکھ ہیں جسکو ہمارا ہی جی  
 سے اوجھ جانتا ہے۔ اسلئے میری پیاری بہن! ان خیالوں کو چھوڑ  
 دو جو کچھ رام کی مرضی ہے۔ اس پر راضی خوشی رہو۔ کیونکہ  
 ہم اپنا دنیا میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھتا ہے جو ہمارے درد  
 و دکھ کو قیصر ہند سے جا کر بیان کرے یا ہمارے مصیبت کی حالات  
 کو لکھ کر چاہے۔ بہن مثل ہے۔ جسکی نہ کہلی ہو بیانی۔ وہ کیا جانی پڑی  
 ہے جس لوگوں پر ہمارے سہیلی بہن بیتی کہیں کیا مطلب ہے جو ہمارے  
 سہیلی سہیلی کہیں۔ اسلئے بہن ہمارے بھاگ ہی میں دائی عذاب  
 اور غلامی اور وکالت خوار می لکھی ہے۔ جسے اٹھانا ضرور ہے  
 ج۔ آہ بہن کیوں آسا چھوڑتی ہو ایسی باتوں کو نہ بچا رو  
 رام ہم ہی میں سے کوئی ایسی عورت پیدا کر دے گا جو ہماری درد و  
 کی کہانی ہماری قیصر ہند سے لکھن جاکر کیگی۔



ر۔ ٹان بہن ٹان شکر ہے کہ ہندوستان میں اس حال میں ہیں  
 میں ہی ایک آوہ عقلمند اور ہمدرد استری کا ہونا سچ ہے۔  
 جاتا ہے اور اتنا بڑا ملک ایسی عورتوں سے خالی نہیں رہتا۔  
 مینے ہی اخباروں میں ایسی عورتوں کا ذکر سنا ہے۔  
 ج۔ سچ کہتی ہو بہن۔ مینے ہی چند ایسی ہی عورتیں  
 کی فریادیں لارڈ پرین کے نام اخباروں میں پڑی ہیں۔  
 لہ۔ لارڈ پرین کون۔

ج۔ افسوس تم اتنا ہی نہیں جانتی کہ مارکوس لارڈ پرین  
 ہند کے گورنر جنرل ہیں اور ہمارے حاکم اعلیٰ ہیں۔  
 لہ۔ بہن! ابھی تو سمجھنے کہا تھا کہ ہماری حاکم قیصر  
 تہ ہیں اور ان کو اس کا حق ہے۔ ان دونوں  
 سے ہم کو اپنا حاکم سمجھیں۔

ج۔ نہیں بہن۔ ہماری قیصر ہند تو ہماری پادشاہی  
 اور مہاراج لارڈ پرین قیصر ہند کی طرف سے ہمارے  
 کے حاکم اور ان کے جانشین ہیں۔  
 لہ۔ کیا بہن! لارڈ پرین جو قیصر ہند کے قائم مقام ہندوستان



حالیہ میں چار سی حالت کی اصلاح کر سکتے ہیں؟۔

۱۔ دن بہن دن! کیون نہیں۔ ۲۔ مین لارڈ بننے کے  
 ۳۔ جو اس وقت قیصر ہند کے قائم مقام ہندوستان میں  
 ۴۔ مہارانی قیصر ہند نے مستی اور دختر کشی کی خواہش

عورتوں اور اور بڑی یا توں کو بند کیا تھا۔ اب اس طرح ہمارے  
 ۵۔ جو وہ گورنر جنرل رائڈون کے بیٹا نہ کرنے کی بڑی ریت  
 ۶۔ کر سکتے ہیں۔ ہمارے لارڈ بڑے رحم دل سچے خیر خواہ

۷۔ رین کیم انسان اور ہند کے دلی دوست ہیں اور کوئی تعجب نہیں  
 ۸۔ ہمارے لارڈ ہمارے درود گہ کی کوئی علاج نکالیں اور  
 ۹۔ اور اس تکلیف سے چھوڑا دیں۔ مگر بڑے امنوس کی توہم

۱۰۔ دولیات ہے کہ ہمارے ملک کی کجحت رائڈین بالکل ان پڑھ  
 ۱۱۔ ہیں اور دوسرے ملک کے حالات سے محض ناواقف ہیں۔

۱۲۔ و شاید ہمارے یہ دعا ہے کہ ہمارے لارڈ رین ہنسی خوشی  
 ۱۳۔ اور ملک و سلامت انگلستان پہنچ جائیں اور وہ ان پہنچ کوئی  
 ۱۴۔ کوئی علاج ہماری درود گہ کی دور کر نیک نکالیں۔

۱۵۔ ستال اور حبس و دہ کی حیب یہ بات چیت بند ہوئی تو ایک آریہ



جو چپ چاپ پاس کھڑا اس بات چیت کو سن رہا ہو  
 بول اٹھا کہ لو را دل اور جسو دل سوامی دیا تندہستی ہو  
 کے ست سنگیوں لینے آریہ سما جیوں نے جو مدت ہی پہلے  
 بدھواؤ نخی بند خلاص کر انہی فکر میں تھے۔ آخر کچھ بہن  
 دکھائی۔ لینے امرتہ کی آریہ سماج کی مندر میں آکر  
 ۱۸۸۵ء کو ایک بدھوا کا بواہ کرادیا اور بڑی خوشی کی گھنٹی  
 ہے کہ شاستری سے یہ بواہ ہوا اور اس بواہ میں مندر  
 کے کئی رئیس اور چند پٹت شہ یک تھے اور یوں تو صدائے  
 دعوات اس جلسہ میں موجود تھیں۔ اور ہر ایک شخص  
 کارروائی سے خوش و غرم معلوم ہوتا تھا۔

ج۔ کیا یہ بات سچ ہے؟ یہ لڑکی اور لڑکا کس کس  
 اور برن کے تھے اور یہ لڑکی کس عمر میں بدھوا ہوئی تھی  
 اب کس عمر میں اسکی شادی ہوئی۔

آریہ۔ اس شادی کا مفصل حال و اکثر اخبارات اردو اور انگریزی  
 میں چھپ چکا ہے اور جا بجا شہروں میں اسکا چرچا ہو رہا ہے  
 یہ لڑکی ملہوٹہ چار گھر کستری ذات کی بدھوا ہوتی تمام اسکا جوا



نوزدہ برس کی عمر میں اسکی شادی ہوئی تھی اور دو برس بعد وہ  
 بڑا ہو گئی۔ یاب اسکا پہلے ہی مرجکا تھا پر مازندہ تھی۔ چونکہ وہ خود  
 اپنے کی سخت مصیبتوں کا شجر بہ کر چکی تھی اسلئے اسکو یہ گوارا  
 نہیں کہ اسکی بال بد بھال لڑکی عمر بہر کی مصیبت میں پہنسی رہے  
 میں اسکو آریہ سماج والوں کی طفیل یہ تو وہ سن ہی چکی تھی کہ شاستہ  
 شی کی پٹیر لواہ جائز ہے اسوقت سے وہ ایک لائق بر کی تلاش  
 میں تھی۔ آخر کار تین سال کے بعد وہ کامیاب ہوئی اور آریہ سماج  
 تو صد اٹ لیکہ اپنی لڑکی کو ایک نوجوان لڑکے کے ساتھ بیاہ دیا  
 شخصات کا چوڑا کہتری اور نام اسکا لالہ رادھا کشن ہے۔ اور سنگیا  
 کہ یہ مرد ہی رنڈا تھا۔ پس اس صورت میں یہ پٹیر لواہ عین شاستہ  
 کے مطابق ہوا۔

تھی ہے رادھا۔ کیا میں کہتا ہوں تھا کہ کوئی نہ کوئی استری اس دیش  
 ایسی ضرور پیدا ہوگی جو پچاری، بند و بیواؤں کی منہ خلاص کرے گی  
 رانگہ میں بال بد بھال کی مافی وہ کام کر دکھایا جو مردوں کی بھی بن نہ آیا تھا اب نام چاہے  
 ہو رانگہ ہی استری اور مرد اس نیک اور ذاتی استری کی پیروی کریں گی اور  
 کا جو مراد کے گل کہیں گے۔ مرتبہ لالہ جیونداس میر آریہ سماج لاہور



# نئی کتب

ہندی

اردو

مورتی کھنڈن -

۱۰ - تنگو اور اسکے نقصان -

ایش اپنشد بھاشا ٹیکا والی -

۱۰ - کچھ دربارہ شہ اپنے یک نشیات -

کین -

۱۰ - چاری خوراک -

کھٹہ -

۱۰ - انجیلی خدا کا فریڈ -

پیشن -

۱۰ - سندھ اردو -

سندھ وکیہ -

۱۰ - آریہ و لے -

ہندی کی پہلی -

۱۰ - آریہ سنگیت مالا -

ہندی کی دوسری -

۱۰ - پھول مالا -

سنت پریشا -

۱۰ - آریہ و پتر کا ہر دو حصہ -

دھرم پریشا -

۱۰ - طالب علموں کی لئے خوراک -

بھارت پرکشا -

۱۰ - منشی تہیشی -

نویں دیدہ نامک -

۱۰ - دودھ اتاج -

شکا لاکھرن -

۱۰ - سوانح عمری سوامی جی کی -

المستشرقین اسلام -

۱۰ - ایک نڈت لیکچر ام بھارت -

آریہ پیکال -

۱۰ -



کتاب ہذا آدھ آنہ محصور لداک بھیجنے پر مولف کو پاس سوار و منصرم طبع و دیار پرین ہی مفت بل سکتی ہو

# ترجمہ سندھیا زبان اردو جسکو

گرو صائی لال مدریس ریاضی کانوڈا  
اسکول نے

حب فرایش لالہ رادھا کرشن تھروٹا مشرا کول منکول  
سوامی دیانند مہرستی کی سندھیا اردو میں ترجمہ کیا  
اور

مولف کو انراہ دریادولی اس ترجمہ کو مفت تقسیم کیا  
۹۴ء

مطبع و دیار پرین واقع شہر میٹرکھن میں طبع ہوا



# سندھیا

جب غل سے پیشتر کا اچھی طرح دھیان کیا جاوے اس کو  
 سندھیا کہتے ہیں۔ رات دن کے سنیوگ سے ہر منٹ کو  
 سندھیا یعنی ایشہ کا دھیان کرنا اچھا ہے اسلئے  
 کہ آتما کی شدھی ہو اور نیک کاموں کی طرف چت راغب  
 ہو۔ اس غل کی ترکیب یہ ہے کہ بیرونی صفائی پانی  
 سے کرے اور اندرونی راگ دوش وغیرہ کے  
 تیاگ سے پھر ایکانت استھان میں بھومی یا آسن پر بیٹھے  
 سدا نکھ پر جل چڑ کے تاکہ سُستی دور ہو۔ اس کے  
 بعد کم از کم تین بار پرانا یا مکر سے یعنی اندر کی ہوا کو باہر  
 نکال کر باہر ہی روک دے پھر بتدریج اندر لیجا کر کچھ دیر  
 روک کر باہر نکال دے۔ اس غل سنی کی استھتی ہوگی



اے بعد اگر چوٹی ہو گا شیری منتر پڑھ کر اسکو باندھ پھر  
ہر ایک منتر کو ترتیب وار پڑھتا جاؤ اور ایشورین وہیان لگا

॥ او ۳ ॥

آچمن منتر:

ओं शन्तो देवी रभीष्टय आपो भवन्तु  
पीतये शयो रभिस्त्वन्तुनः ॥

ओं शन नः देवी रभीष्टये  
ایشور کلیان ہمو لئے سو پرکاش ہمو

आपः भवन्तु पीतये शयों  
سرب بیایک ہووے پرمانند کے لئے

अभि श्रवन्तुनः  
بارش کرے ہم پر

آچمن منتر



اوم۔ شنو دیوی ریشمیہ آپو بھونو پیٹے شنویر بھی سرونو۔

ارکھ

ہے سو پرکاش سرب بیایک ایشر ہکو منو با نچت آنڈ بھو  
کے لئے کلیان دے اور سد اہم پر سکھ کی بارش کر

فائدہ

یہ منتر ٹرھکرتین بار آچمن کرے۔ غرض اس سے یہ  
کہ سستی اور گلے کا کف وغیرہ دور ہو کر دہیان آتی ہے

इन्द्रियस्पर्शः

اعضا

वाक वाक् ओं प्राण

ایشر جیب بانی



श्रीः	श्रीं	चक्षु	चक्षु	श्रीं
शिर	ایش	آنکه	بینائی	یش
श्रोत्र	श्रोत्र	श्रीं	नाभि	श्रीं
سنّا	کان	ایش	ناف	یش
हृदय	श्रीं	कंठः	श्रीं	शिर
دل	ایش	گلا	ایش	یش
श्रीं	बाहुभ्यां	यशो	वलं	श्रीं
ایش	دو نون بازو	نام وری	بل	یش
कानल	करपृष्ठे			
دو نون آتھو نکر	پیٹ			

اندریم شری

اوم واک واک اوم پراثر پراثر - اوم خلش خلش اوم شروترم



شروترم اوم ناہی۔ اوم ہر دیم اوم کنٹھ اوم شرہ  
 اوم ہو بہیام یشتہ بلیم اوم کرل کر پر شٹ

ارتھ

ہے ایشر چہاری زبان اور بانی پران اور شیر آنکھ  
 اور درشتی کان اور سننا ناف گلا پرواسر دانکو  
 بلوان اور پرزور رکھ اور ہمار بازو اور ماتھون کو زور دے

فایدہ

اس منتر میں ایشر سے پرارتھنا ہے کہ میرے  
 سب انگ پرزور اور تندرست رہیں۔

मार्जनमंत्रा

श्रीं भूः पुनरु शिरसि श्रीं  
 अश्विं प्रानवा पुत्रक



भुव पुनातु नेत्रयो ओं स्व  
 मुक्ती वा पुत्रकर मिरदोन निर अिशर सामंसारका

पुनातु कंठे ओं मह पुनातु  
 पुत्रकर मिरकण्ठे अिशर सबे बुरा पुत्रकर

हृदये ओं जन पुनातु  
 मिरादल अिशर कृता पुत्रकर

नाभ्यां ओं तपः पुनातु  
 मिरि नाभी अिशर ब्रह्मा पुत्रकर

पादयो ओं सत्यं पुनातु  
 मिरके पानु अिशर सत पुत्रकर

पुनः शिरसि ओं स्व  
 प्छ मिरा अिशर त्रि

ब्रह्म पुनातु सर्वत्र  
 ब्रह्म पुत्रकर सप्तशतान



# مارجن منتر

اوم ہو پونا تو سہی اوم بھو وہ پونا تو نیترو اوم  
 سوہ پنا تو کنٹھے اوم مہ پنا تو ہر دے اوم جب  
 پنا تو ناہیام اوم تپہ پنا تو پا دیوہ اوم ستیم پنا تو  
 پنہ سہی اوم کہم برہہ پنا تو سروترا۔

## ارکھ

ہے پران دینے والے ایشور میرا سر پو تر کر۔ ہے مکتی  
 دینے والے ایشور میرے دونوں نیترو تر کر۔ ہے سہار  
 کے سوامی پر ماتا میرا کنٹھ پو تر کر۔ سب سے بڑا ایشور  
 میرا دل پو تر کر۔ ہے جگت کرتا پر ماتا میری ناہی پو تر کر۔  
 ہے بدیا اور دشمنوں کے ناش کرنے والے سوامی



سیرے پاؤ پوٹر کر۔ ہے اپناشی سید اسر پوٹر کر۔  
 ہے سرب بیایک پر ماتا سیک سب استھان پوٹر کر۔

### प्राणायाम मंत्राः

ओं भूः ओं भुवः ओं स्वः  
 अश्वि पुराण दा अश्वि अश्वि अश्वि

ओं महः ओं जनः ओं  
 अश्वि सैब्रा अश्वि अश्वि अश्वि

तपः ओं सत्यम्  
 अश्वि अश्वि अश्वि

अथ

है प्रमाता तु कृत्ति दीने वाला पुराण अश्वि सैब्रा अश्वि  
 अश्वि अश्वि अश्वि अश्वि अश्वि







ओं कृतमूच सत्यमूच  
 ایش اور پر کرتی اور وید

अभीष्टान तपसः अथ जायत  
 اپنی پورن بدیا سے انتہی شکتی سے پہلے کی طرح آتین ہوا۔

ततः राज्य जायत ततः समु  
 ہا اس انتہی شکتی سے آتین ہوئے مہاراجہ کی اس انتہی شکتی سے

दो अर्णव समुद्रादार्णवद अधि  
 دو مہا سمندر سے سمندر

संवत्सरः अजायतः अहो रात्रिणि  
 سال گھڑی رات دن آتین کے

विदधतः विष्वस्य मिषतः वशी

چڑھیں سب بس میں کہیں والا سچ سچا جو جگت کے



सूर्यो चन्द्रमसो धाता यथा  
 پہلے کے جگت کا پہلے والا چاند مان سورج

पूर्वम अकल्पयत दिवम् च  
 مانند اور لطیف روشنی رکھائے

पृथिवीमूच अन्तरिक्षम् अथ स्वः  
 جگت کا کاشی چچین اور زمین آسمان کا درمیان اور زمین

## اگرہ مرشن منترا

اوم رتتم چہ ستیم چا ہیدات پسو دیہیا جاتیہ تمورا تریا  
 جایتے تہ سمدروار نوہ - سمدرات ارتوات  
 دیہی سمبشروا جایتہ اہورا ترانی بید دہت بشوہ  
 شتو بشی + سوریا چندر سو د ماتا میتھا پورم کلپیت  
 دیوم چہ پر تہوم چہ انتہر کشم تہو سوہ -



## ارتھ

پر ماتا نے اپنی پوریان وقیا اور انت شکتی سے وید اور  
پر کرتی جس میں گن شامل ہیں اتپن کئے۔ مہار اتری  
کے بعد جگت کے دھارن کرنے والے بس ہیں کھنڈ والے  
انتربامی پریشرنے وہ سندر جو پر تھوی اور میگہ منڈل کو درمیان  
پیدا کیا اسکے بعد گھڑی دن رات اور وقت کے حصے پیدا کئے  
یعنی قرار دے۔ پھر سورج چاند ستارے زمین زمین آسمان کے  
درمیانی جگت سہج سبھاؤ سے (بے محنت) اتپن کئے جس کو کہ  
پہلے تھے

## فائدہ

اس شتر میں ایشتر کی انت سامرتہ کا برن ہے اور شتر  
کا انادی ہونا جگت کا اتپن ہو کر پہلے ہو جانا اور انت گہور اندھیرا



رہنا جبکو مہارتری کہتے ہیں اسکے بعد پھر ششی کا پر گھٹ ہونا پڑا  
 کی مانند سب سنساری بستو آتین ہونی مذکور ہیں۔

وہ انتہی امی اور سرب شکتی مان ہے جس کو اُچت ہے کہ اسکی  
 سامرتھ کا وہ بیان کر اپنے کرم من بانی شیر سے اُتم بنا کر اور  
 کبھی کسی کا بڑا چٹون نکرے کیونکہ وہ مانسک کر مونکو ایسا ہی  
 جانتا ہے جیسا کہ شاریرک کو ہر ایک کا ڈنڈ تہا یوگ دیتا ہے۔

मनसा परि क्रमा मंत्राः

प्राची दिग्ग्नि रधिपति रसितो रक्षिता  
 दित्या इषवः तेभ्यो नमोऽधिपतिभ्यो नमो  
 रक्षितृभ्यो नमो इषुभ्यो नमः एभ्यो अस्तु  
 योऽस्मान् द्वेष्टियं वयं द्विष्म सतं वो जम्भे  
 दधमः ॥



پراچیدیک آگنی: - آدھپتی: آسیت:  
پورب کی دشا گیان سروپ پرتا سوامی بدین بہت

رکھیتا آدیتیا ایض: تےہونم:  
رکشاکرنے والا کرتین یا پیران بان منکار آن کو

آدھپتیہونم: رکتیت ہونم:  
رکشاکرنے والوں کو منکار سوامیوں کو

ایض ہونم: اہمہو: آسمان  
ہونم: اہمہو: آسمان ہونم: اہمہو: آسمان

ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:  
ہوہی ی ی ی دیہی: تہ: جہہ دہم:



## ارتھ

پورب کا سوامی گیان سروپ پر مانتا ہے وہ آزاد بندہ بن رہتا  
 رکشنا کر نیوالا اسکی بان پران یعنی محفوظ رکھنے والی شوکتیان میں  
 ان شکتیوں کو منسکار وہ ہمار شیر کی رکشنا کرنے والی ہیں  
 ان بانوں کو ہماری بارم بار منسکار۔ اسلی جو ہکو برا کہتا ہے یعنی  
 ہمارا دشمن ہے یا جسکو ہم برا کہتے ہیں یعنی دشمن ہیں اسکو ان شکتیوں  
 کے ذریعہ سے اسکی سچی آگیا میں لائیں یا اپنا منتر بنائیں۔

## فائدہ

اطراف چھ ہیں ہر ایک طرف کا سوامی محافظ حاکم پر مانتا ہے اسکو ہر ایک  
 طرف کے ساتھ جدی نام صوفی سی موسوم کیا ہے اور پرارتھنا کی  
 گئی ہے کہ وہ پر مانتا اپنی شکتیوں کو جو بانوں کی مانند ہیں ہمیں سیدی



راہ چلاوے اور ہم کسی کے دشمن نہ ہوں نہ کوئی ہمارا دشمن۔ الغرض  
سب دوستی پیدا کریں اور خیر خواہ رہیں سب ہمارے دوست اور خیر خواہ ہوں

दक्षिणदिगिन्द्रोऽधिपतिस्तिरश्चिराजी  
रक्षितापितरइषवः॥दक्षिणादिक इन्द्रः  
اشعروالا (ماچلال) دکن کی طرف

अधिपतिः तिरश्चिराजीः रक्षिता पितरः इषवः  
بان گیانی لوگ رکشا کرنے والا کیری کوڑی (عالم حشرات) میں سوانی  
دکشا لوگ اندر وہی پتی تر شجر اچی رکشا پتر ایشو وہ  
اسکے آگے چھپے منتر کی طرح

۵ ارکھ

دکن کی طرف کا سوانی دشمن شکتی والا پر ماتا ہے وہ ہماری رکشا کرتے  
کوڑوں سے کری اسکے بان گیانی لوگ ہیں اسکے آگے چھپے منتر کی طرح

प्रतीचीदिक वरुणोऽधिपतिः पृदाक रक्षितान



शिवः ॥ प्रतीचीदिक वरुणः अधिपतिः

सोमः      पुत्र      طرف چچم

इन्द्राक      रक्षिता      अन्नम      इषवः

بان      اناج (دھان نباتات)      رکشا کنیوالا      سانپ ہر کے کیڑے

پریتی جی وک پڑو نو دہی پتی پریدا کو رشتا تا اتم اشو وہ

(اسکے آگے پہلے کی طرح)

ارتھ

چچم دشا کا سوامی پوتر پرتاما ہے وہ ہماری رکشا سانپ اجگر وغیرہ

سے کرے اسکے بان ان ہین (آگے پہلے کی طرح)

उदीचीदिक सोमोधिपतिः खजोरक्षिताशनि

शिवः ॥      उदीचीदिक      सोमः  
 दशा      शान्ति اور آनंद



अधिपतिः खजः रक्षिता शनिः इषवः

बान بجلی کی شکتی رکشا کرنیوالا اجنما سوامی

اور پی دیک سو مو دہی پتی سو جو کر شتاشنی نشو وہ (اگر پہلے کی طرح)

ارکھتہ

اتر دشا کا سوامی شانتی اور آئندہ دینے والا پر ماتما ہے جس کا ختم ہو جاتا  
وہ ہماری رکشا کرے اُس کے بان بجلی سمان ہیں

ध्रुवादिक विष्णु रधि पतिः कल्माष ग्रीवो

रक्षिता वारुध इषवः॥

ध्रुवादिक विष्णु अधिपतिः कल्माषः

ہر ت رنگ والا سوامی سرب بیایک دشا پاتال

گ्रीवः रक्षिता वीरुध इषवः

بانی درخت رکشا کرنیوالا پر گہٹ۔



وہر وادک بشنوا دیتی پتی کماش گریوہ رکشا میرودہ اشودہ  
 (آگے پہلے کی مانند)

ارکھ

پاتال و شا کا سوامی سرب بیا پاک بشنوبے جس کی شری پ  
 ہرے رنگ والے پرکش پرکش ہیں وہ ہماری رکشا کرنیوالا  
 آسکے بان درخت اور پرکش ہیں۔

उर्धादिग ब्रह्मस्पति रधिपतिः धिन्नो रक्षिता

ष मिषवः॥

उर्धादिक

ब्रह्मस्पतिः अधिपतिः

वशा अपरकी

आकाश कान्ति

सوامी

धिन्नः

रक्षिता

वर्षम

इषवः

बेहت پوتر

رکشا کرنیوالا

پرشا

بان

اوہر وادک برہستی اوہی پتی شتو ترہ رکشا برشم اشودہ



(آگے پہلے کی طرح)

ارکھ

اکاش کی دشا کا سوامی بھپتی نام ایشر سے وہ سب کے پوتے  
کر شا کرنے والا ہے اسکے بان بارش ہیں آگے پہلے کی طرح،

उपस्थान मंत्राः

ॐ उदयन्तमसस्य रित्प पश्यन्त उत्तरम्  
देवं देवत्रा सूर्यमगन्म ज्योति रुतमम॥

ॐ उदयम् तमसस्य रित्प  
ایشم ہم آگیاں سے پرے آندھروپ

उत्तरम् देवं देवत्रा सूर्यम्  
سوار کی آتما پرکاش کرنیوالوں میں سورج

उदगन्म ज्योति उत्तमम्  
سو پہ کاش سب آتم



# اپستھان ترا

اوم اوبیم تم سپری سوہ پشتمنی اترم دیوم دیوتر اسوری گنم جیوتر تمم۔

## ارکھ

ہے پر ماتا آپ اگیان سے پرے آنند روپ پرلے سے پہلے  
برتمان موش داتا پرکاش کرنیوالوں میں پرکاشک سنار  
کی آتما سو پرکاش سب اترم ہین آپ کرپا کرین کہ ہم شر دما  
یکت ہو کر آپ میں دیہیان لگا کر آپ کو پراپت ہوں۔

उदत्यं जातवेदसं देवं वहन्ति केतवः  
दृशे विष्वाय सूर्यम् ॥

پرکاش دال جسکے بیٹے ہیں اس کو بیشک



उद्धहन्ति केनव ह्यो विम्वाय  
 جہلاتے ہیں اور بہت شکستیاں پراپتی کے لئے بشو بیا کی

सूर्यम्

سنسار کی آتما

علیم جات بیدم دیوم ممتی کیتوہ درشی بشو اے سوریم  
 ارکھ

اس پر آتما کی جو پرکاش کرنیوالا اور بید کے پر گھٹ بنانے والا  
 ہے جسکو سنسار کے عجیب حالات جہلاتے ہیں جو ساری جگت  
 میں بیا کی ہے ہم بشو بیا کی پراپتی کے لئے اپنا کرین

चित्रं देवानामुदगादनीकं चक्षुर्मित्रस्य  
 वरुणास्याग्नेः। आघ्राघ्रावा पृथ्वी अंत  
 रिक्तं सूर्यात्मा जगतस्तस्युषश्च स्वाहा  
 देवानाम उगाद  
 निव اور بہت دیون کا اپریش کر نیکی لائق



बसुः मित्रस्य वरुणस्य अन्नः  
 अंतर्यामी मित्र के निको कारकी कलकूटिता कन्या ली

अपरा धावा दधिवी अंतरिक्ष  
 नगाह रक्ता है روشن چشم زمین اکاس (خلا)

सूर्य आत्मा जगतः तस्थुषः  
 सूर्य कاش सرب बियापک چلنے والا (جرا ساکن)

च स्वाहा ॥  
 اور سب لوگوں کو اسے ایسا ہی جانتا چاہیے۔

چترم دیوانا مدگا ونیکم چکشور ترسیہ بروسیہ اگنے اپراومیارا  
 پر نہوی انتر کشتم سوریا تا جگیش تسفوشش چہ سوا

ارکھ

جو پریشردیونکے ہر دے میں پر کاشت ہے اور سب کا انتر  
 یامی ہے دنیا کے ناش کرنے والا سب سنار کے ترشہ



کاری شلپ بڑیا کے جاننے والے دھرتاؤ کی رکشا کرتا ہے  
 اور سورج چاند زمین اکاش کو تہا متا ہے وہ سرب بیاپک  
 سوہ کاش پر ماما چاچر سنسار کا سوانی (ہم کو پراپت ہو)

तच्चक्षुर्देवहितं पुरस्तात् शुक्रमुच्चरत् पश्ये  
 मशरदः शतज जीवे मशरदः शतं च मृ  
 णया मशरदः शतं प्रव्रवा मशरदः शतम  
 दीनाः स्याम शरदः शतं भूयश्च शरदः शतात्  
 तद चक्षुः देवहितं पुरस्तान्  
 وہ انتہیانی بہگتوں پر دیا لو شری کے آدین تھا

शुक्रम उच्च रत्त पश्येम शरदः  
 जगत् कर्ता پرلے کے बाद ہم دیکھیں قائم رہیں سال  
 शतज जीवेम शरदः शतं शृण्वामः  
 سو ہم جیویں سو سال ہم سنیں



शरदः शतं प्रव्रवाम शरदः शतं  
 سو سال بيا گمان کړين هم

अदीनाः स्याम शरदः शतं  
 آزاد بين هم سو سال

भूयः च शरदः शतान्  
 پھر اور سو سال

تج چکشور دیوہم پرستات شکرم او چرت پشیمہ شروہ شتم  
 جیوے نہ شروہ شتم شرنیو یا نہ شروہ شتم پریا  
 نہ شروہ شتم دنیا شیا نہ شروہ شتم ہویچہ شروہ  
 شتات۔

آر

وہ انتہی نامی بجگتون کا دیالو جو ہر شئی کے آدھین تھا اور آدھین  
 بھی ہو گا جگت کا کرتار ایسی کر پا کرے کہ ہم سو برس تک



اسکی شہرٹی کو دیکھتے رہیں اور سو برس تک زندگانی کریں  
اور اسکے گمنو کو سو برس تک گاتے رہیں سو برس تک ہم  
آزاد رہیں رہت رہیں اور اس سے بھی ادھک۔

ॐ भूर्भुवः स्वः तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो  
देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात्

भू      ओं      प्र  
 उ      ह्रस्व      अ  
 इ      अक्षर      इ  
 ए      अक्षर      ए  
 ओ      अक्षर      ओ  
 अ      अक्षर      अ

سرب بیامپک  
بیگتون کی کشاکش کرنے والا

देवस्य भर्गः वरेण्यम् सविताः  
دیو (پرکشاش) وان (زردوش)  
گرهین کرنیکے یوگ  
धूमहि धियः यः नः प्रचोदयत  
ایا شناکرینم  
بہیمان جو ہماری



اوم ہور ہور وہ سوہنت سوہنت ویتیم ہر گوہر کوہ پسیہ دی ہی دی ہویلا نہر چوہیلا

ارکھ

ہم کو ایسے پر ماتا کی آپا سنا کرنی چاہئے جو پیران دینے والا ہو  
 کی رکشا کرنے والا شیشی کرتا گرہن کر نیکیے یوگ نرووش ہے  
 وہ پر ماتا ہماری پتہ ہون کونیک کامون کی طرف لگاوے

نم: ستمباہایچ مہو مہایچ

نم: شکرہایچ مہسکرہایچ نم:

شہایچ شہ تہایچ ॥

نم:	ستمباہایچ	مہو
شکار	آند مرد پکیواسٹے	سناری

مہایچ	نم:	شکرہایچ
سکھ دینے والوں کے واسطے	شکار	ہتکاری کیواسٹے

مہسکرہایچ	نم:	شہایچ
اپنی محبت کو تارگ مین جلائیوالے کے واسطے	شکار	سب آند کیواسٹے



शिवतरायच

نیکون چہ اتم سکھہ کی بارش کرنیوالے کے واسطے

سمہر چہ

نہ سبھواے چہ میوہواے چہ نہ شکر اے چہ

سیکراے چہ نہ شیواے چہ شیوہواے چہ

ارکھ

جو پریشکر سکھ سروپ سنسار می سکھوں کا دینے والا

کلیان کرتا بہکتوں کو سکھ کا دینے والا اور دھرم کے

کاموں میں یکت کرنے والا شکل سروپ اور دھرم

والوں کو موشن سکھ دینے والا ہے اس پریشکر کو

بارم بارنسا کار ہو دے

ہوئی

تمام ہوئی



اپدیش

منش دُج کو اُچت ہے۔ کہ پرانے

(دو جٹا) براہمن چتری۔ ویش

کال اور ساپنکال۔ (صبح و شام)

جگدیشور کا وہیان سندھیان کیا کرے

اگر ایسا نھین کریگا۔ شور سمجھا جاوے گا

منوجی کہتے ہیں



न तिष्ठति तु यः पूर्वा नोयास्तेयश्च  
पश्चिमास ॥ स शूद्र बह्विष्णो  
र्यः स सर्वस्माद् द्विज कर्मणः ॥

نہ شستی تو یہ پورا نوپاستی شیچہ شیچام  
شود روت مشکاریہ سہ سہ و دوج کر منہ

ارحہ

جو پراتہ کال کی سندھیا میں پنجین بیٹھتا اور جو سائین  
کال کو آپا سنا نہیں کرتا اسکو شوردیجہ کہہ دجو نگر  
سب کرمون سے باہر کر دینا چاہیے۔

(اختتام رسید)



شہر میرٹھ کے شہور و نامی مطبع و قیاد پرین و آروز بان کا

## خبریں

ہر شنبہ کو نہایت آب تاب کے ساتھ عمدہ و سیر کاغذ مطبع ۲۰-۲۱ کے مٹلہ پر شائع  
 (اور) ←

قریب قریب اسی روز شہر بان، باشان کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے۔  
 سفید عام مختلف خیالات کے حاملانہ - اخلاق - حسن معاشرت - پولیشنگ  
 سوشل - مارل مضامین - ہفت اقلیم کی تازہ خبریں و تار برقیان و احکام  
 گورنمنٹ نہایت دلچسپ و مذاق لطیف طرائف - تجربہ کی پرستش  
 نصیحتیں - ناول - سوانح عمری وغیرہ اور لوگ کی مفصل خبریں درج ہوتا  
 باوجود ان خوبوں کی عالی قیمت بالوراج چھپنے کے سبب مالک مطبع و اخبار  
 قیمت ہر درجہ کے اصحاب کو کیاں یعنی باہر واکوں کے محمول چار روپے  
 اور شہر واکوں کے تین روپیہ چار آنہ سالانہ مقرر فرمائی ہے۔ تاکہ عام لوگ  
 فائدہ اٹھا سکیں۔ جو صاحب خریداری منظور فرما کر قیمت سالانہ پیشگی عطا  
 فرمائیں گے انکو ایک نہایت عمدہ ناول مفت نذر کیا جائیگا۔ درختان  
 ذیل پرانی چاہیں۔ الممش

کیشن سروپ پریس اخباریں شہر میرٹھ



B.P. Gupta

•	ग्रन्थे स्थान	•
पुस्तक सं०.....		
भाग सं०.....		
विधि०.....		
गुरुकुल प्रन्थालय काशी.		

द्वितीय तनाव

मन्त्र

लाले दीवाराज صاحب स्ती प्रकाश

१९२५

१८८९

प्रकाशित द्वितीय प्रकाशने लाले नन्दी राम प्रिन्टिंग प्रेस काशी

प्रकाशित

नित नैपय

५०



# بھگون

آپکی سنائی گئی کوئی یہ پتک چتا ہوں۔ آپکی لپی  
 دیا ہو کہ میرا اویگ پھل ایک ہو اور ہم سب آپکی آگیا  
 پالن میں تہ پر ہیں۔

آپکا بھکاری

ستہم پر چاک کے ہمارے ناظرین  
 ہمارے لئے میں یہ بھٹ لاتا ہوں۔ اسے سوئی  
 کیجئے۔

تھلاہٹکاری دیوان سکرٹری آریہ سماج  
 جالندھر



# پہلا مرتبہ

## پاپ کے تیاگ کا اپاؤ

(۱) پاپ اور پُٹن دونوں کا سروپ اور لکشن جاننے کے  
پچھے تیاہ چرن شروع ہوتا ہے۔ ارتھات است کا  
تیاگ درست کا گہن۔

(۲) پاپ ایک روگ ہے۔ روگی کے یٹے پتھم  
اپنے روگ کا گیان ہونا ضروری ہے۔ کہ مجھے کیا اور کس  
پرکار کا روگ ہے۔



سمجھت سے ایسے بھی منس ہیں جو روگی تو ہیں پتہ  
 بیہوشی تینا کے کارن اپنے روگو نے انجان ہیں اور انکا یہ  
 اکیان انہیں دکھ سے نسا را نہیں دے سکتا بلکہ بلانکر  
 اتنت پیڑا دیتا ہے۔

۴۔ اس لئے بیہوشی وان پرش روگوں سے واقف ہو کر علما  
 کرنا شروع کرتے ہیں کہ کونکہ گیان بنا کرتے۔ واقفیت بنا دیا  
 بذات خود گھیان دیا نہیں بلکہ کلیش دیا ہے۔

۵۔ ٹیک جیسا کہ سنا روگی اپنے نسا کے لئے ہسپتال میں  
 نت جاتا ہے۔ اور دوشدی سیون کرتا ہے۔ پاپ سے  
 نسا چاہو والا منس بھی پرماتما کی استولی پر رہتا  
 اویاسنا روپی اوشد آلمہ میں نت جائے اور کم  
 سے کم سوویہ کے رو دے۔ است کے سب سے سہرتائی اور  
 مزا بھاؤ کے ساتھ دوشدی پان کرے۔

۶۔ روگ میں کو پتہ بہد پرہیری اپرانوں سے



ستر دانی ہے۔ اسلئے روگی کا کہاں پان اور سارا  
بھوار ڈاکٹر کی رائے پر ہوتا ہے۔ اسکی آگیا روگی  
کا دہرم ہوتا ہے۔

۷۔ باب سے اُدھار کی اچھیا کرتا ہوا منٹ بھی پنا  
سب کچھ آلو۔ پران۔ چکٹو۔ واک۔ پرہاتا کے ادھمن  
کرتیتا ہے کٹونہ ہری کی سگل اور پوتر اچھیا اسکی  
چکٹا کا لشعہ ہے۔

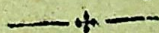
۸۔ باب سے جو گلانی کٹنا چاہتو ہیں وہ اپنی سولے  
سولے پاؤں کی ایک فطرت تیار کر کے نت پاٹھ  
کیا کریں۔ تاکہ پاؤں کا سمرن ہنہن باب اگنی میں  
جئے سے بچاتا رہو۔

۹۔ یہ پاؤ پرچند اگنی سے کلک شانتی پانیکر ہوان  
اچھیا اتین کر کے ہمیں انت کو امرت کا پتر  
بناوگی۔



۱۔ جیون جیون پاپ سے کتنی ملتی جاتی ہے  
 تینوں تینوں مت دام کیٹن بڑھنے کے پینبل اور  
 بیج ملتا ہے۔ جیسا کہ ایک روگ کے چھوٹے سے  
 دوسری روگ ناش ہونگی ابھر آ جاتی ہو۔

۱۱۔ پاپ سے کتنی پانے کی پرکشتا یہ ہو کہ ہر  
 میں کیول مت کی پریرتا رہتی ہے۔ اور دوسرا یہ  
 کہ پاپ اوستھا میں جن پاپوکی سمرن سے ہر وہ  
 ابھائی ہوتا تھا اور چیشٹا کرتا تھا کہ سمرن کرتا ہو  
 اب الٹا روٹ کرتا ہو۔ اور وہی سمرن بھوت پیرا  
 دیتا ہو۔ کہ مینو اپنی آپ کو پاپ کے ہاتھ کوٹوں  
 بچدیا۔ ارنھت پشیما تاپ ہوتا ہو۔





## دوسرا متن

## پرتگیا

- ۱۔ پرتگیا کا یقہاوت پالن نہ کرنا گھور پاپ ہے۔
- ۲۔ پرتگیا کے پالن میں چھتیس دھونڈ کر ٹالم ٹولا نہ کرنا چاہیے۔ کونکہ پرتگیا کو ایک ایک اکثر تک پورن کرنا مہارشیوں کا دھرم ہے۔
- ۳۔ ہاں پرتگیا پورن کرنے میں یدی کوئی ایسی دقت پڑگئی ہو جسکا دور کرنا سامرتہ سے باہر ہو گیا ہو تو جسک ساتھ پرتگیا کیگئی ہو۔ اسکو سوچت کر دیا جاوے۔ تاکہ وہ اپنا ہر سید کرے۔
- ۴۔ پرتو والی آرزو۔ بچ۔ لاجب۔ بچ مان۔ پرتش کی نسبت



پرتگیا پورن کرنے کا ادھک دھیان رکھا جاوے  
اور پرتگیا سے پت ہونا کمزوری و غیرہ کا کارن نہ ہو  
۵۔ پرتگیا کر نیکی سے سوچینا دہرم ہو کہ ہمارے پاس  
اس کے پورن کینیکی ساگری بھی موجود ہو اور اسکو  
بدھی پرتگیا کرنا لازم ہو۔

۶۔ پرتگیا کر کے جان بوجھ کر اسی پورن نہ کرنا  
اور پرتگیا کر کے بھول جانا قریباً قریباً ایک ہی لٹڑ  
کے پاپ ہیں۔

۷۔ اس لئے یہ سار دہرم ہو کہ چاہو چھوٹی سی  
بات کتوں نہ ہو۔ پرتگیا کر کے یاد رکھنا چاہیو۔ ورنہ  
منش است داوی جانا جاتا ہو۔ اسپر کوئی بشواس نہیں  
کرتا۔ اور اسکو دہرم پرچار میں نہ رہتا پڑ جاتی ہو۔

۸۔ ایسا منش اپنی روگ کو نہیں جانتا۔ وہ سرتائی  
کے ساتھ پورن تھکے ساتھ تو دہرم پرچار کرتا ہے



پرتو۔ چیراں ہوتا ہے کہ اسکا اوپالیش اکارت کٹوں گیا  
 ۵۔ اسلئے یدی تمہیں اپنی کٹی ہوئے وعدوں کا  
 یاد رکھنا کھٹن ہو۔ تو اپنے پاس ہر وقت ایک سحر  
 لگا رکھو۔ جس میں سب وعدہ درج کر لئے جائیں۔  
 جو لگا تمہیں پرتگیا کی بھٹی دن جسکی ساتھ پرتگیا  
 کی ہو امتحان اور پرتگیا کے شبہ اسکی پورن کرنے  
 کی سعادہ وغیرہ کا چٹا ٹھیک ٹھیک دی سکتی۔  
 انہیں سے جن جن پرتگیاؤں کا پالن ہو چکا اُسپر  
 نشان لگا لیا۔

۱۰۔ ان پرتگیاؤں کے گٹھے کا پاٹھ دن میں کم سے  
 کم ایک بار ضرور ہونا چاہیو تاکہ دین (قرضہ) کے  
 اداوارنیکا ہمیں فکر نہ ہو۔





## تیسرا رتن

## اشانتی میں شانتی

۱۔ ایسے بہت ہی کم بھاگوں وہرنا پُرش ہوں گے جنکو  
چت سدا ایک رس بنے رہتے ہوں اور کبھی بھی روپیہ  
چلایمان نہ ہوتا ہو۔

۲۔ کوئی نہ کوئی اوستھا موت مانی لاپتہ دکھ کام  
کرودہ۔ تودہ۔ لوکھ۔ انکار کارپ دھارن کر کے سم پر  
ضرور حملہ کرتی ہو۔ جتو ہروپیہ چکنا چور ہو کر اشانت  
ہو جاتا ہے۔ نہ بٹا چھا جاتی ہے۔ اور ہم نراش  
ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ایسی اوستھا میں دھارنا پر قائم رہنا پوتہ  
نیوں کو تیاگ نہ کرنا مہاتما رشیوں کا دھرم ہے۔



(۴) اس لیے اسوقت اشانتی سے بچنے کے لیے ایسے  
مہاتماؤں کے پوتر جیوں پر حرر سمن کرنا چاہیے  
جو ویسی ہی دشائیں پڑے ہوں اور پھر بھی انکا  
من ڈانڈول اور چلا پھان نہ ہوا ہو۔

(۵) انکے سمن سے آشنا بندہ جاگی اور نربل پڑے  
کو کچھ جیون ڈمارس دیتا ہوا ایوٹ (بھلی) سمن کام  
کرے۔ نیم پالن کیلئے پٹھی دے گا۔

(۶) ایوٹ (اس لیے) ہمارے بھیک کے کمرہ میں یا  
ہماری پاکٹ بک میں ان مہاتماؤں کے ایسی فہرت  
ہونی چاہیے۔ جو جیون ادویش کو ہر ایک ادھما میں  
پھن کر گئے یا کر رہو ہیں۔ نڈا۔ لوہہ۔ موہ۔ انکار  
کام۔ کروہ۔ ایتادک۔ انکے من کو اشانت نہ کر سکے  
نہ اب کر سکتے ہیں۔ دے مہاتما ہستے ہوئے اپنا ادوگ  
میں ت پر رہنے والے ہیں۔ انکا چت نہ کبھی اشانت



ہوا مہوگا۔ دہرو۔ پرہلاہ۔ بابا نامک۔ سوانی ویا مندر سوسنی  
دیگر زندہ مثال ہیں۔

(۷) اس سے بھی بڑھ کر سیدیو شانتی کی پرپتی اور  
اشانتی کے ناش کا یہ ادباؤ ہے کہ پریتاما پر پورن  
پشواں رکھے انھیں ہر وقت اپنے ٹکٹ سنبھالے۔  
(۸) پتا کی گود میں پتر کب اشانتی چت ہو سکے  
مگر پتر اور شانتی نکیتن پتا پشواں اور پریمی پتر  
کو ہی اپنی گود میں استھان دیتے ہیں۔

(۹) شانتی چاہنے والا نش پریتاما کو اوپر نیچے  
اندر باہر۔ ارد گرد سب جگہ انبھو کرے اور پشواں  
اور پریم میں گن رہے دستو میں شانتی پاٹھ کا  
یہی پھل ہے۔

(۱۰) ست وادی پرشوں اور بھگت جنوں کے لئے  
ہر وقت شانتی کی برشا ہو رہی ہے۔ آگ کے



پہلوں میں بھی وہ اُلی پرتاپی پتا کو کام کرتے  
 دیکھتے ہیں۔ وہ سوہتا ہو جاتے ہیں۔ وہ سے  
 انکشت ہونے ہوتے وہ پر ماتا سے یوگ کرتے  
 ہیں۔ جبکہ پھل سے انکا ہر وہم میل رہتا ہے۔



# چوتھارتن

## پورشاہ

(۱) آنکھیں کھول کر دیکھو۔ کانوں سے سنو سہرتی  
 میں ایک کتا بھی اتنی نہیں پڑا ہوا سور پہ چنڈا  
 بجلی پون تاراگن سب پورشاہ کے ساتھ اپنے  
 اپنے نیٹم کو پال رہے ہیں۔ اور سب اپنے اپنے  
 دھندے میں لگے ہوئے ہیں  
 (۲) کیا یہ مندر برہانڈ کیا یہ نانا پرکار کی رچنا کیا



یہ تاراگن کی جڑت کیا تجسوی سور یہ کا پرکاش۔  
 کیا یہ سرب نگشتہ بھوشت رجنی کی سندر آجھا  
 اٹل اور ٹوٹ پر بند اور وید دیوا کا اوتھ پر ساد  
 پورنشا رتھ میں ایشتر کا کام ہو سکتا ہے ؟  
 نہیں نہیں خبکے کرتب پورنشا رتھ اور پر اکرم کی  
 گواہی دے رہے ہیں وہ ایشتر پر ماتما پر مورتا ہتی  
 ہیں ۔

(۳) وہ ایشتر ہمارے پتا ہم اُنکے پتر۔ پورنشا رتھی پتا  
 اسی پتر سے کب پرین ہو سکتے ہیں۔

(۴) اس یٹے چھ سچا دم رم ہے کہ ہم اپنی اندریوں  
 سے اُنکا اپنا اپنا تیم پورا کر ایں اور مناسب طور  
 سے کام لیں۔

(۵) جس کے پاس جو ساگری ہے۔ یدی اسے وہ  
 کام میں نہیں لاتا۔ اور کاریہ سہدہ نہیں کرتا



ٹھیک اس کی اُس نش کی سی حالت ہے جو  
جل آتش پر بیٹھا ہوا پیاس سے مر رہا ہو۔  
(۶) پورشارتھ سے رہت پُرش سدا ہی دکھ بھوگتا  
ہے۔ کٹو کہ دکھ سے کُت ہونے کا اپنے تین منیر  
کیا۔ بشت نے ہاراجہ رام چندر کو ایسا  
اوپیش دیا ہے۔

(۷) موت۔ دکھ اور نا کامیابی وغیرہ کے پیڑا روپی  
بجر پڑنے پر۔ ہادیو۔ ہاکشٹ۔ میں مر گیا۔ سروسٹ  
ہو گیا۔ اتیاوک شبدوں کے اچارن پر ہی نہ  
بیٹھے رہو۔ بلکہ پورشارتھ روپی جل سے دکھ روپی  
اگنی کو شانت کرو تاکہ رہا سہا تو بچ جاوے۔

(۸) جل اگنی دیاو نشونے سیدا کتنے بڑی پورشارتھ  
کے پیچھے کرتے ہیں۔ پورشارتھ سے ہی نشوں نے  
اپنے باپن اور ناصدوں کا کام لیا اور اپنا سید



بنایا۔ پورنشاہت سے ہی انھیں گھوڑا بنایا۔ اور پھر  
سواری کی۔

۹، پورنشاہتی پُرش انکا سوامی ہے۔ پرنو آلمسی  
انکا واس ہے۔ اس لئے وہ انکی پوجا کرتا ہے  
پرنو پورنشاہتی کے سب پدارتھ خود پوجا کرتے ہیں  
(۱۰) سریشی کے رتن ہیں وہ ہا پُرش جو خود  
پورنشاہتی ہیں اور دوسروں کو بھی پورنشاہتی بناتے  
ہیں۔ درحقیقت وہ ایسے ڈاکٹر ہیں جو عقل اندرونی  
پُرش دے رہے ہیں۔

(۱۱) پورنشاہتی پُرش ریتی اور ریشی کے ساتھ کام  
کرتے۔ نت کرم سے فارغ ہو کر جو جو کم کرنے ہیں  
اور جتنا جتنا سیمہ سپر لگانا ہو۔ وہ سب بکھیلے  
جائیں۔ سلا آج کس کس کو ملنا ہے۔ پہلے وہ  
کام کرنا ہے۔ پھر یہ وغیرہ وغیرہ۔ اتنے بچے



کھانا کھانا۔ اتنے بجے سے اتنے بجے تک پڑھنا۔  
 اس ریتی سے سب کام بھی ہو جائیں گے اور  
 عہدگی کے ساتھ ہوں گے۔ کٹونکہ انتظام کے ساتھ  
 ہو رہے ہیں۔

(۱۶) ایسا پورشارتھی منس اپنا ایک روز نامچہ بھی  
 رکھے۔ جس میں اپنا برتانت درج ہوتا رہے۔ پھرخ  
 برتانت (ڈوائری) ہمیں اپنی اُمتی اور اُمتی جلتا  
 رہے گا۔

(۱۷) اس بات کو کہی نہ بھولنا چاہیو۔ کہ پورشارتھ  
 نیم اور ریتی سہت ہی پہلہ ایک ہوتا ہے۔ ریتی  
 اور نیم پورشارتھ کے پران ہیں۔

(۱۸) پورشارتھ کرو۔ اُسی نہ ہو، دید اس بات کو  
 پکار رہے ہیں۔ اس لیے دیدی دیدنپر نشچہ ہے  
 تو پورشارتھ کرو۔



# پانچواں رتن

## دھرم پرچار

(۱) برہم پران پرش سپورن سنار اپنا گھر  
 سمجھتے ہیں سب پرانی ماتر کے ساتھ انکا مٹر بھاؤ  
 ہے۔ اسی لئے وہ ادیوگ کے ساتھ سب کو پاس  
 آتم پرساو لیکر جاتے ہیں۔

(۲) یڈی دھرماتا پرش سنار کے لئے نہ جہیں تو یہ  
 سنار موت کا روپ ہوتا اور جہیز کی کوئی پیشکش کرتا



(۱۳) انکے لئے جو پرانا تاکو لستچہ کیسا تھ بند ہو۔ جنہاں  
بدانا۔ اور پتا مانا جانتے ہیں۔ سمپورن سنار پر وار  
سم ہے۔ بھی انکے بھائی بھنیں ہیں وہ سب کو  
سکھی دیکھ کر پرین ہوتے ہیں۔

(۱۴) جو لوگ پرانا تاکو جگت پتا نہیں جانتے وہ جگت  
کے ساتھ اپنا بھارتی بہاؤ کب پیدا کر سکے ہیں دوسرے  
کے دکھ پر وہ کب السنو پات کر سکے ہیں اور دیا کا  
کب پھیلا سکے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے ہی پاؤں کے  
نیچلے کانٹوں کو ہٹاتے رہتے ہیں۔

دو افسوس کہ ابھی بھی وہ کامیاب رہتے ہیں۔  
(۱۵) وہی لوگ پرانکاری دھرم پرچار کو کوٹھتے ہیں  
جو ڈوبتے ہوئے منش کو بچانے اور ناش کر نیوانی  
پر خڈا گنی کو شانت کرنے میں سہا تیا دینا اپنا  
مرض نہیں سمجھتے۔



(۱۲) پریم پریتی اور پریم سہا تیا سے ہنسی آتے ہیں  
بھوک کئے نہیں۔ جس پر وار میں پریم اور سہا تیا  
ہے وہاں دیکھ نہیں سنا تھی ہے۔

(۱۳) اسی لئے مہا تالوگ پریم اور پریتی کا پرچار کرتے  
ہوئے سب کی سہا تیا کر رہے ہیں۔ اور اپنا بیون و سرو  
لئے سمجھتے ہیں۔

(۱۴) ایسے مہا پریش اپنے اس دہرم پر چار یا دہرم  
اوشان سے مان پریشٹا کا پانا۔ یا کسی پرا حسان  
کرنا۔ یا ایسا ہی کوئی اور لین بہاؤ گدا پی نہیں کہتے  
وہ اپنا دہرم کیوں دہرم بہاؤ سے پائے ہیں۔

(۱۵) جو لوگ مان پریشٹا یا لوہہ۔ سوہ کے لئے دہرم  
پر چار کرتے ہیں۔ تھوڑی سی مانی تھوڑی سی تکلیف  
یا مان بنگ ہونے سے وہ اپنے کا بہم سے پتت  
ہو جاتے ہیں۔ سنسار ان کے نزدیک سے واقف ہے



انہیں جہٹ پکڑ لیتا ہے۔ پرتو مہا تاسجن پُرش  
اپنے کرتب میں ایک رس ہی رہتے ہیں۔  
(۱۱) وہی سچ دھرم پرچارک ہیں اور انھیں کا نام  
اوپریشک ہو سکتا ہے۔ جو پر ماتا کی آگیا میں  
پر رہ کر سر لٹائی کے ساتھ ست دیا کا پرچار اور  
اوپریش کر رہے ہیں۔

(۱۱) پس ہم سب سدا ہی اپریش اور بچ جیون دوا  
پوترتائی پھیل کر سنار کو امت دھام بنائیں۔  
(۱۲) ہمارا گیان اور کرتب ایک ہو۔ ارتھات  
ہم جیسا کہیں ویسا ہی عمل کریں۔ چھ ویدک دھرم۔  
(۱۳) پرتیک منش بل اوسار سار مہا اوسار ست  
کے پرچار میں لگا رہا ہو۔ دھن سے۔ دویا سو۔  
پراکرم اور اُستہ سے۔

سماییت



# اشتہارِ اہل

انجاست دہرم پر چارک چاندیتر شہر ہفتہ وار پر کاشت ہوتا ہے  
 (۱) دیدکرت کا پرچار۔ شاریک۔ اکھ۔ ساجک اوتی اور نما  
 کے جیون چتر ریگٹ کرنا۔ اسکا اودنش ہے (۲) اسکا اس کے  
 دہرم بندھتی تازہ تازہ خبریں اور واقعات بھی پیش کئے جاتے  
 قیمت سالانہ بلا محمول عہد معہ محمول عہد۔  
 ضرور خرید کر کے پڑھنا کیجئے۔

## مطبع ست دہرم پر چارک

میر تقی محمد کام چھپوائی صفائی کیساتھ مناسب جرت پر ہوتا ہے  
 اور اس مطبعہ میں خاص فائدہ یہ ہو کہ حساب کتاب یا جرت  
 کے فیصلہ کے لئے بکو اس اور تقاضا کرنا نہیں پڑتا۔  
 کیونکہ سب کام میں دہرم کا خیال رکھا جاتا ہو۔



# کتاب مصنفہ الایہ دیو راج سستی پرکاش

(۱) نو عمر کو نصیحت

(۲) نو جوان کو نصیحت

(۳) پرارخصا پشک

(۴) پھونو کا مار

یہ سب کتابیں کئی بار چھپ چکی ہیں  
اور کچھ تغیر و تبدل کے ساتھ نئے سہرے سے

چھپوانی کی تجویز ہو رہی ہے



# پہلی دھرم کی شہادت

یعنی

پادری سینٹھ صنا کی تحقیق دین حق کا جواب

مصنفہ

ہندو تپیکہ رام صاحب آریہ مسافر

مطبع نرسنگھ لال موہن چھپا  
نارور



# کتاب مصنفہ پنڈت یکمہ ام صاحب پست

۱	تکذیب براہین احمدیہ بجواب براہین احمدیہ
۲	نسخہ خط احمدیہ بجواب سر محمد چشم آرہ
۳	صدقت رگ وید بجواب ماییت رگ وید
۴	سیحی دھرم کی شہادت بجواب تحقیق دین حق
۵	آئینہ انجیل
۶	نذیب بیوگان
۷	صدقت اصول تعلیم ریاح بجواب پکڑ پادری کٹر گوداکر منہری س
۸	عطر روحانی بجواب گلاب چمی مصنف گلاب واس
۹	مورق پرکاش
۱۰	اشتری سکشا - یعنی تعلیم نواں

بغیر اجازت مصنف ہر گورہ بالا کتب کو نہ چھاپے



# اوم دیباچہ

کار سب جگت اوتھار ہے۔ اسی کی عبادت سب بنی نوع انسان کو سزاوار ہے۔  
 پور و پوجوں سے سبڑا ہے۔ وہی ایک سب کا خدا ہے۔ پچھتا نا تھک جانا د لگیر ہونا  
 نائنہ بننا ان سب الزامات اُس کی ذات پاک ہے۔ اس واسطے زادن۔ مردن  
 دن خفتن۔ جوانی پیری وغیرہ سے بھی بے باک ہے۔ چونکہ سب ویا یک اور عالم  
 پس انسانی شفاعتوں سے بھی بے عیب جس طرح وہ خود قدیم و پاک ہے۔  
 ہی اُس کی کلام بھی ہونی چاہئے اور وہ دید مقدس ہے دوسرے کوئی  
 وضع ہووے کہ ایک پادری یورپین جن کا نام فالبا اسمتہ صاحب ہے  
 میں ایک کتاب دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن پریس لودیا مشورہ  
 اہل اسلام و اہل ہنود کے چھپوائی ہے جو میرے پاس موجود ہے اُس کے  
 ۲۸۲ نام دین ہنود پر اعتراض کئے ہیں چونکہ وہ کتاب ہمہ وجوہ مطاط  
 ہے اس واسطے ہم اپنے دھرم کے ناخواندہ لوگوں کو مغالطہ سے بچانے اور  
 خدا کی جتنے کی خاطر اُس کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں تاکہ ناواقفی سے کہیں نہ  
 ہو کر اس چاہ میں نہ گر پڑیں اور شیعانی اٹھا دیں اس پر مانتا تیری کہ  
 اس سے اہل ہنود کے اطفال جو مشن سکولوں میں پڑھتے ہیں فیضیاب ہوئے





# پہلی دھرم کی شہادت

اعتراض صفحہ ۱۱۲۔ ہندوؤں کی دین کی کتاب میں حقیقت

چار وید اور چار آپ وید اور چھ ویدانگ اور چار آپ انگ ہیں ۔

جواب آر یہ ۔ یہاں پر پادری صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ ہندوؤں

مراد کس قوم کی جتنے ہیں کیا وہ لوگ بنام آر یہ جن کے مذہب کی کتاب

کتب مذکورہ بالا ہیں یا کہ وہ بت پرست بے علم جو تافہی سے صرف

کے پیرو ہو گئے اور کتب مذکورہ بالا کو برائے نام کہتے ہیں کہ یہ ہمارے

کی کتابیں ہیں ۔ بصورت اول ان کا نام آر یہ لینا تھا جو قدیم باشند

اس ملک آر یہ ورت کے ہیں ۔ اور ہندو نام تو مسلمان بادشاہ

کی عہد سے بطور حقارت کے رکھا گیا ہے ۔ حقیقی کتابوں کا نام

ان کی حقیقی معتقد قوم کا نام نہ لینا محض غلطی ہے بصورت دوم

پہلے ستوں اور اپنے مذہب سے گمراہوں کو جتلا نے کے واسطے

پہلے یہ کہہ دینا چاہئے تھا کہ اس ملک کے اصلی باشندے آپ



غلطی اور نا فہمی نے تمہیں مہند اور ثبت پرست بنا دیا اور تمہاری رہنمائی کی یہ  
 کتاب میں ہیں۔ اور تم اصل میں آہ یہ ہو۔ خیر اس سے دور گذر کر عرض کرتا  
 ہوں کہ آپ کے قول اول میں کئی غلطیاں ہیں آپ نے صرف نام اُن کا سنا  
 ہو گا ہم آپ کو اُن کے اصول سمجھاتے ہیں۔ ایک آپور وید ہے اس میں  
 اول سے آخر تک۔ سر جرجی۔ گیسٹری۔ میڈری سین۔ انولاجی۔ یعنی طبابت  
 وغیرہ کے اذکار ہیں۔ دین کی بات ایک بھی نہیں ہے۔ دوسرے دھنر وید ہے  
 حقیقت میں تمام قواعد فوجی و جنگی کے جو راجوں کو سکھائے جاتے ہیں اور تلوار  
 ہندوق۔ ٹوپ۔ تیر۔ چکر وغیرہ کے فن جو جنگ میں کام آتے ہیں مفصل  
 طور پر درج ہیں۔ دھرم کا کچھ ذکر نہیں۔ تیسرا گاندھرب وید ہے۔  
 اس میں علم موسیقی کا مفصل و مشرح حال لکھا ہے۔ دسویں کچھ تعلق نہیں  
 ہے چہاں مارتھ وید ہے اس میں قواعد سیاست مدنی اور ہر قسم کی کاریگری  
 مثلاً آجری وغیرہ کا ذکر مندرج ہے اس کو بھی دھرم سے واسطہ نہیں  
 ہے کہ ان چار آپ ویدوں کو جو دنیاوی کتابیں ہیں دین حقیقی کی کتابوں  
 میں شمار کیا۔ یوتب ہوا اگر ہم کل علوم کی کتابوں اور مصنوعی انجیلوں کو  
 اہامی کتابیں مان کر آپ سے جواب مانگیں۔ دوسری بڑی بھاری غلطی  
 ہے کہ چار آپ انگ ہیں حالانکہ وہ چھ ہیں اور اُن میں بھی اصولات علمی پر  
 اور وہ یہ ہیں۔ بیٹانسا۔ سٹاکھ۔ یوگ۔ تیائی۔ دیشی شگ۔  
 اور چھ انگ یہ ہیں۔ شکیا۔ کلب۔ جوتش۔ نیرکت۔ یاگنی۔



و یا کر ان چھند ان میں بھی متعلق وید مانے مقدس کی گرہ مرڈ کشتری  
 مرتب کئے گئے ہیں پس ان کا بھی معاملات ہرم سے کچھ تعلق نہیں  
 مقدس چار ہیں۔ رگ۔ یجور۔ سام۔ اتھرو۔ یہ پستک ہمارے دھرم  
 میں جن کو آریہ لوگ ابتدائی آفرینش سے آج تک المامی مانتے آئے ہیں  
 انہیں کتابوں سے پادری صاحب کو اعتراض کرنا واجب تھا نہ یہ کہ  
 سمجھے اندھادھند کار روائی شروع کر دی +

صفحہ ۱۱۲ (پادری) لیکن ان میں چار وید اور چھ شاستر اور ان  
 پران مشہور ہیں جو خاص کر دیں اور نجات کی بات سے علاقہ رکھتے  
 اب ان کتابوں کی باتیں اوپر کے نشاؤں سے پرکھی جاتی ہیں پہلے یہ  
 چاہئے کہ ان کتابوں کے رو سے خدا کو طور پر جانا جاتا ہے ایک بزرگ  
 دوسرا سرگن۔ بزرگن کے یہ معنی کہ جس کو گن یعنی صفت نہیں اور  
 بزرگن جب رہتا ہے کہ خلقت نہیں رہتی اور اُس کی اس حالت کا  
 بیان ہی نہیں +

جواب آریہ۔ پادری صاحب کا اول وہ فرمانا اور پھر اٹھا  
 پرانوں کا شامل کرینا کس قدر ٹٹھی کی آڑ میں شکار کھیلنا ہے  
 کہ ویدوں اور شاستروں میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اتھا  
 ناؤں کو یعنی پرانوں کو بھی شامل کر لیا۔ دوسرا امتحان کرنے والا  
 بیانت جو الفاظ کی مراد سمجھنا تو دور کنار معنی بھی نہیں سمجھتا پھر ان



کہنے خیالات کی مابیت کس طرح جانے گا ہمارا خدا کبھی بے صفت کبھی  
 با صفت اس طرح سمجھ لیا ہوگا کہ جیسے اپنے گھر میں خدا کو غیر  
 محدود اور مسیح میں محدود اور کبھی ایک شریک کبھی تین اور کبھی بطیف  
 اور غیر محسوس کبھی کثیف اور کبھی دیک اور کھن اور فاخہ اور خرس  
 کی شکل۔ کبھی ہمہ دان اور کبھی آنکھ سے بھی اندھا کہ باغ عدن  
 میں آدم کی تلاش کرتا رہا۔ اور بلایا کہ تو کہاں ہے اور موئے کو  
 پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے جناب میں ہمارا معبود آپ کی طرح نہیں  
 ہے اب نرگن اور سنگن کے معنی جو ہمارے کتابوں میں لکھے ہیں  
 سنئے پادری صاحب سرگن لفظ غلط ہے اصل میں سنگن ہے۔ خدا  
 ہر حالت میں ہمیشہ ایک صورت پر رہتا ہے متغیر نہیں ہوتا اس  
 میں۔ ہڈی۔ ظلم۔ خریب۔ تعصب۔ رعایت۔ کینہ۔ بغض۔  
 شد۔ غضب۔ جمل۔ وغیرہ مطلق نہیں اس لئے وہ نرگن ہے  
 یعنی ان صفوں سے مبرا اور منزہ ہے کیونکہ یہ صفات اُس کی ذاتی  
 کے لائق نہیں اور سنگن اس واسطے ہے کہ اس میں قد و سینت۔ قدرت  
 عقل۔ علم۔ ہمہ دانی وغیرہ صفات ہیں یعنی اُن صفات سے موصوف  
 ہے جو اُس کی ذاتی کے لائق ہیں نرگن کے یہ معنی نہیں کہ کوئی صفت  
 مطلق اس میں نہ رہے اور سنگن سے یہ مراد نہیں کہ دنیا کی تمام صفا  
 نیک و بد اُس میں آجاویں۔ اپنی ذاتی صفات کے رو سے سنگن۔ اور



غیر صفات نہ ہونے کے رو سے نر گن ہے دچنا پتہ اس کا عمدہ فیصلہ  
ست آست بلیک بریلی میں جو مابین سوامی دیانند سرستی جو ہمارے  
اور پادری اسکاٹ صاحب کے ہو چکا ہے۔  
اور یہی مراد و مطلب تمام شائستہوں میں لکھا ہے۔

صفحہ ۱۱۳۔ (پادری) وہ گو یا نیند کی سی حالت ہے کہ اس میں اُسے  
کچھ کما نہیں جاتا کہ پاک ہے یا ناپاک۔ سچا ہے یا جھوٹا۔ قادر ہے یا  
عاجز۔ دانا ہے یا نادان۔ کیونکہ وہ بالکل نر گن ہی ہے اور اس میں  
وہ برہم کہلاتا ہے یعنی نہ پُرش لنگ اور نہ استری لنگ بلکہ  
ہے۔ ان کتابوں کے رو سے خدا سرگن کب ہوتا ہے جب اس کا پیدا  
کارا رہ ہوتا اور مایا کی اس میں جہش ہوتی اور برہم میں اپنکار  
تب تین گن یعنی ست۔ سچ۔ تم سمجھتے ہیں اور اُن سے دنیا پیدا ہوتا  
اور وہ سب چیزوں میں دیا پاک ہو جاتا ہے اور شیر و شکر کی طرح  
سب میں مل جاتا۔

جواب آ رہا ہے۔ یہ تو کسی کتاب میں نہیں ہے کہ وہ نیند کی  
حالت میں ہوتا ہے نہ کہا جاتا ہے کہ پاک یا ناپاک نفوذ باللہ یہ تو ایسی  
باتیں ہیں جیسے ہم فرقہ مار ٹونی کی شہادتیں دین عیسوی کے اصولوں  
میں پیش کریں اور کہیں کہ سچ جج موئے اور عمدہ عتیق کے پیغمبروں  
موجود شیطان تھا علاوہ ازیں اُس کا نام برہم اس غرض سے نہیں



لکھا کہ نہ وہ مرد نہ عورت اس واسطے نہیں کہ ہے بلکہ اس لئے کہ وہ ہر شے  
 میں ہے اور ہر ہم لفظ کے معنی بھی یہی ہیں اگر اس غرض سے ہو تو اس کے  
 پریش لنگ نام کیوں ہیں اور استر لینگ نام کیوں ہیں ہر پیشہ کے نام فقط  
 اس کی صفات بیان کرنے والے ہیں سارے سے یہ غرض نہیں کہ وہ کیا صیغہ  
 میں آئے اور یہ کہنا کہ وہ دنیا کے رہنے پر نہ گن ہو گا وغیرہ یہ صرف آپ کا  
 دلی بناوٹی مسئلہ ہے کسی آر یہ کامل و ماہر علم سے پوچھ کر لکھنا واجب  
 راسیہ سے لکھا اور نہ اس میں کوئی وید مقدس کا پرہاں لکھا ہے پس دعوے

بلادلیل بیچ و پوچھ ہے \*

(پادری) صفحہ ۱۱۱ - چنانچہ وید میں لکھا ہے کہ سرشت ہونے  
 کے وقت خدا کتنا ہے۔ **एकोहं ब्रह्मा म** یعنی میں  
 ایک ہوں بہت ہو جاؤں گا پھر وید میں لکھا ہے کہ وہی کسان ہو کر زمین  
 کو جو تاپوتا اور پانی بن کر اسی سیچتا ہے اودا تاج ہو کر سب کا پیٹ بھرتا  
 ست اور است اسے ہے ہمیشہ

ست است میں دو تو جس - پھر ان کے زہرے ہیں کس

جواب آہ پیر - وہ پادری صاحب خوب اعتراض کیا ہے اگر ہم  
 کہیں مسیح مصلوب نہیں ہوا یہ انجیلوں میں لکھا ہے تو عیسائی کب نہیں  
 گئے بلکہ کھیلے دکھلاؤ کہاں لکھا ہے ہم بھی پوچھتے ہیں کہ آپ وید میں لکھا  
 کہیں - وید تو چار ہیں - رگ - یجور - سام - اتھروان میں سے کہیں میں لکھا



ہے۔ تب جواب دیا جائیگا۔ اے صاحب کسی نا فہم لگا کے لالچی نے آپ کو دیکھا  
 دیا ہے۔ یہ مسئلہ وید مقدس کے خلاف ہے۔ اور کسی وید میں نہیں ہے پس  
 اس کو وید کہنا سراسر انصاف کے برخلاف ہے ۶

پادری، صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶۔ بہت کچھ آپ مشدووں اور بسٹشٹ اور دیگر  
 وغیرہ کے شلوک لکھ کر خلاصہ لکھا ہے کہ ہندوؤں کی کتابوں میں خدا  
 جو زیر گن ہے اُس کا بیان ہے نہیں اور خلاصہ کا یہ شلوک ہے ۶

## एकमेवा द्वितीयं ब्रह्मनेहना नास्ति किंचन

ترجمہ یعنی ایک ہی برہمہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ وید شاستر ویران  
 کا خلاصہ یہی ہے ۶

جواب آرہے۔ آپ نے یہاں بالکل گڑبڑ مچا دی۔ اول جو شلوک لکھا  
 اُن کا مطلب اور ہے اور اس شلوک کا اور ہی مطلب ہے آپ نے نہ معلوم کیا  
 اُن شلوکوں کا خلاصہ سمجھ لیا۔ اور علاوہ براں اس کا ترجمہ بھی غلط سمجھا  
 لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا صرف ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہے۔  
 آپ کی طرح تین خدا اس میں نہیں مانتے ہیں اس واسطے تین کی ہدایت  
 پا کر اعتراض کرنے کا موقع آپ کو ملا ہوگا اس میں شرکت کو ہٹا کر  
 وحدت کا اشارہ کیا ہے۔ دوسری شے کی مطلق ہستی سے انکار نہیں  
 افسوس آپ کی دانشمندی پر۔ بلا سوچے سمجھے شاستر ویران کا



پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

پاک کو

صفحہ ۱۱۶ خدا جب سرگن ہوا اور سرپ ویا پاک ہو گئے سب

توں کا کہنا یعنی فاعل ٹھہرا اُس کی پاکیزگی ثابت کرنی و شواہ معلوم ہوتی

خیر اس بات کی دریافت کرنے میں خیال کیا چاہئے کہ ان کتابوں کی

دست وہ سرگن ہونے کے پہلے تو دیو بنا پس آیا وہ تو دیو میں ہو کر

دس ٹھہرا ہے یا نہیں کیونکہ اگر اُن میں جو سب دیوتوں کی سردار

ہوئے۔ وشن۔ ہمیش۔ ہیں پاک نہ ٹھہریگا۔ تو کس میں ٹھہریگا۔

جواب آرہا ہے۔ پار کر صاحب کہتے ہیں کہ بھینس کا اگر کوئی مذہب

ہوتا۔ تو ضرور وہ اپنے معبود کو بھینس تصور کرتے۔ جس کا پر عضو دلر با

در شکل مرغوب قد و قامت میں درست مضبوط اور بہت عمدہ سبز ہوا

کا ہوں میں چرنے والی مانتے یہ سچ ہے فکر ہر کس بقدر بہت اوست

ہر ایک اپنے اعتقاد اور قیاس کے بموجب کہتا ہے دیکھئے یا ٹیبل میں خدا

آدم کو اپنی صورت پر بنایا خدا ان میں آدم سے ہم کلام ہوا پھر یعقوب

کے لڑکے لڑ کر مغلوب ہوئے اور پناہ مانگی مونسے کو زناہ کیواسے رغبت

ہوئی ایسا کہ مونسے کی کتابوں سے من وعن ظاہر ہے اس قسم کے ہر

ایمان نے مستحق تحقیق دین حق کو دھوکا میں ڈالا یا ہوگا اور جھٹکا ہوگا

یہ سچ بہارست اعتقاد میں خدا مجسم ہے اُن کے مذہب میں بھی

ہر ایک ہمیشہ تین خدا مجسم ٹھہراؤں اور ان کا نام سگن روپ کھوں



اگر ہم آریہ اس کے قایل ہوتے تو ہم مسیح کو کیوں رد کرتے یا برہمن  
 ہمیش کی طور پر تثلیث کے گرد اب میں کیوں نہ پہنستے مگر یہ  
 بیشک سید صادق پختیچا نے دیا ہے اور چارو جہالت و ضلالت  
 گمراہی والا لہذا ہم ہرگز ان کو محسم خدا مسیح کی طرح نہیں مانتے البتہ ہر  
 اشخاص جانتے ہیں جاہل لوگوں نے اُن پر الزام اور انتہام واسطے  
 پروری خود لگائے ہیں جیسے کہ متی نے یرمیاہ بنی کا نام بھٹ اپنی  
 میں لکھا ہے اسی طرح خود غرض ابلہ فریب لوگوں نے برہمن ہنر  
 مہاتماؤں پر الزام لگائے ہیں مگر دانا لوگ جو اُن کی تعلیم پڑھتے  
 اس سے روز روشن کی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے گناہ سے پاک  
 پادری صفحہ ۱۱۸ تا ۱۱۹۔ بحوالہ چند ہی پانچ مٹیہ وشنو لکھاری  
 وغیرہ پورنوں کے لکھا ہے کہ برہما ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔ ایک  
 متوالا ہو کے اپنی کنواری کنیا پر بڑا ارادہ کیا وغیرہ ۴

جواب آرہے۔ مثل مشہور ہے دھجھاج تو بولے مگر چھانی کیا  
 جس کو ہزاروں سوراخ ہیں ہم پر کسی طرح الزام نہیں لگ سکتا  
 اول تو چند ہی پانچ وغیرہ معتبر کتابیں نہیں اور علاوہ ہر اس  
 کی شہادت داتے ہیں مگر اپنی انعامی کتاب پیدائش و بائبل  
 اور خور سے نہیں دیکھتے۔ جہاں لکھا ہے کہ خدا کے عزیز بنی  
 کوٹنے اپنے دونوں سے شراب پی کرنا کیا خدا کی



موت کے ارشاد کے بموجب بنیسیں ہزار باکرہ بھوکریوں سے زنا سے مگر یہ خبر اس کو پڑھ کر شرم نہیں آتی کہ برہما پر بلا ثبوت کے اتہام لگاتے ہوئے ضلالت اور انجیل کو زیر مطالعہ نہیں لاتے ہیئت

ماننے البتہ ہر اوج فلک پہ دانی چسیت چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست نام واسطی صفحہ ۱۱۸ - بحوالہ پدم پوران کے وشنو جاندھتر (وہی پادری) اپنی صورت بیکرا سکی جو روم سے ہم بستر ہوا وغیرہ

عاجل بنش ہر باب آریہ - اپنی آنکھ میں شہتیر نہیں سو جھٹا مگر دوسرے پڑھنے والے آنکھ کا تیکا بھاری معلوم ہوتا ہے پدم پوران جو کسی شہوت پرست سے پاک فی کیفیت ہے اُسی کی شہادت پیش کی حالانکہ اُن کتابوں کی شہادت وشنو بھاری مہاتما لوگوں کے بارہ میں صادق نہیں آتی ورنہ ٹامس ہیں تھا - ایک صاحب بہادری کو ایچ اوفٹ ریزن بائبل کے بارہ میں شاہد مانتی پڑیگی

ہاں کی بات کو سند پکڑنا واجب نہیں ہے وید شاستر سے شہادت نہی کیا جاتا ہے - چونکہ یہ ناممکن ہے پس ہم انجیل سے شہادت لاتے ہیں کہ مسیح کو مارنے اور یا کے جوڑ سے زناہ کیا اور اوریا کو عداقت قتل کیا - میراں آپس کی اولاد سے حضرت مسیح خدا مجسم پیدا ہوا ناک اپنا کٹا ہوا ہے

بائبل کے کتابوں کو بتاؤ میں افسوس - دیکھو سمواعل ۲ باب ۲ آیت بنی حضرت سے ۵ خدای

صفحہ ۱۱۸ - مہادیو اپنے بیاد میں نگاہوں کے پیل پر چڑھا



جواب آرہے۔ حضرت نوح نے بھی انگوری شراب پیکر اپنی برکت  
 خاہر کی تھی آپ کی الہامی کتاب ہے۔ دیکھو تو ریت پیدا ایش باب ۹ آیت  
 اور اس طرف ایک بدعتی اور شہوت پرست کی کتاب میں ہے یہ  
 قابل تسلیم نہیں۔ معترض نے بے سرو پا باتیں بلا ثبوت وید اشار  
 کے لکھ دی ہیں۔ کل اعتراض ان کتابوں پر ہیں جن میں...  
 برس کے اندر لوگوں نے عجیب و غریب قصہ جات اپنے مطلب ہر  
 کے لئے درج کر دئے ہیں پس اس صورت میں جو کل اعتراض  
 وصرم پر غلطی سے کئے ہیں سب بے بنیاد ہیں۔ ہم کس کا جواب  
 اگر کوئی اعتراض وید مقدس پر کرتا تو ہم بخوشی جواب دینے کو  
 تھے مگر پادری صاحب بیچارے شاید ان کے نام سے بھی بے خبر  
 پس اعتراض کہاں سے لاتے اور اتنی استعداد و جرأت کہاں  
 پرانوں پر اعتراض کئے ہیں اور انہیں کے ماننے والے ہر  
 ضے کچھ ٹکے دیکر اعتراض لکھا لئے ہونگے۔ کیونکہ امید نہیں  
 پرانوں کے پڑھنے کی بھی کچھ استعداد رکھتے ہوں مگر ہم نے تو  
 فارسی اردو و روسی و ناگرمی وغیرہ میں پڑھی ہے اس لئے  
 نے جو اعتراض کئے ہیں خود بائبل سے دیکھلانے کو حاضر ہیں  
 کوئی منکر ہو جو تہ پادری صاحب نے پرانوں پر اعتراض کر کے  
 ہنود کو شکوک میں ڈالنے کے واسطے کتاب بنائی ہے پس ہم



کی کیا تردید لکھیں جبکہ کل اعتراض ہی بے بنیاد ہیں \*  
 صفحہ ۱۲۰۔ ان تین دیوتاؤں کے بارہ میں کفایت نہ  
 کر کے رام چند پر الزام لگائی ہے، کہ اُس نے راون برہمن کو مارا اور  
 اپنی عورت کو جو راون کے گھر میں داخل ہوئے تھے۔ پھر قبول  
 کیا اور لوگوں نے اس کو (اشد) ناپاک ٹھہرایا۔

جواب آرہے۔ اول تو رام چند را انسان تھا اُس کی بہادری  
 کی طرف دیکھ کر عیسائیوں کو چاہئے کہ اس کو بمنزلہ ایک سچے نبی کی سمجھیں  
 آج دنیا کے مذہب اور عالم قوم ایک بیل کے دریا پر نکل بنانا بڑی مشکل  
 سمجھتی ہے اور وہ بھی برس دو برس کے بعد گر پڑتا ہے اس مرد  
 میدان نے ۲۵ کو س سمندر پر نکل باندھ کر لٹکا میں بڑی بھاری لڑائی  
 لڑ کر فتح پائی یہ فقط اپنے باپ کی قول پروری تھی اور یہ اس کی عصمت  
 تھی کہ اس نے غیروں کے پاس رہنا قبول نہ کر کے خاوند کے ہمراہ  
 ہوئی اگر اس عالم تنہائی میں کسی نے فریگا اس کی عورت کو چرایا۔  
 اور انہوں نے تن تنہا باوجود مدد نہ لینے اپنے باپ بادشاہ کے فتح  
 حاصل کر کے اُس کو جو ایک پاک دامن مشہور ہے بقول فیضی پریت  
 شش را پیر ہن عرباں ندیدہ - جو حار اندر تین و تین ہاں نہ دیدہ

گھر میں لایا تو اس میں اس کو کیلہ الزام آیا اے تعصب تیرا خانہ خراب  
 ہوئے انصاف سے عداوت ہے سینا جی تو مجبوراً راون کے گھر میں چلے



کئے مگر مریم تو خوشی سے ذکر کیا گھر میں چلی گئی تھی اور وہاں سے حاضر  
 بھی ہو آئی تھی اور اس کی پاکیزگی کی شہادت بھی یہودی خوب دتے ہیں  
 پھر یوسف نے گھر میں رکھ لی تھی جس کا ذکر لوقا کی انجیل ۲۴ میں ہے  
 اور یعقوب نبی کی پیاری دختر دینہ نام سلم کے گھر میں رہی اور جو  
 اس سے ہمبستر بھی ہوئی مگر یعقوب نے اپنی گھر میں رکھ لیا جس کا  
 ذکر ۲۴/۲۴ پیدائش میں ہے افسوس کہ خدام دین آنکھ کے اندھے تھے  
 نہیں دیکھ سکے اپنے گریباں میں منہ ڈال کر بائبل کو نہیں دیکھتے  
 (پادری) صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲ - (پھر معترض کرشن جیو کی بابت کیا  
 ہے) کہ بھاگوت پُران کے روسے گوپیوں کے ساتھ بدافعالی کرتے  
 اس کا ظاہر ہوتا ہے - اور یہ لکھا ہے کہ ہند نے گوپیوں کے مزے کا  
 پایا ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے دین کے روسے  
 خدا پاک نہیں ہے

جواب آرہے یہ - مول آپ اپنے گھر میں بائبل کو غور سے بجا  
 کیا وہ بھاگوت سے زیادہ خدا کی ذات پر الزم نہیں لگاتے ہیں - پھر آپ  
 کو معلوم ہو گا کہ خدا کے مقرر میں نے کیا کیا نہیں کیا ہوا وہ نبی نے اپنی  
 بیٹی عبر نام کے تر نام جو روسے زناہ کیا جس کا ذکر پیدائش باب ۲۴  
 آیت میں ہے اور متیاں نے ایک ہزار سے بڑھ کر عورتوں سے زنا  
 بلکہ بت پرستی بھی کی سلطین باب ۲۴ آیت میں ذکر ہے تو سے نے ۲۴



ہر ایم نے شاید تین داؤد نے ۹۹ بلکہ ۱۰۰ غرض کیا کہوں یشتیاہ کے  
 میں باب آیت ۱۰ میں لکھا بھی عورتوں کے اندام نہانی اٹھاڑیگا۔ اے  
 پادری صاحب ذرا سوچ کر اعتراض کیا کرو کرشن جیو مہاراج  
 جو نہایت عالم باعمل نیک سیرت نیک بخت جو نرد انسان تھے ان کو  
 کیا جس کا ملزم ٹھہراتے ہو اور سند بھاگوت کی لاتے ہو جو بالکل بے سند کتاب  
 ہے صفحہ ۱۲۱ میں جو معترض نے گیتا کا شلوک لکھا ہے اُسے  
 صاف ثابت ہو گیا ہے کہ معترض سنسکرت سے ناواقف  
 گیتا سے نا آشنا ہے افسوس کہ گیتا میں یہ شلوک بالکل نہیں  
 ہے پس اُس کے کل اعتراض بے ثبوت ٹھہرے جس شخص  
 نے بالتعصب دل سے گیتا کا مطالعہ کیا ہے وہ کرشن جیو کی  
 روحانی تاثیر کا قائل ہو سکتا ہے۔ اب آئے چل کر معترض  
 خدا کے پاک۔ عادل۔ رحیم۔ عالم الغیب۔ ہمہ دان۔  
 صادق وغیرہ صفات پر ہما بشتن ہمیش و رام کرشن میں  
 تلاش کرتا ہے افسوس کہ برہما۔ بشتن۔ ہمیش وغیرہ جو کسی  
 زمانہ میں انسان تھے۔ اُن کو ہمارا خدا بنا کر ان پر جھوٹے  
 الزام پرائوں سے دگا کر طعن زنی کرتے ہیں جو اُن کی تہذیب  
 کا حقیقی نواز ہے پس ہم انجیل میں بھی تلاش کرتے ہیں کہ  
 بائبل کے خدا میں یہ چھ صفات مذکور نہ ہوں یا نہیں



لفظ - قل و سن انجیل میں ہے مگر اس کی قد و سیت ظاہر نہیں ہوئی  
 کیا عورتوں کی اندام نہانی اکھاڑ ناقد و سیت ہے کیا کوٹھ - د اور ہر ہاتھ  
 سلیمان - یھوداہ - موئے وغیرہ کو دوست رکھنا اور منہ ڈینا تو اس اگر  
 ہے کیا ایک آدم کے گناہ کے بدلے کل دنیا کو گنہگار ٹھہرانا عدل ہے حکم کر  
 کیا ایک کے پھانسی دئے جانے سے اوروں کے گناہ بخشے جانے عدل انسان  
 ہے کیا ایک بے گناہ کو پھانسی دینا انصاف میں داخل ہے کیا ایک بی  
 صفت رحمت کے عیسائیوں کا خدا جلا ہے موئے نے کر ڈروں اور غرق کر  
 مارے - ہزاروں کا خون بھایا اس کے مرید یسوع نے ہزاروں کا ب ۹  
 ستیا ناس کیا صموئیل ۶ باب ۱۹ آیت ہیں خدا نے پچاس ہزار بچے  
 مار ڈالے - خدا حکم دیتا ہے - اب تو جا اور عافیت کو مارا اور سب کچھ <sup>خدا</sup>  
 اس کا ہے یک تخت برباد کر اور اپنی رحم مت کر بلکہ مرد و عورت نفع سے بے خبر کر کے  
 شیر خوار اور بیل بھیڑ بکری اونٹ گدھے تک سب قتل کر صموئیل ۱۶ باب ۱  
 گنتی ۳۵ جو بیس ہزار کو مار ڈال گنتی ۳۵ گوشت دانستوں ہی تلخ خدا  
 کہ سخت مار مارا ہو شمع ۳۱ ان کی لڑکی پھینکی جاوینگے وہ بیٹ والی عورتوں دن  
 چیری جاوینگے صموئیل ۳۱ سدیوں کو بوا سیر سے مارا پیدا ایش با کے رو  
 طوفان سے مارا تخریب ۱۱ سب پر تلوار چلاو ننگا پس رجم کہاں <sup>مٹی کھل</sup>  
 بلکہ رجم ہو گیا عالم الغیب ہونے کی بھی انجیل نزدیک کرتے ہے <sup>ہاں</sup> ہونے کو کہ  
 باب ۹ میں خدا فرماتا ہے میں ان کی اولاد کو تلوار سے مار دنگا ان میں سخت کر



ہوئی بھاگ نہ سکیگا اور اگر نکل بھاگے رہائی نہ پاویگا اگر وہ پاتال میں سینہ کھادے  
 د اور ہر بات وہاں سے کھینچ لادینگا اگر آسمان پر چڑھ جاوے تو وہاں سے ازار  
 لڑائیگاں اگر سمندر کی تھ میں میری نظر سے چھپ جاوے تو وہاں سانپ  
 عدل سے حکم کرونگا کہ وہ ان کو وہاں جا کر کاٹے۔ کیا خوب عالم ایغیب ہے جو زمین  
 نے عدل آسمان کے کلابے مار رہا ہے اور یہ خیال نہیں کہ سانپ نافرماں بردار  
 ہے نہ پتلی ہی لعنتی ہو چکا ہے خدا طوفان کو بھیج کر پچھتا یا اور زمین کے باشندوں  
 کو آفریق کر کے دلگیر ہوا اور تو یہ کی کہ آئینہ میں ایسا نہ کرونگا پیدائش  
 روں کا وہ باغ عدن میں پکارا است آدم تو کہاں ہے۔ تجھے کس نے جتایا کہ  
 ہزار نکاہے۔ کیا اس درخت کا شر کھایا جس کی بابت میں منع کیا تھا پیدائش  
 کچھ ہے خدا نے قابین سے کہا تیرا بھائی بائبل کہاں ہے پیدائش ۵ میں اب  
 نفع کے دیکھو نکا کہ اتھوں نے سرا۔ اس چلانے کے مطابق جو مجھ  
 کو میل پانچا کیا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو میں دریافت کرونگا پیدائش  
 ی تلخ خدا نے آدم سے کہا کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے کچھ نہ کھانا کیونکہ  
 ملی خوش دن تو کھائے گا ضرور مرے گا پیدائش ۲۲ بر خلاف اسکے بائبل  
 میں بائبل رو سے آدم کی عمر نو سو تیس برس کی ہوئی حضرت ہمہ دانی کی  
 میں کھل رہی ہے اب خدا کی صداقت بھی معترض کو دکھاتا ہوں۔ خدا نے  
 ہاں کو کہا۔ تو فرعوں کو جا کر ہدایت دے اور میں فرعوں کے دل کو  
 میں سخت کرونگا۔ اور فرعوں تمہاری نہ سننے کا سزا دے دے وغیرہ پس



صدافت اسی کا نام ہے اور قدوس کا یہی کلام و کام ہے۔ تو ہمارے  
 سلام ہے۔ پادری - بہرہ بھارہ تھ میں کرشن کی پادریوں  
 یوں لکھا ہے کہ جب ان کی آنکھ رادھا سے لگی۔ تو ایک دن سندھو گھوڑوں  
 کی بہن نے ان دونوں کو ایک جگہ پایا۔ اس نے رادھا بہت ڈر گئی۔ اور  
 کرشن سے کہنے لگی کہ وہ میرے خصم سے یہ باتیں کہہ دے گی اور وہ اگر مجھ سے کہے  
 ڈائیگا۔ کرشن نے اسے کہا کہ تم مت ڈرو اگر شاید وہ آویگا تو میں  
 بھاؤنگا اور تو میری پوجا کرنے لگیو پس میدان جیت بیچو۔ افسوس اس  
 ہزار افسوس بھلا ایسے شخص میں بھی کہیں سچائی پاسکتے ہیں۔

جواب آرہے نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے جھوٹ بولنے کا شیوہ کہا  
 سیکھ لیا ہے اور کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکا دے کر بھسلا کر گرا  
 کرتے ہیں۔ ہم نے نہا بھارہ تھ پر تال کی کہیں اس کا نشان موجود نہ پایا  
 بلکہ یہ کہہ کر تو بھاگتے ہیں نہیں ہے اس واسطے ہمیں کسنا پڑا کہ مصنف کی باتوں  
 حق کی تحقیق کی عقل پر اور اس کے جھوٹے اعتراضوں پر افسوس کیا دے  
 صد ہزار افسوس بھلا ایسے پادریوں میں بھی ہے کہیں سچائی کا  
 پاسکتے ہیں۔

پادری صفحہ ۱۳۲ تا ۱۴۴ - ہندوؤں میں پیدائش کی بارگاہوں سے  
 براہِ اختلاف پایا جاتا ہے کوئی شیوہ۔ کوئی وشن۔ کوئی کانی کوئی دیو کی پوجا  
 کو پیدا کرنے والا ماننا ہے۔ پہلے مایا سے شست۔ رنج۔ تم۔ پھر ہنگاموں



پھر آکاش - پھر دیو آگ - پانی پر تھو سی اسے انسان پیدا ہوئی - اور حوالہ  
 صرف کرم پوران و ننگ پوران اور برہمہ و پورت پوران و مار کنڈی  
 پوران و بھاگوت پوران وغیرہ کا دیتا ہے ۔

جواب آرہے ہیں - معترض سے ہم پوچھتے ہیں کہ بائبل میں جو لکھا  
 ہے کہ کہیں دنیا کا بنائے والا گاؤں - خداوند کہیں جہوداہ - کہیں لارڈ -

کہیں فادر - کیا تمہارے بہت خدا ہیں یا یہ سب ایک ہی خدا کے نام  
 ہیں اگر قول اول درست ہے تو اعتراض تمہارے سے پر عالمہ حال ہے - اگر

دوسرا دویم ہے تو شیو وشن دیوی بھی ایک ہی ہیں ہمیشہ کے نام ہیں  
 علاوہ ہر اس اگر وید مقدس سے پیدایش کا حال پڑھتے جو ہمیشہ نے خود

ہم کو بتایا ہے تو کوئی شک نہ رہتا - اور علم و عمل کے مطابق تھا جابلوں  
 کی تصنیفات میں دیکھ کر خود غرضوں کی زبانی سنکر اور اپنی دینی

کتبوں میں بر خلاف عقل پیدایش کا حال پڑھ کر دل میں فیصلہ  
 لیا (مثلاً) اسپ من اسپ است واسپ دیگر اچوں پھر ست بائبل

کی پیدایش کیسی اونٹ پٹانگ ہے دیکھئے سات دن میں دنیا کو پیدا  
 کیا عدن میں باغ انگور لگایا - شام کو خدا اس میں ٹھل رہا تھا کیسی

کی بھول ہے) ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا - اور زمین  
 دیو بدول اور سنسان تھی اور گھراؤ کے اوپر اندھیرا تھا - اور خدا کے روح

وہنا انہوں پر جنبش کرتے تھے - اور خدا نے کہا اجالا ہوا اور اجالا ہو گیا - اور



پہر خدا نے اجالے کو دیکھا کہ اچھا ہے۔ اور خدا نے اجالے کو اندھیرا  
 جدا کیا اور خدا نے اجالے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات کہا۔ سو شام کے رات  
 اور صبح پہلا دن ہوا۔ پیدائش آسمان ہم پوچھتے ہیں کہ خدا ازل سے  
 نہیں۔ اگر کہو کہ ازل سے ہے۔ تو ازل میں ابتدا نہیں ہوتی کیونکہ ازل کا  
 معنی ہیں جس کی ابتدا نہ ہو۔ اور ابتدا کہنے میں شروع کو اس کرنا پڑتا  
 یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ازل سے بیکار تھا اور دنیا پر جو محمد  
 کرنے کے علم سے بے خبر تھا۔ جو کہو کہ خدا ازل سے نہیں۔ تو وہ خدا ہی وغیرہ  
 نہیں ہو سکتا۔ آسمان سے کیا مراد ہے۔ خدا کے رہنے کی جگہ۔ یا جانا  
 اگر حصہ اول درست ہے۔ تو جب تک آسمان نہیں بنا تھا۔ تو  
 تک خدا کس جگہ رہتا تھا۔ صاف طور پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ  
 خانہ بدوش رہا ہو گا یا مکان بنانے کے فکر میں ہو مگر کوئی نقشہ سمجھ  
 میں نہ آتا ہو گا جو حصہ دوم پر اعتقاد ہے۔ تو بائبل نے بنیاد ہے کہ  
 اس میں اس کا ذکر ہی نہیں البتہ شرح کرنے والوں نے مراد آسمان  
 از خدا رکھی ہے نہر باشد تو اس کی پیدائش نہیں ہو سکتی کیونکہ  
 یہ اوپر نیچے ایک سا ہے جب پوچھیں تھا تو کیا تھا اور خدا کہا  
 رہتا تھا۔ خدا کا علم کامل تھا۔ یا بیڈول۔ اگر سوال اول درست  
 ہے تو اس سے زمین بیڈول کیوں پیدا ہوئی اور پھر بیڈول  
 اپنے نیچے کو کس نے برابر کیا۔ جو حصہ دوم ٹھیک ہے تو وہ



ہی نہیں ہو سکتا۔ خدا محیط کل ہے۔ یا محدود۔ حصہ اول میں خدا  
 کے روح پانیوں پر جنبش کرتے تھے جس کو بائبل نے مرغابی یا کشتی  
 سمجھ رکھا ہے، نہیں ہو سکتا۔ جب روح پانیوں پر جنبش کرتے  
 مانو گئے تو خدا کے جسم کو پانیوں میں ڈوبا ہوا یا کسی اور جگہ قبول  
 کرنا پڑیگا۔ جو خدا کے اوصاف کے عین بر خلاف ہے۔ سوال دوم  
 جو محدود ہے وہ خدا نہیں بلکہ انسان۔ یا حیوان یا کوئی اور نباتات  
 وہ خدا ہی نہیں۔ خدا نے اُجائے کو دیکھ کر کہا کہ اچھا ہے۔ کیا پہلے نہیں  
 جانتا تھا۔ اور اُجائے اُس کے علم میں نہ تھا۔ اگر ہوتا تو دیکھ کر  
 اچھا نہ کہتا۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ آسمان ہو اور پانیوں  
 کو پانیوں سے جدا کر کے تین خدا نے آسمان کو بنایا وغیرہ وغیرہ  
 سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا <sup>۱۰</sup> غور کیجئے اگر پانیوں کے بیچ  
 آسمان نہ ہوتا تو پانی رہتے ہی کہاں آسمان کو پہلی آیت میں پہلے  
 دن میں بنایا تھا اب دوسرے دن اُس کا کیا بنایا کہاں تک تحریر  
 کیا جاوے مختصر یہ ہے کہ تیسرے دن خدا نے سمندر اور نباتات اور  
 چوتھے دن چاند سورج غرض چھ دن میں سب کچھ پیدا کر کے  
 آدم کو اپنی صورت پر بنا کر ساتویں دن آرام کیا۔ پیدائش  
 باب پہلا۔ ہم حیران ہیں بلا سورج چاند پہلے دوسرے تیسرے  
 چوتھے دن کی کس طرح تمیز ہوئی۔ افسوس بائبل نے لا محدود



کو مری و دہمہ جا کو یک جا کر کے خدا کی شکل ٹھہرا دی جس پر آدم  
 بیچ ہے تب ہی تو انسان کی طرح تھک کر ساتویں دن آرام کیا۔ ہم  
 آدم پر بھاری نیند بھیجی وہ سو گیا اُس کی پسلیوں میں سے  
 پسلی نکالی اور اُس کے بدن سے گوشت بھر دیا اور خداوند اُس پر  
 سے ایک عورت بنا کر آدم کے پاس لایا پیدائش <sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup> <sup>۱۰۱</sup> <sup>۱۰۲</sup> <sup>۱۰۳</sup> <sup>۱۰۴</sup> <sup>۱۰۵</sup> <sup>۱۰۶</sup> <sup>۱۰۷</sup> <sup>۱۰۸</sup> <sup>۱۰۹</sup> <sup>۱۱۰</sup> <sup>۱۱۱</sup> <sup>۱۱۲</sup> <sup>۱۱۳</sup> <sup>۱۱۴</sup> <sup>۱۱۵</sup> <sup>۱۱۶</sup> <sup>۱۱۷</sup> <sup>۱۱۸</sup> <sup>۱۱۹</sup> <sup>۱۲۰</sup> <sup>۱۲۱</sup> <sup>۱۲۲</sup> <sup>۱۲۳</sup> <sup>۱۲۴</sup> <sup>۱۲۵</sup> <sup>۱۲۶</sup> <sup>۱۲۷</sup> <sup>۱۲۸</sup> <sup>۱۲۹</sup> <sup>۱۳۰</sup> <sup>۱۳۱</sup> <sup>۱۳۲</sup> <sup>۱۳۳</sup> <sup>۱۳۴</sup> <sup>۱۳۵</sup> <sup>۱۳۶</sup> <sup>۱۳۷</sup> <sup>۱۳۸</sup> <sup>۱۳۹</sup> <sup>۱۴۰</sup> <sup>۱۴۱</sup> <sup>۱۴۲</sup> <sup>۱۴۳</sup> <sup>۱۴۴</sup> <sup>۱۴۵</sup> <sup>۱۴۶</sup> <sup>۱۴۷</sup> <sup>۱۴۸</sup> <sup>۱۴۹</sup> <sup>۱۵۰</sup> <sup>۱۵۱</sup> <sup>۱۵۲</sup> <sup>۱۵۳</sup> <sup>۱۵۴</sup> <sup>۱۵۵</sup> <sup>۱۵۶</sup> <sup>۱۵۷</sup> <sup>۱۵۸</sup> <sup>۱۵۹</sup> <sup>۱۶۰</sup> <sup>۱۶۱</sup> <sup>۱۶۲</sup> <sup>۱۶۳</sup> <sup>۱۶۴</sup> <sup>۱۶۵</sup> <sup>۱۶۶</sup> <sup>۱۶۷</sup> <sup>۱۶۸</sup> <sup>۱۶۹</sup> <sup>۱۷۰</sup> <sup>۱۷۱</sup> <sup>۱۷۲</sup> <sup>۱۷۳</sup> <sup>۱۷۴</sup> <sup>۱۷۵</sup> <sup>۱۷۶</sup> <sup>۱۷۷</sup> <sup>۱۷۸</sup> <sup>۱۷۹</sup> <sup>۱۸۰</sup> <sup>۱۸۱</sup> <sup>۱۸۲</sup> <sup>۱۸۳</sup> <sup>۱۸۴</sup> <sup>۱۸۵</sup> <sup>۱۸۶</sup> <sup>۱۸۷</sup> <sup>۱۸۸</sup> <sup>۱۸۹</sup> <sup>۱۹۰</sup> <sup>۱۹۱</sup> <sup>۱۹۲</sup> <sup>۱۹۳</sup> <sup>۱۹۴</sup> <sup>۱۹۵</sup> <sup>۱۹۶</sup> <sup>۱۹۷</sup> <sup>۱۹۸</sup> <sup>۱۹۹</sup> <sup>۲۰۰</sup> <sup>۲۰۱</sup> <sup>۲۰۲</sup> <sup>۲۰۳</sup> <sup>۲۰۴</sup> <sup>۲۰۵</sup> <sup>۲۰۶</sup> <sup>۲۰۷</sup> <sup>۲۰۸</sup> <sup>۲۰۹</sup> <sup>۲۱۰</sup> <sup>۲۱۱</sup> <sup>۲۱۲</sup> <sup>۲۱۳</sup> <sup>۲۱۴</sup> <sup>۲۱۵</sup> <sup>۲۱۶</sup> <sup>۲۱۷</sup> <sup>۲۱۸</sup> <sup>۲۱۹</sup> <sup>۲۲۰</sup> <sup>۲۲۱</sup> <sup>۲۲۲</sup> <sup>۲۲۳</sup> <sup>۲۲۴</sup> <sup>۲۲۵</sup> <sup>۲۲۶</sup> <sup>۲۲۷</sup> <sup>۲۲۸</sup> <sup>۲۲۹</sup> <sup>۲۳۰</sup> <sup>۲۳۱</sup> <sup>۲۳۲</sup> <sup>۲۳۳</sup> <sup>۲۳۴</sup> <sup>۲۳۵</sup> <sup>۲۳۶</sup> <sup>۲۳۷</sup> <sup>۲۳۸</sup> <sup>۲۳۹</sup> <sup>۲۴۰</sup> <sup>۲۴۱</sup> <sup>۲۴۲</sup> <sup>۲۴۳</sup> <sup>۲۴۴</sup> <sup>۲۴۵</sup> <sup>۲۴۶</sup> <sup>۲۴۷</sup> <sup>۲۴۸</sup> <sup>۲۴۹</sup> <sup>۲۵۰</sup> <sup>۲۵۱</sup> <sup>۲۵۲</sup> <sup>۲۵۳</sup> <sup>۲۵۴</sup> <sup>۲۵۵</sup> <sup>۲۵۶</sup> <sup>۲۵۷</sup> <sup>۲۵۸</sup> <sup>۲۵۹</sup> <sup>۲۶۰</sup> <sup>۲۶۱</sup> <sup>۲۶۲</sup> <sup>۲۶۳</sup> <sup>۲۶۴</sup> <sup>۲۶۵</sup> <sup>۲۶۶</sup> <sup>۲۶۷</sup> <sup>۲۶۸</sup> <sup>۲۶۹</sup> <sup>۲۷۰</sup> <sup>۲۷۱</sup> <sup>۲۷۲</sup> <sup>۲۷۳</sup> <sup>۲۷۴</sup> <sup>۲۷۵</sup> <sup>۲۷۶</sup> <sup>۲۷۷</sup> <sup>۲۷۸</sup> <sup>۲۷۹</sup> <sup>۲۸۰</sup> <sup>۲۸۱</sup> <sup>۲۸۲</sup> <sup>۲۸۳</sup> <sup>۲۸۴</sup> <sup>۲۸۵</sup> <sup>۲۸۶</sup> <sup>۲۸۷</sup> <sup>۲۸۸</sup> <sup>۲۸۹</sup> <sup>۲۹۰</sup> <sup>۲۹۱</sup> <sup>۲۹۲</sup> <sup>۲۹۳</sup> <sup>۲۹۴</sup> <sup>۲۹۵</sup> <sup>۲۹۶</sup> <sup>۲۹۷</sup> <sup>۲۹۸</sup> <sup>۲۹۹</sup> <sup>۳۰۰</sup> <sup>۳۰۱</sup> <sup>۳۰۲</sup> <sup>۳۰۳</sup> <sup>۳۰۴</sup> <sup>۳۰۵</sup> <sup>۳۰۶</sup> <sup>۳۰۷</sup> <sup>۳۰۸</sup> <sup>۳۰۹</sup> <sup>۳۱۰</sup> <sup>۳۱۱</sup> <sup>۳۱۲</sup> <sup>۳۱۳</sup> <sup>۳۱۴</sup> <sup>۳۱۵</sup> <sup>۳۱۶</sup> <sup>۳۱۷</sup> <sup>۳۱۸</sup> <sup>۳۱۹</sup> <sup>۳۲۰</sup> <sup>۳۲۱</sup> <sup>۳۲۲</sup> <sup>۳۲۳</sup> <sup>۳۲۴</sup> <sup>۳۲۵</sup> <sup>۳۲۶</sup> <sup>۳۲۷</sup> <sup>۳۲۸</sup> <sup>۳۲۹</sup> <sup>۳۳۰</sup> <sup>۳۳۱</sup> <sup>۳۳۲</sup> <sup>۳۳۳</sup> <sup>۳۳۴</sup> <sup>۳۳۵</sup> <sup>۳۳۶</sup> <sup>۳۳۷</sup> <sup>۳۳۸</sup> <sup>۳۳۹</sup> <sup>۳۴۰</sup> <sup>۳۴۱</sup> <sup>۳۴۲</sup> <sup>۳۴۳</sup> <sup>۳۴۴</sup> <sup>۳۴۵</sup> <sup>۳۴۶</sup> <sup>۳۴۷</sup> <sup>۳۴۸</sup> <sup>۳۴۹</sup> <sup>۳۵۰</sup> <sup>۳۵۱</sup> <sup>۳۵۲</sup> <sup>۳۵۳</sup> <sup>۳۵۴</sup> <sup>۳۵۵</sup> <sup>۳۵۶</sup> <sup>۳۵۷</sup> <sup>۳۵۸</sup> <sup>۳۵۹</sup> <sup>۳۶۰</sup> <sup>۳۶۱</sup> <sup>۳۶۲</sup> <sup>۳۶۳</sup> <sup>۳۶۴</sup> <sup>۳۶۵</sup> <sup>۳۶۶</sup> <sup>۳۶۷</sup> <sup>۳۶۸</sup> <sup>۳۶۹</sup> <sup>۳۷۰</sup> <sup>۳۷۱</sup> <sup>۳۷۲</sup> <sup>۳۷۳</sup> <sup>۳۷۴</sup> <sup>۳۷۵</sup> <sup>۳۷۶</sup> <sup>۳۷۷</sup> <sup>۳۷۸</sup> <sup>۳۷۹</sup> <sup>۳۸۰</sup> <sup>۳۸۱</sup> <sup>۳۸۲</sup> <sup>۳۸۳</sup> <sup>۳۸۴</sup> <sup>۳۸۵</sup> <sup>۳۸۶</sup> <sup>۳۸۷</sup> <sup>۳۸۸</sup> <sup>۳۸۹</sup> <sup>۳۹۰</sup> <sup>۳۹۱</sup> <sup>۳۹۲</sup> <sup>۳۹۳</sup> <sup>۳۹۴</sup> <sup>۳۹۵</sup> <sup>۳۹۶</sup> <sup>۳۹۷</sup> <sup>۳۹۸</sup> <sup>۳۹۹</sup> <sup>۴۰۰</sup> <sup>۴۰۱</sup> <sup>۴۰۲</sup> <sup>۴۰۳</sup> <sup>۴۰۴</sup> <sup>۴۰۵</sup> <sup>۴۰۶</sup> <sup>۴۰۷</sup> <sup>۴۰۸</sup> <sup>۴۰۹</sup> <sup>۴۱۰</sup> <sup>۴۱۱</sup> <sup>۴۱۲</sup> <sup>۴۱۳</sup> <sup>۴۱۴</sup> <sup>۴۱۵</sup> <sup>۴۱۶</sup> <sup>۴۱۷</sup> <sup>۴۱۸</sup> <sup>۴۱۹</sup> <sup>۴۲۰</sup> <sup>۴۲۱</sup> <sup>۴۲۲</sup> <sup>۴۲۳</sup> <sup>۴۲۴</sup> <sup>۴۲۵</sup> <sup>۴۲۶</sup> <sup>۴۲۷</sup> <sup>۴۲۸</sup> <sup>۴۲۹</sup> <sup>۴۳۰</sup> <sup>۴۳۱</sup> <sup>۴۳۲</sup> <sup>۴۳۳</sup> <sup>۴۳۴</sup> <sup>۴۳۵</sup> <sup>۴۳۶</sup> <sup>۴۳۷</sup> <sup>۴۳۸</sup> <sup>۴۳۹</sup> <sup>۴۴۰</sup> <sup>۴۴۱</sup> <sup>۴۴۲</sup> <sup>۴۴۳</sup> <sup>۴۴۴</sup> <sup>۴۴۵</sup> <sup>۴۴۶</sup> <sup>۴۴۷</sup> <sup>۴۴۸</sup> <sup>۴۴۹</sup> <sup>۴۵۰</sup> <sup>۴۵۱</sup> <sup>۴۵۲</sup> <sup>۴۵۳</sup> <sup>۴۵۴</sup> <sup>۴۵۵</sup> <sup>۴۵۶</sup> <sup>۴۵۷</sup> <sup>۴۵۸</sup> <sup>۴۵۹</sup> <sup>۴۶۰</sup> <sup>۴۶۱</sup> <sup>۴۶۲</sup> <sup>۴۶۳</sup> <sup>۴۶۴</sup> <sup>۴۶۵</sup> <sup>۴۶۶</sup> <sup>۴۶۷</sup> <sup>۴۶۸</sup> <sup>۴۶۹</sup> <sup>۴۷۰</sup> <sup>۴۷۱</sup> <sup>۴۷۲</sup> <sup>۴۷۳</sup> <sup>۴۷۴</sup> <sup>۴۷۵</sup> <sup>۴۷۶</sup> <sup>۴۷۷</sup> <sup>۴۷۸</sup> <sup>۴۷۹</sup> <sup>۴۸۰</sup> <sup>۴۸۱</sup> <sup>۴۸۲</sup> <sup>۴۸۳</sup> <sup>۴۸۴</sup> <sup>۴۸۵</sup> <sup>۴۸۶</sup> <sup>۴۸۷</sup> <sup>۴۸۸</sup> <sup>۴۸۹</sup> <sup>۴۹۰</sup> <sup>۴۹۱</sup> <sup>۴۹۲</sup> <sup>۴۹۳</sup> <sup>۴۹۴</sup> <sup>۴۹۵</sup> <sup>۴۹۶</sup> <sup>۴۹۷</sup> <sup>۴۹۸</sup> <sup>۴۹۹</sup> <sup>۵۰۰</sup> <sup>۵۰۱</sup> <sup>۵۰۲</sup> <sup>۵۰۳</sup> <sup>۵۰۴</sup> <sup>۵۰۵</sup> <sup>۵۰۶</sup> <sup>۵۰۷</sup> <sup>۵۰۸</sup> <sup>۵۰۹</sup> <sup>۵۱۰</sup> <sup>۵۱۱</sup> <sup>۵۱۲</sup> <sup>۵۱۳</sup> <sup>۵۱۴</sup> <sup>۵۱۵</sup> <sup>۵۱۶</sup> <sup>۵۱۷</sup> <sup>۵۱۸</sup> <sup>۵۱۹</sup> <sup>۵۲۰</sup> <sup>۵۲۱</sup> <sup>۵۲۲</sup> <sup>۵۲۳</sup> <sup>۵۲۴</sup> <sup>۵۲۵</sup> <sup>۵۲۶</sup> <sup>۵۲۷</sup> <sup>۵۲۸</sup> <sup>۵۲۹</sup> <sup>۵۳۰</sup> <sup>۵۳۱</sup> <sup>۵۳۲</sup> <sup>۵۳۳</sup> <sup>۵۳۴</sup> <sup>۵۳۵</sup> <sup>۵۳۶</sup> <sup>۵۳۷</sup> <sup>۵۳۸</sup> <sup>۵۳۹</sup> <sup>۵۴۰</sup> <sup>۵۴۱</sup> <sup>۵۴۲</sup> <sup>۵۴۳</sup> <sup>۵۴۴</sup> <sup>۵۴۵</sup> <sup>۵۴۶</sup> <sup>۵۴۷</sup> <sup>۵۴۸</sup> <sup>۵۴۹</sup> <sup>۵۵۰</sup> <sup>۵۵۱</sup> <sup>۵۵۲</sup> <sup>۵۵۳</sup> <sup>۵۵۴</sup> <sup>۵۵۵</sup> <sup>۵۵۶</sup> <sup>۵۵۷</sup> <sup>۵۵۸</sup> <sup>۵۵۹</sup> <sup>۵۶۰</sup> <sup>۵۶۱</sup> <sup>۵۶۲</sup> <sup>۵۶۳</sup> <sup>۵۶۴</sup> <sup>۵۶۵</sup> <sup>۵۶۶</sup> <sup>۵۶۷</sup> <sup>۵۶۸</sup> <sup>۵۶۹</sup> <sup>۵۷۰</sup> <sup>۵۷۱</sup> <sup>۵۷۲</sup> <sup>۵۷۳</sup> <sup>۵۷۴</sup> <sup>۵۷۵</sup> <sup>۵۷۶</sup> <sup>۵۷۷</sup> <sup>۵۷۸</sup> <sup>۵۷۹</sup> <sup>۵۸۰</sup> <sup>۵۸۱</sup> <sup>۵۸۲</sup> <sup>۵۸۳</sup> <sup>۵۸۴</sup> <sup>۵۸۵</sup> <sup>۵۸۶</sup> <sup>۵۸۷</sup> <sup>۵۸۸</sup> <sup>۵۸۹</sup> <sup>۵۹۰</sup> <sup>۵۹۱</sup> <sup>۵۹۲</sup> <sup>۵۹۳</sup> <sup>۵۹۴</sup> <sup>۵۹۵</sup> <sup>۵۹۶</sup> <sup>۵۹۷</sup> <sup>۵۹۸</sup> <sup>۵۹۹</sup> <sup>۶۰۰</sup> <sup>۶۰۱</sup> <sup>۶۰۲</sup> <sup>۶۰۳</sup> <sup>۶۰۴</sup> <sup>۶۰۵</sup> <sup>۶۰۶</sup> <sup>۶۰۷</sup> <sup>۶۰۸</sup> <sup>۶۰۹</sup> <sup>۶۱۰</sup> <sup>۶۱۱</sup> <sup>۶۱۲</sup> <sup>۶۱۳</sup> <sup>۶۱۴</sup> <sup>۶۱۵</sup> <sup>۶۱۶</sup> <sup>۶۱۷</sup> <sup>۶۱۸</sup> <sup>۶۱۹</sup> <sup>۶۲۰</sup> <sup>۶۲۱</sup> <sup>۶۲۲</sup> <sup>۶۲۳</sup> <sup>۶۲۴</sup> <sup>۶۲۵</sup> <sup>۶۲۶</sup> <sup>۶۲۷</sup> <sup>۶۲۸</sup> <sup>۶۲۹</sup> <sup>۶۳۰</sup> <sup>۶۳۱</sup> <sup>۶۳۲</sup> <sup>۶۳۳</sup> <sup>۶۳۴</sup> <sup>۶۳۵</sup> <sup>۶۳۶</sup> <sup>۶۳۷</sup> <sup>۶۳۸</sup> <sup>۶۳۹</sup> <sup>۶۴۰</sup> <sup>۶۴۱</sup> <sup>۶۴۲</sup> <sup>۶۴۳</sup> <sup>۶۴۴</sup> <sup>۶۴۵</sup> <sup>۶۴۶</sup> <sup>۶۴۷</sup> <sup>۶۴۸</sup> <sup>۶۴۹</sup> <sup>۶۵۰</sup> <sup>۶۵۱</sup> <sup>۶۵۲</sup> <sup>۶۵۳</sup> <sup>۶۵۴</sup> <sup>۶۵۵</sup> <sup>۶۵۶</sup> <sup>۶۵۷</sup> <sup>۶۵۸</sup> <sup>۶۵۹</sup> <sup>۶۶۰</sup> <sup>۶۶۱</sup> <sup>۶۶۲</sup> <sup>۶۶۳</sup> <sup>۶۶۴</sup> <sup>۶۶۵</sup> <sup>۶۶۶</sup> <sup>۶۶۷</sup> <sup>۶۶۸</sup> <sup>۶۶۹</sup> <sup>۶۷۰</sup> <sup>۶۷۱</sup> <sup>۶۷۲</sup> <sup>۶۷۳</sup> <sup>۶۷۴</sup> <sup>۶۷۵</sup> <sup>۶۷۶</sup> <sup>۶۷۷</sup> <sup>۶۷۸</sup> <sup>۶۷۹</sup> <sup>۶۸۰</sup> <sup>۶۸۱</sup> <sup>۶۸۲</sup> <sup>۶۸۳</sup> <sup>۶۸۴</sup> <sup>۶۸۵</sup> <sup>۶۸۶</sup> <sup>۶۸۷</sup> <sup>۶۸۸</sup> <sup>۶۸۹</sup> <sup>۶۹۰</sup> <sup>۶۹۱</sup> <sup>۶۹۲</sup> <sup>۶۹۳</sup> <sup>۶۹۴</sup> <sup>۶۹۵</sup> <sup>۶۹۶</sup> <sup>۶۹۷</sup> <sup>۶۹۸</sup> <sup>۶۹۹</sup> <sup>۷۰۰</sup> <sup>۷۰۱</sup> <sup>۷۰۲</sup> <sup>۷۰۳</sup> <sup>۷۰۴</sup> <sup>۷۰۵</sup> <sup>۷۰۶</sup> <sup>۷۰۷</sup> <sup>۷۰۸</sup> <sup>۷۰۹</sup> <sup>۷۱۰</sup> <sup>۷۱۱</sup> <sup>۷۱۲</sup> <sup>۷۱۳</sup> <sup>۷۱۴</sup> <sup>۷۱۵</sup> <sup>۷۱۶</sup> <sup>۷۱۷</sup> <sup>۷۱۸</sup> <sup>۷۱۹</sup> <sup>۷۲۰</sup> <sup>۷۲۱</sup> <sup>۷۲۲</sup> <sup>۷۲۳</sup> <sup>۷۲۴</sup> <sup>۷۲۵</sup> <sup>۷۲۶</sup> <sup>۷۲۷</sup> <sup>۷۲۸</sup> <sup>۷۲۹</sup> <sup>۷۳۰</sup> <sup>۷۳۱</sup> <sup>۷۳۲</sup> <sup>۷۳۳</sup> <sup>۷۳۴</sup> <sup>۷۳۵</sup> <sup>۷۳۶</sup> <sup>۷۳۷</sup> <sup>۷۳۸</sup> <sup>۷۳۹</sup> <sup>۷۴۰</sup> <sup>۷۴۱</sup> <sup>۷۴۲</sup> <sup>۷۴۳</sup> <sup>۷۴۴</sup> <sup>۷۴۵</sup> <sup>۷۴۶</sup> <sup>۷۴۷</sup> <sup>۷۴۸</sup> <sup>۷۴۹</sup> <sup>۷۵۰</sup> <sup>۷۵۱</sup> <sup>۷۵۲</sup> <sup>۷۵۳</sup> <sup>۷۵۴</sup> <sup>۷۵۵</sup> <sup>۷۵۶</sup> <sup>۷۵۷</sup> <sup>۷۵۸</sup> <sup>۷۵۹</sup> <sup>۷۶۰</sup> <sup>۷۶۱</sup> <sup>۷۶۲</sup> <sup>۷۶۳</sup> <sup>۷۶۴</sup> <sup>۷۶۵</sup> <sup>۷۶۶</sup> <sup>۷۶۷</sup> <sup>۷۶۸</sup> <sup>۷۶۹</sup> <sup>۷۷۰</sup> <sup>۷۷۱</sup> <sup>۷۷۲</sup> <sup>۷۷۳</sup> <sup>۷۷۴</sup> <sup>۷۷۵</sup> <sup>۷۷۶</sup> <sup>۷۷۷</sup> <sup>۷۷۸</sup> <sup>۷۷۹</sup> <sup>۷۸۰</sup> <sup>۷۸۱</sup> <sup>۷۸۲</sup> <sup>۷۸۳</sup> <sup>۷۸۴</sup> <sup>۷۸۵</sup> <sup>۷۸۶</sup> <sup>۷۸۷</sup> <sup>۷۸۸</sup> <sup>۷۸۹</sup> <sup>۷۹۰</sup> <sup>۷۹۱</sup> <sup>۷۹۲</sup> <sup>۷۹۳</sup> <sup>۷۹۴</sup> <sup>۷۹۵</sup> <sup>۷۹۶</sup> <sup>۷۹۷</sup> <sup>۷۹۸</sup> <sup>۷۹۹</sup> <sup>۸۰۰</sup> <sup>۸۰۱</sup> <sup>۸۰۲</sup> <sup>۸۰۳</sup> <sup>۸۰۴</sup> <sup>۸۰۵</sup> <sup>۸۰۶</sup> <sup>۸۰۷</sup> <sup>۸۰۸</sup> <sup>۸۰۹</sup> <sup>۸۱۰</sup> <sup>۸۱۱</sup> <sup>۸۱۲</sup> <sup>۸۱۳</sup> <sup>۸۱۴</sup> <sup>۸۱۵</sup> <sup>۸۱۶</sup> <sup>۸۱۷</sup> <sup>۸۱۸</sup> <sup>۸۱۹</sup> <sup>۸۲۰</sup> <sup>۸۲۱</sup> <sup>۸۲۲</sup> <sup>۸۲۳</sup> <sup>۸۲۴</sup> <sup>۸۲۵</sup> <sup>۸۲۶</sup> <sup>۸۲۷</sup> <sup>۸۲۸</sup> <sup>۸۲۹</sup> <sup>۸۳۰</sup> <sup>۸۳۱</sup> <sup>۸۳۲</sup> <sup>۸۳۳</sup> <sup>۸۳۴</sup> <sup>۸۳۵</sup> <sup>۸۳۶</sup> <sup>۸۳۷</sup> <sup>۸۳۸</sup> <sup>۸۳۹</sup> <sup>۸۴۰</sup> <sup>۸۴۱</sup> <sup>۸۴۲</sup> <sup>۸۴۳</sup> <sup>۸۴۴</sup> <sup>۸۴۵</sup> <sup>۸۴۶</sup> <sup>۸۴۷</sup> <sup>۸۴۸</sup> <sup>۸۴۹</sup> <sup>۸۵۰</sup> <sup>۸۵۱</sup> <sup>۸۵۲</sup> <sup>۸۵۳</sup> <sup>۸۵۴</sup> <sup>۸۵۵</sup> <sup>۸۵۶</sup> <sup>۸۵۷</sup> <sup>۸۵۸</sup> <sup>۸۵۹</sup> <sup>۸۶۰</sup> <sup>۸۶۱</sup> <sup>۸۶۲</sup> <sup>۸۶۳</sup> <sup>۸۶۴</sup> <sup>۸۶۵</sup> <sup>۸۶۶</sup> <sup>۸۶۷</sup> <sup>۸۶۸</sup> <sup>۸۶۹</sup> <sup>۸۷۰</sup> <sup>۸۷۱</sup> <sup>۸۷۲</sup> <sup>۸۷۳</sup> <sup>۸۷۴</sup> <sup>۸۷۵</sup> <sup>۸۷۶</sup> <sup>۸۷۷</sup> <sup>۸۷۸</sup> <sup>۸۷۹</sup> <sup>۸۸۰</sup> <sup>۸۸۱</sup> <sup>۸۸۲</sup> <sup>۸۸۳</sup> <sup>۸۸۴</sup> <sup>۸۸۵</sup> <sup>۸۸۶</sup> <sup>۸۸۷</sup> <sup>۸۸۸</sup> <sup>۸۸۹</sup> <sup>۸۹۰</sup> <sup>۸۹۱</sup> <sup>۸۹۲</sup> <sup>۸۹۳</sup> <sup>۸۹۴</sup> <sup>۸۹۵</sup> <sup>۸۹۶</sup> <sup>۸۹۷</sup> <sup>۸۹۸</sup> <sup>۸۹۹</sup> <sup>۹۰۰</sup> <sup>۹۰۱</sup> <sup>۹۰۲</sup> <sup>۹۰۳</sup> <sup>۹۰۴</sup> <sup>۹۰۵</sup> <sup>۹۰۶</sup> <sup>۹۰۷</sup> <sup>۹۰۸</sup> <sup>۹۰۹</sup> <sup>۹۱۰</sup> <sup>۹۱۱</sup> <sup>۹۱۲</sup> <sup>۹۱۳</sup> <sup>۹۱۴</sup> <sup>۹۱۵</sup> <sup>۹۱۶</sup> <sup>۹۱۷</sup> <sup>۹۱۸</sup> <sup>۹۱۹</sup> <sup>۹۲۰</sup> <sup>۹۲۱</sup> <sup>۹۲۲</sup> <sup>۹۲۳</sup> <sup>۹۲۴</sup> <sup>۹۲۵</sup> <sup>۹۲۶</sup> <sup>۹۲۷</sup> <sup>۹۲۸</sup> <sup>۹۲۹</sup> <sup>۹۳۰</sup> <sup>۹۳۱</sup> <sup>۹۳۲</sup> <sup>۹۳۳</sup> <sup>۹۳۴</sup> <sup>۹۳۵</sup> <sup>۹۳۶</sup> <sup>۹۳۷</sup> <sup>۹۳۸</sup> <sup>۹۳۹</sup> <sup>۹۴۰</sup> <sup>۹۴۱</sup> <sup>۹۴۲</sup> <sup>۹۴۳</sup> <sup>۹۴۴</sup> <sup>۹۴۵</sup> <sup>۹۴۶</sup> <sup>۹۴۷</sup> <sup>۹۴۸</sup> <sup>۹۴۹</sup> <sup>۹۵۰</sup> <sup>۹۵۱</sup> <sup>۹۵۲</sup> <sup>۹۵۳</sup> <sup>۹۵۴</sup> <sup>۹۵۵</sup> <sup>۹۵۶</sup> <sup>۹۵۷</sup> <sup>۹۵۸</sup> <sup>۹۵۹</sup> <sup>۹۶۰</sup> <sup>۹۶۱</sup> <sup>۹۶۲</sup> <sup>۹۶۳</sup> <sup>۹۶۴</sup> <sup>۹۶۵</sup> <sup>۹۶۶</sup> <sup>۹۶۷</sup> <sup>۹۶۸</sup> <sup>۹۶۹</sup> <sup>۹۷۰</sup> <sup>۹۷۱</sup> <sup>۹۷۲</sup> <sup>۹۷۳</sup> <sup>۹۷۴</sup> <sup>۹۷۵</sup> <sup>۹۷۶</sup> <sup>۹۷۷</sup> <sup>۹۷۸</sup> <sup>۹۷۹</sup> <sup>۹۸۰</sup> <sup>۹۸۱</sup> <sup>۹۸۲</sup> <sup>۹۸۳</sup> <sup>۹۸۴</sup> <sup>۹۸۵</sup> <sup>۹۸۶</sup> <sup>۹۸۷</sup> <sup>۹۸۸</sup> <sup>۹۸۹</sup> <sup>۹۹۰</sup> <sup>۹۹۱</sup> <sup>۹۹۲</sup> <sup>۹۹۳</sup> <sup>۹۹۴</sup> <sup>۹۹۵</sup> <sup>۹۹۶</sup> <sup>۹۹۷</sup> <sup>۹۹۸</sup> <sup>۹۹۹</sup> <sup>۱۰۰۰</sup>



پیر اور جان در افشانی کرینگے کہ خدا قادر مطلق ہے وہ سب کچھ کر سکتا  
 ہے ہم پوچھتے ہیں بقول آپ کے وہ قادر مطلق بغیر پہلی کے عورت  
 سے نہیں بنا سکتا تھا۔ جناب من قادر مطلق کے یہ سنے نہیں کہ جو اناب  
 اُس بے باپ دل میں آیا کرو یاد رہے وہ اپنی قوانین سے برخلاف کچھ نہیں  
 سبھاں بنا دینا چنانچہ اس کا فیصلہ ستیا ست بیکٹو جو وہ ہے دیکھ لینا  
 وہ کیوں اگر بیان میں منہ ڈال کر انصاف سے دیکھئے یہ کیسی جہالت و  
 گمان سے پیداؤں کا ذکر ہے پر انوں میں اگرچہ مختلف ناموں  
 کے پیدائش کا ذکر ہے تاہم اس میں پیدا کنندہ کی یہ بزرگی دکھائی  
 گئی ہے کہ اس نے جہاں کو ایک آن میں پیدا کیا برخلاف عیسائیوں  
 کے خدا کے چھ روز میں پیدا کر کے ساتویں روز نکال کے دور  
 کے لئے آرام کیا مفصل مباحثہ پیدائش کا ست دھرم  
 کے بار میں درج ہے ۱۱

۱۲۵ - ہندوؤں کی کتابوں میں شہد اور دودھ  
 کے سمندر لکھے ہیں اور حوالہ بھاگوت و مارکنڈی پُران دیتے  
 ہیں ان کا بھی کہیں ٹھکانا نہیں لگتا صرف وہم کے سمندر  
 کا نام ہے ۱۲

غیر جواب آرہے پادری صاحب کو خروج کے تین باب کی آیتوں  
 کی کوئی بھاری چاہئے۔ خدا فرماتا ہے کہ میں بنی اسرائیل کو



مصریوں کے ہاتھ سے نجات بخشو نگا۔ اور اس زمین سے نکال کے اسی  
 وسیع زمین میں جہاں شہد اور دودھ موج مارتا ہے پہنچا دو اور  
 اور اسی طرح یسوع کے باب ۵ میں درج ہے خداوند نے ان  
 باپ دادوں سے قسم کر کے کہا کہ میں تم کو دو لگاؤہ زمین جس  
 شیر و شہد بنتا ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں خدا نے شہد  
 اور دودھ کے سمندر بتلائے جس جگہ یہ سمندر ہونگے۔ ہاں  
 برہمنوں نے بھی اُنہیں کی طرف اشارہ کیا ہے کیا بھاگوت سے  
 بائبل زیادہ تو قیر پا سکتی ہے ؟

بادری صفحہ ۱۴۵۔ ہندوؤں کے دین میں زمین کا  
 چٹیل میدان کنول کے پتے کی صورت ہے اور کچھوے کی پیٹھ  
 ہے اور بھنے پھاؤں میں لکھا ہے کہ شیش ناگ کے سر پر  
 سو ہندوؤں کی شاستروں کی یہ باتیں علم ہیئت وغیرہ کے  
 سے صاف غلط ٹھہرتی ہیں ان کے مصنف بے خبر تھے اور زمین  
 کو کھڑی سمجھتے تھے۔ اور حساب فاصلہ سیاروں کا نہ  
 تھے ؟

جواب آرہے ضرور سمجھتے تھے کیونکہ گرہن وغیرہ کا حال  
 بتلاتے تھے اسی واسطے سیاران کو نہ سمجھتے تھے اور تیری  
 جنتری جو بناتے تھے شاید معتزل انکو اور دن کی ایجاد



ہوا کا قیما اپنے نبی خدا کے مقرب بشروع کی جو علم ہیئت کا کامل عالم تھا  
 جس نے باب آیت <sup>۱۱۸</sup> میں سورج کو کہا کہ اے آفتاب جمعوں پر ٹھہرا  
 اور اے مہتاب تو بھی وادی ایلوں کے درمیان تب آفتاب کھڑا  
 رہا اور مہتاب ٹھہر گیا یہاں تک کہ ان دو گوں نے اپنے دشمنوں  
 سے انتقام لیا اور آفتاب آسمان کے بیچوں بیچ ٹھہرا اور قریب ن  
 سے کھڑے تجھم کی طرف کو مائل نہ ہوا جہاں میں اس وقت شاید سورج  
 نہ جاتا تھا بلکہ تو اسے چاند سورج دونوں کو شیوع نے کھڑا کر لیا اب خدا کو انکے لگ کر دیا انوس  
 اس کا کیا جزا ہے یثوع نے زمین کا کھڑا رہنا دل میں ضرور  
 مانا ہو گا ورنہ زمین کو بھی کھڑا ہو کتا اور رکھا شفات یوحنا کے <sup>۱۱۹</sup>  
 بڑا نشان آسمان پر نظر آیا ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے  
 تھی اور چاند اس کے پاؤں تلے اور اس کے سر پر بارہ ستاروں  
 کا تاج وہ عورت حاملہ تھی، وہ دروسے چلاتی تھی جنے کو اینٹھی تھی  
 اور ایک لال رنگ کا بڑا اثر دھا آسمان پر دیکھ پڑا جس کے سات  
 سرزدس سینک ہیں اور سروں پر سات شاہی تاج رکھی  
 ہوئی ہے اور اس کے دم نے سات حصہ ستاروں کو کھینچ کر زمین  
 پر سے مارا چونکہ یہ مسئلہ بائبل کا ہے برخلاف علم کے بھی مختصر  
 ہے۔ عورت کا وجود آسمان پر اور سورج کو یا ایک کھڑا  
 تھا جس کی چادر اس سے اوڑھی ہوئی تھی اور آسمان پر حاملہ



بھی ہوئی کیا یہاں پر بھی خدا یا روح القدس کی نظر عنایت ہوئی ہے  
 اور اس اثر و صاکی و مکتبی بڑی ہوگی جسے  $\frac{1}{2}$  حصہ ستاروں کو زمین  
 پر دے مارا علم ہیئت کے دعویٰ کرنے والوں ذرا غور تو کرو کہ جسے ستارے  
 ہیں یہ سب بڑے بڑے کرہ زمین کے ہیں اور ایک بھی اس زمین پر  
 نہیں آسکتی کیونکہ اسے ہر ایک کے حصہ بڑے ہیں وہ  $\frac{1}{2}$  حصہ  
 ستارے کس زمین پر گرے شائد پادری صاحب کے گھر پر گرے  
 ہونگے افسوس کہ یہ مسائل سچ بلکہ ان کا اعتقاد باعث نجات  
 اور دے شخص جو تمام سیارات و کواکب سے واقف اور علم نجوم کے  
 موجدان کے قول ہیئت کے خلاف واد سے یہود انہری ہیئت  
 ذاتی و ستارہ شناسی +

(پادری) صفحہ نمبر ۱۴۱ - پھر وید میں لکھا ہے کہ سورج آگ  
 سے اور چاند سورج سے پیدا ہوا اور مبینہ چاند سے ہوتا ہے کہ  
 بجلی و بادل کے مل جانے سے پیدا ہوتی ہے اور بادل تین  
 کوہ سے اونچا نہیں ہوتا وغیرہ +

جواب آریہ آپ نے وہد کا نام تو یاد کر لیا کہ حوالہ کیوں دیا پتہ لکھنا تو وہ  
 بھی نہ لکھا کہ کس یر میں ہاں میں پیر وید کا وہو ہوا ہوگا جہاں لکھا، اسی میں  
 کے سب سے بڑے نکالے اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں  $\frac{1}{2}$  خدا کتا ہے  
 میں زمین کو بادل لاؤں تو میری کمان بادل میں دکھائی دے گی



پیدائش ۹ تب خداوند نے سدوم اور عموره پر گندھک اور آگ  
 خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برساتی ایسا ۱۱ واہ صاحب کیا  
 آسمان میں کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں کیا قوس قزح خدا کی کمان ہے نہ  
 لیکن علم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے سورج اور یارش ہے تب  
 سے یہ پانی پر سورج کی روشنی پڑنے سے ویکتی ہے خدا نے  
 آسمان پر گندھک اور آگ کے انبار کو رکھے ہیں چونکہ مسائل  
 بائبل کے ہیں اسلئے معترض کہ علم سے پڑتال کرنے کی جرات نہ  
 ہوئی اور ایک عام قاعدہ بھی ہے کہ اپنے آنکھ کا شہتیر اکثر  
 متعصبان مذاہب کو نہیں دکھائی دیتا ہے جس طرح ہم نے  
 ہر ایک اعتراض کو حوالہ سے تحریر کیا ہے ویسا ہی معترض  
 کو بھی اگر اعتراض اُس کے صداقت کی بور کھتے ہیں مع حوالہ  
 کے تحریر کرنا چاہئے ورنہ دعوے بلا دلیل سے سوائے ذلیل  
 ہونے کے اور کسی طرح کی سرخروئی نہیں +

پادری، صفحہ ۴، ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۳۷، ۳۹، ۴۱، ۴۳، ۴۵، ۴۷، ۴۹، ۵۱، ۵۳، ۵۵، ۵۷، ۵۹، ۶۱، ۶۳، ۶۵، ۶۷، ۶۹، ۷۱، ۷۳، ۷۵، ۷۷، ۷۹، ۸۱، ۸۳، ۸۵، ۸۷، ۸۹، ۹۱، ۹۳، ۹۵، ۹۷، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۳، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۱، ۲۵۳، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۶۷، ۲۶۹، ۲۷۱، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۷، ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۹۵، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۳، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۱۵، ۳۱۷، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۲۹، ۳۳۱، ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۳۹، ۳۴۱، ۳۴۳، ۳۴۵، ۳۴۷، ۳۴۹، ۳۵۱، ۳۵۳، ۳۵۵، ۳۵۷، ۳۵۹، ۳۶۱، ۳۶۳، ۳۶۵، ۳۶۷، ۳۶۹، ۳۷۱، ۳۷۳، ۳۷۵، ۳۷۷، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۳، ۳۸۵، ۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۱، ۳۹۳، ۳۹۵، ۳۹۷، ۳۹۹، ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۰۵، ۴۰۷، ۴۰۹، ۴۱۱، ۴۱۳، ۴۱۵، ۴۱۷، ۴۱۹، ۴۲۱، ۴۲۳، ۴۲۵، ۴۲۷، ۴۲۹، ۴۳۱، ۴۳۳، ۴۳۵، ۴۳۷، ۴۳۹، ۴۴۱، ۴۴۳، ۴۴۵، ۴۴۷، ۴۴۹، ۴۵۱، ۴۵۳، ۴۵۵، ۴۵۷، ۴۵۹، ۴۶۱، ۴۶۳، ۴۶۵، ۴۶۷، ۴۶۹، ۴۷۱، ۴۷۳، ۴۷۵، ۴۷۷، ۴۷۹، ۴۸۱، ۴۸۳، ۴۸۵، ۴۸۷، ۴۸۹، ۴۹۱، ۴۹۳، ۴۹۵، ۴۹۷، ۴۹۹، ۵۰۱، ۵۰۳، ۵۰۵، ۵۰۷، ۵۰۹، ۵۱۱، ۵۱۳، ۵۱۵، ۵۱۷، ۵۱۹، ۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۵، ۵۲۷، ۵۲۹، ۵۳۱، ۵۳۳، ۵۳۵، ۵۳۷، ۵۳۹، ۵۴۱، ۵۴۳، ۵۴۵، ۵۴۷، ۵۴۹، ۵۵۱، ۵۵۳، ۵۵۵، ۵۵۷، ۵۵۹، ۵۶۱، ۵۶۳، ۵۶۵، ۵۶۷، ۵۶۹، ۵۷۱، ۵۷۳، ۵۷۵، ۵۷۷، ۵۷۹، ۵۸۱، ۵۸۳، ۵۸۵، ۵۸۷، ۵۸۹، ۵۹۱، ۵۹۳، ۵۹۵، ۵۹۷، ۵۹۹، ۶۰۱، ۶۰۳، ۶۰۵، ۶۰۷، ۶۰۹، ۶۱۱، ۶۱۳، ۶۱۵، ۶۱۷، ۶۱۹، ۶۲۱، ۶۲۳، ۶۲۵، ۶۲۷، ۶۲۹، ۶۳۱، ۶۳۳، ۶۳۵، ۶۳۷، ۶۳۹، ۶۴۱، ۶۴۳، ۶۴۵، ۶۴۷، ۶۴۹، ۶۵۱، ۶۵۳، ۶۵۵، ۶۵۷، ۶۵۹، ۶۶۱، ۶۶۳، ۶۶۵، ۶۶۷، ۶۶۹، ۶۷۱، ۶۷۳، ۶۷۵، ۶۷۷، ۶۷۹، ۶۸۱، ۶۸۳، ۶۸۵، ۶۸۷، ۶۸۹، ۶۹۱، ۶۹۳، ۶۹۵، ۶۹۷، ۶۹۹، ۷۰۱، ۷۰۳، ۷۰۵، ۷۰۷، ۷۰۹، ۷۱۱، ۷۱۳، ۷۱۵، ۷۱۷، ۷۱۹، ۷۲۱، ۷۲۳، ۷۲۵، ۷۲۷، ۷۲۹، ۷۳۱، ۷۳۳، ۷۳۵، ۷۳۷، ۷۳۹، ۷۴۱، ۷۴۳، ۷۴۵، ۷۴۷، ۷۴۹، ۷۵۱، ۷۵۳، ۷۵۵، ۷۵۷، ۷۵۹، ۷۶۱، ۷۶۳، ۷۶۵، ۷۶۷، ۷۶۹، ۷۷۱، ۷۷۳، ۷۷۵، ۷۷۷، ۷۷۹، ۷۸۱، ۷۸۳، ۷۸۵، ۷۸۷، ۷۸۹، ۷۹۱، ۷۹۳، ۷۹۵، ۷۹۷، ۷۹۹، ۸۰۱، ۸۰۳، ۸۰۵، ۸۰۷، ۸۰۹، ۸۱۱، ۸۱۳، ۸۱۵، ۸۱۷، ۸۱۹، ۸۲۱، ۸۲۳، ۸۲۵، ۸۲۷، ۸۲۹، ۸۳۱، ۸۳۳، ۸۳۵، ۸۳۷، ۸۳۹، ۸۴۱، ۸۴۳، ۸۴۵، ۸۴۷، ۸۴۹، ۸۵۱، ۸۵۳، ۸۵۵، ۸۵۷، ۸۵۹، ۸۶۱، ۸۶۳، ۸۶۵، ۸۶۷، ۸۶۹، ۸۷۱، ۸۷۳، ۸۷۵، ۸۷۷، ۸۷۹، ۸۸۱، ۸۸۳، ۸۸۵، ۸۸۷، ۸۸۹، ۸۹۱، ۸۹۳، ۸۹۵، ۸۹۷، ۸۹۹، ۹۰۱، ۹۰۳، ۹۰۵، ۹۰۷، ۹۰۹، ۹۱۱، ۹۱۳، ۹۱۵، ۹۱۷، ۹۱۹، ۹۲۱، ۹۲۳، ۹۲۵، ۹۲۷، ۹۲۹، ۹۳۱، ۹۳۳، ۹۳۵، ۹۳۷، ۹۳۹، ۹۴۱، ۹۴۳، ۹۴۵، ۹۴۷، ۹۴۹، ۹۵۱، ۹۵۳، ۹۵۵، ۹۵۷، ۹۵۹، ۹۶۱، ۹۶۳، ۹۶۵، ۹۶۷، ۹۶۹، ۹۷۱، ۹۷۳، ۹۷۵، ۹۷۷، ۹۷۹، ۹۸۱، ۹۸۳، ۹۸۵، ۹۸۷، ۹۸۹، ۹۹۱، ۹۹۳، ۹۹۵، ۹۹۷، ۹۹۹، ۱۰۰۱، ۱۰۰۳، ۱۰۰۵، ۱۰۰۷، ۱۰۰۹، ۱۰۱۱، ۱۰۱۳، ۱۰۱۵، ۱۰۱۷، ۱۰۱۹، ۱۰۲۱، ۱۰۲۳، ۱۰۲۵، ۱۰۲۷، ۱۰۲۹، ۱۰۳۱، ۱۰۳۳، ۱۰۳۵، ۱۰۳۷، ۱۰۳۹، ۱۰۴۱، ۱۰۴۳، ۱۰۴۵، ۱۰۴۷، ۱۰۴۹، ۱۰۵۱، ۱۰۵۳، ۱۰۵۵، ۱۰۵۷، ۱۰۵۹، ۱۰۶۱، ۱۰۶۳، ۱۰۶۵، ۱۰۶۷، ۱۰۶۹، ۱۰۷۱، ۱۰۷۳، ۱۰۷۵، ۱۰۷۷، ۱۰۷۹، ۱۰۸۱، ۱۰۸۳، ۱۰۸۵، ۱۰۸۷، ۱۰۸۹، ۱۰۹۱، ۱۰۹۳، ۱۰۹۵، ۱۰۹۷، ۱۰۹۹، ۱۱۰۱، ۱۱۰۳، ۱۱۰۵، ۱۱۰۷، ۱۱۰۹، ۱۱۱۱، ۱۱۱۳، ۱۱۱۵، ۱۱۱۷، ۱۱۱۹، ۱۱۲۱، ۱۱۲۳، ۱۱۲۵، ۱۱۲۷، ۱۱۲۹، ۱۱۳۱، ۱۱۳۳، ۱۱۳۵، ۱۱۳۷، ۱۱۳۹، ۱۱۴۱، ۱۱۴۳، ۱۱۴۵، ۱۱۴۷، ۱۱۴۹، ۱۱۵۱، ۱۱۵۳، ۱۱۵۵، ۱۱۵۷، ۱۱۵۹، ۱۱۶۱، ۱۱۶۳، ۱۱۶۵، ۱۱۶۷، ۱۱۶۹، ۱۱۷۱، ۱۱۷۳، ۱۱۷۵، ۱۱۷۷، ۱۱۷۹، ۱۱۸۱، ۱۱۸۳، ۱۱۸۵، ۱۱۸۷، ۱۱۸۹، ۱۱۹۱، ۱۱۹۳، ۱۱۹۵، ۱۱۹۷، ۱۱۹۹، ۱۲۰۱، ۱۲۰۳، ۱۲۰۵، ۱۲۰۷، ۱۲۰۹، ۱۲۱۱، ۱۲۱۳، ۱۲۱۵، ۱۲۱۷، ۱۲۱۹، ۱۲۲۱، ۱۲۲۳، ۱۲۲۵، ۱۲۲۷، ۱۲۲۹، ۱۲۳۱، ۱۲۳۳، ۱۲۳۵، ۱۲۳۷، ۱۲۳۹، ۱۲۴۱، ۱۲۴۳، ۱۲۴۵، ۱۲۴۷، ۱۲۴۹، ۱۲۵۱، ۱۲۵۳، ۱۲۵۵، ۱۲۵۷، ۱۲۵۹، ۱۲۶۱، ۱۲۶۳، ۱۲۶۵، ۱۲۶۷، ۱۲۶۹، ۱۲۷۱، ۱۲۷۳، ۱۲۷۵، ۱۲۷۷، ۱۲۷۹، ۱۲۸۱، ۱۲۸۳، ۱۲۸۵، ۱۲۸۷، ۱۲۸۹، ۱۲۹۱، ۱۲۹۳، ۱۲۹۵، ۱۲۹۷، ۱۲۹۹، ۱۳۰۱، ۱۳۰۳، ۱۳۰۵، ۱۳۰۷، ۱۳۰۹، ۱۳۱۱، ۱۳۱۳، ۱۳۱۵، ۱۳۱۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۱، ۱۳۲۳، ۱۳۲۵، ۱۳۲۷، ۱۳۲۹، ۱۳۳۱، ۱۳۳۳، ۱۳۳۵، ۱۳۳۷، ۱۳۳۹، ۱۳۴۱، ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۷، ۱۳۴۹، ۱۳۵۱، ۱۳۵۳، ۱۳۵۵، ۱۳۵۷، ۱۳۵۹، ۱۳۶۱، ۱۳۶۳، ۱۳۶۵، ۱۳۶۷، ۱۳۶۹، ۱۳۷۱، ۱۳۷۳، ۱۳۷۵، ۱۳۷۷، ۱۳۷۹، ۱۳۸۱، ۱۳۸۳، ۱۳۸۵، ۱۳۸۷، ۱۳۸۹، ۱۳۹۱، ۱۳۹۳، ۱۳۹۵، ۱۳۹۷، ۱۳۹۹، ۱۴۰۱، ۱۴۰۳، ۱۴۰۵، ۱۴۰۷، ۱۴۰۹، ۱۴۱۱، ۱۴۱۳، ۱۴۱۵، ۱۴۱۷، ۱۴۱۹، ۱۴۲۱، ۱۴۲۳، ۱۴۲۵، ۱۴۲۷، ۱۴۲۹، ۱۴۳۱، ۱۴۳۳، ۱۴۳۵، ۱۴۳۷، ۱۴۳۹، ۱۴۴۱، ۱۴۴۳، ۱۴۴۵، ۱۴۴۷، ۱۴۴۹، ۱۴۵۱، ۱۴۵۳، ۱۴۵۵، ۱۴۵۷، ۱۴۵۹، ۱۴۶۱، ۱۴۶۳، ۱۴۶۵، ۱۴۶۷، ۱۴۶۹، ۱۴۷۱، ۱۴۷۳، ۱۴۷۵، ۱۴۷۷، ۱۴۷۹، ۱۴۸۱، ۱۴۸۳، ۱۴۸۵، ۱۴۸۷، ۱۴۸۹، ۱۴۹۱، ۱۴۹۳، ۱۴۹۵، ۱۴۹۷، ۱۴۹۹، ۱۵۰۱، ۱۵۰۳، ۱۵۰۵، ۱۵۰۷، ۱۵۰۹، ۱۵۱۱، ۱۵۱۳، ۱۵۱۵، ۱۵۱۷، ۱۵۱۹، ۱۵۲۱، ۱۵۲۳، ۱۵۲۵، ۱۵۲۷، ۱۵۲۹، ۱۵۳۱، ۱۵۳۳، ۱۵۳۵، ۱۵۳۷، ۱۵۳۹، ۱۵۴۱، ۱۵۴۳، ۱۵۴۵، ۱۵۴۷، ۱۵۴۹، ۱۵۵۱، ۱۵۵۳، ۱۵۵۵، ۱۵۵۷، ۱۵۵۹، ۱۵۶۱، ۱۵۶۳، ۱۵۶۵، ۱۵۶۷، ۱۵۶۹، ۱۵۷۱، ۱۵۷۳، ۱۵۷۵، ۱۵۷۷، ۱۵۷۹، ۱۵۸۱، ۱۵۸۳، ۱۵۸۵، ۱۵۸۷، ۱۵۸۹، ۱۵۹۱، ۱۵۹۳، ۱۵۹۵، ۱۵۹۷، ۱۵۹۹، ۱۶۰۱، ۱۶۰۳، ۱۶۰۵، ۱۶۰۷، ۱۶۰۹، ۱۶۱۱، ۱۶۱۳، ۱۶۱۵، ۱۶۱۷، ۱۶۱۹، ۱۶۲۱، ۱۶۲۳، ۱۶۲۵، ۱۶۲۷، ۱۶۲۹، ۱۶۳۱، ۱۶۳۳، ۱۶۳۵، ۱۶۳۷، ۱۶۳۹، ۱۶۴۱، ۱۶۴۳، ۱۶۴۵، ۱۶۴۷، ۱۶۴۹، ۱۶۵۱، ۱۶۵۳، ۱۶۵۵، ۱۶۵۷، ۱۶۵۹، ۱۶۶۱، ۱۶۶۳، ۱۶۶۵، ۱۶۶۷، ۱۶۶۹، ۱۶۷۱، ۱۶۷۳، ۱۶۷۵، ۱۶۷۷، ۱۶۷۹، ۱۶۸۱، ۱۶۸۳، ۱۶۸۵، ۱۶۸۷، ۱۶۸۹، ۱۶۹۱، ۱۶۹۳، ۱۶۹۵، ۱۶۹۷، ۱۶۹۹، ۱۷۰۱، ۱۷۰۳، ۱۷۰۵، ۱۷۰۷، ۱۷۰۹، ۱۷۱۱، ۱۷۱۳، ۱۷۱۵، ۱۷۱۷، ۱۷۱۹، ۱۷۲۱، ۱۷۲۳، ۱۷۲۵، ۱۷۲۷، ۱۷۲۹، ۱۷۳۱، ۱۷۳۳، ۱۷۳۵، ۱۷۳۷، ۱۷۳۹، ۱۷۴۱، ۱۷۴۳، ۱۷۴۵، ۱۷۴۷، ۱۷۴۹، ۱۷۵۱، ۱۷۵۳، ۱۷۵۵، ۱۷۵۷، ۱۷۵۹، ۱۷۶۱، ۱۷۶۳، ۱۷۶۵، ۱۷۶۷، ۱۷۶۹، ۱۷۷۱، ۱۷۷۳، ۱۷۷۵، ۱۷۷۷، ۱۷۷۹، ۱۷۸۱، ۱۷۸۳، ۱۷۸۵، ۱۷۸۷، ۱۷۸۹، ۱۷۹۱، ۱۷۹۳، ۱۷۹۵، ۱۷۹۷، ۱۷۹۹، ۱۸۰۱، ۱۸۰۳، ۱۸۰۵، ۱۸۰۷، ۱۸۰۹، ۱۸۱۱، ۱۸۱۳، ۱۸۱۵، ۱۸۱۷، ۱۸۱۹، ۱۸۲۱، ۱۸۲۳، ۱۸۲۵، ۱۸۲۷، ۱۸۲۹، ۱۸۳۱، ۱۸۳۳، ۱۸۳۵، ۱۸۳۷، ۱۸۳۹، ۱۸۴۱، ۱۸۴۳، ۱۸۴۵، ۱۸۴۷، ۱۸۴۹، ۱۸۵۱، ۱۸۵۳، ۱۸۵۵، ۱۸۵۷، ۱۸۵۹، ۱۸۶۱، ۱۸۶۳، ۱۸۶۵، ۱۸۶۷، ۱۸۶۹، ۱۸۷۱، ۱۸۷۳، ۱۸۷۵، ۱۸۷۷، ۱۸۷۹، ۱۸۸۱، ۱۸۸۳، ۱۸۸۵، ۱۸۸۷، ۱۸۸۹، ۱۸۹۱، ۱۸۹۳، ۱۸۹۵، ۱۸۹۷، ۱۸۹۹، ۱۹۰۱، ۱۹۰۳، ۱۹۰۵، ۱۹۰۷، ۱۹۰۹، ۱۹۱۱، ۱۹۱۳، ۱۹۱۵، ۱۹۱۷، ۱۹۱۹، ۱۹۲۱، ۱۹۲۳، ۱۹۲۵، ۱۹۲۷، ۱۹۲۹، ۱۹۳۱، ۱۹۳۳، ۱۹۳۵، ۱۹۳۷، ۱۹۳۹، ۱۹۴۱، ۱۹۴۳، ۱۹۴۵، ۱۹۴۷، ۱۹۴۹، ۱۹۵۱، ۱۹۵۳، ۱۹۵۵، ۱۹۵۷، ۱۹۵۹، ۱۹۶۱، ۱۹۶۳، ۱۹۶۵، ۱۹۶۷، ۱۹۶۹، ۱۹۷۱، ۱۹۷۳، ۱۹۷۵، ۱۹۷۷، ۱۹۷۹، ۱۹۸۱، ۱۹۸۳، ۱۹۸۵، ۱۹۸۷، ۱۹۸۹، ۱۹۹۱، ۱۹۹۳، ۱۹۹۵، ۱۹۹۷، ۱۹۹۹، ۲۰۰۱، ۲۰۰۳، ۲۰۰۵، ۲۰۰۷، ۲۰۰۹، ۲۰۱۱، ۲۰۱۳، ۲۰۱۵، ۲۰۱۷، ۲۰۱۹، ۲۰۲۱، ۲۰۲۳، ۲۰۲۵، ۲۰۲۷، ۲۰۲۹، ۲۰۳۱، ۲۰۳۳، ۲۰۳۵، ۲۰۳۷، ۲۰۳۹، ۲۰۴۱، ۲۰۴۳، ۲۰۴۵، ۲۰۴۷، ۲۰۴۹، ۲۰۵۱، ۲۰۵۳، ۲۰۵۵، ۲۰۵۷، ۲۰۵۹، ۲۰۶۱، ۲۰۶۳، ۲۰۶۵، ۲۰۶۷، ۲۰۶۹، ۲۰۷۱، ۲۰۷۳، ۲۰۷۵، ۲۰۷۷، ۲۰۷۹، ۲۰۸۱، ۲۰۸۳، ۲۰۸۵، ۲۰۸۷، ۲۰۸۹، ۲۰۹۱، ۲۰۹۳، ۲۰۹۵، ۲۰۹۷، ۲۰۹۹، ۲۱۰۱، ۲۱۰۳، ۲۱۰۵، ۲۱۰۷، ۲۱۰۹، ۲۱۱۱، ۲۱۱۳، ۲۱۱۵، ۲۱۱۷، ۲۱۱۹، ۲۱۲۱، ۲۱۲۳، ۲۱۲۵، ۲۱۲۷، ۲۱۲۹، ۲۱۳۱، ۲۱۳۳، ۲۱۳۵، ۲۱۳۷، ۲۱۳۹، ۲۱۴۱، ۲۱۴۳، ۲۱۴۵، ۲۱۴۷، ۲۱۴۹، ۲۱۵۱، ۲۱۵۳، ۲۱۵۵، ۲۱۵۷، ۲۱۵۹، ۲۱۶۱، ۲۱۶۳، ۲۱۶۵، ۲۱۶۷، ۲۱۶۹، ۲۱۷۱، ۲۱۷۳، ۲۱۷۵، ۲۱۷۷، ۲۱۷۹، ۲۱۸۱، ۲۱۸۳، ۲۱۸۵، ۲۱۸۷، ۲۱۸۹، ۲۱۹۱، ۲۱۹۳، ۲۱۹۵، ۲۱۹۷، ۲۱۹۹، ۲۲۰۱، ۲۲۰۳، ۲۲۰۵، ۲۲۰۷، ۲۲۰۹، ۲۲۱۱، ۲۲۱۳، ۲۲۱۵، ۲۲۱۷، ۲۲۱۹، ۲۲۲۱، ۲۲۲۳، ۲۲۲۵، ۲۲۲۷، ۲۲۲۹، ۲۲۳۱، ۲۲۳۳، ۲۲۳۵، ۲۲۳۷، ۲۲۳۹، ۲۲۴۱، ۲۲۴۳، ۲۲۴۵، ۲۲۴۷، ۲۲۴۹، ۲۲۵۱، ۲۲۵۳، ۲۲۵۵، ۲۲۵۷، ۲۲۵۹، ۲۲۶۱، ۲۲۶۳، ۲۲۶۵، ۲۲۶۷، ۲۲۶۹، ۲۲۷۱، ۲۲۷۳، ۲۲۷۵، ۲۲۷۷، ۲۲۷۹، ۲۲۸۱، ۲۲۸۳، ۲۲۸۵، ۲۲۸۷، ۲۲۸۹، ۲۲۹۱، ۲۲۹۳، ۲۲۹۵، ۲۲۹۷، ۲۲۹۹، ۲۳۰۱، ۲۳۰۳، ۲۳۰۵، ۲۳۰۷، ۲۳۰۹، ۲۳۱۱، ۲۳۱۳، ۲۳۱۵، ۲۳۱۷، ۲۳۱۹، ۲۳۲۱، ۲۳۲۳، ۲۳۲۵، ۲۳۲۷، ۲۳۲۹، ۲۳۳۱، ۲۳۳۳، ۲۳۳۵، ۲۳۳۷، ۲۳۳۹، ۲۳۴۱، ۲۳۴۳، ۲۳۴۵، ۲۳۴۷، ۲۳۴۹، ۲۳۵۱، ۲۳۵۳، ۲۳۵۵، ۲۳۵۷، ۲۳۵۹، ۲۳۶۱، ۲۳۶۳، ۲۳۶۵، ۲۳۶۷، ۲۳۶۹، ۲۳۷۱، ۲۳۷۳، ۲۳۷۵، ۲۳۷۷، ۲۳۷۹، ۲۳۸۱، ۲۳۸۳، ۲۳۸۵، ۲۳۸۷، ۲۳۸۹، ۲۳۹۱، ۲۳۹۳، ۲۳۹۵، ۲۳۹۷، ۲۳۹۹، ۲۴۰۱، ۲۴۰۳، ۲۴۰۵، ۲۴۰۷، ۲۴۰۹، ۲۴۱۱، ۲۴۱۳، ۲۴۱۵، ۲۴۱۷، ۲۴۱۹، ۲۴۲۱، ۲۴۲۳، ۲۴۲۵، ۲۴۲۷، ۲۴۲۹، ۲۴۳۱، ۲۴۳۳، ۲۴۳۵، ۲۴۳۷، ۲۴۳۹، ۲۴۴۱، ۲۴۴۳، ۲۴۴۵، ۲۴۴۷، ۲۴۴۹، ۲۴۵۱، ۲۴۵۳، ۲۴۵۵، ۲۴۵۷، ۲۴۵۹، ۲۴۶۱، ۲۴۶۳، ۲۴۶۵، ۲۴۶۷، ۲۴۶۹، ۲۴۷۱، ۲۴۷۳، ۲۴۷۵، ۲۴۷۷، ۲۴۷۹، ۲۴۸۱، ۲۴۸۳، ۲۴۸۵، ۲۴۸۷، ۲۴۸۹، ۲۴۹۱، ۲۴۹۳، ۲۴۹۵، ۲۴۹۷، ۲۴۹۹، ۲۵۰۱، ۲۵۰۳، ۲۵۰۵، ۲۵۰۷، ۲۵۰۹، ۲۵۱۱، ۲۵۱۳، ۲۵۱۵، ۲۵۱۷، ۲۵۱۹، ۲۵۲۱، ۲۵۲۳، ۲۵۲۵، ۲۵۲۷، ۲۵۲۹، ۲۵۳۱، ۲۵۳۳، ۲۵۳۵، ۲۵۳۷، ۲۵۳۹، ۲۵۴۱، ۲۵۴۳، ۲۵۴۵، ۲۵۴۷، ۲۵۴۹، ۲۵۵۱، ۲۵۵۳، ۲۵۵۵، ۲۵۵۷، ۲۵۵۹، ۲۵۶۱، ۲۵۶۳، ۲۵۶۵، ۲۵۶۷، ۲۵۶۹، ۲۵۷۱، ۲۵۷۳، ۲۵۷۵، ۲۵۷۷، ۲۵۷۹، ۲۵۸۱، ۲۵۸۳، ۲۵۸۵، ۲۵۸۷، ۲۵۸۹، ۲۵۹۱، ۲۵۹۳، ۲۵۹۵، ۲۵۹۷، ۲۵۹۹، ۲۶۰۱، ۲۶۰۳، ۲۶۰۵، ۲۶۰۷، ۲۶۰۹، ۲۶



مسئلہ بنا دیا تینوں ملکر بند ہو گئے معبود ہوں اس جگہ شکایت ثابت ہو گئی کہ  
 کرنے کا ارادہ ٹھہرا ہو گا پوراؤں کے شلوک لکھ کر معترض کہتا ہے کہ  
 کہ وید و شاستر میں اختلاف ہے ہم اگر انجیل پر بنائیں اور معترض کہتا ہے کہ  
 انجیل سے اختلاف پیش کرے تو قابل تسلیم ہو گا یا نہیں معترض کہتا ہے کہ  
 نے سخت غلطی کھائی اور بے فائدہ محنت اٹھائی \*

(پادری) صفحہ ۵۵ تا ۵۶ - شاستروں میں باہمی اختلاف سے اعتدال  
 دکھلاتا ہے کہ خیر شاستروں میں ایسے ایسے بکھڑے ہیں اور یوں اس کے  
 تو اختلاف اور حصوں سے بھرے پڑے ہیں \*

جواب اریہ - اے صاحب - اول تو اختلاف نہیں ہے اس کو  
 اگر ہوں تو ہمیں کچھ خوف نہیں کیونکہ وہ انسانوں کی تصنیف ہے اور  
 بین المذاہب نہیں - لیکن آپ نے کسی شاستر کا کوئی حوالہ نہیں دیا  
 دیا - اور پورا ان کسی طرح پرمان کے قابل نہیں - مگر آپ کی ہر  
 کتابوں میں جتنا اختلاف ہے اس کا ہم پورا اندازہ نہیں کر سکتے  
 مولوی رحمت اللہ صاحب و ڈاکٹر خدا خاں صاحب نے آپ  
 کتابوں ہی سے ثابت کر دیا اور تم مقرر ہوئے کہ چالیس ہزار  
 اختلاف ہماری کتابوں میں ہیں اور ڈاکٹر گرتھ نے  
 لکھ - اور ویٹس ٹن صاحب نے دس لاکھ اختلاف انجیل  
 مقدس سے نکالے - ذرا منہ گریبان میں ڈال کر غور کیجئے



کیونکہ آفتاب لب بام ہے اسے معترض چھ شاستر فلاسفی ہیں۔  
 جن کے اصولوں پر حکمائے بحث کی ہے ان میں اختلاف صرف  
 درجہ و ثل یا پرمانوں کا ہے معنوی یا حقیقی اختلاف نہیں ہے مگر  
 میں معترض کے سمجھنے کے واسطے سنسکرت کے اعلیٰ درجہ کی بیانت  
 درکار ہے اور وہ معترض میں دشوار ہے پس اس کے نام سمجھنے  
 ہی اختلاف ہے اعتراض سر یا پرکار ہے فہم قطع نظر اور اختلافوں کے حرف  
 اور یوں اس کے بارہ ہیں اختلاف دکھلاتے ہیں اور مصنف بھی آپ کو  
 بتاتے روح کے بارے میں انجیل محض دھوکھا دیتی ہے نہ خود  
 اس کو سمجھتی ہے اور نہ بتلا سکتی ہے پیدائش  $\frac{9}{11}$  استثناء  $\frac{12}{13}$  اجا  
 تصنیف زبور  $\frac{13}{14}$  پیدائش  $\frac{2}{3}$  استثناء  $\frac{33}{34}$  زبور  $\frac{5}{6}$  و  $\frac{19}{20}$  امثال  $\frac{23}{24}$   
 واریت پیدائش  $\frac{25}{26}$  و گنتی  $\frac{14}{15}$  و اور ایوب  $\frac{33}{34}$  و  $\frac{1}{2}$  و  $\frac{13}{14}$   
 کی عظیم سلیمان و اعظم  $\frac{1}{2}$  و  $\frac{33}{34}$  میں باہمی سخت مخالفت ہے  
 جس سے روح کے بارہ میں بطور نمونہ درج ہیں معاملہ تکفیل الاشیاء  
 آپ زیادہ اختلاف دیکھنے والوں تو بائبل پر سپردِ ذرہ کو شروع سے خیر نگاہ فرما  
 میں ہر درمی صفحہ ۵۵ وید میں چاند سورج و آندر و دور  
 آگ۔ پانی۔ ورن اور ہر شے کی پوجا ہے اور ہر انوں میں  
 انجیل چیزوں کی پوجا ہے اور ہندوؤں کے پرستش اور پوجا کے  
 ریکھتوں میں بڑا اختلاف ہے \*



جواب آرہے اسے صاحب وید مقدس میں چاند سورج اور  
 آگ وغیرہ مخلوقات کی پوجا نام کو نہیں ہے مگر صرف ایک پرانا  
 برہم کی عبادت کا ارشاد ہے مفصل دیکھو ستیا یتر پرکاش صفحہ ۱۸۱  
 کسی سنسکرت دان سے پوچھ کر تسکی کر بیجئے آپ کو صفحہ ۷ کے حاشیہ  
 کی عبارت بھول گئی ہے جہاں آپ نے لکھا ہے کہ رگ وید کے ہاش  
 میں وشٹ منی لکھا ہے کہ رگ وید خدا کے حق میں یوں کہتا  
 ہے کہ وہ قادر مطلق اور واحد اور سب سے اونے اور ہمہ دان اور  
 کام کر دہ تو بہت مودہ اور تین کال اور تین اوستھاسے وید میں  
 پرے ہے اور صفحہ ۱۶۶ میں آپ لکھتے ہیں کہ آیا ہندو دین میں  
 خدا واحد ہے یا نہیں۔ اور اس بات کے قائل بھی کہ ہندو ماننے  
 ہیں ایک خدا کو اور اپنے طرف سے ایک شرتی ایکو برہم و دیوتا  
 درج کر رہے ہیں اور یہ کہ بولتا وہی ہے یعنی سب میں خدا ہی ہوتا  
 اور مایا کے بس ہو گیا وغیرہ وغیرہ مقرر سے اس سخت غلطی پر  
 چاہتا ہے کہ اُس کی ایک ایک حرف کا جواب دندان شکن دیاجائے  
 مگر خوف طوالت دامنگیر ہے دیکھئے اول شرتی ہے غلط لکھی  
 ایکو برہم و دیوتا ناست لکھا ہے دویم اگر مایا کے بس میں ہی  
 تو بھی اُس خدا سے جو نوحیئے مان کے شکم میں رہ کر خون  
 سے پرورش پاتا رہا اور مرتے وقت نہایت سوگوار ہی ہے



جائزہ و افضل ہے ہاں اگر یہاں جو خلاف واحدائیت  
تے تثلیث کے دلائل پیش کریں تو ایک میں تین یا تین میں  
ایک کشتی درون دریا دریا درون کشتی - کچھ گرداب فنا کا سامنا

ہوتا ہے +  
صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۶۲ کتبہ پیرانوں میں شراب  
کباب منع ہے اور بھاگوٹ میں لکھا ہے کہ کرشن جی نے شراب  
اور گوشت کھایا۔ رام اور ٹچمن نے بھی گوشت کھایا۔ رگ  
وید میں لکھا ہے کہ گو کا بلداں کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ

جواب آرہے یہ خود غرضوں کی تصنیف پیرانوں سے ہماری  
جہاں پر لازم قائم کرنا دشمنی سے بچنے کے لئے کرنا چاہئے جہاں تعصب  
اور خود غرضی نے آنکھیں بند کر دی ہوں۔ باعتراف کہ تے  
ہوئے اتنا نہ سوچا کہ گیتا میں کرشن جی نے ہزار بار جنگ گوشت  
کی ممانعت کی ہے بلکہ گوشت خور وغیرہ کو جیوان قرار دیا ہے اور  
وہ ذمی روح کو دکھ نہ دینا یہ ہی پر م و معر م کہا ہے بھلا جس  
شخص کے ایسے خیالات ہوں وہ شراب نوش اور گوشت  
خور ہو سکتا ہے ؟ مگر پادری صاحب کا بھی کچھ اختیار نہیں  
کیونکہ سنسکرت کے تو نام سے بھی واقف نہ ہوئے پڑھنا شے  
دیگر ہے جو کچھ وہی تنہا ہی کسی سے سنا آنا پ شناپ لکھ مارا



کو یہ کہ یہ معنی نہیں کہ گو کو مار کر بلدان دیزاگو نام زمین کا اور  
 کا ہے اور میدان نام ہے صاف کرنیکا یعنی زمین کو اور غلہ کو صاف کرنے  
 ایک کرنا چاہئے تسلی کے لئے اسٹا ادھیائی دیا کرن دیکھو جو دریا  
 کی گرام ہے اب بائبل سے دیکھنا چاہئے کہ شراب کباب کی کیسی ہے  
 ہے نوح کی شراب نوشی پیداؤش خدا کا ابرہام کے گھر میں گزرتی ہے  
 کھانا پیداؤش۔ ۱۹ لوط کی شراب نوشی ایضاً ۲۲ اصحاب کی لکھا ہے۔ جب  
 خوری و شراب نوشی ایضاً ۲۴ وغیرہ وغیرہ جہاننگ دیکھا ہے  
 بائبل شراب دگوشت سے پڑے اور اب بھی شجرہ سے تیار ہے۔  
 ہے کہ عام دنیا سے زیادہ شراب نوش اور گوشت خور  
 ہیں +

پادری، صفحہ ۴۷۱ پھر شاستر کے دوسرے مقام میں لکھا  
 ہے دو ہرہ پل بہر میں پرہت کیو پل میں ڈاریو مار + یہ تو  
 کام کرتار کے بوجھے بوجھار۔ اور بھر تھری شنک کا بھی حوالہ  
 دیا ہے +

جواب آرہ یہ قابل غور ہے کہ معتبرض نے کس قدر بھول  
 لی ہے کجا شاستر کجا دہرے کجا بھر تھری شنک  
 (پادری) صفحہ ۷۶۱ چنانچہ وید میں یہ یجن ہے +

मोक्षविद्या प्रसादानेन न लभ्यते ॥



## ترجمہ

بے دشمنی کر پابنا مکش نہیں ہوتی ؟

جواب اگر یہ ۔ رگ ۔ بجز ۔ سام ۔ اتھرواں چاروں ویدوں میں

تو یہ یچن کہیں نہیں ۔ البتہ پُرانوں میں ہوگا ۔ شاید اسیدواسطے حوالہ

نہیں دیا کہ کس وید میں اور کہاں ہے ۔ اور نہ اس یچن سے ہمارا نقصا

ہے ۔ جس کے سہارے سے تمام عالم کے اشیا ٹھہرے ہوئے ہیں اور

سب اشیا کو جانتا ہے اور محیط کل ہے اس پر ہمیشہ کا نام دشمنو

ہے ۔ اس کی کر پابنا نجات نہیں ہوتی اور اس کی کر پاتب ہوتی ہے

جب پورے طور پر اس کے حکم کی پابندی کی جاوے مسیح کو

نجات کا مالک ہندو دھرم میں نہ سمجھ کر اعتراض کا موقع ملا ہوگا

صفحہ ۱۵۸ (کسی کو برگیش سے اور جرتا گا تیری لکھو اگر

اس کا ترجمہ لکھتا ہے) یعنی اوم بھووا کاش سورگم سورج کی بڑی

دھنی پر دھیان کرتے ہیں وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے ؟

جواب اگر یہ معترض نے ترجمہ بہت غلط اور اُشده اور نافھی

لکھا ہے ۔ اصلی ترجمہ یہ ہے پر ماتا جو پُرانوں سے پیارا سب طرح

کے بندہ میں سے بہت سب سکھوں کے دینے والا حقیقی آئندہ کا جشم

سب جگت کا روشن کرنے والا اتمینیت گرہن کرنے اور دھیان کرنے

شدہ و گیان سروپ ہے اور سب کے آتماؤں کا پرکاش کرنے



والا ہے۔ اُس کو ہم اپنے آجائیں دھارن کریں وہی ہمارے بل بند  
 کو بڑھاوے یہ سب خلاصتاً گائتری کا ارتھ لکھا ہے۔ مفصل پنج  
 دوہے میں درج ہے۔ اہل دانش خود انصاف فرماویں۔ کہ معتز  
 کس قدر غلطی کی۔ اور آگے چلکر سکانتہ ترنگنی و کلارنو و شیار  
 وغیرہ سے اعتراض لکھتا ہے۔ جو بالکل بیج و پوچ میں۔ اور  
 توجہ نہیں ہیں۔ معترض کی غلطیاں کہاں تک ظاہر کروں +  
 پادری پیش گوئی وید شاستر میں لکھی ہے کہ ہندوؤں کا دین اٹھ  
 وید شاستر میں بات کہیں نہیں لکھی آپ کا بیان سہرا پادروغ ہے ضرورت  
 پادری - معجزے اور پیش گوئی ہندو مذہب میں  
 ہے بڑے بڑے اچھننے کی باتیں رام و کرشن کے حق میں لکھی ہیں  
 راکھشوں نے تپتیشیا کر کے بڑی بڑی کراماتیں دکھائیں ہیں تردید  
 دھرم کے رو سے کرامات اور معجزہ کوئی چیز نہیں اور نہ کسی مستند  
 میں ایسے فضویات کا بیان ہے بلکہ ایسے دور از عقل باتوں کا ان  
 نام و نشان نہیں مگر بائبل ایسے فضول باتوں سے بہرہ ور ہے اور  
 یہ بھی ثابت ہے کہ راکش یعنی جھوٹے اور بد معاش لوگ بھی نبیوں  
 معجزے دکھلا سکتے ہیں دیکھو متی کی انجیل باب ۲۴ - آیت ۲۳ تا ۲۵  
 پادری صفحہ ۲۰۲ میں لکھتا ہے کہ سائیکہ شاستر دنیا سے شاستر  
 کا ذکر ہے جس میں کل جگت کی باتیں لکھی ہیں +



جواب آرہے۔ دعوے بلا دلیل بیچ ہے اپنے نبیائے شانتر و سانکھ  
 شتر کا سوتر کیوں نہ لکھا۔ پس آپ کا فرضی دعوے آپ کے ناواقفی  
 اعلیٰ ثبوت ہے۔

صفحہ ۳۵۰ اندر نے کہا مائترہو کے اپنے گورو گوتم کی استبری  
 بیبا سے بھوک کیا۔

جواب آرہے۔ اندر ایلیا کا قصہ بطور نامک کے ہماری سنت شاستر  
 پتہ وغیرہ میں درج ہے اور اس طرح ہے کہ اندر۔ سورج کا ایلیا  
 اور گوتم چاند کا نام ہے۔ رات گویا چاند کی عورت ہے اور سورج  
 اس کا یا ہے سورج کے نکلنے سے رات کا سنگار بگڑ جاتا ہے۔  
 جیسے دوست کے بھوک کرنے سے عورت کی سجاوٹ میں فرق آ  
 جاتا ہے اور وہ دوست کے پاس نہیں رہ سکتے۔ ویسے ہی سورج  
 کے نکلنے سے رات کی حالت ہوتی ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ  
 ہم پر بیچ پوچ لچر اعتراض کرتا ہے اور اپنے بائبل کی طرف آنکھ  
 اٹھا کر دیکھنے ہوئے شرم آتی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ خدا کے عزیز  
 اسرائیل کا پیارا بیٹا روبن اپنے باپ کے حرم بلذ نام یعنی ماں  
 کے ساتھ ہمبستر ہوا۔ پیدائش ۳۵ عمر ام بنی نے باپ کی ہمیشہ  
 سے شادی کی خدو ج ۶۔ امنون بنی تمر نام ہمیشہ خود کے عشق میں  
 بہار پڑا جب داؤد اس کا باپ دیکھنے کو گیا تب امنون نے اپنے باپ



پیسے داؤد سے کہا کہ میری بہن تر کو میرے پاس آنے دیجئے وہ میرا  
 چھلکے پکا دے گی اور میں کھاؤنگا۔ حاصل کلام جب اکیلے تر اس  
 مکان میں آئے تو انہوں صاحب نے اُس سے ترنا باجبر کیا  
 صموئیل ۲-۱۳ واہ صاحب شرم بہ کئیست کہ پیش مرداں یا  
 پادری صفحہ ۱۰۴ پھر جو کہتے ہیں کہ ویدانا دے سوا اس  
 بھی ثبوت کہیں نہیں چلے تو یہی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کہاں سے  
 اور کس سے ہے ؟

جواب آرہے ہیں۔ درحقیقت سچ ہے۔ کہ ایک شخص سنسکرت  
 کی محض سے سنائے باتوں پر کارروائی کرے والا۔ وید مقدس  
 ماہیت کیا جان سکتا ہے غور سے جینے خدا کی طرف سے وہی  
 ہو سکتی ہے جس میں یہ چند ثبوت پائے جاویں۔ اول یہ کہ  
 کسی خاص ملک کی زبان نہ ہوتا کہ سب کو اس کے پڑھنے میں  
 محنت ہو دوئم اس میں کسی خاص قوم کی طرفدار می نہ ہو  
 دنیا پیدا ہونے کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی ہو۔ چہارم ایک حکم  
 دوسرے حکم کو رد نہ کرے۔ پنجم قانون قدرت جو اسکا بنایا  
 سکے بھی برخلاف نہ ہو۔ ششم علم منطق و ہیئت بھی اس  
 نہ ثابت نہ کریں۔ ہفتم کسی خاص انسان پر ایمان لانے کی ترغیب  
 نہ دی۔ بلکہ ایک خدا کی ہی اس میں پرستش ہو۔ ہشتم عقل



انسانی کی ترقی دینے والی ہو ۹۔ نہم اس میں قصہ جات نہ ہوں  
 ہم تمام علوم کا منبع ہو۔ وغیرہ وغیرہ پرتال کرنے سے معلوم  
 ہوا دیکھا کہ ان صفات سے موصوف کوئی کتاب سوا ویدوں  
 کے کتب خانہ عالم میں نہیں ہے۔ جب قبول کیا کہ وید ایشور کا علم  
 ہے۔ چونکہ خدا ازلی ہے تو اس کا علم بھی اناومی یعنی ازلی ہونا چاہئے پس یہ وید کا  
 اناومی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ وید کس طرح نازل ہوئے۔ ویدیا کے ابتدا میں  
 ایشور نے۔ اگنی۔ دیاؤ۔ آدیت۔ انکرا۔ اچار۔ رشیوں کو دل میں اپدیش کیا  
 کیونکہ ان روں کے عمل سابقہ عالم کے ایسے ہی تھے کہ ان پر بھی بیدار نہ ہو جاتے  
 ان چاروں سے برہمانے پڑھے۔ جس کا اعتراض کنندہ آگے قائل ہے ۱۰  
 مفصل حال ویدوں کے ظاہر ہونے کا سوامی ویانند سرتی جوہار کی مصنفہ  
 کتاب رگ وید آومی بھاش بھوکا میں مندرج ہے وہاں سے دیکھنا چاہئے۔  
 بائبل میں ان سے ایک بات کا بھی نشان نہیں پس وہ کسی طرح اہامی نہیں ہو  
 سکتے۔ اور صفحہ ۳۰۴۔ رگ وید کے آٹھویں اشتک میں ایک رچا ہے جسے  
 ایک راجانے اپنے دان پن کی تعریف میں لکھا ۱۱  
 خواب آرپہ اسے صاحب وہ رچا اپنے کہاں پوشیدہ کر لی ہے اور کس لئے  
 تحریر نہیں کی تاکہ ماہدیت آپ کے اعتراض کی ظاہر ہو جاتی کہ جاوہ  
 رشتی سے کس قدر گرا ہوا ہے ۱۲  
 اور صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵۔ وید میں ندر کی لڑائی اگنی اور منو وغیرہ کا



بیان ہے۔ اور ایک شتر ہے جسے پستھ رشی نے اناج چراتے وقت ایک کتے کی  
 بھونکنے سے باز رکھنے کے لئے پڑھا۔ اور پھر بل والے، پیٹھ بکری سی رکھ کر  
 گدھے کا لکھا ہے۔ اور بارہ اونار کا بھی ذکر ہے۔ جسے کتے میں کہشت میں  
 جواب آرہا ہے افسوس ہے کہ کوئی آیت وید مقدس کی درج نہیں کی اور  
 آیات وید سمجھ کر نقل کیا ہے۔ وہ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروں ان چاروں ویدوں  
 تو بالکل نہیں ہیں۔ معترض کو کسی خود غرض عیسائی شاہد برہمنی دھوکا دیا  
 جو ویدوں سے محض اُچی تھا۔ اور رام ٹاپنے اور گوپال تاپنے وغیرہ کتابوں کی  
 عبارت لکھ کر اسکو سام وید کی رچا کہا ہے۔ اور کرشن جیو کی پیدائش خاص  
 کی ہے۔ وہ بھی دروغ بے فروغ ہے۔ کیونکہ وید مقدس میں اسکا بالکل  
 سراغ نہیں ہے۔ اور کوئی قصہ کہانی یا انسانی واقعات پاک ویدوں پر  
 نہیں ہے۔ کسی خاص گرو یا قوم یا انسان سے بھی اسیواسطے وید مخاطب  
 نہیں ہے۔ اور انسانی شفاعتوں کی اسیواسطے ضرورت بیان نہیں  
 کرتا ہے ۛ

یاد رہی صاحب نے صفحہ ۲۱ سے لیکر ۳۰ تک آج کل کے برہمنوں کی  
 غرضیاں ظاہر کی ہیں۔ وہ درحقیقت اسی قابل ہیں۔ کیونکہ یہ سب تپس پنی بڑا  
 پویشیوں میں نہوٹ ڈال دے ہیں تاکہ ہماری عزت رہے مگر اصل میں یہ مقدس  
 دشارتہ متبرک کے برخلاف ہیں۔ چنانچہ اس سے ہزار گنا زیادہ مہربان رہنا  
 ان کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ اور صفحہ ۳۳ سے ۳۷ تک جو تپس



ہنسیا۔ بت پرستی کی بابت لکھا ہے۔ وہ بھی بے شک تھوڑے عرصہ زما  
 برہمنی سے ان دھاراجوں نے خود کاشنی طبع و ادشلوک بنا کر بطور جعلی انجیلوں  
 کے جاری کر دئے تھے۔ جن کو بعد پیر تال کامل کے سوا حمی یا نند جو مہاراج  
 نے منسوخ کر دیا صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۶ تک بار بار ختم پر قدرے لکھا۔ مگر  
 کوئی دلیل کامل نہیں اور یہی کیونکر جب یہ اصول معقولیت اور فلسفہ  
 دعوے سے بھرا ہوا ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ معترض عدل الہی سے بھی منکر  
 ہیں اس امر کا مفصل مباحثہ جو ماہین سوامی دیا نند ہرشی جو مہاراج  
 دہاری اسکاٹ صاحب بمقام بریلی ہندو اتحاد دیکھنے کے لائق ہے اور وہ  
 سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک کے نام سے چھپا ہوا اعلیٰ درجہ فروخت ہوتا ہے)

صفحہ ۲۴۹۔ راجا جکا ذکر پورن میں لکھا ہے سنہ ۱۶۰۰ء  
 میں بچا تھا۔

آریہ آپ نے یہ ایک غلطی پورانوں کے نکالی ممبراں آریہ سماج ہزاروں  
 کار غلطیاں پورانوں کی خود نکالتے ہیں پس تمام پورا کی سطح بن کر نہیں رہتا  
 اور اگر وہ ہیں یہ رچا دوج ہے +

समानोयोगआभवतसरायसवरधामगमनाजेविरा  
 सन

نثر چمبہ

یہ لفظ نہیں ہے لوگوں نے اوردوہیں استری اور گیان دھرم کے یکساں مستند  
 ہیں اس صفحہ کو حاشیہ یہ بائبل کی آیت لکھی ہو۔ آج کل کے آسمان پر یہ تمام کام



تقدیم۔ تیری باو شاہت آوی۔ تیری خواہش جیسی آسمان سپرے ویسی زمین بھی ہے  
 ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے اور ہمارے گناہوں کو بخش کر جیسے ہم نے اپنے نفس کو بھروسہ کیا  
 جواب آ رہا ہے۔ دیکھئے، جگہ کی جگہ لاکھوں کی ہو کر جو یہ بکھر کر رہ گیا اور ہمارے  
 چھوڑ دیا دوسرا لکھا پھر جتنا لکھا اس کا بھی ترجمہ بالکل ہی غلط کیا۔ ذرا غور کر  
 دیکھئے ہمارا مٹا ہوا کانا نہیں فقط خدا کی صفت ظاہر کرتا ہے وہاں بھی لکھا اور بائبل  
 میں جسکو اول درجہ کی دعا اپنے دل میں سمجھتے تھے تین آیت کے ایک بنا کر لکھے اور  
 کہا، اصلی ترجمہ منتر کا یہ ہے۔ پتہ دیشورہ کیوں؟ او پاسک ہو اہم اہم اور ان کے وکٹور  
 کرتا ہوا۔ وہیں وراہ شرج سے پری بورن کرتا ہے۔ اور وہ یو کی شکل پیاؤں کا  
 یکت ہوتی ہیں۔ مطلب یہ کہ اسے خدا جو تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہیں  
 کو لگاتے ہیں۔ تو ان کے دل و دماغ کو روشن کرتا ہے و دولت اور عزت دیتا ہے اور  
 لوگ مختلف علوم سے ماہر ہوتے ہیں۔ اب بائبل کی دعا کی طرف دیکھئے جسے  
 پادری صاحب کو بڑا فخر ہے یعنی اسے باپ جو آسمان پر ہے اس مقام غور ہے  
 اس فقرہ سے خدا کو حمد و نہیں کیا۔ کیا خدا آسمان پر رہتا ہے؟  
 حاضر اور ناظر نہیں کیا محیط کل نہیں (تیرے نام کی تقدیس ہو) تو یہ تو کیا  
 نام غیر مقدس ہو سکتا ہے (تیری باو شاہت آوی) کیا زمین پر آگے شیطان کی  
 ہے جو اب خدا کی آویسے افسوس بائبل کے بنائے والے کو یہ عام بات بھی معلوم نہیں  
 خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تیری مرضی جیسی آسمان ہو ویسی زمین بھی ہو، اسے خدا  
 کہ آسمان ایک ملک ہو اور وہاں خدا بھی رہتا ہے و وہاں کے رہنے والوں کی خواہش پور کر دیتا



لاری ہوتی ہیں۔ آفرین ہے اعلم ہیئت کے جاننے والو زمین پر خدا کی مرضی کے  
 موافق نہیں ہوتا اور ہو کیونکر خدا کی صورت پر جو انسان بنایا گیا۔ زمین  
 شاید کسی درگم زور خدا کے بنائی ہوئی ہے۔ یا شیطان خدا کی مرضی کو زمین پر  
 آنے نہیں دیتا ہو گا اگر آئے دیتا تو اسکا اکلوتا بیٹا ایسے بیکسی پہنانش دیا جاتا دہما سے  
 روز کی روٹی آج ہمیں دے، کیا خدا نے ہاتھ پیر۔ دل۔ دماغ وغیرہ اعضا سے  
 بنائی ہو کر روٹی کھانے کیواسطے نہیں دئے نکھا کرنے کو دئے ہیں کیا اس سے مطلب  
 نہیں نکلتا کہ اسے خدا ہمارے عصائے بدنی چمپین لے اور روز کی روٹی بھوکہ غیر  
 کے لئے یا کر کیا روشنی دل دماغ سے روٹیوں کا مانگنا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ہر گز نہیں  
 ہمارے گناہوں کو معاف کر جیسے ہم اپنے نقصان وار و نکو معاف کرتے ہیں، کیا خدا  
 عادل نہیں جو گناہ معاف کر دیکر کیا جو نقصان دار کو معاف کرے وہ اس بات کا  
 مستحق تھیر سکتا ہے کہ خدا اسکے گناہ معاف کرے کیا اس فقرہ سے گناہ کرنے  
 کی ترغیب نہیں ملتی۔ افسوس یہ بائبل کی دعا ہے جسکو بڑے ناز سے پادری  
 صاف دے کر پڑھ کر لیا ہے۔ مصرع۔ برین عقل و دانش بیاید گریست۔ ناظرین دعا سے  
 یادیں کہ کس کی تعلیم دل دماغ کو روشن کرنے والی ہے اور کسکی سیکار کو دلالت  
 عزت دے والی اور کون چاہ جہالت و ذلالت میں گرانے والی ہے۔ کون خدا  
 کے جملہ اوصاف اور پورے طور سے بیان کرتی ہے اور کسکی ادھوری بلکہ  
 خدا کو خدا سے محروم و معطل کرتی ہے افسوس صد ہزار افسوس۔  
 پادری صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۸ ہندوؤں کی دیوتا اور شیون کے چال



چلن اچھی نہیں ٹھہرتی۔ اندر۔ رام۔ کرشن۔ سوہج۔ چندرمان۔ ہرہستی  
یون۔ نورن۔ ییم۔ بیاس۔ وغیرہ وغیرہ نے پوری کی اور زناہ بھی کیا۔  
جواب آریہ۔ اسے صاحب ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ  
اپنے کسی مقبرہ کتاب کی شہادت نہیں ملتی اور بھاگوت وغیرہ پر انوکھا آپ ہی  
صفحہ ۲۶ میں تواریخ سے ثابت کرتے ہیں کہ سترہ لاکھ بے ہوئے ہیں پھر  
کو مقبرہ سمجھ کر اعتراض کرنا لا حاصل ہے۔ لوہم بائیل سے جسکو آپ نے  
کلام مانتے ہو خدا کے عزیز بنو کا چال چلن دکھلائے ہیں۔ اول دم اسے  
خدا کی نافرمانی کی لعنتی ہو کر باغ عدن سے نکالا گیا اور اسی کے سبب۔  
زمین لعنتی ہوئی۔ پیدائش باب ۱۲ دوم آدم کے بیٹے قاین نے اپنے بھائی  
کو مار ڈالا اور خدا کے ساتھ جھوٹ بولا پیدائش باب سیوم نوح نے اپنے پڑپڑا  
کشتی بچھڑے دیا اور سب کو مرادیا اور انکو سی شراب پیکر اپنے برہنگی ظاہر کی  
پیدائش باب ۱۱ چکارم ابرام نے اپنی بہن سے سادی کی اور برابر جوڑ کوہن  
کہتا رہا اور دروغ گو تھا وغیرہ ایضاً باب ۲ اس کے خدا سے خوب تشخیر آیا  
ہوئیں ایضاً ۱۸ سے ۲۲ تک لوط بنی نے شراب پیکر اپنی دونوں خاتون سے زنا  
کیا اور اپنی دخترین زنا کیواسطے دیتا تھا ایضاً باب ۱۴ ششم ضحاک اسے  
بھئی اپنی جوڑ کوہن کہا پیدائش باب ۳۱ سپر حرص بہت غالب تھی ان  
بڑے بیٹے کا حق چھوٹے کو دیدیا مہتمم یعقوب نے اپنے باپ کو دھوکا دے کر  
خیمہ بستی حاصل کی اور اپنی نوڈیو سے زنا کیا۔ خدا سے کشتی آتا رہا عورت کے



مثنیٰ میں چار برس تک شبانی کرتا رہا اسکے دختر و بیہ نام نے سکھ سے زنا کیا  
 بعد باب ۳۴ ہستیم روین نے اپنے باپ کے حرم یعنی والدہ سے زنا کیا  
 بعد باب ۳۵ ہم ہودا نے اپنے بہو یعنی پسر کے پور سے زنا کیا جس کا نام تمہر تھا  
 بعد باب ۳۶ ہم یوسف نے اپنے بھائی کو ٹریس یا ایضا باب ۳۷ ہم  
 دروازہ ہم سے و ہارون سے لے کر اول ایک مصری بیگنا کو مار ڈالا اس کو  
 ایسٹل تمام دنیا سے علیم کہتے ہیں اور یہ بڑی بڑی خونریزیان کرتا رہا اسکے حکم  
 سے پتھر پتھر سے شہ خوار اور عورتیں بھیڑ بکری اونٹ لکڑی قتل ہوئے اور اپنے  
 کوچ کو زنا کیواسطے رغبت دی خرچ و گشتی۔ ہارون نے ایک سیک بکچھڑا  
 عبود بنایا اور پھر انکار می ہو گیا۔ خرچ گشتی۔ سیر و ہم داؤد بنے اور یہاں  
 کی جو رو پر عاشق ہو کر دریا کو قتل کروایا۔ اور اس نے زنا کیا اس کو خدا نے کہا  
 کہ اورا کے حرم میں تیری جو رو تیرے ہمسایہ کو دوں گا اور وہ تیرے سامنے اس سے بہت تر  
 ہوگی باب ۳۸ چار دہم اٹھون نے اپنی بہن سے زنا بالجبر کیا پانزدہم  
 سلیمان اس کو خدا کی نافرمانی کی بت پرستی بھی کرتا رہا اور یہ بت شہوتی تھا۔  
 نازدہم حضرت عیسیٰ اس کی نانکے یوسف کے ساتھ منگنی ہوئی اور اکٹھے ہونے سے  
 پیشتر عالمہ پائی گئی یوسف نے نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے۔ اور اسے قتل عام کے  
 نوے دئے اور کہا میں تلوار چلانے آیا ہوں ایک آدمی کا گد اٹاؤ یہ قیمت کے  
 برابر اس پر نہایت سو گوارا ہے بھائی پانی اور اسکے شاگرد بھی دروغ گو  
 ہیں اور ضرر کرتی تھے چاہتے ایک صاحب قیس و پیسہ کے لالچ سے



حضرت کو پڑا دیا۔ شے نمونہ از خرداری۔ عرض کیا گیا پادری صاحب جلد پھر  
 پانی میں غوطہ لگا کر سستی کی انجیل ۲۶ سے ۳۴ تک جو سامری عورت کے  
 بابت مروج ہے صداقت کے لگا، سے دوبارہ مطالعہ میں لادین تیار ہوئے  
 کچھ الہیں کا لاناظر آویگا کیونکہ اسکی یادگاری ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہیگی  
 پادری صفحہ ۲۷۸ میں کہتا ہے "وید میں مورتی پوجا نہیں ہے" اور پھر  
 معترض صفحہ ۲۸۲ میں لکھتا ہے۔ کہ "وید میں پریشور کی تعریف سطح  
 پر کی گئی ہے۔ کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے چلتا پکڑتا اور بن آنکھ کے دیکھتا اور غرض  
 کان کے سنتا۔ اور وہ سب کچھ جانتا پر اسے کوئی نہیں جانتا۔ مہا پرشور  
 کو کہتے ہیں۔ باوجود اس عہد بیان کے پھر بھی معترض کہتا ہے کہ شیناسی جو  
 کی بنیاد دینا ہے۔ اسکی بابت ہندو دھنیں تذبذب اور گڑبڑ ہے +

نتیجہ اعتراضات تحقیق دین حق

پادری صاحب کے اعتراض عموماً پڑاؤ پر مبنی۔ وید مقدس پر بہت کم میں  
 نے جس نے وہ بھی خود غرضوں کا دھوکا دیا ہوا ہے۔ کیونکہ جو شلوک  
 لکھے ہیں۔ وہ وید مقدس میں بالکل نہیں پائے جاتے برہما شین  
 کرشن وغیرہ جو بزرگ انسان تھے انکو مہار پریشور جانتا ہے نہ کہ چنی کی  
 جو بالکل مفایہ اور عبث ہے کیونکہ کوئی آریہ انکو پریشور نہیں جانتا  
 وید مقدس اور شاستر بہرہ کی انکی شہادت ہے میں۔ اور یہی قابل پران



پس نتیجہ یہی ہے کہ پادری صاحب کے کل اعتراض بے سود  
 ہیں۔ اور ان سے حاصل ہونا مقصود کا مفقود ہے۔

## خاتمہ

اے ناظرین کتاب دیکھئے کہ کلام الہی کون ہے۔ آیا انجیل یا زید و رس کی تعلیم  
 میں عذرا زیادہ ہے کون خدا عادل کا انصاف و بزرگی و سرب شکستی مانتا کر  
 اور کون سے اور کون سے دھبا لگاتا ہے۔ عقل انسانی کو کس کی تعلیم تھی  
 ہے والی ہے اور کون چاہ جہالت میں گرانے والی۔ و دیا اور ست کی کار  
 کون ہے جہل کذب کے طوفان کس میں میں بیت خوش و در محک و بے بیان  
 ناسودے شود ہر کہ دروغش باشد۔ اس باتکے ماننے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا  
 کہ اس کو بغیر دیا گئے نامہی کی دلدل سے نکلنا محال ہے اور انسان کی ابتدا  
 حالت پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے۔ کہ بغیر الہام یا کلام الہی کی ہر کس طرح  
 کی سیڑھی تک نہیں پہنچ سکتا اور تو درکنار روزمرہ کے بول چال میں  
 بغیر تعلیم کی عاجز ہے جس سے ظاہر ہے۔ کہ آدمی خصوصاً مذکا محتاج  
 ہے ہمارے اعضا ابتدائی سے کام کرنے کے لئے بنائے ہوئے ہیں لیکن اگر اس  
 کو ہوتا تو اس کا پیدا کرنا بیکار محض تھا۔ آدمی چونکہ ابتدا میں نادانی کی حالت  
 میں تھا۔ اور ہوتا ہے۔ پس اس کی دانی رفع کر دیکو اور اپنا گمان ختم کرنے کو  
 یہاں سے عالم ہے آگاہ کر دیکو الہام کا ابتدا سے سرشتی ہے ہونا اور جب ہے۔



پر آسمان نیا کاری انترامی سرب شیکتا انوچم نرا کار سرب دہارینے جانکا  
 دہا لیمان غیرہ اوصاف کا بھی ہفتہ سے ہونا ضروری ہے ورنہ وہ  
 معطل پر پہنچ جاتی ہیں۔ پس بت ہے کہ کلام الہی یا الہام کا غلبہ  
 پاک راہ تدا سے عالم سے ہونا ضروری ہے اب دیکھا چاہئے کہ دنیا کے  
 کتابوں پرانی کون آیا انجیل شریف یا توریت شریف یا زبور شریف یا  
 اسبات سے کہ انجیل متی اور لوقا سے اور زبور داود سے توریت  
 پہلے نہیں تھی کسی متفس کو انکار نہیں ہے۔ پس ذرا غور کرنے  
 واضح ہوتا ہے۔ کہ یہ کتابیں قدیم سے نہیں ہیں صد ہا و لاکھ سے  
 کہ دنیا کے کتب خانہ میں رگیدہ۔ یجروید۔ سام۔ وید۔ اتھرو وید سے پہلے  
 کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور اکثر یورپین محققون غیر متعصبون نے گواہی  
 ہے۔ اب مختصر آدین مقدس کی تعلیم کا اظہار کرتا ہوں  
 اول رگ وید۔ اس میں پرما تھا اور جیو اور سرشٹی دیا اور گن  
 اور کل شیاء عالم کا حال درج ہے۔ دویٹھ یجروید اس میں  
 زاریض کا ذکر کر کے مختلف دریاؤں کی ترقی کا طریقہ بتلایا  
 پرما کے گیان دہیان کی بھی ہدایت ہے۔ جس سے انشکر  
 شدہ ہوتا ہے۔ سوم سام وید اس میں علوم روحانی اور  
 اور حقیقی آندہ جو جیو کو عبادت پرما تھا سے ملتا ہے۔ درج ہیں۔  
 چہارم اتھرو وید اس میں سب سے دریا اور گیان عبادت پرما کی



یہ ہر جہاد پر مقدس سرشتی کے آدمین  
 اور تشریح اور تفصیل ہے۔ وایو آوت اور آنگرا جیو مہا تئاؤن کو پرہمتا نے  
 تاکہ وہ ان کے مطالبہ اور اپدیش سے واقف ہو کر کامل ہوویں۔ ہر  
 کوئی داستان کوئی کہانی کوئی قصہ کوئی واقعات  
 کوئی نام کسی کردہ کے نہیں ہیں۔ اب بائبل شریف کو دیکھئے۔ اول آدم  
 کا قصہ اور نافرمانی کر نیکا قصہ آدم کے گناہ کرنے سے اسکی اولاد کے  
 ہونے کا قصہ ابراہیم اور سرور و ہاجرہ کا قصہ نوح کے طوفان اور اس کے  
 بانی کا قصہ یعقوب اور خدا کا کشتی کرنا یوسف اور اس کے بھائیوں  
 اور اس کے جلا دین قتل عام کے فتوے لوط اور اس کے بیٹوں کا  
 جور و کا قصہ وریا کا مارا جانا۔ سلیمان کا قصہ الیاس کا  
 قصہ کا قصہ نوح کا قصہ مر قس کا قصہ یوحنا کا قصہ ذکر کیا اور اس کے گھر بی بی مریم  
 کا قصہ کنواری مریم سے عیسیٰ مسیح کے پیدا ہونیکا قصہ عیسیٰ مسیح کو بھاگ  
 کر پھرتے نکالنے کا قصہ اور اس کے صلیب چڑھانے کا قصہ  
 اور غیرہ مختصر عرض کیا ہے۔ اس مقابلہ کے بعد ہر ایک منصف مزاج  
 کہہ سکتا ہے۔ کہ کون کتاب الہامی ہے۔ اور کون منصف جامعی نظائی  
 الہی تعلیم دایشر کرت پتک و رکھان لوط اور داود کی داستانیں  
 نیست خاک با عالم پاک انجیل خدا کے عدل و انصاف کو بتا دیتی  
 ہمارے مہربان بھائی منصف مذہب و اصلاح فرماتے ہیں



کہ عدل کے معنی ترازو کے مین عادل پر مائتگنہ کار دن کو اسقدر سزا دے گا  
 جسقدر واجب ہے۔ اور نیکو کار دن کو اسقدر جزا دیگا۔ جسکے وہ مستحق ہیں۔  
 کم و زیادہ ہرگز نہ ہوگا۔ مگر انجیل اس انصاف کے برخلاف ہے۔ وہ کہتی ہے  
 کہ جو کوئی عیسے کو خدا کا بیٹا یا خدا مانے گا صرف اس کی نجات ہوگی باقی  
 جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ جو سراسر غلط ہے۔ کہاں عدل خدا  
 کا یہاں یہ لایعنی کارروائی جو کچھ میرے بھائی نے فرمایا ہے۔ میں  
 سے زیادہ کہنی کی ضرورت نہیں جانتا۔ مگر صرف ایک یہ بات چونکہ  
 کل اختیار بیٹے کو سونپ دیا ہے۔ شاید درست ہو ورنہ دید مقدس  
 میں حکم ہے **महानिपरीत्यलोकानपरीत्यसर्वप्रदिशोदि**  
 محبت جو اخلاق کا جزو اعظم ہے۔ اسکی تاکید فرما کر مائتہ حکم دیتا ہے  
 کہ بلا تمیز ذات ظاہری کے اے بنی نوع انسان اپنے رشتہ دار  
 و احقون شہر والوں سے مختلف ملکوں میں جا کر محبت و  
 کرد پھر دید میں حکم ہے۔

**मातृसमन्भवयाचार्यदेवोभवऽतिथिदेवोभव**

اے انسان تو مائی باپ بزرگوں ایسا گتوں عالم کو دیکھتا جان  
 حتی الوسع انکا ادب کر۔ پھر دید مقدس میں لکھا ہے۔ اے  
 سہب جگت کے پیر کا شک انتہائی سہب بیباک تیر  
 کیاں سے کچھ مام نہین ہے۔ تیرے پیدا کردہ



نہ کہش میں تمام غائب غیر گہرہ گردش کرتے ہیں۔ تو سرب ایشہ سبقت  
 آندہ مردپ سی پر کاش ہے تیرے ہی سے سب کو پر کاش ملتا ہے۔ تو انوکھ ہے  
 تیرا گمان درد و دیا کبھی نہیں بدلتے۔ تیرا میشریح اور جلال سب بڑا اور توانا ہے  
 اور سب کا دھات ہے۔ سرب گیا ہے۔ تو آتما کا بھی تھا اور سب پیاروں سے پیارا ہے  
 ہم تیری بھی بھگتی کریں درگ یہ سکت ۹۲ منتر ۱۰ پر مانتا کی ایک اور سرب شکتی  
 بتا دین میں اسٹی بی سے موجود ہے کہ جس سے بڑھ کر بیان ہی لا محال ہے۔  
 اور سب کتاب میں اس معاملہ میں دیدون کی خوشہ چین ہیں۔ گائتری کا مقدس  
 منتر دیدون میں پر مانتا کی توحید کا ایک اعلیٰ ثبوت ہے۔ اس ایک ہی منتر میں  
 وہ نام برہم کی نہایت واضح طور پر توحید کی طرف ہدایت دینے والے موجود ہیں۔ انسانی  
 مابو نہیں اسخوبی کا ہونا ایک ناپیدا امر ہے۔ صفحہ دہرین جسطہ کتاب میں منیہ سب پرانی  
 کتاب اور انجیل وغیرہ سب اسکے بعد کی ہیں پس انکا دیدک خوشہ چین ہونا کچھ متعجب  
 نہیں نہیں ہے۔ بلکہ ہر طرح واجب التسلیم ہے۔ اور یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ کہ دیدون  
 نے ان باتوں میں۔ کوئی اسے لیا ہو۔ پس دید ہی الہامی کتاب ہے۔ اور  
 دید ہی صداقت کا چشمہ ہے۔ دید ہی سچا لیا ہے۔ اور دید ہی دھیان کا ذریعہ  
 ہے۔ اس سے زیادہ کیا کہوں۔ کیونکہ دید کے معنی ہی گمان کے ہیں۔ اور بائبل  
 کے معنی کتاب کے ہیں۔ سب صاحبوں کو جو راستی اور صداقت کے بلا تعصب طالب  
 ہیں۔ انکو داج ہے کہ فلام مسیح۔ عجمہ المسیح۔ عیسے انجس۔ مسیح ورس۔ ہونے



کیونکہ میریت عیش بہار خوشی ہے چند است۔ آخرش کار با خداوند است  
 پاویوں کی سفید رنگت پر مت بھولے کیونکہ میریت  
 سنگین دل است ہر کہ بظاہر ملائم است۔ پنہاں درون پنبہ تگر پنبہ دانہ  
 آریہ ساج کے مقدس اصول بھی آئند کے دلانے والے راستے کی طرف پہلے  
 والے عقل و علم کے بڑھانے والے ہیں ۛ  
 فحصب کو بالائے طاق رکھ کر غور سے بچارنا چاہئے۔ پرماتما سبکو اند بکا  
 سے بچار کر سناتن دھرم کی روشنی میں لائے ۛ

تمام شد



## غزل اول

لڑکے جگدیش ہو گیا اُسکے بندے میں سار  
 وہ انٹریا می جاتی ہو سہو پاپ پن لیکر  
 سفارش اور رشوت و سبھی میں ناکارے  
 خدا پچھانسی ملا حیرت کی جا ہی شرم و کارے  
 شفا مشکل سے پاتے ہیں جہان میں ادھارے  
 جو عرضِ بل کو کاڑھتا و روح دکھ سارے  
 صرغاً ظلم ہے دھوکھا وہی اجیلہ اور چارے  
 بھٹکتا رہیگا نادان نہیں دیکھا کھارے  
 مقدس و بدتر کھتے ہیں گواہ امام کے چارے  
 لکالیں پر کہاں خادمانِ بن بچارے  
 مقدس و بد اُسکو پڑھو تپ مونسارے

نواب چھو چار دول میں میری بات کو پیارے  
 خدا کے سبک عادل و عالم بھی وہ خود ہے  
 سفارش و دیاں نہیں چلتی سنا کا کا جانے ہے  
 جو روزِ زندہ کرنا تھا میرا خود و کھٹا کر کیوں  
 جات دلی چاہے جو مردہ سے وہ مردہ ہے  
 جانیق کامل نہیں کی وید ویدوں سا  
 عوضِ تقصیر لکھے گزید کہ پچھانسی  
 جو غیر از نیک کر مونیگا مکت کا طالب  
 صداقت معقولیت اور قدامت اور وہ بھی  
 ہیں ایمیل میں ایک بھی ان چار کامل  
 پس ابھائی و مقدم ایندوی امام ربانی

## غزل دیگر

صداقت وید اقدس اُنائے جبکا جی چاہے  
 بغیر اُسکے بتوں کو سر جھکائے جبکا جی چاہے  
 کلک اس قسم کو چھوڑ دگائے جبکا جی چاہے

نقارہ و دھرم کا جتنا ہی آئے جبکا جی چاہے  
 سنا دی جگت میں کر دو کہ جگدیش ہو گیا  
 نہیں سلا سلا بیٹا پونا جگت کرنا کا



سفر میں ادیا ڈالیا گی وہ نہیں سننا  
 نہیں بیت المقدس میں کعبہ مکان اسکا  
 نہیں وہ کاٹھ پتھر میں سیم وزر دگوہر  
 جو ایلی ایلی کرتا تھا حق نے کی مدد گاری  
 کوئی بن کے پتک نہیں ہے مانتے لائق  
 دل جانشہ کروند چھا پڑ ہو دیر قد سکو  
 نہیں شہزادہ مرد کا لکھا وید مقدس میں

عبث الزام رشوٹیکے لگائے جسکا جی چاہے  
 محیط کل کو محو دی ٹھکانے جسکا جی چاہے  
 ہزار دن تہکد و نینبت جائے جسکا جی چاہے  
 تو پھر خاطر اس کے جاگنوائے جسکا جی چاہے  
 رانے سب اور سمجھے دکھائے جسکا جی چاہے  
 ٹکس سے پوک کو دھنکو بچائے جسکا جی چاہے  
 یہ ہندی جیل کی جھوٹھی تیار جسکا جی چاہے

صدق دل سے کرو بھگتی پر پیو کے دیر کے دوا سے  
 دگر نہ شرمساری کو اٹھائے جسکا جی چاہے



# آریہ سماج کے نیم یعنی اصول

سہست و تپا اور دویا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں۔ اُن سب کا آوی مول

پریشور ہے +

پریشور سیماندر سوپ - نرکار - سروشکتیمان - نیاکاری - دیا بوب -

انت - نرکار - اناوی - انوپم - سرو دھار - سرویشور - سرو دیا بوب  
نیرامی - اجر - امر - ابے - نرت - پوترا اور سرشٹی کرتا ہے - اُسی کی اپنا

رہی ہوگ ہے +

ویدست و دیاؤں کا پستک ہے - وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سننا

سارپوں کا پریم دھرم ہے +

مرست گرہن کرنے اور راست کے چھوڑنے میں سرو دیاؤں کو رہنا چاہئے

دوسرے کام دھرم انوسار - ارتھات - ست - اور است کو دیا کر کرنے

+

سنسار کا آپکار کرنا - آریہ سماج کا مکھ ادیش ہے - ارتھات شاریرک

اور ساما جک اتنی کرنا +

پرستی پریتی بوبوک دھرم انوسار برتنا چاہئے

اور دیا کا ناش اور دیا کی بر دھی کرنی چاہئے +

بریک کو اپنی ہی اتنی سے ستشٹ نہ رہنا چاہئے کنتو سب کی اتنی



میں اپنی اُنتی سمجھنی چاہئے +

۱۰۔ سب منشوں کو سا مہاجک سرب ہتکاری (مقبضہ عام)

نیم پالنے میں پرستتر رہنا چاہئے۔ اور پرتیک ہتکاری نیم

میں سب ستتر ہیں +



ॐ

# मूर्तिप्रकाश

मुद्रित

पुस्तक लिखित अरिह समाप्त

अरिह संवत् १९७०

मूल्य अठ्ठाई रुपये मात्र  
प्रकाशक श्री गुरुकुल कान्गरी  
हार्द्वार



# اوم

سے پہلے پرانا ہمارا کار کی استہنت منزاوار ہے جس کو من کو شاستی اور جیو کو گیان  
 ہوتا ہے۔ ست گیان کو بہت جیوا نیک پر کا کے اندھکا میں پھنسا ہوا نجات  
 سے دور ہو جاتا ہے۔ پس اس سنار ساگر سے پار ہونے کے واسطے سچا مضبوط مقول  
 کا گیان ہے۔ اور اس کے بغیر نجات کا دم بھرنایا دوسرے صرنا سر پا بھول دیا گیا ہے  
 نادان ہے وہ نہان جس کو راستی کی ضرورت نہیں۔ اور اندھ ہے وہ ہانڈا  
 جس میں گان کا ٹھو نہیں (مورتی پوجا) جو اس وقت گھر گھر میں کھائی دیتی ہے۔ حقیقت  
 صداقت کی اس سار میں تلاش ہے اور بڑی بڑی مستند پرانکتابوں کو اس کی ثابت ثبات  
 پرانہ نگار پر کاش ہے۔ مجھے اس کو کسی کا دل کھانا مقصود نہیں۔ اور نہ کیش بات کا  
 مطلب ہے۔ پس دھرم ناما سچا بکلی طالب یہٹ دھرمی کو چھوڑ کر مٹا لے کر گیا وہ من  
 پر رادے بھر گیا۔ اسے پرانا دیا پر کاش کر اور اودیا کا ہاش

## دلایل عقلی

(۱) جس طرح دریا بڑے پینہ نہیں سکتا۔ اور اگر بند ہو تو دریا نہیں سمیٹ کر کوئی بہت  
 ایک جگہ نہیں کھینکتا۔ اور اگر ترک جائے تو سر بہ یک نہیں چونکہ پرانا ہمارا سچا ایک ہے  
 ہاں نہیں ہو سکتا۔ اور مورتی والا جو نہ سچا نہیں رہتا۔



(۲) ہر ایک جسم یا شے کی واسطے ضروری ہے کہ طول عرض عمق رکھتا ہو اور اس کے واسطے ممکن  
 اور زمان کی بھی ضرورت ہے پس کوئی جسم نادیدنی اور ناشہت نہیں ہے اور پرماتما چونکہ  
 نادیدنی اور ناشہت ہے مکان ویشی کال دستور کے برابر اس واسطے وہ شہرت دہائی نہیں ہو سکتا  
 (۳) صورت یا تصویر عکس یا سایہ یا شے کے نہیں ہو سکتی ہے اور جس کا جسم نہیں  
 اس کا عکس اور سایہ عسند تعقل محال ہے پس نہ کار پر مائتا کی موتی بھی نہیں ہو سکتی ہے  
 (۴) شری کرشن یا چنند بنہوان بھیرو دیوی شیدہ جگیش پرہا۔ روشن درگا جگناتھ  
 کی لڑائی لڑاؤ کال وغیرہ بزرگوں کے تمام مندوں میں میں کھلائی دیتی ہیں مگر پرماتما پارہم کی  
 کوئی شے میں نہیں ہے جس کو خود ہی ظاہر ہے کہ الیشوری کرنی مورتی نہیں ہے۔

(۵) بزرگان مندر دلیل نمبر ۶ کو ہر ایک جہان جانتا ہے کہ کسی ایک وقت میں موجود تھے اور ایک  
 وقت پیدا ہوئے اور اب نہیں ہیں بشر یہ چھوڑ گئے تھے اسی عکس جیتیں ہے کہ آئینہ دار فائزہ مند  
 ہو سکتی ہیں مگر انکی فرضی تصویر کی پرستش کو گمان کا پر اپت ہو نہ عقل سلیم تسلیم  
 نہیں کرتی ہے۔

(۶) آج تک کسی جیو نے پرماتما پارہم کو نظم ہری دیا اور جو جس حلقہ میں  
 دیکھا ہے پس اس کی تصویر بنائی سرا یا اگدین کی نشانی ہے۔  
 (۷) جو چیز جسمانی یعنی شہریالی ہے وہ ہمیشہ متغیر و متبدل ہوتی رہتی ہے  
 ایسا کہ پر نہیں رہ سکتی ہے پریشیور چونکہ ہمیشہ ایک اس اور اچل ہے اس واسطے  
 اس کی مورتی نہیں ہے۔



۹) اجسم یا بشر کی خاصیت ہے کہ روگ - بیماری خوف گھٹسا - بڑھنا چلنا کھانا  
 تنک ہونا - گلنا ان سے ایک نہ ایک میں مبتلا رہتا ہے - اور سنسکرت کی اصطلاح میں  
 شیر کو چمن کر کہا گیا ہے - اور پتا تھا چونکہ ان عوارض سے شدہ ہر پس وہ جسمانی نہیں ہے بلکہ  
 اور نہ ہو سکتا ہے -

(۹) اکثر ہمارے مورتی پوجک بھائی یہ سمجھ کر تے ہیں کہ مورتی پوجا پر اتنا کام ہے کہ  
 دیکھائی پر تھم شیرھی سے ہم وقت حاصل کرنے گیان کے چہرہ دیکھنے - مگر یہ فائدہ اٹھا کر ہی ہے اور  
 معقول نہیں ہے کیونکہ اول تو آج تک کبھی نہیں سمجھا گیا کہ کسی مورتی پوجک نے اتنا  
 کمال تک مورتی کو چہرہ اڑا ہو - بلکہ سینکڑوں مرتے وقت بھی گھسین لگ کر میرے عین  
 دو دم - شیرھی سے مراد متزل مقصود تک پہنچا بیٹے گیان کا حاصل کرنا ہے اور  
 دیکھنا ہے کہ گیان کے پراپت ہونے کے واسطے کونسی شیرھی بہتر ہے - آیا یا  
 تعلیم سے گیان ہو سکتا ہے یا مورتی پوجا سے چونکہ اس میں سب بد ہی مانو کا اتنا  
 ہے کہ گیان کے حصول کی دیا ہی شیرھی ہو سکتی ہے نہ کہ مورتی پوجا پس مورتی پوجا  
 کسی طرح جائز نہیں ہے -

(۱۰) بعض بہائیوں کا یہ عند کہ چنل میں بغیر مورتی کے قائم نہیں رہ سکتا اور ہم  
 کھا گے رکھ کر پاتا سے لوگاتے ہیں - اب ہمیں دیکھنا چاہئے - یہ اٹکا فرما کر  
 تک معقول ہے چلتے خود مورتی پوجا کے زمانہ میں سینکڑوں مرتبہ دل کا  
 مگر کبھی اسکو برتہ قائم نہ پایا چون ہی کرشن جی کی تصویر پر دھیان جاتا تھا - لی



حالت کا دسم اسلندہ یاد آتا تھا۔ اور اچھے۔ کان۔ ناک۔ جسم وغیرہ پر خیال جانے  
سے من کی حالت بے قرار تھی۔ اور گڑبڑاؤ شیشا ناک اور کھیر منہ کے واقعات سوچ  
سوج کر طبیعت کی ایک اور یادگار تھی۔ نہ رام چندر کی تصویر سے چین تھا۔ اور نہ مہیا  
کی صورت سے شائستگی پر اپنی موتی تھی۔ چونکہ تجربہ میں آجانا زبانی بالوں سے من  
پس پھر طرح سے مجرب ہے کہ موتی پوچھا سے من کو شائستگی و شواری بلکہ محال  
ہے اور بغیر دیا کے ادویا کا جانا جھوٹا بلکہ خام خیال ہے۔ اور علاوہ برآں من کا  
ایک بہت بڑا ہے۔ وہ کسی موتی مان پڑھتے سے رک نہیں سکتا پس اسکا رنگ  
رنگ کے واسطے ایک بہان سرب بیایک جوتی پر آتا ہی ایسا ہے۔ جو اچھے  
رنگ کو شرفات کی طرف جانے سے روک دے اس لئے پرماتما شاکر  
نات سرب کا دھیان بہتر ہے۔ اور موتی پوچھا سے من کا رکنا سنبھو ہے۔

### وید وکت پرمان

غیر ایچر وید مقدس کی ادھیاء ۳۔ منتر۔ ۳

नतस्य प्रतिमा अस्ति यस्य नाम महद्य शक्तिः  
गर्भ इत्येषमा माहिः सीदित्येवा यस्मान् जात इत्ये  
व ॥



ترجمہ۔ جو پریشور ماتا کے سنیوگ سے نہ کبھی اونٹن ہوا نہ ہوتا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ شریر دھارین کر کے بالکت جو آن اور بردہ ہوتا ہے۔ سا کی پر نمایا ہے۔  
 ٹاپ کا سادھن تلی برب عکس یا سدرش۔ یا تقدیر کسی پر کار کی نہیں ہے۔ کیونکہ  
 موتی رہت۔ اتت سیارہت اور سب مین ریایک ہے۔ جو بیج والے سورہ  
 آدکون کے ادپتی کا کارن ہے۔ اسیکی ادپاسنا کرنی یوگ ہے۔ اور کی نہیں  
 نمبر ۲۔ بکر وید اوصیاء۔ ۱۰۔ متر۔ ۸۔

सत्येगाच्छुक्रमं कायम ब्रह्मस्त्वाविरः शुद्ध  
 मया पीवद्धम् ॥ कदि मेनीषी यरिभूः संभूया पा  
 तय तोऽयान व्यद्धाच्छाश्वती भ्यः समाभ्यः  
 य० ३३० ४० म० ४ ॥

ترجمہ۔ جو سب کا جانتے۔ الا سب کے من کا سا کھی سب کے اوپر براجمان  
 اور نادہی سرورپ ہے۔ اور جو اپنے انادہی پر جا کو انتریا می روپ سے اور وہ  
 کے دوارہ سب بیواژن کا پیدائش کیا کرتا ہے۔ سب مین ریایک اتیت پر اگر ام  
 سب پر کار کے کشیر سے رہت اور سب روگون سے رہت ناری کی  
 بندہن سے رہت سب دکھون سے الگ اور سب پاپون سے نیا رہے۔  
 وہی سب کے ادپاسنا یوگ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔



نمبر ۱۰ پیر ویدادھیاء ۱۰ مہینہ ۹

अधन्तमः प्रविशन्ति येः संभूतिमुपासते ॥  
ततोभूय इव ते तमोय उ संभूत्याः रताः ॥

ترجمہ جو سنبھوتی ارتھتات انونین انادی پر کرتی کارن کی برہم کے استھان  
اور اپاسنا کرتے ہیں۔ وہی اندھکار یعنی اگیان اور دوکھ سا گرین دوتے ہیں  
یہ سنبھوتی جو کارن سے اونین ہوئی کاریہ روپ پر تقوسی آدمی ہوت پاکہاں اور  
انادی اوپو اور نکھ آدمی کے شریر کی اوپاسنا برہم کے استھان میں کرتے ہیں  
انہی اندھکار سے ایک اندھکار یعنی ہما موسکھ چرکال گھور دوکھ روپ رنگ  
میں آکے ہما کشیش کو بھو گتے ہیں۔ نمبر ۱۰ پیر ویدادھیاء ۱۰ مہینہ ۹

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवरं तमसा  
स्ताग तमेव वदित्वा तिमृत्युमेति नात्यः प  
था विद्यते यनाय ॥ य० अ० ۳१ सं० ۱६

ترجمہ۔ اس منتر میں بھو بھوہ جل کیا گیا ہے کہ کس پارتھ جھانکے مانو کہ گیانی ہوتا ہے  
اور نہ ہوتا ہے کہ پریشور کو ہی سخاوت جان کے ٹھیک ٹھیک گیانی ہوتا ہے جو  
اب سے بڑا سب کا پرکاش کرتی والا ہے۔ اور از ویدادھیاء اندھکار یعنی جہانی الایشون  
کے اور اگیان آدمی دو شون سے الگ ہے۔ وہی پریشور سب کا ششٹ



ہے اسکو جملہ نے بنا کوئی مانو کہ کامل گیان وان نہیں ہوتا۔ اُس پر مانتا کو جان اور پان  
 ہو کے مانو کہ ختم من آدمی کلیشوں کے سمندر سے پار ہو کر پرمانند یعنی سرکوش  
 پر اپت ہوتا ہے۔ پر مانتا کے سوا مکتی کا کوئی راستہ نہیں۔ - مخبر ۵

कोदेवासर्वभूतेषु गूढः सर्वव्यापि सर्व भूतां  
 तान्या । कमीभ्यश्चः सर्वभूताधिवासः सा  
 वीचेता केवलो निर्गुणश्च ॥

ترجمہ۔ ایشور ایک ہے۔ اور سب کا پرکاش کرنے والا چمکین سروب ہے اور  
 سب جگت کے بھوت پرائیون ملین یا ایک ہو رہا ہے۔ اور انتریا می ہے۔ اور  
 کا آدھی تپتی یعنی سوامی ہے۔ اور سب کا ادارہ بھوت ہے۔ سب کا ساکشی بنادینے والا  
 لیکن خود کسی کی پہچان لینے سے ہر طرح متبر ہے۔ سب کا سہاگ اور جگت کے گول  
 سے رہت ہے (یعنی کبھی ساکار نہیں ہو سکتا)  
 مخبر ۶۔ یہ یوگ شاستر کا سوتر ہے۔

केशकर्मविपाकाशपरामृष्टपुरुषविशेष  
 इश्वरः ॥ योम सू०

ترجمہ۔ اس کا ارتھ یہ ہے جو او دیا آدمی کلیشوں یعنی جمالت وغیرہ الیشور  
 سے پاک اور کشل اور اکل یعنی سکھ دکھ اور لعصب اور ہٹ دہرمی۔ طرفہ آدمی وغیرہ







نمبر ۳۔ شوتیا شوراپ نشہ - ۶-۸۔

ततस्य कार्यं करणं च विद्यते न तत्समश्चाभ्य  
धिकं च दृश्ये। परास्य शक्ति विविधैव श्रूयते स्वा  
भाविकी ज्ञान बल क्रि वाच ॥

ترجمہ - اس پر مائترکانہ شریہ ہے طائریہ بین نہ اس کے برابر اس سے بڑا کوئی دیکھا  
دیتا ہے۔ اسکی شکتی سب سے بڑی ہے۔ اور ناما پر کار یعنی بہت قسم کی سنی جاتی  
ہے۔ اس کے گیان اور بل کی کرپا سبھاوک ہے۔ نمبر ۴۔ شوتیا شوراپ نشہ

ततस्य कश्चित्पतिरस्ति लोके न चेशि मा  
तेव च तस्य लिंगं ॥ सकारणं करणाधिया धि  
योनं चास्य कश्चिज्जनितान चाधियः ॥

ترجمہ - پر مائترکانہ جگت بین کوئی بی بی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اسکا مائتر ہے۔ وہ سب کا  
کارن ہے۔ اور جیو کا وہی بی بھی ہے اسکا نہ کوئی اوپتی کرتا ہے اور نہ آدھی بی ہے  
نمبر ۵۔ کین اوپ نشہ - ۱۔

यद्वाचानभ्युदितं येन वागभ्युद्यते तदेव ब्रह्म त्वं  
विद्धि नेदं यदि दमुपासते ॥ केन ३०



ترجمہ۔ جو بانی کا سامن نہیں ہے۔ یعنی او دیا مکت بائیون سے پرسہ نہیں ہو سکتا۔ جو سب کے بائیون کو جانتا ہے۔ اسے منشو تم اسی کو پر مشور جالو۔ اور کوٹھیں۔

نمبر ۶۔ کین اوپ نشد۔ ۲۔

यत्नानसान मनुतेये नाहु मेनो मतं । तदेव ब्रह्म  
त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन ३

ترجمہ۔ جو من سے ایتا کر کے من میں ہیں آنا۔ اور جو من کو جانتا ہے۔ اسی برہم کو وہاں اور اکی او پاسنا کر۔

نمبر ۷۔ کین اوپ نشد۔ ۳۔

यच्चक्षुषान पश्यति यने चक्षुषि पश्यति तस्मै  
ब्रह्मत्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन ४

ترجمہ۔ جو آنکھ سے نہیں دیکھ پڑتا۔ اور جس سے سب آنکھیں دیکھتے ہیں اسی کو جو چاکان۔ اور اسی کی آپاسنا کر یعنی اس سے بہن جو سوریم بجلی آگ آدی پادرتھ میں اکی آپاسنا کر۔

نمبر ۸۔ کین اوپ نشد۔ ۴۔

यच्छ्रोत्रेणान शृणोति येन श्रोत्रमिदं श्रुतं । तदेव  
ब्रह्मत्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ केन ५



ترجمہ۔ جو شرف و ترقی سے نہیں سنا جاتا۔ اور جس سے شرف و ترقی ہے اس کو تو برہم جان۔ اور اسی کی اپاس کر۔  
 نمبر ۹۔ کین اوپ نشد۔ ۵

यत्प्राणेन न प्राणि त्रियेन प्राणः प्राणीयते तदे  
 ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुप्राप्ते । केन ५

ترجمہ۔ جو پرائون سے چلاسی مان کلین ہوتا۔ اور جس سے پرائون کو پرائون نہیں  
 ہیں اسی کو تو برہم جان اور اسی کی اپاس کر جو اس سے بہن یہ دایو ہے اسی کی  
 اپاس کر۔

نمبر ۱۰۔ کین اوپ نشد۔ ۶

तत्प्राणित्यानां चेतनश्च ते नानामेको बहुनां यो  
 विदधानि कामान् । तमात्मस्थं येन पश्यते धीरा  
 तेषां शान्तिः प्राश्वती मनोवाम् ॥

ترجمہ۔ پرائونیتا۔ اور چیتنا اور ایکتا میں سب کے لائانی ہے۔ اور سب کو  
 پہل داتا ہے۔ اور سب کے جو کچھ ملتا ہے اور ترقی ہے۔ جو ایسے پرمانا کو گیارے ترقی  
 سے اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہی شانتی پاتے ہیں اور کسی طرح سے شانتی نہیں مل سکتی  
 پس گیان و پرمتا کے ملنے کو ایسے پچاند سروپ پرمانا کی عبادت کرنی چاہئے تاکہ  
 کسی جڑید انتھ کی جیساکہ سولے الگائے اور کوئی نتیجہ نہیں ملتا ہے۔



अयारिं पादो जवनो गृहीता पश्य न्यचतुःस  
शूलोत्कर्णः सवेति वेद्यं न चतस्यास्ति वेत्ता  
न नाहरस्य पुरुषं महान्तम ॥

ترجمہ پریشور کا رہے لیکن اس میں گنیاں سب ہیں۔ اچھے اچھے نہیں ہیں اچھے  
انگلی ایسی ہے کہ سب پر اچھ کو پکڑ کے تھام رکھا ہے۔ پاؤں نہیں لیکن سب کے زیادہ دیکھ  
والا ہے انکھ نہیں لیکن چہرہ کو تھامت سب کال میں دیکھ رہا ہے۔ کان نہیں چہرہ  
کی بات سنا ہے۔ من بہر ہی حیت اسکا رتو نہیں لیکن من شیجی اور عمرن بہت ہے اور  
پتہ روپ کا آپ ہی جانتے والا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے لیکن کوئی بہ نہیں  
جانتا کہ وہ کتنا بڑا ہے۔ کس طرح کا ہے۔ یہ بالکتنی سامجھ رکھتا ہے۔ اس پریشور  
کو کیا اور شانتہ سر ب انگرشٹ پورن اور سائنس کہتے ہیں۔

انسکرت کی اوپشکون کے پرمان

نمبر ۱۱۔ کرشن گیتا ادیساک شلوک ۴

अव्यक्तं व्यक्ति मापन्नं मन्यं त माम बुद्धयः परं  
भावमजानन्तो ममाव्ययम वुत्तमम् ॥

ترجمہ۔ مورتی پرست جو پریشور ہے اسکو ابھی یعنی سورتھ لوک مورتی والا مانتے ہیں  
اور آپسبھاؤ یعنی طلب اصلی کو نہیں جانتے کہ وہ سب ہوا و فہم اور یکتی وغیرہ ہر شے (درب)



ضمیمہ ۲۔ کرشن گیتا اریسا۔ ۹۔ اشٹلوک ۱۱

भवजानंति मां मूढानुवंतनुमा माश्रितम् ॥ परं

भावभजनन्तो मम भूत महेश्वरम् ॥

ترجمہ۔ مہر کہ لوگ مافوکل دیہہ دارن بریوال اور سپید اوپر پیشور کو جانتے ہیں اور اسکے پریم بہاد کو نہیں جانتے کہ وہ سب کا ہمیشہ رہنے مالک ہے اور سب سے بڑے سے ایک جگہ سورتی مان نہیں ہو سکتا۔  
ضمیمہ ۳۔ بھاگوت میں درج ہے۔

पस्यात्मवृद्धिः करणैर्विधातृके स्वधीः कलत्र

आदियु भौम्य इज्यधे ॥ यस्तोर्थवृद्धिः सलिल

तनका हिंचित जनेषु तुरावगोरवरः

ترجمہ۔ جو داتا وغیرہ اشیاء ارضی میں اکثر بہی کرتے ہیں اور ندی نالہ بہاؤ مکان وغیرہ میں تیرتھ بھی اور استری پیر میں سمٹا بہی سکتے ہیں وہ انسان حیوان مطلق کے گردہ سے کہ ہے یا ایل ہیں۔

ضمیمہ ۴۔ مہا بہاگوت میں ذکر ہے۔

शुचिलाधातुदावीदिमूर्ता वीश्वरवृद्धयः ॥

क्षिरयंति तपसा मूढा पराशान्तिनयानित ॥



ترجمہ جو چوپر یا تاننا بڑا کارسب بیاپک نیا کاری کی دات پتھر لوہا پتیل۔  
 مادی سونا وغیرہ کسی قسم کی صورتی بناتے ہیں سو اگیانی اور پاپی ہیں۔  
 نمبر ۵۔ ایک مہاتا کاواک ہے۔

नीर्येषु पश्य सेषु काष्ट पाषाण मृत्तमये प्रति  
 पादौ मना ये धाने नरा मूढ चेत्तसाः

ترجمہ تیرتھوں اور نشوونک کیون میں شست پاشان اور مرنکالی پر مامون یعنی  
 مہور دن میں جنکامن ہے وہ آدمی مہور کہہ دیتا دلتے ہیں۔

موتی تو چاہے باہر میں یا اندر میں دیکر گرو صاحبان کی نظر ان کو نہ چھوڑے  
 اور ایک بابا نانک صاحب۔ کہہ میں نہا کر نظر نہ آوے۔ گلہ میں پاس لٹکا دے۔ بہری  
 جواں ساکت پتھر تا نیر در دے کہ پ کہ پ کرتا۔ نہ پاتھر لوہے نہ چہر دیو بہو کٹ کرم شیل  
 ہے سو۔ ۲۔ بابا نانک صاحب۔ پاس میں نیر کھلے بہاسی گیا مانگین کیا دین۔ نام دھونے آدمی  
 کہہ چوں کرم کریں۔ سو۔ بابا نانک صاحب۔ پاتھر لے پوجے مگر گوار۔ جو آپ ڈبے نم کیا  
 مان۔ ۳۔ بابا نانک صاحب۔ ایک سحر و ناکا جو جل تھل رہا سہلے۔ دو جا کا ہے سحرے چنگی  
 مہا۔ ۵۔ ایضاً جسے نہ مہرے آدے نہ جادہ نانک کا پرہور رہا سہلے۔ ۶۔ محلا پنجم۔ روپ نہ  
 کھنڈ رنگ کچھ تیرے گن نے پر مجھ ہیں۔ تیرے بہو جا وانا نکا جس ہووے سو پرس۔ ۷۔ ایضاً  
 سکی تھڈا کر کہی تھم تھڈو نہ جناسی بھرم بھوے نرکت کچراں جنم مرن کہت نارین۔ ۸۔  
 ایضاً محلا پنجم سنگلی پارا دہرہ لوڑن سو کھیلے جلی جو کہے نہا کر جوئے۔ ۹۔ محلا دہم۔ سو یا کاہونے پوج



دہر لو کا موتے لنگ گڑ لکھا یو۔ کامو لکھو پراجی و شامین کامو پچھم کوکس نو ایو۔ کیوں ان کو  
 پوجتے اور کیوں کیاں کو پوجن دیا یو۔ کوری کارج اور جھو جگ راہ گوان ہمد نہ پایو۔ ۱۰۔ ایضاً  
 تانہ پچھت نہ ہاں پر جا کو پرتاب ستونک مائین۔ پوجتین پریشور کو جی کے پرے رلوکے اپن۔ پارک  
 پرانہ کہ چھ پاپن اتی پاپ تھائین۔ پائی پریشور کی بڑیاں میں پریشو ناہین ۱۱۔ سو یا پاپن پریشور  
 کیا یو جے سب سنار تس بہر سے جو ہر سو دو بے کالی دہار۔ ۱۲۔ کپیر جتا جو پاتھ کو کہتے  
 دیو تیں سہل جاے سیو جو پاتھ کی پائی پاپن تنکی کہاں جاہن جاہن ۱۳۔ بہات بہت لہاں  
 لڑکا سا بھوٹن بے بھو گیا اس مورتے کھ چار ۱۴۔ پاشا گڈ کے مورتے کینی پر جاتی پگے جو اوہ مورت  
 ساچا ناگن نہی نہی کائی۔ اور لشکو سے ۱۵۔ کپیر جتا پتھر پوجے مرنے تو ہم پوجہ نہی پڑا۔ اچھ ہم  
 جلی ہلی جو پیر کیاے سنار ۱۶۔ پاتھ پوجے مولے مٹھ سیرت نہائی۔ دیکھ دیکھ سو انکے ہر بھوے ہکا  
 ڈاؤر صاحب۔ داؤد دنیا داری بیاد میں اوت۔ ۱۷۔ پوے جگ جگائے اٹھ مانگو پوت۔ ہر پتھر پوج  
 دھوئے پتھر پوجے پران۔ انت کال پتھر پٹی ہو دو ڈار گیان۔ ۱۸۔ پاپن کی پوجا کرے کرے آٹا گان بیت  
 کہوئے نہی پرائی دھج جات۔ ایک جھاتا کاواک۔ ۱۹۔ پتھر کو تو بھوگ لگا وہ کیا بھوچ  
 کہاے سے۔ اندھو آکے دیکھا بے برتاہل جلاے سے۔ اے پر ماتا پر کاش سر پو اپنی پادیا  
 سے اکے پڑھنے پڑایو لو کو کھوسٹ مارگ یہ کی طرف چلے گا گیان عطا کر جس سے یہ ودیا کا جال  
 آریہ دوت سے جلد دور ہوے۔ اوم۔ شانتی شانتی شانتی !!!  
 اشتیخا اس کا میں ایک قسم کی کتب متعلقہ آریہ دہرم موجود ہیں جن میں اس کا کو ضرورت ہو سکو الین ؟  
 فہرست کتب در کالٹ ارسال نے پرنل کتی ہیں۔ المشتی پتھر کش چپندر کپنی ہاکیسید

ہمارے  
 مکتب میں  
 پڑھائی  
 کا کام  
 عمدہ اور  
 صحت و صفائی  
 سے ہے۔  
 اس کی  
 بندوبستی  
 کافی  
 لاہور



# ادوم صدقیت رک وید

یعنی

مشرع عبداللہ تہم جی کے اعتراضوں

مندرجہ ماہیت رک وید کا جواب

مصنفہ پنڈت لیکھ رام صاحب آریہ سماج

خاکسار راجندر متوطن میسرے ٹھہرے اجات  
۱۹۴۰ء ۲۹۹۰ء مطابق سنہ ۱۸۹۰ء

مصنف

مطبع و دیار پن پٹن طبع کرایا



## اوم

ماورمی دفعہ۔ اس لئے کہ رگ وید ایک بہت پورانی کتاب دینی مہر  
 ہے۔ یعنی عبد اللہ اہم کو بھی شوق اسکی مطالعہ کا ہوا۔ بایں نیت کہ اس  
 انسان کا دکھ اور اس دکھ کی دوا اور اس دوا تک و شرس کی کیا  
 صورت بیان ہوئی ہے۔ ترجمہ کی صحت پر راقم کو کوئی شک وارد نہ ہوا۔  
 اس واسطے کہ کچھ آلودگی غرض یا خیال بیجا کی ترجمان میں نظر نہ آئی۔ اور  
 مسلمان اصل زبان کا اعتبار ترجمان سے بڑھ کر معلوم نہ ہو سکا۔

آریہ جواب و فعل سیشک رگ وید مقدس دنیا کی تمام کتابوں سے  
 بہت پرانی و سچی دینی کتاب ہے۔ اس واسطے سنسکرت کی اولی اقت حاصل  
 کر کے ہر ایک طالب حق کو اس کے مطالعہ سے فیضیاب ہونا ضروری ہے۔  
 سب روحانی بیماریوں اور دکھوں کا علاج کامل اور اس علاج کی اہمراجہ کی  
 شناخت اور اسکی دسترسکی صورت و تدبیر معقول یعنی علاج کا طریقہ حصول  
 نہایت خداوندانہ و مالکانہ طریقہ سے پرآمان وید میں ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن



متعصبین غیر مذاہب کے ترجمہ کی صحت اسوقت تک نہیں ہو سکتی جب تک فضلہ  
 آریہ ورت انکی فضیلت اور وید دانی کی گواہی نہ دیوں۔ اور ساتھ ہی کوئی غرض  
 دنیاوی و انشیکیر نہ ہو۔ آریہ ورت کو تمام رکھوں اور فلاسفوں کا ظاہر کیا  
 کہ وید ایشور پر اتما کا گیان ہے۔ اور سی انسان کا تصنیف نہیں۔ سیو اور وید مقدس  
 نام شرتی یعنی سنا ہوا یعنی کسی انسان ویدوں کی کتاب ایشور کو کہہ دے نہیں  
 دیکھا جسے صفا ظاہر ہے کہ وید مقدس ابتدائی آفرینش میں پریشور نے حکمت میں  
 پرکاشت کی خود تلخ بھی شہادت دیتی ہے۔ کہ اہل روم اہل فرانسا اہل انگلستان  
 وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے پس ویدوں کی تلخ وہی صحیح ہے جو سورج سدا نت  
 آدے جو علم نجوم کی (پتھونکی) رواریہ لوگ مارتے ہیں۔ نہ کہ پادریوں کی تلخ  
 جنکا غیر قوموں کے ساتھ تعجب نظر میں الشمس جو ہر دم ہمارے بھائیوں کے شکار کے  
 درپے لگے رہتے ہیں۔ ایسی لوگوں کے انصاف کی امید رکھنا گویا چل کر گھوڑوں سے  
 گوشت تلاش کرنا ہے۔

قلم النظر اود کی غرض یا خیال یہی کہ وہی ترجمہ خود ہی مضاف میں وید کی



نا فہمی عدم واقفیت کا دیباچہ میں اقبال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی ترجمہ کے مدد سے  
 خود ڈاکٹر مسکین سیکرٹری نے اسی درجہ کی ہر کہ عرصہ بیس سال کے بعد جو میں نے  
 رگ وید کے مترون اور اسی شعر جو ک جمع کرنے اور چہا پنے میں صرف کی ہیں۔  
 رگ وید کے اپنے کہے ہوئے ترجمہ کو عوام کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ مگر تاہم انہیں  
 تمام متر و کج ترجمہ کا اقرار نہیں کرتا کیونکہ گو سیر پاسین چارج کا ترجمہ اور اسی  
 متعلق شرحین لغت اور صرف و نحو وغیرہ کی کتابیں بہت کچھ موجود ہیں تو بھی رگ  
 وید میں اکثر ایسے متر ہیں کہ جن کے معنی معلوم نہیں ہوتے۔ اس امر کا کہنا کہ جنکو  
 بار بار کہہ چکا ہوں کچھ ضرورت نہیں کہ رگ وید کی ایک متر کا یہی ترجمہ کرنا غیر ممکن  
 ہے۔ تاوقتیکہ سائن چارج کا ترجمہ برہمن نپتک نہ رکت برہدوتی اور  
 وغیرہ اور بہت سی سنسکرت و علم عروض اصول فلسفہ قانون وغیرہ کی کتابوں  
 نہایت غور کیساتھ نہ پڑھیں اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا یہی قول یہ کہ سائن چارج کا  
 ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی زبان بالکل  
 کہ جس میں تیرا اصل شر کے بہت لفظوں اور جملوں کا ترجمہ ناممکن ہو چکا ہے ملک یورپ میں



سنت کا ایسا شوق اور اس قدر ترقی ہو کہ یقیناً پاس بہر اندر لوگ میر ترجمہ کو بالکل  
 قبول جانے لگیں جسکی برائیوں اور غلطیوں سے جس قدر میں واقف ہوں اور کوی واقف نہیں  
 ہو سکتا البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ شخصوں کی ترقی کی واسطہ  
 کہ جو میر نے علم سنت کر شائق ہوں ان پر جانے کی واسطہ ایک چھوٹی ہی سیر ہو سکتی  
 اور اس کے ذریعہ وہی شخص ہمارا ابا و اجداد خیالات کو انکی نسبت جسکی زبان ہی ان  
 میں اب تک موجود ہے اور جسکی تصدیق ہمارے واسطے اب تک محفوظ رہی ہوئی ہیں بخوبی دریافت  
 کر سکیں گے۔

اب ان لوگ خود سوچ لیں کہ جسکی ترجمہ کو متعرض آیت حدیث سمجھنا اور کھانا تک نہ ہو  
 حاشیہ متعرض جو اسی دفعہ نیچے نوٹ کر کے لکھا کہ کلام ایک فعل ہر نہ خاصہ مکمل  
 اور فعل نسبت زمانہ کو ضرور ہو کہ انکو فاعل سے بالبعد ہی کی قدر ہے۔ لہذا دعویٰ قدرت  
 پر مبنی متقی تو دوبارہ رگ وید کے قایم نہیں ہو سکتا۔

تر وید ہم آری لوگ اور صاحبان کی طرح کوئی کلام خداوند خدا کا نہیں مانتے ہیں بلکہ ہم تو  
 دیند کو اشیاء کا لیان مانتے ہیں اور لیان صفت ہر صفت پر موقوف ہو گیا ہے۔



اور جب موصوفے سے صفت اور کے ساتھ شلج سے سوچ کر تبت رازی  
 اور جب تک تبت تک ہر گی اور کوئی صفت فعل نہیں ہو سکتی۔ اس کے معترض کا یہ جواب ہے کہ  
 کہ دید قدیم نہیں۔ سراسر فضول تھا۔ اور دیدت سے کی قدرت بحال رہی۔  
 پادری حایہ مصنف ایرین ٹینس کارگ میں لفظ ہوا موجود رکھا۔  
 جو تورات کا قسط ہے۔

آریہ جواب پادری جیسا غیر وکی تقلید کو عین سواد سمجھتے ہیں جس سے ان کا  
 کہ اپنی عقل نہیں رکھو۔ اگر ثبوت موجود ہے تو منتر کا حوالہ دین۔ ورنہ دعویٰ بیل کی گواہی  
 بہتے ہیں کہتا ہوں کہ پادری جیسا نے بہت دہوکہ کیا۔

پادری دفعہ ۲ دکھ انسانی رگ کے رومی وہی مصلحت ہو گئی کہ جبکہ دفعہ ۱  
 اس کے رگوں کے منصف التجا اپنی دکھلائی ہیں چنانچہ یہ کہ اسے مجھو۔ مجھو دھولی کا  
 اور روٹو کر دے اسے جو اسے سواری کیوٹو اور سواری کیوٹو اور سواری کیوٹو اور سواری کیوٹو  
 مضبوط اور داد اور قربانیوں کیوٹو اور سواری کیوٹو اور سواری کیوٹو اور سواری کیوٹو  
 مسجدوں میں لالو۔ اور دوا اس کے کی مسجدوں میں مندرجہ رگ کا جہان



۷  
 جو وہ انسانوں کی قربانیوں کے چرٹانے اور سوم رس کے پوجا  
 کا کارگزار اور گکاراگ گانے سے ریختے ہیں اور دسرس اس دوپہر بوسیلہ  
 متقاد دہمت طلبان ہی کے حامل ہوتی ہے۔

۲۔ جواب فقہ ۲۔ معترض نے لفظ راگ بہت مرتبہ استعمال کیا ہے جو لوگ علم  
 کی روحانی تاثیر کے قابل ہیں وہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ پادری جیسا بغیر تاج  
 کے پہنے ہوئے ہیں جس طرح وید مقدس فلسفہ کی کانٹے اور سطح وحدانیت کی پہی جان  
 کی کیا تاثیر کرنا کہ اسی معبود وغیرہ صاف دلالت کرتا ہے کہ معترض علم سنسکرت  
 میں واقف ہے شاید بایسٹل کی اس آیت گامہنیا اگیا ہو گا۔ اب آدم ہم میں ایک  
 دفعہ کہہ دو گیا پیدائش باب گائی کا دودھ روٹیاں گھوڑے اولاد وغیرہ  
 کی بات مانگنا کیا کسی حق پسند عقل کو نزدیک قابل اعتراض ہو سکتا ہے وہ پادری  
 کے عقائد میں غماز اور گمیر مقدس میں خصوصاً وحدت کی نہایت شرح تاکید کیے بغیر  
 بات دہمہ کے جواب میں درج ہونگے۔ پادری جیسا کہ قربانیوں کی بابت بھی کو  
 دہمہ قابل تو جہنم کیوں کہ ہم ہمہ وقت اولیر سی دعوی کرتے ہیں۔



کہ وید ہائے مقدس میں قربانی کی بابت کہیں ہدایت نہیں ہے اور نہ نام نشان درج ہے۔ اگر متفرک پاس کوئی شرتی موجود ہو تو پیش کرے۔ ورنہ متبرجموں کی غلطی اور اپنی نا فہمی سے متحصیانا رائے کا اقرار کرنا پڑے گا۔

روحانی جسمانی گناہوں سے بچنے کیلئے لوگوں کی محفول منہراجہ وید مقدس بطور علاج بیان کی ہو افسوس کہ اسکی مطلب فہمی سے محروم رہنے کو سبب پاؤرینا کہ ہر جگہ تین کا ذکر سمجھتے ہیں۔ بائبل کی آتشی قربانیان اور آسمانی دیوتوں و روح القدس کی دخانی و خوشنہی ہمانیان اور عطا الہا القیاس اوسی نوم کی کہانیاں بھی تک اپنی یاد سے نہیں پہنچیں جسکی عوض آپکو ناک خیال کر روست وید مقدس ہی غلو کا کے لئے پخیل کہ طرح جھری چلا رہا ہے۔

از گفتہ ناصوابتہ بہ اخلاق کی عمر کی وحدانیت کی کمالیت جسکی حقیقت غفلت ویدوں نے بکمال اموشا کو کمالینی شرح کیا ہے۔ مگر دیدہ بینا و گوش شنوا چاہے۔ پاوری دفعہ ۳۰ اصل الاصول رگا کا تعلیم اہمہست ہی معلوم ہوتی ہے کہ ہر عناصر و ارواح قدیمہ تصور کئے گئے ہیں اور عدم محض سے موجود نہ کسی کا نہیں۔



مانا گیا۔ تاہم عملی تعلیم اس کی یہی کہ زمین آسمان مافیہا کے سب سے دیوتے ہیں  
 جو فالتین کے تکرار سے بنے ہیں۔ یعنی خواص سرت برج تم سے پہر ویسی ہی سب سے  
 انجام ۳۳ کرو بھی بنگے بچنین خاص خاص۔ اگنی۔ وایو۔ اندر وشنو ہیں جو منظر  
 جہاں کے معلوم ہو ہیں۔ میکس سیدر صفا ویا نند سستی جہاں تو متفرق دیوتاؤں کو  
 منفرد نام ہی اجداد کو ٹہراتے ہیں۔ مگر مصنفان فرشتہ اور نیارک وادان سے کہہ کر عالم دید کے  
 تہ کو در فرب تر زمانہ میں کہ زیادہ تر لحاظ کر لائق ہیں منظر کے سبب قجات جہانی  
 بھی دیوتاؤں کے ہتھ لگا کر گئی ہیں۔ مگر زمین ہی لگتے نام ہیں غرضیکہ رگ کو دعو مانی  
 اور اہم کہ توہم اور نہ ہو سکتا کہ تاہم لطائف شاعرانہ اور حجازانہ سہوہ خال ہی نہ  
 اور نہ سراسر حکمت اس کو ہم کہتے ہیں۔

آریہ جواب ۲۴۔ رگ وید مقدس تعلیم ہمہ اہست کی قطعی فی الفہر وید وین  
 عباد کی بہت عمدہ گئی تشریح لکھی ہے فلسفہ یوگ خاص سے مرحلہ کو کر کر کے لے  
 ہے جس کا آخری نتیجہ نجات ہے۔ اس پاک طریقہ کا اور نوری وندہ وندی نام نشان  
 نثار وید عدم شخص سے کسینکا جو جو نام ایک ایسا امر ہے جس کا علم عقل و دونوں



ساتھ سخن و تر قطع نظر مگر علوم کے علم و سائنس سے بھی متعرض نا واقف معلوم ہوتا ہے  
 اور نہ یہ بات سنی بالکل پران شون ہے حکما آریہ رت اور فلاسفران یورپ نے بھی مادہ  
 قدیم نام ہے اور اگر روح کی کیفیت ثابت ہے تو علم ہوگا کہ یہ معلومیت حاصل کر دینے  
 روح القدس پوچھ کر تسلی کر لو کہ وہ کو کسے کس خیر سے کس وقت اور کیوں بنایا گمان  
 خدا ہے کہ تسلی ہو جاوے گی عہد چار ماہ کا گذرا ہو گا کہ یہی حضرت کریم علیہ السلام پر جا کر بھی اسی مسئلہ  
 قدامت مادہ کا ثبوت دیکراو کی تردید کی درخواست کی تھی جسکی بابت آپ کو بخوبی یاد ہوگا پس  
 دوبارہ بھی صرف اتنا کہنا بجز ہے کہ بلا دلیل عوی کی تکمیل تحصیل حاصل ہے دیوتا کے  
 بارہ میں پھر غلطی کھانی اسلئے معنی پر کاش ثلث اور عالم فاضل کو ہین پس برگ میں شک  
 ادھیار ۲۰۲ اور ۲۰۳ شترا اور ۲۰۴ ویدادھیار ۲۰۵ شترا ۲۰۶ تحفہ وید کا ندہ ۱۰۔  
 پر پٹیک ۲۰۷ لٹاک ۲۰۸ شترا ۲۰۹ اور ۲۱۰ سطح شت پتہ کا ندہ ۲۱۱ پر پٹیک ۲۱۲ شترا  
 ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ وغیرہ کے مطالعہ کر نیکی سفارش کرتا ہوں جہاں پر  
 مفصل ارشاد ہے کہ سو ایک پر ماتما کے کوئی پاشنا لوگ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ  
 حکم ہے کہ جو کسی مخلوق خیر کی پاشنا کرتے ہیں وہ حیوان مطلق سے زیادہ جاہل ہیں



اے ناظرین مومن سید صاحب و دوستانہ سستی جیسا تو متفرق دیتا ہوں تو متفرق  
 نام ہی واحد وجود کے ٹھہرتے ہیں سگر متفرق۔ چونکہ سنکرت زیادہ جانتا ہے  
 کی تسلی بخین ہوتی کیا پراتما کے متفرق نام ہونیسے خدا بیشمار ہو سکتے ہیں۔ شلہ  
 یحان بھی ایک تین ہیں اور تین ایک ہیں گردانے کی اصلاح کی ہوگی مصطفیٰ نیت  
 دنیا کو متفرق خواہ مخواہ بدنام کرنا ہے پس قل تو متفرق کو میں اللہ تعالیٰ کا بتاؤ کہ اگر  
 اس کے پاس کوئی ویدانت کا یا نیا رکاسو تر ہو یعنی اس کے برخلاف تو پیش کرے ورنہ لحد  
 انوس سو اس کے اور کیا کہوں گا کہ پادری صاحب اپنی ناواقفیت کا علاج کریں نہ فسانہ  
 عیاضی الہاموں کا وید کو دعویٰ ہو۔ اور نہ منقوی باتوں کا رقصہ جاتون کا وید ترانہ ہو۔  
 آپ کا بغیر منطق نیا رشتہ سترین کیا بلکہ کسی فلسفہ یا حکیم کتاب میں بھی پتہ نہ دے  
 پتہ نہ دے ایسی فلسفی جو پرانے عہد کے فلسفہ کے ساتھ ساتھ کاشفا باب آیت ۲ میں  
 بہرے سے پاپا پاک ہے مان جس حکمت و فلسفہ کی وید پر ادنیٰ اس کا استعلا و علیت کیست  
 اثبات ہونا چاہتا ہے کہ اچکل کو خدا سفر خصوصاً اگر محقق سیکس ارجن اور بھی تابد  
 کرتا ہے وہی جو کہ صاحب موقوف ہو۔ آریہ تیرا مہور مان اس کا



بیان کرنا بھی خالی از لطف نہیں ہے کہ پائیل کا اصل الموصول ہمہ اوست یا نہ اگر ہم  
 مقام سے ظاہر ہوتا ہے کہ پائیل کو ملک میں ہی کوئی ہندوستانی نوین دیدانتی جیسا کہ  
 ہو گا جس سے تعلیم ہمہ اوست کی بہت کچھ پائی جاتی ہے۔ (۱) ابتدا میں کلام تھا اور کلام  
 خدا کیستہ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خلیا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں  
 اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو خیر اسکے ہوتی۔ یوحنا باب آیت ۱ سے ۲۷ تک (۲) اس  
 تم بناو گے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں۔ یوحنا باب ۱۴  
 ۲۰۔ (۳) یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۱۱ میں باپ میں ہوں باپ مجھ میں ہے (۴)  
 یوحنا باب ۱۴ آیت ۲ سے ۲۷ تک تاکہ وہ سب ایک ہو میں جیسا کہ تو ہی مجھ میں  
 اور میں تجھ میں کہ وہ بھی ہم میں ایک ہوں جس طرح کہ ہم ایک ہیں میں ان میں اور  
 مجھ میں تاکہ وہ ایک ہو کے کامل ہوں (۵) فریسیوں کا خط پہلا باب آیت ۱۸  
 تاکہ خدا سب میں سب کچھ ہو (۶) پیدائش کی کتاب باب ۱۲ اسی خط کی  
 کو بھی لکھ کر بنایا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر پانند بناوین اور خدا نے انسان کی  
 صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اور کو سدا اکباری (۷) شک مد کا پیمانہ



با آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ کتاب پیدائش باب (۸) یسوع نے کہا  
 کہ خدا ہو یوحنا باب آیت ۴۴ سز پور ۸۲ کی آیت ۶۔

ترتیب (۱) ای پادری جسے جاب عبدالمین سوا خدا اور کوئی چیز نہیں تھی۔  
 جس جگہ کو بنایا تو کیا اسی ایک کی کثرت نہیں ہے اور ہمہ دست میں  
 کیا شک ہے (۲) جب عیسیٰ خدا ہے اور ہم عیسیٰ ہیں اور عیسیٰ ہم میں تو کیا ہمہ  
 دست نہوا (۳) عیسیٰ خدا میں خدا عیسیٰ میں کیا بلکہ جیساں باب ادریٹر  
 میں جو مانتے ہیں ان سے ہمہ دست کے معنی ضرور دریافت کرنے ہیں (۴) کیا مسیح  
 صاحب ان آیتوں میں صاف بیان نہیں فرماتی ہیں کہ یہ خدا ہے تو اور نہیں  
 میں اور نہیں پس سب کچھ تیرا ہی جلوہ نما تو اور نہیں میں اور نہیں ہے (۵) خدا کا نسب  
 سب کچھ کیا ہمہ دست کہ سوا کچھ اور مطلب رکھتا ہے (۶) پادری صاحب  
 کیا خدا کی صورت خدا نہیں ہے اور کسی کو اگر شیطان کی صورت کہیں تو  
 شیطان نہیں ہوا (۷) کیا وہ حق خدا اس وقت موجود تھا درجہ میں سادی  
 اور قادر مطلق تھے۔ اگر ہیں تو آدم جب ان میں سے ایک کے مانند ہوا تو جب



۴ = ۳ + ۳ + ۳ کے تو کیا اور ایک جو مساوی ہوں تین ہیں  
 ان میں سے ہر ایک کو مساوی ٹھہرین ہوا۔ پادری جسے صلیب کے چار گوشے پر  
 پس میری ثابت ہو کہ بائبل کا اصل الاصول تعظیمِ ہمہ اوست ہو۔ اگر  
 اختیار ہے شان وید مقدس میں پرتا کی سرگ (ہمہ جا) اور انت  
 اور غیر مجسم (وغیرہ اوصاف کا بیان تو ہے مگر ہمہ اوست کی مدیاں  
 نہیں ہو اگر ہے تو مخالف یعنی پادری جسے صلیب کے چار گوشے پر  
 کہ وہ شری پیش کریں۔ در نہ اپنے غلط دعویٰ کو واپس لیں  
 پادری (فقہ ۱۱) اور صیارہ۔ انوکا۔ اسکتا۔ میں رد  
 انسان کوش برت پناہ مانگی ہے۔

(۲) پیر اور صیارہ۔ انوکا۔ اسکتا۔ میں رد  
 تشریف دیم۔ کہ انہوں نے قرآن میں کیواسطے سو گھوڑے اور سبیل اور  
 کا بہن دی۔

(۳) پیر اور صیارہ۔ انوکا۔ اسکتا۔ میں رد  
 دیوتا کی تشریف فرما



ہے اور یہی انوکھے سکتا ہین گھوڑے کی قربانی کی بڑی دھوم  
کے لئے ہر روز تاون کی سواری کیلئے آگے بھیجا جاتا ہے اور جس آگے آگے  
گئے ہوتے ہیں وہی میاں جاتی ہے۔

نشت اگر کجلد ۱ پر ب ۱۲۱ - اسلوک ۲ میں بیان ہے کہ خدا نے اپنا آپ کو  
یہ احادیث کے ساتھ اور موت و حیات ابدی ملتی ہے۔ دست پر ہر ہم کے  
تین بیان میں کہا کہ خدا انسانوں کے لئے قربانی ہوا۔ ایسا ہی تیرا زینکا صفحہ  
پر بہتر اور گوشت کو بھی دیتا تھا ہے اور روکھا کہانیو الیکو نیز۔

کتاب دفعہ ہم معترف کی لیاقت علمی تو ان حوالہ جات سے ظاہر ہو رہی  
 ہے کہ ایک پتہ نہیں ملتا مگر یہ بھی ہر ارجحہ و جہد سے جہان تک معطر  
 ہوئی کہ انسان بسکامہ صحیحہ ترجمہ کے نئے ناظرین کرتا ہوں۔ واضح

لیا اور یہ کہ آٹھ تنگ بین اور ہر ایک تنگ بین آٹھ آٹھ ادھیار  
ادھیار میں مختلف ورگ منتشر ہیں معلوم بخین ہوا کہ جناب کا وسو  
کے آٹھوں اور میاں پر عند الترتال پایا گیا کہ رگ وید کو تنگ اول



ادھیارہ انوک ۱۶ سوکت ۱۴ مترہ میں لفظ رودر کو موجود ہے جس سے  
 انوک سوکت کے نشان قابل اطمینان محضین اور نہ ادھیارہ میں انوک  
 اور سوکت کہیں موجود پایا گیا۔ اصل مترہ یہ ہے۔

मानलोके तनये मान आसुषि मानोगोसु मानोऽश्वेष

गीर्षः मानोवोरा नुदभामिनो वधीर्द्विष्यतः सदमित्ताह्वामहे ॥

ترید ۱۴ سوکت کے انترہین اور پھر کل اموات سلطنت کی بابت ہیں  
 اور نمبر ۷ سے لیکر قلم خصوصاً ان اموات کا ذکر ہے جن کا نہ کرنا سلاطین یا راجوں  
 نہایت ضروری ہے لفظ رودر کے معنی راجا یا سیناپتی کے ہیں جن کا اعلیٰ فرض یہ  
 چاہئے کہ اپنے پادشاه کے بالکون کماروں اور گھوڑوں وغیرہ پرکاری یعنی  
 سفید خدائی جانوروں کو کبھی قتل نہ کریں اور وہ سبب جن سے ان کا نقصان ہو ہمیشہ  
 ان کو دور کرے ایسے عادل ظلم سے رہت راجا کی رعایا کو اطاعت ضروری ہے۔  
 جناب میں اس مترہ میں کہاں انسان کے تیر اور رودر کی گاؤ کا ذکر ہے۔ بلکہ گستاخی  
 میں سمجھ کا قصہ ہے۔



وسواس نمبر ۲- ادسیار ۱- انوداکا ۱- سکت ۱- مین تمام رگے پیرین نے  
 ہڑتال کیا۔ لڑکے بتلائے ہوئے راجہ رانی کا وید مقدس میں نشان نثار ہے۔  
 اور دیکھیں ان پیرچی کی قبر بانیوں کا نام و نشان کھلائی دیا۔ اور نہ کوئی اس  
 قسم کا بیان پایا گیا۔ پس اس کا جواب صرف یہی ہے کہ براہ مہربانی اطالفاً شرانہ  
 انڈی فیوٹانہ سے باز آئے۔

وسواس نمبر ۳- حضرت رگ وید کے تیسرے اوصیاء میں کہیں ۲۲- الووا  
 نہیں ہے۔ اور نہ منڈل تیسرے میں کوئی ۲۲- الووا ذکر ہے۔ مین حیران  
 ہوں کہ آپ کو ایسے خوارق عادات و فرضی الزامات کہاں سے اور کیوں جوڑتے  
 ہیں۔ اور تیس دیوتا اور قبر بانیکا گھوڑا یا دیوتاؤں کا واسن اور چلی بکری کہاں  
 سے منتر میں ہیں۔ کہیں سچ کے گدے کا تو خیال نہیں آگیا۔ جو انہوں نے  
 کسی شخص کا چور واکر سواری کی تھی۔ دیکھو بخیل متی باب آیت ۲ سے تہ تک۔  
 وسواس نمبر ۴- ناظرین رگ وید میں پر بوشلوک نہیں ہیں۔ بلکہ  
 انہا پر تہہ میں ہیں۔ خیر پاس صداقت اس کا جواب باصواب عرض کرتا ہوں



اشک ۴۰ ادھیاء ۶۰ اڑوٹک ۲۰ سوکٹ ۱۲۱ - منتر ۲ - اور منڈل ۱۰ این یہ منتر

॥ आत्मदावलदायस्यविश्वउपास्तेप्रशिष्यस्यदेवाः ॥

॥ अथछाया मृतंयस्य मृत्युः वास्मेदेवायहविषाविधेम ॥

یہ آپاشنا کے متعلق منتر ہے جو جگہ نشتر (یہ آتم دا) پران اور آتم گیان کا ہے۔  
ہے۔ (بل دا) جو فوت اور اوتار اور پر اکرم کا دینے والا ہے (یہ نشتر) جس

جس دشو دیو یعنی جگت کمال کے ودوان آپاشنا کرتے ہیں۔ (پر شکم یہ) گیانی لوگ جسکو سو یکا کرتے ہیں (یہ سپہ چہایا امر تم) جسکے اشترے اور کر

مکش سو کہہ حاصل ہوتا ہے۔ (یہ سپہ مرتیو) اور جسکے نہ اشترے اور اوتار

جنم مرن روپ و کہون کا ہو گنا ہے (کسی دیوار ہویشا و جیم) اس سکھ

پر تانما کی عبادت خلوص نیت سے ہمیشہ کرنی یوگ ہے۔

مترض اگر لیاقت علمی رکھتا ہوتا تو کبھی کسی خود غرض کے پیچھے جھکے ایسا نہیں

لفظ بل مان سے مترض اپنی دور اندیشی سے شاید سیج کا مصلوب رکھا ہو

گمان و وسواس کیا ہو گا جیسا کہ اندرون نے ہمیں مل میں لفظ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



کہ اس کا نام استخراج کیا اور ناداقہ ہندوؤں کو ششکی کرنا چاہتا مگر یاد رکھیں  
 کہ اب وہ زمانہ ٹھہر گیا۔ اس زمانہ بساطِ نوآمین نہاد + شد آن مرغ کو مضیہ  
 زین نہاد + برہمنوں کی غفلت و بہو لاپس کا زمانہ دور ہو گیا۔ اور آفتاب  
 صداقت طلوع ہو کر آریہ دت مطلع انوار ہو گیا۔ اور آئے دین آریہ دت بشکر  
 کی غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں۔ سویت کی تقدیس گہر گہر پھیل رہی ہے  
 عزیز بائبل کی کٹھری جلدین اور کتابوں کو لگنی والی ہیں۔ اسی ناظرین  
 کے دیکھتے ہوئے تیار سے انگور کی سوچی + قربان ہوں اس سنجے کدور کی  
 سوچی + جیسے کوئی شخص دشمنی کے لفظ سے قیدی کے سنی نکالے اور خطا بخش  
 لفظ سے خطائیں عنایت کر نیوالا مان لے۔ اور جو فروشی و گندم مالی  
 بہت ذرات و خوارقِ عادات کی دال گاڑی تو کس طرح قابلِ محاط نہ ہو گا۔ سوچی  
 ہونے کی دور ہو رہی ہے۔ یہ لوگ عموماً ایسے ہتھکڑی چلا کر تے ہیں تاکہ کس طرح  
 ان سے بات کرنے کا موقع۔

چونکہ ان کا منطق تمام دنیا سے نرالا ہے سو اسے آپ اس قدر غارت میں بھیج دیتے ہیں کہ اس کے  
 لوازمات و آگاہ ہونے کے بعد قدس کے مدعا کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔



مے جیسا کہ تمام گزرتہ صاحب شیلوک نکالے ہیں راکھس کا نام ایسا ہے  
 اسکیت جگت کا ایسا تمام ناظرین جانتے ہیں کہ گورکھی میں جوتش نہیں ہے  
 جس سے عموماً ریش کی جگہ میں متعل ہوتی ہے۔ اصل لفظ ایشیش کا مخفف  
 نہ معاذ اللہ عیسے کا ذکر ہے۔ شست پتہ و اتیری کے پتک جو سنسکرت کے  
 اون میں آپ کے دعاوی کا پتہ ندارد ہے۔ بہتر اور گوشت خوری دیا تھا  
 کے مخالف ہیں۔ مان بطنجہ بابل میں انکی گرم بازاری ہے۔ وہاں سے خرید فرما  
 ہمارے مان یہ جنس ندارد ہے۔ براہ مہربانی خواہ مخواہ دخل در معقولات  
 سے بعید ہے۔

پاوری دفعہ ۱۱) اوہیہ ۴۴۔ انووا کا ۲۳۔ میں اندر دیتا کلاں گت  
 منی سے کہتا ہے کہ آجکل ٹھیک ٹھین کہ ہم پر کیا سبتینے والا ہے۔

۱۲) اور انووا کا ۴۴۔ سکنا میں مصنف راگ راگ کا کہتا ہے کہ عوام کی  
 ہم بھی خطاؤں سے کچھ زیادہ محفوظ نہیں۔

یہ ہے تعریف لم نیری۔ والہام وید کی جو اس نے خود بھی اپنی کی ہے۔



وید پران کے جو چاہیں مانیں اور کہیں مگر ویدوں کو نہ تو دعویٰ ہجرات کا  
 ہے نہ سندس تعلیمات کا نہ فلاسفی کا اور نہ ہیخ وید ہیں۔ تو شاخ پران شاستر  
 کیا کچھ ہونگے۔ سوٹھیک معلوم۔ مگر جہل ہی ایک برکت ہے جو غیر زبان میں  
 رہنے دید سے پیدا ہو رہا ہے۔ بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد۔  
 چون باز کنی مادر مادر باشد۔

آریہ جواب دفعہ ۱۰۔ اے ناظرین میں افسوس کرتا ہوں کہ رگ وید کے  
 اصحاب میں انو واک ۲ کوئی نہیں۔ اور نہ منڈل ۴ میں کوئی انو واک  
 ۳۳ ہے۔ مان منڈل ۴ میں سوکت ۳۴ ہے۔ مگر وہاں در کیا تمام رگ وید میں  
 کسی ششی کی گفتگو درج نہیں۔ بالکل گستا وغیرہ کسی ششی کا نام و نشان  
 نہیں ہے۔ اور نہ کوئی انو واک ۲ میں سکتا ۲ کا کہیں حوالہ ملتا ہے۔ پس  
 ۳۳ گرنہ بنید برز شپہ چشم چشمہ آفتاب راجہ گنا وید و نکو جلی خلیوں  
 کی طرح ہجرات کا اور توریت موسوی کی طرح خوارق عادات (جیسا کہ مسو  
 کوئلے کہنا کہ میں فرعون کا دل سخت کروں گا۔ اور تو اسی سبب باغ تیلانا سے ملے گی)



کتاب اور کلمات کا اور انجیل اور بے کھڑے ہو تو کچھ کالی اور لائی  
 مورات پر گرداب جہالت میں ڈالنے کا دعویٰ کہیں نہیں اور نہ ایسے تسخرات کو  
 صداقت سے کچھ تعلق ہے جس طرح سادہ کج اندھ کو ہیرا دل سوجھتی ہیں سپا درمی جہاں  
 ہی دید و نہ بین نہ مقدس تعلیمات کا پتہ ملتا ہے اور نہ فلاسفی کا کیونکہ وید کی فلاسفی  
 اور بے بائبل کی اور یہ کہ کیا گری حقیقی اور سادہ جلی کا دھڑلے عطا قیست کا وید کو  
 دعویٰ ہے اور فلاسفی اور روحانی امور کا ثبوت مگر بائبل کو برخلاف اسکو  
 مقصد جات و عبیدار عقل باتوں پر دعویٰ ہے اور جہالت و دھوکہ دہی کا ثبوت  
 کجا و ہم کو کجا تعلیم ادراک : : : : : چہ نسبت خاک را با عالم پاک  
 اے ناظرین الضاف پسند حق و باطل کو عقل خدا داد و تعلیم صداقت بنیاد  
 تیز کر داور دیکھو کہ آیا طبع کیا عمدہ نہیں ہے جو خواہ مخواہ الضاف کی آنکھوں پر پٹی دیتی  
 خدا کی روح فائزہ اکبوتر بن کر عیسیٰ پر اور سری زمتی کی انجیل خدا کا رنگ رنگ  
 بشم اور عقیق سہلے (یوحنا کی مکاشفات)  
 خدا کے سمو کو کہا میں فرعون کا دل سخت کر دے گا اور تو اسے نصیحت کرنا ر سمو کی کتاب



۱۔ طویل بلند بانگ و در باطن هیچ ہے تو شہ نہ میری کوئی وقت پہنچ  
 روئے طح از خلق پہ پہنچ از مردی : الضافی گزین بطلان پہنچ  
 پادری دفعہ ۱۔ دیا نڈ سستی جہا نشنت برہمو کا سہ کتب و دیگر جگہ بہ مقابلہ  
 پر اگر سیو برہمو کے باری نشنت کر ڈھوئی ہے۔ اور آفتاب نشنت کا صیر غروب  
 پر ہے سو یا نڈ صاحب پر اگر سیو برہمو کے منہ پر دم تو ہو نہ تھے ہیں مگر غالب مخمیز  
 اگر انکی حکمت عملی انپر کار کر ہو۔ اسلئے کہ ان کا دم صرف جہل ہی پر ہو رہے جبکہ  
 انین علم بڑھتا جاتا ہے۔ اور ترصد بھی یہی ہے کہ سیرج الاعتقلاوی ادل ہے  
 اعتقاد دی کو جبکہ دی اور بجاسکے ہے اعتقاد دی اعتقاد کو جبکہ دی کیونکہ سیرج  
 الاعتقاد دی کوئی دلیل اور بنیاد اپنی مخمین چاہتی بلکہ مخمین جہل ہی اور ہے  
 اعتقاد دی مخمین مخالفت سیرج الاعتقاد دی پر آٹھ کر دلائل کو ہی رد کر دیتی ہے  
 مردافات کا اصرار کسی صورت سے بہت مخمین سکتا لہذا آخر کار دلائل پر اعتقاد

لا بد ہے۔

اریہ جواب دفعہ ۶ سوئی دیا نڈ جی مہاراج نشنت پرانے ابرہمو کا



ساتھ نہیں دیا اور نہ اگر سیوا (موجودہ) برہمن کی تعلیم کی تائید کی بلکہ اس پر سماج برہمن کا باہمی رُخدالمشرقیں ہی جسکو حق بہن نگاہیں دیکھ سکتی ہیں سواری جی مہاراج کی تعلیم پر ایک کاسٹہ ہادیویدین اور برہمن سماج کی تعلیم وادیش صرف وہم وخیال کی ڈائمنی یاخیل وقرآن وود کی خوشہ چینی برہمن سماج کا زور تھکتے پر اور آریہ سماج کا علاج کرنے پر مگر کاسٹہ پر قطعی منتظر ہے کیونکہ سہل سے لعل خشان شکست + شکستہ نیاید وگرا بار بست پس پادری جیبا خود اصرارین ۷ چرخ بیوہ کب انور کب آفتاب بین تفاوت رہ از کجاست تا کجا + مین کیا بلکہ کل محتول پس مانتی بہن کہ دلائل پر اتفاقا و لا بدی ہو مگر بیدیل و منقول امورات پر حقیقت ہو جانا کونسی دانشمندی اگر آپ کو دلائل پر اتفاقا ہے اور حقیقت فلاسفر و مین قدم دہرتے ہیں توین آپکو چیلنج کرتا ہوں کہ آدم کا گناہ اور وجہ برہمن سماج کے کفارہ کو دلائل سے ثبات فرمائی اور نہ بیغائدہ اونچے دکان پیکے پکوان کا مصداق نہ بنے ۷ باندارہ بود باید نمود ۷ پنجالت نبر و انگہ پنہو و بود پادری دفعہ ۷ عقل جو خواہش و خیال پی کی مخالف ہو اور آخر کار غالب



کریا ہے تیرا دل قطعی کی اول درجہ میں طالب ہے اور جب میسر ہو تو اسی سمت کو  
جاتا ہے جو محفوظ تری میں کہتی ہو۔ شک پرستی دہشت بہہ دوست جبریت غمخیز  
ملکت آدمی ازم یہ سبب امور ہیں کہ جنگی مدد نہ تو کوئی دلیل قاطع ہے اور نہ زمین  
کے خلاف بلکہ حق و حقا کر یہ سراسر ہی خلاف ہیں۔ نیچر انسانی میں خالی تجربہ نہیں دین  
کہ صداقت کو کام کر اور اس حم سے خالق کی لو لگا کر جس تقاضا عدل اور کما  
دہی کیا ہو نہ پامال اور اسی کو حضور جو تیرا خالق و مالک ہے فرو تنی سے چل نہ نہیں لو  
لی شجہ بائبل کا دین کرتا ہے اور بطور کامل کے کرتا۔

آریہ جواب دفعہ بیشک عقل جو جو شش نفسانی و خیالی بیجا کی مخالف ہے  
اور دل قطعی کی اول درجہ میں طالب ہے جب میسر ہو تو اس حتمہ صداقت یعنی پارہم  
نیت انسان کی طرح کے الزام لگاتا ہے اور مختلف طور کے خیالی پلاؤ پکاتا ہے۔  
کوئی بیٹے کو باپ کے دین یا تہ مجھلاتا ہے اور کاروبار خدای سے خدا کو منزل کو تخت آسمانی  
کرتا ہے اور بیکاروبے اختیار محض بتلاتا ہے۔ کوئی غل القرات میں قابل شرم  
اور قسم کی دہنا سری گاتا ہے۔ اور اسے خدا کا الہام بتلاتا ہے۔ کوئی خدا کو فرضی



عشق پر بھلاتا اور اُسکے تخت کے اُٹھانے کی واسطے آٹھ فرشتے لگاتے  
 کوئی اُسکے ملنے کی واسطے معراج یعنی ہفتاد ہزار دُندُون والا زینہ لگاتا۔  
 یہ سب عقل کے ہونے کا قصور ہے۔ اور انہی واسطوں سے تعلیم پرستی و سرپرستی  
 کا ہنر ہے ورنہ ایک کے گناہ کر نیسے کل دُنیا گنہگار ہو گئی۔ اور ایک  
 مصلوب ہو جائیسے رستگار مجھے اس مقام پر ایک لائق عیسائی کا قول  
 ہے تثلیث الٰہی عقل انسان کی گویا ہر + + + + + خرد کو چھوڑ کر ایمان لائے جاوے  
 جسکی بدولت بچہ بچہ انجیل تعلیم پر نکتہ چینیان کر کے حاشیہ چڑھا رہے سگڑا ہوا  
 طبع دانگیر نہ تو پھر دیکھا جاوے کہ کتنے صحیح آئمہ والوں کو تین تین نظر آتے  
 جوُن جوُن تعلیم کی ترقی ہوتی جاتی ہے لوگ انجیل کی تعلیم حاصل سمجھتے  
 ہوتے جاتے ہیں خود یورپ ہی اس کا ثبوت ہے کہ وہاں پر انجیل سے  
 کیا کیا تھانیت پھلائی ہے۔ اب موجودہ علومات و سائنس و قرک بیا لوجی  
 و ہیت وغیرہ نے انجیل کی اور بھی قلمی فاش کر دی ہے۔ اس کو  
 سب سے کہ بائبل کی عمارت کی بنیاد رگ پر ہے جس پر ہر شے



فنا دینے اور سفیدی لگانے سے بھی اس کے قیام کی صورت نظر  
میں آتی ہے۔ اسے ناظرین کیا کوئی رستہ کا پیرو کر سکتا ہے  
مسیح کی مصلوبیت خدا کے عدل کا تقاضا (لا محال) پورا کیا ہو۔  
خدا کا ہے کہ اس پر اونا نقص گناہ کرنیکے واسطے جو رکاوٹ و خوف

وہ بھی دور کر دیا۔ اور کلمہ کہلا آراوی دیدی کہ

نہ اب خوف خدا ہے اور نہ عدل کبریائی ہے۔

چنانچہ میرے آؤ مسیح کی خدائی ہے

گناہ جہاں خیر ہے۔ کیا کسی کا قتل کروینا گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے

خون کا داغ نیک بختی کا نشان ہے۔ کیا مسیح کا گناہگار کا کب

بھی کفارہ ہونیکے لائق ہو سکتا ہے۔ یہ سب وہی اسوہ بن چکے

اور سداون کوئی برہان قاطع مضین ہے۔ اور نہ کوئی حق پسند منقول

تجربہ انہیں قبول کر کے شائستگی پاسکتی ہے۔

پادری دفعہ ۸۔ یہ ایک بڑی ہی عجیب بات ہے کہ اس دنیا میں



جو ترک پٹرک کہوٹ کو ہی کہہ کرے کو نہیں لازم تو تھا کہ یگانگت  
 غیرت محبت اور وفا کبرے کی طرف ہوتی۔ ویس۔ مگر بالکل  
 کہوٹ کی طرف ہے۔ ہم حکم پر اکثر چھان کلام کرتے ہیں نہ حکم پر  
 اور سبب اس کام ہی ہے۔ کہ انسان کو خود پرستی مرغوب نہ خدا پرستی  
 آریہ جواب نمبر ۸۔ پادری صاحب کی بات درحقیقت عجیب کہ  
 بلکہ غریب ہے۔ خدا اوٹکو کہہ کرے کہوٹے کی پر کہ نصیب کرے  
 پس فہک امتحان پر پرکھنا ضروری ہے۔ خود غرضی سے ہر  
 عقل سلیم ہی سچا جوہری بننے کے لائق ہے۔ مشہور ہے  
 کہ سلیخ کو پنج ٹھنیں۔ اور کہہ کرے کوڑ ٹھنیں۔ کہوٹ کی ٹرک  
 پٹرک جاہل کی۔ آنکہ اندھا کرتی ہے۔ مگر چھری کے ساتھ  
 اگر مانند شبے مانند۔ شبہ دیگر نے مانند دھرمی و تاج محل  
 عارفانہ دھرمی مادیر گشت نیست کا کوئی علاج ٹھنیں۔ اور  
 نفس پرستی کا حق پرستی کی طرف رجحان ہونا ایسا دشوار ہے



جیسا کہ ایک اور ایک کا تین ہونا یا تین مختلف نام کا کل عنوان کا  
ایک جوہر ہونا ہر حال بائبل کے مساوی کا ثبوت عقلی  
ہر طرح محال بلکہ ناممکن ہے۔

پادری دفعہ ۹۔ سچا دین خدا کا وہی ہے۔ جو عدل  
ملی سے اطمینان بے باقی کی کر دے۔ خواہ ایسا کرنا اوس کا  
دلائل مقبولیہ سے ہو یا گواہی معجزات امر ممکنہ سے۔  
اور مبارک وہ شخص ہے جو خطرہ سے موہ نہ کو چہ پانا بھین  
بلکہ اوس کے مٹانے کی کوشش کرتا۔ اور حال کو مال کے  
مقابلہ میں نثار کر کے ندامت آخری سے بچتا۔ محبت و  
خوف الہی کا بدرتہ ہی صرف اوس کو منزل مقصود روحی تک  
پہنچا سکتا ہے۔ اور صداقت ہی اوسکی سچی و سرپر ہے۔  
کہ جہاں مقابلہ مخالف سے محال ہے۔

آریہ جواب دفعہ ۹۔ سچا دین خدا کا وہی ہے۔ جو عدل



الہی پر کسی طرح کا وہب نہ آنے دیوے۔ اور پرماتما کی ذات  
 کو ہر طرح کی کلنکت (الزامی) امورات سے مبرا ثابت کرے  
 اور ایسا کرنا اوس مہم کا دلائل محقول سے ہو۔ نہ کہ دانشاں  
 ہائے فضول سے۔ وہو کہ وہی۔ معجزات دنیاوی طبع۔ سفارشی  
 باتوں اور خوارق عادتوں و کرامتوں وغیرہ سے جن کا  
 ثبوت اوسکے بھی بزرگست زیادہ دشوار ہے۔ صداقت کی  
 پیروی میں خطروں سے ڈرنا نامردوں کا کام ہے۔ اور اوسکے  
 سٹانے میں دل و جان سے توجہ کرنا اور دنیاوی عزت  
 اور سفید رنگت و سرد مہری پر نہ بہولنا و اناؤں و عفت مندوں  
 پر اغتیا ہے۔ ہمارے بہولے بہلے سیکڑوں بہن و بھائی  
 پادریوں کی چپا پلو سی پر خوش ہو جاوے۔ باہر ہو کہ عقل  
 و علم کو گروی کر رہن نامہ لکھ چکے ہیں۔ اور آخرت یعنی مال کے  
 مقابل میں مال یعنی حال کو نہایت دریا دلی سے شرط لگا دیا۔



جس سبب جو تھا وہ سب کہو بیٹھے۔ اور جب کچھ نہ رہا تو آگے اللہ العزیز  
 ملا۔ یہ صاحبہ کی بگھی مانگنے کے لائق ہو کر مبارک وہ لوگ ہیں  
 جو طبع کیواسطے زندگی کو برباد نہیں کرتے۔ اور وہ ہونکہ کی تسلی سے  
 بچکر حقیقی شانتی کی تلاش کرتے ہیں اور کسی اندھے حس پوش چاہ میں  
 ضلین گرتے اور جن کا شستر کے اس فرمان پر عمل ہے۔

सत्यमेव जयति नानृतम्

یعنی صداقت کی آخر فتح ہوتی ہے۔ ضد و تکذیب کی نہیں۔



مندرجہ ذیل کتب مصنفین کی لکھے رام میر کے یہاں موجود ہیں۔

نام کتاب	قیمت یا محمول	نام کتاب	قیمت یا محمول
تکذیب براہین احمدیہ	عصر	منہ خبط احمدیہ	عصر
صداقت رگ وید	۲۶	نوید بیوگان	۱
مورتی پرکاش	۲۶	پتے دہرم کی شہادت	۱۷
قتلِ رسول و مہم جوئے	۴	آئینہ انجیل	۲۳
عطر وحسانی	۲۳	دیوی بہاگوت پرکشا	۲۳
استری سکشا	۲	تحقیق دین عیسوی	۱
صداقت الہام	۲۶		

## ایکو برہمہ دیوتی ناستی

جناب من! ہنسی کنھیا لکھنا اکہری کی کل تصنیف اور آریہ ہرم کے متعلق کل  
کتب میری پاس میں فرود موجود ہیں شائقین بدریہ خط و کفر ہست مکمل جیاد  
کی میری پاس طلب کر کے کتاب کی ضرورت ہو سکا لین۔ راجندریش لالہ کا بارش



خُوراک عمدہ وہی ہے جس سے صحت  
طاقت - دراز عمری اور خوشی بر ہے

ایسا سر و ملک کے آدمی گوشت خوری چھوڑ  
سکتے ہیں

مولف لالہ آثم رام - سکریٹری ٹوڈی پنجاب و جی -  
ٹے رین سوسائٹی لاہور

ماہ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں

مطبع اردو پرنس لاہور میں باہتمام سالگرہ ام کے چھی  
اس کے چھا پنے کی کسی صاحب کے اجازت میں

قیمت فی جلد ۶ پائی

اول ۱۰۰



[illegible]



کی سرد ملک کے آدمی گوشت خوری

چھوڑ سکتے ہیں

یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان کے اندر مادے سے بہت  
 ایک ایک شے ہے جسکو ڈاکٹر لوگ سلف ہیلنگ اینرژیا  
 کہتے ہیں یہ سلف ہیلنگ اینرژیا انسانی جسم کی بناوٹ اور  
 اس کو قائم رکھتی ہے اور جیسا کہ معمار گھر کی مرمت کر کے اسکو  
 اور جب ضرورت پائی دار بناتا ہے۔ اسی طرح سے یہ زندہ -  
 جسم کے خراب اور ردی ذروں کو باہر نکالتی اور ہوا  
 کی پانی وغیرہ سے نئے ذرے لیکر جسم کی مرمت کرنے  
 شروع کر دیتی ہے۔ جب کسی آدمی کو چوٹ لگنے سے  
 زخم ہو جاتا ہے تو اس کے زخم پر مرہم پٹی کا استعمال کیا جاتا  
 ہے تاکہ زخم آہستہ ہی جگمگہ پر انگور آتا ہے جو کہ پھٹی ہوئی تھی  
 اس کو چھنے کی بات یہ ہے کہ زخم کو میل کر برابر ہموار کر دینا



مرہم کا کام نہیں ہے۔ بلکہ وہ مذکورہ بالا زندہ طاقت  
بطور قیاس کے استعمال کر کے زخم کو درست کرنیکی کوشش  
کرتی ہے۔

ہر ایک آدمی کے اندر یہ قدرتی ڈاکٹر موجود ہے۔ اور ہمارے  
میں وہ لوگ جو اپنے اس ڈاکٹر کے نسخہ اور دوا کی کمی قدر  
کرتے ہیں۔

جب آدمی گہری نیند میں سو جاتا ہے اسوقت یہ زندہ طاقت  
انکے جسم کے مختلف اجزا کی درستگی کرنے میں لگے ہوئی  
ہوتی ہے۔ یہ پھپھڑے۔ دل۔ جگر۔ معدہ وغیرہ وغیرہ  
خوابوں کو دور کر کے انکو آئندہ کام کرنے کے لئے تازہ  
حیاتی ہے۔ آنکھ کا کھلنا و بند ہونا۔ دم کا لینا۔ جسم کے  
مختلف حرکات کا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ کام اسی طاقت کی بدولت  
ہوتے ہیں یہ طاقت نہ صرف جسم کی بیماریوں کو رفع کر  
یا سانس کو چھلنی یا آنکھوں کو ہلاتی ہے بلکہ جو اس غمہ  
دریغ سے بہت سی اشیاء کا مثل راگ۔ خوشبو۔ مزہ۔



۵  
خوش کرنا۔ غمی یا خوشی کرنا۔ اور کام کے لئے کوشش کرنا بھی اسی  
صلک میں جی کے وصف ہیں۔

جس حالت میں انسان ہو اس حالت کے مطابق یہ طاقت کام کر کے  
اپنے صحت کو قائم رکھنے کی کوشش کرتی ہے جب سردی شروع  
ہوتی ہے تو یہ حرارت جسمانی کو ایسی ہموزن کرتی ہے کہ جسم سردی  
سنے کے قابل ہو کر سب کام عروج سے کر سکے موسم گرمی اور برسات  
وغیرہ میں بھی ویسا ہی کام کرتی ہے۔

انسان کو اندر پندرہ روئی ڈاکٹر موجود نہ ہوتا تو ممکن نہیں کہ ایک سرد ملک کا باشندہ گرم ملک  
میں زندگی بسر کر سکتا۔ انگریز جو کہ سرد اور پہاڑی برفانی ملک سے  
رہنے والے ہیں وہ کبھی مدراس جیسے گرم ملک میں زندہ نہ رہ  
سکتے اگر یہ قدرتی طاقت جو کہ حالات کے مطابق جسم کی صحت قائم  
رکھ سکتی ہے نہ ہوتی۔

اگرچہ یہ بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک آدمی کی حرارت جسمانی چارہ گرم ملک کا باشندہ ہو چاہے  
برفانی کا ۹ درجے ہو تو پہنچو لوگ اس اندرونی ڈاکٹر کی ہستی  
کے قابل نہیں وہ اس سوال کو حل نہیں کر سکتے کہ کیوں مختلف



آب و ہوا ہونے پر ہی مختلف لوگوں کی حرارت یکساں ہے۔ اسلئے  
 اس پر ضروری ماننا پڑتا ہے کہ ایک ایسی طاقت ہر ایک آدمی کے اندر موجود  
 ہے جو کہ اسکی حرارت جسمانی ۹۸ درجے تک ہر حالت میں قائم  
 رکھتی ہے۔ ورنہ چونکہ ظاہری حالات مختلف ہیں اسلئے چاہئے  
 کہ حرارت کے درجے ہی مختلف ہوتے۔ یعنی گرم ملکوں کے  
 رہنے والوں کی حرارت اگر ۹۸ درجے کی ہوتی تو اسکے مقابلہ میں  
 برفانی ملکوں کے باشندوں کی حرارت ۵۰ درجے کی ہونی چاہی تھی  
 جب مختلف آب و ہوا کے ہونے پر حرارت کا درجہ  
 وہی نکلتا ہے۔ تو یکساں حالت کے ہونے پر ہی یہ طاقت ضرور  
 ہی یکساں نتیجہ پیدا کرے گی۔ اسلئے اگر ہر ایک ملک کا باشندہ ایک  
 ہی قسم کی خوراک کھائے تو کیا یکساں صحت قائم نہ رہے گی۔ بیشک  
 جواب یہی ہوگا کہ ضرور ہر ایک کی صحت قائم رہ سکتی ہے۔  
 کیونکہ مختلف قسم کی خوراک کھانے پر بھی گرم اور سرد ملکوں کے  
 باشندے زندہ رہ سکتے اور صحت کا نتیجہ حرارت جسمانی یکساں  
 ظاہر کرتے ہیں تو صاف روشن ہے کہ گرم اور سرد ملکوں کے



رہنے والے ایک ہی قسم کی خوراک کھانے پر۔ صحت جسمانی  
 قائم رکھیں اور اس کا نتیجہ وہی ظاہر کریں جو کہ مختلف قسم کی خوراک  
 کھانے پر ظاہر کرتے تھے۔ یعنی بالضرر کئی سرد ملک کے باشندے  
 گوشت خور ہیں در آن حالیکہ گرم ملک کے بناتاتی پیداوار پر  
 گزیران کرتے ہیں۔ مگر اس حالت میں حرارت دونوں کی ۹۸ درجے  
 کی ہی تو کیا جبکہ سرد ملک کا باشندہ ہی بناتاتی خوراک کھائے  
 جیسا کہ گرم ملک کا کھاتا ہے تو حرارت پر ۹۸ درجے کی نہ ہوگی  
 جواب ہاں ضرور ہوگی کیونکہ ہر ایک انسان کے اندر سلف  
 ہیلنک اینز جی ہے جو کہ بیرونی حالات کے مطابق کام کر کے ہر  
 ایک انسان کی یکساں صحت اور حرارت قائم رہتی ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ لوگ اس سلف ہیلنک اینز جی کی بابت زیادہ  
 غور کریں ہم ایک اور مثال دیتے ہیں جس سے یہ بات کیسے  
 زیادہ آسانی سے سمجھ میں آجائیگی



دو بہای ایک ہی والدین کی اولاد ہوں۔ مگر انکی طبیعتیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں (یہ کوئی مت سمجھو کہ جتنے فرض کر لیا ہے کہ انکی طبیعتیں مختلف ہیں) بلکہ دنیا بہرین صہر ایک آدمی کی طبیعت مختلف ہے۔ کسی آدمی کے خط و خال یکساں نہیں دیکھنے میں آتے۔ صہر ایک آدمی ضرور دوسرے سے بہت باتوں میں فرق رکھتا ہے۔ کوئی دو اشخاص ایسے نظر نہیں آتے جکی آواز میں ایک ہی سُر یا ایک جیسی بالکل ہو۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ ایک درج کے آدمی بہت مل سکتے ہیں۔ مثلاً بی۔ اے۔ پاس بہت ہیں مگر ہر ایک نے بی۔ اے کے امتحان میں سوالوں کے جواب ٹھیک۔ وہی نہیں لکھے تھے جو کہ دوسرے نے لکھے تھے۔ ایک شہر کے آدمی مختلف جسم مختلف خط و خال۔ مختلف طبیعتیں۔ مختلف آوازیں رکھتے ہوئے۔ ایک صہی قسم کے کپڑے پہنتے ایک صہی قسم کا پانی پیتے۔ ایک صہی قسم کے لنگڑ کی روٹی کھاتے۔ ایک صہی قسم کی تعلیم پا کر زندہ اور خوش رہ سکتے ہیں تو یہہ تعجب کی کونسی بات ہے کہ ایک صہی دنیا یا زمین کے باشندے



مختلف خط و خال مختلف زبانیں رکھتے ہوئے بھی صرف  
 بات بات ہی پر گزران کر کے زندہ اور خوش رہ سکیں۔ اور  
 اگر تم تعصب سے پیہ کہو کہ گرم اور سرد ملک کے باشندوں کو  
 ایک ہی خوراک نہ کہانی چاہیے۔ تو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ انصافاً  
 کیا وہ کیوں ایک ہی شہر کے رہنے والے مختلف صفات  
 عادات رکھنے کی حالت میں ایک ہی قسم کی خوراک کھائیں  
 اگر نہیں بلکہ کیوں ایک خاندان یا ایک بوڑھنگ ہو س یا  
 ایک نوجوان آدمی ایک ہی قسم کی خوراک کھائیں۔  
 مختلف طبیعتیں ہونے کی حالت میں بھی سب لوگ ایک ہی قسم  
 کی تعلیم چاہتے ہیں۔ دیکھو سرد ملک کے باشندے انگریز  
 ہندوستان جیسے گرم ملک میں دھکی کتابیں کالجوں میں پڑھتے  
 ہیں جو کہ انگلینڈ کے کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں وہی سائنس  
 اور انجینئرنگ پڑھتے ہیں جو کہ انگلینڈ اور امریکہ میں مروج  
 ہیں تو علم ہی اعلیٰ میں اسی سلف ہیٹنگ ایندھن کی خوراک ہے  
 اور اگر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ سوچنا۔ خواہش کرنا۔ وغیرہ وغیرہ



صفات ہی اُسی طاقت کی ہیں یہ سلف ہیلتنگ امیزجی۔ اصل  
 دو حصوں سے ملکر ایک بنی ہوئی ہے۔ اسکے ایک حصہ کا  
 ولنٹری ہے جسکو معذی بین چتین آتما کہتے ہیں اور دوسرے  
 کا نام ان ولنٹری ہے جسکو بہاشہ بین دروہ ستا کہتے ہیں  
 سوچ۔ خواہش۔ خوشی۔ غمی۔ کوشش وغیرہ اوصاف۔  
 ولنٹری حصے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس حصے کی ذرا  
 علم یا سائنس وغیرہ ہے۔

کہانا پینا۔ چلنا۔ دم لینا۔ آنکھ بند کرنا۔ وغیرہ وغیرہ  
 بن ولنٹری حصے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس  
 کی خوراک۔ ہوا۔ پانی۔ سہری۔ اناج۔ بجلی۔ وغیرہ  
 جب سب لوگ مختلف ملکوں کے باشندے ہوئے ہیں  
 روحانی خوراک یعنی علمی یعلم ایک ہی قسم کی چاہت  
 ہیں۔ تو پھر کیوں نہیں مختلف ملکوں کے باشندے ایک  
 ہی قسم کی جسمانی خوراک یعنی بناتاتی پیداوار پر  
 گزاران کرنا چاہتے۔



کئے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ سرو ملکوں کے باشندے  
 بڑی اور بناتانی خوراک پر صحت قائم نہیں رکھ سکتے  
 بڑی غلطی کرتے ہیں وہ انسانی سلف ہیلنگ اینرجی  
 کی بابت کچھ نہیں جانتے اسوجہ وہ ایسا اعتراض  
 پیش کرتے ہیں۔ مگر جنکو اس سلف ہیلنگ اینرجی کی بات  
 واقف ہو گئی ہے۔ وہ بیشک کہہ دیں گے کہ سرو ملک  
 باشندے بناتانی خوراک پر پوری تندرستی اور طاقت  
 حاصل کر سکتے ہیں۔

روح یا سلف ہیلنگ اینرجی واضح رہے کہ جو چیز سوکھشم (ادھر)  
 کی نسبت نہایت صحت باریک (کی نسبت نہایت صحت باریک)  
 ہوتی ہے اس میں طاقت زیادہ ہوتی ہے بجلی اگر  
 کی چوٹی پر گرے تو پہاڑ کی چوٹی ٹوٹ کر گر  
 سکتی ہے۔ مگر کوئی تھول (موٹی) شے مثل لکڑی یا  
 کے تھوڑے وغیرہ کے یہ کام نہیں کر سکتی۔ کسی  
 آدمی کے ہاتھ پر چڑھی مارنے سے ہم اتنا صدمہ



ہنہیں پونہچا سکتی جیسا کہ اسکے ہاتھ پر نیز بر پہنچا  
 سراچھو نے سے اسطرح پر سوچ کے کہ ہنہیں جو کہ  
 ہی باریک ہنہیں سمندر کو ہوا میں مبدل کر سکتی ہنہیں  
 مگر اور کوئی طاقت ایسی ہنہیں جو کہ پانی کی یہ حالت  
 کر سکے۔ جہانیک قدرت میں غور سے دیکھیں یہی  
 ہو گا کہ جو چیز زیادہ باریک اور سو کھشم ہے اس  
 کام کر نیکی نہایت ہی طاقت ہوتی ہے۔

جب ہنہیں اس بات کو سمجھ لیا تو اپنے روح یعنی  
 سلف بیلنک ایمر جی اور اون بڑے بڑے کاموں  
 کو جو کہ ہماری روح کر لیتی ہے جاننا بہت مشکل  
 ہے۔ فرض کرو کہ یہاں تیس سیر کا بو جہ رکھا ہوا  
 ہے اور ایک آدمی اسکو ہتھ سے اٹھانا چاہتا ہے  
 اس میں پہلا سوال یہ ہے کہ ہتھ کیونکر چلا۔ جس سے  
 وہ بو جھ اٹھاتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ پہون کے  
 کھٹنے کے باعث سوال پیر ہوتا ہے کہ چہ کیونکر







خور سے پڑھو

پنجاب وچے ٹے رین سو ساپی  
یعنے

مانس ہیکشن جنہی سجھا کے اصول



(۱) اس خوراک سے جس میں کسی قسم کا گوشت استعمال  
کیا جاتا ہے۔ اور دو پالے یعنی پرند و غیرہ چوپالے یعنی  
بکری۔ بھڑی و غیرہ بھجلی اور انڈہ و غیرہ کے کھانے  
سے ہمیشہ پرہیز کرنا اور ان کو کھانے کے ناقابل اشیاء  
سمجھنا۔

(۲) پہل پھول۔ سیوے دالین مختلف اقسام  
کے اناج اور دودھ۔ گھی کو عمدہ کھانے کے قابل۔



نیا، سمجھ کر ہمیشہ کھانے کے لئے استعمال کرنا تو  
 (۲) ایسے ایسے لیکچر دینا یا کتابیں شائع کرنا جس سے  
 سب انسان نباتات - اناج اور دودھ کی خوبی اور  
 نفیت کو جان کر سب قسم کے گوشت وغیرہ سے  
 صحت اشیاء سے پرہیز کر سکیں۔

(۳) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا اعلیٰ فرض یہ ہے  
 لوگوں کو آپ نمونہ بن کر دکھائے اور ہمیشہ  
 ایسی کوشش کرے کہ جس سے لوگ - گوشت  
 لڈہ وغیرہ کے کھانے سے بچ کر سچی تہذیب  
 اور شایستگی کے راہ میں چلنے کے لئے صحت  
 دہنی - طاقت و توانائی دراز عمری - امن -  
 (۴) شہی - اور فارغ البالی حاصل کر سکیں تو

۲۲  
 تمہارا نام - سکریٹری - ٹودی پنجاب - وجے لے ٹین سو سیس لاپو  
 تھیں



# بھارت سدھار لاہور



اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار ہر سنیچر کے دن مطبع اردو  
پنس لاہور سے شائع ہوتا ہے اس کی خوبی اس کے ملاحظہ  
سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ایسا سہا اور کو ہی اخبار پندر  
ہے اسکا حجم ۱۲ صفحہ ہے اور قیمت صرف ۱۴  
شہر والوں سے اور علیہر باہر والوں سے مع  
محصول ڈاک لیا جاتا ہے ہر ایک قسم کی کتب  
ہی مطبع ہذا سے دستیاب ہو سکتی ہیں، ٹو

۲۱ کش  
ہر  
سینچر بھارت سدھار لاہور



حق کجانی مایه محفوظ ہے

# اتھنیوگ پر کاش

مشرقیہ

لالہ آتمارام سیکھڑا مشرو دیانند اینگو ویدک  
مڈل سکول لاہور

سب فرامیش رام ناتھ آدریش جگتیا امترسار دیا دیا  
ماہ اپریل

طبع  
لیج آتمپر کاش امترسارین باہنام لالہ رام ناتھ لکھنؤ



## उ३म

जो لوگ راست پسند ہوتے ہیں وہ کسی ظاہری لباس یا بیرونی شکل پر نہیں  
 بھرتے۔ بلکہ ہر ایک چیز کو ٹھوک بجا۔ جانچ پڑتال کرست کو نکال لیتے ہیں  
 مگر وہ لوگ جو عقل اور فکر کے مادہ سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ جنکا شیوہ  
 ہوتا ہے کہ جسکی بات سنی اُسی کے ہو گئے۔ گنگا پر گئے تو گنگا واس  
 جمنہ پر گئے تو جمنہ واس۔ جو اپنی عقل خدا واد کو پورا استعمال میں نہیں لیتے  
 بلکہ ہر کسی کے بہکانے سے بہک جاتے ہیں اُنکو تو دل کی تسکین خواہش  
 بھی میسر نہیں ہوتی۔ بدھسی مانوں کی جیہ چال ہے کہ اگر کیچڑ میں ہوتی ہے  
 دیکھیں تو اُسکو بھی اٹھالینے سے دریغ نہیں کرتے اور خالی دھول کی  
 پر نہیں چھو لیتے۔

اُجکل لوگ نیوگ کی نسبت اُسکی اصیت سے ناواقف ہونے کی وجہ  
 طرح طرح کے اعتراضات کرتے اور اخباروں میں برخلاف اُسکے چاہتے  
 ہیں اس لئے اس جیوٹے سے رسالہ میں مسئلہ نیوگ کی اصیت



اعراضات مذکور کا جواب دیا جاتا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے  
 کھانک ٹھیک ہیں یا نہ تھیک ہم سے ہوسکا راستی کے اظہار میں  
 شش کی گئی ہے اور ناظرین کا فرض یہ ہو گا کہ اول سے آخر تک اسکو  
 بغور سے پڑھیں اور پھر جیسا انکی سمجھ میں آئے اُسکے مطابق نتیجہ نکالیں  
 جس تعصب یا اس قسم کے کسی اور خیال کو دل میں رکھ کر پڑھے گا وہ بیشک  
 کے مطلب کے سمجھنے سے محروم رہے گا \*

شیر بر تنقہ (علم فیزی آلوچی) کے واقف کار بخوبی جانتے ہیں کہ  
 انسانی ذراع کن کن اجزاء سے مرکب ہے۔ طوالت کے ڈر سے ہم یہاں  
 اس پر بحث کرنی نہیں چاہتے مگر سید امر پادیشاہ کو پنج چھکے کے پچیس  
 کی عمر تک آدمی کے بدن کے کل اعضاء اور رگ و ریشہ درخت کی طرح  
 پائے رہتے ہیں پس اُس خاص عمر سے پیشتر اگر کوئی اپنے ویرج کو  
 ج کر دے تو اُسکی طبعی عمر ضرور گھٹ جائیگی۔ بدن میں طرح طرح کے قوے  
 ضعف بصارت۔ درد کمر و سر وغیرہ وغیرہ پیدا ہونگے۔ اور موقع موقع پر  
 کہتے رہیں گے۔ کہ تو نے قدرت کاملہ کا قانون توڑا ہے۔ ہزاروں زندہ  
 اس بات کی گواہ ہیں کہ بچپن کی نشا ویدی و مانگی قوتوں کو ضائع اور



ناما کارہ کر دیتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ویرج کی رکھشا کرنی کی  
 روگیت کے خزانہ بے بہا پرتالو پانا ہے۔ جب بھ آریہ ورت کبھی  
 پر تھا اور اس وقت کے وانا اور توت درشی پریش جنگو لوگ رشی مٹی کی  
 سمجھتے ہیں۔ قدرتی اصولوں پر چل کر اپنی زندگی کو ست کے رتن اور  
 میں لگاتے تھے۔ بچپن کی شادی وغیرہ خراب رسومات اُس زمانہ  
 تھیں۔ اُن رشی مہینوں کا بچہ خیال ہو کر نہ ہوتا تھا کہ عمر بھر شہوت  
 بنے رہیں۔ بلکہ وہ شادی کو ایک مذہبی فرض سمجھ کر ادا کرتے تھے  
 سے پورے آگاہ تھے کہ ویرج جیسی شے کی رکھشا کرنے سے انسان  
 علمی ترقی بہت کچھ کر سکتا ہے۔ شہریت مترا کا دانت کارمیشک  
 وادے گا کہ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک آدمی شادی  
 قابل رہتا ہے۔ اس خاص عمر سے پہلے یا چھبے کبھی ویرج ضائع  
 اور جو ایسا کرتے ہیں وہ موت کا سامان نہیں کرتے ہیں۔ جن اصولوں  
 رشی مٹی عمل کرتے تھے اور جنگو وادے مارے اُپکار کے لئے شاستروں  
 گئے ہیں انکے اصل مثلاً کا سمجھنا بہت کٹھن ہے۔ اگر کوئی اُن  
 اہلیت کو دریافت کرنے کی بجائے بیباختہ کہے کہ وہ اس



کرنی کو کہیں آتے اسلئے وہ جھوٹے اور دھیمی میں تو اس سے بڑھکر موڑکھ

نی کون ہو سکتا ہے ۲۵

رشی منی لکھی ذکر کرائے ہیں کہ پچیس برس سے پچاس کی عمر تک آدمی شادی کرنے  
نے اور رہتا ہے اور اگر کوئی سوال کرے کہ پچیس سے پچاس برس تک جو ۲۵ سال  
س زنا نہ کریں گرجھ استھانیت کرنے کی کیا ریتی ہے تو اس بات کا فیصلہ کرنے کے لگو

رشی منی لکھی بلون نے غور و فکر کے بعد بھی نیمہ باندھا ہے کہ آدمی کا عورت سے

نفع ہے انسان لکھی انسانی مزے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ سرشٹی بڑھانے کے لئے یہ سچ بولنا

انسان لکھی کتاب ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ دجترہ مین دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں

نیک لکھی کہ گناہ زور دیا گیا ہے۔ اس میں بیاہ یا شادی سے دنیاوی مزے اُڑانا

شادی لکھی ہے۔ اب پیشتر اسکے کہ ہم بھی بناوین کہ گرجھ استھانیت کرنیکی

ضابطہ لکھی ہے۔ ایک مثال دیجاتی ہے جس سے اس ریتی کے سمجھنے میں سہولیت

موصول کیجئے کہ ایک شخص نے پچیس برس کا پورن اکھنڈ برہم چرچ دار

ماسترون سے بعد اگر وہ شادی کرے تو صاف ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں سماں

اُن سے بہت جلد ہوگی چنانچہ طب اور ڈاکٹری کی کتابوں سے بھی بچھ ظاہر ہے

وہ کہ ایک بار سگام کرنے کے بعد ایک یا دو ڈیرھ جینہ تک اتنی رکھیا جائے



کیونکہ اس عرصہ میں معلوم ہو سکتا ہے کہ حمل ٹھیرا ہے یا نہیں۔ اگر سال  
 ایک ماہ بعد معلوم ہو جائے کہ استری گر بھرتی ہو گئی ہے تو ایک ماہ  
 آٹھ مہینے اور یعنی کل نو مہینے تک آدمی کو ویرج و ان کرنا نہیں چاہئے  
 اور چونکہ لڑکا لڑکی کے پیدا ہونے کے بعد عورت نریل اور کمزور ہو  
 اسلئے دو برس یا کم سے کم پونے دو برس تک آدمی کو عورت سے  
 کرنا چاہئے۔ یعنی کم سے کم کل دہائی برس تک آدمی کو مجبور رہنا ضرور  
 اور پرہم لکھ آئے ہیں کہ حد چھپاس برس کی عمر تک آدمی کو گر بھرا  
 چاہئے۔ پس اگر ہر سال گم میں حمل ٹھیرے جیسا کہ مرد عورت کی ٹھیر  
 حالت میں ضرور ٹھیرنا چاہئے۔ تو بدھی مان جان سکتے ہیں کہ دس  
 لڑکے بال لڑکیاں آدمی اپن نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سال گم کرنے کے لئے  
 سال ہیں۔ اور دہائی سال کو دس کے ساتھ ضرب دینے سے پچیس سال  
 ہیں۔ چونکہ ہر سال گم کے دہائی سال تک آدمی کو مجبور رہنا پڑتا ہے اسلئے  
 اول متنبہ لگ پڑے گا۔ نیز جانور اور حیوان سال گم کرنے سے گر بھ کی سختی پہلی ہی  
 کرتے ہیں۔ کوئی وجہ معلوم نہیں پڑتی کہ خدرست والدین کے مان پڑ  
 کرنے سے سفیان پیدا ہوا۔



۱۳  
 سن زیادہ سے زیادہ دس بچے اپن ہو سکتے ہیں۔ نیز ظاہر ہے کہ عورت  
 سولہ سال سے اکتالیس سال کی عمر تک یعنی پچیس سال کے عرصہ میں دس یا  
 سنان اپن کر سکتی ہے زیادہ نہیں +

کسی لوگ شاید یہ اعتراض کریں گے کہ ابھی کئی آدمی ایسے موجود ہیں جنکے مان تیرہ  
 یا چودہ بچے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم کو اس سے انکار نہیں ہے۔ مگر بیان مذکور ہالا سے جاری  
 مراد یہ ہے کہ انسان اگر دس کی حد سے بڑھ جاوے تو ضرور ہے کہ جلد کمزور ہو کر مکات کا  
 باوجود گایا اولاد نہ بنی کمزور پیدا ہوگی۔ اسکی بیڈیٹر وید دھیکل سائیں) سو بخوبی ہو سکتی ہے  
 مزید بیان سوچنا چاہئے کہ دس سے زیادہ سنان اپن کرنے سے اندر بیان  
 کمزور ہو جاتی ہیں پس دس سے زیادہ سنان کا اپن کرنا منع ہے۔ واضح ہو کہ  
 چیز نہ بری نہیں ہے الا اسکا برا استعمال اسے بری بناتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے  
 جو انکو مسمومہ پیدا کیا ہے وہ کیسا نفیس اور صحت بخش ہے مگر جب جبکہ وہ گئے  
 سے پہلے کھایا جاوے۔ جب اسکو سٹراگلا کر کئی اشیاء اسکے ساتھ ملائی جائیں  
 اور انکا عرق کھنچا جائے تو وہ عرق جیسا نام شراب ہے بہت مضر ہو جاتا ہے۔  
 اسی قسم کی سینکڑوں مثالیں ناظرین خود سوچ سکتے ہیں۔ جائے غور ہے کہ دو وہ  
 جو کہ صحت کے لئے نہایت عمدہ شے ہے اگر اسکا استعمال حد سے زیادہ کیا جائے



یعنی جسکو آدھ سیر مضیم کرنے کی طاقت ہے وہ سیر بھر بی جاوے یہ بھی کرنا  
 پینے سے زیادہ فائدہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ فائدہ حاصل کرنے کی بجائے نقصان  
 غرضکہ اعتدال اور حد سے بڑھنا بجائے فائدہ کے نقصان، اٹھانا ہے۔ اگر  
 کو شاستروالے مریدا اور انگریزی زبان میں موڈریشن کا اصول کہتے ہیں  
 جن ان تون کا نفس پرستی اصول نہیں ہے وہ مریدا کے پابند ہرگز زیادہ  
 سے زیادہ دشمنستان اپن کرتے ہیں۔  
 اگر کوئی پوچھے کہ کیا ہر ایک آدمی کو ضرور دشمنستان اپن کرنی چاہیئے  
 بھی کر سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر ایک کو اپنی شکلی اور کام چھٹا کر  
 عمل کرنا چاہئے۔ زیادہ کی حد دشمن ہے۔ کم چھٹا والے دو یا تین خواہ ایک  
 دشمن پیدا کریں۔ بعض بچہ سوال کرتے ہیں کہ اگر کسی مرد ایک یا دو دشمن اپن  
 کرنے کی شکلی ہو مگر اسکی استری سات یا آٹھ بچے اپن کرنے کی چھٹا رکھتی ہو  
 بتاؤ کہ ایسے موقع پر آدمی کو کیا کرنا چاہئے۔ اسکے جواب میں یہی کھنا کافی ہوگا  
 دراصل واجب تو یہ ہے کہ شادی کرنے سے پہلے سوئمبر کی رسم کو پورا کیا جائے  
 یعنی اپنے کل استری بیاہی جائے۔ جب اپنے کل استری بیاہی گئی تو پرتائے  
 کہ ایسا متور کیسے برپا ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ جس پُرش کو نشان اپنی کی



مکمل خواہش نہیں ہے وہ کیا کرے۔ ہم کہتے ہیں کہ اُسکو وہی کرنا چاہیے جو کہ  
 رشی مہر نے کرتے تھے۔ یعنی برہم چرچ و بیان پرست آشرم پور اگر نیکو بعد سنیاس اختیار  
 کرے۔ اس کل بیان سے ظاہر ہے کہ منش کو صرف ستان اُتپتی کے لئے ہی بیاہ کرنا  
 چاہیئے اور دس زیادہ ستان اُتپیں کرنی جائز نہیں ہے چنانچہ رگوید کے منڈل  
 ۱۵ سوکت ۲۵ میں لکھا ہے -

दशं त्वमित्नु मीद्वः सुपुत्रां सुभागवत  
 दशस्य पुत्रानाथं हि पतिमेकादश  
 कथि॥

(اگر تھے) ہے ویرجیچنے میں سامرتھ ایشوریہ گیٹ پرش تو اس بواہت  
 ستری یا بدھوا استری کو سرشٹ پتر اور سو بھاگیہ گیٹ کر۔ اس بواہت استری  
 کے منش پتر تپیں کر اور گیارھویں استری کو مان - ہے استری تو بھی بوا  
 ہت یا نیوگ کرنے والے پرشوں سے دس ستان پیدا کر اور گیارھویں پی کو بھا  
 ہت استری اگیا الوساہر ہمن کھستری اور ویش ورن والے یعنی دوج استری  
 پرش بذریعہ شادی یا نیوگ کے دس ستان سے زیادہ پیدا نہیں کر سکتے۔  
 سوال کیوں صاحب۔ اپنے دس ستان اُتپیں کر نیکا حکم دوج پر ہی



کیون محمد و دکیا اور شودر دنگو اس سے مستثنیٰ کیون رکھا ہے

(جو آب) اوپر کے منتر کی آگیا ہر ایک منش کے لئے یکساں ہے۔ مگر جو  
برہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر کے معنی بخوبی نہیں جانتے وہ سمجھتے

اس منتر میں دس زیادہ آیتیں کر کے بھی ممانعت صرف دُورج جاتی کے لئے

ہے۔ مگر تشریح مندرجہ ذیل سے واضح ہو گا۔ کہ لفظ دُورج کا ایک طرح سے چاروں

حادی ہے۔ ویدوں کی ہدایت کے مطابق ہر ایک منش اپنے گن کر مہ

الو سار پدی پاتا ہے۔ ویدوں میں ایشور نے ہر ایک منش کو آگیا دی ہے

اپنی طاقتوں کو پورا پورا استعمال میں لائے اور تہیا لوگ اچکار کرے۔

اشخاص بدھ ہیں موڑھ رہ جائیں انہی کو شودر پدی ویجا جاتی ہے۔ اور

کچھ نہیں کیا جاتا۔ اور اسمین بھی شک نہیں کہ ہر ایک آدمی عالم نہیں

سکھو لوں اور کالجوں میں کتنے طلباء ہوتے ہیں مگر ایسے صرف چند ہوتے ہیں

کامل استعداد علمی حاصل کرتے ہیں۔ بھتیجے کا کارہ اور نچے رہ جاتے ہیں

جو دودان ہو کر گن کر مہ اور بہاؤ کے لحاظ سے امتحان کے بعد جس پر

لاق نکلتا ہے وہی پدی وہ پاتا ہے یعنی دُورج جاتی جاتی یا شودر کی

اب دیکھنا چاہیے کہ اگر ایک ایسی مجلس ہو جائے کہ لوگ اپنے گن کر



مطابق پردی پاتے ہیں یعنی جو اعلیٰ درجہ کا دودھ وان اور سریشٹ آچاری ہو وہ  
 برہمن جو دودھ وان شوریرست اور دھرم کے بدلے لڑنے والا وہ کشتری جو دودھ وان  
 ہو کر پیسے روپے پیسے سے بچ بیوپار کر لوگوں کا اُپکار کرے وہ دیش اور ودیائیں  
 ہو کر ان تینوں برنوں کی سیوا کرے وہ شودر کہلاتا ہے۔ اس قسم کی تفریق سے  
 شودر برن کی کارروائی کا مدار باقی تین برنوں پر ہوتا ہے۔ کیونکہ نا تعلیم یافتہ  
 لوگ کسی اصول کے مطابق کارروائی کرتے کے لئے نظیر کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں  
 نا تعلیم یافتہ ہدایت کے۔ پس جب وہ دوجوں میں صرف دھن سنتان تک کی اتنی  
 عمل دیکھیں گے تو خود انکی پیروی کریں گے۔ کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ چھوٹے درجہ کے  
 لوگ عموماً بڑے درجے والوں کی پیروی کیا کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ خود  
 تین برنوں کے لئے دی گئی ہر وہ فی الحقیقت چوتھے برن کے لئے بھی مقصود ہے۔  
 اگر کوئی کہے کہ سوامی جی نے بجائے تین کے چاروں برن کا نام کیوں نہ لکھ دیا  
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ شودرون کے لئے ہدایت کرنا باعث اُنکے جاہل یعنی  
 نا تعلیم یافتہ ہونے کے محض فضول تھا۔ کیونکہ وہ نا تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے  
 ہدایت نامہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے البتہ نظیر سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے  
 ہیں سو اُنکے لئے باقی تین برنوں کی کارروائی کی نظیر ہی کافی سمجھی گئی ہے۔



اور جو بھیکھا گیا ہے کہ کنوارا مرد کنواری عورت سے شادی کرے اس میں کمی آتی  
 بھیکھا اعتراض کرتے ہیں کہ کیا بھیکھیں ہو سکتا کہ ایک رنڈا اور ایک کنواری عورت  
 سے شادی کرے۔ یا ایک رنڈی عورت ایک کنوارے مرد سے بیاہ کرے۔

اب غور طلب بھیکھا بات ہے کہ پہلی صورت میں یعنی ایک رنڈو سے اور  
 ایک کنواری عورت میں باہم کیا مناسب ہے۔ فرض کیجئے کہ رنڈا ایک  
 درخت ہے جو موسم بہار میں پھل پھول لاکر خزان کے صدمے سے رہتا ہے  
 اور دوسری بہار میں پھر پھل دے گا۔ اور کنواری عورت ایک ایسا درخت ہے  
 کہ جبکہ ابھی پہلی دفعہ شگوفے ہی نہیں کھلے۔ یا یوں کہو کہ ایک کاجوین پورا ہو کر  
 ڈھل گیا ہے اور دوسرے کا ابھی پورا بھی نہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں  
 کی حالتیں بہت تفاوت ہے۔ کیا ایک عورت جو کہ بالکل کنواری ہے اور دوسری  
 جو کہ خاوند کے پاس جا چکی ہے دونوں ایک جیسی حالت رکھتی ہیں؟ یہ تو بھی  
 دارمین گے کہ دونوں میں ضرور فرق ہے۔

بھیکھا قانون قدرت کے برخلاف ہے کہ ایک نوجوان کنواری عورت ایک  
 رنڈو سے پریش کو شادی کے لئے پسند کرے۔ اسکے ثبوت کے لئے کسی بھاری  
 فلسفہ اور منطق کی ضرورت نہیں ہے کہ بھیکھا ایک عام بات ہے یعنی عموماً لوگ



جانتے ہونگے کہ عورتوں میں کیا رواج ہے۔ بہت صاحبوں نے سنا ہو گا کہ اہل  
جب کسی لڑکی کی شادی ہونے لگتی ہے تو وہ عورتیں جو اُس لڑکی کی بزرگ  
ہوتی ہیں حتی الامکان اسباب کی کوشش کرتی ہیں کہ لڑکی کے لئے کنوارا لڑکا  
دھونڈا جائے۔ اگر کسی لڑکی کا جاہل باپ روپیہ کے لالچ سے یا کسی اور ذاتی  
فائدہ کے خیال سے دختر فروش کی طرح اپنی لڑکی کو رنڈوے کے ہاں بیاہ دینے  
کی کوشش کرے تو اُس ذات اور محلہ کی عورتیں کتنے جیلے بہانے بنا کر اُس  
رنڈوے آدمی کے ساتھ شادی ہونے کو روکتی ہیں +

مگر چونکہ بھارت بھومی میں عورتوں پر سراسر ظلم ہو رہا ہے اور عورتیں مثل  
حیوانات کے اپنے والدین اور خاوندوں کی جایداد سمجھی جاتی ہیں۔ اس لئے انہی  
رائے کچھ کار گر نہیں ہوتی۔ انکے ہاں باپ جسکے ہاں جاہل انکو بھڑکری کی  
طرح ہانک دیتے ہیں۔ مگر دیکھنا چاہیے کہ عورتیں خود رنڈوے مرد سے شادی کرنا  
پسند کرتی ہیں یا نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص اپنی کنواری دختر کو بر غلاط  
اسکی مرضی کے کسی رنڈوے کے ساتھ بیاہ دے۔ اس امر کی تصدیق  
پوری پوری اُس حالت میں ہو سکتی ہے جبکہ ملک امریکہ جیسا آزاد اور  
تہذیب ہو جس میں سوئٹسیر کے طور پر شادی کرنے کے بات میں پوری آزادی



حاصل ہے۔ اس چھوٹے سے مختصر سالہ میں اس بیان کو زیادہ طوالت دینے کی ضرورت نہیں ہے صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر قانون قدرت کے لحاظ سے بھد بات جائز ہو کہ ایک رنڈو امرد کنواری عورت سے شادی کرے تو کیا وہ اس کے کبھی کوئی رنڈو امرد رنڈی عورت سے شادی کرنا پسند نہیں کرتا۔ اچانک کبھی یہ سنا نہیں گیا کہ فلان رنڈو سے نے اپنی عورت کے مرجانے پر فلان رنڈی عورت سے نجوشی خاطر شادی کی۔ جتنے رنڈو سے شادی شدہ آپ دیکھینگے انکے ہاں ایسی ہی عورتیں پائیگی۔ جب یہ حال ہے تو غضب کی بات ہے کہ رنڈو تو اپنے لئے کنواری عورت چاہے اور کنواری عورت کو کنوارے مرد سے نہ بیانا جائے۔ تحریر بالا سے ظاہر ہے کہ شادی کی صورت میں عورت اور مرد دونوں کی ایک سی حالت ہونی چاہئے یعنی دونوں فریق کنوارے ہوں۔ جب آدمی رنڈو ہو تو رنڈی عورت کے سوائے دوسری کسی پرش کی استری مرجانے اور اس کو نہ اپنی کی خواہش ہو تو اس کو چاہئے کہ کسی ایسی بدھوا استری سے سنجوگ بطور بیگ کے کر کے سنانا اپن کر اسے جو دبیج دان دینے کی عرض سے اس پرش کے ساتھ بیوگ کرنا چاہتی ہو۔

(سوال) بیوگ میں کیا کیا بات ہونی چاہئے ؟



جیسے علانیہ شادی ہوتی ہے ویسے ہی علانیہ نیوگ ہونا چاہیے۔

پھر کار سے بہدر پرشون کی صلاح اور دوٹھا دولہن کی رضامندی سے  
 دی ہوتی ہے ویسے ہی نیوگ میں بھی ہونا چاہئے۔ یعنی جیب استری پرش  
 کا ہونا ہو تب اپنے خاندان کے مرد اور عورتوں کو نکمہ سامنے استری پرش ایک  
 سے کہیں کہ ہم سنتان اُتپتی کے لئے نیوگ کرتے ہیں اور جیب نیوگ کا  
 پورا ہو جائے گا۔ پھر ہم کٹھے نہ ہونگے یعنی ایک دوسرے سے تعلق نہ رہے گا  
 اور اس کے برخلاف کرین گے تو پاپی ہونگے اور ذات برادری اور راجہ کے سامنے  
 سبب نہ ہونگے۔ ہر مہینے ایک بار گرہ دھارن کا کام کرینگے۔ گرہ چاقم ہو نیوگ  
 ایک برس تک جدار ہیں گے۔

سوال اشادی اور نیوگ میں سنتان اُتپن کرینگی ریتی ایک سی ہے یا مختلف؟  
 جواب مختلف جیسا کہ ذیل میں تشریح کی جاتی ہے۔

اشادی میں مرد عورت ملکر دس سنتان تک اُتپن کر سکتے ہیں۔ لیکن نیوگ میں  
 ایک مرد ایک عورت سے یا ایک عورت ایک مرد سے دو یا چار سنتان سے زیادہ  
 اُتپن کر سکتی۔ شادی میں تو مرد اور استری ایک ساتھ رہتے ہیں مگر نیوگ  
 میں عورت بن مرد اور استری سوائے رتو دان کے سب کے اٹھے نہیں ہوتے



جو استری اپنے لئے ستان اُتین کرنے کی غرض سے نیوگ کرے وہ دوسرا اگر  
 رہنے کے وقت سے پُرش کا تعلق چھوڑ دیوے اور جو مڑا بنے لئے ستان اُتین  
 کرانے کی غرض سے نیوگ کرے وہ بھی دوسرا گر بھیرہ بنے کے وقت سے استری کا تعلق  
 چھوڑ دیوے۔ لیکن وہ نیوگ استری دو یا تین برس تک لڑکون کا پالن کر کے  
 نیوگ پُرش کو دیدے گی +

ایک بدھوا استری دو ستان اپنے لئے اور دو دو دیگر چار پرشون کے لئے  
 اُس سے ستان اُتینی کی غرض سے نیوگ کرین پیدا کر سکتی ہے۔ پس اپنے  
 نیوگ چار نیوگ پرشون کے لئے کل دس ستان تک اُتین کرنے کی بدھوا استری  
 کو اجازت ہے۔ اور ایسی ہی مرد کو آگیا ہے۔ (دیکھو ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۱۱۳)  
 کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی رنڈوا مرد ستان کی خواہش رکھتا ہو  
 وہ کسی ایک بدھوا استری سے نیوگ کر کے بڑے ستان اپنے لئے اُتین کر سکتا  
 مگر رنڈوا بڑا چھریج دھارن کر سکتا ہے۔ اور من کو اوپر اُدھر ڈولنے نہیں دیتا  
 اور ستان اُتینی کی خواہش ہی نہیں رکھتا، سکو نیوگ کرنے کی ضرورت نہیں  
 اگر کوئی شخص نیوگ کرے تو نیوگ کی حالت میں جائز نہیں ہے کہ نیوگ  
 سے مثل شادی شدہ عورت کے دس ستان پیدا کرے۔ صرف ایک یا دو



پیدا کرنا اسکے لئے جائز ہے۔ دوسرا اگر بہہ رہے کیونکہ اسوقت سے منوگ استری اور ریش کا  
سمبند ٹوٹ جانا لازم ہے۔

کئی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مرد کے حق میں بچہ رعایت معلوم ہوتی ہے کہ  
وہ سنتاں کے لئے ہم بستری کیے لیکن اولاد کے پالنے کا جو جھگڑا یا فرض ہوا اس  
سے بڑی آزاد رہے کہ دو یا تین برس تک اس کی پرورش کرنا صرف اس کے  
دیا گیا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ مرد دو یا تین برس تک بچہ کی کیا خدمت کر سکتا  
ہے اس عمر تک تو بچہ صرف ماں یا دانی کا دودھ پینے کے سوا لایق ہوتا ہر پر  
پاسکی خدمت کچھ نہیں کر سکتا پس اعتراض مذکور محض فقو اس معلوم ہوتا ہے  
اس اگر حکم ہے ہوتا کہ ۱۵ برس کی عمر تک اس کی پرورش کرتی ہو اور جو ان  
بچے کے بعد اسکو نیوگت چنی کے حوالہ کرے تب مرد پر رعایت ہونے کا الزام عاید  
ہو سکتا تھا۔

دراں فور سے دیکھئے تو یہ کیسی خوبی کی بات معلوم ہوگی کہ جب بچہ شیر خوار کی  
حالت سے نکلا فوراً نیوگت پتی کے حوالہ کیا جاتا ہے بشرطیکہ اسے اسکو اپنے لہو  
پر لیا ہو ورنہ اگر استری نے اپنے لئے آپن کیا ہے تو بیشک بچہ کی پرورش  
اس کی ذمہ داری ہوگی اور جو بچہ نکلا فوراً نیوگت پتی کے حوالہ کیا جاتا ہے



ہنوں اور جب نیوگ استری کو دوسرا گر بھ ہو جائے تو اسی سحر سے ایک دوسرے کا تعلق  
 تعلق ٹوٹ جانا چاہئے یہی کیسہ متقول حکم ہے۔ کیونکہ اگر مرد اپنا گھر چھوڑ نیوگ استری کے  
 یہاں زیادہ رہے اور اس سے زیادہ تعلق پیدا کرے تو کئی طرح کا فتور برپا ہونیکا اندیشہ ہے۔  
 اول وہ رعایئے مرف سنان ایتنی کے لئے نیوگ کرنا فوت ہو جائے گا۔  
 دوم نیوگ استری کے دہن اور مال کو وہ پرش اڑا لے جاسکے گا۔  
 سوم چیم۔ اگر دوسرے گر بھ رہنے کے سہ سے تعلق قطعی نہ چھوڑا جائیگا تو سنان  
 بجائے سنان ایتنی کے شہوت پرستی میں داخل ہو گا۔  
 اس طریقہ سے نیوگ مرد اور استری اپنے اپنے لئے دو سنان سے زیادہ اپنیں  
 کر سکتے۔ ان کم سنان ایتن کر نیکا اختیار ہے۔ مگر فرض کیجئے کہ ایک آدمی ایسا چیم  
 کا منا اور چشما ابھی ختم نہیں ہوئی یعنی اسے نیوگ استری سے دو سنان اپنیں  
 ایتن کر لئے ہیں مگر پھر بھی اپنے نفس پر وہ غالب نہیں آیا تو ہم ناظرین سے پوچھتے  
 کہ ایسی حالت میں اس کو کیا کرنا چاہئے۔ اگر کسی ناجائز طور پر وہ اپنے دیرج کو ضائع  
 تو دیرج جیسی نامور اور بے ہاشے کو جس سے ایک اور آدمی کا جسم بن سکتا چیم  
 کرنا کیا نامناسب کام ہے۔ جو لوگ کہ تعصب اور پشیمات کو دل سے دور کر کے  
 کے وہ بیشک اسکی تائید کریں گے اور اسے شرف و شہرت دے دیں گے۔  
 CCG, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



ایسی چیز کو جو اسکے برنگا ایک اعلیٰ جز ہے کسی خواہشمند استری کو دان کر دینا واجب ہے۔ شاید کئی لوگوں نے لفظ ویرج دان تو سنا ہو گا مگر اسکے ٹھیک ٹھیک معنوں کو نہیں سمجھا ہو گا سو اسکی تشریح نیچے کیجاتی ہے۔

لفظ دان کا دو شخصوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک وہ جسکے پاس کوئی مفید شے اپنی ضرورت سے زیادہ موجود ہے۔ اور وہ اُس کی اور دن کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہو۔ دوسرے وہ شخص جو اُس شے کا محتاج ہے اور اُسکو پہلے شخص سے وہ شے لے لیا۔ یہی صورت ویرج دان کی ہے۔ یعنی جب زبرد اور جسکی کام چشنا ایک نیک استری سے دوستانہ اُتین کر لے کے بعد ابھی ختم نہیں ہوئی وہ اپنا ویرج کسی دوسری بدھوا استری کو جو ویرج دان لینے یعنی ستان اُتین کر انکی خواہش کرتی ہے دان کر سکتا ہے۔ اور اُسی طرح دوستانہ اس استری سے اُتین لے کر دوسرے دوستانہ اُس مرد کی نہیں ہوگی اور نہ اُسکی کہلائیں گی۔ کیونکہ اسنے اپنے لئے تو نیوگ نہیں کیا۔ بلکہ دوسری بدھوا استری کے لئے ویرج دان دیا۔ اسی طرح اگرچہ اس مرد کی کام چشنا ختم نہ ہوئی ہو تو وہ اپنا ویرج کسی اور ایسی ہی خواہشمند بدھوا استری کو دان کر سکتا ہے۔ غرض کہ اسی طرح چار بدھوا استریوں کو ویرج دان دے سکتا ہے۔ اس طرح وہ کل دس ستان اُتین کر سکا محض



ہے یعنی اپنے لئے اور دوسرے کے لئے استریوں کے لئے۔

دوسری (واوی) ایسے رشتہ کے آدمی بھی دنیا میں موجود ہیں جو کہ ان کے لئے  
 سنتان بھی پیدا کر لیں اور پھر کر لیں اور پھر کہیں کہ ہمارے کام چشتا تم نہیں  
 دیکھو نہ دیرج ضایع کرنا کسی حالت میں درست نہیں ہے پس لازم آیا کہ وہ لوگ  
 بیوگ کرتے ہیں اور کہیں کہ ہم دیرج دان کرتے ہیں اس صورت میں دوسرا  
 اختیار کرنے کا اصول قائم نہیں رہتا۔

(سہ ماہی) اگر دوجون میں کہیں ایسے لوگ ہیں جو حقیقت میں دوج  
 لائق نہیں سمجھے جاسکتے کیونکہ اگر وہ بیوگ کے اصول کے عمل منشا کو جو منشا  
 کا حیثیت بخوبی سمجھ کر اس پر عمل نہیں کرتے یا نہیں کر سکتے تو انہیں اور  
 میں کچھ ہمدین نہیں ہے۔ پس اگر وہ بیوگ کے نم کو توڑیں گے تو کہہ دے  
 رہاؤ کہ وہ بھائیں گے اور شور و برن میں گئے جائیں گے۔

دو (واوی) بیوگت استری پرش کے باب میں آپ کا جواب شاید درست  
 کہ شادی شدہ پرش استری کے باب میں آپ کیا کہیں گے۔ کیونکہ ہم  
 باتا ہے کہ دس تک سنتان اچن کر نیکاجو نیم ہے وہ انہیں بھی قائم نہیں  
 مانا کہ جو دوسرا اور ایک حکم کے لئے اس کے روتے شادی



استری کو بھی صرف دس سنتان تک اُتین کرنے کی ہدایت ہو اس سے زیادہ نہیں۔

بدھاتی (شادی شدہ مرد و استری کی نسبت یہی ہمارا وہی جواب ہے جو نیوکت

سریا پیش کے بارہ بین اوپر لکھا گیا۔ سوا کو اسکے معلوم ہے کہ دونوں صورتیں

سنتان اُتین کرنے کا جو نیم عموماً توڑا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے

ہے شاستروں میں برہمچر آشرم کا جو طریقہ لکھا ہے اس کو موافق ہم بود

ہین کرتے۔ پورا پورا تو کیا اس کا عشر عشر بھی عمل کر کے ہین یا ہین چلا

برہمچر آشرم کے پورا کرنے سے روحانی قوتوں کی جو ترقی ہونی چاہیے وہ ہین

سب سے نفسانی قوتیں غلبہ پا جاتی ہیں۔ اور وید منتر کے مطابق عمل کیے بغیر

وادی (ایضاً صاحب ہنہ نامہ کہ روح رتھ کے آدمی کو دو سنتان

لئے اور دو سنتان چار سوہ عورتوں کے لئے اُتین کرنا چاہیے اس سے

ہین۔ مگر یہ جو اپنے ویرج دان کا ذکر کیا ہے اس میں کچھ عیب اور بھلائی

معلوم نہیں ہوتی مگر یہ کہ پہلے ایک بدھو استری سے نیوکت اور پھر چار اور بدھو

سنتانوں سے خواہ ویرج دان ہے کی خاطر ہو نیوکت کرنا ٹھیک نہیں ہے

ہین۔ ہنسی، ٹھیک سے مطلب آچکا کیا ہے۔

وادی (وادی) ٹھیک کے نہ ہو جسے مطلب ہے کہ نہ عمل نہ کاری ہو



(سد ماتھی) سوچنا چاہئے کہ بیاہی ہوئی استری سے سماگم کرنا کیوں ناجائز  
 جاتا ہے۔ اور بیاہنے کے بغیر کسی عورت سے سماگم کرنا کیوں ناجائز گنا جاتا ہے۔ غلام  
 کے اول صورتیں برادری کے رد و خاص قسم کے عہد و پیمان ہو کہ مرد عورت کو اور  
 مرد کو سماگم کرنے کیلئے قبول کرتی ہے۔ اور دوسری صورت میں بدون اسطرح کی کار  
 کے سماگم کیا جاتا ہے۔ گویا خاص عہد و پیمان ہونے کے بعد سماگم کرنا جائز اور مرد  
 عہد و پیمان کو ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ یہی حال نیوگ کا سمجھنا چاہیے یعنی اگر  
 زندہ کسی زندی سے خاص قسم کے عہد و پیمان کے بعد سماگم کرے تو اسکو نیوگ  
 سماگم یعنی جائز سمجھتے ہیں۔ اور بدون عہد و پیمان کے اسی سماگم کو ناجائز اور  
 کہ جب کوئی مرد دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ شادی کرتا ہے  
 تو اسکو جو بائز سمجھا جاتا ہے یہ بھی اسی وجہ سے یعنی خاص عہد و پیمان ہونے کی وجہ سے  
 جائز سمجھا یا تاہم پس جب اسی طرح ایک مرد دوسری یا تیسری یا چوتھی یا  
 استری سے نیوگ کرے تو اسکو بھی ایسے سے جائز سمجھنا چاہیے۔ جو بیکہ خاص عہد  
 ہو بیکہ بعد نیوگ کا نیوگ کیا جاتا ہے۔ اور اگر بدون اس قسم کے عہد و پیمان  
 کیا جائے تو بیکہ 'سکو نا جائز یعنی زنا کاری سمجھنا چاہیے۔  
 سو اس کے لئے غم ہے کہ حکم سماگم کے تحت میں کہ جب ایک مرد



برائی ہے تو وہ دوسری شادی کرتا ہے اور جب دوسری مر جائے تو تیسری اور اس  
 سے بھی زیادہ شادی کرتا ہے۔ اور اسکو سب لوگ جائز اور درست مانتے ہیں۔ پہر کا چ  
 جب نیوگ ایک بدھوا کے ساتھ جائز اور درست سمجھا جائے تو دوسری یا تیسری یا چوتھی  
 بدھوا کے ساتھ نیوگ کو جائز نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ دوسری استری کے ساتھ نیوگ تب ہی  
 کیا جاتا ہے جبکہ پہلی نیوگ استری سے قطعی تعلق چھوٹ جاتا ہے گویا پہلی نیوگت  
 استری سے تعلق کا چھوٹ جانا وہی تاثیر رکھتا ہے جو کہ استری کے فوت ہو جانے کی  
 صورت میں تاثیر ہوتی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ چار بدھوا استریوں کے ساتھ نیوگ  
 کرنا کسی طرح داخل زنا کاری بہنیں سمجھا جاسکتا۔

(سوال) نیوگ شوہر کے مرنے کے بعد ہی ہوتا ہے یا اسکے جیتے جی بھی جائز ہے۔  
 (جواب) اسکے جیتے جی ہی جائز ہے۔ یعنی جبہ فاوند شنتان پیدا کرنے میں ناقابل  
 ہو جائے تو اپنی استری کو آگیا دیوے کہ ہے شنتان کی اچھا کہانی والی استری تو دوسرا  
 فاوند کر لینی اجازت مجھ سے مانگ۔ کیونکہ مجھ میں شنتان اُتہن کرنے کی شکستہ نہیں ہے  
 لیکن استری کو چاہئے کہ نیوگ ہونے کے بعد ہی بواھت پتی کی بیجا کرتی رہے۔  
 مگر القیاس اگر استری بیماری وغیرہ کے باعث بانجھ ہو جائے تو وہ بھی فاوند کو آگیا  
 دیوے کہ ہے پتی آپ شنتان اُتہنی کی خواہش مجھ سے چھوڑ کے کسی دوسری بدھوا استری



استری سے بیوگ کر کے سنتان اپن کرالیں کہو صفحہ ۱۱۱ کتاب تیار تہہ پرکاش  
 اسپر کئی لوگ اعراض کرتے ہیں کہ فرض کر دو کہ بیاعت کسی مرض کے خاوند  
 اولاد پیدا کرنے میں عاجز اور ناکارہ ہو گیا ہے تو یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا  
 کہ اوسکی بیوی اُسکے زندہ ہوتے ہی کسی اور آدمی سے بیوگ کر کے سنتان پیدا  
 کر دیکھنا چاہئے کہ اگر خاوند بیاعت کسی مرض کے سنتان اپن کرنے میں  
 ناقابل ہو گیا ہے تو اوسکی بیواری عورت جبکہ سنتان اپتی کی اچھی  
 اگر اسکو روکھا جائے تو ہم نہیں جانتے کہ اس سے بڑھکر اور کیا انیاد اور بے انصافی  
 ہو سکتی ہے۔ ذرا سی بیواری اور انصاف اس بات کی اجازت دیکھا کہ وہ عورت  
 سنتان اپتی کے لئے بیوگ کرے۔ ہم نہیں جانتے کہ ایسے مسئلہ پر جبکی خوبی بہرہ مند  
 سے ظاہر ہو کہ بیوگ لوگ اعراض کرتے ہیں۔ اگر نذر پوپ صاحب انگریزی شاعر کا قول  
 صاف آتا ہو۔ تعصب بہی آکھو نکا کل دیا زرد ہی مکھائی دیتی ہے۔  
 سوار کا کے چرنی یہ ہو کہ مرد تو موجودگی اپنی استری کے دوسری یا تیسری شادی  
 کوئی معترض یا مزاحم نہ ہو اور جب استری اپنے خاوند کی موجودگی میں حسب بالائیک  
 کہ تو طرح طرح کے اعراض اہل سے جائیں۔

منوی بہار کا یہ قول ہے کہ جب کسی بواہت استری کو تہہ پرکاش  
 CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri



برس تک۔ علم اور نام حاصل کرنے کے لئے جلے تو چھ برس تک اور دہن و عیزہ  
کے لئے جلے تو تین برس تک انتظار کر کے وہ بواہت استری یوگ کی ریتی  
سے متان اپن کرے۔ جب بواہت پتی آوے تب یوگت پتی چھوڑ دے۔

بعض اشخاص آجکل کے بگڑے ہوئے رواج کو دیکھ کر منوجی کے اشلوک کی خوبی اور  
اس کی کوہین سمجھ سکتے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اکثر بیاتے ہوئے آدمی روری کھانیاں کھاتے  
اور چور کر کلکتہ یا مہیسی جیسے دور دراز ملک کو جاتے ہیں اور کئی بنگالی مہاشا  
اور بڑائی کے لئے امریکہ اور انگلینڈ میں ہی جا ڈیرا جاتے ہیں۔ ایسی حالتوں میں  
مغربی لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر انکے چچے انکی سنوڑت کسی اور پرش سے یوگ کر کے  
اور پیدا کریں تو اس صورت میں ان استریو بنگاپتی برت دھرم ٹٹ ہو جاتا ہے۔  
انکے ساتھ سبارہ میں متفق ہیں لیکن منوجی کا اشلوک اس زمانہ کے لئے نہیں ہے۔  
یہ ناظرین جانتے ہونگے کہ ویدوں کی ہدایت کے مطابق آدمی کو پہلے اچھی طرح  
پرہیز و دارن کر کے یعنی مجرور ہر پورا عالم فاضل ہونا چاہئے۔ یہ اُسکی مرضی ہے  
کہ وہ وہ ۸ برس تک علم حاصل کرے خواہ ۳۴ برس خواہ ۵۵ برس تک  
علم از کم میعاد علم حاصل کرے نیکی ہر گویا یہ بات ضروری اور لازمی ہے کہ جب تک  
پرہیز و دارن کر کے کوئی خاص یدوی یا دھرم لیاقت کا حاصل نہ کرے اور کمانے کے



قابل نہ ہو جائے۔ تب تک بیاہ نہ کرے۔ زمانہ قدیم کے رشی مہنوں کا یہی دستور تھا کہ پہلے علم میں کمالیت حاصل کرتے تھے اور جب روزی کمانے کے لائق بن جاتے تب کافی سامان ہتیا کر کے گہرست آشرم میں داخل ہوتے تھے۔ اور جب بنے تو اس آشرم کی حالت میں اپنی استری کو اردھنگی (آدھا جسم) سمجھتے گہرست آشرم کی حالت میں وہ استری سے کبھی جدا نہیں ہوتے تھے۔ تاوقتیکہ پرست آشرم کا موقع نہ آجائے۔ سینکڑوں کتھا اور کھانیان اس امر کے ثبوت پڑانے گزرتھیں میں موجود ہیں۔ کئی اصحاب یہ کہیں گے کہ جب ایسے ایسے جاری ہوں تو پھر منوجی کے اس شلوک کے کہنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ بیاہ کرنے سے پہلے کل سامان خواہ عزت خواہ روپیہ پیسہ خواہ علم حاصل کر لیا ہو پہنچائے گا۔ اور پھر بواہ کر کے اپنی استری سے کبھی جدا نہ ہو گا۔ اس کے جواب میں بھگت کہا جا سکتا ہے کہ مان اگر ایسے طریقے جاری ہوں تو بیشک اس شلوک عمل کرنیکی ضرورت نہیں پڑے گی۔

مگر یہ شلوک منوجی مہاراج کا ایسے موقع کے لئے ہے جبکہ باوجود تکمیل برہمچر کے کسی شخص کو کوئی خاص علم یا فن وغیرہ کو حاصل کرنے کی ضرورت پڑے (جبکہ حاصل کرنے کا ممکن ہے کہ اس کو پہلے موقع نہ ملا ہو)۔



شلوک مذکور سے یہ ہدایت حاصل ہوتی ہے کہ جس شخص نے بہت دیر کے لئے  
 پردیس میں رہنا ہو وہ شخص حتی الامکان اپنی استری کو اپنے ساتھ لیجائے۔  
 ورنہ اسکی استری دہرم شاستر کے انوسار کسی اور پرش سے نیوگ کرنے کی مجاز ہوگی  
 اور اگر دہرم شاستر پر نہ چلے گی تو اندریوں کے بس ہو کر کسی اور خرابی کی ترکیب ہوگی۔  
 سوائے اسکے منوجی مہاراج کی ہدایت کی بھید ضرورت بھی پائی جاتی ہے کہ بر  
 ہدیر شادی کرنے کے بعد مرد بے روزگار ہو جائے۔ اور اسکو تلاش روزگار پر  
 جائے اور عورت کو ہمراہ نہ لے جاسکے تو ایسی صورتیں اسکی استری کو نیوگ کرنے  
 کی اجازت ہونی ضرورتی ہے۔

اس سے اگلے شلوک میں منوجی مہاراج یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ جب استری دنگا  
 والی ہو تو خاوند کو چاہیے کہ اسکو جلدی چھوڑ کر کسی بدھواسے نیوگ کرے  
 مگر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ منکوحہ عورت کو ایسے خفیف امر کے واسطے خاوند کو  
 چھوڑ کر نیوگ کر لینا مناسب نہیں ہے۔

جسے صفحہ ۱۹ کتاب ستیا رتھ پرکاش کو دیکھا ہو گا وہ سوچ سکتا ہے کہ اس  
 شلوک کو متعلق منوجی کا مجبور ہی حکم ہے کہ جب خاوند عورت کے دنگا فساد سخت  
 لاچار ہو جائے تب نیوگ کرے۔ ناظرین کی توجہ اس بات پر دلائی جاتی ہے کہ یہی



حالت میں بیوگ کر نیکی سوا اور کیا علاج ہو سکتا ہے۔ کیا ناظرین آپ ہر  
دیکھتے نہیں ہیں کہ کتنی عورتیں اپنے خاوندوں سے دق ہو کر جان کو جو کہ دنیا کی  
سب نعمتوں سے زیادہ پیاری ہے ناجائز طور پر ضائع کر دیتے ہیں لاکھوں لاکھوں  
مین ڈوب مرتے ہیں سینکڑوں ایفون اور سنگھیا کہا کر روز مرہ کی لڑائی  
دنگہ سے رہائی پاتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ کسی مرد جب گھر میں اس طرح کا دنگہ  
دیکھتے ہیں تو گھر سے باہر ہٹا جاتے ہیں۔ کسی فقیر کسی سادہ ہو کسی جنگم کسی حرام  
بد معاش بن بیٹھتے ہیں۔ ذرا غور سے سوچئے تو معلوم ہو گا کہ ہندوستان میں  
فقر اور سادہ ہوا اس کثرت سے بنے ہوئے ہیں انکا زیادہ تر یہی ہے۔  
میں جب کوئی آدمی بیاہ کرتا ہے تو آجکل کے رواج کے موافق اس کو اپنی بیوی کی  
سب بڑی اور خراب عادتیں سہنی پڑتی ہیں اور بار بار اس کو سبھی میں آتا ہے کہ  
دنگہ کرنی والی عورت آج مر جائے تو میں رہائی پاؤں۔ مگر یہ اس کے اختیار میں  
نہیں ہے لاچار اس کو گھر سے ہٹا کر پڑتا ہے اور سادہ ہو وغیرہ بن جاتا ہے۔ نیز بد  
بہشتی مان جلتے ہیں کہ جب مرد کا استری سے ونیز استریکا مرد سے نہایت ہی  
پریم ہوتا ہے تب منتان جو شادی کا مدعا ہے پیدا ہوتی ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ  
کن تو نے پیدا ہوتا ہے اول جب دو شخص خاص کے خیالات آپس میں متفق



ہنگے تب ان میں محبت پیدا ہوگی (دوسرا) جب ایک شخص دوسرے کے قول و  
فعل کو اچھا سمجھتا ہے تب وہ اُس سے پریم کرتا ہے۔ مگر جب استری اور خاوند کے  
خیالات ایک دوسرے سے بالکل برخلاف ہوں نہ صرف بلکہ ایک دوسرے کو حقارت  
کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور گالی گلوچ کی نوبت پہنچتی ہو تو کب ممکن ہے کہ

ان میں محبت اور پریم پیدا ہو۔ جب محبت اور پریم نہیں ہے تو وہ کیونکر باہم  
دل رہ سکتے ہیں۔ سب زمانوں اور سب ملکوں کے لوگوں نے اس بات کی  
تصدیق کی ہے کہ اگر کوئی دوزخ ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ مرد کو لڑکی اور  
بہو عورت ملجا سے شہج سعدی کا قول اسکا گواہ ہے۔ نرن بد در سرائے مرد نکو۔

ہر دین عالم است دوزخ او۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب ایسی استری مرد کو  
مل جائے تو اسکو جائز ہے کہ بچا لے اسکے کہ گھر سے بہاگ کر منہ منڈوا  
یا کسی ناجائز طور پر اپنی جان گنو، کراس عورت کو چور کر لسی اور عورت نیوگ کر لے۔

کتاب۔ تقیاتھ پرکاش کے صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ اگر جانہ عورت سماکم  
نہ کرنے کی حالت میں مرد سے نہ رہا جائے تو مرد کو چاہے کہ کسی خواہشمند بہو  
استری سے نیوگ کر کے اُسے سختان اُتین کر اوسے۔ لیکن زمانا کاری وغیرہ ہرگز  
اس پر ہمواری کی ذاتی رائے معلوم ہوتی ہے اور چونکہ وہ معقول ہے اس لئے



ہم اسکی تابید میں کچھ نہوڑا سا لکھنا مناسب سمجھتے ہیں اس پر اعتراض نہ ہوتا  
 کہ کسی آدمی کی استری گر بھدوتی ہو گئی ہو تو اس حالت میں مرد کو مجبور رہنے کی کیا  
 بیوگ کرنی کی اجازت دینا مناسب نہیں ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ہم کسی موقع پر لکھ چکے ہیں کہ جس مرد کی استری گر بھدوتی ہو اسکو اُس سے بچا کر  
 رہنا لازم ہے۔ الا اگر کوئی ایسا آدمی ہو جو اپنے من کو پورا پورا بس میں نہیں  
 رکھ سکتا۔ اور دشبہ ہوگ کر کے سواے کوئی چارہ نہیں رکھتا صرف ایسے  
 شخص کے لئے جائز ہے کہ کسی بدھو استری سے بیوگ کر کے اسکو نشان اُتار  
 اگر کوئی کہے کہ اس صورت میں ہر ایک آدمی اپنی استری کے گریہ دتی ہو  
 حالت میں بیوگ کرنے پر آمادہ ہو جائیگا تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اس بیوگ  
 کے کریمین مرد کے لئے بہت سی وقتیں یہی ہیں جو اسکو اس طرح بیوگ کر  
 روکتی ہیں اور مجبور رہنے کو لئے مجبور کرتی ہیں میں مثلاً جو پریش اپنی استری  
 گر بھدوتی ہونے کی حالت میں کسی بدھو استری سے بیوگ کر لیا اسکو بیوگ  
 شرائط کا پابند رہنا ضروری ہوگا۔ جب وہ اپنی برادری کے سامنے  
 پیمان کرتے وقت یہ الفاظ کہے گا کہ میں کام روپ پاپ کے بس ہوئیے  
 کرتا ہوں تو اسکو خود ہی ایسے الفاظ مونہ سے نکالتے ہوئے اپنی طبیعت



پر شرم آئیگی۔ اسکے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہو گا کہ مجھے لوگ کامی کہاں نہیں  
 رہیں گے۔ اسٹری کے گرجہ و تہی ہونے کی حالت میں اپنے نفس پر قادر نہیں رہ سکتا۔  
 ہے کہ ہم کہیں ہے کہ یہ خیال اسکو نیوگ کرنے سے روک رہے۔ اور اگر بالفرض وہ نیوگ کر بھی  
 سکا جائے تو اس نیوگ سے جو سنان ہوگی وہ اسکی بہنیں سمجھی جائیگی کیونکہ اسنے اپنے لئے  
 سب میں نیوگ نہیں کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ اسے اپنی بواہت اسٹری سے سنان پیدا کر نیکا  
 صرف اسے شاکم ہو جائیگا کہ اب وہ اپنی بواہت اسٹری سے بجائے دس کے صرف  
 سنان اپن کرنے کا حق رکھ گیا۔ کیونکہ وہ عمر بہر میں صرف دس سنان اپن  
 دتی ہوئی رہتا ہے۔ سو اسے اسکے ایسے نیوگ کر نیسے یہ نتیجہ ہی پیدا ہو گا کہ اسکی اسٹری کو  
 اس نیوگ سے کسی اور مرد کے ساتھ نیوگ کرنے کی ایک وجہ حاصل ہو جائیگی یعنی یہ کہ دہرم  
 جو نیوگ کر سکتا ہے اسٹری اور پُرش دونوں کو دس سنان اپن کرنے کی اجازت ہے  
 اپنی اسٹری کو مذکور کے کر نیسے مرد کا اپنی منکوہ اسٹری سے صرف نو سنان اپن  
 کر سکتا ہے۔ اسکا استحقاق باقی رہ گیا تو گویا اسکی اسٹری اپنے خاوند سے بجائے دس کو صرف  
 سنان اپن کرانے کے لئے اگر وہ چاہے تو کبھی اور مرد سے نیوگ کرنے کی مجاز  
 ہے یعنی جو مرد بجاہت حاملہ ہونے اپنی اسٹری کے کسی اور عورت سے نیوگ کر  
 سکتا ہے۔ یہی بجاہت ہو گا کہ اس حالت میں اسکی اسٹری دوسرے مرد سے نیوگ کر نیکی



عجائز ہوگی پس اگر وہ مرد اس امر کو ارکا کرے گا تب ہی دوسری عورت سے بڑھ کر نیکاح حلال نہ ہوگا۔

اس سے ظاہر ہے کہ ایسی حالتیں نیوگ کرنا ہر ایک کے لئے آسان ہیں اور یہ تو نیوگ کے بیٹوں سے ظاہر ہی ہے کہ پرش کو نیوگ استری سے کر کے متعلقہ مال و دولت حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ جیسا کہ منوسمیتی میں درج ہے اگر مطابق اسے نشان اُپتیتی کے لئے نیوگ استری کے گھر جا کر زیادہ دیر تک بھی نہیں ہوگا۔ پس استری کے گھر بوقت ہونے کی حالت میں مجبور ہونا اور انفل سبھا جائیگا۔ البتہ جو شخص نفس پر کسی طرح سے قادر نہیں ہو سکتا اس لئے اس قسم کا نیوگ جائز ہے کیونکہ صرف اسی طریقہ سے وہ پاپ آچرن سے بچا جاسکتا ہے۔

قطع نظر اس کے قانون بنانے یا مرتب کرنے والوں کا قانون کی تکمیل کرنا نہیں ہے سب صورتوں پر حاوی کرنا لازم ہوتا ہے۔ تاکہ کوئی صورت قانون سے نہ بچا سکے اور چونکہ سوامی جی کو کلیل قانون مد نظر تھی اس لئے انہوں نے یہ اگر کوئی ایسا آدمی ہو جو اپنی استری کے گھر بوقت ہونے کی حالت میں اس کے لئے ایسی حالت میں نیوگ کا جائز نہ کرنا ضروری ہے تاکہ کسی طرح



دکاری پھیلنی نہ پاوے اور ایسے لوگ پاپ آچرن سے بچ جائیں پس انہوں  
 نے نیوگ جائز قرار دیا ۴

یوٹیکل ایکونومی کو جانو الے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ گونیوگ کا مسئلہ عقلاً و نقلاً  
 درست ہے مگر تاہم اسکا رواج دنیا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس سے آدمیوں کی  
 اور بڑی کثرت ہو جائیگی اور کھانے کے لئے پیٹ بہر روٹی نہیں ملے گی یعنی نیوگ کا  
 نتیجہ جاری ہونے سے بدھوا استریوں کے بھی ستان ہونے لگیگی اور مرد شہری  
 کے بڑھنے سے لوگ مفلس و کنگال زیادہ ہو جائیگے ۵

اسکے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر شادی و نیوگ کے قاعدے ٹھیک ٹھیک طور پر  
 جاری ہو جائیں تو ہمارے خیال میں کسی قسم کا بوج واقع نہیں ہوگا بلکہ اس کا  
 اور آسائش کے سامان مہیا ہونگے۔ نقصان اس حالت میں رواج پا جائے تو ہمارا  
 خیال ہرگز نہیں ہے کہ نیوگ کی رسم آجکل کی بگڑی ہوئی قوم میں ٹھیک طور پر  
 جاری ہو سکتی ہے۔ نیوگ کے رواج دینے سے پہلے بیاہ کی رسم و رواج کو درست  
 کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یعنی سب سے اول بواہ سے پہلے لڑکے لڑکی کا سنت و دنیا  
 عالم ہونا اور بعد اسکے بیاہ کر کے دس سے زیادہ ستان اپن نہ کرنا ضروری ہے  
 اور جب اس قاعدہ پر عمل ہونے لگیگا تب عموماً نیوگ کے متعلقہ عمل کو درست ہوگا



۲۵ یا ۳۰ برس تک لوگوں کا بھیج کرنا۔ علم سیکھنا۔ اور پھر گرجنی ہو کر اس  
 -ستان اُتپن کرنا کثرت آبادی کے روکنے کے لئے کافی ہے۔ اگر اس قاعدہ پر  
 پورا عمل کیا جائے تو مردم شماری اس قدر نہیں بڑھے گی جتنی کہ آج کل  
 اور محض ہی کم ہو جائیگی۔ آج کل عموماً یہ علم لوگ نفسانی خواہشوں کے پس  
 ہو کر اپنی روحانی قوتوں کا خون کرتے ہیں۔ پورا اکھنڈہ بھیج دمارن کرنا  
 قوم سے غمناک ہو گیا ہے۔ چاروں طرف پُرش استری و شے بھوک میں ڈھکی  
 ہی نظر آتے ہیں۔ اور شہوت پرستی کو لوگوں نے بہا تک بڑھایا ہے۔ کہ  
 اسی اتنی برس کے بوڑھے جن کے مونہہ میں دانت نہیں ہو اور کمراتند کمان کی طرح  
 ہو گئی ہے۔ بیاہ کرنے سے نہیں رکتے اور سنان اُتپن کرنے کے ورپے ہیں۔ اگر  
 لوگ پورن و دیبا حاصل کر کے گرجت آشرم میں داخل ہونگے تو وہ اس دور کے  
 کامی نہیں ہو سکتے جیسا کہ مور کھ رہنے کی حالت میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ تب انہیں  
 روحانی طاقتیں زور پر کرن گی اور نفسانی طاقتوں پر غالب آئیں گی۔ اور آخر  
 یہ ہوگا کہ مقررہ تعداد سنان یعنی دس سے زیادہ اُتپن نہیں کریں گے اور سیوہ سے  
 مردم شماری کی تعداد کم ہو جائیگی۔ علاوہ اسکے مرید اور ایک شادی ہوئی صورت  
 میں بدھو اور تین ہی اتنی نظر نہیں آئیں گی جتنی کہ آج کل دکھائی دیتی ہیں



اور جو اولاد بدھ اور لون سے ایسی حالت میں پیدا ہوگی وہ بھوکھی ہی نہ مرے گی  
 کیونکہ شاستر کے مطابق نیوگ ہونے کی صورت میں جو اولاد پیدا ہوگی وہ ہر طرح  
 سے تندرست اور روزی کمانے پر بخوبی قادر ہوگی۔ بھوکے مرنے والوں میں عموماً  
 ایسے اشخاص ملتے جو بھنگی۔ چرسی اور محسن ناما کارہ یعنی کام کاج کرنے میں محنت  
 اور جابل ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے پورن اکھنڈ برہمچریہ مارن کر کے دیا  
 حاصل کی ہوگی انکی اولاد ایسی خراب۔ سست اور کابل وجود اور جابل نہیں  
 ہوتی جب اس آریہ ورت میں شادی اور نیوگ کے طریقے بخوبی جاری تھے  
 یہاں کے لوگ ارجن بہیم جیسے بہادر اور پاتنجلی جیسے رکھ شیر ہوا کرتے تھے۔  
 انکل جو لوگ عموماً مہندوستان میں کنگال اور مفلس نظر آتے ہیں اسکی وجہ یہ  
 ہے کہ ہر ایک آدمی تنہا اپنے لئے نہیں کما تا بلکہ ایک ایک کے سر پر دس آدمی کے  
 لئے کا بوجھ ہے۔ چنانچہ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ بڑی جماعتیں فقیرانہ ساؤچن  
 کی بچارے گرھستوں کے خرچ پر مفت میں ملتی ہیں اور انکے بال بچوں کی  
 بددش اور تعلیم کے لئے سرمایہ کافی نہیں چھوڑتیں اسلئے وہ جابل رہ کر مفلس  
 اور تنگ حال ہو جاتے ہیں۔ مثلی کا دوسرا باعث یہ ہے کہ مالدار لوگ بچہ بچے  
 کو ٹھیک طور پر تجارت میں نہیں لگاتے بلکہ عموماً سو پر دس چھوڑتے ہیں ان



اگر وہ بذریعہ کھیتی باڑی کے ملک کی دولت کو ترقی دین اور دیسی پیداوار  
 اشیاء کی قدر کرین اور ان کو عام میں پھیلانے اور بیچنے کی کوشش کریں تو دولت بڑھ  
 سکتی ہے۔ شاید تو میں چالیس مہاجرین ساہوکار ایسے ہوتے ہیں جو اپنی دولت کو نقل کر  
 اندر بند رکھنا۔ یا زیورات کی صورت میں تبدیل کر کے اپنی عورتوں کے گلے پر  
 فخر سمجھتے ہیں۔ مگر جب لوگ پورے وصال ہو کر لوہا اور نیوگ کی رسم کو شہر  
 چلائینگے تب انکی نستان سب طریقوں سے آسودگی کے سامان مہیا کرینگے تاہم  
 ان دربارہ یہ کہنا سچا نہ ہوگا کہ آجکل نیوگ کا قاعدہ بخوبی چل نہیں سکتا  
 نیوگ کی ہدایت پر عمل کرنی سے پہلے ضرور ہے کہ برہمچریج آشرم کار و اج قوم  
 بخوبی جاری دیکھ لیں ۴

بعض لوگ شاید یہ کہینگے کہ نیوگ کی بجائے رند و مرد اور میوہ عورت کی بڑائی  
 ہی کیوں نہ ہو بڑے اسکا جواب یہ ہے کہ پندرہ لوہا یعنی مکر شادی ہونے کی صورت میں  
 بہت سی خرابیاں تصور میں جیسا کہ تجربہ ذیل سے ظاہر ہوگا اسلئے مکر شادی  
 کی نسبت نیوگ کا کرنا بہتر ہے ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ شادی و نیوگ کا رواج  
 ایسی کے سوائے اور کچھ نہیں ہے اسلئے جب کوئی رند و امر کسی بدھواستری  
 اور دار کی خاطر شادی کرے گا تو انکے ان جو نشان پیدا ہونگی وہ اس رند و مرد کی







تعلق پیدا نہیں کر سکتا اور صرف ایک ماہ کے بعد ویرج دان کے خلاف  
 گہر جا سکتا ہے اس صورت میں ہر دو استری اور پریش اپنے اپنے گہر  
 جائداد کے الگ بنے رہتے ہیں۔ پس جو گہر کی صورت میں کسی قسم کے  
 برہمن ہو یا اندیشہ نہیں ہے اس لئے جو گہر رشتہ کی نسبت بد  
 ہے اور اس وجہ سے جو گہر کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

اسے ناظرین امیر کی تحریر سے آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ امور  
 ذیل ثابت ہیں :-

(۱) سیاہ اور نیوگ کا۔ مانتان اتیتی ہے۔ اور منش کو دو دن  
 میں دنل سے زیادہ ستان پیدا کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) بواہ یعنی شادی عرف کنوارے مرد اور کنواری عورت  
 میں جائز ہے ۔

(۳) رنڈ دے مرد کا بدھوا استری یا بدھوا استری کا رنڈ دے مرد  
 ساتھ ستان اتین کر چکی غرض سے شیوگ بطور نیوگ کے ہو سکتا  
 جسکے شرائط شادی سے کسی قدر مختلف ہیں ۔

(۴) آجکل نیوگ کو رواج دینے سے پہلے قوم میں برہمن چرچ



زنا نہایت ضروری ہے۔

یونگ کرنے سے ذرا کا ریح اور سب معاشی بہت رگ سکتی ہے اور اس کے رواج

نے سے لوگ پاپ آج رن سے بچ سکتے ہیں +

بیتری کے کہ ہم اس مضمون کو ختم کریں تاظرین کو یہ بات رتوجہ دلائی

تی ہے کہ جیسے انسان کی طبیعت ہوتی ہے اسی کے مطابق وہ اور نکالند

ہے مثلاً اگر آدمی کسی رشوت خور سے پوچھے کہ دنیا میں لوگ کس قسم

بیتے ہیں تو وہ کہے گا کہ دنیا میں سب آدمی رشوت خور ہیں جس بنا پر

وہی کا سر جھکا رہا ہو وہ سمجھتا ہے کہ کل دنیا کے لوگوں کے سر جھکا رہے

ہیں غرض کہ جیسی کمزور بیان انسان اپنے مین دیکھتا ہے ویسی ہی اور یہ

جہاں ہے گو وہ انہیں نہوں۔ یا یوں کہو کہ ایک کمزور طبیعت والا اور پختیاتی

کھٹیک طور پر دوسرے کی حالت کو نہیں جانچ سکتا۔ اسی طرح اکل

لوگ پڑائے رشی مہیون کے سچے اور معقول اصولوں کی اصلیت کو پختیاتی

نے کی وجہ سے نہیں سمجھ سکتے۔ اسلئے تاظرین کنجومت میں اتنا اس ہے

ہاں تک ہو سکے پختیاتی کی میل کو دل سے دور کر کے اس مسئلہ پر

ماہر سے غور کریں اور تب اس مسئلہ کی خوبیاں جنکی بنیاد و علم اور راستی پر



ہے روز روشن کی طرح خود ہی عیاں ہو جائیگی۔ زیادہ طوالت سے  
 سے پہلے اور باتیں جو اس مسئلہ کے متعلق نہیں ہیں نہیں کہیں  
 نہ انکو اجنادت۔ زور سہا ہے کیونکہ اسکا چوراہہ راہ ذکر کتاب اختیار نہیں  
 میں لکھا ہوا ہے۔ ہمارا مدعا صرف یہ تھا کہ ان اعتراضات کا جواب  
 جو بعض شخاص اخباروں وغیرہ میں لکھتے ہیں آخر میں ہم اس  
 جملہ نا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس رسالہ میں ہماری ذاتی رائے دینا  
 یعنی جو باتیں اس رسالہ میں بیان کی گئی ہیں انکے جیب و صبر  
 ہم خود منہ و ارا اور جوابدہ ہیں نہ کوئی اور شخص یا سیہا۔

## ف

سرب حقیقی اور ست کے گرجکون کا مسئلہ

آتمارام دیاتند اینگو ویدک شل سکول



دس منو کل علی الدفوس

1599

آرتی شیو جی

و در گاهی

طبع گیاره کلن بیست و نه ساله پادشاهی سحر چپا



بے اپنے گوری جی شاما گوری

نکو نندن دناوین ہری برہما شوری

مانگ سندور مہاجت ٹیکا مرگ مدکو

اُچل سے دو مینا چند بدین بسکو

کانن کنڈل سوہت ناسا پر موٹے

کوٹ ایک چندر دو اکرتنگے سم جونی

کنک سان کلپور رکت مہر راجی

رکت کسم کی مالا کنہین پر سائی

کے پر مہین راجت کھڑک نر شول دھاری

مہر زینتی جن سیوٹ تنکے دو کھہ ہری

پتھو گئے ٹیب دل ہر ماضی کھاسر گھائی

دھوم ملو جن ناسک نندن مدائے

چند وند سنگھ دھی شونت بیج ہری



شنبہ شنبہ بھاڑی شربھی دور کرے  
 برہادک برودرادک اندرادک دماوین  
 ستر سنی جن گاوین من بانجھت پاوین  
 چوتھ جوگنی گاوین زرت کرے پھرو  
 باجی تال مردنگا اور بابے ڈیرو  
 سورن تھال براجت اگر کپور بانی  
 ہل کیت مین راجی تسدن رنگرانی  
 تم برہانی تم ردرانی تم کملارانی  
 اگم نگم نگھانی تم ترہون جانی  
 اتر سنگھاری شربھی ہاری سین کے جو سھا کرے  
 جونرنگو سیون شکھ دو گھڑے گھڑی  
 شکر جن ہے تراندن گن گانا  
 سدرشا گوری ترلوکی ساتا



یہ ابھی کی آرتی جو کوئی گاؤں  
 کہی سواتند سوامی سکھ سہیت پاؤں  
 آرتی شیوجی کی

جی شیو او نگار اہر شیو اونکارا  
 ہر مہا بن سد اشووار دانگی دھار  
 ای لکان چتر انن چچانن راسے  
 ہنس سن گڑ راسن ہر کجھان سہا  
 دو بیج چار پتر بیج دس بیج نی سوہین  
 تینوروپ نہر کھتا ترہون جن موہین  
 سیوٹیکر پتا مہر باگہر ان گے  
 سنگاوک بہکاوک بہوتاوک سنگے  
 اکھشالابن مالانڈ مالادھار می  
 چندن مرگ مدوہن مہالی شیشی دھار



کر دہ کنڈل چکر ترسول دھرتا  
جگ کرتا جگ دہرتا چگ پان کرتا  
پہلی برگاتیری پارپی اسگے

اردانگی گاتیری شیو گوری گنگی

برگتا تم کی آرتی جو کوئی گا دے  
کھی شیوانتر سوامی شکھ سمپت پا دے

شیوا سنگ

بھولا ناتھ پیکت نرجن ہی سخن ہوشیہ کاری  
گنگی لائشی کاشی کی باشی اب سدا بیجے

سید رہون چرن کی اپنا جان کو پا کھجے  
اپو دان دیکھی پرہو میرے کل مرث کی ادھکارے  
بھولا ناتھ

برہما بنشیش من نارو او کرین سیوا



اونکی اچھا پورن گیتی اوسناتن ضرور  
 بھگت ٹکٹ داتا مکیشتر تریہون شیور رپور اے  
 بھولا ناتھ

دین دیال کرپال کال رپو اکھہ زرخن شیو جوگی۔  
 منگل روپ انوپ چیلے اکھل ہونکے تم ہوگی  
 باوین انگ رنگ رس ہینی او ماہدنی چہب پیارے  
 بھولا ناتھ

اگر اُمر امرا شیور گو شیور گو سوامی  
 بڑکھا روڑہ گورہ گن گنپستی گرجا بلہ نکاتی  
 شو بھاسا گر روپ او جا گر گات مین سر زنا رہی  
 بھولا ناتھ

اسر ٹکٹن شر زبندن بیکھا تا جگ جانا  
 منڈال گنج کمال بہال شیشی خیل کھٹہ جی من



دہر ز شول دہر بجھ دہر ما کہند دہر برداری  
بھولا نا تھ

مادیو لوؤن کے آدہ پی پی پی پی پی پی پی پی پی پی  
لکھت لکھت لکھت لکھت لکھت لکھت لکھت لکھت  
لکھت لکھت لکھت لکھت لکھت لکھت لکھت لکھت  
بھولا نا تھ

پہلے ہوا کرتا گا رہی وارا بار نہ کچھ سوچھی  
اسٹین گریوہ مگر کچھت بارگ کہو کا سے بوجھے  
انہما انزل نو کا شہی کیوٹ اٹھاری  
بھولا نا تھ

م کروہ بھہ مہا پر تل من افسے میرا بس تاہن  
لو بھہ موہ کا سنگ نہ چھوٹے اون ندیت نیمری من  
انہما انزل لگی رہیت من جن اوپر ترش تاہار  
بھولا نا تھ



کھی کرتا تھی ہر تاشی جگ کے رکھ واری  
 تھی گلن گن بن پر تھی پاز بٹی کے پت پیارے  
 تھی پون ہوتا سن تھی تھی دگر شیشی و صاے

بھولا ناتھ

ہم آجان تم نہت بیانی او گن میرے جی نہ گنٹے  
 سب اپرا وہ چھاکر سکر کتیر کے بنی سستی  
 تم تو جگ کے شکل سروہن ہم پرانی ہن سساری

بھولا ناتھ

بھابھن مشور جیکے پڑی سستی جینت گاومی  
 اسے شدہ نوند پدارتھ وہ پرانی نت او ٹھہ پارسا  
 سری بحر ہو کن جی پرشن ہوت ہن کر پاکوے جب ہر  
 بھولا ناتھ بہکت نرنجن پار بنی سگل گامی  
 تمام شد



# انجیل کے مساویوں کی کڑوتالی

مقدمہ کی اصل کا

پہلے

یعنی صاحبِ شن ج لاہور کا

فیصلہ

مورخہ یکم - اکتوبر ۱۹۰۱ء

روپے پچاس

• کر کے نام نہ کر کے:

پورا	.....
آگے	.....
پیش	.....
گھر	.....





# یادداشت

پہلے جو ترجمہ اس فیصلہ کا اس مطبع میں چھپا

ہوا تھا وہ کسی غلط تھا اس لئے اب صحیح ترجمہ

جیوند اس نے تیار کر کے اس مطبع میں بھیجا چھپا

نذر ناظرین اخبار کیا جاتا ہے \*



فیصلہ صاحب شن جج قسمت لاہور۔

باجلاس کرنیل۔ سی۔ ایچ۔ لی۔ مارشل۔ صا۔

واقع یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء

بمقدمہ پیل

ادان درگا پرشاد و جیون لال ساگر ام و جوالا سہاے اپیلان

بنام

ر سپانڈنٹ

سرکار

باز افی حکم مسٹر ڈبلیو۔ ای۔ ہیبرس صا جج سرٹ ورجول ضلع لاہور

مورخہ ۳۔ جولائی ۱۹۰۶ء

جرم زبرد و دفعہ ۹۲۔ تعزیرات ہند



## فیصلہ صاحب سشن جج

ان چھ ملزمان پر زیر دفعات ۲۹۳ و ۲۹۲ تعزیرات ہند  
جرم لگایا گیا۔ اور ثابت ہوا۔ کہ انہوں نے رسالہ موسومہ آج کل

کے سادھوؤں کی کرتوت تیار کر کے چھپوایا اور فروخت

کیا۔ صاحب مجسٹریٹ نے اس رسالہ کو زیر دفعہ ۲۹۲ فحش

قرار دیکر ملزماں پر حسب ذیل جرمانہ کیا :

ملزم نمبر ۱ پر نوٹس پر ..... لے گا

ملزم نمبر ۲ پر نوٹس پر ..... لے گا

ملزم نمبر ۳ مالک چھاپہ خانہ پر ..... مار

ملزم نمبر ۴ پر جس نے اردو سا چھپوایا ..... مار



مزمزم کے پاس ہندی کتاب نے فرو برد ہوئی۔ وہ جلیہ

مزمزم پر جس نے ہندی رسالہ چھپوایا..... مار ..

مزمزم کے ایک دوسرے پیل کرتے ہیں۔ ان کے فاضل وکیل نے

مزمزم کی کچھ تردید نہیں کی۔ کہ اس رسالہ میں بعض فقرے جن

کی بابت استغاثہ کیا گیا فحش ہیں اور نہ اس میں کسی کو کلام

ہوتا ہے۔ وکیل کی حجت یہ ہے کہ رسالہ بذاتہ فحش نہیں ہے۔

جو بات وکیل کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) قانون میں کسی کتاب

مزمزم قرار دینے کے لئے کوئی مستقل قاعدہ مقرر نہیں کیا گیا۔ (۲)

مزمزم صرف درجہ کی ہے۔ اور ہر ایک مقدمہ بلحاظ جملہ حالات

مزمزم کتاب چھاپہ شدہ کے فیصلہ ہونا چاہئے۔ (۳) رسالہ زیر بحث



حال کے چھاپنے سے غرض یہ ہے کہ پُرانے خیالات کے لوگ  
 جو مہید ہر کو ویدوں کا مستند اور مقدس مفسر مانتے ہیں اُن پر ثابت  
 کیا جائے کہ مہید ہر ماننے کے لائق نہیں ہے۔ جو لوگ مصنف  
 کے ہم خیال ہیں اُن کے نزدیک مہید ہرنے وید کے بعض منہ  
 کے معنی ایسے بیان کئے ہیں کہ پاک باطن لوگ اُس کو حقارت  
 اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پس مصنف اور اُس کے ہم  
 خیال لوگ ایسے معنوں کو شائع کرنے سے یہ امید رکھتے ہیں  
 کہ اہل ہنود مہید ہر کو معتبر ماننا چھوڑ دیں۔ رسالہ زیر بحث  
 کو کتاب کنفشنل کے درجہ کا معیوب نہ سمجھنے کی دو وجوہات  
 ہیں۔ اول یہ کہ کتاب آخر الذکر لوگوں میں عام طور پر تقسیم کرنے کی



میں سے چھاپی گئی تھی۔ اور گلی کوچوں کے سروں پر بکثرت  
 فروخت کی گئی تھی تھے کہ موضع ولورہٹن میں صرف ایک  
 شخص نے دو یا تین ہزار جلدیں اُس کی فروخت کیں حالانکہ  
 امتنازعہ حال صرف سات سو اور دو اور چوہ سو ہندی میر  
 چھاپا تھا اس رسالہ کے چھاپے کا منشاء یہ پایا جاتا ہے کہ بحث  
 ہاشمہ کرنے والے لوگ اس کو پڑھیں۔ اور اس رسالہ کو صرف  
 ہی آدمی سمجھ سکتا ہے جو سنسکرت اور ہندی میں کچھ دخل  
 رکھتا ہو۔ اور عام لوگوں کے لئے یہ کتاب طبع نہیں ہوئی \*  
 یہ کہ گفتن کا فحش مضمون بقدر نصف کتاب کے قرا  
 ل کیا تھا۔ حالانکہ رسالہ سادھوؤں کی کرتوت میں صرف چھتھو



کے بعض ٹکڑے فحش ہیں۔ پس سوال درجہ کا ہے۔ اور اس  
 کے فیصل کرنے میں یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ واضعاً قوی  
 نے دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند میں صاف لکھ دیا ہے کہ کوئی  
 شبیہ جو کسی مندر کے اندر یا باہر یا کسی ایسی گاڑی پر نقش  
 جو بتوں کے لیجانے کے لئے استعمال ہوتی ہو دفعہ مذکور  
 اندر نہیں آتی۔ اور اسی طرح مذہبی تصاویر اور کندہ کی ہوئی  
 یا تراشی ہوئی چیزیں اس دفعہ کی تاثیر سے محفوظ رکھی  
 ہیں۔ گویا ہندوستان کے ان مقدمات کی نسبت نرمی دکھائی  
 گئی ہے جو عقائد مذہبی سے تعلق رکھتے ہوں۔ رسالہ سادھو  
 کی کثوت جس میں فحش فقرے درج ہیں ایک مذہبی کتاب



ہے جس کی غرض ہندو دھرم کی رکھشا کرنا ظاہر کی گئی ہے۔  
 اگرچہ پُرانے خیال کے ہندوؤں کو اصل کتاب میں فحش فقروں  
 کے ہونے سے انکار ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب  
 کے فقروں کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے مگر مصنف کے فریق کا  
 بیان ہے کہ جو معنی اُن فقروں کے لکھے گئے ہیں وہی صحیح  
 ہیں۔ ہماری اس رسالہ کی نسبت یہ رائے ہے کہ وہ عوام الناس  
 کے لئے نہیں چھاپا گیا بلکہ ناظرین کی ایک محدود تعداد کے لئے  
 جو مذہبی مناظرہ کا شوق رکھتے ہیں چھاپا گیا ہے۔ غرض اس کے  
 چھاپنے سے یہ تھی کہ ہندوؤں میں جو ایک کتاب عموماً معتبر  
 سمجھی جاتی ہے اُس کی قلعی کھولی جائے۔ یعنی کتاب مذکور



میں نے مصنف رسالہ کے متعلق یہ تحریر کی ہے جو بیہودہ مضمون ہے اور اس پر  
 پر ظاہر کیا جائے۔ وکیل اپیلانٹوں کی طرف سے یہ عذر پیش کیا  
 گیا ہے کہ اس رسالہ میں فحش فقروں کا نقل کرنا اس کی ضروری تھا کہ لوگ  
 مہید ہر کے بھاش کا فحش ہونا صریح اُس وقت مان سکتے تھے کہ جب وہ اپنی آنکھ سے اُس  
 فحش فقروں کو دیکھ لیتے۔ شاید یہ سچ ہے مگر اس کے لئے کوئی  
 کی بجائے صرف ایک فقرہ درج کرنا کافی تھا۔ اور ہمارے  
 میں جس قدر کہ مصنف کی غرض پورا کرنے کے لئے جائز تھا  
 اُس سے زیادہ فحش اور گندہ مضمون درج کیا گیا۔ پس مجھے  
 کہنا پڑا کہ مصنف نے حد قانون سے تجاوز کیا۔ اس میں شک



نہیں کہ مصنف نے جس قدر مضمون چھاپا نیک نیتی سے چھاپا  
 کر کے دیا ہے یعنی اسے ایسا ہی ہے طور پر پورا کیا جس سے  
 خلاف وزری قانون کے ہو گئی۔ صاحب مجسٹریٹ اس سال کے  
 باقی کل حصہ کی تعریف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ مصنف  
 نے بت پرستی کی خرابیوں کو فصاحت کے ساتھ بیان کیا۔  
 اور لوگوں سے بہت نرمی کے ساتھ اس بات کی التجا کی کہ وہ  
 بت پرستی سے باز آئیں۔ اور ویدوں کا خود مطالعہ کریں۔  
 اور پاک زندگی بسر کرنے کے لئے اُن سے ہی ہدایت حاصل  
 کریں۔ اور بچوں کو ایسی تعلیم دیں کہ ویدوں کو پڑھ کر خود  
 میں اُن کا سمجھ سکیں۔ نیز مصنف نے تمام ہندوؤں سے



عاجزی کے ساتھ یہ درخواست کی کہ اپنے مذہب کو اُن نقص  
 اور عیبوں سے پاک کریں جو بد چلن یا دیوں اور معلوموں کی  
 سے اُس میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور اس بات پر بہت  
 زور دیا کہ روحانی رہنما اور ہادی ایسے ہونے چاہئیں  
 عالم و فاضل اور ہر طرح سے پاک و صاف ہوں۔ یہ تحریر  
 صاحب مجسٹریٹ کی صحیح ہے جس کے اخیر میں صاحب  
 مجسٹریٹ نے یہ نتیجہ نکالا کہ مصنف رسالہ کی غرض نیک  
 تھی مگر اُسے طرف داری کی وجہ سے (صاحب مجسٹریٹ کو یہ  
 لفظ طرف داری کے جوش مذہبی لکھنا چاہئے تھا) مہید  
 کی اُن تاویلات کو جن کو مصنف فحش سمجھتا تھا لوگوں



ظاہر کر دیا۔ درحقیقت مصنف نے اُس سے کسی قدر تجاوز  
 کیا جو مصلحان قوم شروع دنیا سے کرتے آئے ہیں اور صرف  
 یہی کہا جاسکتا ہے کہ اُس نے پُرانے خیالات کے ہندوؤں  
 پر یہ سماج کے اصول قبول کرانے کی دُہن میں شائستگی  
 کی حد سے بڑھ کر قدم رکھا۔ اور اسی میں قانون نوڑا گیا۔ اور  
 یہ قانون کا توڑنا صرف اس بات میں ہے کہ مصنف نے ضرورت  
 سے زیادہ فحش فقرے درج کر دیے۔ یہ فقرے لوگوں کے اخلاق  
 کو بگاڑنے والے ہیں۔ پس موجودہ صورت میں اس رسالہ کے  
 شتہ ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ مگر کل حالات  
 مقتضی ہو صاحب مجسٹریٹ نے اپنے حکم میں مفصل درج کئے



انکا ایک کچھ بچہ کافی سمجھتے ہیں اپیلانٹاں نمبر ۳۷ وہ پر نہیں لکھیں کہ ان کو رورور  
 ہندی میں چھوڑ دیا جائے گا مگر کچھ جرم نہ کیا جائے اور نہ بھی غرض سے کہ سالہ مذکور کا  
 موجودہ دوبارہ چھینا داخل جرم مقصود ہو۔ ہم قرار دیتے ہیں کہ یہ سالہ کی مقدار  
 تقریباً ہند کی فصد ۲۹ میں آتا ہے مگر بد خیال کہ اس کا ٹھکانہ اساحصہ بخش اور  
 ہندوؤں کی مذہبی بیجا و عوام الناس کے لئے وہ طبع نہیں ملے گی اور اس چھانک  
 غرض بھی نیک تھی اس لئے برا نام ہوئی تھا یہ صفا ثابت ہے کہ طرزان نمبر ۱۲ نے  
 سالہ مذکور کو چھوڑ دیا اور حکم ہو کہ اس پر اپیلانٹاں منظور ہو اور طرزان نمبر ۱۳  
 کی نسبت حکم عدالت تحت منسوخ ہو کہ جرم نہ ان کا واپس دیا جائے اور طرزان نمبر ۱۴  
 کی نسبت حکم ترمیم ہو کہ ایک ایک یہ جرم نہ ان پر قائم رہے اور بقیہ جرم نہ  
 واپس دیا جائے \* تمام شد



۱۵۹۹

بنام آنکه نامش او نگار است و انادی و انست و نر و کار است

# شیو ترین کی شوخی کا

## جواب

مطبع اردو پرنس لاہور میں لالہ سالگرام کتب فروش بازار چچی سٹریٹ لاہور

قیمت فی جلد ۷ پائی

بار اول

جلد ۶۰۰



در زمین  
نویسند  
سوس  
پایه  
پایه  
سیان  
پایه  
پایه  
پایه  
پایه

۱۷۳



اوم

نہیجہ مت کہ چہ وارور ہاندت زمین و رو  
نہ عین چہلی و واری گمان کہ دانائی

وین صاحب بجائے اسکے کہ رسالہ اسرار بہیم پینتہ کو پڑھ کر اپنی ناپائیدار کو توڑ  
کر دیکر اور ساتھ ہی جیسا کہ باب اہل علم ہے اون اعتراضوں کا جواب بھی دیتا  
وہ رسالہ میں نہایت ہی شائستگی اور تہذیب کے ساتھ مع حوالہ جات کے اونکی  
ساتھ زندگی پر کئے گئے ہیں۔ اب یہی اپنی جیلی خاصہ کیموائفٹ اون سب پر پڑاؤ  
کے ایک اور ہی فریب کی چال چلے ہیں چنانچہ اس تمام رسالہ کے آغاز اور  
میان کو چھوڑ کر اسکے آخری حصہ میں سے چند سطور مشتبہ مقدمہ منشی اندون کو  
اوپر اون نے آریہ سماج پر ایک اور حکمہ کیا ہے جس شرارت یا ایمان داری سے اس نے  
اوپر اون نے اپنی پیچھاٹ موسومہ پینڈٹ دیانت کا سنیاٹس میں کلام کیا ہے۔ جس  
میں یہ شرافت سے اوپر اون نے آریہ سماج اور اوکو بائی مہانی نہایت ہی  
بال ادراک کی بہرہ پار کی ہے تو یہ لوثہ الامان الامان۔ اوسکو ایک شریفانہ گناہ ایک



پرے درجہ کا بد معاش بھی اپنے کا لون سے مستی میں چاہتا۔ بیشک  
 نے جھوٹی شہرت اور پیسے کمانے کے لئے تو ایک عمدہ ڈھنگ نکالا ہے۔ لیکن  
 طرف اوں کے گوش گزار یہ شعر کرتے ہیں۔  
 بلند نام ہوا و گزاف نتوان شد۔ بیال کر کس نتوان پرغ نتوان  
 دوسری طرف ادب کی خدمت میں یہ عرض بھی کرتے ہیں کہ اگر وہ زندہ ہی  
 سخن پر مانگے تو بخوبی یاد رکھیں کہ اس سے بھی بڑھ کر زندان شکن  
 اب اونکے فقرہ فقرہ کی تردید کیجاتی ہے اور اونکی ناپاک زندگی  
 قول۔ جب منشی اندرس کے مقدمہ کی خبر پڑی تو منہ کو پھوپھی  
 نے اپنی چالاکی کے متقاضی کے موافق پہنچ سوچا کہ اس وقت جبکہ لوگ  
 ہے، میں بھی ایک اوپر ٹ لگا کر کچھ پکا کام کر لینا چاہئے۔  
 جواب۔ لقمے بہشرم بر این لیاقت و بیجائے تو کیا اسی  
 پر آریہ سماج کے بڑے بڑے ممبروں سے مباحثہ کرنا چاہتا ہے



۹  
 مفتی کے موافق کیا محاورہ ہے؟ فصیح ہے یا غیر فصیح؟  
 جی ہاں! میں نے اندر من کی حالت زار پر جس قدر شفقت اور عنایت  
 سے مقدمہ میں محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کی اور سکا  
 زمانہ شاہد ہے۔ لیکن اگر تم اسکو دیکھ نہیں سکتے تو یہ تمہاری  
 کمزوری ہے۔ نہ کہ سوامی صاحب کا قصور۔ بقولیکہ  
 چشمہ آفتاب را چہ گن ۹۵  
 کور پیتر نہ آفتاب سیاہ ۹۶  
 جب چاروں طرف سے امید سے برقعہ کر روپیہ آئے لگا تو  
 سیاسی صاحب (مراد سوامی جی) سے ہے اکی نیست بدل گئی  
 انہوں نے اس کل روپیہ کو اپنے کام کے لئے رکھ لینے کا  
 بہانہ بنا دیا :-

۱۰۔ کیوں ناگہان چھوڑ پڑتے ہو اور اپنی زندگی کے اعمال میں



۴  
 مسکوسیاہ کرتے ہو۔ لفظ نیت بدل گئی کا اطلاق سوا  
 کبھی ہی نہیں آسکتا۔ ان جو لوگ بہگوا بانیہن کر پھیل کو میہ  
 شریف کی لڑکی سے رشتہ گورو اور پچیل کا قائم کرنے ہیں  
 پہر او سکے چہرہ کی چمک اور دمک کو دیکھ کر اوس سے لفظ  
 لذات پوری کرتے ہیں۔ اون پر بیشک آسکتا ہے۔ انوس عقدہ  
 کہ تمنے خود اپنی اسی پمفلٹ کے صفحہ ۳۰ پر اقبال بھی لکھا ہے  
 کل روپیہ لالہ رام سرنداس صاحب رئیس میر ہٹ کے پاس  
 ہتا۔ پھر معلوم نہیں کہ تمنے مانتی سوامی جی کو گالیان دیکر کہہ  
 اپنی اصلیت کو ظاہر کیا ہے :-

قولہ۔ لالہ رام سرنداس کے انکار سے منشی جی کو شک پیدا ہوا اور  
 نے دیکھا کہ یہ میرے نام سے روپیہ اکھٹا کر کے شاید خود اوڑا لیا  
 ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بعض اخباروں میں اشتہار دیا کہ



کر پھلن کو میرے مقدمہ کے لئے روپیہ دینا ہو وہ سہرا راست میرے پاس  
آئیں دین و خیرہ و خیرہ \*

سے لڑا۔ یہ ایک اور ہی جھوٹ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کھٹی  
سنس عقدہ میرے کو جب یہ معلوم ہوا کہ اون کے علاوہ براہ راست ہی  
ہا ہے صاحب کے پاس بہت کچھ روپیہ پہنچ چکے ہیں جو مقدمہ کے اخراجات  
پاس بہت ہی بڑھ کر معلوم ہوئے ہیں۔ تو اسے بعد یہی مبلغ لے جائیں  
یہ کہ اون سے صاحب طلب کیا جس کے کہ جو اب میں منشی صاحب نے  
معلوم کس حماقت میں مبتلا ہو کر صاف صاف انکار کیا۔ چونکہ کھٹی مذکورہ  
وٹا گھر پر ناہر گز ہر گز مطلوب نہ تھا۔ بلکہ خالی ہاونکے مقدمہ میں  
طالبہ کی گناہتا لہذا اون کو روپیہ منشی جی کو دینا مناسب نہ سمجھا بلکہ  
دیا کہ روپیہ کو سب درخو است چندہ دہندگان واپس کر دیا۔ چنانچہ  
بات کو منشی صاحب نے ہی اپنے ۵۰ صفحہ کے گنجان رسالہ میں



صاف صاف تسلیم کیا ہوا ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ معترض نے کیا  
بدعی سست اور گواہ حجت کی مثال قائم کی ہے۔

اس سے آگے چلکر معترض نے نہایت ہی بدزبانی اور تشریح  
کام میں لا کر اپنی حجت باطن کو ظاہر کیا ہے۔ خیر ہم اسکا جواب  
پسند نہیں کرتے قاعدہ کی بات ہے بدزبانی سے وہی لوگ  
کرتے ہیں۔ کہ جن کے پاس دلائل مضبوط نہیں ہوتے یا جتنے  
درست نہیں ہوتے۔

پھر صفحہ ۹ پر معترض نے لکھا ہے کہ منشی رام سہندا اس نے  
میرٹھ والے پمفلٹ میں بیان کیا ہے کہ صرف الصیغے اور یکے  
پہنچا جس میں سے مبلغ تعمیر وہیہ او ہوں نے اندر میں کو دیا  
سما ہوں میں وہ پس پہنچا گیا۔ چنانچہ اس موقع پر معترض نے  
بھی رسالہ مذکور میں سے بطور حوالہ سحریر کہیں ہیں۔ یہہ کہہ کر



مین ہوا بلکہ پریہی حسب عادت خود مرغی کی ایک ٹانگہ ہی ہانکتا  
 ہے۔ اور کہتا ہے کہ نہیں خالی اسقدر روپیہ نہیں جمع ہوا  
 کہ ایک ہزار اکٹھا ہوا ہوتا۔ اسکا جواب گوئی بازو بجا چکا ہے  
 ہم پر عرض کرتے ہیں۔ اگر معترض صاحب تعصب اور شرار  
 ہو کر اس پر غور کرے تو ہمیں یقین واقع ہے کہ اونکی پوری  
 سنی ہو جاوے گی :-

ہم چندہ جنکا لالہ رام سرنداس صاحب مرحوم کو اقبال ہے۔ وہ  
 ذیل ہیں :-

معرفت آریہ سماج لاہور

سماج لاہور	سماج ملتان	سماج جہلم	سماج مہارن	سماج لاہور سکھ
سماج امرتسر	سماج روٹکی	سماج فرخ آباد	سماج فیروز پور	سماج لاہور
لالہ کیول کشر	اوزنگ آباد	ازدار جنگ	لاہور	لاہور



اس میں سے مبلغ نعمانی پر تفصیل ذیل

حضرت لالہ شام سندر رئیس مراد آباد خارج متفرق مقدمہ ابتدائی

نوٹ بذریعہ رجسٹری ہندوئی کا میز ان نعمانی

منشی صاحب کی خدمت میں بھیجے گئے تھے اور بقیہ روپیہ جس جس سے آیا تھا واپس کر دیا گیا تھا۔ اب اگر معترض صاحب یہہ جیسا کہ باقی ماندہ روپیہ واپس نہیں بھیجا گیا تھا۔ تو ہم بہت سہما جون اور شکر جہنم نے اپنا زر عطیہ واپس لیا ہے۔ نام ہی پیش کرینگے اور معترض کا سینہ ریش۔

اس رسالہ میں جسکا کہوالہ معترض نے اپنی پیملٹ میں ہی خالی ہی فہرست تفصیل وار درج نہیں ہے بلکہ ساہتہ ہی کہلیم کہلا جہذہلیرانہ لفظوں میں چیلنج بھی کیا ہوا ہے کہ اگر کسی شخص کو رقومات میں سے ایک کوڑی تک کا بھی اسمین ذکر نہو تو وہ



سامنے میدان میں آوے پر جہاننگ کہ ہمیں معلوم ہے اور جہاننگ  
 کہ ہماری واقفیت ہے آج تک ایک بھی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جس نے  
 کہ ایک کوڑی تک کے شعبن کا بھی ثبوت ہم پر ہونا چاہیے۔ چہ جائیکہ ہزاروں  
 بیس بیس ہی یاد رہے کہ یہ پیلنج خالی منشی اندر من کے پاس ہی، نہیں بیجا  
 کہتا بلکہ اسکی بہت سی کا بیان طبع کر اگر مختلف شہروں میں بھیجی  
 اور پتہ نہیں۔ ہمارے خیال میں کمیٹی منعقدہ میرٹھ کی یہ کارروائی  
 کرنا ہی قابل تحسین و آفرین تھی۔ اگر وہ ایسا کرے تو ممکن تھا کہ  
 بہت سے اعتراضات منشی اندر من جی کی طرح اوپر ہی ناپید ہو سکتے  
 اب محقق دیکھ سکتے ہیں کہ کمیٹی مذکورہ نے یہ معاملہ کس قدر صاف  
 اور طے کر کے چھوڑا ہوا ہے۔ ہم پر اس موقع پر یہ شعر کہہ کر۔  
 راستی کے حق میں یا رواج خم ہو گئیں ہیں ہم  
 سامنے آجائے اب جو مردے میدان کا



اپنے سارے مباحثہ کا دار و مدار اسی امر پر موقوف رکھتے ہیں اور معترض  
 کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ اب تک مذکورہ البالاء و فوات کے علاوہ ایک پیہ  
 ہیک کا بھی ثبوت دے سکتے ہیں۔ تو سامنے میدان میں آویں ابھی  
 اس مقدمہ کو فیصلہ ہوئے کوئی زیادہ عرصہ منقضی نہیں ہوا ابھی قیام  
 کل چندہ پہنچنے والے اصحاب زندہ ہیں۔ پھر ناحق گالی اور گلوچ دینے کی  
 کیا ضرورت ہے۔ ہم ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ اگر ایک کوڑی تک کا بھی ثبوت  
 انہوں نے پیش کر دیا۔ تو قسم اداون کے ساتھ ادا ہو جائے گی  
 زیادہ کیٹی منعقدہ میرٹھ کو براہ راست لکھنؤ گئے اور اگر وہ نہ پہنچا سکے  
 (جیسا کہ یقین ہے کہ وہ نہ پہنچا سکیں گے) تو ہم اداون سے بھی بڑھ کر  
 صلواتیں معترض کے حق میں سنائیں گے اور پبلک مین او کی شرکت  
 اور سرکاری کی دھوم مچا دیں گے۔

اب ہم اداون کی ہر دو دلائل کی جن پر کہ وہ بہت کچھ بنا کر کرتے ہیں تو یہ کہ



قولہ۔ رسالہ آریہ درپن بابت ماہ جولائی ۱۸۸۴ء میں لکھا ہے کہ اب تک  
 آریہ سماج فیروزپور۔ امرتسر۔ لاہور وغیرہ وغیرہ سماجوں میں قریب چار ہزار  
 کے چند ہو چکا ہے۔

جواب۔ سچ ہے۔ دست خود۔ دمان خود۔ جو دل چاہے سو لکھتے۔ کوئی ہاتھ نہیں  
 لگاؤ۔ دارنہ نظریں تو کیا آپ کا دل ہی جانتا ہے کہ آپ کس قدر جو ہٹ بول رہے ہیں  
 آپ ہی خدا کو حاضر و نظر سمجھ کر کہتے کہ اخبارات کے حوالے سے کسی ہندہ کی رقم کا  
 پورا پورا اندازہ ہو سکتا ہے؟ کیا اخبارات میں ایک ذرا سی رقم کے وعدہ پر غلطی  
 سے سیکڑوں روپیہ کی وصولی دیکھ سکتی ہیں جاتی۔ افسوس ہے آپ کی اس حال  
 اور حالت پر بالقرض اگرچہ زبردستی یہ کہنا ہی لکھا گیا ہو تو امر واقعہ طلب ہے کہ کوئی شخص  
 اس قدر بے پرواہ نہ ہو کہ

۵۔ ناچند تراز خانہ و بیہودہ گپ زنی  
 اے ترک من ساز کہ ترک کی تمام شد

قولہ۔ منشی گنیا لعل صاحب لکھنؤ ہاری نے اندر من جی کو لکھا تھا کہ میں نے



سوامی دیانند سمرتی جی سے جبکہ وہ آگرہ میں مقیم تھے بذریعہ اپنی ایک عزیز کے رہنے  
 کیا تھا کہ چندہ کا کیا حال ہے اور ہونے لگا ہوا کہ پہرہ بزار دیکھ کر ایک کان پر جمع  
 جواب یہ ایک درپہی چالاک کی ہے۔ اس میں بہت سی امور اور غور طلب ہیں۔ اول تو  
 یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا کوئی خط اس مضمون کا لکھ دہاری صاحب کے منشی جی کو  
 لکھا تھا یا نہیں۔ اگر لکھا تھا تو اس میں کیا الفاظ درج تھے۔ دوم یہ دیکھنا ضروری ہے کہ  
 ذکر ہوا ہے قابل اعتبار ہے یا اور اور ہر کی کہیں لکھنے والا تھا یا صرف خالی لکھ دہاری  
 صاحب کی اس قدر تحریر سے اگر کوئی ہی یہی تو یہ نتیجہ نکالنا کہ ان ضروری چیزوں پر  
 شمع ہوا تھا۔ نہایت ہی حماقت اور جہالت کا نشان ہے۔ بیشک معترض صاحب کی طرح  
 ہم بھی لکھ دہاری جی کی دہانتاری کے قابل ہیں۔ اگر انہوں نے سوامی صاحب سے خود  
 پوچھا ہو یا کہ خالی سوامی جی کا کوئی دستخطی کاغذ ہی پیش کیا ہو یا تو ہم سمجھیں وہ  
 اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا لہذا اس کو ہی نور مہتر مضمون کی طرح نہ  
 ہی پھر پوچھ تصور کرتے ہیں۔



ایک بعد معترض نے اپنی پمفلٹ کے صفحہ ۵۷ ایسے لیکر دکھائے کہ اس پہاڑ پر کہ سوامی صاحب  
 عہدہ پانچاٹ مثل دوشال وکلا پتو لگا دو پہڑ و غیرہ و غیرہ زیبتن کی تھے اپنا بہت  
 کچھ دلی بخار لگلا ہو۔ اسکا جواب یہی کہ خود دینا نہیں چاہتو۔ چونکہ سوامی صاحب کی خاص جگہ  
 یا خاص چار دیواری کے اندر تو مقیم ہی نہیں رہتے تھے بلکہ ہندوستان کے ایک سرور سے لیکر  
 دوسرے سر تک پاکستان کی جڑ کاٹتے پھرتے تھے لہذا اسکا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں  
 اسے خیال میں اگر وہ بقول معترض ایسے پانچاٹ کا استعمال کر ہی لیتے تو یہی ادبھی  
 عالمہ لیاقت اور عارفانہ عصمت پر جسکے کہ بہ نئے وہ چارواگ عالم میں مشہور ہو رہے ہیں  
 ایک حرف ہی نہیں آسکتا۔ بقولیکہ۔ ۵

در عمل باش ہرچہ خواہی پوش۔ تاج بر سر نہ و علم بر دوش  
 خالی کپڑا و غیرہ پہنے سہی کسی ہارسا کی ہارسائی میں فرق نہیں آسکتا۔ ان اگر  
 انہوں نے ہی سیناس کے بیس میں کسی چلی سے روحانی رشتہ جمایا ہے یا تم  
 لکھتے ہو یوں کہ جیتے جی کسی چوتھی بدخوار استری سے خطا و ہٹایا ہو تو بیشک کدہ ہی پرے



درجہ کے بڑے انسان ہتے لاکر نہیں رہیں کیا کہ اونکی پاک زندگی سے ہرگز ہرگز وقوع میں نہیں  
 تو پھر جس قدر اونکی تعمیر اور تہ صفت میں کتابیں لکھی جاویں جس قدر اونکی حمد و ثناء  
 گیت گائے جاویں بہت ہی اڑھوٹے ہیں ہم افسوس کرتے ہیں کہ معترضین یا برا کلام  
 حیلہ جات در میان میں لاکر سوامی جی کے ساتھ اپنی افسوسناک زندگی کا مقابلہ کرنا  
 چاہتا ہے۔ ہم اسکو اسدفعہ بھی واضح کرتے ہیں کہ یہ ہم سے کبھی بھی ہو نہیں سکتا  
 ہمیں یقین ہی ہے کہ کوئی لکھا پڑا آدمی ایسا بات کو پسند ہی کرے گا کہ کیونکہ مقابلہ میں  
 ہمیں مساوات شرط ہوتی ہے اور وہ معلوم ہی ہے کہہاں رام رام کہاں  
 ٹیٹن ٹیٹن کہہاں ایک حکیم عالم با عمل اور کہاں ایک گپی شہوت کا پتلا۔ مان اگر  
 صورت ہی اپنا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم بدستور سابق باو اچیت رام جی سے اولاً  
 مقابلہ کرینگے جن سے کہ حضرت افعال اور حرکات میں بہت کچھ مشابہت ہے  
 ہیں۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

اخیر میں ہم جہاں ایک طرف اپنے لائق معترضین کا شکریہ ادا کرتے ہیں



جنکی بدولت ہمیں بار بار قلم او ہٹانے کا موقع ملتا ہے دوسری طرف  
 اسکی خدمت میں ہم عرض بھی کرتے ہیں کہ ہم کسی خاص سبھا  
 سوسائٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے خالی برائے  
 امتیاز حق و باطل قلمبند کیا ہے۔ ہم کہی بھی اس قسم کی خامہ فرسائی  
 کو پسند نہ کرتے۔ اگر معترض صاحب بھی ہماری طرح مشتاق  
 حق و باطل باطل کو مد نظر رکھ کر اپنے خیالات کو ظاہر کرتے۔ کیونکہ  
 کسی شخص کے افعال یا اقوال کی تائید یا تردید کو چاہتا تھا کہ وہ  
 راستی کے مطابق ہو، ہم برا نہیں سمجھتے۔ لیکن جہاں صریحاً  
 انصاف کی گردن پر چھری پھیری جاتی ہے۔ اوس کی دندان  
 فکس تردید کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ ہم یقین  
 رکھتے ہیں کہ معترض صاحب ہماری ان چند سطور کو گوش و آن  
 سے منکر آئندہ ہمیں اس قسم کی خامہ فرسائی سے باز رکھینگے



ہم پر جو کچھ فرض ہوتا سو عرض کر دیا۔ اب مانین یا نا مانین کی  
 سمجھانے سے ہوتا ہمیں سروکار۔  
 اب مان نہ مان خود ہو مقرر۔

الراف

آزاد - حافظ آبادی  
 خاکپائی مصلحان قوم



● कृते हागाप मुक्तिः ●	
॥ पुस्तक सं० .....	॥
आगत सं० .....	
मिति० .....	
गुरुकुले प्रख्यातय काँगड़ी.	



پہلے سماج کی حالت سے اگر واقف ہونا چاہو تو تفصیل فریل کتب ضرور منگوا کر پڑھو

۱۔ امرار برہم پنہتہ

۲۔ بنوت تاسخ

۳۔ آریہ سماج اور برہم سماج کی تعلیم

سادہ مارن برہم سماج کا پیغمبر زیر طبع ہے

میوگ کی افسانیت اور دیو شکتی کی لغویت طیارہ پوری اور ناظرین منتظر رہیں

الف

سالگرام کتب فروش بازار مچھی حصہ لاہور

دیو شکتی سے مراد دیو سماج اور اسکی کارروائی ہے

بغیر اجازت کوئی مقصد طبع نہ فرماوین



۱۵۹۹

مقالہ دوم

# جکت پور شہر

در باب پور شہر یا پاجون یعنی لنگڑے والے  
انڈے کوڑھی اور بیجاہ اور بیکیون کے

جکو

لادہ متہر اس سرورانیہ پیر جہاونی میاں میر نکہ پیک کٹش پٹ  
نے

واسطے اطلاع کرنے اور اجراء سے اس کار نیک کے

تالیف کیا۔

مطبع مفید عام لاہور میں طبع ہوا

۱۵۹۹



# اونک نمہ

زمانہ سابق میں کہ جب اس ملک میں ٹیڈسٹ کا پرچار تھا تب  
 گاچھ نت گرم تھا کہ اپنی بہو جن سے حصہ لگا لگا کر اسکے چہ حصہ کئے  
 تھو (۱) گتوں (۲) گنگالوں (۳) کشتیوں و گیوں  
 (۴) کاک مغیرہ پرندوں (۵) چھوٹی (۶) پاپا سچوں  
 لوے۔ انہی وغیرہ۔ کونت دیا کرتے تھو۔ اب جب سچے نت کر  
 جسکا نام وید میں اہلی و لیسو دیو ہے بندہ ہوا ان اور  
 لکھو ہوئے جیو جنتو اور اپا سچوں کی پرورش تو بندہ ہو گئی  
 مگر سچاؤ انکے چوتھائی منش اور ہتھیاں اس ویدس کی  
 ہونے تندرست اور رکھتو قوت جسمی کے بہیکھے مانگنے کے عادی  
 ہو گئے اور جن پاپا سچوں لنگڑے اور لوے اور پرندوں کی  
 قدرت پرورش کی تھی انکو دان ملنا بندہ ہوا بلکہ اکثر دیکھا



ہے کہ جو تنہا ص ان دینے کے عادی ہو رہے ہیں  
 سوائے تندرست مالدار برہمنوں اور سادھوؤں کے کسی پابج  
 کو ایک خمرہ ہی نہیں ہے جو جب جگہ تغیر یعنی جو نار یا کھانا  
 کرتے ہیں تو عمدہ عمدہ جواں اور تندرست برہمنوں اور  
 فقیروں کو چن چن کر کھانا کھلاتے ہیں اور بیچارے لنگڑے  
 بے اور کوڑھی وہ دوسری پرتے ہیں انکو کوئی ایک دلی  
 ہی دینا لیت نہیں کرتا اسلئے بیمار آدمی پورے دلیں میں  
 پابج لنگڑے لوگ آتے اور کوڑھی انا تھہ بارہ وغیرہ کی  
 بددش کی ضرورت بدرجہ کمال ہو اور جو اس زمانہ میں  
 آرمی اور عورتیں بیمار ہو ملک کی بادی ہو لے تندرست  
 اور توانائی کے بہیکہ مانگنے لگو ہیں انکی وجوہات ذیل میں  
 درج کرتا ہوں :-  
 اول - وہ فرقہ فقیروں جو گیوں ساسیوں اور سیوں



در او تھیں وہی سی پڑا ہوا والوں کی چکی وجہ معاش اس مرتے  
 ماننے والوں سا ہو گا اور رہا جنوں کو ساتھ متعلق ہے  
 لوگ کثرت سے ہو کر مانگنے کھا نیکی وہی اپنا پیشہ سمجھ بیٹھے ہیں اور  
 اپنے جھانوں کو یہ خوف دیدیا ہے کہ جو دے انکی سیوانکرنگ  
 تو انکو دنیا اور دین میں آرام نہ ہو گا ایسے ایسے بہیمانک اور  
 روپک لفظ سنا کر اپنے چیلوں کو لوٹتے ہیں افسوس جب اس  
 ایسے لوگوں کے لئے خراب دنیا جائز نہ ہو جاوے پھر غریب مستحق لوگوں  
 کو کیا ذریعہ باقی رہا۔

دوم - فرقہ برہمنان کا جب کا یہ قول ہے کہ سوامی برہمنوں کے  
 دوسرے کو دان دینا ہی درست نہیں ہے اگر کسی ایسا  
 غریب بیکس کو دیا دیا جاوے تو وہ دان کو پاشر کو دیا  
 ہوا اگھلا تا ہو اور جو برہمن صاحب دلی کو دیا جاوے وہ سو پانچ  
 ہوا اگھلا تا غریب کہ ہر سال ۳۶۵ دن ہوتے ہیں انہوں نے



اپنی حکمت عملی سے اس پر ایسے ایک ٹکس اس و لیس کو لوگوں پر  
 لگا دے میں کہ ہر تیج تیوڈار کن چیدن منڈن سکا ہی باہ  
 شادی مکلا وہ مرتے پیدا ہونے مکان بنانے کنواں لگا  
 نرنکہ ہر کام میں انکی دشوری قائم ہو جب بہت سا بڑا حصہ  
 اپنی ہر شخص کا انکو قبضہ قدرت میں پڑ گیا پہر بیچارے  
 کو یہ ایاج اور بلی کتو جانوروں کا کیا حق باقی رہا انہوں نے  
 اولیٰ اندیز میر مجا دیا کہ ہوں جاگ یحیح و مٹھ منغا آب و ہوا کے گہی  
 وغیرہ خوشبودار اور مقوی اشیاء رڈال کر کیا جایا کرتا تھا اسکو  
 ہی بند کر دیا اور اس میں صرف جو اور تل سے ہی کارروائی  
 لے لگا اور اپنے کھانیکے لہو عمدہ عمدہ لوزیات دودھ کھیر  
 کا اور ہر قسم کی شیرینیاں جائز فرما دیں ایک دفعہ کا ذکر ہو کہ  
 ایک سا ہو کا کے یہاں تقریب شراہہ کسی انکو بزرگ کو ہمیں  
 جیلے ہو اٹھو قہ پر بہت سو ملیج اندھے لو لے باہر آنکر



مستغنی طعام ہو کر برہمن صاحبان نے مکھیا کو انکو ایسے  
پر دنیا درست نہیں ہو چھ کو پا ترہیں غرضکہ انکو دیکھ کر  
کر لکھوا دیا ۔

سوم ۔ دی فرقہ جو تیرتھ مندر خالقہ درگاہ اور شوالہ  
میں رہتے ہیں انکی تعداد کروڑوں سے زیادہ ہے اور انکو جو  
بر سال بذریعہ خیرات ملتا ہے اگر اسکا حساب لگایا جاوے  
تو ایک سار بویہ سے کم اس ملک کو سا ہو کاران راجگان  
زمینداران اور اہل حرفہ کا خرچ نہوتا ہو گا اور انکے چڑھنے  
کی آمدنی برہمت میلوں اور روشن کرنے کے مقصد سے  
چھارم ۔ روزمرہ کا اٹھابھی جو عام لوگ پہکار یوں  
دیتے ہیں اگر اسکا حساب کیا جاوے تو کم سے کم ہر ایک  
گھر سے ایک یا دو آدمی کی خوراک نکل جاتی ہے اور  
و لے سٹہ ہو میٹھ ہو برہمن جو کی جنگم راول پیرا کی



۶  
دوسرے عنت مزدوری چھوڑ کر اس حرام خوری کو اختیار کر بیٹھے

اگر غور سے دیکھا جاوے تو ان چاروں ریعہ سے جو ہمارے ملک سے  
ذخیرات ہوتی ہیں سکافائدہ دینے والے اور لینے والے دونوں نہیں  
ہے دینے والے کو تو ثواب نہیں ملتا کیونکہ وہ دینا ان

پہلوں سے کہ حیو جنہو کو ہنی ست ہے بلکہ اٹھا اس خیرات ناجائز  
لے لیا بد نتیجہ ہمارے ملک میں پھیلا یا کہ گروڑوں آدمی ہمارے دیار

کے بلکہ ایک چارم سے زیادہ لپٹے صلی خرافض انسانی سے  
مادی ہو کو اور حرام خور جنکر لاکھوں سمیر دای اور چھوٹے

ریور ستا والوں کو چیلے بنکر بیٹھ رہے گئے اگر ایسے لوگ ہمارے ملک  
ریلگان سا ہو کاران اور عام لوگوں سے ادا و نہ پاتے تو مانند

ہندو لوگوں کو اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کر کے خود بھی  
اور کب قدر اس آمدنی کا حصہ ملکی ترقی میں خرچ کرنے کو قابل



ہوتے اور یہ جو روپیہ ان لوگوں کو بذریعہ خیرات نامہ  
 اور لوگوں کی آمدنی سے صرف ہوتا ہے وہ بھی ہر ملکی ترقی  
 پرورش میں منگڑے لوگے اور ایسا سچوں کے خراج ہوتا اور  
 ایسے مستحق اشخاص خیرات سے محروم نہ رکھ جاتے اکثر اشخاص  
 سے جب کسی نیک کام کے لئے کچھ چندہ مانگا جاتا ہے تو وہ  
 یہ کھدیتا ہے کہ تمکو تو صاحب ہر تھ جاتا رہا مندر مشوالہ  
 اپنے گرو اور برہمنوں کے تیج تھوکار اور بیاہ شادی کا  
 اخراجا تھو ہی فرصت نہیں ملتی پہلا ہم غریب خانہ میں  
 اسکول پوریتھا خانہ کے لئے کہاں سے روپیہ دیویں  
 اس ملک میں فقیر ہر درجہ بڑھتے جلتے ہیں کہ ہیک  
 کو ہی لوگوں نے ایک پیشہ مقرر کر لیا ہے وہ جانتے ہیں کہ  
 سے شام تک جب دس گلیوں اور دو چار پاڑوں میں  
 گئے تو کہنے بہر کو مل ہی جاو لگا کیوں محنت مشقت کریں



دن کو تو میں اس سے کوسہل شکا بھی ہو کہ دن بہر گشت گی  
 دہ چاہیہ غلہ اور کب قدر روٹیاں مید ہی کیں ان فقروں  
 مال میں دم آجاتا ہے گھنٹوں ٹٹے رہتو میں کچھ لکھو بغیر نہیں ملتی  
 خود دیکھو تو سیکڑوں الفاظ ناشائستہ سناتے پر آمادہ ہو جا  
 حق تو یوں ہو کہ ان فقروں میں فیصدی دس بھی پد  
 یے ہوتے ہوں جو واقعی ہماری مدد کے محتاج ہیں جیسو انہو  
 لے لنگڑے اپا بچ مگر فیصدی ۹۰ ایسے ہیں جنہاں ظہار تبرعم  
 کرنا ہمارے نزدیک داخل گناہ ہو وجہ یہ ہو کہ اکثر جو بد معاش  
 و باش اوٹھائی گیرے گرد و کٹ بہنگڑا شرابی جوارے اب  
 لیکھ مانگنے لگو میں اچھ چو کی اور مال گھو ما دیا پھر لگا ملا  
 گوار کی دوکان پر موجود دیا دانوں پر رکھ دیا یا چانڈو خانہ پہون  
 یا اور کسی امر ناشائستہ میں حسیج گئے بایں ہمہ افعال ایسے  
 کاسوں طریقہ ٹھگنے کے ایسا کو کنجری ہاتھ میں لیکر پاڈھول



سچا کر کوڑی دوکان مانگتی شروع کی پہیری دیکر سود و سود و سود  
 اکٹھا کر کے لکے کسی نے کنواں بنانے کا بہانہ کر کے یا اپنی بیٹی کی  
 حید کر کے لوٹنا شروع کیا بیل کی ڈھائی آنچھ ہوئی اسکو نادیا بنا کر  
 مانگنا شروع کیا کوئی درویش باکمال بنکر بہیک مانگتے ہیں کوئی  
 کپڑے رنگ کر باباجی بن بیٹھے ہیں خلاصہ یہ کہ محنت سے جو  
 چرانے کو اور مفت کی روٹیاں کھانیکو کوئی نہ کوئی طریقہ نکال  
 لیا کوئی ہو چکی بنکر ظہورہ ہاتھ میں لیکر سراو گیوں کا مال ڈھکارتے  
 ہیں کوئی میرسی بنکر شیخ رسید مغل چٹھان کی آمدنی میں اپنا  
 لگاتے ہیں کوئی بہاٹ اگر وانوں کے بن کوئی بہاٹ کا بیھوں اور  
 عام ہندوں کے بنکر انیر اپنا دعویٰ باندھ بیٹھے کوئی قوم ملک بنیں  
 ایسی نہوگی جسکے پیچھے ایسے ایسے ناحق شناس فرقہ کا وبال نہ لگا ہو  
 ہو و جو ہمارے ملک کو ہندو باور عقلمند لوگ بھی ہیں وہ ان کو  
 جانکر بھی اسکی اصلاح میں کچھ کوشش نہیں فرماتے اور



نفس کو بہوجب اتماس کتریں اس طرح پر تبدیل کیا جاوے تو  
 نیکو عہدہ ہوگا اور بخیرات سی عرض مفہوم ہو وہ پوری ہوگی  
 اس میں ایسا کوئی بشر نہ ہوگا کہ جس کے گہر سو اس خراب کی میں صریح  
 سال سے کم خرچ ہوتا ہوگا اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا تو کیا ہی کہنا ہے  
 گہروں سے تو ہزاروں لاکھوں روپیہ سالانہ تک خیرات میں خرچ ہوتا  
 ہوتا ہے پس اگر ہر شہر قصبہ اور گانوں میں ایک ایک غریب خانہ قائم  
 کیا جاوے تو یہ سب قباحات رفع ہو سکتی ہیں :

### اسکے قواعد اس طرح پر ہونی چاہئیں

- (۱) ہر ایک شخص ۴ فیصد ہی اپنی آمدنی کا خیرات خانہ میں دیدے :
- (۲) ایک مکان نچہ یا عام واسطو طیار سی طعام کے ہر شہر قصبہ اور گانوں  
 میں چند سے تیار ہو اور ہمیں روزمرہ وال روٹی تیار ہو کر محتاجوں  
 تقسیم کیجاوے اور ہر چھ ماہوں اور ہر سال کا حساب تیار ہو کر دے :
- (۳) ایک محرمہ روپیہ ماہوار ہی سے روپیہ ماہوار تک کا



جب حیثیت غریب خانہ کی آمدنی چندہ سے متقرر کیا جاوے اور اسکی  
 کارروائی اور حساب کتاب سخت چار اشخاص ممبران کمیٹی اس  
 قصبہ یا گانہ کے ہو اور وہ ممبران کمیٹی وقتاً فوقتاً اسکی کارروائی کو  
 ملاحظہ کرتے رہیں بلکہ اکثر اوقات تقسیم روٹی وغیرہ اپنی سامنے کر دیا جائے  
 اور جبکہ محتاج یعنی ایسا سچ لوگے لنگڑے کوڑھے کنکال اس شہر  
 یا قصبہ یا گانہ میں موجود ہوں اور سختی پرورش پانیکے سمجھ جاویں  
 انکو چاروں ممبران کمیٹی کے ہاتھ کا ٹکٹ دیا جاوے وے اس ٹکٹ  
 کو ذریعے مسافر خانہ میں جا کر کھانا حاصل کریں اور محضر غریب خانہ  
 ان ٹکٹ کو نمبروں کو موافق نام ان محتاجوں کے روزمرہ رجسٹر  
 درج کر کے حساب میں اسقدر رکھنا کہ انکا دام معرالینے کا مستحق بنیں  
 جاویں گا۔

(۱۵) ممبران غریب خانہ کو ایک ٹیکل کہانیکی غریب خانہ میں لگا دینی چاہیگی  
 جو یہ معلوم ہو جایا کر کہ فی نفر اسقدر یا مبالغہ کی جائز ہے۔



دوی بوی نمبر کٹ نامی جبر غریب خانہ میں مسج ہووین اُن کے حساب اُٹا دال  
 در درہ جاسیں محرابینا محرم غریب خانہ کافر مسج اور در صورت نامہ طاوہ رطلان پیر  
 ۶۰ پہا پہا پیر غریب خانہ مقرر ہو جاوین کیٹی غریب خانہ کو مجاز ہو گا کہ دنا  
 بیٹیاں پاڈی کشتہ سے عرض کہ جو حکم قائم کرادیں کوئی فقیر سوا کوئی غریب  
 انہر یا قصبہ یا کوئیں کو نکو دروازہ پر جا کر مانگوں کا استحقاق کھجکا اور جس فقیر  
 افغان کو پاس ٹکٹ عطیہ ممبران کیٹی غریب خانہ کا ہو گا وہی حق پاوے  
 ذرا کان غریب خانہ نہ کو سبھی جادو گیا۔

۱۰۰ ہر ایک غریب خانہ میں ایک سویا اور ایک کھاوا لایک مقرر ہو جاواں  
 پہا پیر غریب خانہ ہر ایک محراب اور ایک سویا پانی ہو گا اب سب جانا خزان  
 انہر غریب خانہ میں ہر کام کو ہر ایک کر سیکے گا بڑا بہار فی بدہ ہر ایک کٹ  
 ہر ایک جو ایسا ہی لولے سنگڑی کو ٹہری اندھو بیمار یکس کنگال۔  
 حق خیرات پانچویں انکو بلا وقت و فو وقت کہنا مانعیت کا دوسرے  
 کہ تھا جس وقت خیرات پانچویں میں بنی محنت اور مشقت کے روز ہی



کر نیکو عادی ہو جاویں گے۔ بیستروں پر ایک شخص کے دروازہ پر صبح سویرا  
 مانگو والوں کی قطار کی قطار کھڑی ہوتی ہو اور ایک آدمی بنا کام کر کے  
 انکو سارے روز بیکھ ڈالنے کو لئے چاہتا ہو اور جہاں نہیں گھر پر مرد نہیں  
 بیچاری ستورتا ہے ضروری کام کو چھوڑ کر انکو غل اور شور کو سن کر بیکھ  
 کے لہو گھر سے باہر نکلتی ہیں یہ سب قسٹیں رفع ہو جائیگی۔  
 چہارم۔ تمام لوگوں کا جو بیفائدہ و پیہ غیر مستحق لوگوں کی خیرات  
 سے صرف ہوتا ہو اب اس طریقہ سے وہ پیہ ان یا سچوں و غریبوں کو نہ ملے گا  
 بلکہ انہیں صرف ہو گا جس کا ثواب انیا اور عیبی میں ہو۔  
 پنجم۔ تمام لوگ اس طریقہ خیرات کو پسند کر کے اس میں نہایت رعب کی  
 دیکھیں گے اور کسی شخص پر افطرنہ کسی کا قایم نہ ہو گا بلکہ یہ کار خیر تمام  
 اس شہر قصبہ یا گانوں کی طرف سے قایم کیا ہو اور متصور ہو گا اور نیز  
 لنگش کیہ بھی یہ طریقہ خیرات کا بہت پسند آوے گا۔  
 ششم۔ اس جائز طریقہ خیرات میں اگر کسی شخص کا مایہ



پہلے کا بیج ہو تو اس باقی عدہ طریقہ خیزات میں کا جو ایک وپیہ کو ۴  
 بیج ہو گا اور اس کا فائدہ پہلے طریقہ سے دو چند نظر آوے گا اور ہزاروں  
 بیج کوڑ ہی۔ لنگڑے۔ لولہ۔ اندھے۔ بیمار اس بیج خانہ کی بدولت  
 اپنی عمر کو آرام سے بسر کریں اور آپ لوگوں کو ہمیشہ عا و خیر و شگے  
 ہونے کی ہمتا خوش نصیبی پریش کی رضا مندی اور وید کی تعمیل پوری  
 کیل کو پہنچو گی اسی پریش بر ماتما تو کر شیکتیاں اور دیالو  
 میں ہمارے پرار تھنا کو قبول کر کے سب لوگوں کو اس کا زینک پر  
 اکوہ کر دو تاکہ یہ کام بہت جلد ہمارے قلمرو میں جاری ہو سکے

تمام شد



اس کتاب کے بارے میں مفید عام پریس کی ہے

اگر یہ کتاب ہمارے آسج پیرنگان کے مد نظر ہے  
تو ہماری دہرم اونتی میں کچھ شک نہیں ہے

الغرض  
گلاب سنگھ مینچر مطبع مفید عام لاہور



# آریہ سماج

اور اسکے بانی

سوامی دیانند سرتی کے بارہ مین

پوکیسی - سی - آر

اے۔ جے۔ ڈیولس صاحب روشتنمیر کی رہے  
بھگت گوبند بابو گنگا پوتش و ساکن میرٹھ نے کیا۔ اور لالہ راجندر دیش نے  
چھپوائی۔

مطبوعہ رشک کاشی پرنس ٹری



## اوم آریہ سملج اور اوسکا یانی

اے پتی پرست اور دہرتی کے  
 پھول چمن میں اکھلانے والے  
 اندھیارے اور اوجیالے کے  
 دیا سے اپنی شاننتی ڈیجے  
 تیرے پت و تہم سے ہر دم  
 جگتی میں تیری چت لگائیں  
 بھائی کو بھائی دلے چاہے  
 پورا نک سب بھندے ٹوٹیں  
 تیری مدد سے ہو کر مستتر  
 شدہ ہر دم ہوں سب کے ایسے

اے مالک مہینہ اور آندھی کے  
 تیرے یون کے بھانے والے  
 مالک گورے اور کالے کے  
 من کی چنچلت ہریے  
 سب کے سب ستشٹ  
 آپس میں ہی پریم بڑھائیں  
 مرنے دم تک پرست نہاے  
 راگ دوشیس کے دھند چھوے  
 سب ہوں رنج اودیش بہت  
 ست دہم پور شا رکھ سوئے

مجھے ایک آگ نظر آتی ہے جو عالمگیر ہے یعنی بے حد محبت کی آگ جو نہ  
 سوزے اور جو ہر چیز کو جلا کر صاف کر رہی ہے۔ امریکہ کے چٹیل سیدانوں  
 افریقہ کے فراخ ملکوں۔ ایشیا کے قدیم ہیاڑوں اور یورپ کے وسیع  
 پہاڑی اس ہمد سوز اور ہمہ ساز آگ کے بڑھکتے ہوئے شعلے دکھائی دیتے ہیں



اسکا چرچا جملہ بہت مقامات سے شروع ہوا ہے اپنی آسائش  
 و ترقی کے لئے اسی انسان نے خود روشن کیا ہے۔ روئے زمین  
 پر انسان ہی ایسا مخلوق ہے جو آگ کو جلا کر اس سے بقا و لیکن ہے۔ چونکہ  
 ماضی مخلوقات میں ناطق ہی یہی ہے لہذا اپنے مسکن میں روزی و  
 پرکاشی کو سب سے اول ہے۔ پرورش و تنہیش کی طرح جنسی مکانات کو محبت سے  
 رک اور عقل سے منور کر نیوالی آسمانی آگ لانے کے لئے یہی ہی پیشقدم

اس غیر محدود آگ کو دیکھ کر جو با یقین بادشاہتوں۔ شاہنشاہوں اور  
 اور دنیا بر کی سیاستی برائیوں کو گھلا ڈالے گی میں غایت درجہ مسرور  
 ہو کر ایک مشتعل جوش کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ سب اونچے اونچے پہاڑ  
 جل اٹھیں گے گہائیوں کے خوشنما شہر بن جائیں گے۔ پیارے گہراور محبت  
 یقین ساتھ ساتھ ہمچلین کی۔ نیک و بد مخلوق ہو کر یوں غایب ہونگے  
 جیسے آفتاب کی سنہری شعاعوں میں شبنم +

لا محدود ترقی کی بجلی سے انسانی طبیعت جل رہی ہے۔ آج اس کی فقط  
 بیان جانب آسمان اوڑتی ہیں تقارون۔ شاعروں اور مصنفوں  
 کی برائیوں میں ادھر ادھر شعلے نظر آتے ہیں +

یہ آگ سناتن آریہ دھرم کو اصلی پاکیزہ حالت پر لانے کے لئے ایک انگلیشی



میں تھی جسے آریہ سماج کہتے ہیں۔ یہ ہدایت کی آگ انڈیا میں ایک  
 خدا سے یعنی دیانند سرسوتی کے سینہ میں روشن ہو کر ملک کی اور  
 نورانی طبیعتوں میں منتقل ہوئی۔ ہندو اور مسلمان اس عالم سوز و گداز  
 کو بھاننے کے لیے جو چاروں طرف ایسی نیری سے مشتعل تھے کہ وہ  
 بانی دیانند کو گمان ہی نہ تھا دوڑ پڑے۔ مسیحیوں نے بھی جگے جگے  
 آگ اور جنگی ممبرک شمعیں پہلے مشرق میں روشن ہوئیں نہیں  
 کی نئی روشنی گل کرنے کے لیے ہندو اور مسلمان کا ساتھ دیا مگر  
 مبارک آگ اور بھی بڑک اور بھی اور پھیل گئی !



اوم

دیہیت نامہ نوشتہ پریم ہنس پری براہمک چا پتہ شری پانڈسری

سوامی

سویکار پتہ

نیچے لکھے ہوئے ہیموں کے انوسا تیس ستج آریہ پشون

ہم کو بترتیک دہن نیرال آدی اپنے سرس کا ادھکار دیتا ہوں وراوسکو

پکار سکار پین لگانے کے لئے مالک بنا کر یہ سویکار پتر لکھ دیتا ہوں کہ وقت پر

آوی۔ اس سہا کا نام پروپکار فی سجا ہے انیس صاحبان مفصلہ ذیل اسکو

سہا سہین۔

شرمن ہمالیہ ادیراج ہمارا ناجی شری ۱۰۸۔ شری سجن سنگی دیا

دو بیسی سی ایس آئی آدی پورا دیشی دیو راج میواڑ۔ ..... سھاپتی

لالہ مولراج ایم۔ آئی۔ کسٹر اسٹنٹ کسٹنریٹ آریہ سراج لاہور حال

آریہ سراج لاہور۔ ..... آپ سہا پتی







سیٹہ نرجی رام پردمان آریہ سماج فرخ آباد بسا در اچھوتانہ

لالہ کالی چرن رام چرن منتری آریہ سماج فرخ آباد

بادچھیدی لال سابق کماشتہ کمسٹریٹ کانپور

لالہ سائیداس پردمان آریہ سماج لاہور

ابو دادا داس منتری آریہ سماج دانا پور

راجہا دراراجان راجیشتری پنڈت گوپال راؤ دہری دیش مکھ میسر

کونسل گورنمنٹی و پردمان آریہ سماج ممبئی پونا

راؤ بیادرار اگوبند رائے سنج ایضاً

پنڈت شیا م جی کرشن ورما سابق پروفیسر سنسکرت یونیورسٹی آکسفورڈ لندن اجمیر

### سویکا پتر کے منجھ

سبہا ند گور جیسے کہ بالفعل نیما نو سا میری اور سیکرٹری پدائتھو کی حفاظت کر کے

ناہ عام میں لگاتی ہو ویسے ہی سب سے اڑتھات میر منجے بعد ہی لگا یا کر (یعنی)

ویدا اور ویدانگ آدی شاستروں کے پرچار یعنی ادنی ویاکھیا کر لئے کرانے

حکومت  
نہایت خوش  
کے ساتھ  
کے ساتھ  
ان کے  
چلنے والے  
اس میں  
کے ساتھ



پڑھنے پڑھانے سُننے سُنانے چھاپنے چھپوانے وغیرہ میں

(۲) وید وکت دہرم کے اُپدیش اور سکشا یعنی اُپدیشک منڈی مقرر

دیش دیشاंतर اور دیپ پانتزمین ہیچکرت کے گہن اور راست کے نیاگ کرانے وغیرہ

(۳) آریہ ورت کے یتیم اور مفلس شخصوں کی تربیت اور تعلیم میں خرچ کریں اور اگر

دوم۔ جیسے میری موجودگی میں یہ سب سبھا سب تنظیم کرتی ہو ویسے ہی

چھپے ہوئے تیسرے یا چھٹے مہینے کسی سبھا سب کو وید کی نثر الہ کا حساب کتاب سمجھنا

کے لئے بھیجا کری اور وہ سبھا سب وہاں جا کر کل آمدنی اور خرچہ اور جمع کی

پڑتال کرے اور اُسکے نیچے اپنے دستخط کری اور اس پڑتال کا ایک ایک

ہر ایک سبھا سب کے پاس بھیجا اور اگر چہا یہ خانہ کے انتظام میں کچھ نقص

اصلاح کی نسبت اپنی رائے لکھ کر ہر ایک سبھا سب کے پاس بھیجا اور ہر ایک

کو مناسب کہ اپنی اپنی رائے سبھائی کے پاس لکھ بھیجے اور سبھائی کے پاس

سوا انتظام منہ کریں۔ اس معاملہ میں کوئی سبھا سب سستی یا عیب

کارروائی نہ کرے۔



سوم۔ اس سبھا کو مناسب بلکہ لازم ہے کہ جیسا یہ پرم دہرم اور پر مارتہ  
 لی مقرر ہوا ہے ویسا ہی اسکو اتساہ۔ پرتا تہہ۔ گنتہ۔ سے کری

نے دیون پر ہمارم بفسدہ بالائیسریہ جنون کی سمجھا میری چھپے پر طرح میری قائم مقام  
 بن اور کرادی جاوے یعنی جو اختیار مجھ کو اپنے سر و سوکا ہے وہی اختیار سمجھا گو بر اور  
 دیسے ہی ہو گا۔ اگر مذکورہ بالا سمجھا سد و نہیں کوئی شخص خود غرضی میں پڑ کر ان قواعد  
 کتاب سمجھا اور خلاف عمل کری یا کوئی غیر شخص مداخلت کری تو سر اسر وہ جھوٹا سمجھا جائے۔

جمع کی دہائی میں جیسے اس سبھا کو زمانہ حال میں میری اور میرے سب پرارتہوں کی خلی مقدم  
 ایک پر مخالفت اور پتہ کی کرنیکا اختیار ہے ویسے ہی میرے مرتک شری کے سنسکار کر دے  
 نفس کی پر مخالفت بھی اختیار ہے یعنی جب میرا دیہہ چھوٹے تو نہ اسکو گاڑنے نہ جل میں بہا  
 اور ایک میں بیٹے دین صرف چندن کی چتا بنا دین اور جو یہ ممکن نہ ہو تو دو من چندن  
 یا پتی کی اور گئی یا پنی سیر مشک کا نور۔ ڈھائی سیر اگر تگر۔ دس من لکڑی لیکر وید کے مطابق  
 نی یا عیسا سنسکار ودھی سیتک میں لکھا ہے ویدی بنا کر وید منتر وں سے جو آسین  
 ہاؤن ہسم کر بن اسکے سوا اور کچھ وید کے خلاف نکر بن اور جو اس سبھا کے



کوئی سبہا سد موجود نہ ہوں جو کوئی اُس وقت موجود ہو وہی یہ کام کرے  
جتنا دہن اُس میں لگے اتنا سبہا سے لیلے اور سبہا اوسکو دیدے۔

**ششم**۔ اپنی موجودگی میں میں اور میرے پیچھے یہ سبہا مجازت کے  
سبہا سد کو چاہے علیحدہ کر کے کسی اور لائق ساما جگہ آریہ شخص کو اُسکا  
مقام مقرر کرے لیکن کوئی سبہا سد بھاسے تب تک علیحدہ نہ کیا جائے  
اُسکے کام میں کوئی بجا حرکت نہ پائی جائے۔

**ہفتم**۔ میرے سدرش یہ سبہا ہمیشہ وصیت نامہ کی تشریح یا اوس  
قواعد اور شرائط کی تعمیل یا کسی سبہا سد کے علیحدہ کرنے اور اُسکی جگہ  
کے مقرر کرنے یا میرے وپت اور آپت کال کے نوارن کرنے کے اور  
اورین میں وہ اوڈیو گ کرے جو سب سبہا سدوں کی اسے سے نشتر  
نہنے پایا جائے یا پادین۔ اور اگر سبہا سد ونکی راہین اختلاف نہ ہو  
راکو کے مطابق کام کریں اور سبہا پتی کی را کو ہمیشہ دگنا جانیں۔

**ہشتم**۔ کسی حال میں ہی یہ سہا تین سے زیادہ سبہا سدوں کو



تات ہونے پر علیہ ذکر سے کی تا وقتیکہ اونکی جگہ اور سبہا سد منقرّر نہ کرے۔  
 پنجم۔ اگر سبہا میں سے کوئی شخص مر جائے یا قواعد مذکور اور وید و ہر  
 دہرم کو چھوڑ کر خلاف چلنے لگے تو سبھاپتی کو مناسب ہے کہ سب سبہا سد  
 رائے سے اسکو علیحدہ کر کے اسکی جگہ کسی اور لائق وید وکت دہرم ہیکت آریہ  
 ریش کو مقرر کرے لیکن اسوقت تک معمولی کام کے سوائے کوئی نیا کام  
 شروع نہ کیا جائے۔

دہم۔ اس سبہا کو اختیار ہے کہ ہر طرح کا انتظام کرے اور نئی تجویز نکالے  
 لیکن اگر سبہا کو اپنے پر امش اور وچار پر پورا پورا نشیے اور بشواس نہ ہو تو  
 مذریعہ تحریر بعد تعین وقت کل آریہ سماجوں سے رائے لے اور کثرت رائے  
 سے انتظام مناسب کرے۔

یازدہم۔ پر بندہ ادھک کرنا یا سو یکا ریا سو یکا کرنا یا کسی سبہا سد  
 کو موقوف یا مقرر کرنا یا آمدنی و خرچ و جمع کا جانچ پڑتال کرنا اور دیگر  
 امور نفع و نقصان کو سبھاپتی سالانہ یا ششماہی چھوڑ کر بذریعہ چٹھی کے



سب سبھا سون میں شہر کیا کرے۔

دوازہم۔ اگر اس وصیت نامہ کی نسبت کوئی تنازع پیدا ہو تو  
حاکم وقت کی عدالت میں پیش نہ کرنا چاہئے بلکہ یہ سبھا اپنے آپ اور  
فیصلہ کرے۔ لیکن جو بطور بج کے فیصلہ نہ ہو سکے تو راج گڑھ میں پیش کرے  
کارروائی کیجائے۔

سیردہم۔ اگر میں اپنے جیتے جی کسی لائق آرٹھ شخص کو پاری  
دینا چاہوں اور اسکی لکھت پڑھت کر اگر حربٹری کرادوں تو سبھا  
مناسب کہ اسکو ماننے اور دے۔

چہار دہم۔ مجھے اور میرے پیچھے سبھا کو ہمیشہ اختیار ہے کہ تو  
مندرجہ بالا کو کسی خاص فائدہ ترقی ملک۔ کارخیر اور فادہ عام  
واسطے کم و بیش کرے۔

دستخط  
دیانت سری

الف  
چونکہ اس مترجم وصیت نامہ ہذا۔ فروری ۱۹۱۵ء

مطبع و دیباچہ پرنٹیر میں خاکیا خدایق راجند ویش نے



# سنسکرت زبان کا تنزل و راول منہو کی افسوسناک حالت

جب کوئی وسیع مکان یا آباد شہر اپنے چار گھڑا یا اہلبھاتا سنبھلے اور  
نظر پڑتا ہے خواہ وہ ان کوئی دن رہنے کا اتفاق بھی نہ ہو اس کے  
دیکھنے سے دل ایسا خوش ہوتا ہے کہ آدمی مارے خوشی کے جامہ  
میں نہیں سہتا۔ اگر پھر وہی مکان ویران خراب و خستہ ٹوٹا پھوٹا  
دیکھنے میں آوے تو دل پر ایسا صدمہ نہ پونہ پڑتا ہے کہ دل ہی جاتا  
ہے۔ اور غم کی ایسی ضرب شدید سینہ میں لگتی ہے کہ دل ہی ہوتا  
ہے۔ اگر ہم اس مکان سے کوئی تعلق خاص رکھتے ہوں تو ظاہر ہے  
کہ یہ ضرب شدید تر ہو جاتی ہے۔ جبکہ خارجی اور عارضی شکایت  
خوبی و خرابی ہمارے دل پر اس قدر موثر ہے تو ہمارے بہائی بندھن  
اور عموماً اپنی نوع کی نیک اور بہ حالت اس سے بدرجہا زیادہ موثر ہو



چنانچہ جب ہم کسی قوم کو شایستگی اور ترقی کی حالت میں دیکھیں تو  
 نہایت خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر کبھی انقلاب زمانہ سے وہی قوم  
 اورادبان کی حالت میں پہنچ جائے تو ہمارا دل اسکی یہ خراب حالت  
 دیکھ کر ضرور بربال ہوگا اور بہت ہی دکھ مانگیگا۔ اور اگر یہ تنزل  
 ہماری ذات خاص یا ہماری قوم سے متعلق ہو تو رنج و وبال ہوگا۔  
 پس اس سے آپ ہمارے اس رنج و غم کا تخمینہ کر سکتے ہیں جو ہمارے  
 دل پر اس وقت عاید ہوتا ہے جبکہ ہم اپنے بھائی برہمنوں کو جو کبھی  
 تمام انسانوں میں شایستہ بلکہ شایستگی کا سرگز تصور ہوتے تھے  
 ایسی بری حالت میں دیکھتے ہیں کہ سبزرگہ اگر می یا اونے ارنے  
 نوکری کے اٹکا کو سی ذریعہ معاش کا نہیں رہا۔ حالانکہ یہی لوگ  
 کسی زمانہ میں کل علوم و فنون سے ماہر تھے اور لوگ انکی ہدایت  
 اور تعلیم سے فیض پاتے تھے۔ حقیقت میں انکی حالت زار کو دیکھ کر  
 سخت افسوس آتا ہے۔ اور پچھلے و نون کو یاد کر کے سوا کچھ افسوس  
 کے اور کچھ بن نہیں پڑتا۔ اُسے افسوس کہہ ہی ہم ہی علم نہیں  
 کیا اور سنا دیتے۔ اور آج ہم جنگلی و نیم وحشی کے خطاب سے



جائے ہیں اور وہ بدن جہالت ہمو جو چاہی جاتی ہے۔  
 سخت افسوس ہے کہ اس ڈوبتے جہاز کو پار لگانے کا کسی کو کچھ  
 فکرت نہیں ہے۔ کوئی ہمارے حال پر ملامت پر رحم نہیں کہتا۔ اور  
 ہمارا افسوس روز بروز لحظہ لحظہ بڑھتا جاتا ہے اور اب یہ بات

تجربہ ہے کہ  
 اب ہر کسی کو کہ اک طرف سے جو احوال گر کہوں میں دل بے قرار کا  
 بہاؤ دیکھو ذرا غور کیا کہ اب ہماری قوم کس حالت میں ہے  
 اور کیا نیک واقعات کاٹ رہی ہے۔ اور کیا کیا تشکین پسند آری  
 میں اور دنیا کی دیگر اقوام ہماری قوم کو کیا ثابت ہے۔ اور ہر ہائی  
 زبان سنگرت چنے کی بزرگی سب تسلیم کرتے ہیں حتی کہ جرنی وغیرہ  
 ہمالکین ہیں وجود ہوا ایک اجنبی زبان کے اس کی بولے درج  
 کی قدر و منزلت ہو رہی ہے کس مروجہ تنزل کو پہنچ گئی ہے کسی  
 زبان میں یہی پاک زبان تمام روح زمین کی زبانوں میں سب سے  
 افضل گنی جاتی تھی اور اب اس کا رواج بالکل جا تا رہا ہے۔  
 ہمارے سے سوچنے اور غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اب یہی



حالت کمال انفسو سنا کہ ہے۔ عام لوگ اسکا بڑا ہنہ صنف البہرہ اور  
وقت میں بڑا سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں بخیال ان کے کوئی دنیاوی  
فائدہ متصور نہیں۔ اور جو سرکاری مدارس میں چند طالب علم  
بیابندی حکم سرکار اور علوم کے ساتھ اسکا اہمیاں کرتے  
ہیں تو انکا ادھورا اور ناقص ہونا کس حساب میں آتا ہے۔ اور بڑا  
ہندت برسوں کی محنت شاقہ سے کسی قدر دویا حاصل کرتا ہے  
ان کے گداہ کی کچھ صورت نہیں بنتی پس انکا حاجت و  
پاکر اور لوگ اسکا بڑا مطلق چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اسی سبب  
برہمن لوگ اس قدیم رقیقہ شفیقہ کی طرف پہنچی آنکھ سے ہی نہیں  
دیکھتے۔ پس ایسے نازک وقت میں پریشہ شری ہمارا سہایک اور  
مددگار ہو سکتا ہے۔

ہمارے ملک میں بہت سی ایسے ہمت اور مقدور والے  
ہی موجود ہیں جنکی ہمت والاکے آگے یہ کچھ مشکل کام نہیں  
بہت آسانی سے وہ اس خشک پودے کو سرسبز و شاداب کر سکتے  
ہیں۔ مگر انفسوس کہ اس طرف وہ ذرا متوجہ نہیں ہوتے اور



بعض لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو اور لوگوں کو نا اتفاقی اور بعض  
کی عدم معاملہ نہیں سے بہت ہمت اور مایوس ہو کر اس کا راہم  
کو چوڑ دیتے ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ آریہ سماجوں نے جو سوامی دیانند سی  
جی کی زندہ یادگاروں میں سے ایک اعلیٰ یادگار ہے اس بیز  
کچھ توجہ فرمائی ہے یعنی ایک ایسا کلچر قائم کرنے کی تجویز کی ہے  
جس میں سکرٹ زبان کی کامل دراصل تعلیم کا سامان مہیا ہوگا  
اور ساتھ ہی اسکے زبان انگریزی میں کامل استعداد حاصل ہو اور  
علوم فنون مغربی سیکھنے کا بھی انتظام کیا جائیگا۔ پنجاب کو کل بڑبڑ  
شہروں اور قصبجات میں اور خاص کر ان مقامات میں جہاں  
آریہ سماجین قائم ہیں اس کا لچر کے واسطے سرایہ جمع کرنے کو لینے

۱۔ مفصل حال اس تجویز کا کوہ نور مطبوعہ ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء میں  
لالہ بیالیہ رام بھٹا راہی کے مضمون دیانند اینگلو ویدک کالج  
میں چھپا ہے اسکو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔



بڑی بڑی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اٹا چو نکا اس قومی کالج کے لیے  
زر کشیدہ کار ہے جس کا تخمینہ قریب دس بارہ لاکھ روپیہ کے لگایا  
ہے اس لیے جب تک کل قوم ہنود اور خصوصاً اہل ہمت اور محب  
قوم صاحبان اس میں مدد نہ فرمائیں گے تب تک اس کار عظیم کا پورا  
پانا دستوار ہے۔

حقیقت میں اہل ہنود کو اب وہ موقع ملا ہے کہ زر سے ہمت  
سے۔ رائے سے۔ عرض جس طرح ہو کے اس کام کے انصرام  
اپنا سارا زور لگانا چاہیے۔ اور اگر اب بھی اس قوم نے کچھ توجہ  
نہ کی اور ان کی عدم توجہ سے یہ کام پورا نہ ہوا تو یاد رہے کہ  
پھر کوئی صاحب اپنے بڑے کام میں کبھی ہاتھ نہ ڈالے گا  
اور نہ کوئی ایسا بڑا گروہ ہمدردوں کا جیسا کہ آریہ سماج ہے قوم  
کی سفت خدمت کرنے کے لیے تیار ہو گا۔

مراقم۔ قوم ہنود کا ایک خادم

تمام شد

ملنے کو نور لا مویہ بنی تہود اسم پر نر کے اہتمام چھپا



دوم

# دال پن

مصنف

لالہ بیالیہ رام ہنداری محرر محکمہ چیف کورٹ نیچا

حکومت فرمائش لالہ سالگرہ ام مالک خیابہارت سدھار لاہور

۱۹۶۰ء ۸۵۲۹۸۹ء بین

مطبع ارورٹنس لاہور بین چیپا

تیسرے جلد ۲۷

تعداد جلد ۱۰۰۰

بار سوم



# ३

دان کی ضرورت ہر ایک زمانہ میں رہی ہے اور جب تک دنیا موجود صورت میں ہے  
 دان کی ضرورت بھی رہے گی۔ یہ بات اکثر ہمارے مشاہدہ میں آتی ہے کہ کدال  
 وفات سے بچے یتیم بچاتے ہیں اور خاوندوں کے انتقال سے عورتیں بوجہ ہونہ  
 اور اسبطرح اور کئی حوادث زمانہ ایسے واقع ہوتے ہیں کہ جنکے باعث آدمی سخت  
 قابل زہرین رہتا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسے فلان دہ آدمی ایسی حالت  
 میں اپنے دوسرے بہائیوں کی مدد کے مستحق ہیں یا نہیں۔ یہ تو صاف ظاہر  
 کہ صفحہ دنیا پر کوئی بشر نہیں جو بھلائیوں کرتا ہو کہ میں کہی بیکس ہو کر غیر  
 محتاج نہیں ہو سکا۔ بڑے بڑے شہنشاہوں کی زندگی میں ہی آپ بیکس  
 ایک میں انکو ایک سال گوار کی جہوٹیری میں پناہ لینی پڑی۔ یہ حال



ہے تو ہر اور دنیا کیا ذکر مان اگر امیرون اور غیر ہوں میں فرق ہے تو  
 یہ ہے کہ غریب آدمی کی زندگی میں ایسی حالتیں اکثر واقع ہوتی ہیں اور ہر  
 اور دولت مندوں کی زندگی میں شاد و نادر بہم محال ہے کہ ایسی ہی حالتوں کا  
 متشی رہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اگر ہم ایسی ناقص حالتیں ہوں کہ سخت کئے  
 معذور ہوں اور اسکے سوا چار ہی معاش کا کوئی اور ذریعہ ممکن نہ تو  
 ہم اس وقت دوسروں سے مدد چاہینگے یا نہیں؟ بیشک چاہینگے۔ پس جب ہم ابھی  
 حالتیں ہوں تو ہم پر اور لوگوں کی جو محتاج ہوں مدد کرنا فرمیں۔ اسی طرح اگر ہم  
 پائیں کہ لوگ ہماری بیواؤں اور بچوں کی حالت بیکسی میں زندگی کریں تو ہمارا  
 فرض ہے کہ ہم اور لوگوں کی محتاج بیواؤں اور یتیموں کی زندگی کریں اگر ہم  
 پر ان کا مقابل رحم حالت میں خیال کر کے دیکھیں تو رحم اور ہمدردی کی حقیقت  
 صاف صاف واضح ہوگی بہم ہمدردی انسان کی ایک اعلیٰ صفت ہے اور کامیاب  
 انسان کی بہتری کے لیے ضروری ہے۔ ان اسی ہمدردی کا نتیجہ ہیں۔ پس میں کہ  
 دنیا ایک مصالح دنیا بالکل بالکل میں ہے لیکن سب سے بڑا کہ جہالت کو سبب جو خدایان



سمیت گئی ہوں اور کو صاف صاف اپنے ہائیون پر ظاہر کیا جائے۔ اس بات کو سب کو  
 تسلیم کرینگے کہ انسان کی طبیعت آرام پسند ہے اور کوئی آرام کو نہیں چھوڑتا جب تک  
 حالات اُسے چھوڑنے کے لئے مجبور نہ کریں اگر ذرا جگہ اس بات کی طرح زمین پر  
 کسی قسم کے تردد کرینگے پیدا ہو سکتی تو انسان کہتی کیا ہی کی محنت ہرگز کو  
 نہ کرے اگر حضرت انسان کی کہاں مثل جانوروں کے گرمی و سردی برداشت کرے  
 تو وہ کبھی کپڑے تیار کرنے کی مشقت پسند نہ کرتے اگر ان لوگوں کو جو دفتر میں  
 نوکریں سرکار سے گھر بیٹھے تنخواہ ملجایا کرے اور ان کو دفتر آنے پر مجبور نہ  
 جائے تو یقیناً کوئی ملازم دفتر کے دروازہ کا منہ نہ دیکھے گا اس سے پایا جاتا ہے  
 کہ آرام طلبی انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔

جب یہ حال ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اُن آرام طلب لوگوں کو جو باوجود  
 ہٹے کٹے ہونے کے ہماری محنت سے پیدا کئے ہوئے سال کو مفت ڈرانا چاہتے  
 ہیں محنت کرنے پر مجبور کریں اور اسباب میں گنوار و نئے سیکسین جو ہر  
 یا بچل نہ گئے دست بیل کو بچکاری سے لائنوں سے اور آخر مہان کی



سے خبردار کر کے اُسے کام لیتے ہیں جو کچھ منہ محنت سے کمایا ہو کوئی دھنیں  
 اور لوگ جو محنت کرنے کے قابل ہیں محنت ہم سے لے لیں اگر تو انا لوگ ہی مدد  
 مستحق سمجھے جائیں تو سارا کارخانہ دنیا در ہم بہم ہو جاتا ہے کیونکہ اس سوچنے  
 کی ذمہ داری بہی محنت کرنا لازم نہیں آتا اور محنت کے بغیر دنیا کے ہندو  
 کی شکل میں اس موقع پر میں اس بات کا ظاہر کرتا ہوں مناسب سمجھا گیا ہے  
 میں آرام طلب لوگوں کی بہت کثرت ہوا اور اس کثرت کا رد گناہ ایک شخص  
 فرض ہے وہ اس کثرت کی بہت معلوم ہوتی ہے کہ عموماً انہیں رحمہاں زیادہ  
 اور عقل سلیم کم رحمہاں دان کرتی ہے مگر یہ عقل سلیم کا کام ہے کہ جادو سجادوں  
 میں تفریق کرے۔

اوپر کی تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اُن لوگوں کو جو محنت سے گدازہ کر سکتے  
 ہیں دنیا ہرگز خیرات میں داخل نہیں ہے کیونکہ اصل مقصود خیرات کا اس  
 شخص کی مدد کرنا ہے جو آپ اپنی مدد کر نیس لگا چاہے بعض لوگ ہاتھ سے کچھ دے  
 کو خیرات سمجھتے ہیں بلالحاظ اسکے کہ خیرات لینے والا مستحق ہے یا نہیں یہ بڑی



ہوئی غلطی ہے ہم انکے ہاتھ سے دین کی ضرورت تعریف کرینگے اور کہینگے کہ دنیا کی  
 دولت سے وہ ہند پر نہیں کرتے مگر خیرات کیلئے اسے انکو جب ہی پانچواں  
 فی الحقیقت خیرات سے انہوں نے کسی واقعی قابل رحم آدمی کی امداد کی ہو یا  
 کسی تو جی یا ملکی ضرورت کو پورا کیا ہو۔

اگر کوئی شخص اسوجہ سے ہوگا مرنا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پیر رجو الیثور نے ہندو  
 ملائے نہیں چاہتا تو بیشک وہ قابل رحم نہیں کہ وہ اپنے فعل کا نتیجہ بہت برا  
 ہے جو شخص اپنی سستی یا عفت سے اپنے آپ پر مصیبت لاتا ہے اسکا مصیبت  
 میں گرفتار ہونا اس کے اور اسکی قوم کے حق میں بہتر ہے کہ وہ اس مصیبت کے  
 سبب سے بیدار ہوگا اور اوروں کو اس سے عبرت ہوگی۔ اس موقع پر  
 مناسب حال میں ایک حکایت لکھتا ہوں۔

**حکایت**۔ موسم میں بہت سی چیونٹیاں اپنے گھر (سوراخ) کے پاس  
 والو تکو ہوا لگا رہی تھیں ایک اٹھاجو اتفاق سے موسم گرما کے بعد چر رہا تھا اور  
 سرزی اور ہوک سو نہایت تنگ تھا مکیں صورت بنا کر انکے پاس گیا اور کہا کہ برا



چاہے ایک دن گیسٹوں کا دو کہ میں ہو کہ سے مراد ہو ایک چوٹی اُسے چاہا  
 تم گری کے دنوں میں کیا کر رہے تھے اور تم نے ہماری طرح اُس وقت ذخیرہ جمع  
 کیا یا اب اللہ بہن! افسوس ہے کہ میں نے وہ زمانہ کہانے میں نہ چنے کو دے میں  
 ہو دیا اور اس زمانہ کا مجھے خیال تک نہیں آیا جو چوٹی نے منکر اگر جواب دیا کہ  
 اب! جو شخص گری کا زمانہ کہانے میں نہ چنے کہیلے چنے کو دے میں کہو  
 چارے کے دنوں میں اُسی غاقہ سے پیٹ بھرنا چاہیے ۛ

بعض ہمارے بولے بہالی بہائی دان دینے میں بہت کچھ اپنی نیت پرنا ان تہین  
 در بات کی مطلق پرواہ نہیں کرتے کہ دان لینے والا دان کو وہ بات طور پر صرف  
 میں لاتا ہے۔ ہم ان بزرگوں اور تہی دریافت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی طرح  
 دہر دیکھ کوٹن میں گراوے اس نیت سے کہ لڑکا گھل پانی میں اشدان کرے  
 لڑکا اسیں گرنے سے مراد تو آپ اس شخص کو قابل الزام سمجھیں یا نہیں میرے  
 نزدیک اس شخص کو بہت شہوتہ کرنا ہو گا کہ دیکھ کے وقت اسکی بھل ٹھکانے  
 تھی اور اسو سے وہ اپنے فضل کے نتیجہ کو سمجھ نہیں سکتا تھا اور اگر وہ بہت



ثابت نہ کر سکے تو سمجھا جائیگا کہ کوئٹہ میں دیکھ دینے سے ملزم کی نیت اسکا  
 کو جان سے مار ڈالنے یا کم سے کم ضرر شدید پہنچانے کی تھی اسطرح جو خیرات  
 میں بیج ضائع کر نیکی مفہوم ہوتی ہے اور موقوفہ چاہیئے جو شخص بیج کو پہلے  
 چاہتا ہے اسکا لازم ہے کہ پہلے زمین کو حسب قواعد علم فلاحت تردد کرے اور  
 وقت پر بیج بوسے غرض کسی کام کو نیکی نیت اس کام کو مناسب ذریعہ  
 استعمال میں لانے سے ظاہر ہوتی ہے پس جو لوگ دان کو پہلے کرنا چاہتے  
 ہیں انہیں چاہیئے کہ مستحق لوگوں کو خیرات دیں اور ایسے لوگوں کو ہرگز  
 دین جو خیرات کو بُری طرح استعمال کرتے ہیں۔

ہماری ہندو قوم میں یہ بڑا سخت عیب ہے کہ عموماً دان پن کو ایک خاص پرن  
 میں محدود رکھتے ہیں اور بلا کسی اور تینز کے عموماً ایک ہی برن میں خیرات ہوتی  
 ہے اصلیت اسکی خواہ کچھ ہی ہو مگر جیسی کہ آجکل حالت ہے اسکے لحاظ سے  
 یہ حرکت بالکل خلاف عقل ہے۔ یہ بات ہر ایک شخص تسلیم کرتا ہے کہ دان  
 کو ملنا چاہئے مگر دریافت طلب بات یہ ہے کہ سو یا ترمونا پیدائش پر نہ



حال پر جب خود برن پشیمون نہ کہ پیدائش کے لحاظ سے وضع ہو رہی ہیں  
 اور وضع ہونے چاہئے تو یہ سوچا تو ہونا کہ سطح پیدائش پر مبنی ہو سکتا ہے یہ  
 نزدیک عموماً دو طرح کے لوگ دان کے مستحق ہو سکتے ہیں اول وہ لوگ جو کسی  
 نامانی مصیبت کی وجہ سے اپنی پرورش نہیں کر سکے دوم جو لوگ طالب علم  
 ہوتے پڑتے ہیں اور ناواقفوں کو دھرم کا اُپدیش کرتے ہیں یا اور کوئی  
 کسی قسم کا پیچہ کار لوگوں پر کرتے ہیں بعض لوگ صرف دو ان ہونے سے  
 اپنے آپ کو دان کا ادہ کاری سمجھتے ہیں۔ یہ انکی غلط فہمی ہی تکی دو یا بیشک  
 تعریف کالاق ہے اور وہ ان ہونے کے باعث بے شہمہ وہ لوگ تعریف کے  
 قابل ہیں مگر وہ ان کے ادہ کاری صرف اُسوقت ہو سکتے ہیں جب وہ اپنی دوا  
 کو لوگوں کو فائدہ پہنچائیں جس طرح کوئی ڈاکٹر صرف ڈاکٹر ہونے سے فیس کا  
 دعویٰ نہیں کر سکتا اسی طرح کوئی دودان صرف دودان ہونے سے دوا  
 کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

ہم دیکھتے کہ ہندوؤں کی قوم کو اس غلط خیال سے کہ دان لینے کا صرف ایک



فرقہ مستحق ہے بہت کچھ نقصان پہنچا ہے اس وجہ سے نہ ضرورت ان کے وقت پر خیال  
 مستحق لوگ دان سے محروم رہ کر اپنی مصیبت کو دن کاٹ رہے ہیں بلکہ خود اس لئے کپڑے  
 فرقہ کی عزت اور دنیاوی فائدوں میں بہت کچھ فرق آگیا ہے۔ پہلا جب چھوٹی قسم میں  
 عمر سے ہی بائیں اس قسم کی تعلیم دین کہ سچے تو بہمن واپس ہیں  
 گنگوری کٹوری تیرے ہتھ ورج ہے تینوں کی ٹوڑھے  
 تو کیا وہ بچے کسی فن۔ کسی محنت کو کام میں لگ سکتے ہیں اور کیا اس طرح خود  
 سہارے والے فرقے یا تو میں کہی دنیا میں آسودہ حال ہو سکتی ہیں ؟  
 देवे काले च यात्रे च तद्युन सार्विकं स्मृतम् ॥

اس شلوک کے اترتہ یہ ہیں کہ پن دان ملک اور وقت کی ضرورت کے موافق  
 ہونا چاہیئے اور سو پاتر کو ملنا چاہئے اور پر کے بیان سے سو پاتر کی تشریح ہو چکی ہے  
 البتہ اس بات کا ذکر کہنا باقی ہے کہ اور وقت کی ضرورت کے کیا معنی ہیں وقت کی  
 ضرورت کے تو میرے نزدیک یہی معنی ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ گرمی کے موسم میں  
 تو خیر میں کو کمیل ان ہون اور جاڑے کو ولون میں ٹھنڈا خاصہ غریب کی ضرورت



پر خیال رہنا چاہئے اگر ملک میں کال ٹیڑھ ہو تو ظاہر ہے کہ پٹ پالنے  
 کے کپڑے کی نبت اناج کی زیادہ ضرورت ہے اس وقت اناج غریبوں  
 کی تقسیم ہونا چاہئے اگر ملک میں بیماری پھیلی ہوئی ہو تو دو لکھندوں کو  
 رت دوامفت تقسیم کرنی چاہئے اور غریبوں کے معالجہ کے لئے ڈاکٹر  
 رکھنے چاہئے نہ مکمل تقسیم کرنے کا اسوقت آنکی ایسی ضرورت نہیں ہوتی اگر  
 میں ادویا پہیلی ہوئی ہو اور ادویا کے کارن لوگ مصیبت میں ہوں تو  
 یہ کہ اسوقت ادویا دان کی زیادہ ضرورت ہوگی اور ضرور ہوگا کہ علم کی  
 کلاس کے لئے ملک میں پاٹ سالہ کو لے جائیں اگر قوم کسی بُری رسم (مثل  
 ان پر فضول خرچی وغیرہ کے) تکلیف اٹھا رہی ہے تو اسوقت سچے دان کا  
 کام ہوگا کہ اپنے خرچ سے اپریشک ملک میں بھیجا کر کسی وقت ملک میں کسی  
 بڑی عظیم حملہ اور سے تباہی آئی ہو تو اسوقت شیادان بہم ہوگا کہ پڑھ لکھنے  
 والی تکی سے بادشاہ وقت کو مدد دیکر ملک کو بچاؤ اگر ملک مان کی اصل  
 سے جیسا کہ شاسترون کا منشا ہے واقف ہو جائیں تو اس بہم سے کہ اسے بقدر



روپیہ و اہیات کامون میں خرچ کیا جاتا ہے اچھے اچھے کاموں میں صرف  
اور اسی روپیہ سے دگنا چوگنا فائدہ ہماری بہانوں کو نہ چھوگا۔

آخر میں یہ عرض ہے کہ انسان کی انسانیت کو ساتھ دو فرض ہیں اول فرض ہے  
و اقارب دوسرا فرض عوام فرض خوب نشان سے وہ فراموش مراد ہیں جو اپنے  
جو بوجھ و غیرہ خوب نشان کے ہماری اوپر ہیں اور فرض عوام وہ ہے جو کل  
انسان سے تعلق رکھتا ہے ہمیں مناسب ہے کہ اندو لوں فرضوں کو حتی المقدار  
ساتھ ادا کریں یعنی نہ ہم اپنے متعلقین کے رشتہ الفت میں ایسی بنیں کہ  
عوام سے غافل ہو جائیں نہ فرض عوام پر اس قدر فریقتہ ہوں کہ فرض خوب  
میں کوتاہی کریں۔

مہذب ملکوں میں جہاں علم کی روشنی نے لوگوں کو روشن بنا دیا اور عالی  
بنادیا ہے فرض عوام فرض خوب نشان سے کچھ کم ضروری نہیں سمجھا جاتا اور  
غریب تک رفاہ عام کے کاموں میں برابر شوق رکھتے ہیں اگر دولت مند  
حیثیت کے موافق بڑے بڑے مستحول زمین یا سر کاموں میں دیتی ہیں تو



مردوری پیشہ لوگ ہی اپنی قدر کو موافق اس میں مدد دینگے جو لوگ روپیہ نہیں  
 اپنے وقت اور محنت سے مدد کرینگے وہ ان جو لوگ محبت قوم اور ہمدرد ملک  
 ہیں وہ چینی کو بجا کر ٹکڑا کر چاؤ پیتے ہیں بجا کر ریل یا گہی کی سواری کے  
 چلتے ہیں بڑسیا کیڑے کے بجائے گٹیا کیڑا ہیں گردارہ کرتے ہیں اور سطر حمر  
 پیوہ بچاتے ہیں رفاه عام کے کامو نہیں لگا کر ہیں انکو دلون میں کہا تک  
 الوطنی ہمدردی اور فیاضی کا دریا موج زن ہر ایک حکایت سے جو ہیں  
 لکھتا ہوں ظاہر ہو گا۔

حکایت کہتے ہیں انگلستان میں ایک غریب انڈی ٹرکی ایک پادری  
 صاحب کے پاس سے مشن ٹیڈ میں دیشور کے لٹو لائی پادری صاحب نے اس خیال  
 سے کہ وہ انڈی ہر استعداد بڑی رحم لیتے ہیں تامل کیا وہ بولی تامل کرنے کا  
 نامیر جانتے ہیں اس قدر رقم بلا وقت دے سکتی ہوں اُسے پوچھا یہ کیونکر؟ ٹرکی  
 تامل نے جواب دیا کہ میں اٹو کر مان بنایا کرتی ہوں اور انڈی ہونیکے وجہ سے دزرات  
 تو میں ان بلاؤں سے جان بچا کر کام کر سکتی ہوں اگر میں انڈی نہ ہوتی تو پچھلے چار سو میں رہتا



میں کام کر نیکے لئے میری تقریباً سیفدر رقم تیل پر خرچ ہوئی یہ ہر  
 بچت کا آپکے پاس لائی ہون تیل پادری صاحب نے اسکی سمجھ اور فیاد  
 آفرین کی اور ہنسی خوشی یہ روپیہ لے لیا +

شاہنشاہ تیری اسے انگلستان کی اندھی لڑکی! تو نے ہندوستان کے  
 والے مردوں کو شر مار دیا۔ یہ انگریز قوم کا حال ہے۔ اب ہندو نکال  
 اول تو رفاہ عام کے نام سے بھی بہت لوگ نا آشنا ہیں اور جو لوگ  
 کو سمجھتے ہیں وہ محمود زبانی جمع خرچ سے گناہ دیتے ہیں ان کا فرض لمبی لمبی  
 کرنے یا شے پر ہی فتم ہو جاتا ہے اگر کسی مفید کام کو لے چنڈہ کی فہرست تیار  
 اول تو اس میں چنڈہ لکھانے سے بہت لوگ غدر کریں گے اور جو لوگ ایسے چنڈہ  
 فوائد کو بخوبی سمجھے ہوئے ہوں ان میں بھی چنڈہ ادا کر نیوے توڑے ہی ہیں  
 صرف شاہنشاہ اور تعریف گرائیکے لحاظ سے رقم تو بڑھ کر لکھا دیتے ہیں  
 ادا کرنے کی کہی انکی نیت نہیں ہوتی میری بڑی تخواہ پانوالو نکال  
 یہ حال ہے کہ اپنی شان و شوکت اور زن آسانی کو سامان میں تو بہت



وہ خراج کرتے ہیں مگر رفاہ عام کے کاموں میں ایک جھیف سی رقم دینی ہی نہیں  
 باوجود معلوم ہوتی ہے کہ گو ان کاموں میں انکو بالکل اتفاق ہو۔

ہمارے ان پرہہ بھائیوں کا حال کچھ نہ پوچھیے وہ رسم و رواج کو بند ہی نہیں برادری  
 کے خوف سے دیے ہوئے انکا دان تو صرف رسم کو پورا کرتے یا برادری کے طعن و تشنیع  
 سے بچنے کے لئے ہوتا ہے انکو ایسا ت کا ہر وقت خیال رہتا ہے کہ اگر مان باپ کی  
 ریاچی نہ ہو باپ کا سرادہ اچھا نہ ہو بچوں کی شادی پر برہم ہو جائے اچھا نہ ہو  
 چور کی اچھی نہ ہو تو دنیا ہی ہو گی اور سودھیوں تک پون ظاہر ہو جائیگا اصلی  
 بنان اور حقیقت میں قابل امداد لوگوں کو فائدہ پہنچانیکا انکو مطلق خیال نہیں  
 ہوتا پروس میں کوئی یتیم ہو گیا ہے چلا رہا ہو تو لالہ جی کو کچھ سنا ہی نہیں دیا۔  
 رنج کے دن ڈکونٹ نرم آواز سے یہی صدا کرتے تو وہ فوراً چونک کر بچکار  
 ہونے لگتا کہ بھئی ہمارا تیل بھی لیجانا اس سے ظاہر ہے کہ فرض عوام میں ہماری  
 قوم میں کہاں تک خرابیاں ہیں اب وقت ہے کہ ان خرابیوں کی اصلاح کی جاوے  
 اس فرض عوام کے پورا کرنا ہی سب سے عمدہ تدبیر ہے کہ ہم پہلے اپنے دل میں رہا



ہر مہینہ کہ اپنی کمائی کا ایک خاص حصہ ہم ضرور رفاہ عام کو کام میں لگایا  
 اور پھر اس حصہ کو ایسے کام میں صرف کریں کہ جسکی ہماری قوم کو سب سے  
 زیادہ ضرورت ہو یا ایسا تکافیصلہ کہ کتنا حصہ کمائی کا اس کام کے لئے مختص  
 کیا جائے ہر ایک شخص اپنے اپنے حالات پر غور کر کے کر سکتا ہے سکھوں کو  
 دوسو روپے دان مشہور ہے یعنی آمدنی کا دسواں حصہ دان پر خرچ کرنا۔ اگر  
 ہم ایسے کاموں میں ہنرین دیکھے تو بیسویں حصہ سے کیا کم ہو۔ امید  
 کہ سب بیہائی کوئی نہ کوئی جزو اپنی آمدنی کا ضرور رفاہ عام کے لئے مختص  
 کرینگے اور اپنی بیابونی مصیبت دور کرنا اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھیں  
 اگر لوگ دان پن کر نے میں اس اصول کو ہمیشہ یہ نظر رکھیں تو امید ہے  
 ہماری قوم بہت جلد حالت تنہا ہی سے کلنگر آسودہ حال ہو جائیگی۔

تمام شد

اختصار بہار سندھ  
 اس مضمون پر غور فرمائیے  
 قیمت صرف پچاس روپے



اوم

# پوپ درشن

من تصنیف

لاکھ چند المعروف بادشاہ آریہ سماج

حسب فرمائش زرنگ و رما خراپہی

آریہ سماج شہر سیالکوٹ -

پنجاب پریس لکھنؤ میں

تعداد اول ۸۰۰



# اولم

**الف** اول جو دہرم سناتن سی پوپان اوسنوں چا چھپ یا ہے  
 ویدان شاستران دانان و ہو چھپیا جھوٹا جوڑ پوراں سنیا ہے  
 حقہ پکڑ کھتی جوہی کاٹھ والی متھے تلک پاگھن ٹریان لایا ہے  
 لایہہ چند کہندا واسطے لٹنے دے چا تھہر نوں ایشہر نیا ہے  
**ب** بہت کیتی ایشہر مہربانی ست جگ مڑ کے سوا دھان کہ  
 کرو سہیا تے گائیتری جی اہیہر ویشٹن دے وچ گیان کیتا  
 چھڑو جھوٹے پیمانے مان دل داست ست سارے ورکان کیتا  
 لایہہ چند اگل جگ دی جلاویندا بہایاں آریاں بیٹھہ سامان کیتا  
 پاپو پشوک سب کہن جوہٹے سپا اک نہ پچن سناوندے کی  
 کہندے کھیری دھوون ہٹا کر جنم لیا لٹ سہند وواں دادھن کہا کیتا  
 ہٹا کر نام ہے دے کرن کار واجی مسبنوں مہتیا دوش لگاوندے کی  
 لایہہ چند اسیدھے رتے پے جھڑا چا اوسنوں پوپ بہلاویندا  
 ت تار یا ئی رب آریاں نوں جنہان ست دھ نام نوں پکڑیا  
 کوئڈا ویہ والا ڈنڈا گیان والے پوپ ہنگن دھ چار گڑیاں  
 جھڑا تھہر نوں کھے ہے ایشہر وٹھوں جھٹ زبان توں پکڑیا  
 لایہہ چند اوسنوں پرم دھ نام ملی مہر دست دھ نام تھوں جھڑیا



۳  
 کت ثابتی رہی نہ وچہ پوپاں لوکاں مہرم دل جدوں وہیان کیتا  
 انہاں بنکیاں نے ہنک پی کے جی جو ہٹا ویناں دیوچہ گیان کیتا  
 پیسے اک اتوں دھرم وچہ سے نی جنہاں ست داکم نشن کیتا  
 لاکھ چندا دینا رڑ دی نظر آئی ویانند نے جدوں وہین کیتا  
 ج جاہو یانکین ویانند نوں ہن غافل غافل جیہ پیرے  
 جڑیاں دی تے جڑی پھیل گئی آری دھرم ویناں توں دھرم پیارے  
 ست ست دینا وچہ گرہن کر کے جہنڈا وید گیان دا گڈھ پیارے  
 لاکھ چندا بہار ہتھ آیا بہار تھلے ویانند دیا کر کے کڈھ پیارے  
 چ جن اوئے جیوں چکود عاشق ایہہ یوپ عاشق اوپر اندر کی  
 جہڑا دوسے جہان تے دھن والا اشیر باد کر کے انہوں سدو کی  
 جیہ جہو ہٹیاں پوتھیاں جوڑ دے نی ایہہ ہن جو ہٹھ پیار وید کی  
 لاکھ چندا ہن کل جگ چلا چلی تھوڑے دن ہن ہن دی حد کی  
 ح حکم سماج نے من لیا ویانند نے جو فرمایا ہے  
 ہیر اغفلت دیوچ بہار داسی اوہنوں پکڑ سید ہے رتھے پایا ہے  
 جس پوپ والی ہنک پی لئی عمل نال گیا ندے لایا ہے  
 لاکھ چندا البیہ کیتی مہرانی پیرا آری سماج دا آیا ہے  
 رخ خواب دیوچہ خلاف بولن جہان تے بن لے بہار لوکو  
 ہوئے مسکاکا وشی دوا وشی حد کرہن تیری ہرن بازار لوکو



اوتھے وقتہ تہل کے دسدے نی جتے دیکھہ کن فی شاہوکار لوکار  
 کہے ستوں چہڈ است وچن ایہہ پوپاں واکار روڈگار لوکار  
 و دل دیوچہ دیل کشتی تے سٹجا جیاں بیٹھ کے ساریاں  
 ویاوچہ دریا دے روڑھہ وتی پوپاں پاپیاں ہت ہتیا ریاں  
 اس دنیاں تھی پچ دیو ایہہ کہیا سی رب دے سپاریاں  
 لاہجہ چنڈا دیناں جگا چٹریہ دیا بند جہیاں دہریاں ہاریاں  
 ڈورانہ رب دے خوف کوں ایہہ پوپاں یار و مول سنگدے  
 دے دیار پھمی اٹھہ کے جی دغا آس تیری ایہہ سنگدے  
 مٹے بن کے تے چٹرن جوک وانگن لہوی لیندے انگ انگدے  
 لاہجہ چنڈا ظلم پوپ ظلم کر دے دو ذہن جہتوں اونہوں ڈنگدے  
 رب گیتا پیدایا و اتے رکھو درہم لاج تے شرم پیارے  
 پڑھو دیگیان تے کرو چرچا کہتیریاں برہمنیاں و ایہہ کریم پیارے  
 بار بار نہ ایس جہان او تے ہتھ اونان جے مڑکے دہرم پیارے  
 لاہجہ چنڈا دیا بند ہی ایہہ کھگٹی رہ گئی شانتی تے ہونا نرم پیارے  
 سب کہانیاں جھوٹیاں نی جہڑیوں پوپاں نے بیٹھ سکھتیاں  
 پیرن دولہے پورے ہو غافل منگن گار جیاں جنہاں نے پتیاں  
 پتیاں کہان بیڑے اگلیاں اوو ہتھ تے دیاں بوٹلاں لیتیاں  
 لاہجہ چنڈا ایہہ کریم پیارے ویش پاپاں دیناں



شہراں دیوچہ ابدیش کیتا دیانند نے خود جا کے جی  
 جیڑی غفلت دیوچہ ستے دے سی چا جگا یو سو سرہا کے جی  
 جی رب دے ناوں نوں یاد کرو لیکھا دیوچہ جے اگے جاؤ کے جی  
 لاہم چند اسوامی کرم دہرم و سیا پریم و نام بیٹھا ڈیرالا کے جے  
 جس صبر نہیو یاں نوں آوند اہمہ جو مہل پول کے لیندے نے وان لو کو  
 ہاگو ان جمان تہیں وان لیکے اکاری دی طرف نوں وٹان لو کو  
 تے بول اوہنوں نشے والی پریم دیوچہ اوہی گھر نوں جان لو کو  
 کہے ست بات نہیں اک کر دہی پے پاپ دی جڑ پٹاں لو کو  
 فضل ضامن دہرم وار ب سچا یو جاں پتھراں ویاں سب کوڑیاں نے  
 جہڑے اپنی چند نہیں بچا سکے اوہنہاں کو لوں کی پینیاں پوریاں نی  
 ایہ رب نوں جنہاں نے یاد کیتا پریم و نام وچہ اگے منظوریاں نے  
 آہے کرم دہرم کٹو دی کرن رکھیا گلاں سب سچا دیاں پوریاں نے  
 و طرف لٹن وے دبیاں کر کے ساگنگ وچہ دہر بنا وندے نے  
 راجہ راجند جے جلیاں پریشاں نوں پوپ ہتیا دوش لگا وندے نی  
 گل لکا ندے پیلے پاسنتر شام رنگ چانخہ اتے لا وندے نے  
 کہے ایشور و اسنگ تیار کر کے بھری سجھا اوچہ پوپ نچا وندے نی  
 طاہم تھیں آریے منع کر دے جنہاں رہاناں منظور کیتا  
 دینا نہ غبر وچہ ٹی دی سی تھے رب شر کے یبہ انور کیتا



لکھ وید وابل کے چہ انہیرے چانن گیان والا پاؤ ستور کینا  
 لاکھ چنڈا کرم دھرم وچہ دنیا دینند ستی بہر بہر کینا  
 ع عرض کر دے اگے پتھر ان دے ایہہ یوپ پاکھنڈوی گل ہے  
 سچ او نہاندے منہوں نہ نکلائے جو ٹہہ بوننے دامنڈوں ول ہے  
 جسدن دی سباج تیکم ہوئی او سے دن داپوپاں نوں سل ہے  
 لاکھ چنڈا جو کرے سو پالیوے کماں مندیاں دامنڈا پھل ہے  
 غرق گیتا بیڑا پ والا پئے دھرم دی جڑ و دناوندے نے  
 پتھر یوپ پاکھنڈ دے دور کر کے ڈوری رب پنچے او تے پاوندے نے  
 جہاں ایشور دابھیٹھ کے باپ کیتا پر م دنام دی طرف نوں دناوندے نے  
 لاکھ چنڈا جہاں کرم دھرم کیتا سکھہ دوٹاں جہاں مہا پاتک  
 و تار خلی دتی رب نوں جی تھپر وینا دی مالک بنا دے  
 او دے بوٹا تلسی دا او نہاں یوپاں سنجوک کرا دے  
 وقت ارتی لین پر دکھناں جے اک مندر دے وچہ ٹکا دے  
 لاکھ چنڈا خاطر جیدار ستیان دی یوپاں کئی نکینڈا کھار دے  
 ق نکل کر دے پوپ بکریاں نوں جی لالہ لالہ لالہ دے دے دے  
 جے جوت دی دسن پر کینا او کئی بوٹیاں جگین بھار دے  
 جے پوپ اکھن او تھے بوٹیاں نہیں تان او جو تہ گنڈا گنڈا دے  
 لاکھ چنڈا یو جارسے شراب پیندے دے رات رہندی ایسے کار دے



کہے نہیں پھر نہیں مکت ملدی نہ مکت ملدی کاشی جانیلوچ  
 جتنا نہیں نہتیاں مکت ہوندی نہ مکت ساگر اشنان و کوچ  
 ہیرا گیا پرگ نہیں مکت ہوندی پہلو مکت نہیں پنڈ پھران و کوچ  
 لاکھ چنڈا نہیں گیان بن مکت ہوندی نہیں مکت جوالا دین پانیلوچ  
 گھیریاں پوپاں دیاں اکھیاں نی اچھی طرح لیو از مالو گو  
 دی وچہ بازار دے کرن خندا یا جسک گھروں آول کھا لو کو  
 پوٹیاں سخت کھوایاں سو لسی وچ پکوٹیاں پا لو کو  
 لاکھ چنڈا دینا دان پہلے وائے پوپ پان الٹی سر سواہ لو کو  
 لب کر وید ویاپ گیا پہل گیاں کریم کریاں نے  
 جوندے مایو نوں گہو دھن دے موئے ہوئے نیان گنگا تیاریاں نے  
 باب جاندیاں این منالیندے چائنان منھ سر مچیاں داڑھیاں نے  
 لاکھ چنڈا پوپاں دی جان کو لوں دھن لٹن دیاں جگتیاں ساریاں  
 مار دے نی پوپ پہلے تائیں جیوں بکری مارن قصائی لو کو  
 دھرم والی جمنان دی کرن خندی تے دندری والی دی کرن وڈیائی لو کو  
 کواری کیناں جسدو گھر ہو دے رکھن اسدے نال صفائی لو کو  
 لاکھ چنڈا پوپاں کے پوپ جاندے واپے بیٹھ گھروندے ناٹی لو کو  
 ان نظریا سماجیاں تھیں پوپ کھا کر دوارے جاوندے نے  
 سہناں داندی نہ سہناں نہ کو کھا کر گری باؤندے نے



باٹی بہر کے تے ہنگام پی لیندے سوچو چرساں داوتوں لاوندے  
لاہمہ چند اعل وچہ غلطان ہو کے چھینے شکہ گھڑ مال وجاوندے  
وقت سویرے اوہٹہ کے پوپ طرف تالاب دے جانو دے  
کھسے مار آسن تھہ پوڑ گڑوی ڈیرا پوڑیاں تے چالانو دے  
یو جا کرن او تھے رناں دیکھنے دی کوئی آوے تے نظر چورانو دے  
لاہمہ چندارناں دیکھ بر جانے پہیر سویرج نوں دنیاں جھکا  
ہرچ ہو یا یو یاں یاں دا دیا تھہ تھہ وں ایکا رکیت  
جڑیاں دی بیتی شروع کیتی بڑا دھرم دا پہیر وارکیت  
اوہدی نکت دی ساہناں ہو گئی بس جس الشیر دنیاں میا رکیت  
لاہمہ چندا سوامی دیاں چیلیاں نے ایس دھرم دینی بے کرا  
می کر رتب نوں بٹھیر میارے اوڑک رب سٹی کرن مارے ہے  
آپے جوتی سروپ انتہ آپے پا پارتے آپ کرتا رہے ہے  
آپے ہے انتہ انا دی آپے اپہم جسد اسب پر وارے ہے  
لاہمہ چندا الشیر نکا رہے کرتے ویانند دا اچھ اوپکارے ہے

تھام



اوم

پولون کی کرتوت

مصنفہ  
عاصی گلزاری لالہ و راقی بہار

تخصیل پسرور

حب فرایش لالہ لہیہ چند المعروف پادشاہ سہاگ  
آریہ سماج سیکرٹ

مرزا پریس سیالکوٹ میں چھپی

قیمت فی جلد ۳ روپے

بدول۔



اوت آجکے اک دہل گزری قصہ پوپ پکھنڈ دا جوڑ  
 سوہ لوبھہ شکار ہے وچہ دنیا ایس جیہہ پکھنڈ نوں توڑ  
 مرہ بان پوہنیاں پکڑ کے پیرن ہونڈ سے پوہنیاں دی کوک  
 غزری لال ہی گیان وچار پائی مسک پکھنڈ پاپ نوں جوڑ  
 پکھنڈ بڑے بڑے اپراہن کوہ سے پوپ وچہ سنار دی آس  
 گزری گہری امروہ سے کھنڈا داسے نوں پیر پوہنڈ ایس  
 آتھن ہنسے او گہراں پیسے ہستے عورتاں نوں بھر ماسے  
 گزری لال کھنڈا امروہی ویکھ لیا مرہ بان پاپ نوں از ایس  
 کھنڈا ترس نہ آوند اصول پوپان جہون آوند سے کھنڈا سنان  
 پیر پوہنڈ وروہ از پون رکھ وے فی پیسے آو گیش سنان پاپ  
 گزری لال سے کھنڈا سنان نوں آوہن آجکے چاروہان پاپان  
 گزری لال ہی پوپان نوں وچہ پیسے پوپا مشکل دی آکھ سنان  
 کھنڈا ناہی رہی نہ وچہ پوپان گہر و گہری ایسے وناکا وند  
 کھنڈا لہن داسے کھنڈا لہن کھنڈا کھنڈا کھنڈا پاپان  
 کھنڈا ویکھ ویکھ ویکھ پاپان فی آوہن اپنی پاپ نوں لاوند  
 کھنڈا لال ایہہ خوبیاں وچہ پوپان باجہ آکھنڈا پاپان



بعدون سدا ان دی بہار آو کوک پانڈ پانڈ لیل جاوندے نی  
 نیو ندر اکتا و آون پاسون لکھی لون پگڑے آوندے نی  
 نیو نڈی پچی کڑا ہی پیارے اوہنے رہنے مول نہ آوندے نی  
 لال پیر کھاسکے ہون اندھے منجی پیکے گہرا نون آوندے نی  
 ورام ہال نہ جانے نی پوپ ہڑے بہارے بے شرم پیارے  
 نون سپٹ کے دور کیتا ہن ہن کر دے کھوٹے کرم پیارے  
 بڑا مٹی نے لوٹ لیندے کر دے پاپ ہوندے جیت نہ پیارے  
 لال ایہ پوپانڈ کر دے دیکھو ہر ایک نون پانڈے بہر پیارے  
 خیرا و بہر دی پوپ جانن پوپان نوٹنے زور پاپا سے  
 گہر شلوک بنا لیندے اتھان وید و نام گوا مائی  
 ناسند پیارے کہن ستارام و نام دیبا مائی  
 لال ہے پوپان نے ظلم کیتا بہر موت نون پتھر نہا مائی  
 ویندے لوگ پہلے کارن پوپ مند بان کرمان اوٹنے لاوندی  
 حجامن تہیں ہو رخصت ڈیرہ و بہر سال اندر پانڈی  
 جمع ہوندے پوپ چھے سارے خوب ہنگے چرس اوڑا وڑی  
 لال پیر و ان دے دین والے اوڑک دیکھو پوپان کچھ تا وڑی  
 خوف حیا کہن پوپ و بہر سال اندر آئے کے جی  
 (The text continues with more lines, some of which are partially obscured or cut off at the bottom of the page.)



جہون نشہ سے وجہ غلطان چونکاس کہیاوندی بہن بہنایک  
 گلزاری لال ایسہ پاپ اپراہد کر دے گہرین کچر اندر دیکھو  
 سن رمز بازی او تہے بہت کر دے جتھے دیکھدے بیابہ سر و شنگ  
 سینڈ پگتے دی نہیں لوڑ ہونڈی جتھے پوپ بے ہون سنگ  
 جتھے دیکھ لیندے عورت خوب صورت اور تہے کھول بہنڈ پرنگ  
 گلزاری لال ایسہ ست بیہوش رہنڈ سپون لٹ اور ٹاوندی بہنڈ  
 من زہر دستی بہت کرن پاندے اسے پیری پاپ کاندے  
 گہرینڈ واندے کوئی مرحا وے کہتا کر ڈی آکھ سناوندی  
 کپڑے لیف تولائی بنا ونجی جگت کر یا دی ایسہ بناوندی  
 گلزاری لال جہون تیران روز گذرن اجار جہند کے گرا کر اندر  
 ہی سب بیابان مل جتھا کہتا اتھان پوپ پاندی گل نثار سیستہ  
 سچو سچ کر دے جو پٹہ جو پٹہ جو دے پونجی پوپ پاندی پکڑ کے مل پڑی  
 بیلیان میرٹا من گیان لیے مت پوپ پاندی چاوسار سیستہ  
 گلزاری لال چاہے سینو و ہرم والا چاہے پاید چا اوتار ہے جی  
 من شرم نہ آوندی علی پوپان جہون کہتا سناوندی آوندی  
 پونجی کہتے تھیں اور پکھینڈے دوتے بکر گیان سناوندی  
 جہرٹ ملک عیاب وجہ جنگ جو سب کتا وے وجہ لاوندی  
 گلزاری لال جہون کہتا ہون ختم کر دے کو ذل تشراف و زہد پونڈی



صاحب نامہ بان مول پوپان بہرم پائے کے لوگانوں لڑی  
دراوڑو سے مٹی پھر سے دانگن ترون کا لہجہ بندیا کٹھ و مٹی  
ہوئے آئیکے ہوئے اہر اہر بولن جیڑت فی دہرم دی پٹ دینی  
لال نہ اینا سنون دان ویسے پیر نال جچاند سے دوشہ و مٹی  
ضرب لگی پوپان پاپیان نون جہون آریا سے زور پایا مٹی  
کر کے اپدیشن کیتا دیا سند نے دہرم چلا پائی  
نہ سے منظور کیتا بیوقوفان نے دوشہ پائی  
لال اہر پوپ سب پین چوٹے جہنان پاپ و اشتور مچ پائی  
ایشر نہ نگاہ کر دے ڈرگاٹھ کر دنام چار دوی  
دک دیک پتہرا اہر جمع کر کے پاس ہتھ کی پی بلہار دے  
پان پانی کدی دوشہ و خیدے چل توڑے پتہرتیہ چار دوی  
لال اہر پوپ پکیرنڈا و پکیرنڈا رام دی جی پور کار دے  
موی مورتی پوپ چ نون کیتا ستا و چار دے  
کر دے دیکھنے آچاندے اڑنوں چوٹکی اور چاچا پتہرتی  
نظر و پکیرنڈا عزت نامدی رتھی خولجہوت و چون تار دوی  
لال جا لوگ سب مہون خیرت اڑنوں دہرم سالا اندر وار دے  
نقل تے مت شعور پکیر و پوپ چل دے وچہ نہ آڈ لو کو  
دور کر دہرم وچہ آڈ جو پتہرتیہ بوسے تہین باز آڈ لو کو



سنگت مور کہندی ہن دور کر دیاں دی گیان وجہ آؤ لو کو  
 گلزاری لال میں نت پور کارناٹان جو مار نے تہین سٹ جاؤ لو کو  
 مخ غضب کینا پوپان پاپیان نے جہان لو کانٹون مار سکے چور کینا  
 دے مہا بہار نہنت و چار دے نی راتین دہرم نوں آنکے دور کینا  
 ایو مہا بہار نہنت دے وجہ لکھیا جہڑا کیروان پانڈوان جنگ کینا  
 گلزاری لال نا لو کانٹون خبر کوئی جہڑا پوپان نے پاپ پکین کینا  
 وں فائدہ پوپان و چار یاٹی من گہرت ستلوک ست وندے نی  
 سد عورتان بہتیاں رنڈیاں نوں پورن ماسی و ابرت رکھاوندے نی  
 کہندے عورتان نوں تھی برت رکھو کتھا سوت دی آکھیں سناوندے نی  
 گلزاری لال ایو رنڈیاں کی جانن وجہ بہو کتھا سناؤ پاپاوندے نی  
 ق فہر کینا پوپان بہت پیار اسنا رنڈیاں چا اولٹا یاے  
 کہندے گرب و چون ایشتر جنم یسا سزا کارنوں اکا ربنا یاے  
 جہڑا کل سرشتی دی دھن والا قید مندر دے وجہ کرایاے  
 گلزاری لال ہے پوپا غدی مت ماری دہرم اپنا آپ گویاے  
 کرم کرے دہرم اپنے دی مت پوپا غدی چاوسا رے جی  
 جہڑی گڈ رگبی ہنہ نہ آوے رمنڈی اپنی نہ او جہڑیے جی  
 ہی ساڈی ہے باقی بہنیں اپنی آپ سوارے جی



لاکھ عزت و درگیتی اہنان پوپان نے رنڈیاں ساریاں دی  
 ہاتھ بندے نال بتاوندے فی جوتی جانڈی اہنان پچا پریان دی  
 تیاراون دینال جد اوہہ کھی کھنٹا شروہ کر دے اوہون یاریاں دی  
 لال بے پوپان نے چوڑ کھیتی کلی دوشس دینا سری ناریاں دی  
 مرن نہ پوپان نے مول جانا راہ رہدے تھیں بہت سنگدے فی  
 دن یاد رکھن چوہی امبیاد اکھری لوکاں دی آنکھ سنگدے فی  
 وڈون ویکہ لیندے گھر وڈا پین نڈون آدروازے تے کنگدے فی  
 لال لال ایہہ آکلان کر دے گہران تسانڈیاں تھیں ڈنگ لنگدے فی  
 نام نہ ایشر داپین دیندے پینر پوجے تے زور پاپاے  
 پینر پوجیاں ہتہ نہ کہ آوے ایہون گورگیاں بنا پاپاے  
 بوناں کر کے کٹر کان ملی لڈ سو پیر پیرا ہوگ دکا پاپاے  
 لال لال جہڑے پینر پوجے فی سبتہ کہ نہ اوہانڈے آپاے  
 وقت پھینڈ دا گورگیاں پیرا آریا دسرم دا آپاے  
 ہنس سواہی گیان کھیتا لوگ ستنے سان آو جگیاے  
 پاپ پاپ پھینڈوی دوزر سوٹی پیرا دسرم نے آنکھ پاپاے  
 لال لال نے جھوٹ نیاگ دنا پیری لال جگیاں گنا پاپاے  
 دوشس کر دھجہ جاو لوگو راہ پوپان دے مول نہ جاجو بے  
 پینر پوجے دی پوپ گیت دس ہنہیں اپنی زبیر نہ کھاتو بے



سر سے رکھتے تون پوپ پہلا دیندے پہن پہن فیروز نیک  
 گلزاری لال میں پیا پتر پوج دے تھی پتا آپ پیا پتر  
 دیوہ بنکار تون دور کر دو چہست تے دہرم دے آہر  
 کر دیندے پاپو گن گنتا پوپ حبس دیوہ نہ آہر  
 پڑھو دینے کرو آپیش لکان اہن پوپا ندی گنت گن  
 گلزاری لال گیشری سنبھانن نال ارنہم دے آہر سنبھان  
 اہن آہر دل پتر وچار کر پے ساوے دور ہو دے تہرم  
 پڑھو دینے وچار رہے چہرے چہرے ساوے کر مہار  
 اہن سولگی تون دور کر دے تین سو جاؤ تین نرم پیار  
 گلزاری لال میں پیا پکار داجی کر دے تون ناگرم پیار  
 پیا یاد کر گن گن دید و الا سوامی شری جہڑا اہن  
 پرم اتما جہڑا اندا پتر جہڑا است ستر و ابار بار گنت  
 سونو دس اصول کرو گن گن پتر آریا داس تین پار گنت  
 گلزاری لال پتر شب بھل گئے سوامی صاحب نے جدون دبار گنت

## التماس

سب صاحبان کیندے میں عرض ہے کہ بندہ نے سی حسری  
 پوپون کی کائنات کمال شوق سے مرتب کی ہے کوئی صاحب طبع کرینا  
 نہ ضرور دین اور جس سی حسری پر صنف کر قلمی کو تحفظ دے دے مال مرقم تصور



# مسیح نے کیا ہدایت کی

مرتبہ چارلس برڈلا صاحب بھادر کا

ترجمہ

حسب فرمائش لالہ ساگر ام تاجر کتب بازار ممبئی ہٹ

لاہور

در مطبع راوی بے نظیر مطبوع

گر دید

نقد و جلد

قیمت فی جلد روپائی



# مسیح نے کیا ہدایت کی

اصل تو مسیح نے کچھ ہدایت نہیں کی۔ اور اگر کی تو کس زبان میں۔ کوئی بھی نہیں بنا سکتا۔ اس کے کلمات کس نے قلم بند کئے۔ صرف قلمی بات ہے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں کچھ لکھا ہی نہیں بلکہ کئی آیتوں کو کس نے یونانی زبان میں ترجمہ کیا۔ کوئی نہیں جانتا۔ صرف چھوٹی چھوٹی کتابیں ہیں جنکو مستعرب پادری لوگ عیسائی کی ہدایت میں اور انکو چار شخصوں کی تصنیف بیان کرتے ہیں۔ مگر اون کا پتا کچھ نہیں مل سکتا۔

کیا مسیح نے آدمیت۔ اپنے آپ پر بہرہ و سہار کھنا۔ بدی کا مقابلہ کرنا۔ مسیح کا قبول کرنا۔ سکھایا ہے۔ نہیں مسیح نے یہ نہیں سکھایا۔ انکی کی جڑ اس آیت پر منحصر ہے۔

لہذا وہ لوگ جو مردہ دل ہیں برکت والے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ کی بادشاہی کو چھٹی ماما کیا مردہ دلی ہی سب نیکیوں میں سے بڑی ہے کہ عیسائی نے



ہدایت بنایا۔ کیا مردہ دلی نیکی بھی ہو سکتی ہے۔ یقیناً کہی نہیں۔  
 قربت دلی دیانت داری۔ ارادہ کا پچھتہ ہونا۔ یہ سب نیکیاں ہیں  
 مردہ دلی گناہ ہے جب آدمی مردہ دل ہو۔ تو مغرور اور دلی حوصلہ والا  
 اس پر ظلم کریں گے اور اُنکو دباؤ دینگے۔ جب آدمی دلی بہادر ہوں اور  
 دیگر انسان کو حق المعذور روکنے کی کوشش کریں۔ تب اُن کو اس جگہ  
 پہنچائی جائے گی کہ وہ اس سے کم لیاقت نہیں ہونی چاہیے۔ عیسائی  
 صرف اپنی اس بات کو تو قبول کریں گے جب آدمی مردہ دل ہو اور کسی نے  
 ہدایت نہ ملے۔ تو اسکو مسیح صاحب کا کیا حکم ہوتا ہے۔

آیت ۲۹ فاجو تجھکو ایک رخسارہ پر تہیڑ مارتا ہے تو دوسرا  
 اس کے آگے رکھ دے گا

اُسے میں اگر وہ ہدایت ہوتی تو کئی درجہ بہتر تھا۔  
 (وہ جو ظلم کو خود اپنے اوپر بٹاتا ہے گناہ کا شریک ہوتا ہے)  
 کہ کہنا اُس سے بھی بہتر ہے کہ اگر ایک تہیڑ لگے تو ایسی ہوشیاری  
 دے کہ دوسری بار نہ لگے۔ مسیح تو خواہ مخواہ تکلیف کو اپنے اوپر بٹانے  
 ہدایت کرتا ہے۔ یہ بات تو از حد بغیرتی کی ہے۔ مگر شیلی کا یہ کہنا



کہ تم جُب چاہ اور دلیر اُس جنگل کی طرح کھڑی رہو جو گہرا اور تاریک  
ہوتا ہے اپنے ہاتھوں کو تہ کئے ہوئے رکھو اور نظر سیدھی رکھو  
مغلوب لڑائی کے یہی ہتھیار ہیں ما اُس سے ہزار درجہ زیادہ  
انسانیت کی بورکتا ہے۔

حاصلہ والی دلیری سے ظلم کا مقابلہ کرنے اور ظالم کو نظم میں دلیری کا  
دینے میں بڑا فرق ہے۔ مسیح کی ہدایت مرزدہ دلی کے واسطے لایا گیا  
(ایت یہ ہے)

دلجو کوئی تمہارا جو غم لیجاوے اوسکو کوٹ لیجانے سے بھی منع نہ کر  
دلجو کوئی کچھ مانگے وہ دیدو اور جو کوئی تیرا اسباب لیجاوے اوس سے  
واپس ست مانگ مانا

اس مرزدہ دلی سے بدن کی کمزوری ہو جاتی ہے۔ مگر بدن کی  
کمزوری ناگوار معلوم ہوتی ہے +

خواہ مسیح جانتا ہے کہ بدن کی کمزوری سے کچھ اسباب پاس نہ رہیں  
گا گویا اُس کا مطلب یہ تھا کہ مغرب لوگ تمام عمر اپنی غریبی سے  
بھی صابر رہیں مگر پھر بھی یہ کہتا ہے۔

اے خوش ہونم سے غریبوں جیسو کہ خدا کی عنک کی بادشاہی ملے گی



اور بد بخت ہو تم اسے دولت مند و کیونکہ تم کو تسلی مل چکی ہے ماما  
 بل کو تو وہ دونوں میں ڈالتا ہے جسکا صرف اتنا قصور ہے کہ زندگی  
 میں وہ دولت مند تھا۔ دوسرے کو وہ بہشت میں ڈالتا ہے جسے عمر  
 صرف اتنی نیکی کی کہ وہ غریب تھا۔

سچ کا مفہوم ہے کہ اونٹ کو سوئی کے سوراخ میں سے گذر جانا  
 ہے۔ مگر دولت مند کے واسطے بہشت میں جانا مشکل ہے  
 ہر بات کا مطلب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ غریب تنگی اور تکلیف  
 میں جو انکی کفایت حالت میں ضروری ہے تمام زندگی بسر کریں اس  
 سے بعد ہر کہ آئندہ کی زندگی میں بہاری انعام ملے گا۔  
 غریب سے صابر رہنا اچھی بات ہے اور کیا اسکا سبب دریافت  
 اسکا علاج کرنا واجب نہیں ہے مسئلہ کہ وہ زمین پر ہمیشہ غریب  
 آباد رہیں گے ماما بڑا ہی خوفناک ہے۔

سچ ایسے لوگوں کو جو مردہ دل زر سے محتاج خوراک کے واسطے  
 ہر گز کی ہمت سے رہت یا خوراک خریدنے کے واسطے پیشہ سے  
 ہٹ کر برکت دیتا ہے تو اُمید ہے کہ وہ شخص جسے ان اصولوں  
 بتایا ضرور ہی خالی پیٹ رہتا ہوگا۔



## (ہدایت یہہ ہے)

روح خوش نصیب ہو تم جو اسوقت ہو کہے ہو کیونکہ تمہارا پیٹ بہرا جاوے گا  
مگر جو خبر نہیں کہ پیٹ کب بہرا جاوے گا۔ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے  
کہ یہہ تاریخ اسوقت تک ملے گی جب پیٹ بہرے گی اور اس  
کوئی نہ رہے گا۔ اس زندگی میں تو کبھی پیٹ بہرا نہیں جاوے گا۔ اگر تو  
اعتبار نہیں تو انجیل کو ہاتھ میں لیکر دیکھو۔

یہہ وہ بد بخت ہیں جنکا پیٹ بہرا ہے کیونکہ وہ ہو کہے مرنے رہے  
یہی آیت فیصلہ کر دیتی ہے کیونکہ جو کہے آدمی کو پیٹ بہرنے سے  
بچے گا وہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب اسکا پیٹ بہرا جاوے گا تو اسکو یہہ  
بد دعا لگے گی یہہ بد دعا اسوقت تک اثر نہیں کرے گی جب تک کہ  
پیٹ خالی ہے۔

## (ہدایت)

جب مردہ دل بھی ہوے اور پست ہمت بھی ہوے اور محتاج اور  
بہوکے بھی ہوے تو پھر بموجب ہدایات مسیح کیا پھل ملتا ہے۔  
وہ آدمی جس میں ظلم کے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں اپنے بد بخت  
کی سختی کو رووے گا اور پکارے گا کہ ہاتھ یہہ تکلیفین بڑی سخت ہیں



اور میں برداشت کرتا ہوں +

جانیے غور ہے کہ مسیح نے کیا ہدایت کی کہ

دشمنانہ قسمت ہو تم جو کہ روتے ہو کہ تمہارے ہنسنے کا موقع آویگا۔

یہ کہ ہو سکتا ہے اور حضرت مسیح سچ فرماتے ہیں۔ تو کیا ہم ہم

سکتے کہ یہ قدرت کا قاعدہ ہے ایسا ہوا ہی کرتا ہے اور

دشمنانہ ہو تم جو غمناک ہو کہ تمہیں تسلی دیجاوگی، خوب تسلی

دیجاوگی کون نہیں جانتا کہ غمی کے بعد شادی اور شادی کے

بعد غمی نہیں ہوتی۔ انہیں رونے کے وقت تسلی دینی چاہیے کہ آخر

ارونے سے ٹھکا اُسکا ہلکان ہوگا تو خود ہی تسلی آجائیگی کہ رونے

کے طلق اور سردرد کر گیا اور وہ اس حرکت سے باز رہیگا۔ ہم اپنی

ذاتی کے ہر ایک نخطہ کو آئندہ اور مستقبل کہتے ہیں۔ اپنے لئے تسلی

کے اور سعید خیال کرتے ہیں۔ تو کیا تمام زندگی اسی خیال پر بسر کریں

اور کسی آئندہ زندگی میں (جسکے ہم کبھی قائل نہیں ہیں) آرام ملیگا

ہو سکتا ہے کہ اگر اس حیات میں ہمیں دکھ ہو تو دوسری دفعہ جب

جنم لے کر کسی اور دنیا میں پیدا ہونگے تو آرام ہوگا +

سچ کی ہدایت ہے کہ غریبوں بھوکوں اور بیسیوں کو تسلی دیجاوگی



یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ برکت اُسی وقت ہوگی جب  
 غریبی نہ رہے گی۔ بھوکے نہ ہونگے اور خواست جاتی رہے گی۔ غریبی بیکسی اور  
 ہموکم کے وقت چُپ رہنا خون کرنے کے برابر ہوتا ہے صرف اپنا  
 ہی تو نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کا بھی ہوتا ہے غلامی اُسی جگہ پہنچتی ہے  
 جگہ پھیلتی ہے جہاں آدمیت کی ترقی کم اور لوگ بیکار رہیں۔  
 پھر حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ اپنے پڑوسی سے  
 محبت کرو جیسے کہ اپنے وجود سے، مگر اسوقت تم کیا کرو گے جبکہ تم  
 جانی خوشی کی منادی کرو اور ہمسائیہ تمہارا تمہیں کان نہ دیوے۔ پھر  
 یہی ہوگا کہ اُسکو پیار کرنا ہو مگر جیسا کہ ایک بڑے لائق متحمل اور دانا  
 پادری صاحب کا کام ہوتا ہے۔ بڑی نفرت کی نگاہوں سے اُسے دیکھ  
 کر اپنے پاؤں کی گرد جھاڑیں گے۔  
 اکیٹس لائیلا ہماری دانت میں اپنی ضعیف الاعتقاد قوم کی نسبت  
 بہت ہی دانا نکلا۔

(ہدایت)

جو کوئی مجھ پر ایمان لاوے مگر وہ اپنے والدین بیوی بچوں بہائوں  
 بہنوں اور تحسے بلکہ اپنی زندگی سے بھی بنزار نہو تو وہ میرا شاگرد



کی لائق نہیں ہے +

مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں  
 بلکہ جانے آیا ہوں کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرو کو اُسکے باپ اور بیٹی  
 کا مال اور بھو کو اُسکی ساس سے جدا کروں اور آدمی کے  
 اُسکے گھر ہی کے لوگ ہونگے ۱۰ باب متی ۳۴ - ۳۶ آیت  
 نصیبات و منہیات مذکورہ بالا کو چھوڑ میرے پیچھے ہولے  
 سے سو گنا پاوے گا اور ابدی زندگی اُسکو ملیگی +

یہ بھی کہتا ہے کہ اپنے آپ کو آپ ہی بچانے کی کوشش  
 نہایت کی ہدایت تو یہہ چاہیے کہ اپنے بچاؤ کے لئے دو سڑکا  
 کرے +

انسان ایک زنجیر کی مانند ہے جس میں ایک عورت اور  
 مرد ایک کڑا ہی اگر ایک گنڈے کو گرا دو اور دوسرے کو بچاؤ  
 یہی نہیں چل سکے گا۔ سب کی اکٹھے رہنے پر سب کی  
 متصور ہے۔ سب طرح ہماری خوشی ہمارے بہائیوں  
 پر منحصر ہے +

(ہدایت)



مسیح کا حکم ہے کہ بہت لوگ مبلائے گئے ہیں۔ مگر تھوڑے  
 کئے جاوینگے اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ تھوڑے سے  
 بہت میں بھیجاوینگے اور بہت لوگ دائمی تکلیف اور پریشانی  
 پہنچے رہیں گے۔ تھوڑوں کو خوشی ہوگی جس پر چہتا ہوں کہ  
 اکی خوشی کس بات پر منحصر ہے اگر کوئی عقلمند ہو تو یہی جواب  
 کہ عمر بھر راستی اور نیک چلنی سے کام کرنے سے۔ مگر مسیح  
 میں ایسا نہیں ہے +

مسیح نے ابراہیم کو بہت میں اس واسطے پہنچایا کہ وہ مسیح  
 کی نسبت ایمان میں زیادہ پختہ مشہور تھا۔ بہت کے اندر داخل  
 کے واسطے صرف ایمان کا پاس کافی ہے۔ - مرکس ۱۶ باب ۱۶-  
 (پہلا بیت)

وہ جو کوئی ایمان لاویگا اور بپتسمہ لیویگا نجات پاویگا اور جو  
 ایمان نہیں لاویگا وہ آگ میں ڈالا جاویگا +  
 فرض کرو کہ تمہاری شادی ہو چکی ہے۔ اور تمہاری بیوی اور  
 میں محبت سے زندگی بسر کرتے ہو۔ تم تو تمام عمر طوطے کی طرح  
 ہو کہ میں عیسیٰ پر ایمان لایا۔ تم نے کبھی اپنے مذہب کی واسطے



نہیں کیا۔ عقل کا خرچ کرنا پختہ ایمانداری کی واسطے میری دانت  
فردری ہے۔

اس عقل کا کچھ اعتبار نہیں تم یہ کہتے رہے  
اور عیسیٰ مسیح کو مانتا ہوں۔ کیونکہ تم کو ایسا ہی سکایا  
مگر تم سو پچاس کوس مشرق کی طرف ترکون کے ملک میں  
ہوتے اور ملا لوگوں کے مرید ہوتے تو اُسی طرح خوش الحانی  
ساتھ کہتے کہ میں اللہ اور محمد اُسکے پیغمبر پر ایمان رکھتا ہوں  
اپنی زندگی میں ایمان لائے اور یقین رکھا کہ بہشت ملیگا +  
بہاری پیاری عورت نے اس طرح پر خیال نہیں کیا اور نہ وہ کر  
سکتی تھی۔

تعلیم سب کچھ علیحدہ تھی وہ ایمان نہ لائی  
وہ لائے سکتی تھی۔ وہ بیشک عورت تھی مگر اُسکو عیسیٰ پر یقین  
نہ تھا۔ وہ اپنے بچوں کو محبت سے پالتی تھی سب کے ساتھ خلق  
محبت اور ہر نوعِ عزیزی سے پیش آتی تھی۔ وہ پاکدامن تھی اُسہیں  
ان اتنا قصور تھا کہ اُسکو عیسیٰ پر یقین نہیں تھا فرض کرو کہ اب تم  
وہاں انتقال ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تم تو ہمیشہ کے واسطے بہشت



میں خوشی پہن گئے رہو گے۔ مگر تمہاری عورت دوزخ کی ہمیشہ  
کندنی کے عذاب میں چلا یا کریگی۔ اگر ایسی بات ہے تو افسوس  
مذہب عیسائی پر۔

### (ہدایت)

جو زمین پر جنوں کو آباد کرتا ہے دوزخ میں انسانوں کو یعنی نیک  
آدمیوں کو ڈالتا ہے اور عقل کے اندھے غلاموں کو بہشت میں بھیجتا ہے  
انجیل میں اس بات پر یقین دلایا گیا ہے کہ عیسیٰ مسیح دُنیا کا بچا ہوا  
تھا اور کل نسل انسان کے واسطے بغیر کمی بیشی وہ نجات لایا۔ اسکی  
بابت ہدایت سن لو اور یہہ ہدایت اُن لوگوں کی تھی جو اول ہی ال  
منادی انجیل کے واسطے بھیجے گئے۔

سٹی۔ ۱۰۔ باب ۵ ہدایت۔ ”تم کافروں کے کسی رستہ میں مت جانا  
سمارٹن کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔“

اس ہدایت سے یہی واضح ہوتا ہے کہ عیسیٰ کل دُنیا کے واسطے  
نجات نہیں لایا تھا۔ اور کافروں کے لئے نجات اُسکے پاس نہ تھی  
ذکر ہے کہ ایک بیچاری غریب عورت نے مسیح سے اپنے بچہ کے واسطے  
مدد مانگی تو عیسیٰ نے بڑی سخت طبعی سے یہہ جواب دیا کہ میں کسی



اور کام کے واسطے نہیں بھیجا گیا ہوں مگر صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ  
بہیڑوں یعنی نجات دینے کے واسطے آیا ہوں۔

سیح نے جو ہدایت اول ہی اول دی وہ صرف یہودیوں کو ہدایت تھی  
اور جب فقط یہودیوں نے نجات لینے سے انکار کیا تو پھر کل دُنیا کو  
نجات حاصل کر نیکا موقع ملا +

آخ۔ ۱۔ باب ۲۔ ہدایت۔ دو عیسیٰ بنی اسرائیل کو نجات دینے کے لئے  
بلا کر انہوں نے اُسپر یقین نہ کیا اور ایمان نہ لائے،

ہم کو معلوم نہیں کہ یہودی لوگ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے  
واسطے خدا کے نزدیک زیادہ عزیز ہوئی۔ کیا خدا نے سب آدمیوں  
پیدا نہیں کیا اور کیا اُس نے ابراہیم کی اولاد کو بہ نسبت دوسرے لوگوں  
کا زیادہ حقوق دینے سے اگر یہی بات ہے تو خدا نے بیشک سب سے  
بے اختیار ہی نہ بے اتفاقی کی کیونکہ ہم لوگوں کا تو کچھ اختیار ہی نہ  
نہ خواہ ہم کو یہودی کے گہر جنم دیتا یا کسی اور آدمی کے گہر پیدا کرتا۔  
کوئی اتفاق سے یہودیوں کے گہر پیدا ہو گیا تو پہلے نجات اُس کو  
ملے گی۔ اگر وہ منظور کر لیتا تو کل دُنیا کبھی نجات کا نام بھی نہ سنتی  
تھی۔ اپنی ہدایات میں بہشت کی سلطنت کو مقدم رکھا ہے۔



مگر دیکھیں تو سہی کہ اُس خُدا کے اوتار نے اُس اپنی دار السلطنت  
 کا کس طرح پر ذکر کیا ہے ہدایت - بہشت کو شادی کی ضیافت  
 کے ساتھ مثال دی ہے - اُس میں بہت سے مہمانوں کو بلایا  
 گیا مگر وہ نہ آئے تب لوگوں کو سسرکوں پر بھیجا گیا کہ جاؤ جسکو دیکھو  
 بلاؤ خواہ نیک ہو خواہ بد - تب وہ لوگ بہت سے مسافروں کو  
 پکڑ لائے بادشاہ ہی اپنے مہمانوں کے بڑے گروہ کو دیکھنے کے  
 واسطے آیا اور کسی ایک مہمان کو شادی کے کپڑوں کے بغیر دیکھ کر  
 پوچھا کہ وہ بغیر پوشاک کے اسبھگہ کیوں آیا ہے - وہ بیچارہ چونکہ  
 جبر سے بلایا گیا تھا جیسا ہو رہا - کوئی آدمی اس کے چُپ رہنے پر  
 عجب بھی نہ کریگا کیونکہ وہ جبراً بلایا گیا تھا - کچھ اپنی مرضی سے  
 نہیں آیا تھا اور نہ اُس نے اپنے آنے اور نئی پوشاک کی بابت دربان  
 کیا تھا -

اب سُنئے کہ بادشاہ یغنی رحیم ہردوغریز مہر ایک کو بیمار کرنے  
 والے بہشتی باپ کا کیا حکم ہوتا ہے -

وہ اس آدمی کے ماتھے پاؤ باندھ لو اور اندھیری کوٹھری میں  
 بند کر دو جہاں کہ یہ گریہ و زاری کرے اور دانت پیستار ہے



مزمع لوگ کہتے ہیں کہ ایسی رسم سے کہ ہر ایک مہمان کو ایک پوشاک  
 ملاتی تھی اور اس آدمی کو معمر لی اور موجودہ پوشاک کے لینے سے  
 انکار کرنے کے واسطے سسرالی۔ مگر اس آیت میں تو ایسے رواج کا  
 کچھ بھی ذکر نہیں بلکہ اس کہانی کو مفصل طور پر بیان کرنے کے  
 واسطے لکھا ہے کہ بہشتی ضیافت میں بلانے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ  
 اس ضیافت سے حصہ بھی ملیگا کیونکہ بہت سے بلائے جاوینگے اور  
 تھوڑو کو چھٹا جاویگا۔

بہشتی بادشاہی کا انصاف وغیرہ تو دیکھ لیا اب دیکھئے اس میں  
 اور کیا ہے لوکا۔ ۱۵۔ باب۔ ۴۔ آیت۔ دو بہشت میں توبہ کرنے والے  
 نگہار کو ننانوے نیک آدمیوں کے نسبت جنکو توبہ کرنے کی کچھ ضرورت  
 ہی نہیں زیادہ خوشی ملیگی، اس کا یہی مطلب پایا جاتا ہے کہ جو  
 زیادہ گناہ کرے وہ خدا کا زیادہ عزیز بنتا ہے اور جتنا بہاری  
 نگہار اتنا ہی بہاری پارسا بنایا جاویگا۔ اسی عیسائی پادریورہ  
 راست پر آؤ ایسی واہیات کو ترک کرو۔

پھر لکھا ہے دو جسکو تھوڑا معاف ہوا ہے اسنے تھوڑی محبت کی ہے  
 لوکا۔ ۱۵ باب ۴ آیت۔ کیا اس آیت سے یہ نہیں پایا جاتا کہ ایک



آدمی جو تمام عمر بدی کرتا رہا ہو اور اُس نے جان کنڈنی کی حالت میں توبہ کر لی ہے وہ اُس نیک آدمی کی نسبت اچھا ہے جو تمام عمر مذہب میں ثابت قدم اور نیک چلن رہا ہو۔

لوکا کی انجیل - ۱۵ - باب کی ۲۶ و ۲۷ ہدایتوں کا یہ مطلب پایا جاتا ہے کہ خدا کے فضول خرچ بیٹے کے واسطے موٹا تازہ زنجیر پھرا قربانی کرنا چاہیے اور لوگوں کو سکھانا چاہیے کہ بے انصافی اور بد چلنی کو اپنا دوست بنالیں۔

عیسائی مذہب کی ایسی ایسی واہیات اور ذومعنی باتیں ہیں جو سمجھ میں نہیں آتیں۔ ایسے سزا اور معافی کے اقرار اُس سزا اور معافی کو روکنے کی بجائے خواہ مخواہ ایسے قصور کراتے ہیں جو گناہ سے متعلق ہیں۔ یہ سب کچھ اُس مذہبی سلسلہ سے لیا گیا ہے جو ایک آدمی نے بنایا ہے اور جسکو اُس کے پیرو لوگ خدا مانتے ہیں۔ کیا تم کہہ سکتی ہو کہ عیسیٰ کی محبت لا انتہا تھی اور اس واسطے اُس نے ہم کو نجات بخشی۔ اگر اس بات کا شک رفع کرنا ہے تو متی کی انجیل کھول کر دیکھو اور انجیل کے درخت کی کہانی پڑھو۔ اُس درخت کو بے موسم پہل پیدا نہ کرنے کے واسطے۔ بھوکھ کے وقت بد دعا دیکر سوکھا دیا۔



بسی قادر مطلق خدا تھا تو انجیر کے درخت کو اُسے خود بنایا تھا  
 اُسے اپنے کی حد مقرر کی اور پھل دینے کے واسطے طریقہ بنا دیا اور اس  
 پر خود ہی اُسکو بے موسم پھل دینے سے روکا تھا اور خود ہی اُس درخت  
 کی پھل کی اُمید کی۔ پھر کہ پھل کا ہونا ناممکن بنا دیا تھا اور اپنی لا  
 محبت سے اس تصور پر غصہ ہوا کہ درخت نے وہ چیز کیوں نہیں  
 پیدا کرنے سے خود خدا نے اُس درخت کو منع کیا تھا۔ اگر عیسے  
 محبت ہے تو اُسکے بے رو بہشت (اگر کوئی بہشت ہے) میں پہنچ چکے۔  
 تو جو تو مسیح نے ایک معجزہ کے بعد جو لکچر مشہور دیا تھا اُس میں عیسے  
 بھی محبت ظاہر نہیں ہوتی۔ اُسکا مقولہ ہے۔

اس کہتا ہوں کہ اگر کسی کے پاس کچھ چیز ہو تو اُسکو اور بھی دیجائے اور  
 اس کے پاس کچھ بھی نہیں جو کچھ اُسکے پاس ہے وہ بھی لیا جاوے گا۔  
 کہتا ہے کہ میرے دشمن جو نہیں چاہتے کہ میں اپنے مریدوں پر  
 ہاتھ کروں۔ اوکو میرے سامنے لا کر قتل کر ڈالتے ہیں۔ کیا خدا قادر  
 اپنے مریدوں کو اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے بچا نہیں سکتا۔  
 بلکہ وہ کہتا ہے کہ اس دُنیا میں بہت سے لوگ پیدا ہونگے مگر تھوڑے  
 میں ہیچے جاوینگے۔ اگر عیسے خدا تھا تو اسجگہ اُسکی کیا باعث ظاہر ہوتی ہے



متی کہتا ہے کہ مسیح نے جب تھوڑو نکو بہشت میں یہی تو تھوڑو نکے واسطے  
کلی ہی حکم ہے کہ

متی ۲۵ باب ۱۴ آیت ۱-۱۵ اسی کم بختو تم میرے پاس سے چلے جاؤ اور ہمیشگی  
آگ میں پڑو جہانم شیطان اور اُسکے دوست تمہاری انتظاری کر رہے ہیں  
اس ہمیشگی کے عذاب کے خوفناک صلہ میں کچھ بھی محبت نہیں پاٹی جانی  
پھر بھی آجکل کے مشہور پاورٹی لوگ اول تو خدا کی محبت کا ذکر کرتے ہیں اور  
کہتے ہیں کہ وہی گنہگار و تم اپنی زندگی میں گناہوں کا بدلہ ہوؤں چکے ہو گناہ  
تم ایسے دوزخ میں ڈالے جاؤ گے جہاں ہمیشہ کی آگ جل رہی ہے اور تکلیف  
کرنے کے واسطے سخت زہر اور لازوال کیڑے پڑے ہوئے ہیں۔  
جن ہدایتوں کو عیسے کی بنائی ہوئی لکھا ہے انہیں ایک ایسا مسئلہ ہے جسے  
اور یحییٰ پر عجب قسم کا اثر کیا تھا۔ اگر عیسے نے اس مسئلہ کو درست سمجھا تھا تو  
ہدایتیں بڑی خوفناک ہیں اگر وہ غلط ہیں (جیسا کہ معلوم ہوتا ہے) تو ہمارے  
ہدایتوں کے بنانے والی کے دانائی کو کس نام سے پکاریں جنکے صفے صرفوں سے اس مسئلہ  
مختلف ہیں۔

اصل پوچھو تو مسیح کی کُل ہدایات کا عرق اس ہدایت میں ہے کہ دوسرے کی  
زندگی کی اُمید میں اس زندگی کی اُمید نہیں رکھو۔ اس کو سزا کر دیا جائے



انت کے واسطے محنت مت کرو جو ضائع ہو جاتا ہے مگر اس گوشت کے  
 واسطے جو ہمیشہ کے واسطے رہتا ہے اپنی اس زندگی کا کچھ خیال مت کرو کہ تم کیا  
 کرنے لگاؤ گے کیا پڑھو گے اور تم کیا پہنؤ گے۔ اپنے بدن کا بھی خیال مت کرو۔ پہلے تم  
 کر رہے ہو اسکی بادشاہی کو تلاش کرنے کی کوشش کرو اور اُسکی نیکیوں کو دریافت  
 کرنا چاہیے اور بعد ازاں تم سب کچھ کھانے پینے اور پہننے کے واسطے مل جائیگا +  
 پھر اسکی ہدایتوں کی پوری پوری تعمیل کیجاوے تو تمام دنیا تباہ ہو جاوے  
 حقیقات بالکل بند ہو جاوے اور آدمیوں کا اودم کرنا بالکل نابود ہو جاوے۔  
 زندگی کی یہ کشمکش ہے جسکے سبب انسان رنج و راحت کی حالتوں سے  
 مت ہوتا ہے اور اسی علم کے ذریعہ سے لوگوں کے ضرورتیں سمجھیں جاتی  
 ہیں اور وہ ضرورتیں پوری کیجاتی ہیں اسی سے بیماری غریبی اور بھوک  
 روکی جاتی ہیں۔ ایسا مظلوم ہوتا ہے کہ صیغے نے اپنی ہدایتوں میں  
 غلط فہمی میں خیال کرتا ہوں ماما کے در میں یقین کرنا ہوں ماما اور بچائے  
 اور سوچو اور کام کرو ماما کے موٹگیانی کرو اور دعا کرو ماما لکھدیا ہے اور ایسا دکھا  
 کہ عیسائے مذہب کاٹل کا دھار صرف یقین اور ایمان ہی ہے +  
 دوسرے میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز کل دنیا پر الزام لگا یا جاوے گا کہ تم  
 رد ایمان کیوں نہیں لائے۔



یہ ہدایت بڑی ظالم ہے کیونکہ آدمیوں کو خیال کرنے اور نیک و بد  
 کی طرف راغب کرنا چاہیے۔ مگر برعکس اسکے عیسائی پادری کہیں  
 کہ تم نا تعلیم یافتہ زمانہ گزشتہ کی ہدایتوں پر ایمان لاؤ۔  
 یقین تو اندھا تھا ہی اُسکو دعا ہی عجب غلام ملی دو کور کے رہی  
 کور را، گویا کہ عیسائی لوگ اندھا یقین کرتے ہیں۔ بے سوچے  
 ایمان لے آؤ اور ایسی غلامانہ اور اندھی دعا خدا سے مانگو۔  
 عیسائی لوگ اس طرح دعا کرتے ہیں گویا خدا چاہتا ہے کہ وہ لوگ  
 کے لئے بڑی بیشمری کی دعا مانگیں۔ عیسائی کی ہدایت دعا کی بابت  
 وہ کہ ای ہمارے باپ جو بہشت میں ہے ہم اس طرح میرے سے دعا مانگیں  
 کیا تم بہ خیال کر سکتے ہو کہ خدا سب کا باپ ہے جب تم مانگتے ہو کہ  
 باپ ہمارے دشمنوں پر فتح دے۔ جب وہ سب کا باپ ہے تو تمہارے  
 دشمن ہی اسکے بچے ہیں پھر وہ کس طرح ایک بچے کو دوسرے بچے پر بلا سکتا  
 تم کیوں کہتے ہو کہ ہمارا باپ بہشت میں ہے۔ بہشت کہاں ہے۔  
 اوپر کی طرف دیکھتے ہو۔ اگر تم زمین کی دوسری طرف بستے ہو اور اس  
 پر تمہارے پاؤں ہماری مقابل ہیں تو پھر بھی اوپر کی طرف دیکھو گے  
 اس طرح پر تمہارا بہشت ہماری پاؤں کی سمت میں ہوا کیا تم جانتے



ہشت کہاں ہے۔ اگر تم نہیں جانتے تو پہر کیوں کہتے ہو کہ ہمارا باپ  
 ہشت میں ہے۔ کیا تمہارا خدا بیدار یعنی لا انتہا نہیں ہے اگر ہے تو  
 وہ زمین پر ہی ہے۔ تب وہ ہشت میں ہی فقط نہیں ہو سکتا۔  
 پھر عیسائی لوگ دعا کرتے ہیں کہ ”ہم کو تیری سلطنت نصیب ہو،“  
 خدا کا ملک کیا ہے اور تمہاری دعا کیا اسکو جلدی دلوادگی۔ کیا قیامت کے  
 دن کو جلدی بلوانا چاہتے ہو۔ دعا میں تم کہتے ہو کہ ”ایک دوسرے سے محبت  
 کرو،“ اور پہر جان بوجہ کر اُس دن کو جلدی بلاتے ہو جس روز کہ خدا  
 ہمارے بہائیوں کو کہے گا کہ

”و امی کبختو تم ہمیشگی کی آگ میں جاؤ،“

تم دعا میں کہتے ہو کہ ”و اسی خدا زمین اور آسمان پر تیری ہی مرضی چلے“  
 خدا کی مرضی بہشت میں کیا ہے۔ اگر شیطان بہشت سے گرا ہوا ہے تو  
 ان ہی فساد ہوتا رہتا ہے۔ پس زمین پر فساد ہونے کی دعا مانگتے ہو  
 ”و اے اے کہتے ہو کہ ”و اسی خدا سب کو آج کی روٹی دے،“ کیا تمہاری دعا بغیر  
 اظہر پاؤں ہلاتے کے روٹی حاصل کر لیگی؟ کیا کام بغیر دعا کی مدد کے روٹی  
 حاصل کر لیگا؟ مان کر لیگا تو یہ ایسے خدا کو روٹی کیواسے کیوں درخواست  
 کرتے ہو۔ وہ آگے ہی کہہ رہا ہے کہ ”خوش نصیب ہو تم جو یہ کہتے ہو،“



اور ”کنجش ہو تم جو سیر ہو۔“

دعا میں تم کہتے ہو کہ ”ہکو قرضہ معاف کر جیسا کہ ہم اور دن کو قرضہ معاف کرتے ہیں۔“

تم نے خدا سے کیا قرضہ لیا ہے ؟ ”وگناہ“۔ سیمول ٹیلر کالج صاحب کہتا ہے کہ گناہ وہ بدی ہوتی ہے جسکو خالص مالک کی مرضی سے غلام رکھتے ہو اور اگر مالک کی عقل گم ہو یا کم ہو یا اوسکو چند ایسے حالات میں دبا رکھا ہے کہ اُسکو ایسی بدی کرنی ضروری ہے یا اُسکو کسی نے تیرا کیا ہے تو یہ بدی گناہ نہیں ہو سکتا۔“

اگر تم کسی صورت اُس بدی کو روک سکتے تو یہی گناہ نہیں ہو سکتا کیا تم سب خالتوں سے برائی ہو یا تم اُنکو روک سکتے ہو جو تم کہہ سکو کہ یہ کام ہماری مرضی سے ہوا۔

میسٹر بیل لکھتا ہے کہ آزاد مرضی کے واسطے دو باتیں ضروری ہیں ایک تو تقریباً درست ہے مگر اُسکو آجک کسی نے پایہ ثبوت تک نہیں پہنچایا وہ یہ ہے کہ ”طاقتِ ممیزہ یعنی منکبہ کا چٹن پدارتھ ایک خود مختار طاقت ہے وہ نیک کو نیک اور بد کو بد کہہ دیتا ہے“ دو سری بات سراسر غلط ہے کہ ”اُس چٹن پدارتھ کا حکم گہری خطا



کرنا، (راوی) مسٹر بریڈن اس کتاب کا بنانے والا یہاں  
 پہنچتا ہے کیونکہ بیشک جتن پدارتھ ہر وقت تیمارتھ یعنی  
 ٹیک ٹیک کہہ دیتا ہے۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ یہ جتن پدارتھ  
 ہے۔ سن کی ذرا سی دھکی پر پیچھے ہٹ جاتا ہے +

دعا کا حال تو ہو چکا اب عیسے کی زندگی کے آخری دم کا ذکر کیا جاتا ہے  
 راوی لوگ کہتے ہیں تم جبراً یقین کرو اور ایمان لاؤ کہ لافانی  
 ایمان پر صرف فنا ہونے کے واسطے آیا اب اُسے مرنے وقت  
 کیا ہدایت کی اور اسکی آخری دم کے حال سے کہو کیا سنبھلتا ہے  
 وہ ڈاکٹر مارکس پادری ہی ہے جو کہتا ہے کہ دو جو ایمان کے  
 واسطے مارتا ہے وہ کمزور ہوتا ہے اور جو ایمان کے واسطے جان دیتا  
 ہے وہ ضرور بہادر ہوگا، آؤ اب دیکھیں تو سہی کہ عیسے نے کس  
 پادری اور دلیری سے یا نامردی سے جان دی +

اور بولویس قیصر کا فرکہر جلانے گئے تھے وہ بلا افسوس بلانا  
 پادری سے جھوٹ کا مقابلہ کرتے ہوئے جان بحق تسلیم ہوئے +  
 عیسے کا حال اس سے برعکس ہے۔ خُدا عیسے لافانی نے موت کو  
 سے بلایا تھا کہ وہ خود خدا اپنی ہی قربانی سے کفارہ کو منظور



کرے اور بیگناہ آدمی کو اُس گناہ سے بری کرے جو آدمی نے نہیں  
 کیا تھا اور نہ کچھ اُس گناہ میں حصہ رکھتا تھا۔ عیسیٰ کی بھلائی ہو  
 موت آپہنچی تب عیسیٰ خدا صاحب کے ہوش باختم ہوئے اور اس  
 موت کا مقابلہ نہ کر سکا بلکہ یہ دعا کی کہ دو میں نہ مروں،، مچھو مچھو  
 یا خدا،،۔ اور جب عیسیٰ سلیب پر چڑھایا گیا تو بہو جب دو انجیلوں  
 کے اگر وہ درست ہیں عیسیٰ نے مایوسی کی ایک سرود آہ بہری اور یہ  
 اُٹھا اور یہ دعا مانگی کہ دو اسی میرے خدا اسی میرے خدا تُو نے کس  
 واسطے مچھو فراموش کر دیا،،

یاد رہی میسر کہتا ہے کہ دو میں کفارہ کی اس عجیب اور پوشیدہ مسئلہ  
 کو کھولنے کی کوشش نہیں کرتا انکا پورا پورا مطلب سمجھنے کے واسطے  
 وہ ہی آدمی قائل ہو سکتا ہے جسکو ایسے موقع کی جان کنڈی کی حالت  
 کی پوری طرح واقفیت ہو،،

کیا یہ الفاظ کہ،، اے میرے خدا اسی میرے خدا تُو نے کس واسطے مچھو  
 فراموش کر دیا،، اُس آدمی کے خیالات ظاہر نہیں کرتے جو سامنے  
 پھانسی کو دیکھتا ہو اور جانتا ہو کہ اب میں ضرور مرجاؤنگا۔ اور تب  
 چلا کر عاجزی سے اس دُنیا کی محبت کو پیش نظر رکھ کر خدا سے دعا



۱۰۰

مرسالہ

سباحۃ ایک ڈاکٹر یا درپیشہ اور بھوندو جانا  
جسکو

اکتیس ایل سکری آریہ سماج دینا گرنے واسطے افادہ ہے  
ادیشی بھائیوں کے آریہ گزٹ یہ وزیر سنی انتخاب کر کے تیار کیا

حسب اجازت

۹۰ ۱۸ ۶

دھرم پرچاک جالندھر میں لالہ منشی امین علی  
میں کی اہتمام سے چھپا

نہت فخر حاصل ایک آنہ ہے

۱۰۰۰



# اعلان

کوئی صاحب بلا اجازت ہمارے

قصد چھاپنے

کا نذر نامی

جس قدر

کتابوں کی ضرورت ہو مجھ سے منگالیں

بندہ کشمیر



اوم

ایٹ اکٹر پارڈی صاحب کا بھوندو جاٹ کو ساتھ

مباحثہ

ایٹ اکٹر پارڈی صاحب عیسائی مذہب کی منادی اور پیادوں  
کا علاج کرتے ہوئے جاٹوں کے گائو میں جانکے۔ وہاں  
ایک درخت کے نیچے تینوٹان دھڑا کرنے لگے۔ اول یہاں گوت  
وغیرہ پوراؤں کا حوالہ دیکر مہنت بونکے مذہب کو خوب جھوٹا  
ثابت کیا۔ بعد ازاں بائبل کی خوبئیں بیان کر کے فرمایا  
کہ تم لوگ خداوند عیسے مسیح پر ایمان لاؤ۔ تب وہاں کو باشندوں  
میں سے جو بعض دواؤں کے لالچ سے اور بعض بھوروں



بندروں کا تماشا سمجھ کر اکٹھے ہو گئے تھے۔ ایک جاڑھی  
 نے جس کا نام **بھوند** تھا جو تمام گائوں میں سب سے  
 زیادہ بیوقوف مشہور تھا۔ پادری صاحب سے کہا کہ  
 میں گائوں کا رہنے والا ناخواندہ اور بیوقوف آدمی ہوں آپ کی  
 باتوں کو اچھی طرح نہیں سمجھتا۔ اگر آپ کسی ترکیب سے  
 مجھ کو سمجھا دیں کہ آپ کا مذہب سچا ہے تو میں بہت خوشی  
 سے اسکو قبول کر دوں۔

پادری صاحب۔ کہہ کیا بات تمہاری سمجھ میں نہیں  
 آتی۔

بھوندو جاٹ۔ اول میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں  
 چونکہ میں ایک بالکل ناخواندہ محض جاہل برائے نام آدمی  
 ہوں۔ مجھ کو بیوقوف سمجھ کر گائوں والے میری باتوں کو برا سمجھتے



انتے اگر کوئی لفظ بیجا میرے منہ سے نکلا دی تو تھرا پی  
 کر کے آپ بھی مجھ کو معاف فرما دیں۔ کونکہ آپ دانا ہیں۔

پادری صاحب۔ بیوقوفانہ نہیں تم تمام گانوں والوں سے  
 زیادہ عقلمند معلوم ہوتا ہے۔ جو پرہیزگاری مسیح نے تمہارے  
 اتنا کہے اندر پرکاش کیا تم بلا خوف بیان کرو ہم کچھ ناراض  
 نہ ہونگے۔ تمہاری موافق لوگوں کو خداوند بہت پیار کرتا ہے  
 ایسے ہی لوگ آسمان کی بادشاہت کے شریک ہونگے۔

بھوندو جات۔ خداوند عیسیٰ مسیح کون تھو۔

پادری صاحب۔ خدا کے بیٹے۔

بھوندو جات۔ خدا کے کتنے بیٹے ہیں۔

پادری صاحب۔ صرف ایک بیٹا۔

بھوندو جات۔ تب تو تمہارا خدا زیادہ صاحب قسمت ہے



کہونکہ اگر وہ بیٹا مر جاوے تو اسکی زندگی خراب ہو جاوے۔

پادری صاحب۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

بھونڈو جاٹ۔ اور حکم آپ یہ فرمائیے اگر خدا کا بیٹا ہو

تو جو رو بھی ضرور ہوگی۔ کہونکہ بیٹا بغیر جو رو کے نہیں

ہو سکتا۔

پادری صاحب۔ خدا کی کوئی جو رو نہیں۔

بھونڈو جاٹ۔ پر وہ کسے پیٹ سے پیہا ہوئی۔

پادری صاحب مریم کے پیٹ سے۔

بھونڈو جاٹ مریم کون تھی۔

پادری صاحب۔ ایک عورت تھی۔

بھونڈو جاٹ۔ اسکا کوئی خاوند بھی تھا یا نہیں۔

پادری صاحب۔ اسکی سنگنی یوسف نامی ایک کہانی ہے۔



پہنی سے ہوئی تھی۔ مگر شادی ہوئی سے پیشتر کناری کے  
پیٹ سے عیسیٰ مسیح پیدا ہوئے۔

ہونڈو جاٹ کیا آپ کی سمجھ میں ایسا ہو سکتا ہے۔  
پاوری صاحب۔ ہاں ہو سکتا ہے۔

ہونڈو جاٹ۔ میری سمجھ میں یہ آپکا فرمانا نہیں آیا کہ بغیر  
مرد کے ساتھ صحبت کیئے کسی کناری یا سیاہی سوٹر کا پیدا  
ہو جاوے۔ اگر کہیں پر ایسا ہو بھی جاتا ہو تو ہم گانوں کے  
رہنما لے گوار لوگ تو اسکو اصلی بیٹا نہیں کہتے۔

پاوری صاحب۔ تم بڑا گوار لوگ دیا آدمی ہو۔ ایسی  
باتیں تم غلطی آدمیوں کے عیاں ہوا کرتی ہیں۔ نہایت آدھی  
کی باتیں جو وہ کہیں سب سچ ہوتی ہیں۔

ہونڈو جاٹ۔ غریب ورنی تو آپسے پیشتر بھی عرض کر دیا  
تھا



کہ میں گنوار آدمی ہوں اگر کوئی بیجا بات میری منہ سے نکلا جائے تو  
 معاف فرمادیں کیونکہ مجھ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کاذب لوگوں کے  
 ساتھ ایسی گفتگو نہیں کیا کرتے۔ ہم خجلی لوگ تو اس کو سمجھ جاتے  
 ہیں۔

پاوری صاحب۔ تم بالکل خجلی ہے۔ تیرا نام بھونڈو بہت پرانا  
 گانہ والوں نے رکھا ہے۔ جو صحیح الفاظ کو بھی نہیں سمجھتا۔ پھر  
 تہذیب لوگوں کی بات کو کیا سمجھے گا۔

بھونڈو جاٹ۔ غریب پرور آپ بڑا نہ مانیں۔ میں خجلی میرا  
 باپ دادا پر دادا خجلی۔ آپ کاذب اور آپکے باپ دادا پر  
 سب کاذب۔

پاوری صاحب۔ ہم کاذب بھنیں کاذب جھوٹے کو کہتے  
 ہیں۔ جیسے تمہاری موافق خجلی آدمی ہوتے ہیں۔



بھوندو چاٹ حضور خفا ہوں ناداغنی کے باعث میرے  
 سینہ سے ایسا نکلیا مجھ کو آپ کا ذب نہیں بلکہ واجب کہیں میرے  
 اراض نہ ہونگا۔ اگر آپ مجذوب ہیں تو مجذوب ہی سہی  
 ہم گنہگار جاٹ لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھتے۔

پادری صاحب۔ اسی بات کو چھوڑو۔ بیوقوف آدمی کو کسی دوسری  
 بات پوچھو جو تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔  
 بھوندو چاٹ۔ بہت اچھا حضور ان دنوں بہت سی لڑائیوں  
 کے پیٹ سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ کیا دیر ہی سب عیسیٰ  
 مسیح ہیں۔

پادری صاحب۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔  
 بھوندو چاٹ۔ ہمارے گانوں میں تھوڑے دنوں سے ایک برس  
 پہلے جو ہمارے لڑکوں کو پٹہ تازہ۔ اُسے ایک اخبار کے اندر سے



یہ پٹر بکڑنا یا تھا۔ کہ ایک لڑکی جسکا خاوند شادی ہونے سے  
 دو روز بعد مر گیا تھا۔ اور شادی کے وقت اسکی عمر صرف پانچ  
 برس کی تھی۔ مگر اب وہ لڑکی بالغ ہو گئی ہے۔ ایک لڑکا پیدا  
 ہوا ہے۔

پادری صاحب۔ تم لوگ بڑا احمق ہے جو نہیں سمجھتا وہ لڑکا جو  
 اس لڑکی سے پیدا ہوا حرامی بیٹا ہے۔ اور عیسیٰ مسیح خدا سے  
 پیدا ہوئے تھے۔ اسی لئے وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ اور خدا بھی بڑے  
 بھوندو جاٹ۔ بھلا جی تب انکی شکل آدمیوں کے بخلاف  
 ہو گی۔ جیسو گھوڑے اور گدھے سے چھرا ایک تیسری قسم کی  
 شکل پیدا ہوتی ہے۔

پادری صاحب۔ تم بڑا ادا لوگوں اور گدھا پا چکی آدمی ہے۔ ایسی  
 باتیں جنگلیوں کے یہاں ہوا کرتی ہیں۔ فہد ب لوگوں کے نہیں۔



ہوند و جاٹ - غریب پرورد آپکا فرمانا باہکل درست ہے  
 ہلوگ بیشک احمق اور خنگیوں کے بیٹے ہیں۔ جیسا کہ تواریخ  
 سے ظاہر ہے۔ گو آپکی بزرگوں کی عنایت سے کچھ عقل ہو کر آنے  
 لگی ہے جو سوت کاتے گئے کیے چرخے بنائے ہیں۔ مگر اب  
 یہی جنگی پناہم لوگوں میں سے نہیں گیا۔ کونکہ اگر ایسے  
 ہوتے تو اتنی دیر تک محنت کر کے آپ کے سبھانے سے ہی  
 سچ اور جھوٹ میں تمیز نہ کر سکتے۔ مگر براہمن لوگ تو جنگی نہیں  
 ہیں۔ وہ تو پترا دیکھ کر آپکے موافق غیب کی باتیں بتاتے  
 ہیں۔

یادری صاحب - انکی باتیں سب جھوٹے اور ہماری سب  
 ہوند و جاٹ ہم کیسے جانے کہ انکا کہنا جھوٹا اور آپکا کہنا سچ  
 یادری صاحب - وہ کا آدمی ہے۔ ہم گورا آدمی ہے۔



بھوندو جاٹ۔ کتاب تو تمہارے اور اُنکے پاس ایک  
 موافق ہے۔ دونو کے اندر کاغذ سفید اور سیاہی کالی ہے۔  
 پادری صاحب۔ تم بڑا احقر اور جھکی آدمی ہو۔ کونسی  
 بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ جلدی پوچھ لو۔ واہیات  
 باتوں کو چھوڑ۔

بھوندو جاٹ۔ بہت اچھا غریب نواز اب بھ فرمایو۔ عیسوی  
 مسیح میں بھ کونسی بات تھی جو ہم میں نہیں ہے۔ کیا اُنکے  
 سر پر کوئی سینگ تھا۔ جو ہمارے سر پر نہیں ہے۔ اس طرح  
 پر تو سب خدا کے بیٹے ہیں۔ اگر چاہیں تو اپنی آپ کو خدا بھی  
 کہہ سکتے ہیں۔

پادری صاحب۔ سب نہیں ہو سکتے۔ کونکہ وہ تہیز  
 ہر ایک میں نہیں ہیں۔



بھونڈو جاٹ۔ فرض کرو کہ وہ سب باتیں مجھ میں موجود

ہیں۔

پاورے صاحب۔ کیسے۔

بھونڈو جاٹ۔ جیسے عیسیٰ مسیح خدا بھی ہو۔ اور خدا کے  
بیٹے بھی اور انکی ماں ایک کہانن اور باپ کہاتی تھیں۔  
اسی موافق میں خدا بھی ہوں اور خدا کا بیٹا بھی میری  
ماں جانشینی اور باپ جاٹ۔

پاورے صاحب۔ اس بات کا کیا ثبوت۔

بھونڈو جاٹ۔ اس بات کا کیا ثبوت۔

پاورے صاحب۔ بائبل کے اندر لکھا ہے۔

بھونڈو جاٹ۔ میرے دل کے اندر ایسا لکھا ہے۔

پاورے صاحب۔ بائبل کے خدا نے بنایا ہے۔



بھوندو جاٹ۔ میرا دل بھی خدا نے بنایا ہے۔

پادری صاحب۔ تھے کیسے جانا۔

بھوندو جاٹ۔ آپ اتنے بڑے ڈاکٹر پادری صاحب ہو کر بھی

یہ نہیں جانتے کہ دل کو خدا نے بنایا ہے جسکو بچہ ہی سمجھتا ہے

تمام دنیا کے آدمی ہندو مسلمان عیسائی مساتھی عالم

جابل ہر ایک سو پوچھو۔ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

پادری صاحب۔ تم جانتا ہے۔ دل کیا چیز ہے۔

بھوندو جاٹ۔ آپ جانتے ہیں بائبل کیا چیز ہے۔

پادری صاحب۔ بائبل ایک کلام پاک ہے۔

بھوندو جاٹ۔ دل وہ چیز ہے جسکے ذریعہ سودہ اور

صدہ اس قسم کی کتابیں بنائی گئی ہیں۔

پادری صاحب۔ لکھو کسو بنایا۔



بھوندو جات۔ پریشور نے بنایا۔

پادری صاحب۔ اسی موافق بائیں کو بھی پریشور نے بنایا۔  
بھوندو جات۔ میری بات کی تمام دنیا گواہ ہو۔ آپکی بات کا کون  
گواہ ہو۔

پادری صاحب۔ ہماری بات کے تمام عیسائی گواہ ہیں۔  
بھوندو جات۔ جس بات کی ایک قوم گواہ ہو وہ ٹھیک یا جو  
تمام قومیں کہیں۔ وہ ٹھیک۔

پادری صاحب۔ جس تکویر کہیں وہ ٹھیک۔  
بھوندو جات۔ یہ آپنے کیسے جانا۔ اسی موافق تو ہم بھی کہہ سکتے  
ہیں۔

پادری صاحب۔ پر بھو عیسیٰ مسیح کے سجدوں سے۔  
بھوندو جات۔ پر بھو عیسیٰ مسیح نے کون کون سجدہ کیا۔



پادری صاحب۔ اس نے ہزاروں مردوں کو زندہ کیا۔

انھوں کو آنکھیں دیں۔ کوڑھیوں کو چنگا کیا۔ بھوت نکالے

وہ مر گیا۔ پرتین روز کے بعد زندہ ہو کر اپنی باپ کے پاس چہتر

آسمان پر چلا گیا۔ اور اب اُس کے دائیں ہاتھ کی طرف بیٹھا ہے۔

بھونڈو چاٹ۔ اول یہ فرمائی کہ آسمان کس کو کہتے ہیں۔

پادری صاحب۔ آج کل کے فلاسفر لوگوں کے قول کے

بوجب نو آسمان کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف خالی جگہ کا نام آسمان

ہے۔ مگر بائبل کے قول بوجب آسمان ایک مجسم شجر ہے۔ جس

پر خدا اور اُسکا بیٹا ورنہ بیٹھے ہیں۔

بھونڈو چاٹ۔ ان دونوں سے فلاسفر لوگوں کا کہنا

ایک ہے۔ یا پادری صاحب لوگوں کا۔

پادری صاحب۔ پادری لوگوں کا۔



بھوندو جاٹ۔ ادل تو اپنی سُنہ سِ میاں شھوٹنا آپکو مناسب  
 نہیں۔ اگر مناسب ہے۔ تو اس بات کا کوئی ثبوت بھی ہے۔  
 پادری صاحب۔ بائبل کے اندر جو لکھا ہے۔ وہ پورا پورا  
 ثبوت ہے۔

بھوندو جاٹ۔ بہت اچھا بندہ پروردہ جو حکم آپ پھیرا ہے  
 کہ آپ کے عیسیٰ مسیح جو خدا کے دائیں طرف بیٹھے ہیں۔ ہمیشہ  
 ہی رہتے ہیں۔ یا کبھی کھڑے بھی ہوتے ہیں۔ اور چل پھرتے  
 بھی سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ اور وہ وہ لوگ آج کل کیا کام کر رہے  
 ہیں۔

پادری صاحب۔ پریشور۔ سرشکستان ہے۔  
 بھوندو جاٹ۔ میرے سوال کا جواب آپ نے ٹھیک ٹھیک  
 دیا۔ خیر آپ کی رضی جو حکم وہ سر آکھو پیر۔ آپ پھیرا ہے۔



سر شکیمان کسکو کہتے ہیں۔

پادری صاحب۔ جو سب کچھ کر سکے۔

بھوندو جاٹ کیا پریشور کوئی اپنا بیپ بھی بنا سکتا ہے۔

پادری صاحب۔ نہیں بنا سکتا۔

بھوندو جاٹ۔ کون بھینس بنا سکتا۔ جس طرح بیٹا بنا لیا اسی طرح

اپنا باپ بھی بنا سکتا ہے۔ اور میں بھی بیپ چھتا جاتا ہوں کہ اُنہو

بیٹا تو بنایا۔ پوتا کٹوں بھینس بنایا۔ کٹو کہ اس دُنیا کے اندر ہم

ایسا کسی کو بھینس دیکھتے جو اپنی بیس کو ترقی دینا نہ چاہتا ہو

پھر اس نے اپنی بیس کی اولاد کا بیس کھو دیا۔

پادری صاحب۔ ان باتوں کو ہم تم لوگ بھینس سمجھ سکتے

یہ خدا کی باتیں ہیں اسکو وہ صی اچھی طرح جانتا ہے۔

بھوندو جاٹ۔ اگر آپ اپنی مذہب کو اچھی طرح جانتے



بوتوں گانوں گانوں میں اوپریش کرتے پھرتے ہو۔ کہ اپنے  
ذہب کو چھوڑ کر عیسائی مذہب میں آ جاؤ۔

پادری صاحب۔ ہکو عیسائی مسیح کا ایسا حکم ہے۔

بھونڈو جاٹ۔ کیا آپ کو ایسا حکم ہے کہ جو بات خود اپنی سمجھ  
میں بھی نہ آئی ہو۔ اُسکو دوسروں کو سمجھاؤ۔

پادری صاحب۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم خدا کی سب باتوں کو  
منیں سمجھتے۔ البتہ بعض بعض باتیں ہم نہیں سمجھ سکتے۔

بھونڈو جاٹ۔ مگر کن باتوں کو آپ سمجھتے ہیں وہ بتلاؤ تاکہ  
اور میں کے درمیان پرکشتیاں کھجائیں۔

پادری صاحب۔ سو اے اس چھٹے سوال کے اور سب  
باتیں سمجھتے ہیں۔

بھوندو جاٹ۔ بہت اچھا بندہ تو زاب یہ نہ رہے کہ آپ  
 عیسیٰ مسیح جو مردہ سے زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے تو کوئی  
 زمین لگا کر چڑھتے تھے۔ یا قلاب پھر کہ جیسے بندہ اور لنگر کو کوڑا پر  
 چڑھ جاتے ہیں۔ یا کسی اور ترکیب سے۔

پادری صاحب۔ بغیر زمین کے خود بخود چڑھ گئے۔  
 بھوندو جاٹ۔ اس بات کو کوئی دلیل سے ثابت کیا۔  
 پادری صاحب۔ جو بائبل میں لکھا ہے۔ وہ بہت نچہ پل  
 اور پورا پورا ثبوت ہے۔

بھوندو جاٹ جبکہ آپکی بائبل کے اندر کا لکھا ہوا بہت نچہ  
 دلیل اور پورا پورا ثبوت ہے۔ تمہاری پرانوں کے اندر تو ایسا  
 ایسی بڑے معجزے لکھ میں کہ خجکا گئے آپکے معجزہ سمندر



دیکھنے کی نسبت بھی نہیں رکھتے۔ ایک پان کے اندر  
 ایک تاجہ کا حال اس طرح لکھا ہو۔ جب کبھی کسی دشمن کے ساتھ  
 پہنچی لڑائی ہوتی تھی تب شام کے وقت اپنی فوج کے لاکھوں  
 آدمیوں کو چوڑائی میں مار کر چائے پیتے۔ یکدم سے زندہ کر لیا  
 تھا۔ اور دشمن کے آدمیوں کو مروہ چھوڑ دیتا تھا۔ اور پھر کیا

اس قسم کے اور ہزاروں لاکھوں مجزرہ پرانوں کے اندر موجود ہیں  
 طول کلام کے باعث بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ پچھلی باتوں کو  
 جانے دو۔ اب بھی جھٹیرے دید لوگ ایسے موجود ہیں جو اندھوں  
 کو کریموں کو دوائیوں کے زور سے اچھا کر سکتے ہیں۔ رہا بھوت  
 کانٹو کا ذکر کچھ تو بہت آسان بات ہے۔ اس قسم کے ہزاروں  
 آدمی گانو میں اس وقت موجود ہیں جو اپنی سرور کو ہلا کر اور

کو کو کر بھدوں کو نکال کر لے رہے ہیں۔ اس قسم کے آدمی اکثر  
بیچ قوسوں میں اوتا لیا کرتے ہیں۔

پادری صاحب۔ پرائوں میں جو لکھا ہے وہ سب جھوٹ  
اور دیکھو گاندھوں اور کوڑیوں کو دھائیوں کے زور سے چھپا  
کرتے ہیں۔ جیسے ہم ہیں۔ پر عیسیٰ مسیح نے کہا مات کو زور

سے چنگ کیا تھا۔ اور آجکل کے بھوت نکالنے والے بالکل  
فریبی ہیں۔ مگر ہر زمانہ کے اور نیز عیسائی مسیح فریبی نہیں ہوتے۔

بھونڈو جات۔ جیتو رہو جس موافق آپ کی کتابوں میں لکھا  
ہے۔ اسی موافق ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ تمہاری کتاب پر

کوئی خدا کی فہرنگی ہوئی ہے۔ جو ہماری کتابوں پر نہیں ہو پھر  
یہ کیسے جانا جاوے۔ کہ آپ کی کتاب کا لکھا ہوا صحیح اور ہماری کتاب کا



پوری صاحب - ہماری کتاب کے اندر جو لکھا ہے۔ وہ  
حضرت مسیح کے شاگردوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لکھا  
ہے۔ اس سے وہ جانا کہ سچ ہے۔

بھوندو جاٹ - آپنی خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

پوری صاحب - بیشک ہم نے نہیں دیکھا۔

بھوندو جاٹ - پھر آپنے کیسے جانا کہ ان لوگوں نے آنکھوں  
سے دیکھ کر سچ لکھا ہے۔

پوری صاحب - بائبل کے اندر جو لکھا ہے۔ وہ سب سچ ہے۔

بھوندو جاٹ - سنی ہوئی بات ٹھیک ہوتی ہے۔ یا آنکھوں سے  
دیکھی ہوئی۔

پاوری صاحب. آنکھوں سے دیکھی ہوئی

صورت و جاٹ. حضور میں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی بات

کہتا ہوں. کان لگا کر سنے. میرے پاس ایک مالی نوکر تھا۔

جوبل جوتا کرتا تھا۔ اُسے لاکھوں مردوں کو زندہ کیا۔ اندھوں

کو آنکھیں دیں۔ کوڑھیوں کو چنگا کیا۔ بھوت نکالے وہ مر گیا

تین ماہ کے بعد زندہ ہو کر بنیر زینہ لگائے صرف ایک ہانس

کے ذریعہ سے پہلے دوسرے تیسرے وغیرہ ساتوں آسمان

تک تمام آدمیوں کے سامنے چڑھ جاتا تھا۔ اور سبھی آسمان

ایک چکر کے اوپر و دو پیروں سے کھڑا ہو کر لوگوں کو تماشا

دکھایا کرتا تھا۔ اس کے باپا اور دادا ہی اس میں آکر شامل

ہو گئے تھے۔ انھوں نے بہت سے گانے گائے اندر اس قسم کے



معجزہ دکھلائے پر وہ تینوں یکدم سے غائب ہو گئے۔ اور  
 ابابلیبی سلا کے اوپر چڑھیں آسمان پر تینوں بیٹھے ہیں  
 نرسنگا پہنکھو کی مشق کر رہے ہیں۔ اسی موافق ٹوں کو چپڑ  
 اوتار پہن دیاں مچھو۔ اب ان تینوں کے چلے جانے  
 سے شمار ہیں اٹھائیں ہو گئے ہیں تیاست کے ہونے سے  
 چند روز پیشتر وہ سب کے سب زمین پر آئیں گے۔ اور ایک زور  
 زور سے نرسنگا پہنکھو کیس گئے کہ قائم دیتا میں آجی آواز سنائی  
 دیگی۔ پیران میں سے وہ ہی پچھلا جو عمر میں چھوٹا ہوں سے  
 بہت سو چھوٹا۔ مگر عزت میں اپنی بزرگوں کا بھی بزرگ ہے  
 سوئیے ایک سخت کے اوپر بیٹھ کر اضااف کرے گا۔ عرف نہا لوگوں  
 کو بہت میں بھجور گا۔ باتوں کو دوزخ میں۔ چونکہ وہ میرا بچہ

ہے۔ اس لڑکے کو وہ خوشی سے منظور کر لیا۔ میرے  
 کہنے سے وہ بے قصوروں کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اور قصور والوں  
 کو بہشت دیوے گا۔ کونکہ وہ پورا کمال ہے۔ وہ کہنے کے لڑ  
 لا شریک ہے۔ مگر ٹکڑا شریک رکھتا ہے۔ رحیم بھی ہے۔ مگر اپنا  
 کی خاطر اسکی تمسیل کی کچھ پردہ نہیں کرے گا۔ جب وہ میرے  
 یہاں ہل چکا کرتا تھا۔ تب اسے مجھے سے کھاتا تھا۔ کہ میں شجوب سے  
 پہلے پیدا کیا تھا۔ سورج چاند زمین وغیرہ اس نے سب پہلے  
 چھپے بنا دیے ہیں۔ اگر وہ مجھ کو پیدا نہ کرتا تو کچھ بھی نہ کرتا۔ ہر اسکا  
 ہونا ہوتا برابر تھا۔ غرضیکہ وہ بہت صفت موصوف ہے  
 مگر صرف کہنے کے لیے بدوں اپنی آقا یعنی میری مرضی بخیرہ  
 کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر یہ بھی میرا خدا ہے اور میں اسکا بندہ



ہوں۔

پادری صاحب۔ تمہاری بات کا کوئی گواہ ہے۔

بھونڈو جاٹ۔ آپ کی بات کا کون گواہ ہے۔

پادری صاحب۔ اس کے رسول گواہ ہیں۔

بھونڈو جاٹ۔ اس کے رسول کہاں ہیں انکو ہمارے سامنے

بلاؤ۔

پادری صاحب۔ ہم نہیں جانتے کہاں ہیں اور نہ ہم

بلا سکتے ہیں۔

بھونڈو جاٹ۔ میری بات کے تمام گواہ لے اس وقت

تمہاری آنکھوں کو سامنے موجود ہیں۔

پادری صاحب۔ ویل گانوالا تم کیا جانتا ہے۔

گائو والی غیب پر دیکھ لٹھ تو نگری آدمی ہے۔ اس کے  
 ساتھ آپ ناحق بولتے ہیں۔ اس سے آپ نہیں جیت  
 سکو گے۔ یہاں تک کہ آپ کے لارڈ پادری بھی اس کے  
 سامنے دم مارنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اصل بات یہ ہے  
 کہ اس کے پاس ایک بلی نوکر تھا جو ذات کاٹ تھا وہ  
 اس کے یہاں بھل پلایا کرتا تھا۔ کسی نصیر جوگی نے کچھ جڑی  
 بوٹی اُسکو بتلا دی تھی کتنی ہی آدمی آنکھوں سے اندھ اور  
 جسم سے کوڑھی اُسکے پاس آئے۔ اور دوا کی تاثیر سے  
 اچھو ہو کر چلے گئے۔ چند عورتوں کو بھوت چمٹ گیا تھا وہ  
 ایک راگھ کی چٹکی اُنکے ماتھے پر لگا کر چھبستر پڑھ دیتا تھا۔  
 نہیں معلوم پڑشیر جانے کیا بات ہے۔ وہ اچھو ہو کر چلے جاتے



تھے۔ چند بیمار قریب الہرگ ہو گئے تھے۔ بلکہ ہم لوگوں نے مردہ  
 تصور کر کے انکا کفن بھی تیار کر لیا تھا۔ مگر نہ معلوم کچھ اچکی دہانی  
 نے اثر کیا۔ یا کیا ہوا۔ وہ اچھے ہو گئے۔ ایک فعدہ خود سخت  
 بیمار ہوا۔ تین مہینے تک مردہ پڑا رہا۔ نہ بول سکا۔ اور نہ بات  
 چیت کر سکتا تھا۔ اُسکے بعد وہی پریشور کی قدرت اچھا ہو گیا  
 اسکا حال نیکر اسکا باپ اور وادایہاں آگئے۔ پھر اُس نے اچکی  
 کو کمری چھوڑ دی۔ وہ تینوں مٹوں کا تماشا کیا کرتے تھے  
 سات بالن بڑی بڑی لمبے اپنی پاس رکھتے تھے۔ اُس کو ایک  
 دوسری بانڈہ کہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ اور سونے <sup>مضبوط</sup>  
 بانڈہ دیتے تھے۔ اور سب سے اونچے ساتوں بالن پر چڑھ کر بیٹھا  
 پھونک کر تماشا دکھلایا کرتے تھے۔ وہ بہت اونچے نیسی آسمان

چترنری سی جھوٹے چوٹے دکھلائی دیا کرتے ہتے۔ اسی  
 موافق چند عرصہ تک وہ بہت سی گانوں میں تماشا دکھلاتے  
 اور بھیک مانگتے پہرا کرتے تھے۔ پھر وہ غائب ہو گئے۔ کچھ  
 پتہ نہیں لگا۔ اس قدر حال اہم کو معلوم ہو۔

پادری صاحب۔ بیل چھوٹا آدمی تم کیسی کہتا تھا کہ میری  
 بات کے تمام آدمی گورہ ہیں۔

بھوندو جاٹ۔ غریب پرور آپ پشیر فرما چکے ہیں۔ کہ ظافر  
 لوگوں کے قول بموجب آسمان کوئی چیز نہیں ہو۔ اگر اس بات  
 کو مانیں تب تو آسمان کو بچا بنانے کی کوئی کچھ ضرورت نہ تھی  
 مگر آپ ان لوگوں کی بات کو جھوٹا بتلاتے ہیں۔ اور اپنی  
 باتوں کو سچ۔ اس لیے ان ساتوں بالنو کو سامنے سا آسمان



نفس کو۔ عالمِ اقداس باقی چیزوں کو بھی اسی طرح سمجھ لو۔  
 بیرونی دنیا کے اندر ہندوستان۔ ایشیا۔ یورپ۔ وغیرہ تمام دنیا  
 کے نقشہ موجود رہتے ہیں۔ وہ اکیلے سے بناؤ جاتے ہیں  
 اسی سوانی آسمان کی اکیلے سے بنائے گئے۔

پوری صاحب۔ لوگوں کا کہنا چھوٹا اور پوری لوگوں کا  
 سچ۔ اور آسمان کی اونچائی معلوم نہیں ہے۔ پھر اکیلے کو کیسے  
 نقشہ بن سکتا ہے۔

بھونڈو جاٹ۔ آپ کے جیسے سچ چاہتے ہیں آسمان پر فلاں پھر کر  
 چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمان ہوا  
 کے اوپر بیٹھ کر اس سے بھی تین آسمان اونچے تہوڑی دیر میں  
 چلے گئے تھے۔ کونکہ جب وہ روانہ ہو کر تھوڑی دیر میں چلے گئے تھے

پاس پانی کا بہا ہوا ایک گھڑا رکھتا تھا۔ پیر زکی ٹھوکر لگا کر  
 وہ لٹھر لگ گیا تھا۔ جب تک وہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان  
 تک پانچ پانچویں کے اوپر چل کر کے واپس آئے تب تک  
 وہ پانی ڈال رہا تھا۔ بس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان بہت دور  
 نہیں ہے۔ اسی انداز سے وہ ساتوں بالن سات آسمان سفر  
 کیے گئے ہیں۔ اگر آپ زیادہ اونچو جانتے ہو۔ تب بھی کچھ فرق  
 نہیں ہے۔ وہ بالن دوسرے اسکیل میں آسمان شمار ہوئے۔  
 پادری صاحب۔ نہیں نہیں مہذب آدمیوں کا کہنا سب  
 شکیک ہوتا ہے۔ جیسے مسیح میں یہ بات نہ تھی۔ یہ آدمی جو زندہ  
 ہوئے وہ لوگ بالن نہ مرنے ہوئے۔ مگر مسیح نے بالن مردوں کو  
 چمکایا۔ اور آپ چمکا ہو کر آسمان پر چلا گیا۔ بالیں کے اندر چمکا



ابھی تختہ دلیل ہے۔ کونکہ وہ لوگ جنہوں نے عیسوی مسیح  
 کا حال لکھا ہو۔ پڑے پر ہیزگار اور خدا پرست ہو۔ مچھلی  
 ہی اٹھا مرغی ایسی ایسی نفیس چیزیں کھا کر گذران کیا  
 کرتے تھے۔ اور بعض انہیں سے خجکوں کے اندر بھٹیر بکھیرا  
 دیا کرتے تھے۔

ہو بند و جاٹ۔ ہم لوگ نے ہی زیادہ پر ہیزگار اور خدا  
 پرست ہیں۔ انکو موافق کسی جھو کو نہیں ستاتے اور نہ کسی  
 پاک چیز کا استعمال کرتے ہیں۔ کونکہ اٹھو کو اندر باہر ناپا  
 خیز ہوتی ہو۔ جسکا نام لیتو سو کہا بہت آتی ہو۔ اور آپ خود  
 لوگوں کے بیان کرتے۔ اسو اٹھو ڈرتا ہوں۔ شایہ پہ  
 امراض ہو جاویں ہم لوگ محنت کر کے مل جیسے ہیں کہتی

کرتے ہیں۔ جو غلہ پیدا ہوتا ہے۔ اسکو آپ بھی کھاتے  
 ہیں۔ اور دوسرے کو بھی پر تپال کرتے ہیں۔ اور ہر  
 بچے پھیرنے کے سوانح بہتر۔ بچیاں۔ گائیں چراگرتے  
 ہیں اور ہمیشہ جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اگر آپ کو جنگلی آدمیوں  
 کی باتیں بہت پسند ہیں تو مجھے پرکھوں بیان نہیں کرنا  
 کہونکہ جیسو وہ جنگلی تھے۔ ایسا ہی میں بھی جنگلی ہوں وہ  
 لوگتے اور میں زندہ ہوں۔ اگر کوئی اسوقت آپکی طرف آنے  
 کو دوڑے تو وہ تمہاری کچھ سپانی نہیں کر سکتے۔ گریں  
 سے ابھی تمہاری دشمن کا سر توڑ دوں۔

پادری صاحب۔ چانور ڈنکو ستانے میں کچھ دشمن  
 ہے۔ کہونکہ انکے اندر روحیں نہیں ہیں۔



ہو کر دو جا ملے۔ چنانچہ نباتات کے اندر آئندہ۔ جاسم امرود  
 لکاب۔ پھول وغیرہ لاکھوں قسم کے درخت ہیں۔ اسی موافق مٹیوں  
 کے اندر آدمی۔ گائے۔ گھوڑا۔ گدھا۔ وغیرہ لاکھوں قسم کی مخلوق  
 ہے۔ جس موافق جان آئندہ کے اندر موجود ہے۔ اسی موافق باقی  
 دوسرے درختوں کے اندر موجود ہے۔ اسی نظیر سے  
 جیسی سبز آدھوں کے اندر ہے ویسی ہی جانوروں کے  
 اندر ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نباتات میں صرف آئندہ کے پتے  
 کے اندر جان ہے۔ باقی درختوں کے اندر نہیں اور  
 سب درخت آبنوں کی واسطی بنائے گئے ہیں۔ جیسا انسان  
 کہنا جھوٹا ہے۔ اسی موافق جو شخص کہتا ہے کہ صرف  
 آدمیوں کے اندر روح ہے۔ جانوروں کے اندر نہیں اور نہ سب

آدمیوں کے بھوجن کے لئے بنائے ہیں۔ اسکا کہنا  
 بھی جھوٹ ہے۔ البتہ جیسے درختوں کے اندر آبنہ وغیرہ  
 بہ نسبت دوسروں کے اوتھم ہیں۔ جیسے دوسروں کو سکھ ملتا  
 ہے۔ اسی موافق حیوانات کے اندر آدمی اوتھم ہیں۔ بشرطیکہ  
 اس سے دوسروں کو سکھ پہنچے۔ اگر کوئی برعکس اس کے  
 کام کرے۔ یعنی دوسروں کو بجائے سکھ کے دکھ دیوے  
 تو اس سے بچ کوئی نہیں ہے۔ اسکا زندہ رہنے سے  
 مرنا بہتر ہے۔ دوسرے جانور گائے وغیرہ گھاس پھوس  
 کھاتے ہیں۔ اور امت کے موافق دودھ دیکر دوسروں کو  
 سکھ پہنچاتے ہیں۔ اور اپنے آپ تکلیف اٹھاتے ہیں  
 دوسروں کو آرام دیتے ہیں۔ اور آدمی تمام دنیا کی غمزدہ



چیزیں کھاتا ہو۔ مگر اس کے عوض میں جو جو چیزیں اس سے  
 حاصل ہوتی ہیں۔ وہ سب کی سب ناپاک ہیں۔ اس ستر ثابت  
 ہوتا ہے۔ کہ اس بات میں آدمی جانوروں سے کم درجہ  
 رکھتا ہے۔ ایک عمدہ چیز جو اس کے اندر ہو وہ عقل ہے  
 جس کے ذریعہ سے اتما اور پرما کو پہچان سکتا۔ دوسروں کو  
 نایدہ پہونچا سکتا ہے۔ اگر اس سے اس نے کام نہ لیا  
 یعنی اتما اور پرما کو پہونچانے کی کوشش کی نہ دوسروں  
 کا بھلا کیا بلکہ اولٹا نقصان پہونچایا۔ تو جانو۔ کہ اس سے  
 جانور ایسے ہیں۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ لوگ دانا  
 ہو کر بھینس سوچتے۔ کہ خدا کو آپ کے ساتھ کوئی دوستی اور  
 اس کے کوئی دشمنی ہے۔ جو ایسے دوسرے جانوروں کو

تکلیف دلانے کو تہاڑے بہو حین کسے واسطے بنایا۔ پھر  
 اسپر فتر یہ ہے کہ پریشور کو دیا لو۔ اور نیا کاری بھی تہاڑے  
 جاتے ہر۔ ایسے ایسے علموں کو خدا کے ہاتھ چسپ کر  
 آپ لوگوں نے اُسکو چتے آدمیوں سے بدتر بنا دیا۔ افسوس  
 صد افسوس اپنی عقل اور علم پر جو اپنی ناخوشوں سے گلا  
 کاٹ رہے ہو۔ اور مینس حیت کرتے۔ فرض کرو۔ ایک  
 شخص نے آپ کو بہت تکلیف دی۔ حاکم نے اُس ظالم  
 کو پکڑ کر آپ کے سپرد کر دیا۔ کہ جس طرح تہاڑا دل چاہو۔ اسے  
 سزا دو۔ اُس حالت میں اگر آپ عقلمند ہونگے۔ تو اُس شخص سے  
 اپنے گھوڑے کے واسطے گھاس کہدوا دیں۔ یا کستیوں کے  
 اندر مال چرا دیں گے۔ یا در کوئی انکی لیاقت کے موافق ایسا



ہم اُس سے لو گے۔ جس سے آپ کو ہمیشہ فائدہ ہوتا  
 رہے۔ اور اُسکو بھی روٹی ملتی رہے۔ اگر آپ یہ نہ کر کے  
 چاہو کہ اُسکو فوج کر کے کھا جاویں۔ تو اُنہیں اول تو آپ کا  
 ہر اندر نقصان ہے۔ دوسرے ایسی سخت سزا سے شاید ہی حاکم  
 آپ سے ناراض ہو جاوے۔ اور اُٹے آپ کو لینے کے  
 بیٹے پڑ جاویں۔ پھر آپ کس غفلت میں بھولے ہوئے ہو  
 بھول مشہور۔ کانٹا کسی کے مت لگا گو پستل گل پھولا ہے تو  
 وہ حق میں تیرے زہر ہے۔ یہ کس بات پر پھولا ہے تو۔  
 کوئی کہ ہم تم اور تمام جاوڑب اُسکی رعیت میں اور بادشاہ کے  
 نزدیک سب برابر ہیں۔ اُس نے جو اُنکو آپ کے ماتحت کیا ہے  
 اسی عرض سے کہ آپ اُس سے اُسکی طاقت کی موافق

ہند ب کا کام لیکر خود ہی فائدہ اٹھاؤ۔ اور میعاد کے گزرنے

جانب سے پروہ بھی آزاد ہو جائیں۔ اگر اسکا منتنا نہ ہوتا تو فائدہ

ہو بچانے کے گن بھی ان میں نہ رکھتا۔ جیسا کہ ایک گائے

تھی۔ کہ اس کے زندہ رہنے سے چار لاکھ پچتر ہزار

آدمیوں کے لئے ایک دن کا بھوجن مل سکتا ہے۔ اور

اسکو مار ڈالنے سے صرف شراشی آدمی ایک روز اپنے

پیٹ کو قبر بنا سکتے ہیں۔ پہر اگر آئندہ دودھ کی ضرورت پڑے

تو اسکا موت بھی میسر ہونا ناممکن ہے۔

پادری صاحب۔ کالے آدمیوں کی بات قابل تسلیم

نہیں ہوتی۔

چھوٹو دجاٹ۔ دھولے آدمیوں کی بات بھی قابل تسلیم



میں ہوتی۔ اول تو ہم لوگ کالے نہیں ہیں کشمیر کے  
 رہنے والے ہی تو ہمارے پرمانی ہیں جو آپ لوگوں سے  
 بھی زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔ ہمارے سنسکرت  
 بنگلوں میں یورپ کے رہنے والوں کو بڑا انکش لگتا ہے  
 بکے معنی میں آباد کیسے آنکھوں والے کالے تو جس کے  
 کالے ہوتے ہیں۔ سو آپ لوگوں نے بادشاہت  
 کے گمنڈ میں آکر چڑھے ہمارا کالا آدمی نام رکھ لیا ہے  
 جسے مسکان بادشاہوں نے آریوں سے کہ جس کے معنی  
 ہر شے اور خدا پرست کے ہیں۔ ہندو نام رکھ لیا تھا  
 جو چور ڈاکو بت پرست وغیرہ کا نام ہے۔ علاوہ بریں آپ کے  
 عیسے مسیح وغیرہ بھی کالے ہی آدمی تھے۔ کیونکہ دے

ایشیا کے رہنے والے تھے۔ یورپ کے نہیں۔ پہرانی  
 باتوں کو کتوں تسلیم کرتے ہیں۔ اگر آپ بروقی کر کے یہ کہو کہ  
 دے لوگ کاے نہیں تھے۔ صرف تم ہی لوگ کاے ہو  
 اگر بالفرض محال آپ کے قول بوجہ ہم صورت میں کاے  
 ہیں۔ مگر ہمارا دل آپ لوگوں کے موافق کالا نہیں ہے  
 جسکے اندر سے یہ سچی باتیں آپ کو سنارہے ہیں۔ چونکہ  
 آپ کا دل کالا ہے۔ ایسے آپ سچ اور جھوٹ میں تمیز  
 نہیں کر سکتے۔ آپ کی وہ مثال ہے۔ کہ ایک شخص نے  
 بندہ دیکھا تھا۔ اسکے گرو نے ایک کتے کو بندہ بتلایا  
 اسنے اس بات کو ایسا اپنے دماغ میں بچھکاری کر لیا  
 کہ ہزار کوئی سمجھاوے کہ یہ کتا ہے بندہ نہیں۔ گروہ ہرگز



نہیں مانتا۔ سو ایسی ضد کرنا آپ کے موافق دانا لوگوں کو  
 نہیں چاہیے۔ سچ کو قبول کرنا چاہیے۔ اور جھوٹ کو  
 بددعا نامناسب ہے۔

پوری صاحب۔ تم بڑا فحل ہے تم کو کس طرح  
 سمجھا دیں۔ اچھا جسکی لاٹھی اُسی کی بھینس۔ اس بات کو تم  
 نہ مانتے ہیں۔

ہونڈو جاٹ۔ غریب پرور میں بڑا نہیں ہوں۔ بڑے  
 اور حضور میں۔ بڑی دوسری بات نہیں اور لاٹھی کی اُسکو  
 ہم مانتے ہیں۔

پوری صاحب۔ اچکل ہمارا ساج ہے جس بات  
 ہم کہیں۔ اُسکو سچ جانو۔ اور کالا لوگوں کا کہا ہوا سب جھوٹ

ہماری باتوں میں ذرا چون و چراست کرو۔ تب ہی تمہارا کلیان  
ہے۔

پہنڈو جاٹ۔ راجا کا دہرم ہے۔ کہ سچی باتوں کو عزم  
عقل قانون قدرت کے ذریعہ سے تلاش کرے۔ پچ کو تو

قبول کرے۔ اور دوسروں کو کرا دے۔ اور چوٹی باتوں

کو خود ہی چھوڑ دیوے۔ اور دوسروں سے بھی چھوڑا دیوے

پیغمبر آخر الزمان کے موافق توار کے زور سے نہیں۔ بلکہ

سمجھا کر پاپوں کو لکھا کرست اوپدیشوں کے ذریعہ سے تسکین

کر کے جو ایسا نہیں کرتا۔ وہ دہرم شاستر کے موافق راہنہ

ہے۔ کٹونکہ راجہ باپ ہوتا ہے۔ اور پر جا کے تمام آدمی

اسکے بیٹے۔ جو شخص ایسا نہیں کرتا۔ اور تعصب کی راہ



برعکس کرتا ہے۔ وہ اوزگٹ ریک کے موافق اپنے راج  
 کو نشٹ کرینوالا ہوتا ہے۔ ویکھو لامردہ لہو سی  
 صاحب مرحوم نے بے انصافی کر کے یہاں کے چند  
 راجاؤں کا راج چھین لیا۔ اور باقی کے تمام راجاؤں کا  
 راج چھین لینے کا عجب ڈھنگ کھلاتھا۔ مگر جس ملک  
 انگلستان کو وہ اپنا سمجھتے تھے اسکی صورت دیکھنے سے  
 انکو اذیب نہ ہوئی۔ کیونکہ سکویا دڑتا ہے۔ کہ انہوں نے  
 ہندوستان کے اندر وفات پائی تھی یعنی جس ملک کے  
 آدمیوں کو وہ غیر سمجھتے تھے۔ اُسی ملک کی مٹی کے اندر  
 گویا زندہ درگور کے موافق دفن ہیں۔ وہاں پر تے کھٹ نامی کا  
 دان انکے ماتھے پر لگا رہے گا۔ تو رینچوں کے اندر انکے

ایام سلطنت کو سنجوس کر کے لکھا ہے۔ جو وقت وہ اس  
 راج گدی پر تلوار حکومت ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے اس وقت  
 ان کو یہ خیال کہاں تھا کہ آئندہ ایسا ہوگا۔ ان کے مرنے سے  
 کچھ عرصہ کے بعد یہاں پر ایسا بھاری غدر ہوا تھا۔ اگر مہاراج  
 وکٹوریہ مہارانی زور و نایاب ان گلیٹڈ نیک نیت نہ ہوتے تو راج  
 کے چلے جانے میں کچھ شکست تھا۔ اگرچہ کہ اس وقت تک اس کے  
 لارڈ صاحب مرہٹوں کے جتنے لارڈ وہاں آئے تھے  
 وہ نہایت منصف اور رحمدل تھے۔ اس باعث سے یہاں  
 تمام باشندہ اس عہداری سے خوش تھے۔ مگر جب مہاراجہ  
 ٹکا کوٹا مرحوم معین الملک کیا گیا ہے۔ اس سردار سے ملک  
 برعکس ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ جال سے



لارڈ وٹمن صاحب بہاور تو گویا سچ مچ ذخیرہ مجسم اوتار میں۔ گو کہ  
 وٹمن کے دیکھنے سے صراف معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر  
 سرب لوگوں کی طرف سخت اور زبردستی کی طرف نرم نظرائی  
 ہے۔ آج تک کوئی گورنر جنرل اس وقت نہیں آیا جس کی ایسی نظر ہو  
 نہیں معلوم جس دلیرا سے کہ نام میں سب سے اول  
 طرف دلی آوے۔ موم مندوستان کے حق میں سخت  
 ہوتا ہے۔ آج کل یہاں کے تمام باشندوں کے دل لارڈ  
 صاحب صوف نے ناراض کر دیئے۔ جو لوگ بیچارے  
 پہلے ہی سے زخمی ہو رہے تھے۔ لارڈ صاحب صوف  
 نے تشریف لا کر بجائے علاج کرنے کے اولٹا کر کے  
 انہوں پر ٹپک چڑک دیا۔ پھر ان گٹس کی بھر مار کر دی۔ حالانکہ گورنر

کو چاہیے کہ رعایا کے اندرونی حالات سے آگاہ ہو کر اس  
 کس وغیرہ لگایا جاوے۔ مگر ہم ہمارے گورنٹ جیسا پ  
 خیال کرتے۔ ویسے نہیں۔ اسکے عہد دولت ہد  
 میں ہماری آزادی روز بروز ترقی کرتی ہے ہم کو ہر ایک  
 معاملہ پر نصفانہ رائے دینے کا اختیار ہے۔ پر  
 یہی ضابطہ اجاڑوں کی سہائے نہیں کرتا۔ یہ گمنڈ چھپ  
 نہیں کہ یہ راج صرف ہماری عقل کے زور سے قائم  
 بخیر ہمارے دوسرے کوئی شخص اس موافق عقل نہیں رکھتا  
 یہ آپ کا خیال غلط ہے۔ راج پر مشور کی کربا سے ملتا ہے  
 جب تک کہ جو خاطر خواہ متصف رہتا ہے۔ تب تک کچھ نقص  
 نہیں ہوتا۔ اور جب تعصبی بنکر رعایا کو پیروینے لگتا ہے تب



پشور اس سے چین کر کسی ایسے شخص کے سپرد کرتا،  
 جس کا خیال ہی کسی کو نہیں ہوتا۔ کون جانتا تھا کہ سیو جی ایک  
 نئے شخص مسلمانوں کی سلطنت کو غارت کر دیو گیا۔ کون جانتا  
 تھا کہ پولیس نو مبارٹ کا یہ حال ہو جاوے گا۔ اس بیان کرنے سے  
 یہ ایسا ہوتا ہے کہ ملک میں امن چین کے قائم رہنے سے  
 حاکم اور محکوم سب کو فائدہ ہے۔ حاکموں کو یہ فائدہ ہے کہ علم  
 تیار کرنا جاتا ہے۔ سچر اور جھوٹے کاشیچے ہوتا چلا جاتا ہے  
 یہ آرام صرف امن چین کے قائم رہنے سے قائم ہے۔ ورنہ  
 اگر نہیں رہ سکتا۔ اس لیے برائے انسان کو واجب ہے کہ اپنی  
 قسمت اور اپنا پیدا کرنے والا پر مشورہ نہ کرے۔ یاد رکھو۔ اور اس  
 سے ہم کو گزند نہ کرے۔ جو اوصاف کے برخلاف ہووے اور آپ

جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا راج ہے۔ یہ فرمانا بھی آپ کا نہیں  
 نہیں ہے۔ ترج کل راج راجشوری سری۔ کو یہ نامی کاراج  
 ہے۔ سہم تم سب لوگ اس کے بیٹے ہیں۔ کوئی بیٹا آپ کے موافق  
 عالم اور کوئی ہمارے موافق جائے گا۔ ان کے نزدیک وہ  
 برابر پار ہے۔ اسکی عمارتی میں رہو۔ در عسلم کی ترقی  
 ہوتی جاتی ہے۔ جس موافق دوسرے بادشاہوں کی بنائی  
 ہوئی عمارات وغیرہ اب تک انکی یادگار میں۔ یہ موافق یہ علم  
 کی ترقی مذہبی باتوں کی آزادی ہمیشہ تک یادگار رہے گا  
 گر بے شک آجکل اصناف یہاں پر اس موافق نہیں ہوتا  
 ہمیشہ تک نیکنامی کے ساتھ یادگار رہے۔ اگر کوئی چننا  
 کرے کہ یہ عمارتی ہمیشہ رہے گی۔ سراسر غلط ہے۔ ہمیشہ



کوئی سامان نہ رہ سکتا ہے۔ پہلے زمانہ میں کرداروں برسوں  
 تک آریوں نے اس ملک میں چکر ورتی راج کیا ہے۔ اور  
 بگڑی ہوئی حالت میں مہاراج پٹنٹر سے ایک پرتی راج  
 کے پانچزار برس راج انکا قائم رہا ہے۔ شاید ان باتوں کو  
 آپ غلط بتا دیں۔ کہنہ کہ آپ کی کتابوں میں صرف  
 تریب پانچزار برس پر تھوڑی سی پیدائش کو ہوئی ہے۔ اور  
 اس سے پیشتر انکا ہاشا برسوں سے پر مشورہ خالی  
 بیٹھا تھا۔ اور قیامت کے بعد دوام تک خالی بیٹھا رہے گا  
 خیر ان باتوں کو جانے دو۔ جس موافق آپ خیال کر رہے  
 ہیں کچھ مدت پیشتر مسلمان بھی ایسا ہی خیال کیا  
 کرتے تھے۔ آپ کے بعد جو آویں گے وہ بھی ایسا

خیال کرینگے۔ کہ تو کب متو ایگیہ میں۔ البتہ جبکی نیکنامی  
 ہمیشہ تک یادگار رہے۔ وہ نیک بخت ہے۔ اور جسکی  
 بدنامی ہمیشہ تک یادگار رہو وہ کمبخت ہے۔  
 نوشیرواں بادشاہ کہاں ہے۔ گرانس کے انشا  
 کے باعث اب تک اسکا نیک نام چلا جاتا ہے۔ اور برابر  
 چلا جاویگا۔ اسکو کمبخت سمجھو۔ ان دونوں دیکھو یہ مای کے  
 راج کی بدولت عظم کی تھی یہاں تک کہ ہو گئی ہے کہ میر  
 موافق گزار جاٹ ہل کے جوتے والے ناخاندہ پیٹیر بکریوں  
 کے چرانے والے سپر اور جھوٹ کو سمجھنے لگے۔ گرانس  
 ہے آپ لوگوں پر جو دانا ہو کر بھی نہیں سمجھتے۔ پشترانہ  
 میں لوہر صاحب نے پوپ لوگوں اور بائبل کے



پول نکالے تھے۔ چونکہ وہ کتاب سترپا غلط ہے اور  
 میں ایک بات بھی سچ نہیں۔ اس لیے وہ بھی صرف  
 سوڈا میں غلطیوں کو نکال سکے۔ مگر کل غلطیوں کو نہ وہ  
 نکال سکے اور نہ کوئی اور نکال سکیگا۔ کیونکہ سب غلطیوں کو  
 نکالنے سے وہ کتاب بھی نشٹ ہو جاوے گی مگر آجکل  
 علم نے ان غلطیوں کو نکالنا شروع کر دیا ہے۔ پریشو  
 ہماری ماما ہارانی اور اس کے راج کو قائم اور دنیا یان  
 رنگ سے حکام وقت کے عقل کو ترقی بخشتے ہیں روز  
 کے بعد یہ سب جھوٹی باتوں کا صفایا ہو کر صرف ایک  
 ست دیدت رہ جاوے گا۔ وہ زمانہ بہت قریب ہے  
 جبکہ انگلستان کے دانا لوگ اسکی پائی سے واقف

ہو کر اسکو قبول کرینگے کہونکہ سچ ہمیشہ غالب ہا کرتا ہے  
 اور آپ جو بہو نظر حقارت سے دیکھ کر خجکی افسوس کرتے  
 ہیں۔ اگر ہم لوگ نہ ہوتے تو آپ کو کھانا بھی میسر نہ ہوتا  
 اسیلئے ہم لوگ گورنمنٹ کے کچاؤ بیٹھے ہیں اور آپ  
 کھاؤ۔

پادری صاحب۔ تم کہتا ہے کہ ہم بالکل ناخواندہ  
 ہے۔ پیر پوتھر وغیرہ کا حال تمکو کیسے معلوم ہوا۔  
 پہونڈو جاٹ۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 سلم پیغمبر آخر الزمان میرے موافق ہی محض تھے  
 پیر انہوں نے قرآن شریف کے موافق فصیح کتاب  
 گمراہ لوگوں کو کیسے سنائی کہ آج تک تیرہ سو برس کے



کے مڑھ میں سوائے ایک جاٹ جی کے ویسی ایک  
 ریت ہی کوئی نہیں بنا سکا۔ مگر میں ان کے برابر ہونے کا  
 دعویٰ نہیں کرتا۔ اور یہ کہتا ہوں کہ ہمارے گاؤں میں جو  
 درسم ہو گیا ہے۔ اس کے چھوٹے ٹر کے ان کہانیوں  
 پر پکارتے ہیں۔ اگلے سنکر ہمنے جانا۔

پادری صاحب۔ وید تم لوگوں کا ست نہیں ہے  
 اور یہ سماج والوں نے ایک نیا مذہب کھڑا کیا ہے۔  
 تہا مذہب کی بہاگوت وغیرہ گڑبڑ۔ پستکیں ہیں۔ سو  
 انکی مذہبیات تم کو سمجھا چکے۔ اگر ضرورت ہووے تو او  
 سمجھا سکتے ہیں۔

ہوندو جاٹ۔ ہمارا اصلی مرت وید ہے جب سے شری

پیدل سوئی ہے۔ تب سے وہ سرت ہے۔ اور جب تک کہ

قائم رہیگی۔ تب تک وہ قائم رہیگا۔

پادری صاحب۔ جب آریہ سماج میں بنی ہوئی تھیں  
اشوقت ویدت کہاں تھا۔

پہنڈو جاٹ۔ ویدت تب ہی موجود تھا۔ جیسے ہندو

کے ہو جانے سے سورج چھپ جاتا ہے۔ اسی طرح

پراودیا کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ جیسا پریشورنت ہے

ایسے ہی اُسکی وید ویا بھی نت ہے۔ جس موافق آج کے

روز حضور وعظ کرنے کو تشریف لائے ہیں۔ اسی موافق

چند روز پیشتر کچھ آریہ سماج دلمے ہمارے گانوں میں آئے

تھے۔ انھوں نے ہم لوگوں کو یہ سمجھایا تھا۔ کہ سوائے



دلت اور سب مذہب جموٹے ہیں۔ جو جو باتیں انہوں نے  
 پہنچائیں۔ وہ سب ہماری سمجھ میں آگئی تھیں۔ یہاں سے  
 ہماری دور کے فاصلہ پر ایک آریہ سماج اجیمر کا ممبر چند  
 روز سے آیا ہوا ہے۔ اس کے پاس میرا بہائی نوکر ہے  
 چند روزیں تو میں جا کر انکو بلاؤں۔ پھر آپ اسے  
 ساتھ کر کے قافلہ کر دیونگے۔ تو ہم لوگ بیشک پکاذب  
 بتل کر یوں گے۔

آریہ صاحب۔ آریہ سماج والے ویوانہ میں دے  
 گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ انکا کہنا مت مانو۔ جو ہم کہیں  
 وہ سچ جانو۔

ہوندو جاٹ۔ اچھا اگر اُنکے ساتھ کرتے ہوئے

اگر خوف معلوم ہوتا ہے۔ تو ہم کو ہی سمجھا دو۔ ہم فوراً تار  
سیوین گئے۔

پاوری صاحب۔ تم لوگ یہی انکی باتوں کو سُکر دیوانہ  
ہو گئے ہو۔

بھوندو جاٹ۔ غریب پرور۔ ہم لوگ دانا نہیں ہو گئے  
دانا تو آپ ہیں کرپا کر کے ہلکو سمجھاؤ۔ اگر نہیں سمجھا سکتے تو  
آپ سے ہم گنوار ہی اچھے ہیں۔

پاوری صاحب۔ تم کیا بولا

بھوندو جاٹ جو اپنے سنا سوئی بولا۔

پاوری صاحب۔ ہمنے کیا سنا۔

بھوندو جاٹ۔ جو ہمنے بولا سوئی سنا۔



یادری صاحب۔ تم بڑا بد معاش ہے۔ تم ہم سے اچھا  
 کیسے ہو سکتا ہے۔ تم ناخواندہ ہم خواندہ تم گانو کار ہننے والا  
 ہم شہر کا مہاراجا لا لنگ۔ ہمارا گورا۔ تم اپنے گانو والوں کے  
 موافق ٹوٹی پھوٹی ایک بولی جانتا ہے۔ ہم تیرہ زبانیں جانتے  
 ہیں۔ ہر تم ہم سے اچھا کیسے ہو سکتا ہے۔

ہوندو جاٹ۔ بڑا جو لفظ ہو وہ پریشور کے دھڑ ہے  
 اس سے بڑا کوئی نہیں۔ اور بد معاش وہ رہتا ہے جو  
 بڑے کام کر کے معاش پیدا کرتے ہیں۔ ہم اچھے کام کر کے  
 اپنی معاش کرتے ہیں۔ اسی لیے ہم نیک معاش ہیں اور  
 بد معاش وہ لوگ ہوتے ہیں جو خود اپنے آپ تو نہیں سمجھتے  
 گراما ف لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور اپنی اتکا کے

بروہ پو لستے ہیں۔ جہاں مہینہ ہوا تہلیاں کی تہلیاں تنخواہ کے  
 روپیہ کی گھر میں رکھ لیتے ہیں۔ محنت کچھ نہیں کرتے مگر  
 سوار یوں میں بیٹھے بیٹھے پھرتے ہیں۔ بیشک ہم ناخواندہ  
 ہیں۔ مگر آپ ناخواندہ ہونا کسی کام کا نہیں۔ کسٹونک آپ ناخواندہ  
 آدمیوں کو بھی نہیں سمجھا سکتے۔ ایک جانور ہوتا ہے جس کو ہزار  
 داستان کہتے ہیں۔ وہ ہزاروں قسم کی بولیاں جانتا ہے۔ اگر  
 بولیاں کے جاننے سے بزرگی ہوتی۔ تو وہ سب سے زیادہ  
 بزرگ شمار ہوتا۔ بزرگ وہ ہیں جو آتما اور پیراما کو جانتے ہیں اور  
 نیک کام کر کے معاش پیدا کرتے ہیں۔ خود بھی کھاتے ہیں  
 اور دوسروں کا بھی کھلا کرتے ہیں۔ اور شہروں کے اندر رہنے  
 سے کوئی بڑائی نہیں ہوتی۔ اچھے کام کرنے سے بڑائی ہے



چاہے کہیں ٹپا ہو۔ اور گورے ہونے کا جو آپ کو گھنڈا ہے  
 یہی داحیات ہے۔ ویکھو تمہاری آنکھوں کے پیچ میں  
 دھواں لپی ہے۔ اگر وہ جاتی رہے۔ تو تمہاری آنکھ کسی کام کی  
 نہیں ہے۔ ماسوائے اسکے کانے اور گورے سب پریشور  
 کے بنائے ہوئے رنگ ہیں۔ ان میں نقصان نہ لانا پریشور  
 کی کاریگری میں نقصان نہ لانا ہے۔ ہم آپ سے ایسا سطر  
 چاہتے ہیں۔ کہ ہماری آتما اندر سے صاف ہے۔ جو خیالات  
 ہماری دل کے اندر ہیں۔ انہیں کو صاف صاف نیک بیتی  
 کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مگر آپ دل میں سمجھتے ہیں کہ ہزار  
 ہائیک ہی۔ مگر ہٹ دہی سے آتما کے بدودہ ہو کر بکس  
 برص ہیں۔ اس لیے آپ اپنے آتما کے دشمن ہیں۔ آتما کے

دشمن دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نادانستہ ایک دانستہ  
 مثلاً دو شخص ہیں۔ خبکو پریشور نے ظاہر میں طبری طبری  
 آنکھیں دی ہیں۔ ان میں سے ایک آنکھوں کو بن  
 کئے ہوئے غفلت میں مست ہو کر زہر کو کھا رہا ہے اور  
 دوسرا آنکھ کھول کر دیکھ رہا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ زہر ہے  
 اچکے کہانے سے میں مر جاؤں گا۔ مگر ہمیشہ سے تھوڑا تھوڑا  
 کھاتے۔ اس قدر اس کا پابند ہو گیا ہے کہ اس کو نہیں چھوڑ سکتا  
 برابر کھا جاتا ہے۔ سو ایسے شخص آپ ہیں جو جان  
 بوجھ کر خودکشی کر رہے ہو۔ اگر آپ کو عیسائی مذہب سچی سمجھ  
 ہوتا ہے۔ تو معقول تقریر کر کے ہکو سمجھاؤ۔ یہ جواب ہی کہ  
 نہیں ہے کہ بائبل کے جو لکھا ہے۔ وہ بہت سخت دلیل



دوپورا پورا ثبوت ہے۔ اور آپ ناراض ہوتے ہیں اور  
 رعظ لوگوں کو ناراض ہونا نہیں چاہئے

پادری صاحب۔ ہم تمہارے ساتھ اس وقت زیادہ بات  
 نہیں کر سکتا۔ ہماری حاضری کا وقت ہو گیا ہے۔ اور

ہمارے ساتھ بولتے بولتے ہمارا دماغ پریشان ہو گیا ہو  
 ہو نہ دو جاٹ۔ بہت اچھا۔ حضور جو حکم ہم ہی اب جاتے

ہیں۔ ہمارے یہی اب ہل جوتی کا وقت ہو گیا ہے  
 اور ہمارا دماغ آپ کے ساتھ باتیں کرنے سے بہت

خوش ہوا۔ افسوس ہے تو اس قدر ہے۔ کہ آپ اپنے

آتما کے اندر نہیں سوچتے کہ سچ کیا ہے۔ اور جھوٹ

کیا ہے۔ اگر آپ سچ نہیں سمجھا سکتے۔ تو کسی اور پر

پادری صاحب کو بولا لو۔ اور اپنے پاک کلام کے ست  
 ہونیکلی پر یکیشا کر دو۔ در نہ ان جھوٹی باتوں کو چھوڑ دو بیچو  
 ایک جاہل آدمی کے ساتھ آپکا یہ حال ہوا ہے۔ یہ  
 عالموں کے سامنے تو سنہ سے ایک حرف بھی نہ نکلتا  
 ہوگا۔ افسوس ہے آپکے علم پر قبول ۵ نیم تن در گور  
 اندر نیم تن در زندگی + بس کہ بس معلوم شد بافندی بافندی۔  
 پادری صاحب۔ تم کہتا ہے کہ ہم ایک حرف بھی نہیں  
 پڑھا۔ پھر یہ فارسی کے شعر تم کہے بولا۔

چھوندو جاٹ۔ خبا بعالی ہمارے گانوں کے رہنواے  
 چند کچھ جو کتب میں پڑھا کرتے ہیں۔ آپس میں مباحثہ کیا  
 کرتے ہیں جب ان میں سے کوئی لا جواب ہو جاتا ہے



دوسرے لڑکے اُسکو اسی طرح بولا کر لے ہیں۔

اُسکو نکرہ لڑکا غیرت میں آکر پھر بولنے لگتا ہے۔ جیسا  
میل چلتے رک جاتا ہے۔ چاہے کسے زور سے اُسکو

چلاتے ہیں۔ یا چلو غصہ قوت گل ہونے لگتا ہے۔ ذرا  
سی نیل ڈالنے سے اُس میں روشنی آجاتی ہے۔ اسو

بے بیہ شعر پڑتا ہے۔ تاکہ آپکے اندر روشنی آکر پھر بولنے  
لگے۔

اردی صاحب۔ تم بڑا شیر اور گستاخ آدمی ہے  
کہ ہر کوئی بھڑکی کے اختیارات جو تم کو سزا دیں گے۔ مگر ہمارے  
پانی دوسرے صاحب لوگ جب تمہاری ان باتوں کو  
سنیں گے۔ تو بیشک تم کو سزا دیں گے۔

ہو نہ دو جاٹ - غریب پرور ہم فقیر نہیں ہیں - فقیر وہ ہوتے  
 ہیں جو بھیکھ مانگتے پھرتے ہیں یا خیراتی چندہ سے خیر  
 خواہ ملتی ہے - اور مجھٹریٹ لوگ لایق ہوتے ہیں - جو  
 نیک بد میں تمیز کر سکتے ہیں - اگر ایسے نہ ہوتے تو ایسے سزا  
 عہدہ بھی انکو نہ ملتے - چونکہ پانچوں انگلیاں ایک موافق ہیں  
 ہوتیں - اگر ہزاروں میں کوئی ایک آوے آپکے ہم خیال ہو تو  
 ہم انکی کچھ پرواہ نہیں کرتے - کونکہ ہمنے رفاہ عام کا  
 کام سمجھ کر نیک نیتی سے ایسا کہا ہے - تاکہ ان باتوں کو  
 سکر لوگ گمراہی سے راہ راست پر آ جاویں - اور ہم تمام  
 دنیا یاں نرگ کو اپنا حاکم جانتے ہیں - انکی عزت کرتے ہیں  
 آپ ہی ہمارے حاکم ہیں - لیکن انکی ٹوپی کے اوپر ایک کالا سا



بیٹھا ہو جبکہ کاٹنے سے آپ ہرگز نہ بچیں۔ اُسکو دیکھ کر ہم  
 مجبور ہوں۔ کہ جسطرح سے ہو سکے اس موزی سے آپ کو  
 بچائیں۔ اُتھو ت میں اگر آپ کی ٹوپی کے اوپر اپنی لاشی  
 ہم ایسے زور سے پھینک کر مایں۔ جس سے وہ سانپ آپ کے  
 سر سے دور ہو جاوے۔ تو کیا آپ نصف ہو کر اُسکو  
 ہمارا قصور سمجھیں گے۔ نہیں ہکو امید ہے۔ کہ ہماری  
 نیک نیتی دیکھ کر آپ ہم سے خوش ہو گئے۔  
 یاد رکھی صاحب۔ یہ بکرا جو تمہاری آنکھوں کے سامنے  
 بندھا ہوا ہے۔ ہمنے گائو میں سے اپنے پہو جن کے  
 واسطے منگایا ہے۔ تم بتلا سکتا ہے کہ اس کو کیا پاپ  
 کیا تھا۔

بھونڈو جھاٹ۔ کارج کو دیکھ کر کارن کا گیان ہوتا ہے  
 جیسے جیلخانہ کے قیدیوں کو دیکھ کر کوئی نہیں تہمت لگا  
 کہ کس کس تصور کے باعث سے وہ قید ہوئے ہیں  
 مگر انکو دیکھ کر یہ انومان ضرور کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی گناہ  
 کے کرنے سے یہ سزا انکو ملی ہے۔ کونکہ کوئی مجرب  
 سیاط الم نہیں ہے۔ کہ بنا تصور کسی غیب کو پرکھ دے  
 بھیج دیوے۔ باوجودیکہ جیوا لپکے ہیں تب ہی جان بوجھ کر  
 وہ ایسا کام نہیں کرتے۔ اسی نظر کے موافق ہم یہ ضرور  
 کہہ سکتے ہیں کہ کسی نہ کسی پاپ کرم کے کرنے سے اس  
 بکرے کی یہ صورت ہوئی ہے۔ کہ پر آدمین ہو کر گلا گٹانے  
 کے لیے آپ کے آگے بندہ رہا ہے۔ کونکہ پریشور سہر دگ



اور اپنا کاروبار بے سہارے سبب کسی کو دکھ نہیں  
 دیتا جس کی نظیر سے آج کے روز پرشور دیکھنے  
 والے جیوں کو دل پریش کر رہا ہے کہ ہے جو دھواں  
 پیکر پاپ کیوں کے اور میں ہو کر سر کٹا۔ نے یا ہو گئے  
 نے یا جس قسم کی چاہو۔ تکلیف دینے کے لئے  
 کیوں ہو کر تمہارے اور میں ہے۔ اگر تم لوگ ہی پاپ  
 کر دو گے۔ تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔

اور ایسا حب۔ ہم تمہارے موافق پاگل آدمی کے  
 ساتھ اور زیادہ نہیں بول سکتے ہیں صرف یہ کہتے ہیں  
 کہ پاپ کلام کے اندر جو نجات کا طریقہ ہے وہ کیوں  
 خداوند عیسے مسیح کے اور پریشواس لانے سے بہشت

مٹی ہے۔ دوسرے طور سے نہیں۔

یہوند و جاٹ۔ اگرچہ میں جاٹ ہوں۔ مگر ایک سال آپ کا  
سناتا ہوں۔ کرپاکر کے کان لگا کر سنو۔ دیکھو ایک جاٹ نور  
ہے۔ جسکو پتنگ یا پروانہ بھی کہتے ہیں۔ جو برسات کے  
موسم میں اکثر اوقات چراغ جلتا ہوا دیکھ کر بہت  
خوش ہوتا ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح  
کوشش کر کے وہاں پہنچ جاؤں۔ تب بجو بڑا سکھ لے  
مگر اپنی الپکتا کے کارن وہ یہ نہیں سمجھتا۔ کہ وہاں  
پہنچنے کے ساتھ ہی چراغ کی نو سے نیم مردہ ہو کر تیل  
کے اندر گر پڑے گا۔ اور اس طرح بس ہوا کرتی ہے اندر دیکھ  
مراؤنگا۔ اسی موافق آپ لوگوں کا حال ہے جو اپنی



پرنلیوں کی طرف نہیں دھیان دیتے۔ مگر ایک ٹہر ہے  
 تین ہاتھ کے آوی کے بھروسہ پر نوٹ نوٹ دای بیٹھے  
 اور پھر پیٹ پاپ کرم کرتے چلے جاتے ہو۔ پھر شور سے  
 نہیں ڈرتے۔ وہ بیچارہ جب خود اپنے آپ کو یہ بچا سکا  
 پھر ہی کراہیت کے ساتھ جان دی۔ پھر کو کیا بچا دیگا  
 یاد رکھو جسم و افق اسکی درد شاہسی اسی سوانق تمہاری ہوگی  
 اگر بن جھوٹے ڈکونسلوں کو نہ چھوڑو گے تو ایسے ایسے  
 حضرات بیچارہ دوسروں کو کیا بچا دیں گے۔ انھوں نے  
 تو خود اپنے پیروں میں اپنے ہاتھ سے کوئی باری ایسی  
 سخت ماری ہے کہ اسکا زخم دوام کے لئے اچھا ہونا ممکن  
 نہیں ہے۔ کونکہ دے لوگ جو انکا کلمہ پڑھ کر انکے ہر ہوش

پاپ کرم کرتے چلے جاتے ہیں۔ جب تک پاپ کرم کرنا  
 نہ چھوڑینگے۔ تب تک اُنکو نجات ناممکن ہے۔ بڑے  
 تعجب کی بات ہے۔ کہ آپ لوگ عیسے مسیح کو اپنا خدا مذہبی  
 دانستہ ہیں۔ اور لال رنگ کی شراب میں اُنکے خون کے  
 پہاؤ نالہ کے اُسکو پیتے ہو۔ اور تمام اپنے پاپوں کو اُنکے  
 گلے ٹرختے جاتے ہو۔ پاپ کا پہل دیکھ ہے تمام دنیا کے  
 پاپوں کے دیکھ کو ایک آدمی ساڑھے تین ماہہ کا کسلا  
 پر برداشت کر سکتا ہے۔ اُنکے واسطے تو خود اُنکے  
 کیے ہوئے پاپوں کی سزا نہ ہر قاتل ہے۔ ایسی ایسی  
 چھوٹی باتوں کو ماننے بیٹھے ہو۔ اور پہر اپنے آپ کو بخود  
 کہتے ہیں۔ اس تینگ جانور کے درشتاٹ سے ملو



پریشوراد پیش کرتا ہے کہ ہے نش لوگو جس وقت  
 وہ جانور چھوٹھا پشور اس کر کے دکھ پارہم میں اسی  
 موافق تم لوگ بھی جو مہا پالی آدمیوں کے بھروسہ پر پاپ  
 کر گئے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ کونکہ پریشور دیالو  
 ہے۔ وہ ہر طرح چر سکھ بچانا چاہتا ہے۔ جبکہ کوئی آدمی کچھ  
 برا کام کرنا چاہتا ہے۔ پریشور اس کے دل کے اندر  
 خوف شرم غیرت وغیرہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور اچھا  
 کام کرنے سے خوش نہیں کر دیتا ہے۔ جو کوئے  
 اسکی آگیا کو توڑ کر بکس کام کر بیٹھتا ہے۔ وہی مہا پالی  
 ایسے آدمی اسید ہے جہنم کو جاؤ گے۔ اس میں کوئی شک  
 نہیں ہے۔ آپ لوگوں نے پریشور کو ایک مٹی کا کھلونہ

سمجھ رکھا ہے۔ جو کسی نے چوتھے آسمان پر جا بٹھایا اور  
 کسی نے سناوتوں پر تعجب یہ ہو کہ پہر ہی اسکو حاضر و ناظر کہتے  
 ہوئے وراثت میں نہیں آتی۔ پریشور ہمارے آتما کے اندر موجود  
 ہے۔ ایسی کوئی جگہ نہیں ہے۔ جہاں وہ موجود نہ ہو۔ اگر  
 اوپر نہ چڑھ آگے پیچھے جائیں یا کسی اور طرف کو تاربتی کے  
 موافق تیز رفتار بدون ٹہرے لگاتار چلے جاویں تو وہی  
 بدلتا ہوا کائنات نہیں پائیگا۔ کونکہ وہ انت ہی۔ انت  
 چیز کائنات نہیں ہوتا۔ وہ بگڑتی بت پرستو شائبہ ہے  
 آپکی ہمت پر جو جنگلی آدمیوں کے اوپر مونڈ مونڈ آئی بیٹھی ہو  
 تم لوگ پورے مل مت والو نہ کہے ہی باواسو۔ کونکہ اُنکے چہرے  
 چھوٹے بت اُنکے گھروں میں رہتے ہیں۔ اگر کوئی دشمن



گوار نے کو آوے تو اس بُت کو ارٹھا کر دشن کی  
 سر میں بھی مار سکتے ہیں۔ تو ہمارے بُت اس قدر  
 اتنے بڑے ہیں۔ جو تمام دنیا میں بھی نہیں ملتا  
 سکتے۔ اس واسطے انکو چھتے اور ساتویں آسمانوں  
 پر جابٹھ پایا۔ اے پیارے بھائی تو گو آج  
 کل روشنی کا زمانہ ہے۔ ان جھوٹی باتوں کو  
 چھوڑو۔ اپنی اپنی کتابوں کا دیہ کے ساتھ مقابلہ  
 کرو۔ پریشور نے جو تمکو عقل و علم عنایت  
 فرمائے ہیں۔ انکو کام میں لاؤ۔ بے نصیبی کر  
 چکھو۔ اور سوچو جو سچی باتوں کو قبول کرو اور

جھوٹی باتوں کو چھوڑو۔ اس چاند روزہ زندگی  
 غنیمت جانو۔ اس وقت وہ موقع تمہارے ہاتھ  
 میں ہے۔ زندگی کے گزر جانے کے بعد  
 تم کچھ بھی نہ کر سکو گے۔ دیکھو بڑے بڑے  
 شاہنشاہ کہاں چلے گئے۔ جب وہ لوگ جن کا  
 سب سے حکم مقدر تھا یہاں نہ رہ سکے  
 پھر تم بھی نہ رہو گے۔ چیتہ پاپ کر موں کو یک در  
 سے چھوڑ دے۔ آتما اور پرما تا کے پہچاننے کی کوشش  
 کرو۔ کیونکہ جب تک آدمی کو انا کا گیان نہیں ہوتا  
 تب تک ٹھیک ٹھیک نیک بد میں وہ تیز نہیں



کر سکتا۔ اگر دیدوں کو آپ شکل سمجھتے ہو۔ تو اپنی  
 کتابوں کا سنیہا ساتھ پوکاش کے ساتھ  
 مقابلہ کرو۔ چھ مہینے کے اندر ناگری یکنے سے  
 اسکا مطب سمجھ سکتے ہیں۔ ہم تم لوگوں کو سری  
 سوامی دیانند سوراستی جی کا شکر ادا کرنا  
 چاہیے۔ کہ جس بات کو نام عمر تک محنت کرنے  
 سے ہی ہم حاصل نہ کر سکتے تھے۔ اسکو اب  
 آسان کر دیا۔ کہ صرف چھ مہینے محنت کرنے سے  
 اسکو سمجھ سکتے ہیں۔ دھن ہے ان منشوں کو  
 جو سب باتوں کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں

اور جا کر دوسروں کو سمجھاتے ہیں۔ اور شوک  
 ہے اُنپر جو اپنی غلطیوں کو آنکھوں سے  
 دیکھتے ہیں۔ دل و جان سے جانتے ہیں  
 لا جواب ہو رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی اُنکو نہیں  
 چھوڑتے۔ بڑے افسوس کی بات ہے  
 کہ اس چند روزہ فانی جسم کے بیماریوں کا علاج  
 کرتے ہیں۔ مگر جادوئی آرام کے لئے ہتھاک  
 بیماریوں کا علاج نہیں کرتے۔ اور ہوا تینرل  
 رہی ہے۔ مگر پھر ہی پوئس کے چہرے کے  
 اوپر بیٹھے آنکھیں بند کیے ہوئے حقہ پی



رہے ہیں۔ اور افسیوں کے نشہ میں بہشت  
 کے خیال دیکھ رہے تھے آپ کو دہاں کا راحہ سمجھتے تھے  
 ہے سرب تسکیمان دیا لو پر میسر تو ہی ہے۔ جو  
 ہے آدمیون پر کر پا کر کے گمراہی کو چوڑا راہ راست

پر لادے۔

ماپت

سوال  
زیر مشورہ  
محرک  
الہ علیہ  
بزرگ  
ادھر  
کے جگہ  
والا



اولم  
سوال و جواب

ماہین

ایک جنینی اور ایک آریہ کے

سوال جنی۔ اگر قبول آپ کے یہ پیشور پرانوں سے جگت کو چتا ہے  
 اور پیشور سرب بیاک نہیں ہو سکتا کیونکہ جگت کا رخنا ایک کریا ہو جو بدون  
 ترک ہو نیکی نہیں ہو سکتی اور حسب قاعدہ کارک کرتا۔ کرم۔ کرن وغیرہ  
 کا علیحدہ علیحدہ چہتر ہے۔ اور تم پیشور کو جگت کا کرتا حسب قاعدہ کارک  
 پرانہ انومان و پرمان کے ثابت کرتے ہو کیونکہ پیش پران میں ششہ بھی نہیں  
 اور سرب بیاک میں کریا یعنی حرکت نہیں ہو سکتی لہذا ثابت کرو کہ بدون کریا  
 کے جگت کا رخ والو ایشور کس طرح ٹہرا۔ اگر کہو پیشور نہت کارن جگت کا چنے  
 والا ہو تو جگت میں ترقی و منزل نہ ہونا چاہیے کیونکہ کارج کی ترقی و منزل کارن کی

ترقی تشریل پر منحصر ہے اور تم پریشور کو ابناشی اچل اور انا وندر بن ایک سر رہا  
مانتے ہو۔

جواب آریہ پریشور جگت کو پرمانوون سے اسطرح نہیں چتا۔ جیسے کہ کہاؤں  
چکر آدمی سے کھڑا بناتا ہے۔ پریشور کاش کیطرح سب جگہ اپنی ستیا کو برہما  
کر رہا ہے۔ سکی ستیا کے بغیر پرمانون سنہ جڑہ ہیں یعنی گیان شکتی نہیں کہتے  
پر ان میں کیا شکتی ہو۔ اور وہ بھی اسیر کی ستیا ہو نیسے اسیر آدمین ہے۔ جبکہ  
اسیر اپنی سرگت سے جیوون کے پورب کر یون کے انوسا پہل دینے کا شجہا  
رکھتا ہے تو اسکی نج ستیا سے چارون متون کے پرمانون جو نیا و شاستر میں  
علیحدہ علیحدہ بیان کئے گئے ہیں۔ اپنے اس سروپ کو دھارن کرتے ہیں۔ جو  
ونک سے آگے آگے نہ دینی گولا کار اور پرہوی تک استھول بنجاتے ہیں جسیر  
سورج کی کرنون اور عوا سے حل اوپر جاتا ہوا جو ہمیں نظر نہیں آتا وہ آواز  
سے مین باد لون کی صورت ہو کہ پہاڑ کو ہمار نظر آتے ہیں پانی برن  
کی صورت ہو کہ کٹھن ہو جاتا ہے۔ اور پر وہ کل کر پانی ہو جاتا ہے۔ اسطرح  
وہ پرمانون اپنی اپنی بوستم میں یعنی پرہوی کے پرمانون پرہوی روپ  
ہو جاتے ہیں۔ اور پانی کے پرمانون پانی روپ اور آگنی کے آگنی روپ



اور طرح ہوا کے۔ صرف ایشیائی ستیا سے انہیں پیچھا دیا کرتا ہے۔ یعنی  
 مائیں ڈھب پر سنجوگ اور ویوگ کا ہونا۔ اور آپ جون کا توں ست چت آست  
 پیچھا کوین ہر اجمان رہتا ہو۔ نہرا کا رہونے سے وہ ہر وقت بیا یک سر و پ  
 کرتا ہے۔ کرتا۔ کرم۔ کرن یہ تنگہ کیا مین جو یوں مین ہیں۔ کیونکہ وہ سادہ  
 سادہ مارن نہیں۔ جیسے کہ ہار یا مالی خاص جگہ پر رہتے ہوئے ہاتھ  
 کے ذریعہ سے خاص چیزوں کو کسی صورت پر بناتا ہے۔ یہ سادہ مارن  
 اور جیسے آکاش کیوں پول کا نام ہے اس پول کا ہر ایک چیز کو جگہ دینا  
 مین سادہ مارن آسرا مانا گیا ہو۔ اس طرح ایشیائی تون کے پرانوں  
 کاش کی طرح ایشیائی رہتے ہیں۔ اپنی گیان شکتی سے ستیا مارتو کو  
 اپنا دیتا ہے۔ اسلئے ہاتھ پاؤں وغیرہ ذریعہ کی اسکو ضرورت  
 ہے۔ کیونکہ وہ نہرا کا ہے۔ مثال اسکی ظاہر ہو۔ کہ کرون اور ہوا کی کوئی  
 مین نہیں جو ہاتھ پاؤں والی ہو۔ تو بھی کرمین پانی کی کسی صورت میں  
 مثال بخارات بادل وغیرہ پس کرتا۔ کرم۔ کرن علیحدہ علیحدہ ہونے سے  
 بیا پکتا مین کچھ فرق نہیں آتا۔  
 جب ایشیائی تک سادہ مارن کرتا ہے۔ تو کاج کی کٹی شئی سے ایشیائی

میں کچھ کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ جیسے ہم ہونی نگاہ سے دنیا میں باغ کے پڑنے  
 کہتے پر مالی کا ٹہرنا گھٹنا نہیں کھ سکتے بلکہ اُس باغ کا اُپادان کارن جو ہم  
 ہے اُس کا اور مالی کی کاریگری کا نقص کہہ سکتے ہیں۔ پر مالی کے سروپ میں  
 مانی نہیں ہوتی جگت میں جو کمی بیشی ہم دیکھتے ہیں۔ یہ مالی کی کاریگری کے  
 نکل ٹھیک ٹھیک نہیں کھ سکتے۔ کیونکہ مالی انپک ہونے سے بہول سکتا جو ادا  
 جو سرگ ہر بہول نہیں سکتا۔ پر جو کمی بیشی وہ جگت میں کرتا ہو وہ حیوون کے  
 کرموں کے پھل کے مطابق کرتا ہے اور حیوون کو کم یکساں نہیں ہے  
 سوال جنی۔ پر مانوون میں ملنے اور بچھڑنے کی شکتی ہے اُپادان کارن  
 سے ہے۔ یا پر شیر منت کارن سے ہے۔ اگر اُپادان کارن کی تو شیر کو  
 باندھنے والا یا رچنے والا نہیں۔ اگر وہ شکتی منت کارن ایشتر کی طرف سے  
 بروہ آتا ہے یعنی تو کی بوتھا قائم نہیں رہ سکتی۔

جو آب آریہ۔ اول پر مانوون کا اُپادان کارن کوئی نہیں ہے۔ وہ  
 ہی پنج تن مائتر اور چارون تنوں کا اُپادان کارن ہیں۔ ملنا بچھڑنا پر مانوون  
 پنج تن مائتر یعنی سوکشم اور سوکشم پیش سوکشم روپ سوکشم رس اور سوکشم  
 گند۔ انکے پھر تین روپ ہیں۔ ست۔ برج۔ تم۔ ستون۔ وہ حصہ جو روشنی اور



ن ہے۔ اور وہ شیر کے آدھین ہیں جبکہ ایش کے آدھین ہے۔ تو ایش ہی اُن کا  
 بنتا ہے۔ یعنی منتظم۔ تو بروہ وہ کہلاتا ہے کہ شی کے پرانوں پانی بن جائیں  
 پانی کے پرانوں لٹی بن جائیں۔ سو ایسا نہیں ہوتا۔ پس تو بروہ نہیں  
 کہلاتا۔ اگر پرش کرنا تو کو سوئے نہ یعنی خود مختار سمجھتا ہو تو یہ اس کی غلطی ہو۔

ذیہ ہے شلا پنچ گیان اندری استھول رجن سو پنچ وشون کا جیو لو گیان ہوتا یعنی  
 سوہریش۔ روپ۔ رس۔ گند کا اور من بدہ جو من کر نی ہر دی من جگہ اور پنچے  
 کر نی طاقت ہو۔ باقی اس برہما طین جنہو روشنی دینو الے سورج وغیرہ دارتہ  
 میں۔ وہ سب تو گن پرانوں کی چٹا ہیں۔ جو گن سو پنچ کرم اندری اور لکی کیا  
 پنچ قسم کی ہوا جو ہر ایک شس کے بدن میں ہو۔ اور ایک چیا دو سر لطیف کرشن  
 شکتی کی رجوع ہونا یہ بھی جو گن پرانوں کا گن بہت کا بج ہی تیسرے سوئے  
 تو جو ہر دی دیکھنے میں آتے ہیں شلا زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ وغیرہ وغیرہ یہ تو گن  
 پرانوں کا کا بج ہو۔ اور اسی تو گن پرانوں کا کارج ہوا۔ اور ایک چیا دو سر لطیف کرشن  
 بدن ہو یہ بھی اسی تو گن پرانوں کا کارج ہو۔ ان ست۔ راج۔ تم تینوں قسم کو پرانوں  
 اس رُہب پر بن جانا ایش کے آدھین ہو۔ پس پرانوں کے تو سوئے نہ نہیں بلکہ  
 آدھین صورت بدلنے والی مٹی چیزوں کو کہتے ہیں جس کا اوپر بیان ہوا ہو۔



شاستر میں تھوڑا درب کا نام ہے۔ جو پرمانوؤں کا لگن سہت کالج جیوؤں کے استعمال میں آ رہا ہے مثلاً تین۔ پانی ہوا۔ آگ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تھوڑا سا نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے کارن روپ پرمانوؤں کے سنجوگ ویوگ کے کرتا ایسور کے آدھین ہیں۔

سوال جنی۔ ایسور کے ہر تاکر تا ہو نیسے ایسور میں سنکلیپ بہاؤ کی بپائی آتی ہے۔ اور جہاں سنکلیپ بہاؤ ہے وہاں متیراگ اندکا بہاؤ ہے جو آپ آریہ۔ ایسور کا سنکلیپ یا وکلیپ جیو کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ ایسور کے ان تھون میں ایک خاص طور پر باہم ملنے اور جھٹھرنے کا سناٹن سبھاؤ رکھتا ہے یعنی صرف ایسور کی چیتنا ماتر سے ارتھات اسکے لیان پور بہک ان تھون میں کر پائے ہونے سے دجو انھیں سبھاؤک وقت ہو وقت پیدا ہوتی ہے سنجوگ ویوگ ہوتا ہے۔ جیسے سورج پر کاش ماتر اور کر نون کی تیزی سے جو مل کر ہو کے فریج کی حالتوں میں بدل دیتا ہے۔ اور آسمین سورج کا سنکلیپ نہیں کہلاتا۔ بلکہ اسکی ایک شکلی ہے جو سبھاؤک کارج کرتی ہے۔ اسی طرح دیو سرب شکلیتھان ایسور میں پکشیات روپ سنکلیپ نہیں ہے۔ بلکہ سبھاؤک چیتن شکلی ہے جس سے یہ سب رچنا سوائے راگ ویش کے خود ہی ہو جاتی ہے



پس شیرین منکھپ بہاؤ و دش نہیں آسکتا۔ اور جب منکھپ بہاؤ نہیں تو  
 بی راگ آند کا بہاؤ بھی نہیں ہے۔ چونکہ جیو الپ شکیمان ہے۔ اسلئے جس  
 چیز کو یہ چاہتا ہے۔ وہ پورا پورا حاصل ہونے سے اس کے بی راگ آند میں فرق  
 پڑتا ہے۔ پر مانتا تو سب شکیمان ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو اس سے باہر  
 یا اس سے برخلاف ہو۔ بلکہ اس کی شکتی کے اندر ہی ہونے سے اس کے تیراگ آند  
 کچھ فرق نہیں آتا۔ اور اسلئے وہ پورن آند ہے۔

سوال جنی۔ ایشور کی پریم دیالتا اور ایشور کے پریم نیاہ کاری میں یہی اختلاف  
 ہے کیونکہ پریم دیالتا کا یہم وہریم ہے کہ کوئی جیو وکھی ہو اور پریم نیاہ کاری کا یہم  
 وہریم ہے کہ اپرا دھی کو حسب اپرا وہ دکھ دیا جاوے۔

جواب آریہ جیو الپ شکیمان میں دیا اور نیاہ دونوں میں رہ  
 سکتے۔ ایشور کے بارہ میں ایسا نہیں جو۔ بلکہ اس میں یہ دونوں ہی گہٹ  
 سکتے ہیں۔ مثلاً جو کرم جیو ایسا کرتا ہے کہ جس کو دوسرے کا نقصان ہو  
 اس کرم کا پہل ملنا جو ایشور نے سبھاوک نیت کر دیا ہے۔ اس میں اس کا نیاہ  
 ہر تار نظر ہوتا ہے۔ جو کرم سوا کے کش کے نقصان کے جس کو ہم مانسک یا کتہ ہیں  
 جیو سے ہوتا ہے وہ صرف ایشور سے متعلق ہے اس کا پہل ایشور اپنی دیالتا



سے معاف کر سکتا ہے۔ اس انس میں سکی دیالتا چرتا رہتہ ہوئی اور وہ نیا رک  
بر خلاف نہیں۔ کیونکہ انکا جدا جدا پہل ہے۔

سوال جنی۔ دیالتا ایک جنم ہے راک کا اور دیالتا پیدا کرنے والی ہے  
دکھ کی یعنی کسی دکھی کو دیکھ کر اسکے دکھ کا انوہو کرنا اس کا نام دیا چو اور  
پھر دکھ کا نورت کرنا یہ اُپکار ہے لہذا ایشور کے پر مویا لو ہونے میں پڑش  
دکھی اور رگی ٹھیرتا ہے۔

جواب آریہ۔ دیالتا راک کا انس نہیں ہے کہ راک کہتے ہیں سوہ کو جس کے  
سنی اکیان یعنی غفلت کے میں جب ایشور گیان سُرور ہے۔ تو اُس میں راک  
نہیں۔ دیا اسکی نہ شکستہ کا ایک گن ہے جو اپنی اُس جگہ پر چرتا رہتہ  
ہوتی ہے جبکو ہم ایشور شری کہتے ہیں یعنی کسی ایک جیو کے ابھان کے  
سوا جو سمجھا وک خزین دنیا میں میں مثلاً کوئی عمدہ جگہ یا بن میں پہل  
پہل آدک ہو۔ اُسکو جو جیو اپنی بول سو بگاڑتا ہے تو ایشور خود مختار ہونے  
سے جیو کو لپٹا تا پ اور پارتہنا کرنے پر معاف کر سکتا ہے۔ اس انس  
میں دیا اسکی سونتر شکتی کا گن ہے۔ پس ایشور میں راک روپی  
دش نہیں آسکتا۔ نیا رہی راک کا نام نہیں ہے۔ پرش کرتا شاید یہ سمجھتا



یہ دیکھ کر کسی دوسرے کو بیماری یا بھوک وغیرہ سے دیکھی دیکھ کر دیکھ کو  
 دیکھ کر ہوا اس پر دیا کرتی چاہتا ہے اور جس انس میں وہ پوری پوری  
 کر سکتا اس میں وہ پیش ضروری دیکھی ہوتا ہے۔ اسی طرح  
 دیکھی ہو تا ہو گا۔ سوچیں بات نہیں ہے۔ کیونکہ جیو تو الپ شکیتا  
 کے سبب پوری پوری دیا نہیں کر سکتے۔ اور اس سے وہ دیکھی ہوتے  
 ہیں پریشور جو سرب شکیتا ہے وہ اپنے سرگب گیان سے دیکھتا  
 ہے سرب شکیتا سے سبھاوک دیا کرتا ہے۔ اور اس دیا کرنے میں اسکو  
 یہی رکاوٹ ہونے سے وہ دیکھی نہیں ہوتا۔ جیسے چکرورتی راجہ  
 کی فوج کو جس ڈھب پر چاہے حکم دیکر چلا سکتا ہے۔ پر وہ اپنے نیار  
 کے برخلاف فوج کو نہیں چلائیگا۔ اسی طرح پر جا جو ایشور کی سینا ہے  
 یہاں تک اسکی آگیا کے انگول چلتی ہے۔ تب تک وہ مسکھہ ہی ہوتی ہے پر جب  
 یہاں سے باہر ہو کر چلے تو اسکو جو ڈنڈ روپی دیکھتا ہے وہ اس کے  
 ہتھ کے سد مار کے واسطے ایشور کا نیار ہے اور جب سوچ کا پرکاش  
 اور اسکی کرنیں سبھاوک پر پہنچتی ہیں کہ ہر ایک حصہ کو روشن اور پہلوں کو  
 کاتے ہیں اور اس سے سورج میں کسی طرح کا کلکیشن آتین نہیں ہوتا

اسی طرح نیا اور دیا ایشور کے بھٹاؤ گن گن ہیں۔ اسلئے اُنکے چرنا میں  
میں ایشور کو کچھ تر و دو کرنا نہیں پڑتا۔

سوال جنی۔ پریشور جگت کو نش پر یوجن چتا ہے۔ یا سو پر یوجن  
نش پر یوجن چتا ہے تو قسم جہا لٹ عاید ہوتا ہے۔ کیونکہ نش پر یوجن  
فضولی یعنی امرتہ میں قائم کیا گیا ہے۔ اگر سو پر یوجن ہے۔ تو بیان

کیا پر یوجن ہے اگر کہو کہ اپنے آئند کے واسطے چتا ہے تو ایشور  
آئند کا ناش ہوا۔ اگر کہو کہ جگت جیو کن کے کلیان کی واسطے چتا ہے  
و کم کا مول نہ ٹھیرے۔ اگر کہو ہیکتوں کی پریرنا سے چتا ہے تو پریرنا  
اس پر شامت ہوئی۔

جواب آریہ جو ایشور کی سنتیا سے شش کی چتا ہے۔ یہ نہ  
پر یوجن نہ نش پر یوجن ہے۔ یہہ چنا جیو کن کے کر سون کے پہل ہوا  
کے نمٹ ہے۔ جیسا نیچے بیان کیا جائیگا۔ پس جانتا چاہے کہ اس  
آئند سروپ ایشور میں نش پر یوجن چتا یا سو پر یوجن چتا کا دوش  
نہیں آسکتا۔ بلکہ جیسے بڑے بڑے ہاتھ پرش اسی پورن پرش  
گیان کی سہا تیا سی یعنی ویدون سے پرکش ویکھار اور ون کوکتیوں



ساتروں میں سمجھا گئے ہیں کہ حیوانا پر کار کے ہیں اور انکے کرم بھی ناما ہیں اور  
یہ حیوانادی ہیں۔ انکے کرم بھی انادی ہیں۔ اور ان کرموں کے پہل  
ہونے کے لئے یہ شش کی رچنا ہے۔ اور اس رچنا میں وہ ایشور  
کی سہا تیا کیواسطے یا کسی کی پریرنا سے یا کسی کے پکشیات رُوپی لحاظ  
سے پرورت نہیں ہوتا۔ بلکہ چت اکاش یعنی پول کی مانند جو وہ ایشور  
پیک ہے۔ اسے ہی مرگ گیاں شکتی سے ان تینوں کے پرمانوں  
میں خاص قسم کی اوستھا میں یعنی حالتیں مقرر کر دی ہیں۔ جو حیوون  
کے کرموں کے انوسار سہاوک ہوتی رہتی ہیں۔ پر وہ حالتیں ایشور کی  
چین ستیا کے آد میں ہونے سے ساکشات ایشور آد میں ہی ہیں اسلئے  
اس ایشور میں یہ دوش نہیں آسکتا کہ ہگیتوں کی پریرنا سے اس میں  
ادیتا ہے جو ایشور شش ہے۔ پرکش حیوون کے کرم و حشر ہونے  
کی رچنا ہی و حشر ہے۔ یعنی جس حیو کے کرم کو کہہ دیا ہی میں اس کو  
شش و کھون کا کارن ہوگی۔ اور جس کے کرم سکھ کے ہیں اسکو سکھ کا کارن  
ہوگی۔ پر پرمانت و یا کو نے اس شش میں کلیان کا مارگ ہی ساتھ  
ہی چر دیا ہے۔ یعنی بد ہی نشیدہ روپ و بد حسین بدایت ہی کہ فلان فلان

کام کرو کہ اُس سے سکھہ ہوگا۔ اور فلان فلان کام ست کرو کہ اُسکے کرنا  
 پراپت ہوگا۔ اس صورت میں ایشور شری کلپان کا بیٹو ہی ہے بشر  
 وید کی ہدایت کے مطابق ہم چلیں۔ اور جو اس میں دکھ پراپت ہوتا ہے  
 یہ بیو شری ہے۔ یعنی بیوون نے اپنی غلطی سے جو چیزیں سکھہ واد  
 سمجھ کر اُن میں سوہ پیدا کیا ہوا ہے۔ وہ سوہ اُن کو دکھ دیتی ہوتا ہے  
 کہ سوائے سوہ کے کوئی ایسی چیز نہیں جو دکھ دیتی ہو۔ بلکہ اس وید  
 کسی قسم کا دکھ نہونے کا رستہ ہی یوگ ابھیاس روپی وریا ہے  
 پرکش ہی نکال سکتے ہیں۔ یہ ایک ورثا منت ہے۔ ایشور کی شری  
 چنانچہ ظاہر ہے کہ آہنگنا ممتاز روپی بیو شری میں ہی ہم پسند کرنا  
 ہو جاتے ہیں۔ ورنہ کوئی دکھ نہو مثلاً جب کوئی آدمی کسی کے گھر  
 مرجائے جس سے ہمارا کچھ سمبندھ یا واسطہ نہو تو ہم کو کچھ ہی شوک نہیں  
 ہوتا خواہ وہ کیسا ہی بڑا آدمی ہو۔ پر جب کوئی ایسا آدمی مرتا ہے کہ جس سے  
 ہمارا کچھ سمبندھ ہو تو ضرور محلو دکھ ہوتا ہے۔ اتنا دکھ ورثا منتوں  
 جاننا چاہئے کہ بیو شری ہی دکھ دانی ہے جب کا تیاگ کرنا انیک  
 پیش سمجھا گئے ہیں۔ اور اُس دیا کو پر ماتا نے اپنے نیار کے ساتھ



ہر جاننے کی غرض سے ایک پُرش کی عیبی کی سہا تیا کئے گئے وید دیا ہے  
 ہر داسکے عوض ہم سے کچھ نہیں چاہتا نہ کائنات ہو کہ سورج کی طرح  
 ہر ایک انتہائی روپ کو ہر ایک جیو کا پر کاشک ہے یعنی ہر ایک جیو  
 کی عیبی کو اپنے نچ وید روپی گن سے پر کاش کرتا ہے۔ جیسے میٹروں کو  
 سورج کی روشنی کی ضرورت ہے اسی طرح جیوؤں کو بھی اپنی کلیساں  
 کے لئے ویدوں کی ضرورت ہونے سے ایشور کا ماننا اوشک ہے۔

### پاؤداشت

سوالات صدر لالہ سنت رام صاحب سراوگی ساکن قصبہ نکورس سہا پانہ  
 کی طرف سے ہیں۔ اور جوابات پنڈت اکشاند صاحب آریہ کی طرف سے۔  
 سوال وجواب مندرجہ ذیل سوامی دیانند سستی جی کی ستیا تھ پر کاش  
 کرتے سے منتخب کر کے کہے جاتے ہیں جو مضمون صدر کے متعلق ہیں۔  
 سوال حبشی۔ ایشور کی اچھا سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ کرم  
 سے ہوتا ہے۔  
 جواب آریہ۔ جب سب کچھ کرم سے ہوتا ہے۔ تو کرم کس سے ہوتا ہے۔  
 جو کہ جیو وغیرہ سے ہوتا ہے۔ تو جن سرور آوی سادہ جیو کرم کرتا ہے

دہ کن سے ہوئے۔ جو کہو کہ سناتن سبھاؤ سے ہوتے ہیں۔ تو سناتن سبھاؤ  
 چوٹنا سمجھو ہو کر گنتی کا ابھاؤ ہو گا۔ جو کہو کہ پرگ ابھاؤ کی طرح سناتن ہی  
 شناخت ہو جاتا ہے تو بتائیں کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر کہو کہ بنائین کہ  
 سبھاؤک ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں بسب کے کرم سبھاؤک ہی نورت ہو گا  
 پس تمہارا اپدیش اور سادھن نشپل تھیرا۔ اور دوسرے اگر الیش پل  
 پر داتا نہ مانو تو پاپ کا پل جو دکھ ہے اسکو چو اپنی اچھیا سے کہی نہ ہو گا  
 جیسے چور آد کون کو جو چوری کی سزا ملتی ہے۔ اسکو وہ بس چلے کہی نہ  
 ہو گین۔

سوال جنی۔ ایشر اگر یہ ہے۔ کیونکہ جو کرم کرتا مانو تو کرم کا پل ہی  
 ہو گئے والا مانا پڑے گا۔ اس لئے جیسے ہم کیول پر اپت گنتو گنو کر یہ  
 رہت مانتے ہیں ویسے تم ہی مانو۔

جو آب آریہ۔ ایشر اگر یہ نہیں گنتو سکر یہ ہے۔ اور چونکہ جتن ہے۔ اسلئے  
 سپہن سٹیا امین سبھاؤک ہے۔ پس وہ کرتا کیون نہ مانا جائے۔ اور جو کرتا ہوتا  
 ہے۔ وہ کر یہ سے علیحدہ کہی نہیں رہ سکتا کہ کر یہ اسکا کب بھاؤ ہے۔  
 تم لوگ جو تر تہنگرون کو یعنی منتک ایشر ون کو جیو سے ہی بنا ہوا مانتی ہو۔



میں ہے کیونکہ جو منت سے بنتا ہے وہ ہمیشہ انت اور پرواہ میں  
 ہے۔ مثلاً گھٹ آؤ کہ جو منتوں سے بنے میں فٹ ہو کر اپنی کارن  
 میں روپ ہو جاتے ہیں اس طرح نمک البیڑ جو جیو سے بنا وہ آخر اپنی جیوت  
 اور اپن ہو گا۔ پس تمہاری مت میں البیڑ اور جیوؤں کی کتنی سہ سہ نہوی  
 کی ہے میں کر یا ہی نہیں رہتی اسلئے مکت جیو یعنی تر تنہا کہ پر جیو ہاؤ کو پر اپت  
 میں کو تو ہم پوچھتے ہیں کہ وہ مکت جیو گیان والے ہوتے ہیں یا نہیں۔  
 یہ گیان والی ہوتے ہیں تو حسین ہی ماننے پڑینگے کیونکہ گیان اور چنٹیا ایک  
 چیز ہیں یہ مرت نہ ہو۔ اگر کہو کہ مکت جیوؤں میں گیان نہیں رہتا۔ تو تمہاری  
 مکت پرش جڑہ کی طرح ماننے پڑینگے۔ اور جب جڑہ ٹھہری تو سدا کی جگہ  
 میں گئے۔ پس تمہاری مت میں جو سلا روپی مکت کے چند درجے مانے  
 میں وہ نشہل ہوئے اور مکتوں اور پشٹا فون میں کچھ بہید نہ رہا۔  
 ال یعنی۔ البیڑ مکت روپ ہے یا نہیں۔  
 ب آریہ۔ البیڑ مکت روپ ہے۔  
 ال یعنی۔ پرا البیڑ مکتی کے سکھہ کو چوڑ کر جکت کی رخیہ اور پالنا  
 کے کرنے کے کہہ پڑے میں کیوں پرورت ہوا۔







# آریہ سماج کی تعلیم

۱ تمام حقیقی علوم جو دنیا میں موجود ہیں ان سب کا اصل لا حاصل ہوتا ہے۔

۲ کسی شے کا علم (دگیان) انسان کو مطلقاً نہیں ہو سکتا جب تک کہ

کسی سے تعلیم نہ پاوے اس لئے ابتداءً آفرینش میں خدا تعالیٰ نے انسان

بہتری اور تعلیم کیلئے الہام کیا ہے۔

۳ یہ الہام جن کتب میں آج تک قلمبند ہوا چلا آتا ہے وہ وید ہیں۔

۴ وید میں صرف ایک خدا کی پرستش اور عبادت کی ہدایت کی گئی ہے اس لئے کہ

انسان کو انہیں الہامی کتب پڑھنا چاہئے۔

۵ وید میں تمام علوم فنون کا حصول موجود ہے۔ ایک بڑے دلیل ان کو الہامی کہتے ہیں۔



## برہم سماج کی تعلیم

تمام علوم کیا حقیقی کیا باطل سب انسان کی ساخت ہیں +  
انسان کو الہام غیرہ کی مطلقاً ضرورت نہیں تھی۔ سب کچھ اس فطرت کی  
نما کا خود بخود مطالعہ کر کے حاصل کیا ہے +

یہ صرف پرانے زمانہ کے جہلا کے چھند ہیں +

یہ مین بت پرستی اور مخلوق پرستی کی ہدایت ہے  
اس واسطے یہ الہامی نہیں ہو سکتا نہ انہیں (وید) جلا وطن کرنا چاہئے +  
دیکھتے مانہ کو لوگ آجکل کو علوم فنون کو جانتے ہی نہیں تھو وہ تو جاہل  
مطلق تھے۔ اسلئے وید میں تمام علوم کو اصول کا بنیاد خواہے +

۶ ویدمین لکھا ہے کہ خدا - روح اور مادہ یہ تینوں اشیاء ازلی ہیں اور خدا  
 خدا کو دنیا کو بنایا - یہ موجودہ سائنس و علما کو یقین کو عین مطابق  
 خدا کامل ہے اور اس کا الہام و قانون بھی کامل سو سٹے انسانی قانون  
 ترمیم و تصحیح کا محتاج نہیں ہے \*

۷ خدا کی طرف سے کوئی پیغمبر نہی اور اتنا کہ بھی نہیں آیا یہ لوگوں کو خدا  
 میں \*

۸ خدا کی عبادت سچے دل سے کرنی چاہئے اور اپنے عقائد کو مطابق اس کا  
 کو بھی اوپر پیش کرنا ضروری ہے کسی شخص کو ذریعہ نجات کا حاصل کرنا ایک  
 خیال ہے \*

۱۰ نجات کا ذریعہ اوپاسنا - یوگ دیا اور برہم چلج ہے \*

۱۱ نجات کے معنی تسانخ سے چھوٹ کر مدت تک ایشور برہمن میں گھٹن ہے



اگر مادہ ازلی ہو تو وہ بھی خلد ہو اور پھر اگر ازلی وہ سے خلد نہ دنیا کو بنایا تو  
وہ قادر مطلق نہ رہا۔ اور سائنس کی مذہب سے کیا دخل ہو؟

خدا کامل ضرور ہو لیکن ہمیشہ انسان کی ضرورت مطابق نئے قانون اور  
الہام شمع کر کے نازل کرتا رہتا ہے۔

خدا وقتاً فوقتاً کسی چنید آدمی کو نیا الہام کچھ بھیجتا رہتا ہے۔  
خدا کی عبادت بیشک کرنی چاہئے۔ لیکن موسیٰ و عیسیٰ پر ایمان رکھ کر بھی سوسائٹی  
میں بہنا بہتر ہے اور سماج کی چار دیواری میں انکو ذریعہ دعا مانگنے میں کوئی  
سج نہیں۔

نجات کا ایک ڈھکوسلا ہے البتہ اوپاسنا اور دھرم کرنا  
چاہئے۔

نجات کچھ نہیں۔ انسان مرنے کو بعد روحانی ترقی کرتے جاتے ہیں اور

اپنی مرضی سے تناسخ میں داخل ہونیکو میں ۱۲

۱۳ اس دنیا کو پیدا کرنے کا یہ مقصد شیور کا ہے کہ روح کو اسکے اعمال کو حسبِ ثواب

ہو اور اگر ایسا نہیں تو ایشور ظالم ٹھہرتا ہے ۱۴

۱۵ ہمیشہ ہر ایک اسکے اعمال کو مطابق سنہ و جراتا ہے ۱۶

۱۷ انسان اپنے بھلے برے افعال کی سزا یا جزا تناسخ کو ذریعہ پاتا ہے ۱۸

۱۹ اگر انسان کو تھوڑے سو برے فعل کو یہ ہمیشہ کو جہنم میں ال یا جادو یا دھوکہ

تھوڑی سی نیکی کی واسطے تا ابدین بہشت میں ہو تو اس حالت میں خدا عادل

نہیں رہتا اس واسطے تناسخ ہی ذریعہ خدا کی عدالت کا ہے اور دونوں بہشت

فرضی جگہ میں ۲۰

۲۱ روح ازلی اور اسکی صفات بھی ازلی سلئے روح فنا نہیں ہوگا ۲۲

۲۳ تمام پیدا کنندہ شفاء دوا دوسے زناوہ شفاء کو مرکب ہونیکا



پہی نجات ہے +

۱۱ دنیا خدائے یون ہی پیدا کر دی ہے اور روح بھی دن بدن پیدا ہو کر جاتے ہیں  
اس واسطے اعمال کی سزا چھ معنی دار وہ

۱۲ انسان کو اس کے اعمال کو عوض کچھ نہیں ملتا ہر ایک مرنے کے بعد ترقی کرتا جاتا ہے

۱۳ خواہ انسان نیک ہو یا بد مرنے کے بعد ترقی کرتے کرتے نجات حاصل کر لیتا ہے

۱۴ نہ انسان بہشت میں جاوے گا نہ دوزخ میں اور نہ تناسخ ہی بھگتے گا بلکہ ایک

بڑے بڑے آدمی بھی مرنے کے بعد روحانی ترقی کرنا شروع کرے گا۔ اعلیٰ

آدمی اعلیٰ جماعت میں اور ادنیٰ آدمی ادنیٰ جماعت میں داخل ہونگے اور پھر تمام

ترقی کرتے کرتے بالکل پاک ہو کر خدائے مجسم ہو جائیں گے۔

۱۵ روح ازلی نہیں پیدا شدہ لیکن فنا کبھی نہیں ہوگا۔

۱۶ روح ضرور کسی شے سے بنا ہوا معلوم نہیں ہوتا الا یہ پیدا ضرور کیا گیا ہے

ہیں اور پیدائشہ چیز فانی ہے۔ روح چونکہ کسی شے سے بنا ہوا معلوم نہیں  
اسلئے ازلی اور چونکہ پیدائشہ نہیں اسلئے فانی بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

۱۸ روح ناپاک ہو اور خدا کی پیدائشہ چیز ناپاک نہیں ہو سکتی اسلئے روح ازلی

۱۹ رستی کو قبول کرنا اور جھوٹے کو چھوڑنا عدالت ہے۔

۲۰ ہندوستان کو پرانے بزرگوں اور شہسپانوں نے کمالی درجہ تک نامور

کی شاخون میں ترقی کی تھی اور ہندوستان کو اصلاح کو بے حرف

ویدکت ایشر کرت دھرم کو سچا اور حقیقی یقین کر اور اسکو اپنی زندگی میں

کر پرچار کرنا اس ملک کی ترقی کا اعلیٰ ذریعہ اور آریہ قوم کو بھرپور دھرم سے

لانے کا ایک بڑا بھاری وسیلہ ہے۔

۲۱ ما۔ باپ۔ منصف آدمی۔ بادشاہ۔ دہر ماتما۔ پارہ ساعورت۔ نیک طبقہ

دیوہن اور انکا ستکار کرنا دیو پوجا ہے۔



لیکن یہ اسلئے بنایا گیا ہے کہ کبھی فنا نہ ہو اور ہمیشہ ترقی کرتا

جاوے۔

مذاق مطلق ہو جس طرح چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔

انگریزی عادت و اخلاق کی جو تعلیم دیوہ دیوہ دوست اور سب غلط۔

ہندوستان کے رشی جڑون نے نانک۔ کبیر۔ جتین وغیرہ جتنے بھی تھے

نہیں کی تھی اور یہ انا ہند کا مذہب بالکل لغو ہے اسکو جلا وطن کر کے

برہم سماج کی آرمین عیسائی۔ موسائی اور محمدی مذہب کی تعلیم دینے

سے اس ملک کی عاقبت بخر ہو سکتی ہے اور انہیں مذہب کے معتقد دنیا

میں شایستہ ہیں۔

جو آدمی عبادت کرتے کرتے اوٹھ کر ناچنے لگے گا وہ دیوہ ہے اور اسکی

پروردی کرنا اور ملاح ہونا دیوہ چاہے۔

۲۶ جوید و دیا کو پڑھاوی۔ رستی کو قبول کرے اور جھوٹ کو چھوڑ دے۔

+

۲۷ حقیقی علم کی تعلیم پاوی۔ حصول علم کی طرف جمع ہوا چاہ کی عزت  
وہ شش رشاگر ہے۔

۲۸ سیاسی تارک الدنیا کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ شخص جو غصہ نہایت قطع نظر  
کر کے ملک کی اصلاح ہر ایک صیغہ میں کرے اور ملک میں پھر۔

۲۹ انگریزی تعلیم کے ساتھ سنسکرت تعلیم کا ہونا اور بچوں کو اپنے مذہب کی  
میں دین نیا ضروری ہو تاکہ وید وکت و صرم کی عظمت قائم ہو۔

۳۰ ہندوستان کی اصلاح کیلئے لازمی ہے کہ ہندوستان کی زبان کو  
کیا جاوے۔

۳۱ تعلیم یافتہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ انسان جبالوطن اور سچے وید وکت



جو شخص اہم سماج میں اوپاسنا رکھے اور لکچر دے سکے وہ اہم سارج

۴۷

جو شخص رخواہ جاہل مطلق ہی کیون نہ ہو) اپنا گھر مار چھوڑ کر سہر مند و ابھور

جائیں اپنے آپ کو سنیاسی ظاہر کرے وہ شش ہے \*

جو ملازمت سے دست بردار ہو کہ گھوٹا پناہن کر جو انی جذبات میں

رہو اور دیک ہی جا پر سکونت اختیار کرے وہ سنیاسی ہے \*

سکرت مروہ زبان ہو۔ انگریزی میں تسلیم اور اخیل وغیرہ کی مذہبی

درس کافی ہو۔ و نیز مروجہ مذہب شالیتہ اور منجھے ہوئی میں \*

اعلیٰ انگریزی تسلیم پانا اور اپنی زبان میں اچھی طرح خیالات ظاہر نہ

کر سکنا انسانی زندگی کا علم معراج ہے \*

تعلیم یافتہ تہہ ہی ہوتا ہے جب کوٹ۔ تیلون۔ بوٹ پینکھ موٹوں میں

۶۲  
کاجان نثار بندہ ہو ۛ

۲۸ مستورات کو مذہبی اور اخلاقی کتب کی درس بند ریچہ ہندی اور سکھ

ہونی چاہئے ۛ

۲۹ مرد اور عورت اپنے اپنے محفون میں علیحدہ علیحدہ سبھا کر کے اپنی اپنی

بہبودی کر سکتے ہیں ۛ

۳۰ کھانا پینا و صوم میں کچھ مداخلت نہیں کرتا اور نہ کھانا پینا کسی کو شای

بنا دیتا ہے اس واسطے اس میں بجا تجاویز کرنا بہودہ ہے ۛ

۳۱ کسی کو ساتھ ملکر ایک دوسرے کی جھوٹ کھانا از روئے طب بھی ناجائز ہے ۛ

۳۲ شادی کرنا مرد اور عورت دونوں کی بہبودی میں داخل ہر شادی کے

رسومات عین دید و کت ریتے سے ہونی چاہئیں اور بت پرستی اس میں

مطلقاً ناجائز ہے ۛ



کہا ہے +

مستورات کا انگریزی زبان میں ڈگریاں حاصل کرنا ہی انہیں تعلیم دینا ہے +

عورتوں کو میم صاحبہ کا لباس پہنا کر مردوں میں لے پھرنا ہی شائستگی ہے +

کھانا پینا دھرم کا اعلیٰ حربہ ہے اور ہٹو ملوں میں جا کر غیر قوموں کے ساتھ کھانا ہی اعلیٰ دھرم اور شائستگی ہے +

طب کا ڈکھونسا ہو۔ انگریز ایک دوسرے کے ساتھ کھاتو میں واسطے دہر تما اور شائستگی میں +

شادی کرنا مرد اور عورت کی بہتری میں داخل ہے اور شادی میں اگر بت پرستی نہ کرے تو بہتر ہوگی۔ بوجہ ملت میں دی کی جڑی ہونی چاہئے +

۳۳ جس مرد اور عورت میں سے کسی قرار پا دیں ان کا علیحدہ علیحدہ گوشت نہ چاہئے اور نہ  
 رزہ کی کو مثل است تا و تعلیم دی ہو وہ و خمر کے برابر ہو اس سے شادی کرنا ناجائز ہے  
 ۳۴ اپنے ملک کی ساختہ اشیا کو ترقی دینی چاہئے اور خود بھی حتی المقدور ان کا استعمال  
 کرنا چاہئے +

۳۵ گوشت ہر قسم کھانا ناجائز ہے اور گائے کی رکھشا کرنی سوائے لازم ہے کہ  
 اسکا دودھ کے دودھ کو مساوی ہے اور اور دودھوں کی نسبت صحت بخیر  
 اور عمدہ ہے +

۳۶ گوشت کھانا سوائے ناجائز ہے کہ جانور و نرین میں بھی وح ہے +

۳۷ اگر اون میں وح نہ ہو تو سکھ دکھ کو محسوس نہ کر سکیں +

۳۸ آریہ - آریہ ورت (ہندوستان) کے اصلینی شندو میں +



شادی جہان چاہو کر لو اور اگر کسی ایسے لڑکے سے تم شادی کرنا چاہتے ہو۔  
 جس کو مثل استاد تم نے تعلیم دی ہو اور لڑکی شادی کرنے پر راضی ہو تو  
 شادی جائز ہے +

دلایت کی سب اشیاء کا استعمال کرنا رو ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ملک کی  
 تمام ساختہ اشیاء کو غارت کرنا لازمی ہے +

جس کا جی چاہے گوشت کھا دو جس کا نہ چاہے نہ کھا دو۔ گلے میں دھارو  
 کی نسبت کوئی زیادہ خصوصیت نہیں کہ اسکی جان بچانے میں تردد کیا جا  
 جانور دن میں روح پھوٹ کوئی نہیں +

یون ہی جانور دکھ سکھ محسوس کس لیتے ہیں انہیں روح نہیں ہے +

آریہ ہندوستان میں وسط اشیاء سے آئے تھے +

# فہرست کتب موجودہ درکان سالگرام کتب فروشان راجپوت

ردیف	اردو	ردیف	ہندی	ردیف
۱	دید بہاوش مومکا	۱	سرادہ بیک	۱
۲	آئینہ رسوم	۲	پنجاب ہوگول	۲
۳	یومیہ برتاؤ	۳	جگت ہوگول	۳
۴	شترادہ بیک	۴	ہراکرت ہوگول	۴
۵	سکہ ستانج و کرات	۵	یالا سنگار	۵
۶	ہولولنگا بار	۶	بھجن پرکاش	۶
۷	گلہ سترہ نصیحتیں	۷	جیون آدیش	۷
۸	سچ نے کیا ہدایت کی	۸	پر سہر درودہ	۸
۹	نئی کا طرفان	۹	آریہ سلج پرچے	۹
۱۰	لیکچر بھائی میا سنگ	۱۰	ہندی کی پہلی	۱۰
۱۱	بھجن پرکاش	۱۱	ہندی کی پہلی	۱۱
۱۲	نسبت سدا گر حصار اول	۱۲	الضیاء دوسری	۱۲
۱۳	الضیاء حصہ دوم	۱۳	الضیاء تیسری	۱۳
۱۴	اسرار براہمن پند حصہ اول	۱۴	الضیاء چوتھی	۱۴
۱۵	الضیاء حصہ دوم	۱۵	پوپ لینا	۱۵

المراقم سالگرام۔



اوم

# شہزادہ نرسہ

اردو معہ نوٹ

جسکو

آریہ سمت ۱۹۶۰ء ۲۹۲۰ء راج سمت ۱۸۹۸ء میں

کہنیا لال گہلیوت جلیا سونے منو مرنی سے رجہ کر کے اپنے  
اردو خواں بھائیوں کے دو چار اور نظر ثانی کے لئے ریڈیو پر پیش  
دہائی میں

باہتمام شہادت کریم رام شہزادہ جگر انو جی چھوگر  
شایع کیا

تمام حقوق قانوناً محفوظ اعدا ت ہیں

# اوم تترت

## پرارتھنا

ہے پرہم ایشور پرما آپ سرگیہ پورن آندکچہ وائے ہو۔  
 اسکارن سیرن اچھا ہے کہ آپ اپنے اناوی شری نیم کے ہون  
 ہر ایک انسان کو گیان دان کرو۔ اور ست است کے جاننے کو  
 دیویدوں کا گیان پرکاش کرو تاکہ آپ کی آگیا کا پالن کرتے ہوئے  
 موکش مارگ کو پہنچیں۔ اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

### التماس واجب الظہار

جو کہ اچھل پو تر ویدوں کے ماننے والے کروڑوں آدمی اس  
 دنیا میں آباد ہیں اگر چہ زمانہ سلف میں تمام مخلوق ویدوں کو  
 مانتی تھی مگر قدیم سے ایک وید وکت دہرم کی دوسرے دابھتھیں  
 ایک ہوسوم، سورت دہرم یعنی ویدوں کے حکم پر چلنے  
 والے۔ دوسرے سمارت دہرم یعنی سمرتیوں کے حکم پر



چلے والے۔ بعد ازاں جنگ مہا بہارت کے بعد جبکہ وید دیا  
 کے گیان کا سورج چپے لگا اور جہالت کا زمانہ ترقی پانے لگا  
 تب دن۔ آٹھرم۔ اور کرم۔ دہرم۔ سب پھر شش ہونے  
 شروع ہوئے۔ تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ سور سنکار و لانی  
 تھے ان کا نام تک ہی یاد نہیں رہا کرنا کرنا تو حدکار۔ اس طرح  
 طرح کے ست ستائتر اور خدا سب قائم ہو گئے۔ اس وقت کہ  
 وہ دونو مہر داہا اپنے اپنے آس اور کرموں کے بس ہو گہری  
 نیند میں پڑ رہی تھیں۔ کیا جانک ایک بال برہمچاری شری  
 سوامی ویانند سرسوتی جی کا بیٹا اور کجرات میں پرگٹ  
 ہوئے اور ویدوں کا ابتدائیش وینا شروع کیا اور اس سر نو  
 سنکاروں اور مت کرموں کے کرشنکی سخت تاکید اور ضرورت  
 بتلائی۔ تب سے وہ دونو مہر داہا پھر ایک جدید نام سے  
 قائم ہوئیں یعنی ایک موسوم بہ سائن دہری جنہوں نے ویدوں  
 اور کرموں اور پورانوں وغیرہ گرتھوں کے سب حکموں کو  
 ماننا شروع کیا۔ دوسری آریہ سماجی جنہوں نے ویدوں

اور اون کے انکھول جو حکم دہرم شاسترو وغیرہ آرش گرتھوں  
 میں ملے اونکو ماننا قبول کیا لیکن انوس اتنا ہی ہے کہ  
 اوسے اپنے اپنے عقاید کے موافق عمل کرتے تھے اور اب مر  
 زبان مبارک سے کہہ دینا کہ ہم سنا تن دہری میں یا آریہاجی  
 میں کافی سمجھتے ہیں خواہ کرم کیسے ہی کیوں نہ کرتے ہوں اور ہم  
 ہی وجہ ہے کہ ہر دو فریق کے آئے دس باہمی ٹکراؤ متنازعہ  
 رہتے ہیں۔ کہیں پر تمان پوجن پر تکرار کہیں مرتکب شرادھ پر  
 بحث شروع رہتی ہے مگر یہ کہیں کو خیال نہیں آتا کہ ہم دونوں  
 ایک وید روپی کلیہ پرکش کی شلخ ہیں۔ باہم فضول دے  
 فائدہ تکرار کرنے سے کبھی بھی فائدہ اور دہرم لاکھ نہ ہوگا  
 اس لئے اسے میرے بزرگوں اور بہائیوں میری التماس کو قبول  
 فرماؤ اور پکش بات اور سٹ دہری کو چھوڑ کر دہرم لاکھ لٹھاؤ  
 کیونکہ ہم تم سب ایک پرمانا کی سرشتی میں تھیں۔ اوسے  
 ٹکراؤ تو ویدوں کے حکم کی تعمیل کرین اور دینا دوسری رسمیات میں  
 جو زمانہ کی رفتار کے موافق اصلاح طلب ضروری ہوں انکو



سب ملکہ درست کرو۔ پھر دیکھیں دنیا میں جسے کتنی دید و کت اور ست  
کرم کرنے والوں سے کون آنکھ ملتا ہے۔ اب میں شرادھ کرم کے  
وش میں جو پہلے وزیر آباد میں سناسترا تھ ہو چکا ہے اس کے فیصلہ  
اور منڈن کے اسلو کو نکا ترجمہ نوٹ خود لکھ کر ہر کچھ ہر شئی  
منوجی کے پیر ماں باہیہ شرادھ کرم لکھو لگا۔

۱۔ اسے ناظرین سے دست بستہ عرض ہو  
کا اگر کوئی غلطی لکھے یا ترجمہ اسلو کون میں نظر پڑے تو برائے  
ہر بانی درست فرمادیں اور نقلی تاعدہ کی غلطیوں پر  
دھیان نہ دیوں۔ از خود اس خطا و از بزرگاں عطا  
آئندہ غف و عطا ہو۔ اوم شمش  
آپ کا دھرم سیوک کشیا کل کیلوت کشری آہلو  
والیہ رئیس بانی پت ضلع کرنال حال ملازم ریاست جیندہ شترہ  
دار عندالت منصفی علاقہ جیندہ۔

نقل سناسترا تھ نسبت وشہ شرادھ کرم جو  
بامین سبھا سنا تن دھرم و آریہ سماج وزیر آباد کے

۱۹۔ مئی ۱۸۹۵ء کو ہوا اور پروفیسر ایف میکس مولر صاحب  
 مذہبیت مقبولہ فریقین نے فیصلہ اوسکا بندر چوٹی مورخہ  
 ۱۳ ستمبر ۱۸۹۶ء صادر فرمایا۔ جسکو لال بہال چند صاحب  
 سکریٹری سبہا سنان دہرم وزیر آباد نے ایک ۴۴ روپے  
 کی کتاب کی صورت میں ور ۱۸۹۶ء ۶۴ روپے  
 پریس لاہور میں شائع کرایا ہے۔

ترجمہ چوٹی میکس مولر صاحب بہاورد مذہبیت  
 مقبولہ فریقین

مقام کسفورڈ۔ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۸۹۶ء۔  
 میرے دوستو۔ مدت ہوئی کہ میرے سر کے بال سفید  
 ہو گئے ہیں اور میں نے اپنے پوتے اور لڑا سے بھی  
 دیکھ لئے ہیں۔ لہذا اب مجھے بان پرستہ بلکہ سیناس آشم  
 میں داخل ہونے کا استحقاق حاصل ہو چکا ہے لیکن  
 میری بنابیت غائب ہے کہ میں شرم اور شائستگی  
 کروں مگر مجھے زلتہ انگسٹ۔ فرانسس جرسی۔ انگریز



ممالک سے ہی بلکہ امرکیہ اور خصوصاً ہندوستان سے <sup>مستعد</sup>  
 خطوط آتے ہیں کہ اگر میں اُن تمام کے جواب لکھنے کی کوشش  
 کروں تو تمام دن بھر مجھے اپنا کوئی کام کرنے کی مطلق فرصت  
 نہ ملے تاہم جب مجھے آپکا پہلے خط ملا تو میں نے اسکو بغور پڑھا  
 اور اسکا جواب لکھنا ہی شروع کیا لیکن بعد ازاں وہ خط میرے  
 ہاتھ نہ آیا یا تو میرے بہت سے کاغذات میں گم ہو گیا یا  
 کوئی دوست جسکو میں نے یہہ دکھایا تھا اس سے لیکھا ہوگا۔  
 میں قبول کرتا ہوں جیسا کہ میں نے اسوقت سے محسوس  
 کیا تھا اور اب ہی محسوس کرتا ہوں کہ اب بوجہ اس کے آپکے  
 شاسترون کا بخوبی گیان ہے مجھ سے کئی درجہ بڑھ کر جان  
 سکتے ہیں کہ شرادھوں کی اصلی غرض کیا ہے۔  
 دیگر نمبر (۱) آڑھیتوں میں ہی آپ کے شرادھوں کی طرح  
 کچھ نہ کچھ طریق پایا جاتا ہے وہ حقیقت مرے ہونے پر  
 کی تعلیم اُن قوموں میں ہی پائی جاتی ہے جو آریہ باشندوں  
 سے واقف نہیں ہیں اس کا باعث یہ ہے کہ انسان کا

قدرتی طور پر یہ سبھاؤ ہے کہ جو چیز ہمیں پیاری ہے  
 اُن کو بھی ملے جن کو ہم پیار کرتے تھے اور جواب نے مدد نہیں  
 ہیں جیسا کہ کسان اور یگیہ پاتر مرد و جسم کے ساتھ چٹا میں  
 جلانے کے لئے ڈالے جاتے تھے۔

### نوٹ

نمبر ۱۱) باب ہے پر ماتیہ کیا زمانہ آگیا کہ ویدوں  
 متعلق مسئلہ کو فیصلہ کرنے کے لئے یورپ نے اسی جگہ ویدوں پر  
 بالکل اعتقاد نہیں اور ویدوں سے مانس کہا نا جائز کر کے  
 کی کوشش کرتے ہیں وہ آج بنڈتوں اور برہمنوں کے ساتھ  
 میں مدہیت یعنی ذات مقرر کیجائے ہیں کیا تو وہ زمانہ تھا  
 کہ یہاں کے رشی منہا ویدوں کے پرکاش سے دیش دیشا تر  
 میں پوسٹھا دیتے تھے۔ بڑے بڑے اور اسوس کی بات ہے  
 اول تو مناسب تھا کہ اپنی اپنی آتماؤن کو پیش بات سے  
 شدہ کر کے اپنے آپ میں اس معاملہ کا تشا و کر کے دچا  
 کر دے۔ اگر بانفرض مدہیت ہی کرنا منظور تھا تو کیا بہار



میں کوئی بھی لائق و دو ان گہانی براہمن نہیں تھا۔ ہے  
 بات کہ کیا تیرے پاس کوئی بھی پوتر گیا لی براہمن یا شویر  
 شتر یا مینا سے ذہن اکثر کرنے والہ ویشیہ ہوتے  
 ہیں ہے جو ایسے موقع پر تیرا نام روشن کرے گا کاشی  
 پور میں بھی کوئی گہانی براہمن ویدو کیٹا نہیں تھا اون  
 دن میں سے جنگو شاستر میں اسٹریلچہ۔ یون۔ کشش  
 نام کے نام سے پکارا ہے مدھیت کرنا اس اصول کے  
 خلاف ہے جو کہ ورن بوستھا کو جنم سے مانتے ہیں کیونکہ  
 کسی صاحب کسی براہمن کے بیٹے نہیں ہیں جو ویدوں کے  
 خلاف بوستھا دیکے بلکہ بزرگ براہمن تو اب تک ہوا اڑکسا وید  
 ایک شتر نہیں پڑتے ہیں۔ بوستھا کا لینا تو درکار۔ اگرچہ پر ویشیہ میکس  
 صاحب ویدون کو جانتے ہیں مگر سٹراگ صاحب نے جب ویدوں  
 سے ایک شتر نکالا اور میکس مول صاحب نے از سر اعتراض کیا کہ یہ شتر  
 ان نہیں ملتا۔ تو سٹراگ صاحب نے ایک کہی چٹی میں جو ایشیا ملک  
 رائل سوسائٹی کے نام ارسال کی تھی پر گھٹ کیا کہ اب مجھے اسی طرح

یقین ہوا کہ میکس مولر صاحب نے زید و ن کا آشنا سمجھا ہے  
 ہی اونکو مطالعہ کیا ہے کیونکہ جو شید ویدون میں ایک زید  
 دو دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ آیا ہے اوس کے بارے میں  
 مطلق خبر تک نہیں۔ اور میکس مولر صاحب معترف ہے کہ اوس  
 ویدوں کا ترجمہ سائینا ہاش سے کیا ہے نہ کہ اپنی لیاقت سے  
 اپنے ترجمہ کی بابت کہتا ہے کہ میرا ترجمہ سچا س برس کے  
 ممکن ہے کہ غلط اور غیر مکمل ثابت ہو جائے پھر نہ معلوم کیونکر  
 بدہیت مقرر کئے گئے۔

نیمسٹر۔ یہ سوال کہ مردہ روحمیں واپس آکر بندوں کو گرجن کرنا  
 اور کہانی میں کہی پوچھا نہیں جاتا تھا یہ کافی تھا کہ پنڈوان کی  
 جاوے اور اسی طرح اپنے باپ دادا۔ پڑدادا کی یاد گاری  
 عزت کیجاوے۔ چونکہ یہ پنڈوان ایسے موقع پر کہے جاتے تھے  
 جبکہ خاندان کے دیگر ممبران ہی بھوجن کے لئے جمع ہوتے تھے  
 زندہ رشتہ داران ہی اس بھوجن کا حصہ لیتے تھے جو پتروں  
 نے اپن کیا گیا تھا یا لالچ پُرشون میں اسکو تقسیم کرتے تھے۔



مردہ گو یا مردہ پتروں اور زندہ رشتہ داروں کے لئے کام تیرے تھے

### نوٹ

بسیر افسوس کہی یعنی پہلے یہ تکار اور رواج نہ تھا سب کرم دیکھتے  
ہوتے تھے۔ مگر اب جبکہ یہ تکار ہو رہا اور یہ سوال پیدا ہوا اور  
اہل بیت ناشی پر و فیس صاحب سچی تو ضرور اون کو غور کرنا چاہئے  
کہ ہرگز ایسا یہ امر متنازعہ دیدوں میں کس طرح درج ہے یا اور جس  
مردہ ہوتی ہیں یا نہیں اور بغیر جسم کے کسی طرح آکر کھا۔ پی سکتی ہیں  
یا نہیں اور انکو مفصل پر مان بہت تشریح کرنی چاہئے یہی کہ اس طرح  
بزرگوں کی روحیں آکر نیندوں کو گرہن کرتی اور کہانی پیتی ہیں  
اور پھر کسی صاحب کو غم نہ ہو۔ لیکن مور صاحب موصوف نے  
ایسا نہیں کیا۔ اکثر ایسا سنا ہے کہ پوتر دیدوں میں ہو آتا یعنی  
روح کامزنا کہیں ہی درج نہیں ہے۔ بلکہ اس کی شہادت اہل اسلام  
اہل نصاریٰ ہی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روح مردہ نہیں ہوتی۔ تو یہ کہہ کر  
یہ حال کیا جاسکتا بتایا ہے کہ مردہ بزرگوں کی روحیں بلا جسم آکر  
نیند یعنی نقشہ کھا سکتی ہیں۔ ان آجکل تھیو سوفٹ صاحبان اور

نیز دیگر صا جان کا ایسا خیال ضرور سننے میں آیا ہے کہ بعد مرے  
 روح ایک مدت جسکی تعداد وہ نہیں بتلاتے مگر قریباً ایسی تعداد ہے  
 ہیں جو تیس پشت تک ختم ہو بلکہ اسی خیال پر وہ لوگ مرتکب شرارت  
 تک مانتے اور کرتے ہیں اور انکا خیال ہے کہ روح سو کسم شریر میں  
 بصورت ہوا کام کرتی ہے اور پھر بعد مدت مقرر  
 یعنی میں بیٹھ ہی گئے اپنے کرموں انوسا جسم کو قبول کرتی ہے لیکن  
 جب ان سے یہ سوال ہوتا ہے کہ کیوں صاحب روح اور سو کسم شریر  
 میں کیا فرق ہے تو جواب ملتا ہے کہ جو آتما اور من اور بدیہہ  
 تین سو کسم شریر کہلاتے ہیں روح کا کوئی علیحدہ جسم نہیں ہے۔ ہوا میں  
 رہتی ہے۔ اور ہر جب کہا جاتا ہے کہ ہوا ایک انادی تتو کا نام ہے  
 کوئی تشبیل دیکر سمجھاؤ کہ روح بلا جسم اسطر چر ہوا میں نشانی بہر کام  
 کرتی ہے۔ اور روح اور ہوا کی کیا تمیز ہے کیونکہ معلوم ہوا کہ روح  
 ہے اور یہ ہوا۔ تو بحر خاموشی اور کچھ جواب نہیں ملتا۔ یہ امر حمت  
 طلب ہے و دو ان گیلانی براہمنوں کو بوستھا دینی چاہئے۔  
 نمبر ۲۔ جلد ہی تعصب کا زمانہ آگیا اور لوگوں نے اعتماد کو کٹھن کرنا



مردہ روحیں شریر دھارن کر کے زمیں پر آتی ہیں اور پسند  
 کرتی ہیں اور اس وقت کھلے باز معترضوں نے کہا شروع کیا  
 اور بالکل قضا یہ کہ مرنے والوں کی روحیں انکو کہانی  
 دیتی یا بلا یہ اٹھاتی ہوئی آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتیں اس طرح  
 نصیب کے ذریعہ سے ماسکوں کی بے اعتمادی پیدا ہو جاتی تھی

### نوٹ

اس فقرہ میں صاف یہ نہیں بتلایا کہ لوگوں نے مردہ  
 دھارن کو کون کون سے شریر دھارن کر کے زمیں پر آنا مان کہا  
 ہے اور کب سے اور نہ معترض کے اعتراض کا جواب دیا۔ پس ثابت  
 ہوا کہ یہ عقائد بوجہ حیا لٹ اور تصعب جلد ہی یعنی زمانہ عنقریب  
 مادی ہوا ہے جب کے وید وکت کرم ہونے بند ہونے میں لگے  
 کے ساتھ دھارن لوگ اس پر اعتراض ہی کرتے چلے آئے ہیں کہ یہ  
 عقائد گمراہی میں ڈالنے والا دیدون کے خلاف ہے۔ سناتن سے  
 ہم گیتہ۔ پتر گیتہ۔ دیو گیتہ۔ بیوت گیتہ۔ پنشن گیتہ ہر روز کیا کرتے  
 ہوتے۔ شرادھ کی نہایت عمدہ تشریح آپ کو نے سند ہو میں

مٹی ہے۔ اور وہیں یہ ہی لکھا ہے کہ حجر دیدی شرادھوں کو بند  
 دین مانتے ہیں۔ رگویدی اُسکو دو جارجن یعنی برہمن پوجن  
 کرتے ہیں۔ سام دیدی دو نو مانتے ہیں۔ یعنی پند دان ہی اور  
 دو جارجن ہی۔

## نوٹ

نمبر۔ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب بہادری  
 کتاب نے سندھو میں سے جو کہ حال میں ایک دو دان برہمن  
 لکھی ہے یہ بات لکھ دی۔ اور پو تو ریدون کا پاٹھ فیصلہ کرنے  
 وقت نہیں کیا اور نہ ضرور وہ تینوں ویدوں کے علیحدہ علیحدہ  
 ستر اور منٹل مع تشریح مفصل کہ مردہ بزرگوں کو پند دان دینا  
 اور انکا آنکر کھانا ان ستر من سے ثابت ہے ارقام فرم  
 اور یہ ہی بوستھا دینی جا ہے جی کہ تینوں ویدوں میں جو ستر علیحدہ  
 علیحدہ مطلب کے ہیں انکا یہ باعث ہے کہ پھر کیسکو ویدوں کے  
 خلاف علی کرنے کی جرات نہیں ہوتی اور دو جارجن کے ستر  
 برہمن پوجن کہلے یہ اون کا خیال ہے یا ستر جم کی غلطی وہ اس



۱  
 دوج ارجن میں۔ براہمن کشتری۔ ویشیہ جو ویدیک  
 کاری ہوتے ہیں تینوں شامل میں خاص براہمن کو ہی دوج نہیں  
 ہے۔ یہ نہایت ہی غور طلب ہے کہ یورپین مدیست ہو کر پھر  
 ماکمل اور بے پرمان لکھے۔ زیادہ تعجب اس بات کا ہے کہ  
 ہرمان فیصلہ کو ہمارے مابینہ ور مہاشہ نشی نہال جید جی مسکرتی  
 رہا اور یاد نے بڑی خوشی کے ساتھ کتاب کی صورت  
 لیلیا اسپر مکر رہا گیلیانی براہمنوں سے یعنی چاہے۔

شریہ خیال میں اس معاملہ میں سام ویدی راست خیال  
 ہوا وہ دونوں اغراض سے ہیں یعنی مردہ پتروں کے لئے تقسیم  
 ساتھ بھینٹ اور زندوں کی عزت و توقیر۔ خصوصاً ان دونوں  
 کو ادا کرنے کے موقع پر مدد دینے کے لئے آتے ہیں۔ یہ شراذھوں کا  
 دوز کی رشتہ داروں اور دوستوں میں تقسیم ہونا چاہئے اور  
 اس وجہ سے کہ میں وید پڑھے ہیں اس قسم کے شراذھ کا پڑنا  
 دستان سے کئی مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ گو آریہ ورت میں میرا جنم  
 اب میں بوجھ و مدیت کے اس خط کو ختم کرتا ہوں اور میں

ہوں آپکا دوست اور بہت دور کا سینڈ +

دستخط ایف میکس مولر

نوٹ

نمبر ۱۔ اس فقرے میں جو مدسیت صاحب نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے چنانچہ وہ اپنے خیال ظاہر فرمانے میں خود مختار ہیں مگر فقہ نمبر ۲ میں تو باپ دادا اور پڑ دادا کی یادگار کی عزت کیجا ہے لکھا وہاں تو یہ نہیں لکھا کہ مردوں کی یا زندوں کی اور انہیں مرد بزرگوں کیلئے تعظیم کے ساتھ بھینٹ اور زندوں کے لئے توقیر۔ میرے نزدیک لفظ یادگار کی عزت اور بھینٹ میں فرق یادگار تو مرد بزرگوں کے نام روشن رہنے کے لئے ضروری اور بھینٹ ہے اور سنا تن سے ہوتی چلی آئی ہے اور آئندہ کو جسے المقدور کرنی چاہئے۔ اور بھینٹ یعنی نذر زندہ آدمی کو دیکھنا اتنی اور ہے۔ مرد بزرگ بھینٹ نہیں لے سکتے۔ بان زندہ بزرگوں کی عزت اور عزت و توقیر کرنا رض انسانی ہے جو کہ آجکل بوجہ نہ جکسنہ کے بہت ہی کم ہوتی ہے۔ یہ سب کل کارروائی زندہ بہتر دن کے لئے



کہ صاحب موصوفت کا خیال ہے کہ یا پ دادا اور پڑا دادا کی  
 یاد گاری کی عزت کرنا اور خصوصاً ان دو جوں کو جو شرادھ کر نیکی  
 وقت پر مدد دینے کیلئے آتے ہیں شرادھ کا پرشاد دینا۔ تو  
 بھراب کیا شک رہا مڑوہ بزرگ کبھی کبھی مدد دینے کے لئے  
 نہیں آسکتے۔ یہہ مدد دینے کا کام زندہ بزرگ ہی کر سکتے ہیں  
 درشتہ داروں اور دوستوں میں تقسیم ہونے سے بھی  
 زندہ بزرگوں کی ہی خدمت کرنی پائی جاتی ہے۔ رہا یہہ امر  
 خدمت صاحب نے اس قسم کے شرادھ کا پرشاد دوسری کو  
 پور لیا کہ رشتہ داری کے کارن یہہہ بہت دریافت طلب  
 ہے مگر اوہوں نے اپنی جہتی کے شروع ہی میں لکھا ہے کہ میں  
 نے بڑے اور نو اسے دیکھہ لئے ہیں لہذا انہی بان رست  
 میں سب اس شرم میں داخل ہو نیکا متحقاق حال ہو چکا ہے اور اسی  
 حال سے انہوں نے خاتمہ چھی پراپنے آپ کو دوست اور  
 سینڈو تو لکھا ہے۔ اوکا منشا اس کہنے سے ایسا معلوم  
 ہوتا ہے کہ ان کرم اور سچاؤ سے ورنہ ہوسکتا تھا یہہ کیا دیں اور

دو جوں کو لازمی ہووے کہ اپنے اپنے موقع پر آشرم دہارن  
 کرتا رہے۔ بلحاظ وید و دیا کے جاننے اور سیناس آشرم کے  
 حقدار ہونے سے انہوں نے لفظ سپند کا استعمال کیا اور  
 وہ یورپ میں عیسائی صاحب اور یہ بہارت نو اسی براہمن کی  
 نسبت الیا لکھنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ہاں لفظ دوست بہت  
 درست اور مناسب لکھا ہے۔ اب اس میں یہ بات بوسٹھا کے  
 لائق ہے کہ پروفیسر صاحب دو جوں میں ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں  
 تو کونسے ورن میں ہیں اور ویدوں کے انکوائ او نکوسیناس  
 آشرم دہارن کرنا استحقاق حاصل ہے یا نہیں۔ اگر ویدوں کے  
 پڑھنے سے اونکو یہ بدوی ملگئی ہے تو پھر ایسے ایسے اور بہت  
 سے آہی ہیں وہ سب کے سب معوج ہو چکے اور جہم سے دل  
 بوسٹھا ماننا ٹھیک نہیں۔ ہا کرم پردہاں ثابت ہو گیا۔ دوسری  
 بات باپ دادا اور پڑدادا کی یادگار کی عزت کرنے سے بھی  
 یہ ہی مراد ہے کہ جب آدمی گرسبت چوڑ کر باقا عدہ بان پرست  
 اور سیناس آشرم دہارن کر لیتا ہے تو وہ سچا لک زندہ بوجہ



ترک گریست مردہ تصور ہونے لگجاتا ہے اور گریستوں کا فرض ہو جاتا  
 ہے کہ ان کی عزت اور یادگار کرتے رہیں اور وہ لوگ موقع بموقع  
 اپنے آپدیش دوارہ آکر گریستوں کو مدد بھی دے سکتے ہیں اور اسی  
 طریق پر چلنے والے آج تک ستر اذھ کرم میں سینڈ یعنی تین بیڑھی  
 سے زیادہ کا ستر اذھ نہیں کراتے ہیں۔ چنانچہ سینا سی گریستی کا  
 دادا اور برہمچاری یعنی ودیار بھی کا پڑدادا لگتا ہے۔ ودوالون کو  
 مناسب ہے کہ لوجھ لایج کو کم کر کے ٹھیک ٹھیک ورن بوسہا کو  
 قائم فرماویں تاکہ پھر دھرم کرم سب ٹھیک ہو جاویں۔ اور  
 سنان ویدوکت دھرم کی اوتی ہووے۔

زیادہ حیرت میں ڈالنے والی اس ستر اڑھ میں یہ بات پائی  
 گئی کہ یقیناً اس مقدمہ کے پنڈت براہمن بھارت نو اسی  
 میں اور ثالث یورپ نو اسی عیسیٰ صاحب میں۔ شرمیان  
 پنڈت گیشدنت جی سنان دھری نے اپنے دعوے کے  
 ثبوت میں گوید کا ستر ۱۰ سنڈل ۱۴۔ اور منو مرقی کے ادھیائے  
 ال کے اشلوک نمبر ۳۔ ۴۵۔ ۴۶۔ وادھیاسوم کے اشلوک ۱۱ سے

۳۰۰ تک وادیہا کے پنجم کا اشلوک نمبر ۸۳۔ اور پہلو شاکینا  
 کے ادیبانے اول اور دہم کے اشلوک پیش کئے۔ اور موقت شری  
 پنڈت کرماراھم جی شرمہ جگرانوی نے گوی پرمان ویدیا  
 دہرم شاستر کا کھنڈن کرنے میں پیش نہیں کیا۔ تیسرے لالہ جہان  
 جی سکشری سبھا سنا تن دہرم وزیر آباد نے تحریرات فریدک  
 نیابہ فیصلہ خدمت پروفیسر میکس مولر صاحب مدہست رو  
 کیا چونکہ یہ دعویٰ اندر حدود انڈیا یعنی بھارت درس کے  
 دائرہ ہوا تھا۔ اور آجکل بھارت درس کی وٹا بگڑی ہوئی ہے  
 اور یورپ کا بھانوترتی پر ہے اس لئے یوروپ میں ثالث صاحب  
 نے بھی فیصلہ کرتے ہیں بڑی بے پرواہی کی۔ اگر سیانہ تہذیب  
 کی جانچ پڑتال نہ کر آئیں تو اس فیصلہ نامہ پر بھارتی وارنٹ اور  
 لکھتے ہیں۔ اب صرف شری اور کھنڈن کے پرمانوں کا کھنڈن  
 باقی ہے کہ ان میں کیا حکم ہے اور کھنڈن کی تحریر تروید میں  
 کو جو صفحہ ۱۷۱ اور ۱۷۲ پر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ  
 پنجم لالہ جہان جی سکشری دہرم سبھا وزیر آباد نے اوپر



نوٹ دے رکھا ہے کہ اس میں کوئی پرمان ورج نہیں ہے تو اب  
دوبارہ نوٹ دینا فضول ہے۔

نقل  
شیریمان پنڈت گنیش دت جی سناتن جی حصری

کامنڈن مندرجہ صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲ معہ نوٹ خود  
نمبر۔ رگوید۔ منڈل ۱۲۔ شتر ۱۰۔

نوٹ

نمبر (۱) میرے پاس رگوید نہیں ہے اور نہ میں پڑھایا ہے  
(نمبر ۲) منو سمرتی۔ اوہیاے اول اشلوک ۱۳۴۔ اور یکش اور  
راکشش۔ اور پشپاج۔ اور گنرہرب۔ اور اسپرا۔ اور اسر۔ اور  
سانپ۔ اور گرڑ۔ اور پتروں کے گروہ کوٹایا۔

اشٹ

نمبر (۲) اس اشلوک سے چارے مردہ ہزرگوں کا نثر ادا ہے

کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ ہیہ پر کرن شراوہہ و نشہ کا ہے اس  
 ششٹی کے بنائیکا حال مرج ہے۔ چنانچہ سانس گرٹو وغیرہ گروہ  
 جیسے بنائے لکھے ہیں۔ ویسے ہی ایک گروہ بتروں کا آدو ششٹی میں  
 بنایا لکھا ہے۔ نہ معلوم مرتک شراوہہ کے ثبوت میں اس کو  
 کیونکر پیش کیا گیا۔ ناظرین اشلوک و نوٹ پر دھیان دیوں۔  
 نمبر (۱۵) سنو مرقی۔ ادھیائے اول۔ اشلوک ۶۵۔ آدمی اور  
 دیوتا کے راتمن کی تیز آفتاب کے باعث سے ہوتی ہے  
 سب اندرون کے آسام کے نئے رات اور کاروبار کے لئے  
 دن مقرر ہوا ہے۔

## نوٹ

نمبر (۱۶) یہ اشلوک مرتک شراوہہ سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتا  
 نمبر (۱۷) سنو مرقی۔ ادھیائے اول۔ اشلوک نمبر ۶۶۔ آدمیوں کو  
 ایک مہینہ کے برابر ایک رات دان ہوتا ہے۔ اس میں کرشن  
 بخش کام کرنے کے لئے دن ہے اور شکل بخش سونے کیلئے رات ہے۔

نوٹ



یہ اشلوک بھی منبر سے ملتی تائید کرتا ہے اور ہمارے سے پڑونکے  
 گروہ کو علیحدہ ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایک ماہ اون کے ایک  
 رات دن کے برابر کھلتے۔ تو وہ ہم سے علیحدہ ہوئے۔ اور شروع  
 منبر سے اونکا گروہ علیحدہ ہے تو پھر جاتی تو پسی کسندی  
 مردہ بزرگوں سے اونکا کیا تعلق ہوا اور مرگے شرا دھ کا اس سے  
 کیونکہ منڈن ہوا ناظرین اشلوک نوٹ پر غور فرما کر فیصلہ دیں۔  
 منبر (۱۹۲) سنو سرتی۔ اور میاے سوم اشلوک ۱۹۲۔ پتر لوگ اندر  
 باہر سے ایک راگ۔ دولیش اور کرو دھ۔ سے رہت استری  
 بھوک سے رہت لڑائی سے دور و یاد وغیرہ اکٹھے کن سے  
 پھرے ہوئے مہا بھاگی انا دیوتا روپ ہیں۔ اسوجہ سے  
 اشرا دھ کرنے والا اور شرا دھ میں بھوجن کرنے والا دونوں  
 کرو دھ سے رہت ہوں۔

(۱۹۳) جس سے اُن سب کی پیدائش ہے اور جن نیوں سے  
 جنکاسیوں ہے اُن سب کو سنئے۔  
 (۱۹۴) برہما کے پتر یعنی منوجی کے مچ وغیرہ جو پتر ہیں تنھوں کے

جو پتر ہیں سو پتر گن ہیں۔

(۱۹۵) سادھ گن کے پتر براٹ کے پتر سوم ند من دیوتو کے  
پتر انگشوات ہیں یہ سب میچ کے پتر نہیں اور لوک میں برہمن  
(۱۹۶) دیتہ۔ دانو۔ لکس۔ گندھرب۔ راکشش۔ ارگ۔ پرن  
کتر۔ ان سب کا پتر اتر کا پتر پر مشد ہے۔

(۱۹۷) براہمن۔ کشری۔ ویشیہ۔ شودر۔ ان سب کے پتر تریب  
سلسلہ سوم پہ ہونج۔ اجپ۔ سکالی ہیں۔

(۱۹۸) کو۔ انکار۔ بلسٹ۔ کے پتر بہ تریب سلسلہ  
سوم پہ۔ ہونج۔ اجپ۔ سکالی ہیں۔

(۱۹۹) گنی دگدھ یعنی بان پرست اور گرہستی۔ اناگنی دگدھ  
یعنی سناسی۔ کاویہ۔ ہرہشد۔ گنی۔ شوات۔ سوم پہ۔ یہ سب  
براہمن ہی کے پتر ہیں۔

(۲۰۰) یہ سب پتر مقدم ہیں انھوں کے بیٹے اور پوتے  
بہت ہیں۔

(۲۰۱) رشیوں سے پتر پیدا ہوئے ہیں اور پتر و ستر



دیوتا اور آدمی پیدا ہوئے ہیں۔ دیوتوں سے ساکن متحرک  
 جاندار یعنی تمام عالم پیدا ہوا ہے۔

### نوٹ

نمبر (۵) مندرجہ بالا سنڈن کے اشلوکوں میں سے ایک بھی  
 رتھ قریبی سپنڈنبرگوں کے شرادھ کو ثابت نہیں کرتا  
 ہے بلکہ ان میں پتروں کی پیدائش کا حال مفصل لکھا ہے  
 نری برہاجی کے بیٹے اور دیوتوں کو پترگن یعنی نبرگوں کا  
 رتھ لکھا ہے اور علیحدہ علیحدہ گروہوں کے علیحدہ علیحدہ پتر  
 پتر لکھے ہیں۔ اگر نیڈت جی کرپاکر کے ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۲۱۰-  
 اشلوکوں کو اور انے سنڈن کے شامل کر لیتے تو اچھا تھا۔ اب  
 یہ ترتیب میں آنکو لکھ دیا ہے اور ناظرین سے التماس ہے کہ  
 ان اشلوکوں اور نوٹ پر بہت غور سے دھیان دیوین اور سوچیں  
 کہ اشلوک ہمارا آجکل کے رتھ نبرگوں کے شرادھ کر نہیں حکم دیتی ہیں کہ قدیمی  
 پتروں اور نبرگوں کو جو شروع منشی میں برہاجی سے پیدا ہوئے  
 ان کے شرادھ کے لئے حکم ہے خاصکر اشلوک نمبر ۹۲ اقبال

غور فرمائی ہے۔ اگر پورے بیانیات جیسا اپنا فرض تھا تو خیال نہ  
 اپنے غور فرما لیتے اور پرکرن اور شد کو دیکھنا نہ کرتے ہوئے یہ  
 لکھنے کے وقت صاف انکا مطلب کھول دیتے تو بہت اچھا تھا  
 اور اوسہی قیاس کی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ خود بندت کی  
 مہاراج اگر سنڈن کے وقت نہ کیش شد ہرے ہو کر چار کرتے  
 یقیناً وہ ضرور ان اشلو کون کو مرتک شرادھ کے ثبوت میں  
 ہرگز پیش نہیں کرتے اسلئے دوبارہ نظر ثانی اور بڑھانے کے لائق ہے  
 (۶) منو سمرتی ادھیائے پنجم اشلوک ۸۳۔ براہمن دس دنوں  
 کستری بارہ دن میں۔ ونشہ پندرہ دن میں۔ شورشیش  
 دن میں شدھ ہوتے ہیں۔

نوٹ

اس اشلوک سے مرتک شرادھ کا کوئی تعلق نہیں ہے نہ اس  
 شرادھ کرنے کا حکم دیج ہے صرف موت کے بعد جو اسکے  
 خاندان کے یس مانندہ آدمیوں کو ملیں تائی اور اشلو  
 تائی یعنی برنج و فکر ہو جاتی ہے اوسکے دور ہو جانیکا وقت



ورسلہ والکنہی سے ثابت ہوتا ہے کہ بوجہ اسکے کہ برہمن گیان وید  
 رہے ہوئے باطل ہوتے تھے اور نکو دس نہیں سخت سے سخت موت کا بھی غم  
 باقی نہیں رہتا تھا اور اسی طرح پرستری وغیرہ ورنوں کا حال تھا  
 ان میں غور فرمائیوں۔ اب بھی جو گیانی اور سمجھدار آدمی ہیں وہ کم فکر  
 کرتے ہیں باقی حسبِ عادت خود یہ وچار کے لالچ ہے۔

(۶) اور جو بھگوت گیتلے کے ادھیائے اول اور دہم کے آدھے اصر  
 ذکر دو اشلوک درج فرمائے ہیں اور ان کا کوئی نمبر نہیں لکھا۔ یہیں  
 ایک قسم کی دھرم شاستر کی چوری ہے اور الیہا کرنے والا استریوں کی  
 شہلی اور شہلی سے گرا ہوا مانا جاتا ہے۔ بڑی تلاش سے ادھیائے  
 اول کا تو آدھا نیچے کا ٹکڑا اشلوک نمبر ۲۴ کا مل گیا اور ادھیائے دہم میں اب تک  
 ابھو وہ ٹکڑا جو لکھا ہے نہیں ملا ہے۔ شری کرشن چندر مہاراج نے  
 جن میں کو اشلوک نمبر ۲۴ میں سمجھایا ہے کہ ہے اجن دھرم اور کرم  
 کے لشت ہو جائیے سنتان یعنی اولاد شکر ورن پیدا ہوتی ہے  
 اور بوجہ اسکے کہ انتم اپنے پتا کا میرج نہو نیسے اوسکوا اپنے باپ  
 سے پرستی بالکل نہیں ہوتی اور وہ اولاد اپنے پتروں یعنی بزرگوں کو

ہندوان یعنی قمر دینے کے لائق نہیں ہوتی ہے۔ اس میں ہندوان  
 شراہ کے کرنے یا نہ کرنے کا کوئی اویدیش یا حکم درج نہیں ہے۔ اگر  
 مہاراج شری کرشن چندری کے بچن کو دیکھا جاوے تو وہ اولاد  
 اور بد چلن عورتوں کا بطن سے ہوتی ہے وہ کسکو اپنا باپ دادا  
 اور اوف کو اپنے اصلی بھروسوں یعنی نیرگوں سے کیونکر پرستی اور محبت  
 ہو سکتی ہے جبکہ اونکا بیج ہی نہیں ہے اس لئے ایسی اولاد کو در  
 شاستریں گیانیوں نے منکروں کہا ہے ناظرین متفہم  
 غور فرماویں۔

## نت و نشتک کرموں کے پرمان

مہرشی شری سنوجی مہاراج نے اپنے دہرم شاستریں میں دو مقام کے  
 درج فرمائے ہیں ایک جو روزمرہ کرنے چاہئیں اور دوسرے  
 جو پررب آدمی کسی موقع پر کرنے چاہئیں اس لئے اول روزمرہ  
 کرموں کا پرمان لکھ کر ہر موقع کے کرموں کا پرمان لکھ کر نکال  
 کے ساتھ اپنے نوٹ ہی لکھتا جاؤ گا۔



کرم مندرجہ ادھیائے سوم  
 گڑھ کے گھر میں چوہا۔ سل بٹہ۔ جھاڑو۔ اوکھل موشل۔  
 ان سے کام لینے میں جو مرتے ہیں۔ اس واسطے  
 پریشیت لازمی ہے۔

ان کرموں کے پریشیت کے واسطے روزمرہ پنج یگ کرنی  
 جس سے حقد رستار کو نقصان پہنچا ہے اوستیقد نفاید  
 پنج جاوے۔

پانچ مہاگیہ یہ ہیں۔ یعنی وید کا پڑھنا و سندرہا کرنا تیر و کا  
 پانچوں کرنا۔ جلی دان دینا۔ آتھنی کا پوچھنا۔ ان سیکو بلجناظ  
 سیرم گیہ۔ پتر گیہ۔ دیو گیہ۔ بھوت گیہ۔ منش گیہ۔

جو کوئی ساتھ کیونقی ان پانچوں مہاگیہ کو کرتا ہے وہ  
 ہنساکے پاپ سے چھوٹتا رہتا ہے۔  
 جو اوی۔ دیوتا۔ مسافر۔ اقارب۔ بزرگوں کو کھانا پہنچا  
 ہے وہ بحالت زندہ مر رہتا ہے۔

۷۳۔ آہٹ۔ بہت۔ پرہت۔ براہم ہت۔ پراشت یہ پنج یک ہیں۔

۷۴۔ ان پنجوں کو سلسلہ سبب ہوں۔ بھوت بل۔ اتھ لوجا۔ پتر ترن کتہ ہیں

۷۵۔ بلاناغہ وید کو پڑھنے والا گن ہو تری برہمن سارے سنسار کو لیکھ

اور سد اجار سے قابو میں کر سکتا ہے۔ نوٹ۔ جیسا کہ نثری شری

آچارج اور نثری سوامی دیانند سرتی جی کی مثال سے ظاہر ہے۔

۷۶۔ اگن میں جو آہوتی پڑتی ہے وہ سورج کے پاس جاتی ہے

اور سورج سے پانی برستا ہے انی سے اناج پیدا ہوتا ہے۔

اور اناج سے برجا پیدا ہوتی ہے۔

۷۷۔ جب طح ہوا کے سہارے سے سب جو جیتے ہیں اوسیلے گرجتے

آشرم کے سہارے سے سب آشرم والے رہتے ہیں۔

۷۸۔ وید کے پڑھنے اور ان دن دینے سے تینوں آشرموں کو

گرہستہ آشرم والا ہر روز اختیار کرتا ہے اس گرجستہ آشرمی پڑا

۷۹۔ اگلے جنم میں لازوال سکھ اور یہاں آرام کی خواہش کر لیا

ہمیشہ گرجستہ آشرم کو دوبارن کرتا ہے۔

۸۰۔ رشی۔ پتر۔ دیوتا۔ انتہی۔ یہ سب گرجستہوں سے کچھ جن کا



ارہتے ہیں اسلئے ان سب کو ان جل دینا چاہئے۔ کیونکہ ان  
 بیت اور سیناس میں رہنے والے دیا پڑھانے والے دودھ  
 کی لکائی کا ذریعہ سوائے گرسیتوں کے نہیں ہے۔

۱۱۔ ریشیوں کی پوجا وید کے پڑھنے اور پتروں کی پوجا شرو  
 کے مطابق خدمت کرنے۔ اور دیوتوں کی پوجا اگنی پوتر کے  
 لئے۔ اور ان دان کرنے سے منس کی پوجا اور پٹی ویش کر  
 دینا کی پوجا کرنی چاہئے۔

۱۲۔ اپنے بزرگوں سے محبت رکھتا ہوا۔ خوراک دودھ گھی پھل  
 وغیرہ سے ہر روز ان کا شرا دھ کیا کرے کیونکہ یہ بڑی گیہ ہے

### نوٹ

۱۔ مندرجہ بالا اشلو کوں کے پرمان سے پنج مہا گیہ کا کرنا روز  
 کا لازمی کرم ثابت ہے اور اپنے پتروں کا شرا دھ بھی ہر  
 دن لکھا ہے۔ یہاں پر صا زندہ پتروں کے شرا دھ کی آگیا ذیج ہی  
 اور بڑی گیہ لکھی ہے اس پر ناظرین نظر انصاف غور فرما کر کوشش  
 فرمیں کہ یہ کرم بھلا لاری تصدیق ہو کر ملنا ہے تو اچھا ہے۔ ورنہ

# تمناک کرم مندرجہ ادھیائے سوم

۱۲۲۔ ہر مہینہ کی اماوس میں پتر لگیتے ہیں ہوتری برہمن شرادھ

۱۲۳۔ ہر ایک مہینہ میں پتروں کا جو شرادھ کیا جاتا ہے وہ پندرہ  
بادی کہلاتا ہے اور سسکو اچھے بھوجن سے کرنا چاہئے۔

## نوٹ

ان ہر دو اشلوکوں سے ماہواری اماوس کے روز پتروں کا نذر

کرنا ثابت ہو چاہی اور ایسا شرادھ کرنا لے لیو بادی کہلاتے

ہیں مگر پتروں میں ہمارے قدیم بزرگ شری (برہما جی) کے پتر لگے

جاتے ہیں۔ دیکھو اشلوک ۱۹۲ سے ۲۰۱ تاکہ اسی ادھیائے سوم

نکہ ہمارے قریبی مردہ بزرگ کیونکہ لفظ لیو بادی بھی صاف بتلا

رہا ہے کہ آدمی ششٹی کے شری برہما جی ہوئے اور ان کے پوجن لینے

یادگار قائم رکھنے کے لئے منوجی نے مندرجہ بالا اشلوک درج فرمائے

مگر منوجی میں کچھ اشلوک مرقوم ہوئے ہیں جیسا کہ

۱۲۲ کے پتر کے حصہ میں لفظ مائس لکھا گیا ہے یعنی شرادھ کو اچھے

مائس سے کرنا چاہئے مگر میں نے بجائے مائس کے لفظ اچھے پتر لکھا



کرنا چاہے لکھدیا ہے کیونکہ منوجی ہنسا کو اچھا بہتیں جانتے تھے  
 انہوں نے اشلوک ۶۸ میں روزمرہ کی ہنسا کو بھی پاپ کہا ہے  
 تو مانس بھوجن کی آگیا کیونکہ دیریتے اور بغیر جو مارے مانس  
 کہاں سے آجاتا یہ مانس کا پرچار شرادھ میں علاوہ والدین خلی  
 کے زمانہ سے جاری ہوا ہے اور وقت کسی وام مارگی نے جہاں  
 جہاں جو مناسب وقت چٹال کیا وہ پر کرن ورو دھ متال  
 کر دیا اسلئے یہ شاستر از سر نو پوسٹھا اور صحت کرنے کے لائق  
 ہو رہا ہے گیانی براہمنوں کو سپر توجہ دینی چاہئے۔  
 ۱۲۴۔ اس شرادھ میں بھوجن کرانے کے لائق ہے اور جو لائق  
 نہیں ہے اور جتنے چاہئے اور جو ان بھوجن کرنا چاہے وہ سب  
 ہم کہیں گے۔

۱۲۵۔ شرادھ میں دو کرم ہیں ایک پتر کرم دوسرا دو کرم  
 تس میں کیسا ہی دھن دن ہو مگر پتر کرم میں دو اور جو کرم میں  
 ایک ہی براہمن کو بھوجن کرانے زیادہ بہتر ہے۔  
 ۱۲۶۔ ستکار و نیش کال۔ پوترتا۔ سریشٹھ براہمن ان کی

باتوں کا ناش بستانہ کرنے سے ہوتا ہے اس لئے بستانہ کرنا چاہیے

### نوٹ

ان دونوں اشلوگوں پر دھیان کر کے براہمن کو بہوجن کرادے۔

۱۲۔ اناؤس میں شرادھ کرنے سے پتروں کا ادھکا رہتا ہے

یعنی اس کے پتر لوگ شرادھ کرنے والے کو - گن - بیٹا - پوتا

دولت - وغیرہ سب کچھ دیتے ہیں اس لئے شرادھ ضرور کرنا چاہیے

### اس اشلوک

اس اشلوک سے صاف ظاہر ہے کہ زندہ پتروں کے شرادھ

کا حکم درج ہے کیونکہ جب گرسنت آشرم کو بھگ اور بیٹے اور

اور پوتے اور دولت وغیرہ کو پیدا کر کے بان پرست اور

سیناس آشرم میں چلا جاتا ہے تو سب کچھ اون کو دے جانا

ہے اور خود بحالت زندہ گریستیوں کے نزدیک ٹروہ ہو جاتا

ہے اس لئے اوس کا شرادھ ضرور کرنا چاہیے۔

۱۲۸۔ دیوتا یا پتروں کے نام جو چیز دینا ہو وہ دید یا ٹھی

بڑے پوجیہ براہمن کو دے کسی پورکھ کو نہ دے۔



۱۲۵۔ دیوتا یا پتر کرم میں ایک ہی پنڈت براہمن کو بھوجن کرانے سے بڑا بھل ہوتا ہے۔ اور بہت سے مورکھ کے بھوجن کرانے سے ویسا بھل نہیں ہوتا۔

۱۲۶۔ دور سے دید پڑھنے والے براہمن کی پرکشا کرنا چاہیے کہ دیوتا اور پتر وں کی چیز کا لینے والا وہ ہی ہے۔

۱۲۷۔ دس لاکھ مورکھ براہمن بھوجن کرانے سے جو بھل ہوتا ہے۔

۱۲۸۔ وہی بھل منتر جانتے والے ایک براہمن کے بھوجن کرانیسے ہوتا ہے۔

۱۲۹۔ دیوتا یا پتر وں کے دیے کی چیز گیانی براہمن کو دینا باپے جی طرح کہ خون سے بہرا ہوا ہاتھ خون ہی سے دھونے

سے صاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح مورکھ براہمن کے ستکار سے اور کھتا دور نہیں ہوتی۔

۱۳۰۔ دیوتا پتر وں کے ان کے جتنے گراس یعنی لقمے مورکھ

براہمن بھوجن کرتا ہے اتنی بار نشہ ادھ کرنے والا آگ سے

لگے ہوئے لوہے کے پنڈ اور دودھارا سنتر کو بھوجن کرتا ہے۔

## نوٹ

ان اشلوکوں پر دیباچہ دینا چاہئے کہ شرادھ میں کیسا برہمن بھوجن کرانے کیلئے بتلایا گیا ہے اور کیوں محدکھ برہمن کو دینا نہیں بتلایا گئے صاف پایا گیا کہ جیسے پتر لوگ گیانی ہو کر گرہست آشرم کو چھوڑ بان پرست و سنیاس آشرم میں چلے گئے ہیں ویسے ہی اب ہی گیانی برہمن کو بھوجن کرانا چاہئے تاکہ وہ اپنے موقع پر بان پرست و سنیاس آشرم کو دھارن کر کرادون پتر لوگ میں شامل ہو جاویں جو پہلے سے اون آشرمون میں داخل ہیں اور گرہستوں کی پریشنا یعنی توفیق ہو اور وید و دیو کا پرچار برابر برہمن ہے اگر مور کہہ برہمن کو بھوجن کرانیکا حکم ہو جاتا تو ایک بھی وید و دیو کا پڑھنے والا نہیں تھا ایسی سخت تاکید اور مخالفت پر تو یہ حال ہے اگر اجازت ہوئی تو پرستاجانے کیا حال ہوتا شرادھ کرنے والے کو طبی شانہ کے ساتھ اشلوک نمبر ۳۳ پر دیباچہ کر کے شرادھ کرانا چاہئے ایسا نہ ہو جائے فائدہ کے آگے گم کے ہوئے ہو جس کے بندھنے سے بھوجن کرنے پڑے اور ہر بڑے بڑے ویدوان اور آجادیوں کو



دھیان دینا چاہئے اور وید وریا اور سنسکرت کی تعلیم کا ہر چار بڑا مانا  
چاہئے اور دونوں موسائشی ملکر سنسکرت اور نیو کھنڈی قائم کریں تو بہت  
ری اچھا ہو۔

۱۳۴۔ چار طرح کے براہمن ہیں۔ گیانی۔ تیسوی۔ وید یاہٹی۔ کرم  
کاٹھی۔

۱۳۵۔ پتروں کے دینے لائق چیز کو گیانی براہمن کو دینا چاہئے اور  
دیوتوں کے دینے لائق چیز کو چاروں نامی جوئے اسکو دینا چاہئے  
۱۳۶۔ جسکا باب وید یاہٹی ہو اور آپ مورکھ ہو یا آپ وید یاہٹی  
ہو اور باب مورکھ ہو تو۔

۱۳۷۔ ان دونوں میں جسکا باب وید یاہٹی ہو وہ بڑا ہے اور  
دوسرا ہی وید پڑھنے سے سنسکار کے لائق ہے کیونکہ وید یاہٹی پتا سر  
بتر کے سنسکار باقاعدہ ہوتے ہیں۔

### نوٹ

سندرجہ بالا اشواکون سے سنسکار وکی بڑی ضرورت پائی گئی اور  
سنسکاروں سے جنم ہوا بالک مورکھ ہی بڑا مانا ہے کیونکہ وہ بہت جلد ویا

کو گرس کر سکتا ہے۔

۱۳۸۔ شرادھ میں متر براہمن کو بھوجن نہ کرادے کچھ نذری وغیرہ دیکر  
خاطر داری کر دے بلکہ جو براہمن نہ دوست ہو نہ دشمن اور کو بھوجن نہ کرے

۱۳۹۔ جس کے دلو تیا یا پتر کرم میں متر ہی بھوجن کرتا ہے اور کو بھوجن  
کرانیکا پھل پر لوک میں نہیں ہوتا۔

۱۴۰۔ جو براہمن شرادھ میں بھوجن ہی کے واسطے متر تاکرتا ہے  
وہ سب لوگ سے بہر شرف ہوتا ہے اور وہ براہمنوں میں ادا دم ہے۔

۱۴۱۔ ایسا بھوجن پشاپون کا ہے اسی لوک میں پھل ایک ہے  
جس طرح اندھ ہی کو ایک ہی لکھ میں رہ سکتی ہے اسی طرح وہ بھوجن  
اسی لوک میں رہتا ہے پر لوک میں کام نہیں آتا۔

۱۴۲۔ جس طرح او سرزمین میں ریح بوسے والا پھل نہیں پاتا اس طرح  
سورکھ براہمن کو دیوتا کی چیز بھوجن کرانے سے دانا پھل نہیں پاتا۔

### نوٹ

ان اشلوکوں میں حکم ہے کہ دوست و دشمن دونوں قسم کے براہمنوں  
کو بھوجن نہ کرادے اور اگر کرادے گا تو اسکو پھل نہیں ملیگا۔ اور



برہمن بھوجن کرنیوالا بھرتھ اور ادھم شمار کیا جاویگا اور  
 کھانا جو کھایا گیا ہے وہ پشاپون کا بھوجن کہلائے گا۔ ناظرین  
 زماکر موقع پر یہ بات یاد رکھیں گے تو فائدہ اٹھائینگے ورنہ نقص  
 (۱۴۳) پنڈت برہمن کو باقاعدہ دکننادینے والا اور نیچا  
 دونوں پھل پاتے ہیں اس لوک میں بی اور پر لوک میں بھی۔

۱۴۴۔ شرادھ میں متر کو بھوجن کر کے بچے مضائقہ نہیں شتر  
 اگر پنڈت بھی ہو تو اسکو بھوجن نہ کرنا کیونکہ اس کے بھوجن کرنے  
 سے پر لوک میں دانا پھل نہیں پاتا ہے۔

۱۴۵۔ شرادھ میں محنت کر کے چاروں ویدوں کے عالم کو بھو  
 کر اوے یا جنے وید اور اوسکے ویا کہان اوپ شاکھاؤں کو  
 باقاعدہ پڑھا ہو اسکو بھوجن کرادے۔

۱۴۶۔ ان وید پڑھیوں میں سے ایک کو بی اگر پو جا کر شترادھ  
 میں بھوجن کرادے تو سات برس تک پتروں کی تربت ہوتی ہے

## نوٹ

شرادھ میں بھوجن کرنے کے لائق برہمن اشلوک نمبر ۵۴۱ و ۵۴۲

میں درج کئے گئے ہیں جہاں تک ممکن ہو سنسار کا اوجھار کرنا  
 منظور ہو تو ایسے براہمن کو بھوجن کرایا جاوے اگر بالفرض ایسا  
 براہمن نہ ملے تو کوشش ہوئی چاہئے کہ براہمنوں کو دودان بنایا  
 جاوے اور پروہت اور گورو کو جنگ وہ وید و دیا اور اونکی  
 شاکھاؤں کو نہ پڑیں اونکو کہا جاوے کہ آپ اپنے فرض اور  
 دھرم کو گرہن نہ کرو ورنہ کسی دودان گیبانی براہمن کو پروہت اور  
 گورو بنایا جاوے گا۔ اور براہمنوں کے بزرگوں کو غور فرمانا جائے  
 کہ چاری ستان نرا کشر یعنی بے علم ہوتی چلی جاتی ہے اس کا  
 کیا کارن ہے اور پچھ سنکاروں اور وید و دیا کے پرچار میں  
 لگاتار کوشش کرنی چاہئے تاکہ آئندہ کو ایسے براہمن بھوجن  
 کے لئے شرا دھوں میں مل سکیں یہ وچار کے لائق بات ہے۔  
 ۱۴۷۔ ہیبیہ اور کبیہ ان دونوں کے دان میں کبکھ کشن  
 کہا اب گون کشن کو جسے اچھے لوگوں نے اختیار کیا ہے کہتے ہیں۔  
 ۱۴۸۔ نانا۔ مانا۔ بھانجا۔ ششر۔ و دیاکر۔ دھوتہ۔ داماد۔  
 سوسی کا بیٹا۔ یگیہ کرنے والا۔ ججان۔ ان دسوں کو کبکھ کشن کہتے ہیں۔



وجہ کرنا چاہئے۔

۱۴۱۔ دیو کرم میں براہمن کا امتحان نہ لینا چاہئے مگر ستر کرم میں  
بشارتھ سے براہمنوں کا امتحان لینا چاہئے۔

### نوٹ

اب دریافت اور صحت طلب بات یہ ہے کہ آیا پندرہ کرم مذہ  
بزرگوں کے لئے ہیں یا مردہ بزرگوں کے لئے جیسا کہ آجکل براہ آسوج  
پندرہ دن تک ہوتے ہیں مگر دہرم شاستر منوبی میں کہیں اس بات کا  
بہت نہیں ملا کہ پندرہ دن تک ستواثر آسوج کے سہیہ میں مردہ  
بزرگوں کا شرادھ کرایا جاوے۔ اب گیانی براہمنوں اور آچاریوں  
کا سپرد میان دینا چاہئے کہ برخلاف دہرم شاستر منوبی کے یہ  
شرادھ کرم صرف براہ آسوج پندرہ دن تک برابر کیوں ہوتا ہے  
اور کب سے ہوتا ہے۔ بعد صحت انت و نمتک دونوں کرموں کے  
کرنے اور کرانے کی کوشش کرنی چاہئے اور شرادھ کرم میں بھوجن  
کرنے کے لئے مندرجہ بالا اشلوک کو بخوب یاد رکھنا چاہئے خاص کر اشلوک  
نمبر ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ اور ۱۴۵۔ پر غور سے توجہ دینی چاہئے

ورنہ بغیر توجہ اور دہلیان دینے کے بجائے فائدے کے لفظ استعمال کیا۔  
 اور ہٹا کر لکھا۔

۱۵۰۔ جن برہمنوں کو منوجی نے شرا دھم میں بہو جن کرانے کے لئے نہیں کہا ہے وہ یہ ہیں۔ چور۔ مہاپانی۔ نامرد۔ ناشک۔  
 ۱۵۱۔ بہت سی جٹا رکھنے والا ان پرٹھ۔ کمزور خراب  
 والا۔ مطلب سے ہر ایک لائق و نالائق کو لگیکر کرانے والا  
 جان کر شرا دھم میں نہ کھلاوے۔

۱۵۱۔ بدھ یعنی حکیم۔ مزدوری لیکر تین برس تک دیو تو  
 سورت کا یوجن کرنے والا۔ مائیں بیچنے والا۔ بنیوں کے کرم

### نوٹ

اشلوک ۱۵۲۔ پردہ براہمن میں دیویں کہ جو بیدک یعنی  
 اور پوجاری مندر اور بنیوں کے کرم کو بڑے فخر کے ساتھ  
 خوشی کرتے ہیں کیونکہ شری منوجی نے ان کا مون کو مائیں  
 کے برابر مانا ہے۔

۱۵۳۔ مزدوری لیکر رعیت یا راجہ کی فرمانبرداری کرنے



کے لفظوں میں کہتا ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔  
 ۱۵۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔  
 ۱۶۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔

نوٹ

۱۷۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔  
 ۱۸۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔  
 ۱۹۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔

۲۰۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔  
 ۲۱۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔  
 ۲۲۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔

نوٹ

۲۳۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔  
 ۲۴۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔  
 ۲۵۔ اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ دنیا کی دولتیں حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال کا قربان کر دے تو وہ بڑا کمزور ہے۔

بیٹا۔ اور جسکی عورت نے دوسرا شوہر کیا ہو۔

### نوٹ

اسپر وہ براہمن دیہیان دیویں کہ جو آڑھتہ اور غلہ وغیرہ بیچنے  
 دوکان بڑی خوشی سے کرتے ہیں اور اس کام کو بہت اچھا جانتے ہیں  
 ۱۵۶۔ مزدوری لیکر پڑھانے والا۔ مزدوری دیکر پڑھانے والا  
 شوہر کا جلد۔ شوہر کا گرو۔ سخت گفتار۔ بہت کو بڑھانے  
 گنڈ۔ گولک۔

### نوٹ

یہ اشلوک گیانی اور وچاروان براہمنوں کے وچار کے  
 ہے تنخواہ لیکر پڑھانے والا براہمن اچھا نہیں مانا گیا ہے  
 ایسا ہی دیکر بلکہ شوہروں کے گورو ہوئے کو بھی برا بھلا یا گیا  
 اور گنڈ اسکو کہتے ہیں جو خاوند کے جینے ہوئے دوسرے  
 سے بیٹا پیدا ہو۔ اور گولک اسکو کہتے ہیں جو خاوند کے  
 بعد دوسرے بیٹا پیدا ہو۔ اسلئے سناتن طریق پر اگر گوروکل تادم  
 اور وچار تھی برہمنچاری رہ کر پورن وید و دیا کو گرہن کرنے لگی



یہ دوش براہمنوں کے ذمہ سے ہٹ سکتا ہے اسکا وجہ  
 اول مکرشانتی کے ساتھ دلش انجی کیلئے چلے جی کریں۔  
 ۱۵۔ بلا سبب ماں باپ اور گورو سے علیحدہ ہو نیوالا۔ جو لوگ  
 کسی خرابی کے اپنے دہرم سے گر گئے ہیں اوسے پڑھنے والا یا اونکو  
 شادی وغیرہ رشتہ کرنے والا۔

### نوٹ

۱۔ اسلوک براہمنوں کو خصوصاً اور کشتریوں اور ویشیوں کو عموماً دہیان  
 کے لائق برہماں باپ اور گورو علیحدگی کو یا دہرم سے علیحدگی اختیار کرنا ہے  
 ۱۵۸۔ مکرشانتی آگ لگا نیوالا۔ زہر دینے والا۔ گند کا ان کہانیوالا۔ سوم لٹا  
 دینے والا۔ سندرمی نیوالا۔ تیل کیو آسٹل وغیرہ پینے والا۔ بیہودہ بکنے والا۔  
 ۱۵۹۔ باپ شورو اپنی کرنے والا۔ آپ پانسا کیلنا نہیں جانتا اور پھر  
 واسطے دوسرے کو پانسا کہلانیوالا۔ شراب پیو والا۔ کوڑھی۔ جس سے بچنے والا۔  
 (نوٹ) اسپرین براہمنوں کو توجہ کرنی چاہئے جو ان تیل بھی  
 وغیرہ رس کی دوکان کرتے ہیں اور جو اگیلنا اچھا جانتے ہیں مگر اسپرین  
 کو نہ پیتے والا براہمن نندک کہنا ہے یہ لفظ لاوینی ہے کیونکہ

براہمنوں کو شراب سے کیا نسبت الیسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے  
 مدھ کو جنہیں بھنگ پیرس۔ گاجیا۔ افیون۔ سلمہ وغیرہ شامل  
 ہے پتیا برامانتے تھے اور ہر اکام متدرک ہوتا ہی ہے اس کی  
 اب مدھ کے معنی یا تو شراب کے لگائے گئے ہیں یا لفظ شراب کا  
 دہرم کرم نشٹ کر تیکو ایزاد شامل کر دیا۔ وچاہ شیل پرشون  
 کو بچار کرنا چاہئے۔

۱۶۵۔ تیرگمان رکھنے والا۔ بڑی سگی بہن کی شادی ہوئے بغیر جہنی  
 بہن سے شادی کرنے والا۔ دوست سے دشمنی کرنے والا۔ قاربازی  
 سے اوقات بسر کرنیوالا۔ بیٹے سے پڑھنے والا۔

۱۶۱۔ مری۔ گندہ باللا۔ سفید کوٹھہ۔ ان روگوں میں سے کوئی ایک  
 روگ رکھنے والا۔ لہو ما آدمی۔ دیوانہ۔ اندھا۔ ویدی کی نشہ کرنے والا۔

۱۶۲۔ ماتھی۔ بیل۔ اونٹ۔ گہوڑا۔ ان سب کو بدھیا کرنے والا  
 جوش و دیا سے اوقات بسر کرنیوالا۔ پرند پالنے والا۔ لڑائی کیا سے  
 علم اسلحہ سکھانے والا۔

نوٹ



۱۰۸۔ دن برا منہوں کو دھیان دینا چاہئے جو اپنے مطلب کو  
 بغیرہ جالوزوں کو بدھیا کرتے ہیں۔ اور جو تشو و دیا کو بڑے  
 کے ساتھ اچھا بتلاتے ہیں۔

۱۰۹۔ بندھے ہوئے پانی کو دوسرے مقام پر لیجانے والا۔ بہتے ہوئے  
 کو بردکنے والا۔ بیشہ سھاری سے اوقات بسر کرنے والا  
 رت۔ مزدوری لیکر درخت لگانے والا۔

۱۱۰۔ کٹوں سے کہیں کر نیوالا۔ بازو وغیرہ پرند سے اوقات  
 بسر کر نیوالا۔ بہت آدمیوں کو گھمبہ کرانیوالا۔

۱۱۱۔ آجائ نہ رکھنے والا۔ نامرد۔ ہر روز مانگنے والا۔ کہتی سے  
 اوقات بسر کر نیوالا۔ موٹے پاؤں والا۔ اچھے کو گون سنڈا پانیوالا۔

### لوٹ

۱۱۲۔ براہمن اپنا کرم بھی کھنہ مانگتا اور کہتی کرنا اچھا جانتے ہیں وہ  
 پر فور فرمادیں۔

۱۱۳۔ بھگت بھینس سے زندگی بسر کرنے والا۔ اپنے شوہر کو چوڑ کر  
 دوسرے شخص سے شادی کر نیوالی جو عورت اسکا شوہر مزدوری

لیکھ رہے کو پہنکنے والا۔

۱۶۷۔ یہ سب تشنگ آچار والے ہیں براہمنوں میں ادھم میں  
چنگت میں بٹھانے کے لائق نہیں ہیں ان سب کو دیوتا یا پتر کر میں بھون کر  
۱۶۸۔ جیسے یہوس کی آگ جھٹ بٹ بجھ جاتی ہے اسی طرح ہر کو  
براہمن ہے اسے پتے اور کیتے اسکو نہ دینا چاہئے کیونکہ راکھ  
میں ہون نہیں ہو سکتا۔

## نوٹ

شری منوجی بہاراج نے مندرجہ بالا اونیش اسلوگوں میں تشنگ  
آچار والے براہمنوں کو ادھم اور چنگت میں بٹھانے کے لائق نہیں کہا  
مگر اکثر براہمن آجکل ان کے برخلاف پیشہ بیدگ لینے حکمت کرنا اور  
تنخواہ لیکر پوجاری مندر دیوتاؤں کا ہونا۔ اور دوکاندار کرنا۔ اور  
پیشہ ملازمت کو اختیار کرنا۔ اور سود بیاج کہانا۔ اور جانوروں کو  
پرورش کر کے فروخت کرنا۔ اور آرٹھتہ اور غلہ کی دوکان کرنا۔ اور  
لاپٹ کر کے شورروں کا گورو ہونا۔ اور نون۔ تیل۔ گھی وغیرہ رس  
دوکان کرنا۔ اور سیل وغیرہ جانوروں کو بڑھانے کرنا۔ یا کرنا۔ اور



دیا کو اپنے گزراوقات کے لئے بڑھنا۔ اور بھیکھ مانگنا اور کہتی کرنا  
 اور جو اکیلنا وغیرہ کاموں کو اچھا جانتے ہیں بلکہ بڑے فخر کیساتھ  
 بیک اور جوش اور پوجاری کا کام اپنے گزارہ کے واسطے خوشی سے  
 کرتے ہیں کیا اوہوں نے یہ دھرم شاستر نہیں دیکھا یا نہ سنا ہے نہیں  
 وہ لوگ اسی شاستر میں سے اکثر بوسہا دیا کرتے ہیں اور اچھی طرح  
 ان اشلو کوں کو جانتے ہیں مگر بوجہ اسکے کہ آج کل کشتریوں اور  
 دیشیوں میں سے بہت ہی کم و بروج ایسے ملیں گے جو سنکار بہت  
 ہوں اور شاستر و کت کرم کرتے ہوں اسلئے براہمنوں کو خیال  
 نہیں پڑے اگر وہ ان گیارہ براہمن دھرم شاستر کی مر جاوا کو باندھنا  
 اور قائم رکھنا چاہتے ہیں تو فوراً ایک براہمن سبھا قائم ہو کر رہتا  
 دیوے کہ آئندہ کو جو کوئی براہمن ایسے نذک چار برخلاف حکم  
 مہرشی منوجی کر لیا جو مناسب وقت ہو وہ قائم کر کے اعلان دیکر  
 کہ ایسے کام کرنے والے براہمنوں کو ادھم اور گراہوا مانا جاویگا اور  
 دن بیوہارا دسکا ٹھیک نہیں رہیگا تو پھر دیکھئے گا کس طرح سے  
 براہمن لوگ وید دیا کو گریں کرتے لگجاوین اور اسکی سہا تیا کیئے

کشتریوں اور دیشیوں کو تن۔ من۔ دہن سے کھڑا ہونا چاہئے  
 تاکہ پھر یہ کارج سمپورن ہوتا نظر آوے۔

۱۶۹۔ دیو کر م یا پتر کر م میں نندک براہمنوں کو بہوجن کرانے  
 سے جو بھل پر لوگ میں ملتا ہے اوسکو ہم کہتے ہیں۔  
 ۱۷۰۔ اوپر کہے ہوئے نندک براہمن جو بہوجن کرتے ہیں وہ راشش  
 بہوجن کرتے ہیں۔

### نوٹ

اسپر براہمنوں کو خاص کر توجہ کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ نندک چا  
 یعنی بڑے کاموں کے کرنے سے راکشش کی بدوی منوجی نے  
 دی ہے اور بہوجن کرانے والے کا تو صرف مال کا نقصان ہے  
 کہ اوسکو کچھ بھل نہیں ملیگا۔ مگر براہمنوں کو راکشش شبہ کیلن

دھیان دینا چاہئے۔ اور اسلوگ مبرا ۱۷۱ تا ۱۷۵۔ اس  
 تہ کے متعلق نہیں ہیں اس واسطے انکو یہاں نہیں لکھا گیا ہے

۱۷۶۔ براہمنوں کی منڈلی سے گرا ہوا براہمن جتنے براہمنوں کو  
 بہوجن کرتا ہوا دیکھتا ہے۔ اتنے براہمنوں کے کہلانے کا بھل فنا کو



ہیں ہوتا اور وہ دونوں خصل سے خالی ہیں۔

۱۶۱۔ اندھا۔ کانہ۔ سفیدہ کوڑھ والا۔ راج روگی۔ ان سب کے  
بچے سے برترتیب سلسلہ ۹۰۔ ۹۰۔ ۱۰۰۔ ۱۰۰۰ براہمن بھوجن کرنا  
بھوجن کرانے والی کو نہیں ملتا۔

۱۶۲۔ نود کے یگیہ کئے میں یگیہ کرنے والا براہمن اپنے انگوں  
سے جتنے براہمنوں کو چھو تا ہے اتنے براہمنوں کے دینے کا پھل  
دانا کو نہیں ملتا۔ اور شرادھ میں اچھے براہمنوں کی پنگت  
میں نود کو یگیہ کرنا یا براہمن اگر بیشک بھوجن کرے تو جتنے براہمن  
بھوجن کرتے ہوں ان سب کے بھوجن کرنا پھل دانا نہیں پاتا  
۱۶۳۔ نود کو یگیہ کرانے والے براہمن سے سو بھج کر کے وید پڑھنے والا  
براہمن بھی جو دان ليوے تو چھٹ پٹ ناش ہو جاتا ہے۔ جیسے  
کالا کچا برتن پانی میں۔

۱۶۴۔ سوم ملتا کے بیچنے والے براہمن کو دان دینے سے دانا دھوکے  
میں غلط سمجھا کر نیا لاجا فور ہوتا ہے اور اسی طرح جیو کا کے لئے  
راج کرنا لیا براہمن کو دان دینے سے دانا دوسرے جنم میں

نخن اور پیپ پینے والا جالوز ہوتا ہے۔ اور مزدوری کی یہ برائی  
 مین برس تک دیو سورت کی پوجا کرنے والے براہمن اور بیاض  
 والے براہمن کو دان دینے سے دان کا پھل نہیں ہوتا۔

۱۸۱۔ بٹے کے کرم سے جینے والے براہمن کو دان دینے سے اس کا  
 لوک اور پرلوک میں دان کا پھل نہیں ہوتا اور پہلے پت کو چھو کر  
 دوسرے پت کرنے والی جو استری ہے اوس میں دوسرے پت سے اس میں  
 جو لڑکا پیدا ہو اوسکو دان دینا کسیا ہے۔ جیسے راگہ میں اس کا اعتقاد  
 ۱۸۲۔ جو براہمن پنکٹ میں بیٹلانے کے لائق نہیں ہیں اور ان کو  
 دان دینے سے دوسرے جنم میں داتا سنیہ کا گوشت دھونے اور  
 ہڈی وغیرہ کھانے والا جالوز ہوتا ہے۔

## نوٹ

ان آجھراشتوکوں میں سر می منوجی مہاراج نے ان برہمنوں کو  
 کے بیوجن کرنے اور دان دینے کا پھل لکھا ہے جو اوپر اوتسہ کو دینے  
 اشلوکوں میں مذکور ہے اور پنکٹ میں بیٹلانے کے لائق نہ  
 نہیں کہے ہیں بڑے دیہان اور غور کرنے کے لائق یہ بات



کب دہرم شاستر مہرشی منوجی میں تصریحاً صاف صاف حکم درج ہے  
یہ براہمنوں کو دان دینے اور بیوجن کرانے سے و اتا دینے والا اور  
بیوجن کرانے والا مرگود و سمرے جہم میں سینہ کا گوشت و خون و ہڈی  
و کھال و پپ و غیرہ کھانیوالے جانور کی جون میں جہم بیگا۔ تو پھر کیوں  
مطلق حکم منوجی یہ کارروائی کیجاتی ہے۔ کیا بیوجن کرانے والے اور  
ان دینے والے۔ کشری۔ اور ویشیہ ان اشلوگوں کو نہیں جانتے اور  
نہیں۔ کیا بزرگ براہمن ان اشلوگوں کو نہیں پڑھتے ہیں کیا انکو  
انفقاد نہیں ہے۔ اگر یہ سب کچھ سچ اور حق ہے تو ضرور ایسا کام  
میں اور ان کو ایسی جو نین جانوروں کی گرہن کرنی پڑے گی اور پھر  
ت و خون و گوشت و ہڈی و کھال کی ملائی مفت دھو کہے اور بھانگ کے بہاڑ  
جانی رہے گی۔ اسلئے ہر انسان ذی ہوش کو جو کہ ذرا سی سمجھتی  
ہی رہکتا ہو مناسب ہے کہ شاستر کے حکموں پر چلتا ہو جیسو  
ن برصوں نے بیوجن کرانے اور دان دینے کیلئے حکم دیا ہے  
براہمنوں کو دیوے اور بیوجن کرانے تاکہ اوسکا پس برایت ہو۔ دیکھو  
کے لاکھ ۱۴۵، ۱۴۶ اور اسکی تائید مہرشی یاترہ و لک جی نے

بھی اپنے دہرم نشاستہ کے اوجھیاے اول رسوم میں کر کی ہے۔  
 رسالہ ہذا کے ملاحظہ کے لئے انکا ترجمہ ہی ذیل میں پیش کرتا ہوں

## اوجھیاے اول

۱۶۱۔ لالچی۔ قیدی۔ چور۔ نامزد۔ نٹ۔ پہلوآن۔ زنگار

بٹن۔ آبشٹ۔ باروہشید۔ بیاج خور۔ بیو۔ بہت مانگنے والا

۱۶۲۔ بید یعنی حکیم۔ روٹی۔ کرودھی۔ نہ کا کار۔ مغرور۔ دشمن۔

یہ جسکے دل میں سخت غصہ ہو۔ اگر کسی جو کلام یا اشارہ سے

طبع لاوے۔ بت۔ برایتہ یعنی جبکا وقت پر گاتیری کا بادشاہ

تھک۔ جوٹھا کہا نہ الا۔

۱۶۳۔ عورت خود مختار۔ سنار۔ زن پرست۔ گمانوں کا بھگدار

تھیار بچنے والا۔ لوہار۔ کہانی۔ جولا۔ درازی اور جسکی وجہ سے

کتون کے سبب ہے۔

۱۶۴۔ بے رحم۔ راجہ۔ زکریا۔ پکار۔ ماننے والا۔ بیاد

ری بچنے والا۔ جبار۔ کہوئے آدمی کا ٹروسی۔

۱۶۵۔ عیب جو۔ جوٹھ بچنے والا۔ تیلی۔ گاریوان۔ تھاپ



سوم لٹا بیچے والا۔ ان سبوں کا ان ہی کہی نہ کہانا چاہیے  
لوٹ

ان پانچ اشوگوں میں شری یا گیہ و لکبجی نے حکم صادر  
فرمایا ہے کہ ایسے کام کرنے والوں کا اتن یعنی غدا ناج بھی  
کہی نہ کھاوے۔ تو پھر ایسے کام کرنے والوں کو بھوجن کہلانا  
یاد ان دینا کب جائز ہو سکتا ہی۔ گیانی و دو ان براہمنوں کو چاہیے  
کہ ایسے کام کرنے والوں کا دان گرہن نکرین اور جو براہمن ایسے کام  
کرتے ہیں ان کو پنچایت جمع فرما کر مہانت فرمادیوں کہ برخلاف  
دھرم شاستر کے بیوہار نہ کرو ورنہ تم پنت شمار کئے جاؤ گے  
اور برادری کے بیوہار میں ٹھیک برتاؤ نہ تارے ساتھ نہیں  
کیا جاوے گا۔ آجکل مفسد ذیل بیوہار یعنی روزگار بہت زیادہ  
برہمن ہی کو نہ لگ گئے ہیں۔ سود کھانا۔ بہت مانگنا۔ یعنی  
بھری دیکر مانگنا۔ بید یعنی حکمت کرنا۔ گاڑی ۱۰۔ یعنی گاڑی  
بانہا۔ وغیرہ۔ چنانچہ ان پیشوں کی بابت سخت مہانت اور  
اس سے زیادہ تاکید منوجی نے فرمائی ہے اس لئے قابل عذر ہی

اور انتظام آئندہ کا ہونا مناسب ہے ۔

## ادھیائے سوم

۳۵۔ وقت مصیبت میں براہمن اپنی لیسہ اوقات کشتی

یا ونیشیم کے پیشہ سے کرے اور جب وقت مصیبت کا لکھ جائے  
تو پراسیجت کرنے سے دہسہ یعنی جسم کو پوتر کر کے پھر اپنے برت

کو اختیار کرے ۔

۳۶۔ پھل۔ پتھر۔ اسی کا کپڑا وغیرہ۔ سوئم لٹا۔ منشیہ

پو۱۔ بردھم۔ تل۲۔ بھارت۳۔ رشی یعنی تیل وغیرہ۔ کھا۴ یعنی ناک  
وغیرہ۔ دہی۵۔ دودھ۶۔ گھی۷۔ بانی۸۔

کاسم۹۔ شاستر۱۰۔ آسو یعنی شراب وغیرہ عرق۱۱۔ مدھ۱۲۔ جھوٹا

مدیہ لاکشا۔ گنش۱۳۔ مٹی۱۴۔ چمڑا۱۵۔ پھول۱۶۔ کپ۱۷ یعنی کنول۔ بالک

جزیر یعنی جنور وغیرہ۔ ماسٹھا۱۸۔ ریز۱۹۔ زمین۲۰۔

۳۸۔ بات۲۱۔ بتر۲۲۔ نیل۲۳۔ نمک۲۴۔ گوشت۲۵۔ ایک کپڑا۲۶

یعنی گھوڑا وغیرہ۔ سیا۲۷۔ شاک۲۸۔ تردوا۲۹۔ پیلا۳۰۔

یعنی ہرن وغیرہ۔ خوشبو یا تہ۔



۴۴۔ چیز ہائے مرقومہ بالا اگر دیشیہ کا پیشہ کرے تو یہی نہ  
بچے دہرم کا راج کے واسطے کسی دوسرے آقا کو برابر لیکر تل کی  
کڑی کرے۔

۴۵۔ لاکھ۔ نہک۔ گوشت کے بیچنے سے آدمی بت ہو جاتا ہو  
اور دودھ۔ دہی۔ اور شراب کے بیچنے سے وہیں ہریدہ ان ہو  
جاتا ہے۔

### نوٹ

ان چھ اشلو کوں میں صاف حکم ہے کہ اگر مصیبت بھی آن  
پڑے تو بھی ایسے کام ہرگز نہ کرے تو وقت مصیبت کے نکلیجاؤ پر  
اپنا پراشیخت کر کر براہمن ورن کا برت اختیار کرے۔ اب کیا  
شک رہا کہ ورن کر مون سے نہیں ہے۔ جب صاف حکم ہے کہ  
دودھ۔ دہی اور شراب کے بیچنے سے ورن ہین ہو جاتا ہے  
تو کون کہہ سکتا ہے کہ جو براہمن آجکل دودھ۔ دہی پیچتی  
ہیں وہ براہمن ہیں وہ بموجب حکم یاگیہ وک جی ورن ہین  
ہو چکے ہیں اون کو اپنے ان تنک یعنی بُرے کاموں کی طرف

و بیان دینا چاہیے۔ اور اکثر رس و غیرہ فروخت کر دینا  
 وہ بھی توجہ فرمائیں۔ زیادہ تر توجہ کے لائق برہمنوں  
 پانی بھرنا اختیار کر لیا ہے۔ اگرچہ روٹی کرنا بھی الیسا ہی کام  
 مگر بانی بھرنے سے کم درجہ پر گرا ہوا کوئی کام نہیں ہے  
 لئے وودان برہمنوں کو شانتی کے ساتھ مسہا کر کے  
 جو ہر تندک کرم اور دُرا آچار پھیلنے جاتے ہیں ان کے  
 روکنے کی کوشش فرمائی جائے اور جو بھائی نہیں مانے اسکو  
 حسب الحکم دھرم شاستر ورن ہین شمار کیا جا کر سبت مانا جائے کیونکہ  
 شری یاگیہ و لک جی نے ادھیایے اول کے اشلوک<sup>۹۶</sup> میں درج فرمایا ہے  
 کہ ساتویں یا پانچویں پشت میں کسی ذات کی کینا اپنے سے بڑی ذات  
 کے مرد سے شادی کرے اور اوس سے جو کینا ہو وہ بھی اسی بڑی  
 ذات کو دیا جادے۔ اسی طرح ساتویں پشت میں ذات بڑی ہو جاتی ہے  
 اور اگر وقت مصیبت میں براہمن وغیرہ اپنی برتی سے اوقات  
 بسر نہ کر سکیں تو پنج برتی سے بھی گزار دہ کریں۔ سات یا پانچ پشت  
 جس ذات کا کرم کرے اوس کے برابر ہو جاتا ہے۔ پس اس<sup>۹۷</sup>



اشلوک پانچ یا سات تک جو کام برابر کر اجاویگا وہ آوی  
 کرنے والا اوسی ورن میں ہو جاویگا یہاں پر ورن بوسہنا  
 کسوں انکوں سہہ ہوئی ہے اس لئے بچارشیل پرشون  
 کو اس کا انتظام فرمانا چاہئے۔ اب جو براہمن پنکتنی کے  
 پوتر کرنے والے ہیں انکو بموجب حکم دہرم نشا ستر درج کرتا ہوں  
 انکی تنظیم اور پوجا ہر ایک انسان کو حتی المقدور کرنی چاہئے۔

### ادھیائے سوم منو سمرتی

۱۸۳۔ جو پنکتنی چور وغیرہ براہمنوں سے دوست ہو انکو پوتر کرنے  
 والے جو براہمن ہیں انکو سنو۔

۱۸۴۔ جس خاندان میں دس پشت سے وید کا پڑھنا  
 اور پڑھنا چلا آتا ہو اُس کل میں پیدا ہو کر چاروں ویدانگ  
 سہت جو براہمن پڑھا سکتا ہو وہ براہمن پنکتنی پوتر کرنے والا ہے  
 ۱۸۵۔ بیا کرٹن وغیرہ چھ انگوں کا جاننے والا۔ ترناچکیت۔ انگن  
 ہو تری۔ تر پیرن۔ برہم ودھ سے پیدا ہوا۔ سام وید  
 کے اُس حصہ کا جاننے والا جس میں برہم کا دھارہ ہے یہ چھ پنکتنی کے

پوتر کرنے والے ہیں۔

۱۸۶۔ ویدوں کے مطلب کا جاننے والا اور اوپدیش کرنے والا۔ برہمچاری اور ہزار گنہ دینے والا۔ اور توبہ کرنے کی عمر والا۔ یہ لوگ ننگی کو شدھ کرنے والے ہیں۔

لوٹ

یہ تینوں اشلوک پوتر شدھ ہراہمنوں کی مشناخت پہچان بتلاتے ہیں۔ شرادھ کرنے والوں کو دھیان و کوشش کر کے گیانی براہمن کی سیوا کرتی چاہئے اور جو براہمن دھرم سناستہ کے خلاف کام کرتے ہیں ان کی خواہش کو دھرم کی طرف لگانے کی کوشش ہوئی چاہئے ورنہ کوئی وقت آویگا کہ براہمن ورن کر مہوں انوسار دھرت ہو جاوے گا اور پھر دروبست دھرم کی بوسہا بگڑ جاوے گی بجا سیں و دوانوں کو ادھر دھیان دینا چاہئے اور اسی طرح ہر سال ہمیت۔ گریشم۔ برشا یعنی جاڑا۔ گرمی۔ برسات تینوں فصلوں میں مین بارش ہر اہم کریں اور پنج مہا یگیہ تو ہر روز کریں



یہ حکم صاف صاف اشلوک نمبر ۲۸۱-۱۰ دیہیے سوم سنو سمرتی  
 میں درج ہے چنانچہ کا تک بدی اماوش - بھاگن بدی اماوش  
 آسا ڈھ بدی اماوش کو شرادھ کرنا تنک کرم میں اور  
 ہر ماہ کی اماوش کو ہی لازمی ثابت ہو چکا ہے اب بوسٹھا  
 اس بات کی ہوئی چاہئے کہ آسوج کے پندرہ دن تک متواتر  
 مردہ سپنڈی بزرگوں کے شرادھ کب سے اور کس  
 حکم سے جاری ہوئے ہیں اور جو براہمن آجکل شرادھ کا  
 بھوجن کرتے ہیں ان کے کہلانے کا پھل بموجب حکم منوی  
 لیگیا نہیں بڑی شانتی کے ساتھ اس معاملہ میں مردہ  
 ہر دے کو براہمنوں کو چار کر کے پرچار کرنا چاہئے -

اوم شانتی      شانتی      شانتی

آپکا دہرم سپوک

کہنیا لال گھیلوت کشری آہلو والیہ شترہ دار عدالت  
 منصفی حینہ

خاکسار میرزا اب کاتب ہوی





۴	گرستیه آچار	۳ پائی	شستر و نکا سلسله
۴	پر تما پوجن نشیده	۳	نئی و آریہ کا مباحثہ
۴	امور اٹ سد ہانت	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۴	مباحثہ مورتی پوجن	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۱	دھرم کا عملی پہلو	۳ پائی	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۱	مالنس بہکشن نشیده	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۲	مالنس پر چار کوئی گپٹ بیلا	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۱۰	نیدت گوردت کی لالیف	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۴	سوامی جیکی چوٹی لالیف	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۴	ست دھرم پر کاش	۳ پائی	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۲	گلہ ستہ دھرم	۳ پائی	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۲	ایشیا نامک	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۴	بواہ نامک	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۴	آریہ سد ہانت کتابی حصہ اول	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ
۴	ورن بیوستہا	۳	نئی و آریہ کا سچا طریقہ

## آریہ سماج کے نیم

- (۱) سبت دیا اور ودیا سے جو پدارتہ نہ جانے جاتے ہیں ان سب کا آدی سول پرست
- (۲) ایٹورچہ اندر سروپ۔ نراکار۔ سروشکیتمان۔ نیارکاری۔ دیالو۔ اجملہ۔
- نروکاداناوی۔ انوم۔ سروادہا۔ سرویشور۔ سروویا پاک۔ سروانتریای۔
- نت پوتر اور خوشی کرتا ہے اسی کو پاسنا کرنی یوگیہ ہے۔
- (۳) دیدست و دیاؤں کا بستک ہے۔ دید کا پڑھنا پڑھانا سنا سنا آریو کا پرہم درہم ہے۔
- (۴) سبت کی گڑبگڑ کرنے اور است کے چھوڑنے میں سرودا ویت رہنا چاہئے۔
- (۵) سب کا ہم دہرمانو سارا تہارت سبت اور است کو دچا کرنے چاہئیں۔
- (۶) سنا رکھا پکارنا۔ آریہ سماج کا مکمل دلش ہے۔ اربھات سنا ریک۔ اتک
- (۷) سب سے پرستی پوروک۔ دہرمانو سار۔ مینا یوگیہ برتنا چاہئے
- (۸) اودیا کا ناش اور ودیا کی وردہی ہوئی چاہئے۔
- (۹) برتیک کو اپنی ہی نئی سے سنست نہ رہنا چاہئے کتوسب کی انتی
- انتی سمجھنی چاہئے۔
- (۱۰) سب منشیوں کو سماجک سروہتکاری نیم جانے میں برتنتر رہنا چاہئے
- اور برتیک ہتکاری نیم میں سو تتر ہیں۔



اپنی جسے آریہ سماج کہتے ہیں۔ یہہ ہدایت کی آگ اٹھ پامین ایک  
 بندہ خدا یعنی دیانند سرسوتی کے سینہ میں روشن ہو کر ملک کی او  
 زانی طبیعتوں میں منتقل ہوئی۔ ہندو اور مسلمان اس عالم سوز آگ  
 کو بجھانے کے لیے جو چاروں طرف ایسی تیزی سے مشتعل تھے کہ اسکے  
 بانی دیانند کو گمان بھی نہ تھا دوڑ پڑے۔ مسیحیوں نے بھی جنگی معاہدہ کی  
 آگ اور خشکی بترک شمعیں پہلے مشرق میں روشن ہوئیں تھیں۔ ایشیا  
 کے نئی روشنی گل کرنے کے لیے ہندو اور مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ مگر یہہ  
 مبارک آگ اور بھی بڑک اڑی اور پھیل گئی!

دیتے ہیں۔ اسکا چرچا جملہ بہت مقامات سے شروع ہوا ہے۔ اپنی اہلیہ  
اور ترقی کے لیے اسے انسان نے خود روشن کیا ہے۔ رومی زمین  
پر انسان ہی ایسا مخلوق ہے جو آگ کو جلا کر اسے بقا دیکتا ہے جو کہ  
ارضی مخلوقات میں ناطق ہی یہی ہے۔ لہذا اپنے مسکن میں دوزخی آگ  
بھڑکانے کو سب سے اول ہے۔ مان پر و غتہ پیش کی طرح جنی مکانات کو  
محبت سے پاک اور عقل سے منور کرنے والی آسمانی آگ لانے کے لیے  
بھی یہی پیش قدم ہے۔

اس غیر محدود آگ کو دیکھ کر جو با یقین بادشاہتوں۔ شاہنشاہوں  
اور دنیا پر کی سیاستی برائیوں کو پگھلا دالے گی۔ میں غایت درجہ مسرور  
ہو کر ایک مشتعل جوش کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ سب اونچے اونچے پہاڑ  
اٹھنے لگے۔ گہائیوں کے خوش نما شہر چھنچھن گئے۔ پیارے گہر اور پرچھین  
طبعیتیں ساتھ ساتھ چھلپیں گی۔ نیک و بد مخلوط ہو کر نون غائب ہوں گے  
جیسے آفتاب کی سنہری شعاعوں میں شبنم۔

لا محدود ترقی کی بجلی سے انسانی طبیعت جل رہی ہے۔ آج اسکی فقط  
چنگاریاں جانب آسمان اڑتی ہیں تقارون۔ شاعروں اور مصنفوں  
کی بدایتوں میں ادھر ادھر شعلے نظر آتے ہیں۔  
یہ آگ سناتن آریہ دھرم کو اصل پاکیزہ حالت پر لائیکے پے ایک انگشتی ہیں



## آریہ سماج اور اوسکا بانی

اے مالک مینہ اور آندھی۔	اے پتی پریت اور دھرتی کے
تیر یون کے لبھانے والے	پھول چمن میں کہلانے والے
مالک گورے اور کالے کے	اندھیارے اور ادھیالے کے
من کی چھپتا ہر لمحے	ویا سے اپنی شانتی دینے کے
سب کے سب سنسٹ رہیں	تیرے پت و دھرم سے ہر دم
آپس میں ہی پریم بڑھائیں	بھگتی میں تیری حیت لگائیں
موتے دم تک پریت نہا۔	بھائی کو بھائی دل سے چاہے
راگ دولیش کے دھندی چہ	یورنگ سب پہننے کے ٹوٹیں
سب ہوں رنج اوریش بہت	تیری مدد سے ہو کر مستتر
ست دھرم پوشا رکھ سوج	شدہ مردے ہوں سب کے ایسے

مجھے ایک آگ نظر آتی ہے جو عالم گیر ہے یعنی بے حد محبت کی آگ جو نفہ سوز ہے اور جو ہر چیز کو جلا کر صاف کر رہی ہے۔ امریکہ، چین، میکسیکو، افریقہ کے فرخ ملکوں۔ ایشیا کے قدیم پہاڑوں اور یورپ کے وسط سلطنتوں پر مجھے اس ہمہ سوز اور بے سار آگ کے بڑھکتے ہوئے شعلے دکھ

اوسم

# آریہ سماج

اور اوسکے بانی

سوامی دیانند سرتی کے بارہ مین

پوکھلیسی - سی آر

اسے جے۔ ڈی ایس صاحب ریٹرنیشنل کی رائے  
بکا الہا بابو گنگا پرشاد ساکن میرٹھ نے کیا۔ اور لالہ راجندر دیش نے  
چھپوائی

طبوعہ - شک کاشی پریس مل



۱۰م

# ہولی کی اصلیت

مترتبہ

مہاشہ دہنی رام دوکاندار ایبٹ آباد

## حسب فرمائش

مہاشہ تولارام مسبہ آریہراج

ایبٹ آباد

مطبع اورڈنسی لاکھ سائین شائع ہوا

● کتاب خانہ ● حقیقت:

پوستہ نمبر.....

آگاتہ نمبر.....

تاریخ.....

موجودہ گرانٹ.....

## ہولی کی اصلیت

نیچری قاعدہ ہے۔ کہ خواہ کوئی چیز ہو جب تک اسکی دو یا دو سے پر ہو  
اسکی روزمرہ بہتری عمدگی اور صفائی ہی ترقی پر رہتی ہے۔ کیونکہ  
کوہر ایک چیز کی ماہیت اصلیت خاصیت پوشیدہ نہیں ہوتی۔ بلکہ یہی  
کا ہوتا ہے۔ سو ہماری تیوٹا رجو ووان بہا شوں گزشتہ کی بنائی ہوئی  
وہ بہار تھے اور سوچتے سے اونکا عمدہ نتیجہ نکلتا ہے۔ اور جو نمود  
بنیو نکلی ڈکھو سنے بنائے ہوئے ہیں۔ وہ بہ مطلب اور سوچ پر پار  
ہی اونکا عمدہ تات پرچ نہیں نکلتا۔ میرا دعا تیوٹا رھولی کی  
پر ہے۔ یعنی آج کل ہم لوگ اسکو کیا سمجھ رہے ہیں۔ پر الاک  
اسکی کیا کہتا اور کہاں سے اسکی اوتپتی ہوئی۔ دراصل ہولی کا  
ورتمان سہو میں اس تیوٹا رھولی کو ہم ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ



ہوتی کی سب کچھ کھانچ بند کر کے شراب پی کر بے حس رہ ہو کر خود کو چھو بکھو چھو  
 اور دھنہ سے واسطیات بکنا چیرا شک ہو سکے دوسرے کو چھی اسکی ترشید  
 ہوتی کی موہنے کا لے کر مارا اور پتھروں اپنا موہنے کا لاکر مارا مارا مارا۔ گوہر  
 اور مٹی سے لوگوں کو سر سے پاؤں تک کپڑوں کا خواب کرنا۔ اور دوسروں  
 کی بھی درو شا کرانی بہت لوگوں کی گلی میں چیتروں کے ڈالنا اور  
 لوگوں کی اپنی گلہ میں ڈالنا۔ چاروی کہتری مہاجن سفید ریش بھی  
 کھانا پانی میں شامل ہوتی ہیں۔ سوچی داہری اٹا خوار۔ شاید کسی مہاجن  
 کسی موقع پر کہا ہو گا۔ اکثر اس کام میں لڑائیاں ہی ہوتی ہیں کوئی  
 ان کو نہیں گہرتے باہر نہیں نکلتا۔ روڑ گار کا رہتا ہو جاتا ہی کوئی  
 رہا ہو پارسی گاؤں میں آئی نہیں پاتا۔ اس سب کا سنگھار اکثر  
 ہو کر کوئی گندہ اپنے سر پر نہیں ہوتا۔ یا اور دان شاہ گور کا بیٹا یا جوتا  
 گہر کو بیٹا ہو یا زیدی مارا پتھر یا بدھیل کامی جو خوبصورت لڑکوں کی



کی موہن پر ہاتھ پھیرنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اکثر تماشیاں مخرج میں ہوتی ہیں۔  
 اور سو رکھو سخی پسند بھی ہوتا ہے۔ کہ جسمیں کوئی امور انسانیت کے برخلاف کی حالت  
 انسانیت کا کام ہے۔ کہ اچھی ستر پہننا۔ سوا سہین اگر اچھی پہنی ہوئی ہوں۔  
 خواب کرتا۔ یا اوتار داکر پورا رانی غلیظ ٹوٹی پہوٹی پہننا تماشیاں ہے بلکہ خیالات  
 صابن وغیرہ دگا کر میل سے صاف رکھنا انسانیت ہی۔ سوا سہین پہننا۔  
 کہ تماشیاں۔ البیتر کی گناوا گانا انسانیت۔ داسیا۔ اور خوش گیت گانا تماشیاں  
 لڑکوں کو دیا کا پڑھنا۔ اور شبہ گونگنا سکھانا انسانیت ہی۔ اور لڑکوں کو  
 عورتوں کو سوانگ بنا کر زیور کپڑا سمرہ و مہر عورتوں کی طرح لگا دینا تماشیاں  
 مگر میں پرانا تماشیا ہے۔ اگر اس ملک میں کوئی عروا میں عورت کہ ایک ہی ہو سکتی  
 پایہ پر آگے کپڑے ہے۔ اور سچی عورت کو چڑھا کر گاؤ میں پہرے لگنا  
 لوگ کیا بڑا کہیں گے۔ مگر یہ لوگ شوبی اور پاربتی کا سورنگ بنا کر ایک ہی  
 شوبی اور سچی پاربتی چڑھا کر گلی گلی میں پہرائی ہیں۔ شوبی جیسے مہا پاربتی



سوالگ بنانا انسانیت کو برخلاف تاشا نہیں تو کیا ہے۔ غرض کہ درخان سہی  
برخان کی حالت الف سی سی تک یعنی اول سے آخر تک اس ہولی کی کارروائی جو کچھ  
ہوتی ہے جسکی نشریح پڑھ چکی ہو۔ سراپا عذاب بالکل واپس آت ہے وہ  
حالات کی کہاں ہے۔ اور میرا تھیں درڑو شواش ہے۔ کہ جو بات ہمارے  
میں ہونے لگے وہ انکی مقرر کی ہوئی ہے۔ وہ خالی از مطلب نہ ہوگی۔ رہتو  
بنت گاتا تھیں بڑی پیار سے ہولی کی جو ستاروں تک ہوتی ہے۔ اسکی بھی کارروائی  
اور درخان کے ساتھ ایک۔ وہی کوئی مفید بات اس میں نظر نہیں آتی۔ اگر کچھ  
لگا دینا تو ہی کارروائی یہی لوگ پر لوگ ہیں۔ دنیا کا فائدہ مند نظر آوے  
کو ایک ہی ہو سکتا ہے کہ باقی ہو رہتا ہے۔ کیونکہ یہ غضب تو نہیں ہوتا۔ کہ سنار  
پر۔ اور نواویں سونا کی اور تمام پتیل کی بنادلوں۔ یا نواویں چاندی کی اور  
الکیتیل سونا کی بنادلوں۔ البتہ ہوا میں کوئی حصہ پاسکتا ہے۔ اس میں ہر ایک  
میں ہوتا ہے۔ کہ اگر اس سے جو ہر ہولی کو کہیں ہر کوئی بنائی ہوئی۔ تو کوئی نہ تو



کارروائی اسکی مفید نظر آتی چاہئے۔ اور اسی میں کوئی کارروائی جو درج ہو چکی  
 ہی مفید نظر نہیں آتی۔ اتنا بڑا تیلو ہر جو برابر سات روز تک ہوتا ہے۔ اسکی  
 بڑائی سے ہمیں ضرور یقین ہوتا ہے کہ ہماری زیر گوشتا بنایا ہوا اور خالی  
 از مدعا نہ ہو گا۔ اس میں سندیہ نہیں کہ دو یا روپی صرف کی چلا جائے۔  
 اور دو یا روپی دغا باز کی قریب میں ہم لوگ کہیں گے۔ اور دو یا روپی  
 دغا باز نے جطرح چاہا۔ یعنی پتل کو رنگت کے بہرہ سونا بنا کر  
 ہماری بلے ڈالا۔ اس پتل کو آج تک ہم سونا مانتے رہے۔ مگر شکریہ  
 پر اتنا دیو کا کہ جس نے کرپا کر کے شریکان سوامی دیانند سوری  
 مہاراج کو معہ دو یا روپی گھسواٹی کے ہماری پراویہ کار کے لئے پرکاشت  
 کیا تھا جو ہم کو سونا و پتل کے پرکھیا و دو یا روپی گھسواٹی پر لگائی تھی۔  
 جسکی طفیل ہم سونا و پتل کی پرکھیا جاننے لگی اور دو یا روپی دغا  
 باز کو رنگت کے بہرہ سونا بنا کر ہماری بلے ڈالا تھا۔ اور ہماری



ہونے لگی۔ اور اب بدر رسومات ہونی جنکو پہلی مفصل کہا گیا۔ برے  
 اور بیوہ جانکر اتنی انداز کے واسطے براوتھا ہے  
 بپہم کہ پرائکت ہونی کی وجہ تیسرے کیا ہی ہونی کی پرائکت وجہ یہ ظاہر ہوتی ہی کہ ہر  
 کیا ہی پرائکت ہونا اور الیہ کا برہمن بہکت تھا اور ہر ناکش تپا ناک اور جو خدا  
 اور یا پرائکت ہونا چنانچہ اپنی راجہ ہانی میں ہر ایک فرد تیسرے ہیہ اور چار  
 کروا تھا کہ جل ہی ہر ناکش تپن ہی ہر ناکش ہی ہی ہر ناکش ہو دیکھ  
 ہی ہر ناکش۔ اور کیا ہی پرائکت ہونا اور جو ووان الیہ اور پاسک گیان ان تھا  
 اس کہتن کو جل ہی ہر ناکش وغیرہ مہا دوش جا کر کہی ہو نہ ہی ہی  
 نکالتا تھا۔ اور ہی کہتا تھا۔ کہ جل ہی رام تپن ہی رام۔ ہی ہی رام  
 رام نام پرائکتا کا ہی جو روم روم میں رہ رہی۔ اور  
 ہر ناکش تپن ہی ہر ناکش تپن ہی ہر ناکش تپن ہی ہر ناکش تپن ہی  
 ہی ہر ناکش تپن ہی ہر ناکش تپن ہی ہر ناکش تپن ہی ہر ناکش تپن ہی



ست کاری جسکی بنا الیشر کے کوئی اوٹ نہ تھی۔ وہ ایک برہم سہیو  
 سروپ پر ہاتھ کی گیان میں گن تھا۔ جان کی پیروا نہ جانی۔ اور  
 رام کے ہزناکش دیپنی ہونے کا شبید موہنہ ہی نہ نکالا اور اوسے  
 کا مقولہ ہے کہ رام رام پھٹاؤ پکارے۔ پتا باندہ بہت سی ڈاری  
 ناتی واؤ نہ لاگی پائی۔ جسکی رام ہوت سہائی تھن بادہی ایسی ہتھ  
 پر کہ جنہوں نے دہرم پر جان قربان کر دی۔ اے بہائیو آپ جی میں اگر  
 پرور ہوئے گا ہی سیتی سکھو۔ دہرم کار کہنا کوئی فالہ جی کا گہر نہیں ہے جو  
 بڑا کٹھن اور مہا کلیش کا مارگ ہے۔ پرتوجہ بالئش اس مارگ کی طرف  
 پر پونج جاو می تو اس جیسا آئندہ ایک ہی اور کوئی دستونہیں تات کا  
 یس جیہ کہ جب اسکا باب پاپی کافر یعنی الیشر سی منکر اپنی بتا دے تاکہ  
 دو کہہ دے دے کہ تہکت ہوا۔ تب ہزناکش کی بہین ہوگا سکا  
 لے کہا کہ مجھے کسی دیوتا کا مدھی۔ ایک چارو جو میرے پاس اگر تہا



ہوئی ہو تو مجھ پر آگ اثر نہیں آگئی۔ اس پر ہلا دے مارے واسطے انتظام کیا جاوے۔  
 نی۔ اور ہلا دے کو اپنی گود میں بٹھاتی ہوئے بچہ ارد گرد آگ لگا دیتے تو اوپر چادر کی جوتی ہوئی ایک ٹیبلٹ پر  
 ر اوسی ہوئی کی اور پھل کر جاوے گا۔ آخر جوتی روزیہ قریب غصبت ہو کہ اس شکر کی جارکت ہر چادر  
 سی ڈاری ہو اور پیر کے مشورہ کے مطابق مکارن ہو لکانی دہرم  
 یسی مٹا کر راجا پر ہلا دے کو گود میں بٹھایا۔ اور جلا دون لے ارد گرد  
 پ جی میں آگ لگا دی۔ مگر ہمیشہ دہرم کی بے اور پاپ کی  
 ہر نہیں ہوتی ہے۔ بہلا دیوتاؤں کا برائیشہ کی پیاروں پر  
 ک اثر کر سکتا ہے۔ وہ دائیں تو آگ میں جلی۔ اور وہ  
 ن۔ ت کاری دہر ماتما اوس پر ماتما نیا، کاری کے نیا، سی  
 یطرح صحیح و سلامت نکل آیا۔ اسے اپنی آپ کو برہم  
 نے والو آپ کو یہ کہتا ضرور سننی چاہئے۔ اور اپنی  
 پ کو اس ہنکار سی کہ میں برہم ہوں۔ ہنکاش کی

طرح سے بچاؤ۔ ورنہ کیا سندھیہ ہی کہ آپکا یہ حال نہ ہو  
 ہو لکا کی طرح۔ اور واضح رہے۔ کہ ہر ناکش ہی ایسا  
 ہیبت ناک موت میں مرا۔ تو یہ روز بھگت پر ہلا دی  
 آگ سے سلامت نکلنی اور ہو لکا راکشنی کے جلنے  
 خوشی کا اوتب ہے۔ مگر او دیا کے مہا اند مہکار ہو  
 سے ہم لوگوں کی باطن سیاہ ہو گئے۔ بچاؤ اسکے  
 ایسی دست تو ہے۔ اور الیشتر پر درڑہ و شواش کرنی  
 کو بڑی بڑی دوکھ ہی سکھہ بہاستی میں۔ تو ہم ہی  
 سنجکت ہو کر ایک لیشتر کی پناہ و سکر کی اوپا سنانہ کریں  
 اس دن کو جو ہماری جگانی کے واسطے سال بسال  
 ہی۔ آلپمین ملکر پریم بہگتی سے اوس نیا، کاری پرمانہ  
 آگنا و ادگا وین۔ اور دہرم پر درڑہ ہونے کی کوشش



دہرم کے کام میں تکلیف بھی ملی۔ مگر اس کام سے  
 دہرم سبکدست ہے۔ نہ لچ ہو کرتن من دہن سے  
 کسی کرنی میں کوشش کریں۔ نہ کشہ اب خوری  
 دودھ گوئی اور دور اچار عشق امیزی باتو نہیں ان سا  
 زکوہ و نیکی عورتیں اور شکل سے بیشکل اور برہمن  
 سے بھنڈ کشمیری مہتر بنا کر بچانے کو والے  
 بھڑوا بھڑوا بھتی بنانے میں گزار دیوین۔ اے  
 جان سمجھو اور آریو نیکی کارروائی کو دیکھو۔ اور  
 آئندہ ایشہ کے واسطے راہ راست پر آؤ  
 نہ عاقبت کو سخت گھیر ہو کر بہت پیچھا ڈگے۔ اور  
 وقت نہیں پاؤ گے۔ عاقل کو اشارہ اور مورو کے  
 گامی کافی نہیں۔ اب یہ کہ واقعی ہوئی کیا ہے۔

اسکو شروع کرتا ہوں۔ اور یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ پرا لکت کہتا ہوں کے وجہ تسمیہ میں جو کچھ آدم  
 معلوم ہوا بہت پرے ہے۔ کیونکہ اسکے ماننے سے آدمی میں  
 سدھار کا نتیجہ نکلتا ہے۔ سو وہ بات جو فائدہ مند اور اولت  
 ہو۔ خواہ کسی مذہب کسی فرقہ کسی قوم کے ہو بھکواوشیاں واد  
 گرہن کرنی چاہئے۔ باقی رہا واقعی ہوں۔ سو ہوں ہو کر لے  
 سہ ماہ کے اختتام اور سہار کے شروع ماہ پہاگن سہ ماہ  
 جبین سردی جانے اور سہار کے لہنی کا اولت سہ ماہ کا  
 اوسکا نام ہوں ہے جسے جب دن گذرتا تو شام کے دیکھا  
 وقت بالمش سندھیا کر کے پرا رتہنا کرتا ہے کہ ہے  
 دیو آج کا دن سگہ سے گذرا۔ آپ کی کرپا سے چاہیے  
 بھی سگہ گذری۔ اسی طرح رات کے گذر جانے پر رجب



ہوتا ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ہفتہ کے گزرنے  
 پر اوتب پرارتہنا۔ اور اوتب کرتے۔ اور  
 میں ہفتہ سے زیادہ ملکر شش ماہی میں تمام  
 اوتب پرارتہنا اوپاسنا اور نگر کیرتن میں اشیر  
 واد اور جگت کے اوپکار کے واسطے ہوں۔ آدمی  
 جواب آریہ لوگ کرنے لگے ہیں  
 سال کا اوتب باکھی ہوتا ہے۔ یہ کوئی نئی ریتی  
 نے نہیں نکالی۔ بلکہ پورانی اور سبھولی ہوئی  
 اس طرح بہار کے گزرنے اور سردی کے آنے  
 پر اوتب دیوالی جس میں چراغ دانی آدمی خوشی اور  
 پرارتہنا اوپاسنا کرنا۔ اور کچھ ایک دلائل میں  
 فصل کے پکنے اور دوسرے فصل کے بوج جانے

کا اولتب ماہ اسوج وچیت میں تو راترہ ہوتی ہیں۔ ان  
 ہر دوالتب پر ہون لازمی ہے کہ ہون سے میگہ  
 اور میگہ سے جل اور جل سے آن کی اوتیتی اور اوک  
 آن سے جگت کا پر اوپکار ہوتا ہے۔ آج کل ہماری  
 ررینٹ کا نیم دیکھئے کیا عمدہ ہے۔ سفتہ کے گزرنے کی  
 خوشی میں ایک دن تعطیل اور مہینہ کے گزرنے میں  
 اخیر سفتہ اور آیتوارہ دو روز تعطیل اور سال کے گزرنے  
 کی خوشی میں بڑا اولتب اور سات دن کی تعطیل  
 کہ شکر ہے سال خیریت سے گزرا۔ یہ عیسامت کے  
 متعلق ہے۔ آریہ ورت کے کل تیوٹار پنچری یعنی  
 وکھلائی دیتی ہیں۔ اور ہماری بزرگوں کی ایسی  
 رسومات تھیں۔ کہ ہر ایک موقع پر اوس پر ماتا سچا



میں۔ ان کے دل میں جگہ لیشہ کو جسے یہ مالش جنم امولک کر پا  
 ی نہیں پہنچتی تھی۔ آج ہم اونہیں رشی مہارشیوں  
 اور ان کے سنائیں ہیں کہ وہرم کرم کا نام ہی نہیں جانتے۔  
 ہمارے بھائی اور پرہ اور پکار کے بڑائی اور در اچاری  
 لے لے ہیں۔ اس واسطے اخیر پر پرارہنا ہے۔ کہ ہے  
 میں سوامی پتا۔ سے سرب سکتی مان پر ماتما ہمارے  
 ہر دوس سے اودیا روپی انہ ہکار کو دویارو پی  
 پرکاش سے دور کیجے۔ تاکہ ہم لوگ وہرم  
 بخت آپکی آگیا پالن میں درٹ لشیہ ہو کر آند کو  
 پراپت ہوویں۔ اوم شانتی۔ شانتی شانتی  
 آپکا دل سے دہی رام وہرہ دوکاندار ایٹا باو





# केशांतरत पौदस

## जसको

चोदकेशन सभा सब पदमा आर्ये सहाज चहावनी फिर डो पैसे  
 اصلی سفارست کتھا سے باعانت شریان نیڈت سریرام صاحب  
 آچار یہ سہاج فیروز پور کے آلیف کیا

( ۱۹۴۰ )  
 سیر ۱۹۴۰-۸۵۲۹۸۹  
 آریہ ۲۹۸۹ جلد مشط  
 ( ۱۹۴۰ )

گولڈ سیری پر لیں چھاپونی قید و پوین  
 لاکھویر بلعین صنایعہ کی اہتمام سے چھپی

ناظر  
ت  
بیشتر تلاش  
درج یار  
مهور  
بسماء  
اوس  
مکمل اول  
بیلک  
ت



# اننت چودس

ناظرین ہمارے سماج کا یہ اصول ہے کہ است کے تیاگ اور  
کے گریہ پر ہمیشہ آمادہ رہنا چاہئے، اس لئے ہکوست است کی  
بہ تلاش رہتی ہے، ہم نے اپنا فرض سمجھا ہے کہ کسی معاملہ میں جس قدر  
وجہ یا راستی دیکھیں اور سکو بلا کم و کاست اپنے بہائیوں پر ظاہر کر دیوں  
اور اول نے ہکوست کو یہ کیا کہ اس اننت چودس کی طرف جو ابھی دو چار روز  
ہے ہمارے ہندو بہائیوں کے گہروں میں دھوم دھام سے ہوئی نظر دلیر  
اور اس کہتا کہ جو بطور مہاتم اور سدن گہر گہ سنائی گئی۔ دیکھیں چنانچہ  
سکوا اول سے آخر تک دیکھ کر جو کچھ ہم نے سوچا سمجھا ہے اوسے پر ہکوست  
بلکہ اس محل کہتا کہ علی الترتیب ترجمہ کر کے ناظرین کے روبرو پیش  
کے ہیں تاکہ وہ خود بخود کریں کہ اس کہتا کہ اننت چودس کی تعریف ہے

مولف کی طرف سے مناسب نوٹ بھی ہر موقع پر جہاں ضروری سمجھا گیا ہے۔  
 یہ کہتا ہوں کہ پوران سے اخذ کی گئی ہے اس میں مہاراجہ جی جی ہر  
 کرشن جی مہاراج کے سوال و جواب ہیں۔ یہ دونوں مہاتما جیسے علم و فہم  
 ہیں کسی سے چھپا نہیں دنیا میں ایسا کوئی علم و ہنر نہ ہوگا جس میں اونکو کمال  
 حاصل ہو۔ نیتی مان یا منطقی راست گو ایسے تھے جنہوں نے اپنی عمر  
 کوئی بات نیتی بروہہ بیدلیل یا راستی کے برخلاف نہیں کہی۔ پس ہر  
 سے کہیں کہ یہ کہتا جہیں سچائی کا لیش شکل سے نظر آتا ہے ایسے  
 کے مٹہہ سے نکلی ہو۔ وہ تو بڑے مہاتما و دوان تھے کوئی سادہ ان  
 بھی ایسی دوزار قیاس باتیں اپنے مٹہہ سے نہ کہیں گے۔ اس موقع پر  
 ہمارے مٹہہ سے یہ نکلتا ہے کہ یہ ٹکا کمانے کے لئے خود غرضوں کی  
 ہے۔ ورنہ ان مہاتماؤں کا ایسے لایعنی تذکرات سے مطلق تعلق نہ تھا۔  
 مہاتما خود ہی غور کریں گے ہم یہاں سے کہتا کا آغاز کرتے ہیں۔ راجہ جی  
 نے سری کرشن جی مہاراج سے پوچھا۔ اے کیشو ننت برت کا کیا  
 اور پہلے کس طرح پراوسکی ایجاد ہوئی براہ کرم مجھ کو بتلاؤ۔  
 (نوٹ) ننت پر اتما کا نام ہے برت اور سکے نیم اور آگیا پالن کو کہتے ہیں۔  
 اہا ہے دیکھئے جواب کا لٹا ہے۔



سری کرشن جی مہاراج نے جواب دیا۔ اسے پانڈو توجہ کے ساتھ سن۔ یہہ اتھ  
 ارنا دی برت ہے اس برت کو جو کرتا ہے اس کے سات جنم کے پاپ دو کہہ  
 (نفسی) دو ہوتے ہیں اس اننت کے طفیل سے استری پرش خوش نصیب  
 ہوتا ہے۔

(نوٹ) جواب یہی معقول ہے۔ اگر اننت ایشر کے نیم اور اگیا پائن کیا دے اور اسکی  
 پائشا پرارتنہا میں ان مشغول رہے تو یہ جملہ فوائد خجکا ذکر اوپر ہوا کچھ درجہ نہیں لیکن  
 ایسے مہاراج کے اتھاس کو دیکھئے۔

راجن ست جگ کے زمانہ میں سمپت نامی برہمن اجدو ہیا میں تہا تھا  
 اسکی ایک استری سرو پا خوبصورت تھی یہ برہمن تر کال سندھیا کر ڈا اور اپنے کرم  
 میں نہایت سادو مان تھا عشتیت ایزومی سے اسکی بیوی کا وہانت ہو گیا۔

(نوٹ) منوجی نے تو دو سندھیا صبح اور شام کی کہی ہیں اور مشہور ہی یہی دو سندھیا ہیں۔  
 سری سندھیا کہا نفسہ آئی سیکھو منو سمرتی اشلوک نمبر ۱۰۱، ۱۰۲ اور ۱۰۳۔ ادھیا دوسرا۔

اس برہمن کی ایک لڑکی تھی جسکا سوشیل نام تھا۔ یہ کنیا نہایت سوشل اور  
 ہر کے سب کاموں میں پوری واقف تھی برہمن نے اس خیال سے کہ اگنی ہوتر  
 کے بعد شرمہ کرم بغیر دھرم پتی یعنی استری کے ٹھیک نہیں ہو سکتا اسلئے بہار دوا  
 میں پورا کمال تھا کی کنیا کے کسانامی کے ساتھ



پہر بیاہ کر لیا۔ اور اوسکو بیاہ کر اپنے گھر لے آیا۔ اور سب گھر بار اوسکو دیا  
 یہ عورت سچ سچ کر کہا بڑی پالی دشت آتما تھی گھر میں ہمیشہ کلش رکھتی تھی  
 (نوٹ) بڑے فسوس کا مقام ہے کہ ایک دہر ماتا برہمن کو کہ اس عورت ملی یہ کہ اس کا نام  
 معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بہار دواج جیسے رشی اپنی لڑکی کا نام کر کہا کہی نہیں رکھ سکتے تھے  
 سبھاؤ عموماً والدین کی عادات کے مطابق ہوتا ہے جیسے وہ دہر ماتا رشی تھے ویسی ہی ان کی  
 کنیاں ہونی چاہئے۔ دوسری جب برہمن نے لاتے ہی اوسکو گھر بار سونپ دیا تو وہ فرخوار  
 ہو گئی اور جو ان عورت کا بلاگن پر کیشا کے بیان نہایت ناممکن تھا۔ کیونکہ پچھلے زمانہ کے  
 رشیوں میں ایسے پردہ کا رواج نہیں تھا۔

ایک دن برہمن کو سوچ ہوا کہ میرے گھر میں کنیا بالغ اور لائق برہمن موجود ہے  
 اتفاقاً بہت سے رشی اوسکی آشرم پر آئے اور تعین مشہور لائق کو ڈن نامی  
 کو دیکھا جسکے اوصاف و عادات کے پرکشا کر کے اپنی لڑکی کا اوسکے ساتھ  
 نشیبت کیا اور اوسکے پیرو ہوئے۔ کنیاں دان اس ڈننگ پر ہوا اچھا  
 دیکھ لگن سادھا اور بدھی پوربک بواہ یک کا آرنہ کیا۔ کوڈن بہت سے  
 رشیوں کے ساتھ اوس لگن پر آئے۔ جنکو ساگ پہل مول وغیرہ کے ہونے  
 پیش کئے۔ اور سوشیلا کو رشی موصوف کے حوالہ کیا۔ برادر دو کہیں دونو کو  
 ایک جگہ ٹھہرا کر منکشا دہی کہ اسے بیٹی تو ہمیشہ رشی کی سیوا میں مستغرق



انکی آگیا کا پالن تیرا فرض ہونا چاہئے۔ یہ نصیحت کر کے رہتہ میں گھوڑے  
چوڑے اور اونکو رخصت کیا۔

(نوٹ) بواہ کا طریقہ بہت درست بیان ہوا۔ مگر مہورت وغیرہ کی مکھنا بناوٹی  
ہے۔ کیونکہ وید مقدس میں اسکی آگیا کہیں نہیں۔ اس کہتا کے سننے والو! دیکھو تو یہی  
سادہ مارن پھول ہول کے ہونے جنوں سے بواہ ہوتے تھے۔ اور اگر گھوڑو کو کسی نیک سیکشا  
دیجاتی تھی تمہارے اوپر یہی اوٹھا اثر کہاں سے ہوا۔ فصوصِ چری ہیا تاک کہ زٹری بھڑو نہیز  
گہرا لٹایا جاتا ہے اور سیکشا کی بجائے گامیان سکھائی جاتی ہیں۔

ان دونوں برکھیاں نے رہتہ میں جاتے ہوئے ایک عمدہ تالاب دیکھا جو  
اپنی ترقی و تازگی اور خوشنمائی میں نہایت دلکش تھا۔ جس میں براجمان تھو  
ہر طرف اسکی کھوپڑی کی آوازیں دلوں بھاری تھیں۔ انواع اقسام کے پرند  
اور کھمبھو بونے سجھائی سو بہاد و بالا ہو رہی تھی۔ ایسی دلکش رونق دیکھ کر  
رشی کے دل میں اچھا ہوئی۔ اور اپنی استری سے بولا کہ سندھیا سحی آگیا  
ترتی ترین اور دیوار چن یہیں کرنا چاہئے۔ او سوقت اوس تالاب پر پار تھی  
سب ایشراؤنکے ساتھ ومان رشان کیلئے آئیں۔ انہیں۔ اور بی بیگا۔  
رہنہا۔ گراچی۔ توتما۔ چترانگی۔ مہ کیٹی۔ اہلیا۔ روہنی۔ لکشمی۔ ساتوی  
رسولتی۔ (یہ جملہ نام ایشراؤ دیوتاؤنکی استریوں کے ہیں) موجود تھیں



اس موقع پر بہت جی بھی جو سب دیوتاؤں کے گورو میں جہاں دیوتا  
 ساتھ دھان آئے اور وہاں پر بدھی پوربک میری پوجا ہوئی۔  
 (نوٹ) کیا تجھے ایسا خوشناتالاب دیکھ کر دھان جہاں تیرا سہارا ہوئی اس تیرے گورو  
 ہو ہو۔ کیونکہ یہ مہینہ ہی تیرا س میں سے تھا مگر کہتا کہ مضاف کا یہ کہنا کہ کرشن جی  
 مہاراج کہتے ہیں وہاں میری پوجا ہوئی، بالکل سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ کہتا جگ کے  
 بیان ہو رہی ہے اور کرشن مہاراج تیرا کہتے ہیں کہ ہوتے۔ اون کے جنم سے پیشتر دھان  
 پوجا جگ میں کیونکر ہوئی۔ علاوہ ازیں بہت سی استیروں کے نام جو بیان ہوئے ہیں  
 جگ میں نہیں ہیں۔ مثلاً ایٹیا اوسلی کہتا دوا پر میں ہے اس طرح رومی وغیرہ کا بھی بیان  
 سوشیلا کوڈن سے بولی اے پر ہو! مجھ کو آگیا دیکھئے میں شان  
 کر آؤں۔ کوڈن نے بخوشی تمام اجازت دی اور کہا کہ ایکانت میں شان  
 کر آگیا پاتے ہی۔ سوشیلا وانا سے چل دی۔ تھوڑی دور چل کر کیا دیکھتی ہے  
 کہ وہاں اشیرا وغیرہ بیٹھی ہیں اون کے ساتھ شامل ہو کر شان کیا انت کو پوچھا  
 بائیں ہاتھ میں دورہ باندھ کر کہتا سروں کے سنگھ وغیرہ باجے بجائے اور  
 خاص کر بگتی زیادہ کی اور پر نام کر کے اپنے خاوند کے پاس آئی۔ کوڈن نے  
 غرت کے ساتھ بٹھا کر اس سے پوچھا۔ اے پیاری تو نے شان کیا  
 بخون ہو کر تو ایسا حال کہہ۔ سوشیلا نے کہا سنئے سچ دیکھا کہ دو



کینان و اشیرادمان موجود تھیں۔ برت دمارن کر کے اننت کو پوچھا  
 ایک ڈورہ چودہ گانہٹھ کا جسکی روز پوچھا ہوتی ہے سبکے بائین ماہتہ  
 میں باندھا اس ڈورہ کے سینے اونکی زبان اوصاف سننے بہکتی او  
 کنی کو دیتا ہی یہ تماشا بینے دیکھا میرے دیکھتے دیکھتے وہ چلی گئیں  
 رہتہ میں گھوڑے جوڑ کر کوڈن و سوشیلا و مانسے روانہ ہوئے اور کانشی  
 پوری میں اپنے گھر ہوئے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی دولت اور حشمت  
 دیکھی اور اننت کی طفیل سے اونکی ہر ایک کامنا اور آرزو پوری ہوئی  
 اسکا بہتر اخاوند نہایت خوش ہوا۔ اور وہ پتی برتا ہوئے۔

(نوٹ) ان کہتاؤں کے سنسکرت ایسی گڑ بڑ ہے جسکا میر کچھ نہیں مطلب تو نور  
 ظاہر ہے یہ کس طرح عقل میں آتا ہے کہ اکیلی استری کو کوڈن نے اپنی نظر و سنے و نشان  
 کر کے لے بیجا یا پیر جس تالاب پر اسی دھوم دھام کا اوتشہ ہو جہاں دیوتا اور دیوی  
 استیران اشیراد وغیرہ جمع ہوں سنکد باجہ وغیرہ بچیں۔ ایک ہی تالاب پر یہ معاملہ گذر  
 اور کوڈن کو خبر نہو نہایت تعجب کی بات ہے اگر تالاب دو چار میل کا ہی فرض کر لیا  
 ہاے تو سوشیلا کو لازم تھا کہ دوڑ کر اپنے خاوند کو بھی خبر کرتی تاکہ وہ بھی دیوتاؤں کے درشن او  
 برت کے پہل سے فیضیاب ہوتا مگر یہ بھی نہیں ہوا پوچھا اننت بگوان کی جسکا کوئی انتہا  
 اور اس کے عوض میں ایک چودہ گانہٹھ کے ڈورہ باندھنے پر ہی کفایت کی طرف تریہ ہے



کہ اوس کے باندھنے سے موکش اور سب قسم کے التیج کی برپائی ہی مان لے۔ سچ تو یہ ہے  
 کہ ایسی کہتاؤں نے ہمارے ملک کو کامل الوجود بنا کر دولت عزت حشمت سب کو پہنچایا  
 جب ایک ڈورہ باندھنے سے سب کچھ ملے تو محنت مشقت بلا کر سے سوشیلانے سب  
 بر تانت منایا۔ مگر وہ کہتا اننت کے جو اوس موقع پر سنی تھی بالکل میان انہیں کی میان پڑی  
 مصنف کہا بہت چوکہ بقول شخصے درو غلور حافظ نباشد یہی حال ست نرائن کی کہتا ہا  
 ذرہ سوچنے کی بات ہے کہ اننت کے پرشاد سے ساری دولت حشمت دونوں میان ہی کے گھر  
 پہنچنے سے پیشتر کیونکر پہنچ گئی۔ اور کیا کوڈن رشی بیاہ سے پہلے بالکل بیکاری تھا۔  
 خیر یہ جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب اگلا عجیب قصہ سنئے۔

ایک سے کوڈن رشی اپنی اتھری کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بولے  
 سندی! تیرا لباس نہایت خوشنما ہے کانوٹمین کنڈل ہو شین بہت  
 ہیں۔ ہاتھ پیر تمہارے قدرتی سانچے میں ڈھلے ہیں گلے میں زیور خوشنما ہیں  
 چھاتیوں پر ریتوں کا مار علیحدہ پر کا شمان ہو رہا ہے۔ منہ میں پان کی سرخی  
 تمہاری خوبصورتی کو دوبالا کر رہی ہے آنکھوں کا انجن علیحدہ غضب ڈھل رہا ہے  
 غرضیکہ موہنی کی مانند تیرا سروپ ہے اور سب سے زیادہ تیرا ست برت سیر  
 دل کو لہاتا ہے لیکن اسے پر یہ! تو نے یہ ڈورہ کیوں باندھا اسکا کیا  
 (نوٹ) سوشیلانے سے برت ڈھل رہا ہے لیکن سوشیلانے سے برت ڈھل رہا ہے



برت سے بالکل ہرودہ اور برخلاف ہے اور پہلے جب سوٹیلانے اگر ساری کہتا  
 تھا تو سوٹیلانے کو دو کیون ہنیں دکھلایا معلوم ہوتا ہے یہاں ہی کہتا کے  
 سف ہانما اذنگہ گئے تھے۔

سوٹیلانے جواب دیا کہ میرے گہر میں جس قدر دولت حتمت ہے اس  
 کے برابر اب سے ہے۔ امنت کا برت ہر سال کرنا چاہئے۔

(ٹ) کیا خوب سوال از آسمان جواب از ریمان پوچھا تھا یہ کہ دورہ کیوں بنا  
 لاکر برت ہر سال کرنا چاہئے۔ فوس جی کہنے لے اوسوٹیلانے دے تب تو پریم  
 دیکھا چلا

اسی وقت رتی نے عصفہ میں اگر سوٹیلانے کے ماتہ سے دورہ توڑ ڈالا  
 ل میں ہینک دیا۔ سوٹیلانے فوراً اوس آگ میں جلتے ہوئے دورہ کو  
 (دورہ میں ڈال دیا۔ اور بولی اے سوامی یہ کیا تم نے کیا۔ اسکا تم کو کیا  
 ہوا۔ منہ پر آنسو بہا کر رونے لگی اوس وقت سے سب دہن لکشمی رت  
 لگا۔ اور کوڈن پر ہر ایک طرح کی مصیبت آفتیں آنے لگیں زور زور سے  
 ان کی نظر ہوا۔

(ٹ) افسوس کیا انوکھی کہتا ہے۔ سوٹیلانے کے جن کروٹوں کی بدولت یہ انشیرج  
 ہوا اوس سب کو اس کہتا واسے نے ایک دورہ پر منحصر کر دیا۔ کیا یہ دورہ کوٹیا گیا



تہا یا قلعہ جو اسکے ٹوٹتے ہی چور کوڑ پڑے اور سب کچھ لوٹ لینگے۔

پھر گوڈن رو کر بولا اے پیاری! میں نے کیا پاپ کیا ہے جس کا مجھ پر  
نتیجہ ملا۔ کیا میں نے پچھلے جنم میں کسی کا دھن چورایا تھا یا کسی وقت مجھے برا  
نرا در ہوا۔ کونسی ایسی بات تھی جس کے عوض میں مجھ کو یہ کمٹ ملا۔ میں نے  
جواب دیا۔ اے سوامی! جہاں انت سے وہاں پر تکو جانا چاہیے  
بغیر کھائے پئے نہ راکھ اگر تو انت کے درشن کر گیا تو بلا شک  
دو کہہ در در رو جو جانینگے۔

(غوث) بلا شک دو کہہ پاپوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ گوڈن کے پچھلے جنم کے  
دو کہوں نے انہاں کے جاتے ہیں ضرور خراب تھے۔ جس کا اثر نے اپنے افسانہ  
دیا۔ لیکن کوئی عقلمند یہ نہیں خیال کر سکتا کہ ایک ڈورہ کے توڑنے سے سب  
نازل ہو گئے۔ کیونکہ تجربہ سے دیکھا جاتا ہے پتھر جو آجکل بہرنے والا ٹکڑے  
انت بناتے وقت بہت سے اس کے ڈورے ٹاٹے موندے اور چینی سے توڑا  
اور سپر کوئی تھر نازل نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہو کہ درودہ دہی وغیرہ چیزوں میں  
بعد توڑنے کا دروش ہوتا ہے تو یہی ہول ہے۔ کیونکہ درودہ دہی میں ڈانے  
کہ وہ چکنا ہو جاوے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوتی علاوہ ازیں اکثر لوگ جھگڑتے  
دانتوں سے توڑ کر پینک دیتے ہیں۔ اور ان کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔



جہاں انت ہے وہاں توجا۔ بڑا تعجب خیر ہے اس کہتا کے رچنے والے نے انت  
 کے نام میں ہی بٹھ لگایا۔ انت اشتر تو وہاں ہی موجود تھا جہاں کوڈن  
 پر بندھا میں یہ جرجا سورا تھا بلکہ وہ اپنے لانا تھا ہونیسے اونکے دلیں ہی موجود تھیں۔  
 وہ اج پر ناتمان سب کے اندر بارہو جہاں ہے  
**सवाध्यायन्तरे सजः**  
 انت انت اپنے مونہ سے کہتا ہوا گنگا جی کے کنارہ پر گیا  
 ان پر کچھ کو دیکھا۔ کچھ بولا۔ اسے برہمن ! اگر تجھ کو انت ملے تو چھپ  
 کہ میں نے کیا پاپ کیا ہے۔ ذرات مجھ کو سگہ نہیں۔ پر ایک انب کے  
 انت کو دیکھا جسکے لت اور خوشنما گیند جیسے پھیل تھے۔ لیکن کہانے  
 میں نہایت خراب تھے۔ پر ایک گئو کو دیکھا جو چاروں طرف  
 میں بہا گئی پرتی تھی اور ایک بیل کو جو اپنے کہروں سے زمین کو کہوتا  
 پر ایک سرن کو دیکھا جو شام کو راجہ ہو جاتا تھا۔ تمام رات راج کرتا  
 اور سوچ نکلتے ہی ہرن بن جاتا تھا۔ ایک اونٹ کو دیکھا جو زیادہ بوہ  
 دو کہی ہو رہا تھا۔ پر دو پانی کے گڑھ کو جسکا کوئی پانی نہیں پیتا تھا  
 وغیرہ خیرین جو کوڈن کو رستہ میں ملین سب سے کوڈن کو پوچھا  
 کہین انت دیکھا ہے جواب میں اونہوں نے کہا کہ ہم نے کوئی  
 دیکھا اگر تم کو ملے تو ہمارے دو کہ کو ہی ضرور پوچھتے آنا۔



(نوٹ) واہ جی مہاتما کہتا دالے! خوب ہی من گھڑت گھڑ ہیں جس مہاتما کا  
 پہلے رشی منی اور گیانی شاستر کا واقف کار بیان کیا اوسکیو بیان گیانی بنانا  
 کے انت اور سر دگتیا کا یہی گیان نہیں رہا۔ یہاں تک بادل بنایا۔ کہ کچھو اتب وغیرہ  
 لشیو دئے انت کو بوجھتا پیرا۔ اتنی مدت شاستر دیکھنے سے تو اوسکو نہ  
 گیان نہ ہوا۔ اب جڑ اور لشیو دئے پوجنے سے ضرور ہوا۔ دہن ہو مہاتما اسی پر  
 کہ ہم سچے اور ہمارے پوراں سچے ہیں۔ اگر اس کہتا میں اس موقع پر یہ کہتا  
 کو دئے کے سوال کا کیسے جواب نہیں دیا تو ہم ضرور سمجھتے کہ یہ شاعرانہ بندش ہے  
 تو اپنی من گھڑت کی پوری تائید کی گئی ہے کچھو ماتب وغیرہ جڑ اور لشیو دئے کی طرف  
 سوال ہو گیا اور ادھون نے ہی کو دئے سے درخواست کی کہ ہمارے پورے بننے کے باب  
 انت سے بوجھتے آنا آج تک یہ امر کسی دلیل یا منطق سے ثابت نہیں ہوا کہ اس  
 حیوان یا درختوں میں کہی بات حیت ہوئی ہو خیر اس امر کا فیصلہ ہم عقلاً  
 بجا رہے پھرتے ہیں۔

کرشن جی مہاراج کہتے ہیں کہ اے راجن مٹی کو اس طرح پر پرتے ہیں  
 بہت عرصہ گزرا۔ پیر انت بوڑھے برہمن کا روپ دھارن کر کے  
 نصف شیر لگ سے جلا ہوا بڑے دانت اور چارین بال اور روٹھے  
 کپڑے ٹراخو فناک بہانک روپ دھارن کئے ہوئے برہمن کے باب



اور غضبناک ہو کر کوٹن سے بولا۔ اے برہمن ! کہاں جاتا ہو مجھ کو اپنا  
 حال کہو۔ کوٹن بولا میں وہاں جاؤنگا جہاں انت ہے مینے اسکا  
 اپرادہ کیا ہے۔ کورہ پشت برہمن بولا تجھ کو انت کی طرح نہیں ملیگا۔  
 میں بہت دنوں سے ڈھونڈ رہا ہوں اب تک نہیں ملا۔ اس بچن کو  
 سنکر برہمن نے خود کشی پر کمر باندھ ہی اور جنگل میں سے لکڑیاں جمع کر کے  
 اگل لگا دی خود کو دہنے ہی کو تھا۔ کہ بڑے برہمن نے خوش ہو کر اس کے  
 ہاتھ کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں انت ہوں میں تجھ پر راضی ہوں۔ کوٹن نے کہا  
 اگر تم خوش ہو تو اپنا روپ دکھلاؤ۔ پھر وہ کوٹن جبر بھوجی۔ تاکہ جگر گدا  
 پدم دھارن کئے ہوئے روپ کو دیکھ کر استی کرنے لگا۔ اسے پدم تاجی  
 نیتے جہار دھن محل میں لکھے کے پیارے نیتے

(نوٹ) کہنے سے کہا ہے مارنے والی کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے۔ مگر کہنے والی کی زبان کی طرح  
 نہیں روکی جاتی کرشن جی اوپدینک اور راجہ جہشٹر کو مخاطبہ بنا کر یہ کہنا کہ جب برہمن کو  
 بہت عرصہ پہرتے ہوئے گذرنا تو انت بوڑھے برہمن کا روپ دھارن کر کے آیا۔ نہایت شرم کا  
 مقام ہے جس پر ہاتھ کو ویدوں اور پشندوں اور سب شاسترو میں اکاٹھے غیر محسوس  
 یونی (جو کبھی کسی کے گریہ میں نہیں آتا) سر دیگہ دو کہ رت سچا شد سر پ  
 کہا ہے اوسیکو کراں رزب منش خونی درنگو الیکہ ساز مارن منش کی طرح شہر آیا۔



اول تو ایشر سب کے مردے۔ اور کوڈن کے دھین ہی براجمان تھا وہ اوسکے مردے کو  
 پریرنا کرتا یا اوسکو دب درٹتی ہی دیکھتا تھا۔ پہر کیا ضرورت تھی کہ ایشر بڑے برہمن کا  
 دھارن کر کے بیوقوف کی طرح سوال و جواب کرتا دوسرا انت ایشر کا یہ سوال کہ اسے  
 برہمن تو کہاں جاتا ہے اوسکے سرگیہ و موجود کل نام پر بڑے ہنن لگتا ہے ایشر تو ایشر  
 سب کے دل کی جانتا ہے۔ تیسرا اس قول نے تو اور بھی رہی تھی ایشر کی بت کہ وہی  
 کہ میں مدت سے انت کو دھوٹتا ہوں مجھکو ہنن ملا۔ اور تجھے ہی ہنن ملیگا۔ درگاہ  
 کا کلنگ اوسپر لگایا سب بڑا جرم جو اس کہتا دالے نے انت ایشر پر جابا یہ بہت  
 کہ اوسنے اپنے آپ کو چھپایا۔ اپنا نام ہنن بتلایا یہ سب بڑے چوری ہے جیسا کہ منوی

वाच्यार्थानियता सर्वे वाङ्मूला

نے کہا ہے

वाग्विनिस्ततास्तांतुयस्ते येदवाचंसः व्विस्तय  
 कान्तर ॥ ३० ॥

جملہ شاستروں کی بنیاد بانی پر ہے ست کا پرکاش بانی سے ہوا جو اوسکو چراتا یا اوسکا  
 پٹا کہتا ہے وہ سب طرح کی چوری کرتا ہے اس قول کے مطابق ایشر جو بڑے ہنن  
 نے خوش ہو کر اپنا روپ دکھلایا کیونکہ صاحب وہ پہلا بیانیہ روپ کھلا تھا جو  
 روپ کہلائی کی ضرورت ہوئی اب روپ کھٹے سنگھ چکر گدا پدم دھارن کے اوزار  
 کے اس پر سب کے ہوش دھکلائی گئے ہیں ایشر نہ پہر کوئی روپ چاہتا ہے پٹ جس



روپ چاندیارن کر لیا بجز دید میں لکھا ہے کہ اشیر کے انت باہو آنکھ پیر سر وغیرہ ہیں  
 جسکا مطلب یہ ہے کہ جب قدر دیہہ داریوں کے ماتھے پیر آنکھ پیر سر وغیرہ ہیں۔ اشیر کے سہار  
 ہوئے اس کے مانے جلتے ہیں۔ ان اندریوں میں جو کچھ ستا یا طاقت ہے وہ اشیر کی دی  
 ہوئی ہے۔ اور اوپ نشد و نمین تو صاف لکھا ہے ابان پاد و اتیادی جسکا مطلب یہ ہے  
 کہ اشیر ماتھے پیر کچھ نہیں رکھتا وہ بڑا بیگ والا اور سب کو تہا جسے ہوئے ہے۔ اوسکی آنکھ  
 نہیں لیکن دیکھتا ہے کان نہیں رکھتا لیکن سنتا ہے۔ وہ سب کو جانتا ہے لیکن  
 اوسکو کوئی نہیں جانتا۔ مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہے کہ اشیر کا یہ ناگلی سروب جو کہتا  
 والے نے بیان کیا بالکل بناوٹی ہے۔ اب اوسکی استی کی طرف دیکھئے یہ دم ماہرہ بنتے  
 بیت بستر نئے جلد دھن کمل میں نئے۔ لکشمی کے پیارے نئے پہلے جو سروب  
 ٹوڑنے دیکھا اوس میں کہیں پدم ماہرہ کیونکر آگیا؟ زرد پٹروں سے اشیر کو خاص کیا  
 محبت ہے بھگت پر یہ سب کے پیارے کہنا مناسب تھا جس میں برہمن کا مطلب بھی تھا  
 لکشمی کے پیارے کہنے سے تو اشیر کو زن مرید اور لالچی ٹھہرایا۔ ایسے برہمنوں سے جو اشیر  
 کے لشی بہت یا بوجھی ہوتے ہیں کیا مطلب نہیں نکلتا انہیں رب ناموں کو لیکر  
 برہمن نے انت کو نمٹے کی۔ نمٹے شہار کو پیارے ہندو بہائی یا اونکے گورو پوپ  
 ماہاتمل والے بہت برا سمجھتے ہیں۔ اونکے دل میں یہ لفظ تیر کی طرح چلتا ہے جی  
 نبد انکی چوٹی چوٹی کہتا کو نمین بھی پیرا ہوا ہے دیر نہ سمجھا کے دیا کہیا نو میں اس شہد



کے لئے متے یا ماتھے کی پھوٹ گئیں، اور تہہ کئے جاتے ہیں کیا کوڑن نے بھی  
 ایشیر کو استی سین بھی۔ کہا کہ نئے متے یا ماتھے کی پھوٹ گئیں؟ اگر یہ ایشیر نہیں  
 ہیں تو کہتا ہوں والو کو بھی کیوں نہیں سناے جاتے۔ اسے ہر سال اس کہتا ہے  
 پریم سے سنے والو! زہر تمہیں اپنے گرو سے پوچھو کہ نئے متے شبہ اگر برا ہے تو ان پوچھو  
 جو ٹی کہتا ہو میں کیوں بہرا ہوا ہے۔

اس وقت بولے اے مٹی سریشٹ! میں تجھے بہت خوش ہوا ہوں  
 چاہتا ہے۔ مانگ کوڑن بولا لکشمی دھن دولت سے میرے گھر کو  
 بہر پور کر کیشو نے بروکر کہا کہ اے کوڑن تو اپنے گھر جا جہاں ٹوٹا تیرا  
 استری ہے۔

نوٹ ایشیر کے درشن ہوئیے سارے کا منا پورن ہو کر نش موکش سرور ہو جاتا  
 یہ ناخیر لکشمی کی خوش جو آج ہے کل نہیں کیونکر برمن نے ظاہر کی نہایت تعجب  
 کوڑن نے کہا اے سو امن! میرے پاس تیرے لئے بہت سے بنیاد  
 ہیں جو میں آپ کو سنا ہوں کچھو انب بیل گئیو ہرن اونٹ ہاتھ  
 اور پانی کے چھپر یوں وغیرہ سب کے بنیاد سناے۔ انت بولے کچھو  
 حال میں اسے پچھلے جنم میں چارون دید پڑے تھے مگر کیسی ویراوان  
 نہیں دیا اس لئے اس پاپ سے اس جنم میں بھی کچھو ہوا۔



ٹ آجکل کے سارے پنڈت کیا کچھ ہونگے۔ جو ایک اشلوک تک کیلو نہیں بتلا رہے۔  
 ب پچھلے جنم میں بڑا سا ہو کار تھا اسنے کسی کو دھن نہیں دیا اس لئے  
 رخت ہوا۔

ٹ۔ اسجگہ ہمکو بھی نہایت افسوس آتا ہے کہ آجکل کے ہمارے دنیاؤ لوگ جو  
 اپنے دھن کو پروکار میں نہیں لگاتے کیا پیب اگلے جنم میں رخت ہونگے اگر سچ پیش  
 بینی ہمارا دیکھنے بچنوں سے پروکار کر نیک انپر اثر نہیں ہوتا تو اسکتا کو ہی منکر تیار ہوتا  
 پچھلے جنم میں پر تہوی تھی جسنے ایک برہمن کے بیج کو جمنے نہیں دیا۔  
 اس پاپ سے یہ اس جنم میں گھوہر کا چارون و شامین بھاگتی او  
 ب کرتی پہرتی ہے۔

ٹ۔ ایک سے ایک بڑھ کر کیا خوب جب پر تہوی گھوہر کے روپ میں آگئی تو یہ  
 نہ کوٹن اور کچھ وغیرہ سارے ست جگ کی سرشٹی کس کے آدنا رہی اور یہ  
 سب بڑھ کر تھے یہ اول درجہ کا جھوٹ ہے۔

ب پچھلے جنم میں یہ بیل ہو کر پر تہوی کو پیرون اور کھروہر کو پتہ تھا۔  
 ٹ بیل کا کھڑے پر تہوی کو کھوہر نا اوسکا بھاگ گئی یا اوسکا طاقت در ہونے کا  
 لکشن سے جس بیل میں یہ لکشن نہیں ہوتے وہ نر بل سمجھا جاتا ہے۔  
 اگر  
 اگر اوسکی نر بنایا کم طاقتی ظاہر کیجاتی۔ تو ہم ضرور کہتے کہ یہ اوسکے پورب جنم کے باب

میں پچھلے جنم میں یہ بیل ہو کر پر تہوی کو پتہ تھا اور کھروہر کو پتہ تھا۔



کا کچھ اثر ہے مگر اس کہتا والے نے تجھ سے کہا ہے یہ من گھڑت نامی جواب میں اس نے  
 سب ایک گن اور عمدہ لکشن کو پچھلے جنم کے پاپ میں داخل کر دیا آجکل کے دانا بستر پر لی جگت اور  
 یہی جو اس کہتا کو سنتے اور مانتے ہیں درہ اس نظیر سے سبق لینا چاہئے۔

پھر ان چھپے جنم میں راجہ کا بیٹا تھا۔ نوکری کر اکر سیکو معاوضہ نہ دیتا تھا اور ساری پر جا کو دنگھی رکھتا تھا۔

نوٹ۔ بوجھا کا دو کہہ دینا اور آبِ شیشک کہہ ہی سکی ہین سوتا خور زک کا اور کھاری متا بوجھا کا  
 مگر کہتا دالے نے اور سکورات میں راجھی سکھ ملنا بتلایا ہے مگر یہ ہین بیان کیا کہ اگر کھاری متا بوجھا کا  
 کے دو کہہ دینے کے علاوہ کوئی نہ چن اُسے ایسے کئے تھے کہ جب کے عوض میں یہ ہین بوجھا کا اور کھاری متا بوجھا کا

کورا ج ہو گناہتا۔ اور جب یہہ دن میں ہرآن بنکر جنگل میں بہتا تھا۔ تو رات کو ناامید  
آرام ہو گئے کے لئے محل محلات در دولت و شرف کہان اسکے پاس موجود ہوا تھا۔  
اور کون اسانچا اسکے پاس تھا جس سے یہہ حریف رات کو راجہ اور صبح کو برآن پہنچا۔

افسوس یہ باتیں تو اذکو جب سو جہتیں۔ جب کچھ ہی عقل درو برین پریشہ کی طرف نظر  
تاریکی کے زمانہ میں یہ کہتا ہیں بنی۔ اذکو کیا خبر تھی کہ کبھی ایسا زمانہ ہی آج کا جب ہم بلکہ اس سے  
یوب لیکل فلعلی کہنے لگی۔

پاکستانی سچے غم میں مبتلا تھا۔ اس نے رات کے وقت پہرے ہوئے ایٹم بم کا کوئی  
 زمین کو مار ڈالا۔ اس پاکس سے اس ختم بین یہ کہتا ہوا۔



یک بل سلاط - برہمن کا کرم ست شاستر و نمین دیا پڑنا پڑنا جگ کرنا کرنا دنیا لینا۔ اور  
 انا کہتا ہوں جگت اور پکار کرنا وغیرہ میں اس برتی یا کرم سے جو کوئی اسکور دکتا۔ یا باز رکھتا ہے وہ  
 برہمن بنایا گیا ہوگا ہے آجکل کے سہارے دنیا ڈلوگ جو بڑے بڑے مندر بن کر بنیں  
 دیتا ہے۔ وہ برہمن اس خیال سے کہ جہان کی بدولت ہماری آجیو کا (دوری)  
 ہو ہی گئی تحصیل علم نہیں کرتے۔ اور ست شاستروں کے سپن پاٹن سے محروم رہتے ہیں  
 مندر بنانے والوں کو ہوتا ہے۔ افسوس اس پاپ سے یہ لوگ ہاتھی بنیں گے  
 یاں کیا کہ مندر بنانے والے ہاتھ مارے غور سے ہمارے اس نوٹ کو پڑھیں۔

ہم برہمن بننے والے پانی کی پچھلے جنم میں کھیاں تھیں اپنے والدین کے  
 وراثت میں نہیں جلتی تھیں۔ آپس میں دان لیا دیا کرتی تھیں۔ اور اس پاپ  
 دونوں اس جنم میں چھپریاں ہوئیں۔ اور آپس میں ایک دوسری کے  
 ملنے سے دو کہی ہیں۔ اور اس دوش سے انکا پانی ہی خراب ہے۔

کھیرنے سلاط - اس کہنا کے مہمان بچہ ہے۔ پانی کا طریقہ ہے کہ ہمیشہ نیچے جگہ میں ہوتا ہے  
 یا جب کبھی گڑے کا دوسرے گڑے میں پانی جانیے کسی قسم کی تکلیف ہی پانی کو نہیں ہو  
 گی کیونکہ انہی میں ایک لیول میں ہو نیسے پانی ایک دوسرے میں آتا جاتا ہوگا۔ اول  
 میں کا کوڑن سے باتیں کرنا۔ جیسا کہ پہلے کہا ہے چکے میں بالکل ناممکن ہے۔ دوسری  
 ان کا دوسرا پانی کو نہیں پیتا تھا (جیسے کہ آجکل سمندر یا اور گہری جھیلوں کا حال ہے)



زمین کی شوریٹ کی دہ ہوگی ایک ہی گائو اور ایک ہی شہر میں بہت سے گائو  
 پانی کھاری۔ اور ہتھوٹا میٹھا ہوتا ہے۔ یہ کیا کسی پچھلے جنم کے باپ سے ہے  
 ایک بچہ بھی بتلا دیگا۔ کہ پانی کی شیرینی یا شوریٹ صرف زمین کی تاثیر پر منحصر ہے  
 اونٹ پچھلے جنم میں برہمن تھا۔ سب کا دان لے لیتا تھا۔ کسی قسم  
 دان لینے میں اوسکو احتراز نہین تھا۔ اوس دوش سے یہ اس قدر  
 اونٹ ہوا۔ اور بن میں چکڑا پھرتا ہے۔

نوٹ۔ منوجی نے بھی برہمن کے کرموں میں دان لینا ایک کھدکرم لکھا ہے  
 کے برہمن جو دان لیتے وقت نیچ اچھ کچھ ہنیں دیکھتے جو کچھ ملتا ہے اوسکو حلاوا  
 کی طرح ڈکار جاتے ہیں۔ اس کہتا کے قول کے بموجب وہ سب اگلے جنم میں اونٹ  
 برہمن انت سے جب یہ کہتا سن چکا۔ تو انت نے کہا کہ چودہ  
 تیرے گھر میں انت پوجا ہوئی صرف ایک دفعہ کے انت توڑنے سے  
 نتیجہ ملا ہے۔ اب میں تجھ پر شن ہوں۔ جہاں سو شیلہ تیری است  
 وہاں تو جا۔ کوڈن بولا ناد استگی میں مجھے یہہ اپرا دہ ہوا۔ اب  
 میں تمہارا داس رہونگا۔ یہہ کہکر کوڈن سو شیلہ کے پاس آیا اور ادا  
 خاوند کو دیکھ کر بہت مشکلا چار کیا۔  
 نوٹ۔ انت کے بیان سے خود ظاہر ہے کہ چودہ برس تک اس کے گھر میں



اور انت کا ڈورہ باندھا گیا۔ اس سے کوڑن کی ٹاٹلی اور ناداستکی جیسا کہ ہم پہلے  
 کہہ چکے ہیں پائے ثبوت کو نہ پونجی۔ اس ڈورہ کے توڑنے کے وقت انت ایشراوسکو  
 گیان اور ہی دیکتا تھا تا کہ اسی وقت ڈورہ کے توڑنے سے باز رہتا جس سے برہمن  
 اور انت دیوتا دونوں تکلیف سے بچتے۔ اور یہ اتنا جھگڑا نہ ہوتا۔

جہت شرم جی نے سری کرشن جی مہاراج سے کہا کہ باخویش کے برت کا  
 یہ پہل ہوا۔ اگر خویش سے کیا جاوے تو اوسکا کیا پہل ہے اور اوسکے  
 کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ سری کرشن جی نے جواب دیا۔ کہ سونے چاندی  
 یا سوت کا انت بنا کر اوسمین چودہ گانہہ دیوے۔ اور پھول پھن  
 نئے وید مٹھائی وغیرہ سے اوسکی پوجا کرے۔ دو روٹیاں بنا کر اوسپر گئی  
 گور لگاوے۔ آدھی برہمن کو دیکر آدھی آپ کہاوے۔ چودہ برس تک  
 ہر سال اس طریقہ سے کرتا رہے۔ یہ انت شش کو سنسار ساگر میں ڈبو  
 ہوئے تاروتیا ہے۔ وہ کہی و کہی نہیں ہوتا۔ اس انت روپ کو ہماری  
 منکار اور منتے۔

نوٹ۔ بیان یہ کہتا ختم ہو گئی ناظرین انصاف سے خود ہی غور کریں کہ اس کہتا میں  
 کہاں تک رستی ہے۔ کہی ممکن ہے کہ راج جہت شرم جی جیسے ست بادی اور کرشن جی مہاراج  
 جیسے ہاتھ ایسی لایعنی کہتا اپنے مونہ سے نکلتے ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک خود غرض کی طرح



بناوٹ اور اختصار پر ریزی ہے۔ سونا چاندی یا سوت خود سی چہ نہیں۔ کہ جتھیں تیرنے کی نیت  
 ہو انیسے سبھی ہوئیں چہیزیں کیونکر شش کو تیرا سکتی ہیں یہی حال سونے چاندی یا نیت کے ڈرو  
 کا سمجھئے۔ اس نیت کے ادپاشک کس بہرہ پر سندسار ساگر سے پار اور تنگی اسیدہ کہتے  
 ہیں جب سونے چاندی یا سوت میں گیان اور کرم اندری ہنیں تو بہرہ گندہ نمی ایدہ  
 وغیرہ کے چڑھانے کا کیا فائدہ ہے۔ پہلے اس مصنوعی نیت میں حیو ثبات کرنا تھا۔ پہر  
 یہ لیلیا جتی تو مناسب ہوتا۔ اس کہتا کا مصطف معلوم ہوتا ہے۔ کوئی دیہاتی تھا جسے  
 اخیر گور گہی اور در دیون پر اس کہتا کو سمات کیا ہنیں تو نیت کی اس عہدہ  
 عہدہ ہو جنون کی کلپا کر سکتا تھا۔ نیت سرب بیا پی پریشہ کے ادپاشنا سے بیشک شش  
 سندسار گر سے پار اتر جاتا ہے۔ مگر اس نیت کی پوجا سے جبکا ذکر کہتا دالے نے کیا  
 سواد اسکے کر شش عدما شکوک اور سندیہ میں پڑے۔ اور کچھ فائدہ نہوگا۔ ہنہ طوالت  
 کے خوف سے نہایت مختصر نوٹ مناسب موقع پر دئے ہیں۔ من گوگم کہ این گن  
 آن گن + مصلحت میں و کار آسان گن۔ جو کچھ اصلیت اس کہتا کی تھی وہ دکھلا دیا  
 آئندہ ماننے یا نہ ماننے کا ریک کو اختیار حاصل ہے۔

بقلم خاکپائے درویش جہند و زنگیز



# آریہ سماج کے نغم

۱۔ سب سنت دویا اور وڈیا سو جو پدا رہتہ جا اجاتے ہین اُن سبکا آوی مولیٰ پر مشورہ ہر نو

۲۔ پر مشورہ سچ اندر سو پ نرا کار سر و شکیمان۔ نیا کاری۔ دیالو۔ اجنہا۔ امنت  
ترو کا ناوی۔ انوہم۔ سرو اوار۔ سرو کشور۔ سرو دیاپک۔ سرو تیرامی۔ اجر۔ امر۔ آ  
نت۔ پوتر۔ اور سر شٹی کرتا ہے۔ اوسی کی اُپاسنا کرنی یوگ ہے نو

۳۔ وید سنت وڈیا وڈکا پتک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑانا۔ اور سنا سنا سب  
آریوں کا پر دم دہم ہے نو

۴۔ سنت گرہین کرنے اور رت کر چوڑ نہیں سرو ودا اوت رہنا چاہئے۔ نو

۵۔ سب کام دہراناوسار۔ ارتہات۔ سنت اور رت کو وچار کر کرنے چاہئیں۔

۶۔ سنا لا اچکا کرنا آریہ سماج کا نہ اوش ہے۔ ارتہات تھاریک۔ آتمک اور ساما جک اوشتی کرنا نو

۷۔ سب سے پرستی پور دک۔ دہراناوسار۔ تہیا یوگ برتنا چاہئے۔

۸۔ اودیا کا ناش۔ اور وڈیا کی بردہی کرنی چاہئے۔ نو

۹۔ برتیک کو اپنی انتی سے ششٹ نہ رہنا چاہئے۔ کشو سکی انتی میں اپنی انتی سمجھنا چاہئے نو

۱۰۔ سب شون کو سرو دتھا اور وہ چوڑ کر ساما جک سرو تھاریک نغم پانے میں پرستہ رہنا

چاہئے۔ اور برتیک تھاریک نغم میں سب ششٹ رہیں۔

# اشتہار

مطبع ہذا میں کتب مندرجہ ذیل بکاؤ موجود ہیں اور نیزہ طرح کا  
 کام چھپائی فارسی و انگریزی کا چھپتا ہے جن اصحاب کو کسی کتاب کا  
 خریدنا منظور ہو یا کسی قسم کا کام فارسی اور انگریزی چھپوانا ہو تو <sup>جب</sup> <sup>بضاعت</sup>  
 سے خط و کتابت فرما دیں۔ اور خوبی خط و صفائی وغیرہ کام دیکھیں  
 خود ظاہر ہوگی۔ اپنی قلم سے لکھنا زیبا نہیں معلوم ہوتا۔

اننت چودس آریہ اور ہندو اور نستہ کی تحقیقات۔  
 رہنما دایہ متعصب پادریوں کی نا فہمی کا علاج مصدر فیوض

ایکا دشی مہاتمہ المشہر ششی لاسوری لعل شیگر گوٹ سبھی پریس فیروز





کتاب  
وینچتر  
سیر

میرزا

# الحیات الکریمہ فیروز آباد

یہ اخبار عرصہ پانچ سال سے جاری ہے معتمد دارگاہ سہی پور  
فیروز پور سے شائع ہوتا ہے اس مدت میں حسب قدر وادائے  
پیشگی کے با آریہ دہرم کی شاعت کی۔ آریہ بھدر یہ سنوں  
پوشیدہ نہیں ہے آریہ سماج کے متعلق تازہ ترین خبریں اور  
اس کے مفید مضامین ہر طرح سے قابل قدر ہوتے ہیں حالانکہ  
حملات جو وقتاً فوقتاً غیر مذہب والوں کی طرف سے آج دہرم پر ہوتے ہیں  
ان کے جواب دینے میں بھی تہ المقدور کچھ پرچہ کو تباہی نہیں  
مگر ابھی اسکی شاعت ہندو نہیں کہ سیلف سٹینڈ  
یا اپنی مدد آپ کر سکے لہذا اگر ارش ہے کہ جن صاحبوں  
وز ابھی آریہ دہرم سے انس و محبت ہے وہ ضرور خریداری کر اس  
کی امداد فرما دیں  
المشتہ لاہوری ان اخبارات کے گٹ چھاؤنی فیروز پور خیاب



# خیالات آٹا دہری

حصہ اول

مصنف

الانوارین داس صاحب آٹا دہری یاشر فیض کراچی

کیو تہیلہ

حسبہ الیما

الانوارین داس صاحب آٹا دہری یاشر فیض کراچی

۱۹۶۰ء ۸۵۴۹

مطابق

۱۹۸۱ء

مطبع نجف خاں قومی کیو تہیلہ میں کارڈ انسان کے

چھاپا

# ایکو برسم دویتو ناستی

فقیر۔ اپنے خیالات کو وقتاً فوقتاً شایع کر کے اپنے احباب  
 کی نذر بطورے برگ سہرست تحفہ درویش پیش کرتا رہا اگر  
 کوئی صاحب ایک کاپی سے زیادہ خریدتا تو چاہے لاگت سہ زیادہ  
 کا خواہاں نہیں ہوتا۔ کیونکہ تصنیف اور تالیف سے منشاء کسی  
 قسم کے ذاتی فائدہ اوٹھانے کا نہیں۔ بلکہ اصلی مدعا یہ ہے  
 کہ ہمارے ملک کے لوگ جو بہ باعث نا فہمی اور جہالت عیار  
 کوٹھکی چالاکی میں نہمیں جاتے ہیں محفوظ رہیں اور صریحاً



یہ کہہ کھا دین۔ نظر بران جو بدر سوم اور بد عتین اس وقت  
 زورت کھنڈ میں پائی جاتی ہیں ان کو بطور سوال و  
 جواب پیش کرتا ہوں۔

اے آریا ورت تیری حالت اگر قابلِ افسوس نہیں تو  
 کیا ہے تو معدنِ علوم و فنون اور کل ملکوں کا سر تاج تھا  
 اور اب قلم و مشق و وادیِ جنوں کا نشانہ بنا۔

ہائے آریا ورت جو جو کمزور۔ فلان سفر۔ جو دم۔ علماء و فضلا  
 تیری اولاد میں پیدا ہوئے تھے اب کہاں چھٹے ہو گئے اب اگر  
 زندہ ہوتے تو کتنا کچھ امنوس کرتے اگرچہ سری سوامی یا  
 سستی اور منشی گنہیا لعل الکبہ و پاری کے  
 پیدا ہونے سے کچھ ریاضتِ معاش ہوئی مگر اب تک ہمارے ملک  
 میں لوگ تیری مددِ قلمی و قدمی درمی کرنے کو کمر باندھیں

کب نتیجہ قابل اطمینان نکل سکتا ہے۔

ٹاکے آریادرت کہان وہ ہمیں سین جیسے صاحب ہمت  
 بیاس بالیک جرجو دہن اور بکرماجیت جیسے مہاتپیش  
 ہو گئے۔ اب پترے سنسان کا ستیاناس ہو گیا کہ تار برقی ٹیلیفون  
 وغیرہ سے گفت و حیران ہیں کہی وہ زمانہ تھا کہ سینکڑوں کوڑوں  
 پر سب سے پڑ پڑتے پڑ پڑتے تھے اور ایک منٹ میں جہان چلتے  
 چلے جاتے اب ڈاک خانہ کے انتظام سے حیران ہیں۔

ٹاکے آریادرت تیری دختران میں سے لیلواقی سندھ  
 ستیا جیسی تعلیم یافتہ کہان گئیں اب بالماقابلہ اُنکے چرخہ زنی  
 خوش راگ کے سوا مے کچھ جانتی نہیں۔

اے پرتھو سرب شکشا تیری کر پا اور دیاستی در دشا  
 دور ہو سکتی ہے۔



صاحب فقر کی تصنیف اور تالیف پڑھ کر خوش ہوں اُسے  
مکاؤ است کارینین۔ کیونکہ ۵

مردیدہ نامدن درست پدگروست ہتی است وچشم پڑاست  
بوصاب ناپسند فرماوین اُسے لگہ نہیں کیونکہ ۵  
ن خیال خوش خبطے دارو ۵

فقیہ سافر  
زاین داس آتما دھاری

جیکبھی مین دیوی دیوتے کے سذر یا کسی بزرگ  
مزار پر جا کر سجدہ یا سلام کرتا ہوں آپ ہمیشہ مجھ پر لعن  
ہتے ہیں اور یہ کہا کرتے ہیں کہ مسچر اندر پر ماتا  
رب شکیمان چہ اسکے آگے سر جھکاؤ اور نسل پر ہتھامینو

پار ساعورت کے چوائے ہی خاوند کی رضا ہوتی کو مقدم  
 ضروری سمجھتی ہے بنو۔ اور نہ مثل بوچارنی عورت کی جو  
 کی خوشنودی ضروری سمجھتی ہے نہیں بننا چاہے۔ حالانکہ  
 مجھے چند یوم سے باری کا بخار آتا تھا ہر چند علاج معالجہ کیا  
 کچھ فائدہ نہوا۔ ایک کھلٹھ منہ دھو منت مانی آج مجھے  
 نہیں ہوئی۔ گویا میر صاحب کی بدولت شفا حاصل ہوئی۔  
 جواب دیو لینے فرشتہ بدوان پرش کو کہتے ہیں اور دیو  
 اسکی مونت ہے اور وہ مورتی جو مندر میں رکھی جاتی  
 کسی ڈھالی ہوئی دھانت یا تراشی ہوئی پتھر کی یا فوٹو جو کاغذ  
 اٹری ہوئی ہے آدمی کے ماتھے سے بنی وہ نہ کہاتی پیتی  
 اور نہ چل پر سکتی ہے۔ اور وہ مزار کسی مدفونہ لاش کی  
 نام ہوا اور اس صاحب کو جسکو اس جہان سے کوچ کئے



ہو گئے۔ اور انکی بہ بیان کو کرم بھی کھا گئی اور کسی قسم کی  
 نیلے طاقت نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ ہماری آواز کو سُن کر تعجب کا  
 اظہار ہے کہ آپکی درخواست کو انہوں نے کیونکر سنا ہوگا۔ باقی رہا  
 کہ اتفاقات کتنا عجیب اُس سے زیادہ حیرانگی وہ ہو کہ جب اُنکا  
 تہہ ہی نہیں اور خواہ جس قدر نہیں رکھتے وہ کیونکر اور کیا کر سکتے  
 ہیں ثابت ہوا کہ یہ آپکا خیال یعنی بہرہ ہے۔

مراض۔ پہلا اگر اُنہیں کچھ طاقت ہوتی تو میرا باری کا بخار  
 کو اتر جاتا اور برسوں سے اس جگہ ہر سال بڑا بیماری  
 ہوتا ہے اور ہزاروں کی مرادیں بر آتی ہیں اور منتیں چڑھتی  
 ہیں۔ اگر اُس میں کچھ طاقت ہوتی تو ایک ہی وہاں نہ جاتا  
 کہ فریاد کیا گیا ہے کہ چند امراض ایسے ہیں کہ جنکا کوئی علاج  
 نہیں کرتا۔ اور وہ بیماری خود بخود رفع ہو جاتی ہے

مثل ماما یعنی چھوٹا اور طبابت سے صاف معلوم ہوتا  
 کہ بعض اوقات طبیعت مرض کو خود بخود رفع کر دیتی ہے اور  
 لوگ ایسے دیکھتے ہیں آئے ہیں۔ کہ وہ علاج معالجہ کچھ ہی  
 کرتے اور اچھ ہو جاتی ہیں۔ گویا یہ سمجھنا چاہئے کہ ایسا ہی  
 تھا اور مرض کو رفع ہو نیکا وقت آگیا تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ مراد  
 پوری ہوتی ہیں۔ آپ سو آدمی ملکر ایک دیوار پر درخواست شاہ  
 حضور ہو اور تجربہ ہو چکا ہے کہ چند آدمیوں کی سنگھنا ضرور بالضرور  
 بر آویگی گویا ایسا ہی ہوتا تھا۔ جسکو سبھاؤں کہتے ہیں اور جو  
 وہاں بہت ہی آدمی جمع ہوتے ہیں اُسکو بھیڑیہ بھی کہتے ہیں  
 شہور ہے۔ کہ ایک صاحب نے تجربہ کر کے دیکھا کہ ایک جگہ مردہ  
 لیکر دفن کی اور شہور کیا کہ حضرت پیران پیر ڈاڈھ پیرا سبک  
 ہیں پہلے جمعرات آپ خود چراغ جلا یا اور دوسری جمعرات



دو چار عورتوں کا جھرمٹ دیکھا۔ حقوڑے ہی عرصہ میں چڑا دی  
 گئے شروع ہوئے اور میلانا ہونا شروع ہوا۔ کئی نرج کے لوگ  
 میں اور میلانا دیکھ کر جاتے ہیں۔ چلو یا رواج تو میلانا عورت  
 ایسا ہی کی آنکھیں سینکے۔ بڑے پڑے کاٹھ کے آلو اور دہوتی  
 بنا دینی جو روکے غلام۔

تھراؤں خیر کیا وہ اچھی آدمی نہ تھے اور کیا قبروں کو  
 بنا برا ہے۔

ج۔ ماں بعض تو ان میں اچھے آدمی تھے اور بعض محض  
 کی چرسی جاہل اور خدا عیوب سے معیوب۔ اگر اس نیت  
 تیر کو دیکھا جاوے کہ دنیا مقام فنا ہے اور اس جگہ خواہ باؤشا  
 مرد خواہ فقیر سب نے اسی خاک میں ملنا ہے۔ جیسا کہ اکبر و شاہ  
 عیوبی عدالت کے سامنے قبر نبائی تھی چوہر وقت یا دہشت  
 کی تھی جسکے خوف سے وہ ظلم نہیں کرتا تھا اور دل میں بھی

دارا مانہ جم نہ سکندرسا باوشاہ بہ تخت زمینہ سیکر دل  
 چلے گئے۔ تو کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ داناؤں نے فوتے  
 کہ جنازہ کے ساتھ اور سہرائے میں روزمرہ ہی اگر ممکن  
 چاہیے تاکہ وہاں میراگ اور گیارہ کی اُپنی (عشرت) پر  
 اعتراض میں ایک ایسی دلیل سوچی جو حضور آپ بہت جلد  
 ہو جائیگی اور لازم آئیگا کہ مثل ہمارے آنکھ رو برو سجدہ کریں  
 دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص چھت پر بغیر سیرھی نہیں چڑھ سکتا  
 بغیر وہان دربار میں حضوری نہیں ہو سکتی۔

راج اگر آپ ذرا سا بھی غور و تامل فرمائے تو ایسا سوال ہرگز ہرگز  
 آپ کی رائے میں ویلومی ویلوتے بمنزل اہلکاران اور وہان میں  
 تسلیم کیا کہ بادشاہ کو ضرورت اور احتیاج وزرا اور اُمرا کی  
 علاوہ ازیں جس قدر ضرورت اور احتیاج بادشاہ کو ہوتی ہے  
 رکھتا ہے۔ اس پر ثابت ہوا کہ بغیر دو دوسرے شخص کے وہ



سکتا۔ اور کل نظم و نسق ریاست تعلق غیر و نکلے کی ہے  
 محتاج بالغیر ہے۔ فقیر کے خیال میں حد احتیاج بالغیر نہیں  
 کہنے سے پہلے جو وقت اچھا یعنی خواہش ہوئی  
 سارا وقت کہ دیا اور جو دیوی دیوتوں کو ہنزل اٹکارا  
 ہو۔ اور اپنی رسائی بارگاہ عالی تک شکستہ جاتے ہو  
 ہری شاہ رگ سے نزدیک ہو۔ اسکو ایسی ملازموں کے  
 حاجت نہیں وہ سرب تسلیاں یعنی قاور مطلق ہو اور  
 کی اس پر کھتری ہو یہ بالکل غلط فہمی ہے۔ نوشیرواں  
 بیٹے کو قتل کروایا تھا۔ وہ اسو اسطی کہ ریاست کا انتظام  
 ہے اور مصطفیٰ کہلاوے۔ کیا خدا جو نیا کاری یعنی عامل  
 کیسی شکیکا

اس کا ذکر بہت کتابوں میں پایا جاتا ہے اور انکی  
 میں درج ہے کہ  
 منصب کو چھوڑ دیا سمجھو۔ جس قدر کتب ہائے میں ایسی مذکور

درج میں غور کر کے دیکھنا چاہیے کہ بعض اصحاب اہل عرض  
 اپنے فائدہ کیواسطہ جو کچھ چاہا لکھ دیا۔ کتب مقدس مثل دیود  
 شاستر میں آکا ذکر کہیں پایا نہیں جاتا۔ جب آریادرت میں  
 جہا بہارت ہوا۔ علما و فضلاء اور روسا قتل ہو گئے اور  
 جہاں دیدوشاستروں کی یونیورسٹیاں تھیں بند ہو گئیں اس  
 ملک میں کمال اندھیرا چھا گیا۔ ہر ایک اہل عرض نے اپنی  
 مطلب کیواسطہ کتب ہائے تصنیف کیں اور نام مصنف بیان  
 رکھا۔ اور اصل گزشتہ پوران وغیرہ زمانہ جہالت کے بنی میں  
 سوناٹھ سندھ اور سٹانہ نئی مسجدیں اور مقبرہ جہکی نصیحت  
 پوجاریوں اور عجاووں کے زبانہ میں اپنی تونیواوں کا  
 بگاڑ نہ سکھ اور اینی دشمنوں کے سامنے جنہوں نے انکرمال  
 اسباب کو غارت کیا چوں نہ کی اگر انھوں نے کچھ سنوارا تو  
 عجاویدوں اور پوجاریوں کا جو مفت کا مال مارے ہیں  
 خوب مزہ سے شکم پری کرتے ہیں۔ پوران راجہ بیج کے



۱۳  
 نہ بخیر تھی۔ اور بہت ہی لختور۔ کا عرصہ کے بنے ہوئے ہیں  
 اور ایسے وقت میں بھی کہ جب ہندوؤں نے دیکھا کہ کتب اہل اسلام  
 میں یہ بات لکھی دیکھ کر لاکھوں مسلمان ہوئے جاتے ہیں کہ  
 حضرت محمد صاحب نے شق القمر کیا اور معراج میں گئے۔

محمد  
 انھوں نے راہیں میں لکھا کہ ہنومان جو ایک ادنیٰ بندر سری پا  
 جیو کی فوج کا تھا سورج کو نگہ کی۔ اور سری کشن بہاراج کا چاند  
 کھلونا تھا۔ اور ساون جسکو دس سر رکھے اور جب پانی میں کھڑا  
 ہوتا تھا۔ مسند زانو تک آتا تھا۔ اور کنچہ فرن اسکا بھائی جو نو  
 ہینہ کا پکا پکا یا کھا جاتا تھا۔ سری راجندر جیو نے انکو خاک  
 میں ملا یا وغیرہ۔

اگر لکھے کو ہی مانا ہو تو لیجئے کہ ایک شخص بٹے رہنے بیٹے کو لکھا  
 کہ تمہاری عورت رائد ہو گئی اسنے رنج و اہم کرنا نہرو ع کیا۔ ایک دانا  
 نے پوچھا کہ کس طرح ممکن ہے کہ تمہاری حیات میں تمہاری عورت رائد  
 ہو گئی۔ اسکو کہا یہ تو سچ ہے۔ مگر کیا میرے بابا جیو نے چوٹ لکھا ہے۔

اعتراف۔ آپ تو ہمہ اوست کے قابل ہیں پھر فتور پرستی کو کٹوں منع کرتے ہو۔

ج خوب سوچھی۔ بھلا اسکا جواب فقیر یوں دیتا ہے کہ جب ایسے سرگ یعنی ہر شے میں موجود ہے تو کیا مجھ سے جدا ہے جیسا کشتی ورن دریا اور دریا ورن کشتی پھر کون اور کسکی پوجا کرے۔ ہر ایک بت کو اپنا بتخانہ میں دعوائی خدائی کا کہیں ہم کسکی پوجا اور چڑاویں کسکو چنن ہم ایک اور واما کا قول ہے۔

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ خود رند سید کشت خود بر سران کوزہ نہ پذیر بر آید شکست و رواں شد پیرا تہا کی عبادت جو سرگ اور سرب شکستمان ہو ہم کو کیا یوگ یعنی (فرض ہے) اگر ایسے جلوہ کو ہر شے میں دیکھ کر کیا جاوے حق ہو۔ مگر ایک شو کو جو شجر بھوت سے بنی ہو۔ شکستمان سمجھہ ایسے رو برو سجدہ کرنا کسی طرح روا اور جائز نہیں۔



اعتراف کیا ہم انکو غٹ اور ادب کی نگاہ سے نہ دیکھیں  
اور کیا مسلمانوں کے بزرگ ہمارا کچھ نقصان کر نیگے۔

حقیقت یہ منشاء نہیں کہ آپ انکو مغربی اور حقارت کی نظر سے  
دیکھو۔ اور کون شخص ہے جو اپنے بزرگوں کو تعظیم کی نگاہ سے نہیں  
دیکھتا۔ مگر اس حقیقت کو اپنا حاجت روا اور گنتی کا دانا سمجھنا۔ محض  
ایک ہے (فرض نہیں) نہایت شرم اور افسوس کی جاہ  
اس ہندو کیلئے کہ جسکی بزرگوں نے اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے کار نمایاں کئے  
اور ہمت اور طاقت دکھلائی۔ جسکی کل مذاہب خوشہ چین میں  
آج وہ غیر مذہبی تہیوں کو پوجتے ہیں جو ہمارے دھرم کے ذاتی  
اور جانی دشمن رہے ہیں۔ ہمارے نادان بھائی یہ نہیں سمجھتے  
کہ اگر وہ فرار کسی پکے دیندار کی ہے (اور دیندار وہ ہے جو  
ام السیف کیے اور ہزاروں ہندوؤں کو تہ تیغ کرنے سے امیر المومنین  
کا خطاب لے) جیسو کہ ادا کرنے کے بعد بہت شخصوں کو اپنی مذاہب

میں ملائیے پاوری بجاتا ہے وہ کوشش کریگا کہ تمہارا حق  
میں بجائے نیک دعا کرے کہ تیرے۔ اگر وہ دیندار نہیں اور  
اپنی مذہب کی پابندی پر پورا پورا عمل نہیں کرتا تو سمجھو کہ  
خوشن گمست کر رہی گئی۔

**اعتراف میرے** دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سی عمر رسیدہ  
خرو نکے ماں جنکی ستر یا اسی سال کی ہوتی ہے۔ مسالوں مندر  
اور مزاروں سے رجوع لاتے ہیں اور انکی کریا سے اولاد ہوتی  
ہے۔ مسالوں مندروں مزاروں کی کریا سے تو شکل ہے  
کنو کہ لاف آنچر یعنی قانون قدرت کے برخلاف کسی مجال  
جو دم مارے مگر ماں انکے پوجاریوں اور مجاوروں کی بہت سی  
تو ایسا ہو سکتا ہے۔

**اعتراف کیا آپ بت پرستی نہیں کرتے۔**  
**ج** فقیر ایک بڑا بھاری بت پرست ہے۔ تمہارے بت



نھے اور بخاروں اور سنگتراشوں سے بنے ہیں۔ میرے بت  
 کے پیٹ میں گل پر ہمنڈ ہے۔ اور سنگتراشوں اور بخاروں کو  
 پیدا کیا۔ تمہارے بت کو اس ضمنہ سے پتر ایں۔ میرے بت نے  
 اپنے بنائوالوں کو عقل اور تیز سے بہرہ مند کر کے قدر کاملہ دے  
 دی ہے۔ بت کو مقصیوں نے پھوڑا۔ میرے بت نے ان کو رنے  
 والوں کا سر پھوڑا۔ تمہارا بت صحیح ہے اور بے حس و حرکت ہو  
 سیرا بت۔ سرگ پریم آئند آہنشی لائیرل آکھہ نیچن  
 نتر جانی ویاو۔ جہنا نیا کا جی سرت سکیٹان ہو۔

س جاو و کیا چیز ہے۔

ج جاو و راک ہو حسن ہو۔ لیاقت ہو۔ علم ہو فصاحت  
 ہے۔ وائی ہے۔ اور سب سہی براہو ہے۔

کیا پوچھا ہو تو عمل نقص و محبت ہو چلتا ہوا غویہ سمجھہ نقش درم کو  
 اور جو سنا جاتا ہے کہ فلاں مرد نے فلاں عورت کو جاو کے زور  
 سے قابو میں کیا۔ یا فلاں شخص نے فلاں عورت میں سہی چھو چیل

کو جادو کے زور سے نکالا۔ اور بنگالہ ولس میں آدمی سے پیدا  
 بنا دیتے ہیں یہ سب واسیات اور پجریات۔ ہے۔ گوکہ جادوگر کے  
 ایسی حالت ہوتی ہو کہ نان نشینہ۔ سے محتاج۔ گویا اسپر بھی قادر  
 نہیں کہ خوشحال رہے۔ پھر کوئی یقین کیا جادوگر کہ جادوگر ایسا  
 اور ویسا ہے۔ اور تعجب کا مقام ہے کہ چھو چھو کرنے سے اس کا اثر  
 پر کوئی نہ ہوتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ الفاظ جادو بمعنی  
 ہوتے ہیں اور کچھ منہ میں بڑبڑاتے ہیں۔  
**اعتراف** کیا الفاظ کا اثر دوسرے پر نہیں ہوتا۔ جب  
 گالی دیجاتی ہو اور جسکو گالی دیجاتی ہو کیا وہ ناراض نہیں ہوتا۔  
 ج مسلم ہے کہ گالی کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ لیکن جو گالی دینے  
 ہے اور جسکو گالی دیجاتی ہو دو لونی روح میں اور ان الفاظ  
 کے کچھ معنی ہوتے ہیں اور تمیز انکو اچھے اور بُرے سمجھنے کی  
 ہوتی ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ بمعنی الفاظ کا کیا اور کہاں  
 ہوتا ہے۔



عقرا صنی پہلے آپ یہ بتا دیں کہ جسکا وجود ہوتا ہے  
 اسکا نام رکھا جاتا ہے یا نہیں اور دوسرے یہ بات ہے کہ حضرت  
 محمد صاحب کو جادو کیا اور وہ بیمار ہو گئی اور حضرت عیسیٰ نے  
 اسکا ایک معجزہ بھی دکھلایا اور ہندوں کی کتب میں تو اسکا جا  
 جادو ذکر ہے۔

پہلے سوال کا اتنا ہی جواب کافی ہوگا کہ بہت سی ایسی  
 چیزیں بنکا جو وہ نہیں اور چیز ہے۔ مثلاً بیجا عفتا۔  
 ایک جادو کرنے ایک دفعہ ایک کاسر کاٹ ڈالا۔ اور  
 منٹ بعد اسکو زندہ کیا۔ کیا ممکن ہے کہ سر کاٹا زندہ ہو جاوے  
 اسکا نام شعبہ ہے۔ اگر انکا کچھ وجود ہوتا۔ تو کاش کے  
 ریز اسکو شہ پر آزما دیکھتے اور کام میں لاتے۔ محمد  
 صاحب پر جاوے ہو جائیکے مسلمان قائل نہیں اور اگر بالفرض  
 اسباب میں لکھا ہے تو اسکی افیلر گل بکادی رہیں کر سکتے

ہے

کہا لائق اعتبار میں ہے

اعتراف کیا پھر آپ بھوت چریل کی ہستی کے قائل

نہیں

ج بالکل نہیں۔ بھوت کے معنی میں گزر گیا ایسے ہی فارسی زبان

تین زمانہ میں ماضی حال مستقبل۔ انگریزی پریزنٹ

پاسٹ۔ فیوچر۔ اور شاستری میں بھوت پرتان بھوکش

چریل مونٹ بھوت کی ہر اور ایک ڈرامائی شکل کا نام فرض

کیا ہوا ہے۔

اعتراف بہت دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کبھی عورت یا مرد کو بہت

یا فقیر بکری بیٹھا ہے اور نجاست کی دہونی دیتے ہیں اور کچھ نہیں

پرہیز نہیں پھر اسکو بتاتے ہیں۔

ج آدمی یا عورت کے دماغ میں فرق ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں

اور ایسا ہو سکتا ہے جو علاج سے تندرست ہو سکتا ہے لیکن جو نہ



سے شقیاب ہوئے تھے وہ سمجھ لیں کہ کچھ وال میں کلا ہو یا تو وہ  
 جادو کو ڈراتی ہے یا اپنا رعب کنبہ میں ڈالنا چاہتی ہو یا کسی کو کچھ  
 دینا چاہتی ہو یا اپنے آتش کو ٹٹے چاہتی ہے وغیرہ ورنہ انکی کچھ  
 اہلیت نہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جادوگر جو اپنی حیلوں  
 کو بہراہ لیکے اور گائو بگانو اور خانہ بخانہ پھرے۔ لیکن کسی عورت  
 نے اسکو دودھ دیا جبکہ حیلوں نے حسب ہدایت گورو نہایت  
 جلا کی سے شیر کا گوشت جو اسے پاس تھا پھپھوں کے منہ کو نہایت  
 جلا کی سے ملا۔ جب گاؤ وادہ جنگل سے آئیں اور دودھ کو ہنی کیا  
 آئیں چھوڑی گئیں۔ جو ہمیں گڑوں کو گوشت شیرانی پہلا گ۔  
 انات شروع کیا۔ اور دودھ بالکل نہ دیا۔ اسی وقت انکو یاد آیا کہ فلاں  
 جادوگر یہاں سے گزرا تھا۔ شاید انھوں نے جادو کیا ہو گا مجبور لوگ  
 جادوگر سے رجوع لائی جبکہ انھوں نے سچے ہانہ کی گڑوی منگوا کر  
 نہیں بڑبڑا کہ پھوٹا اور چین کیا کہ جا کر فوراً پھپھوں کے منہ کو

صاف کرو۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا اور گاؤں مادہ نے دودھ دینا  
 شروع کیا۔ لیکن صاحب ایسی چالاک کی کا نام جاوہر۔ ہمارے بزرگ  
 مسمریزم کے قاعدہ سے جو یوگ فلاسفی کا ایک حصہ ہے اس طرح  
 جاؤں گیا کرتے تھے کہ شیر اور سانپ وغیرہ خوشخوار جانوروں کو  
 مسمریزم کے قواعد سے قابو کر کے انکو زیر حکم اور تابع بنی کر لیا  
 کرتے تھے۔ چنانچہ شیر پر سوار ہونا اور سانپ کو گلے میں ڈالنا  
 ایک معمولی اور آونی بات تھی مگر دوسرے ذی روح کو نقصان  
 پہنچانے کی طاقت کسی جاوہر میں آج تک نہیں ہوئی اور قاعدہ  
 مسمریزم سے بعض امراض جسمانی پر بھی حکم رکھتے تھے کہونکہ  
 مسمریزم سحر اور جھوٹ پر اثر ہو چکا ہے مگر اسوقت جو جاوہر  
 مشہور ہے کہ دوسرے کو اسے نفع اور نقصان پہنچا رہے ہیں۔  
 واسطی دوسرے روح اور جسم پر قادر رہتا ہے۔ یہ امر بالکل ناممکن  
 اور فضول ہے۔



اس مزید بعد کیا ہوگا اور انسان مر کر کہاں جاتا ہے۔  
 ج یہ کسی سپر زاوہ یا برہمن سے دریافت کریں کہونکہ ان کے بزرگوں  
 نے اسطرط کو نشان دیا ہے اور حسب طبع اہلکامان جنگی کسی چیز کا محصول  
 لیتے ہیں اور دیا پاراوتازینک واسطی پیسہ دیتے ہیں اسطرط اٹھوں  
 نے گاؤں واوہ اور بکراؤچ کر لیا اور جمعہ کی روٹیاں لے دعویٰ ہو چکا  
 کیا ہے۔ لیکن افنوس ہے کہ رسید یا مال واپسی کیسی دستخطی نہیں  
 لائی اور یہ ہی کہتے ہیں کہ درخت طوبے یعنی کلب پر چھ بہشت  
 میں ملیگا۔ اور ابچہرا حور و عثمان کا مشوق کیا ہے ان سے دریافت  
 فرادیں۔ اگر مجھ سے ہی پوچھا ہے تو لیجئے۔  
 ہرگز نہ ملک عدم سے کوئی کہ میں پوچھوں تو راہ سے  
 مسافر کو کہو منزل پہ کیا گزرتی ہے  
 ہر گز نہ مل پھر روچک (تحریص) واک میں چٹا رہتے تحقیق اور  
 ان باتوں کو فضول اور بچر سمجھتے ہیں۔  
 اس برہمن کی تعریف یعنی لچس کیا ہے اور کیا ذات کا برہمن ہو سکتا

۴۔ اور انہوں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ہمارے  
لنگ کی حالت ابھی کرپا سو پہلے کی نسبت اب ترقی پر ہے

یا تنزل پر ہے

ج جھم جانا سی شور و سنسکار ابھی دو جا وید پائشی  
پیر برہمن جانیانی برہمنہ

یہ شاستری صاف لکھا ہے یعنی جھم سے سب شور میں  
سنسکار سے دوج یعنی ولش اور وید کا عالم اور جو برہمن کو  
برہمن ہو۔ اور علاوہ اسکے ساتھ ہی یہ جھم کرم کرے۔

وید برہمن۔ وید پیر مانا۔ وان وینا۔ وان لینا۔ جگ کرنا

جگ کرنا۔ پس ثابت ہوا کہ جو مفضلہ مالا امور کا عالم ہو

وہ برہمن نہیں شور ہو۔ اسوقت اگر کوئی ایسے برہمن کی

تلاش کرے۔ اسکو شاید وہ صفر ملی جبکی تعریف اقلید

میں ہے۔ سرتی اور سمرتی اضاف کا ترازو ہاتھ میں لے

صاف فرماتے ہیں۔ اور جو محض لمبے لمبے ٹک ٹک نکال ایتی



کرتا ہی۔ اور اوچاران محض کتھاست نارائن ہی جانتا ہے  
 سکوپرہن کی طرح بھی کتھاست نہیں اور دھرم شاستروں میں  
 سکوپرہن نہیں لکھا اور جو دلو اور دلو۔ برہنگ نام کتھاست ہیں  
 اور اووان ہو کر ذاتی کا فخر کرے تو اس کے سوا ہے اور کیا کہنا چاہیو  
 کہ سراسر غلطی پر ہیں اور رفت کی مشیت جانتے ہیں۔ ہر ایک  
 ذات کا مدار کرموں پر ہے۔ چنانچہ نظیراً لکھتا ہوں کہ بسواتر کتھاستی  
 سے بیاس کھاری سے بہارہ دواج شو و رانی سے اور سری رام چند  
 جو اور سری کشیدر جو چھترانی سے۔ لیکن اعمال حسنہ کر نیسے اہل شہود  
 سجودینگے۔ میں ثابت ہوا کہ برہمنی کے شکم سے پیدا ہونیکو برہمن  
 نہیں کہتے۔ جب یہ کرموں سے رہت یعنی بیعلم رہیں تو وہ مثل مولیٰ  
 کہ آپ دہلی برہمن اچھا ہی ڈوبے۔ جب یہ خود جاہل رہے  
 انھوں نے کوشش کی کہ ہکو بھی نہ پڑے پڑے کاٹھ کا الو بناویں  
 چنانچہ پلا حکم یہ دیا کہ غیر ذاتی کو وید پڑھنا ادا ہکا رہیں۔ اس  
 مقصد اور خود غرضی نے انکو ایسا بہرا کر دیا اور نہ جانا کہ جب پر ماتا  
 رت کرتا ہی ہر ایک جگہ یکساں کرتا ہی۔ جیسے برہمن کے گھر ویسا



مہتر کے کیونکہ جو شو پر میٹر کرت ہے وہ ہر ایک کیواسطی مساوی اور حق رکھتا ہے۔ مثل ہوا پانی وغیرہ عناصر۔ میٹر کرت ہیں بلا تہ ورن ہر ایک استعمال میں لاسکتا ہے۔ اس طرح اگر ویدائیت کرت ہے تو ہر ایک کا حق اُسکی طرف منہ اور عمل کر نیکیواسطے برابر ہے تعجب کی بات ہے کہ برہمن ایسی دعویٰ سے کہتے ہیں جیسی گویا اسکا کاپی رائٹ خدا نے کیونکہ نہیں دیا۔ اور نہ کوئی اور پڑھنے کا ادھار ہے۔ دیکھو ایک منصف مزاج نے کہا ہے ذات پات بوجھے نہ گوہر کو بچھے سوہر کا ہو۔

ایسی حالت میں ہو کر ہندوؤں نے چون نہ کی ہم بالکل سو رکھ ریگڑ۔ انکی زبان آئی کہ من گھڑت دیوی دیوتوں کو پوجانا شروع کیا اور انکے پوجاری بھو آپ تہ اور ترلقمہ کھاتے لگے اور خود جو تکلف برہمن چرچ اور حصول علم میں کرتی تھیں گئی اگر اور ذاتوں کو وید شاستر پڑھنے کی اجازت دیتے انہیں دو نفقہ ملے تھے۔ اول خود محنت کرتی پڑھتی تاکہ جس امر میں دی ہمسے منہیات رکھتے تھے۔ یعنی بدیا میں محنت نہ کر لی پڑے۔



ان پڑھ مثل اندھون کے ہونے میں پس جو چاہا کہا اور چاہا  
 لایا۔ ایک نظیر لکھتا ہوں نظیر ایک طالب علم مثل اسکول  
 نہایت چالاک اور ہوشیار ذات کا برہمن تھا۔ ایک  
 ہوتی پر شاہ کے سرادہ کرانے گیا۔ لوگوں نے چلتے وقت اچھا  
 دیکھا تو بجز دروازہ مشن اسکول اور کچھ دیکھا۔ یہ نہیں اور شاہ  
 کا ایک اکثر بھی نہیں جانتی جا کر کیا کرو گے۔ اس شخص نے راج  
 طالب علم نے جواب دیا کہ ہماری بزرگوں نے تم سے وہ سلوک کیا  
 جو مسلمانوں اور عیسائیوں نے ہی نہ کیا سرادہ کرانے وقت  
 وہی اس احکام انجیل اور دعا جو آسمین مندرج تھے پڑھے اور  
 آپ سے زیادہ ٹکے لایا۔ جواب دیا کہ اومکار اور ملی اومکار  
 الفاظ نے ٹکے جاہل اور مورکھ رکھا۔ اگر وہ پڑھا ہوتا مجھ کو ضرور  
 شامیری پڑھنی پڑتی اور مفت میں تکلیف اٹھاتا۔  
 اب دیکھ لیچو پڑھے اور نہ کڑھے مگر تمہاری گورو۔  
 پھر جو حیوانوں کا پرآز اور پیشاب طمانا شروع کیا۔ جب دیکھ لیا  
 مثل حیوانوں کے ہو گئی اور چچ گپ کو خوشی سے چہک گویا پھلو



پانچون گسی مین - فقیر نے ایک خاص انگریز کی زبانی سنا  
 کہ ہندوستانیوں کو انگریزی نہ پڑھانی چاہیو۔ جب وہ پوچھی  
 گستاخ ہو جاتے ہیں۔

یہ آریا ورت جسکا نام سریشٹ یعنی اعلیٰ تھا اور جسکے دیکھنے  
 بڑی بڑی بادشاہ مشتاق تھے۔ اور یہاں سے بید اور ہندو  
 سکندر بادشاہ نے طلب کئے تھے اور جو علوم و فنون کی کلاں  
 علم موسیقی علم سلاحت جڑ ثقیل جغرافیہ تواریخ منطق  
 حساب ہندسہ مین پوری پوری واقفیت رکھتے تھے کیا ادبی  
 اعلیٰ سب کی سب لایق ہے اور لاکھوں روپہ کا مال تجارت  
 کو جاتا تھا۔ اب وہی آریا ورت ہی جسکا میوہ پوٹ مشہور  
 آریا ورت کھنڈ اسکا نام ہندوستان یعنی کافر و کلم  
 اسکا نام رکھا گیا اور ہندوستانی کا لالوگ جو ٹھکانہ  
 اور غیر قوم کے جھوٹا کھائیں ڈوٹے دٹے گویا بکے  
 ہمارے استیصال مین کوئی دقیقہ نہیں رہا اور لاکھ  
 ہمارے بہائی غیر قوم مین چلائے۔



ج ہے پناش کا ہے پیرت بدھی یعنی جب بُری دن آئے  
ہیں پر مٹا پیلے عقل ہر لیتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے حکم مور کھ رکھا  
نکے قوم میں سے ہی کوئی عالم و فاضل و خوشحال نظر نہیں آتا۔

فقیر نہایت ادب کے ساتھ پوچھوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہی  
اب وہ وقت آگیا ہی کہ اب وہ ملکہ فتوے دیں کہ بدھوا ہوا  
ضروری اور لاید ہونا چاہی۔ اور جو برہمن کرم نہیں کرتا وہ برہمن  
نہیں شودر ہی اور اپنی ذات سے گر جاویگا یہ مسلمان اور عیسائی  
ہو اسوا اگر تمہارے ذات میں ملنا چاہی پانچ کوڑی تین ہندو  
۱۲ برہمن اور تیراچولہوں کو چھوڑ دو اور پچیس  
ہات سے نفرت کرو۔ یہ اور جو تمام دنیا لی سیر نہیں کرتا  
وہ ذات سے گر جاتا ہے۔

مس۔ اکثر برہمن کہتے ہیں کہ الگ کے پار نہ جانا چاہی  
اور جو کوئی پار جاویگا اور ولایت کے سیر کریگا مسلمان یعنی  
پیچہ متصور ہوگا۔

ج فقیر تعصب کو طاق پر رکھ کر جواب دیتا ہے۔ کہ انکا مشا تھا



کہ اگر ہندو ملک کے پار گئی تو انکی آمدنی کم ہو جاوے گی تو پھر انکو کون  
 کون دیگا۔ اگر صحیح اور سلامت واپس آئے۔ تجربہ دوران  
 سفر بہت کچھ سیکھیں گے گویا لائق اور فائق ہو کر آویں گے پھر انکی تعلیم  
 کھولیں گے اگر اوپر میری کر یا کرم کی وجہ سے مارے گی۔ انکی آمدنی  
 میں فرق آیا۔ اگر میں غلطی پر ہوں تو فقیر کو چہتا ہی کہ امریکہ جسکو  
 ہماری موجودان مذہب نے پاتال لوگ کہا ہے اور دیوہیت  
 سے جسے دودھ کا سمندر اور ریڈ سی جی شہد کا سمندر کہتے  
 ہیں۔ انکو علم سے کیا باہر تھی۔ بیشک اقرار ہوگا کہ ہماری  
 بزرگ اول درجہ کے جغرافیہ دان تھی جنہوں نے سیر اور سیاحت  
 سے دریافت کیا نہ کہ گھر بیٹھے۔ پس افسوس صد ہزار افسوس ہے  
 کہ آج کل جو لوگ ولایت کی سیر کو جاتے ہیں۔ برہمن لوگ انکو  
 بہشت بتاتے ہیں۔ فقر کی رائی میں ایک سے ادھر ایک  
 رہنا کسی شخص تلک دہاری کا قول ہے۔  
 بس بہشت اور دوزخ کہاں ہے۔  
 آج برہمنوں اور پیرزادوں کے پیٹ میں کیونکہ انکی شکم پری



بہشت اور دوزخ کا ملنا ہی کونکہ ثواب انکو ملتا ہی اور بہشت کا وہ  
 رات ہی جو برہمنوں اور پیروزادوں کو کھلاتا ہی اور دوزخ کا انکی کھلاتا  
 ہے۔ چاروں بڑا عظم کے نقشے فقیر نے برسوں تک پڑی  
 بہشت کا نشان و پتہ نہ ملا اور ٹیلس کوپ سہ ستارگان  
 دیکھا۔ او سب گھ بھی کوئی نشان نہ ملا۔ کسی پادری صاحب سے  
 پوچھا کہ کونکہ خدا کے اکلوتی بیٹے نے شاید نشان انکو دیا ہوگا۔

فقیر کے خیال میں تغیر و تبدل حالات انسان کا نام یعنی دکھ  
 نام دوزخ اور سکھ کا نام بہشت ہی۔ دیکھ لین اسی دنیامیں۔  
 کوئی چوری کرتا ہی خیلخانہ کی تکلیفات کو برداشت کرتا ہی اور  
 چھی کرم کر لگا آرام سے رہیگا۔ سچ ہی۔ بہشت انجا کہ ازار  
 شدہ کسی راہا کسی کار سے بنا شد۔

۱۔ آپکی گاؤ مادہ جو ماہ بہادون میں بیائی تھی۔ اور گھڑی  
 اسانوں میں کیا وجہ کہ حسب دستور اہل سنود اسکو سنگپ نہیں کیا  
 مان جیسو اپنے دریافت کیا دو چار برہمن فقیر کے پاس آئے  
 بعد لمبی چوری گفتگو کے نتیجہ نکالا کہ گاؤ مادہ اور اسپ مادہ سنگپ



مگر دینی چاہئے مینی وچہ پو چہ فرمایا کہ اسکا رکھنا دوس ہی مال فقیر کی مالک کے حق میں مضر ہوتی ہے۔ فقیر نے عرض کی کہ دم شامیوں میں برہم ہوتا بڑا سخت جرم ہے جس برہمن کو سن کر کے دیجاویگی۔ اسکا زندہ نہ رہنا بقول آپ کے لابد ضروری ہے۔ لازم آئیگا کہ دسے برہمن کی زندگی کو ضائع کرے۔ پس ایسا کرتا ہم لوگوں کیواسطی مناسب نہیں۔ تعجب کہ ماہ کاتک کی زندگی جتنے والی کو کوئی سنگھپ نہیں کرتا۔

افسوس ہے جو ہمارے حق میں مضر ہی وہ برہمن کی حق میں جو اسے پنج عناصر سے بنا ہی کیونکر مضر ہوگی۔ چلتی وقت کے کہ تم لاندہ بنے ہو۔ فقیر نے عرض کی لاندہ بپ اور پیر شہید ہے جو معقول دلائل سے گفتگو کرے۔

سنا دینا کب سے ہوئی اور کس طرح پیدا ہوئی کیا کہی تھی بھی ہوگی۔

ج۔ انگریزی مورخ دس ہزار سال سے اسکا شروع ہوتی ہے اور مسلمان بھی قریباً اسی عرصہ کے ہندو کوڑوں سالوں پہلے



پہلے میں پہلے سناتے ہیں کہ یہ ہے کہ چونکہ جسکی خلقت تھی ہر شے فانی ہے  
 اسکی خلقت بھی جیسے سورج کے ساتھ اوسکی دیوب ہو رہا تھا کا فعل پیدا  
 کے ساتھ اگر خدا کو نسا ہے اوسکی پیدا این کو بھی ورنہ کہی نہیں اور جوت  
 کوئی مراد اسکے واسطے وہی قیامت ہے۔

نصارے کے کا قول ہے کہ روح القدس پانی پر تیرتی تھی اوسکو  
 دجالا ہوا دجالا ہو گیا اور خدا نے چہ دن میں ہمہ کائنات کو پیدا  
 اور ساتویں روز آرام کیا۔ اہل اسلام معتقد ہیں کہ خدا نے لفظ کن  
 اور سب کچھ موجود ہو گیا۔ ہندو کہتے ہیں کہ بش ہجوران پانی پر تیرتے  
 تھے اور انکی ناف سے گنوں اور گنوں سے برہما او تپت ہوا اور اس شہر شری  
 اور جا۔ بودہ مذہب کے دنیا کا شروع ہر راجہ نہیں مانتے فقیر کی  
 ہے اے ہر وہ ہزار عالم از شوق تو مست ہو رہا ہے جو  
 دھان برکت دست پس تخته سیاہ گشت و خامہ شکست۔ حرنے  
 عانتی کشند ازان گوز کہ بہت ہے تہہ وار ز جوگی جانے رت مادہ ناکوی  
 سالون آبان کرنا شے کو سناخی آپے جانے سوتے ہزار و نمر گئے اس



جستجو میں مدد نہ پایا یہید پر اس کا کسوتے۔

(رس) مندر نے ایک کتاب تحفۃ العاشقین میں لکھا دیکھا کہ یہ نسخہ تو  
برائے حضرت محمد صاحب بذریعہ جبریل درگاہ عالی سے نازل ہوا کیا یہ ایک

(ج) ہرگز نہیں پیغمبروں کے واسطے قوت باہ کی ضرورت لازم  
ولا قوت کسی دشمن نے ایسا لکھا ہو گا۔ اگر سچ ہے کل عاشقین میں

اور خریداران نسخہ قوت باہ کو مژدہ ہو کہ یہ نسخہ حکیم مطلق کا مجوزہ ہے کیا  
اسکی تعریف کی ہے کہاؤ اور انند اوڑاؤ۔ اور حضرت کے منگور ہو

(رس) آج کل جو صغیر سنی کی شادی کا ہمارے ملک میں رواج  
آیا سنا سن سے ایسا ہی یا ابھی ہی اسکا زور پکڑا ہے۔ اسکی نامہ

نقصان بتا دین اور معقول طور سے ثابت کریں۔

(ج) بواہینے سبھوگ سے مراد ہو طناعورت اور مردکانہ کہ بچہ بچی کا

اند آئے کیا۔ جب بچہ بچی کی شادی بچپن میں ہوتی ہو دو تین برس بعد

گو نہ یہ سنے سکا وہ ہوتا ہے۔ ابھی وہ سنہ بلوغت کو ہی نہیں پہنچا

ایک قسم کا اشتعال بہ نکھنچتے شہوت کا دلایا جاتا ہے۔ جب وقت سے



ی کام کیا جاوے اوس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ جب وہ ایسے شغل سے گاہ حصول علوم و فنون سے استغناء ہو اکیونکہ بدیہی بات کہ ایک آدمی دُور کی خدمت نہیں کر سکتا۔ یا تو وہ گھر سے ہی ہونے لگا۔ حصول علوم و فنون میں کوشش کرے گا۔ جب وہ بی علم رہے تو جاہل کی بات کہتی ہیں وہ ناشائستہ جو امر اظہر من الشمس ہے۔

عرب اوسکی اولاد ہوگی کبھی سور میر اور جہاد نہ ہوگی۔ کیونکہ ابھی مئی میگز  
بریں پانی کی نوبت تک نہیں پہنچی۔ دیکھو زمیندار جواب ہی بڑی عمر میں  
شادی کرتے ہیں بچہ قوی میکل اور جو دماغ انکو مان پیدا ہوتے ہیں۔  
پہلے بڑی عمر میں شادی کیا کرتے تھے اونکی انس یعنی بچہ عمر طبعی کو  
سوچا کرتے تھے یعنی سو برس سے زیادہ آجکل ۵۰ برس کی اوسط عمر ہے۔

دو نوں عالم ہوا کرتے تھے طرفین کی زندگی عمدہ بسر ہوتی تھی  
 دونوں جاہل۔ بالفرض اگر کوئی اون میں سے ایک پڑھا ہی ہو گا اور سکھ  
 لے لیا ہو گا۔ نہ کہ کبھی امت میں دونوں کو تکلیف ہوتی ہو۔ اور مرد جاہل  
 امت سے کیا خوش ہوتا ہو گا۔



بچے اور بچی کیا حسن و قبحہ یعنی گنہوں اور اوگنوں کو جان سکتا ہے۔  
 پہلے زمانہ میں سو مہر کی رسم جاری تھی طرفین میں عمدہ اتفاق کرنا  
 گذرتی تھی۔

عہد و پیمان باہمی ہوا کرتے تھے یعنی پاؤں کا ریا کرنا تھا۔ اب نابالغ کی  
 عہد و پیمان از روئے قانون معاہدہ کفشی رسم کی جائز نہیں۔ تعجب ہر  
 اب بڑا بہاری معاہدہ جو تمام عمر کو سطر یا بند کرتا ہے جائز سمجھا جاوے  
 زیادہ سے زیادہ اور کون گناہ ہو سکتا ہے۔

اس وقت بچہ کی شادی ضروری سمجھی جاتی تھی۔ جب تمام مسلمانوں کا راز  
 تھا اور تعدی و ظلم سے کنواری کنیا لیکر اپنے گہر میں ڈال لیتے تھے۔  
 اور وقت کی مصالحت کے موافق ہنڈت کانشی رسم صاحب کا جو  
 قول ہے کہ۔ اسٹ پر شاہویت گوری نو پر سا پر دہنی وغیرہ  
 اب اسیر عمل کرتا گویا تمہاری سر اسرانا دانی ہے کیونکہ وہ  
 اب زمانہ نہیں رہا۔

پرمیون کی زور اندیشی نے اس رسم بالی بپودہ کو اس واسطے تلی



ہے۔ اگر سب بلوغت میں شادی تو کر لیں سب بلوغت پہنچ چکے ہوں۔ پھر موت  
 کا رونا رہ جاتی ہیں۔ اور اس سے صورت آمدنی لاگ وغیرہ کی نہیں ہونگی  
 اور جو بواہ کثرت سے ہوتی ہیں بذریعہ رسوم بواہ سب سالگرہ و سنت  
 کا رونا اور غیرہ آمدنی میں کمی واقع ہوگی اور وہ یہ بھی سمجھتی تھیں کہ پانچ سات  
 کی عمر تک جواز روئے مشاہدہ طبعیان ثابت ہوا ہر سو تین زیادہ  
 واقعہ ہوتی ہیں۔

۱۔ تعصب کیا معنی ہے اور اس نے کس کس کا نقصان کیا۔  
 ۲۔ تعصب کے معنی اپنی طرف کھینچنا یعنی نہٹ کرنا۔ ہر مذہب میں کم و  
 بیش تعصب ہے بلکہ فقیر کے خیال میں ہر مذہب کی بنیاد تعصب پر ہے۔  
 ۳۔ تعصب ہوتا تو اکثر مذہب دنیا میں نہوتے۔ برہمنوں نے تعصب کیا  
 مذہب والوں کو خراب کیا موسیٰ نے پارسیوں پر ہاتھ صاف کیا۔  
 ۴۔ یونان نے موسائیوں پر سلمان نے ہر مذہب کا ستیاناس کیا۔  
 ۵۔ برت یعنی روزہ رکھنا کیسا ہے؟

۶۔ ان عمدہ ہے بشرطیکہ اوس دن کچھ پیٹ میں گرائی ہو۔ ہر ایک مذہب میں



ایک نہ ایک دن مقرر ہے بعضے میں چلہ وغیرہ۔ بے ضرورت فاقہ کرنا  
 کفرانِ نعمت ہے از روئے حکمت ۵ ایوم کے بعد فاقہ کرنا مناسب ہے  
 اس واسطے موجدانِ مذہب اہل ہنود نے قومی دیا تہا کہ  
 اکاوشی کا برت رکھنا چاہئے۔ ہاں عادی فاقہ کشی ہو ناہی مناسب  
 ہے تاکہ نفس سرکش ہووے اور فاقہ کشی کی عادت اس واسطے اچھی ہے  
 کہ اگر انسان مصیبت میں پڑ جاوے او سکوبرداشت کر سکے۔  
 دویجر۔ ہوکے نہ وہی ترس بکھاتا ہے جو مصیبت میں رہا ہو میردن  
 اوسکی مشق ضرور ہونی چاہئے تاکہ اپنے حال کو دیکھ کر کچھ محتاج  
 عزبا کو دیوے ہو کہے رہنا ان خیالات عمدہ ہے۔ ورنہ خیر  
 مس۔ خدا کا کام کیا ہے۔ اور اوسکا کوئی رشتہ دار بھی ہے۔  
 (رج) اُسکا نہ کوئی دوست نہ دشمن۔ نہ بیٹا نہ بیٹی۔ اوسکا انصاف  
 ہر ایک شخص کیواسطے یکساں ہے۔ کیونکہ وہ سب کا باپ ہے۔ اور  
 کام یہ ہے کہ نورِ جہان کو شیرِ افکن خان کی غیبت سے اٹھا جائے  
 کنار میں بٹھایا۔ مہاراجہ بخت سنگھ کی خاندان کو تباہ کیا۔ اوسکی سلطنت



گیزون کی سپرد کیا۔ سری کشن سے۔ راجہ کشن کو بچہ ڈرایا وغیرہ  
 ریتے بہر نہی ٹکسناوے۔ جہتا نکو بوہاڑی۔ جو کچھ دنیا میں ہوگا  
 اسکی مرضی سے۔ جو کوی کسی دشمنی اور دوستی کرے اوسکو پروردگار  
 بلات سے سمجھو۔ کیونکہ ہر ایک شخص کا دل اسکی قابو ہے۔ اگر کزیت  
 سدر خلق برج کہ راحت رسد ز خلق فریج از خدا دان خلاف دشمن  
 دوست کہ دل ہر دو در تصرف دست کہ چہ تیر از گان ہمے گذرد  
 انسان دانند اہل حسد۔

بعض آدمی سر اور دائر ہی کو منڈواہین اور بعض بڑی بڑی  
 جات کہتے ہیں اور بعضے محض موچہ بعضے ہاتھ پہلے دھوتے ہیں اور بعض  
 اوسے چاک گر بیان چپ و راست کہتے ہیں۔

جو ہر مذہب کا آدمی کرتا ہو اپنے مذہب کی سنت ادا کرتا ہے۔ اوسکے  
 اور خلاف کرنے سے اوسکے مذہب کے مروجہ اوسکو انگشت نمائی کرتے ہیں۔  
 فقیر نہیں کہتا اگر جو کس دھاری ہیں اوسکو خدا ملیگا۔ اور جو سر منڈوا  
 اوسکو نہیں۔



۱۔ سامین سے سچر رہنمائی سبیل سپاہ و چاہا رہنمائی کریں کہ چاہا  
 سوئے مندا -

۲۔ اکثر مسلمان اور ہندو بغیر سمجھنے مدعا کے اپنی اپنی کتب مقدس  
 قرأت کرتے ہیں اور اس سے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ کیا  
 راستی پر ہیں؟

۳۔ ہر ایک مذہب کی کتب میں وہ طرح کا ذکر ہوتا ہے معاش اور  
 فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا کہ بغیر مدعا منہی کے انکو کیا فائدہ ہوتا  
 جیسے طولی پڑھتی ہے اور ایشور کا بھجن بھی کرتی ہے۔ لیکن  
 ہے اس کے وہ مطلب کو نہیں سمجھتی اور انکو کیا فائدہ ہے اور جب  
 گردن سے پکڑتی ہے سوائے مین مین کے اور کچھ نہیں بول سکتی

بعض پنڈتوں اور ملاؤں نے دیدہ و دلاستہ غلطی اور دھوکہ دینے  
 مریدوں کو ڈالا کہ مذہبی کتابوں کے معنی سمجھنے کا کچھ ضرورت نہیں  
 جب ان کے معنی سمجھ گئے معقول حجت قابل کر گیا۔ جیسے مسلمانوں میں  
 سید احمد خاں صاحب اور ہندو میں سوامی و پانڈے



کثر سن ہے کہ پہلے رکھپون کی عمر کئی ہزار برس کی ہو کر تھی یہ

۹۔

وید میں ایک سو بیس برس کی عمر لکھی ہے اس سے زیادہ کہنا گویا وہ

ہو نہا ہے۔

ایک جگہ لکھا دیکھا کہ لقمان نے چار ہزار کتابیں دیکھیں اور

باتیں جتنی دہہول جانی چلے گئے اپنے اہل احسان اور دوسرے

سلو کی بولتی چلے گئے اور یہ دودیا رکھنی چاہیے سو اور

ہاتھ لگا کر اس میں کچھ فائدہ ہے ۹

جو دہہول جانے والی ہیں ضرور ہونا چاہیے تاکہ یہ معاوضہ چاہے

دیکھ میں جو باعث زک ہو مستند ہو۔ گویا کل بیویوں سے محفوظ رہتا

فقیر تھا جو موت اور پر ماتا کو ہر وقت یاد رکھتا تھا۔ اس کو پانی ایسی

دیتی کہ اس کو کہا کرتا کہ اپنی نفس پر قابو نہ رکھ سکتا تھا ایک یا

ناروس کا گزر ہوا اور دیان کا رئیس ایسی مرض میں مبتلا جس کے واسطے



اس فقیر کی دوا اکثر کا حکم رکھتی تھی۔ فقیر صاحب نے اونکو اپنے سلسلے  
 ایک چاول دوا دی اور اسی وقت قریباً چار رتی کے غوہک  
 پر اسی دوا نے بیان سے زیادہ اثر کیا اور صبح ہوتی ہے یہ خیال  
 کہ جب ایک رتی سے یہ حال ہوا تو اوسکا کیا حال ہوا ہوگا۔ جس  
 چار۔ رتی کہائی۔ بغیر استفسار معاملہ حکم چانسی دیا۔ جب فقیر صاحب  
 دیکھ کر آئے تو اپنے خیال کا اظہار کیا۔ جیسے فقیر صاحب گذارش  
 کی آج سے ۹ دن کو تو میری کا دسویں روز جھکو پانسی دوا  
 اور ۹ دن تک برابر دوا دینا تین رتی دوا دیا گیا۔ لیکن رات  
 بغیر نایدی کے اور کچھ نہ کرنے تھے۔ اور دے کر جھکاں ہو کر  
 دن ہوا راجہ صاحب پوچھا میں تو مرانہیں فرمایا کہ دیکھو سید  
 تین تین رتی برابر دی لیکن۔ لیکن موت کی خوف سے کہنے لگے  
 کی طرف خیال نہیں کیا اور دیکھو بجائے عیش و عشرت ہو گئی  
 کیسا دبا ہو گیا۔ پس جب مجھ کو موت ہر وقت یاد رہتی ہے



کیا اثر کر سکتی ہے۔ گویا موت کو یاد رکھنے سے انسان کو ہی بُرا  
نام نہیں کرتا۔

فقیر سوچتا تھا کہ کوئی نظیر ایسی لکھے جس میں یہ بات ثابت  
ہو کہ زمانہ نامہنجا رہے اور اس نے کسی سے اچھا بُرا تو نہیں کیا  
اور اسکے ہاتھ سے سب ہی تالان ہیں اور چھانٹیک ممکن ہو  
عبر و توکل سے گزارہ کرنا چاہئے اور خدا کی رضا پر سب کچھ چھوڑ  
دے یا ایک نیند آگئی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ ٹیک سیرت  
مقطعہ شکل۔ وقامت میں وجہ۔ کلمہ میں مالا۔ ہاتھ میں عصا  
قہر میں دنیا دار۔ دل سے پورا فقیر۔ اور زبان پر دمع  
یہ مصرعہ راضی ہیں ہم اوسمیں جس میں تیرنی رہنا  
نفر کے سامنے کھڑے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ لو میں آپ بیٹی کچھ  
نکھڑا ہوں۔ جس سے ایک عمدہ نصیحت اور نظیر پیدا ہوگا  
وہ یہ ہے غور سو سنی کھانی

اور فقیر کا ایک اسٹے روز گار سے علیحدہ ہو کر زمانہ نامہنجا رکے انقدر



اور گردش میں پہنسا۔ اوسوقت بجز ذات پر ماتما اور کسی کاسہ  
 نہ رہا۔ دوستوں۔ آشناؤں۔ اور رشتہ داروں کا اسپر عمل  
 ہر روز تنگدستی آشنا بیگانہ میگردد و صراحتی چون شود غالی  
 جدا پایہ میگردد۔ اس بہت کال کو اس قول کی اعتماد و خیال  
 گذارہ فعل الحکم لا یجزلوا عن الحکمت۔ اور بالکل گہرا ہوا۔  
 ہتین بلکہ خوش ہو ہو کر یہ شعر پڑھا کرتا شعر گونمال آخر شود دست  
 سازاء سرکش گر گونمالی میدہد دوران ترا۔ ابر باران گز باران  
 بوستان گل کے شود و ریخ و محنت گرنہ بیند مرد کامل کے شہ  
 اور اس نعمت مصیبت کو اچھی طرح بہوگا اور شکر گزار  
 کہ فقیر اس پروردگار کو یاد ہے۔ اس طرح آہہ مہینہ کاٹے۔  
 پر فقیر ایک کالج میں سکینڈ ماسٹر ہوا۔ دیکھئے  
 بگڑی ہوئی جاتی ہیں جب فصل خدا ہوتا ہے۔ اس کا  
 طالع علم فقیر دوست ہوا۔ اور اوسوقت اوکو اوسکار کی ایک  
 سر قسم کے پند و نصیحت سے رجوع ماننے کی گردش نے فقیر کو کھلائی



اور تجربہ کار اور داناؤں کے مطالعہ کتب سے حاصل کچھ تھے درین  
 کیا اور یہی علاوہ اسکے جس قسم کی مدد کی اونکو ضرورت اور احتیاج  
 ہوئی مدد کرنیے درین نکرتا۔ اور وہ بھی کوئی کام ایسا کام نہ کرتے  
 جس میں فقیہ کی صلاح نہ دیتے۔ اور تریاڈ پڑھ برس رہتے کا اتفاق  
 ہوا۔ اب بعد فقیر صدر سے ایسی جگہ تبدیل ہوا جو پیش کوں کے  
 شوالہ صلیہ پر ہے اور وہاں آٹھ برس رہا اور سوقت تک اور یہی محبت  
 ان گزرا اور ابھی اتحاد نے ترقی کی۔ اور زیادہ تر خوش ہوا۔ جب ایک  
 کے شوالہ اسامی پر اونکو ممتاز دیکھا۔ اب چونکہ منصب براہری کا تھا  
 اور یہی الفت بڑھی۔ **ہائے افسوس** دفعتاً زمانہ نے کرکٹ  
 بیچ رنگ بدلا۔ اور ایسے موقع میں ڈالا جہاں دوستی میں  
 تھان ہو۔ اور دونوں کے بہید گھل جاوین ایک اسامی خالی ہوئی  
 اور اسکے تین دعویدار ہوئے ایک فقیر اور ایک ہی دوست صاحب اور  
 ایک شخص نے اپنے حقوق اپنے حاکم کے پاس ظاہر کئے اور انصاف کا  
 بارہ جوی کی۔ جو جو مینے اپنے دعوے پیش کئے اونہوں نے دریافت



فرمایا۔ بے کم و کاست اپنے دعوے کے مضمون جو مقصد اور قیدی  
 محبت اور صاف دلی تھا بیان کیا۔ اور کوئی راز اون سے پوشیدہ  
 نہ تھا۔ اگرچہ وہی نوبت ہوئی جیسے جانتا عالم نے بہید دل کا کھاجہ  
 مصیبت اور سپر واقعہ ہوئی کسی سے بہولی نہیں۔ منسوب ذکر ہے  
 سر کٹوا نیا۔ انہر من الشمس ہے۔

گو تختہ دنیا پر اون کے نام قائم ہیں۔ لیکن سخت تکلیف پائی۔ ہم کیا سمجھ  
 کہ اگر جز تو داغہ کہ راز تو چیت۔ بر این عقل و دانش بیاید گریں  
 او نہونے ایک اور صاحب کو جو ہمارے مہربان رہ چکے تھے دست و پا  
 کر انیا حق غالب کر دکھلایا اور ہم دونوں کا کامیاب سکے۔ نہ کہ  
 خدا کا کہ اوس میں ہاں لگا احسان مجھ پہ ہوا ہے بری لگتی نہیں  
 دنیا مگر یار و دوست ستم ہیں کب ہم اپنے سر پر بار احسان کو  
 ہونا تو وہی جو خدا کو منظور تھا۔ مگر او نہون نے نا حق ہمار خون  
 اپنا ماتہ بہرا۔ اور عقلمند ہو کر ترجیح بلا مرجح پر کچھ خیال نہ کیا۔  
 پر زمانہ نیکے انقلاب نے ایسا پلٹا کہا یا کہ میں اور میرے وہی غنا



وراثت اکہئے رہنے لگے۔ فقیر نے اس وقت ہی چاہا کہ قدیمی اتحاد  
 قائم رہے اور انکو سمجھایا کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب الفت دیرینہ کیوں  
 کا کھا جاوے۔ مذا کی شان اوسی عرصہ میں ایک اور معاملہ پیش آیا۔  
 فقیر نے ہر چند اپنے دوست کو سمجھایا۔ مگر کہاں۔ پہراون کے محسن  
 کہا کہ جو کچھ اونہوں نے کیا کبھی پوشیدہ نہیں۔ مگر اب آپ اپنا افسانہ  
 سمجھا دیں اور کل حال انکو سمجھا دیا۔ بیشک اونہوں کو فی وقت  
 انکے سمجھانے میں چھوڑا۔ اور افسوس کیا کہ جس وقت ہم نے انکو  
 پہچان دیا تھے کیا سمجھ کو ہو گیا تھا۔ مگر بدوز و طمع دیدہ ہوشمند  
 کے۔ کب نا تھے اوس کا نتیجہ یہ نکلا کہ طمع راسخہ حسرت ہر مہ تھی۔ افسوس  
 نہیں کہ وہ غرضی نے انکو کچھ سننے نہ دیا۔

ان کو اوس ہی محسن کی زبانی دریافت کرنے پر سنا۔ جو چہ بھلا بکرا مجھے  
 خون ہے انوس ہے کہ سینے ماتق تمہارا بگاڑ کیا۔ اوس وقت جو کچھ بھلا بکرا  
 نے کیا۔ انہوں نے بالکل رفع ہو گیا۔ اور اسی وقت خیال آیا کہ اگرچہ اونہوں

فقیر کا ہزاروں روپیہ کا نقصان کیا۔ مگر لاکھ روپیہ اونکے پیسے پر  
 پر قربان کرنا ایک اونے بات ہے، اپنا تو حال یہ ہے۔ س  
 نہ شادی دوسرا مانے۔ نہ غم افزہ و نقصانے۔ پریش بہت ماہر کو  
 بود بہانی۔ زربخ و راحت گیتی سرخاں دل مشو خرم کہ آئین جان  
 گاہے چنین گاہے چنان باشد۔ مجھے اوس دوست کی عنایت  
 و عباتین اور تجربہ کی ذخیرہ میں جمع ہو میں۔ ایک زمانہ کو آزاد کیا  
 جسکو دیکھا بے وفاد کیا۔ بے مطلب کوئی دوست دنیا میں میں  
 اہنوں نے بھکو دو باتیں سکھا آئین۔ دیکھو ایک نصیحت اور کر  
 خدا کا خوف دل میں رکھ کر ہر ایک شخص سے سینہ صفائی سے  
 کا ناکی کے مت لگا گوشل گل پہو لایے تو یہ حق میں تیرے  
 کس روز پہو لایے تو۔ اگرچہ بھکو کفید اپنی ماکام بابی اور  
 صاحب کی زبردستی پر رنج ہوا تھا۔ چونکہ فقیرت ہنگی تھائی  
 یاد آئی اور دل میں بالکل شک و رنج جو پیدا ہوا تھا بالکل



بلکہ اند پر اہت ہوا۔  
 اس صاحب کی دو شکوہ تھیں اور وہ ایک بیسوا بھی متعلق  
 رکھتا تھا۔ دونوں شکوہ آپس میں ایک دوسری سے  
 جھگڑتے تھے۔ کیونکہ ایک ان میں سے رضا پر شاکر تھی اور دوسرے  
 ناشاکر جو ناشاکر تھے ہمیشہ بھی کھتی کہ تو مالک کو کیوں نہیں  
 رستی اور منع نہیں کرتے کہ وہ کھنی سے کیوں واسطہ  
 رکھتا ہے۔

اوس نے کیا عمدہ جواب دیا۔ کہ کچھ میری مالک کو پسند  
 اور منظور ہے وہی اچھا ہے۔

جب بیمار جاتا ہے کسی نہ کسی بیمار سے۔ دراصل بیماری  
 ایک بہانہ ہے جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔ پس جس نے  
 یہ سمجھا اوسکو کیسے رنج نہیں گذرنا کیونکہ زمانہ کا حال ایسا ہی  
 ہے۔

جو یہ دل میں سمجھتا ہے دوسری کی طرف بدسلوکی گوہر گزیر  
 منسوب نہیں کرتا اور پر م اندر میں رہتا ہے۔

س۔ مختلف کتب سماوی میں مختلف حرام و حلال کی نسبت لکھا ہے آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔

ج۔ جو اپنا حق نہو اور صحت کو بگاڑی حرام ہے۔ باقی سب حلال۔

س۔ ہر ایک مذہب میں لکھا ہے کہ دوسرے کو تکلیف نہ دو۔ لیکن مسلمان کو محمد صاحب نے۔ اور گنیش کو سری کشن جی لی رام چند جی نے راون کو بڑے حسین صاحب کے علی ہذا القیاس ثابت ہوا کہ وہ اسپر عامل تھے۔ پھر کیوں انہوں نے ایسا لکھا۔

ج۔ ایک پنڈت جی نے کہتا ہوا چار تے وقت شروتون یعنی سامع سے کہا کہ بینگن کہا نے اچھے نہیں چنانچہ اونکی عورتیں سامعین میں بیٹی تھیں دوسری بینگن جو پنڈت جی کہا یا کرتے ہے نہ پکائی بر وقت دریافت وجہ مصرانی نے کہا کہ اگر کتنا میں منع کیا تھا۔ ڈیڈا لیکر گرد ہوئے اور کہا کہ تو نہیں جانتی کہ ناہتی کی خدا نے دو دانت دی ہیں کہا نے کے اور دھسلانے کے اور۔ اور یہ کتب لوگوں کی واسطے



ہی نہ کہ چارے واسطے۔

حضرت عیسیٰ نے انجیل میں کہا ہے کہ جو کوئی تری ایک گال پر  
طمانچہ ماری دوسری بھی پھیر دی۔ جو پادرسے لوگ روز بازاروں میں  
بڑی سناپی ہیں۔ مگر ذرا چڑ کو تو دیکھو۔ کہ جھٹ دنایم قول پر کمر باندھ کر  
ہیں۔

سب جب آپکی زبان سے معجزہ یعنی کلمات کی معنی سنو تو آپ کہا کرتی ہیں  
کہ معجزہ گپ کو کہتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک مذہب کی بنیاد صداقت

معجزہ پر ہے  
ج معجزہ سو اگر مراد ہو کہ کوئی کام لازماً پھر نیسے قانون قدرت کے  
بر خلاف کرنا تو یہ امر بعید از عقل و قیاس ہے۔ کیونکہ کس کی  
مجال ہے کہ قانون پر ماتھا کو توڑے۔ پھر اوس کا سید کیا ہوا ایک  
بندہ۔ اگر آپ کہیں کہ وہ خود اپنے قانون کو توڑتا ہے عورت نامی کہ  
ادنیٰ کو صرف ماضی اور حال زمانہ کی خبر ہے کہ اگر وہ توڑتا ہے زمانہ  
مستقبل کی ناواقفیت سے۔ اور مجبور ہوا ہوا باعث کی عقل  
اور جو تینوں زمانوں کی خبر رکھتا ہے اور عالم الغیب ہو اوسکو



توڑے قانون کی ضرورت کیا ہے۔ اور تنبیہات ہی  
 کہ حضرت محمد صاحب نے شوق القمر کیا اور معراج  
 گئے۔ اور دوسری کشتن مہاراج نے گوردھن کو انگلی  
 پر اٹھایا اور حضرت عیسیٰ نے مردوں کو زندہ کیا۔

ایسی معجزوں کے نسبت کئی دفعہ دل چاہتا کہ کچھ اپنا صلہ  
 راسی ظاہر کروں۔ اور ظاہر کروں کہ جھوٹا اور سچا کون ہے  
 کل امرا و حوٹوں باوقافہ۔ ہمارے وید مقدس کے رو سے  
 معجزہ یعنی سدھی ظاہر نہیں ہوتے۔ اور یہ امر قریب  
 کہ قانون قدرت پر۔ کل علوم تجربہ پر منحصر ہے کیونکہ تہ  
 پیدائش خلقت سے جو ترقیان علماء و فلاسفران نے  
 کین بین محض تجربہ سے ہوئی ہیں اور تجربہ قانون قدرتی  
 پر منحصر ہے اگر قانون قدرت کا قاعدہ تسلسل اور مستحکم ہوا  
 تو اب تک کوئی تجربہ قابل اعتبار نہیں اور نہ کوئی علم مکمل معجزہ  
 مراد ہے کہ کوئی ایجاد ایسی مستحکم نہ کی جاوے جو قانون قدرت  
 کی مطابق ہو مگر تمام اشخاص کی عقل سے بڑھ کر ہو۔



س علم سے کیا فائدہ ہے -

ج علم کے معنی جانتا نیک و بد کا اور انسان کو جو فضیلت انسان  
 ہے وہ علم ہے کی باعث صاحب علم راہ راستی کی پیروی  
 پیروی کریگا۔ نفس کی اصلاح کو کوئی اور اوزار مفید اور کارآمد  
 نہیں علم کے ذریعہ ہی نجات کا۔ اوسکو فضیلت ہر دولت اور  
 طاقت پر۔ کیونکہ ہر ایک کو زوال ہے۔ اسکو جیون جیون  
 خسرخ کرو۔ ترقی پذیر ہوتا ہے۔ عالم اپنی خیالات کو عوام  
 انسان میں ظاہر کر سکتا ہے جاہل بالکل نہیں۔ عالم گناہ کم  
 کریگا بہ نسبت جاہل کے اور علم جیسا کوئی رفیق دنیا پر  
 بین نہیں۔ جو ہرے وضع تک ساتھ دیتا ہے۔ اور جو علم  
 علم ہی ہوئے۔ مثل افلاطون۔ بقراط کوئی مذہب والا  
 اون سی ناراض نہ تھا یہ علم کا نتیجہ ہے کہ سوا ہی خدا کی  
 دوسرے کو سجدہ نہ کرنا۔ اگر جاہل کوئی فہرست طیارہ کرنی منظور ہو۔ تو  
 معلوم کرو کہ کس قدر دہونکل پیر کو گا پیر کو پوجتے ہیں ہمارے ملک کی  
 بہنوں کو جو غیرتی حاصل کی بیلی سے انگلستان کو چوین اور جو غرت حاصل علم



میں۔ شراب اور گوشت کا استعمال اور فضیلت ہر ایک مذہب پر  
 کتب قدسیہ چنانچہ کتب اہل ہنود میں لکھا ہے کہ شراب پینے والوں میں سے  
 ہر اور بشر بہکوان نے سمندر کو دہن کر لینے ٹرک کر نکالا ہے۔  
 مسلمانوں کو بھی آخرت میں شراب کا متوقع کیا ہے اور خدا کو بیشو کی  
 پیرو جو عالم و فاضل زمانہ میں مشہور ہیں ایک اور فی گور یہی پادریوں تک  
 سب اسکا استعمال رکھتی ہیں بام بارگیوں اور شاکیوں جو دہوی  
 کی پوجاری ہیں عین ثواب اور فرض سمجھتے ہیں آپ اسکو برا کہیں  
 کہتے ہو۔

ج شراب مرکبے دو الفاظ سے شر اور آب یعنی شرارت کا پانی  
 کیا اپنی کتابوں میں نہیں پڑا کہ بد صحبت سے آدمی کی چال چلن برباد  
 تو پس اس کنگ سے کیا آپ نیکی کی امید رکھتے ہیں۔  
 اسکی بد صحبت میں ہنسکر بہت سے آدمی جیلخانہ کی راہ لیتی ہیں  
 بہتوں نے مکان سے گر کر اپنی عزیز جان کو دیا۔ اور جہان میں  
 رسوا ہوئی۔ شراب خانہ خراب میں ایک زہر ہے۔ جسکو  
 الکوحل کہتے ہیں۔ یہ بھی میل اور زہر و نکمے ہے۔



اگرچہ ہر ایک زہر کا کہانا اور ضرورت کسیدر جنت ہے۔ مگر ہر مہر  
 اور ضرورت اگر کہائی جاوی فوراً اثر زہر کا کر لگی۔ اعصار میٹھ  
 مثل دماغ گردہ جگر وغیرہ کو تباہ کرتی ہے۔ اور اسکی پیڑیوں  
 دہنل درم جگر دماغ رعتہ فالج سکتہ ہڈیاں مین مبتلا ہوں ہیں  
 اسکی پیڑی والی کے اولاد صحیح المزاج ثوی البہر نہیں ہوتی۔  
 اعراض آپو تو من گھڑت پانچ سات نقصان لکھدے۔ لیکن  
 پیڑی دیکھا ہے کہ شراب پیکر آمی چیت اور تیر ہو جاتا ہے۔  
 ج جبکو آپ چالاک اور چیت کہتی۔ فقیر اوسکو کمزور  
 اور سستی کے پیدا کر نیوالے کہتا ہے آپ ایک دن سوار ہو کر  
 گوری کو چابک مارن مانتا ہوں کہ وہ چالاک اور چیت ہوگا  
 لیکن کیا آپکی رائی مین وہ چابک قوت بخشی ہے۔ بالکل نہیں  
 بلکہ زیادہ چلنے سے تھک جاویگا اسیطرح طبیعت کو تیر  
 بنا کر آخر کار ایسی ماند گے مین ڈالتا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہیں  
 ہو سکتا ہے اور جو طاقت نیچر نے انسان کو بخشی  
 ہے۔ جو اوسکو بجا طور پر خرچ



کرتا ہے آخر کار تنگ اور محتاج ہوگا۔ اگر آؤں کی طبیعت کی جتنی کا حال دیکھنا چاہتے ہو تو صبح جس وقت چارپائی سے اٹھیں اور عورت کا مقام ہے جب تک ایک پیگ بنا دیں تو پس چارپائی پر باؤہن جب عقل ماری جاتی ہے۔ (یعنی جو رسول خدا ہے) بی عقل آدم کی اطوار جیسے ہونگے کسی سے ہونے نہیں۔ کیا شرابی کی فعل درست ہوتی ہیں۔ ممکن نہیں۔ خواہ کتنی سیجی کریں اور کتنا ہے اپنی آپکو ضبط کریں۔ جسے منہ زور گھوڑا نہیں رک سکتا ایسا اسکا حال ہے۔

اسکی پنی والی اپنی بال بچہ پر نہایت سخت ظلم کرتے ہیں کہ جو حق اور کا ہے وہ چھپکراؤں پر اترتہ یعنی دولت کو جو سخت محنت سے پیدا کی جاتی ہے ضائع کرنا ہے۔ اگر اور کا حق نہیں دیتا تو شراب خوار ہی غیب کی واسطی کوئی اپنا حق سمجھنا صحیح نہیں۔  
 اعتراض کیا پھر آپ کی رائی میں اس میں کوئی فائدہ ہو نہیں  
 ج خدا نے جو شے پیدا کی ہے اون میں نفع اور نقصان دونوں ہوتے ہیں۔



میں یاد رکھیں خطا اگر راست آئید ہم خطا ست۔  
 ان دنوں نے جو چہوئے تک مبالغہ کیا ہے صرف اسکی وجہ یہ ہے  
 پہلی آدمی جو چہوئے کو برا سمجھیں گے اسکا استعمال نہ کریں گے۔ پہلی چہوئے  
 بے حوصلہ کہلا۔۔۔ ہر تھوڑی سی بات پر ایک دو گلاس پھر  
 ہی بہاری شہزادی بنا کر اپنی زندگی کو ضائع کیا۔  
 کے سرخ و سنہری رنگ کی طرف دیکھ کر مت بہو لئے۔  
 اسکی نیچی ایک پوشیدہ زہر ہے۔ خود وہ کلان بین ایسا بہت  
 ہوشیار کہ کوئی بھی اس کے بات کا اختیار نہیں کرتا۔  
 ہر لوگ جو صلح کرتے ہیں وہ اسی کی = جیسے پہلے اسکے  
 وہ رواج حقہ وغیرہ کا تھا فقیر نے قریباً دس برس کی شراب خانہ  
 اب کا استعمال کیا۔ لیکن ایک لخت ایک پرہیز کی نصیحت  
 اسکو چھوڑ دیا فقیر کو اپنا سچا دوست سمجھو اور اسے جو تمہارا  
 بناؤ اور دنیا کے دشمن ہے پھر =

س  
 انت کا کھانا کیسا ہے =



سچ نہا سے بڑھکر اور کوئی کام دنیا پر بہن پر انہیں ہے۔ نہ من  
 مقبول طور سے اس میں صد بار بیان پائی جاتی ہیں بیکہ بہت مہاتما پر مشورے  
 بدرجہ کمال تہدیا کو ہی کیونکہ آزار رسانی جیسا اور کون کام دنیا میں سچ چھوڑ  
 اور قیح ہو وہی ایک صاحب فی کہا ہے کہ مباحش در پی آزار ہے  
 خواہی کن۔ کہ در شریعت مانع ازین گناہی نیست۔ اور ایک اور صاحب  
 اس طرح ہر اسکی یون تائید کرتے ہیں کہ مسجد کو توڑے۔ اور مندر  
 ڈھاتے دل کو نہ توڑے ہی کہ چارے خدا ہے یہ۔ جو صاحب گوشت  
 کھاتے ہیں۔ کیا وہ دیکھ ہی توڑتے ہیں بلکہ وہ کل اعضاء  
 ریشہ کو خاک میں ملا تے ہیں۔ یہی بات کہ اس زبان کی ذلت  
 کی خاطر خدا کی بنائی ہوئی چیز اور کھیل کو بگاڑتے ہیں۔  
 جب مندر وں اور مسجد وں سے آزار رسانی کو زیادہ فضیلت  
 تو تعجب ہے کہ زبان کی لذات کو کل آزار رسانی پر ترجیح دے  
 کیون اس کا کہنا روا کر لیا ہے۔

دہرم شاستر و نہیں اسکی جا بجا مانعت ہے۔ حتیٰ کہ جیو مٹی ہر  
 تکلیف یعنی ہو کہ نہ دیا جاوے جیسا نہ کہ کل مذہب بنو کہ بنیاد دیا یعنی رحم



مسلمانوں نے سو سنا تہہ پر حملہ کیا اور گولہ باری کرنے لگے  
 جب بالقابل انگلی راجہ کی طرف سے بھی توپ چلنی شروع ہوئی۔ تو  
 مسلمانوں نے نیکہ اپنی آگے کھڑا کیا تاکہ ہندو گولہ باری میں  
 ہندوؤں نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنی ذہب کا ستیا مان  
 ایک ہنساکو نہایت معیوب سمجھا۔ گورو نانک صاحب  
 نے جی رت لگی کبری جامہ ہو کر پلٹتے ہوئے کہا وہیں  
 سے بہانگ چلی سرپان جو جو چرائی پلید کیا  
 تہم جیالی کھڑے تھے سب تر جاتیں۔ دیکھو کس درجہ تک سکون  
 برائی برائی ان ظاہر کی ہیں کہ پیر صاحب اور ان سے ان  
 کی دیا دوسی بہاگی کہتے کیر سنو بہاگی سا ہو گئے وہ گہرا لگو۔ ای کیر  
 اور سکھ اپنی بزرگ کلام کو سمجھو اور ان کی پیرو کرو۔ جب کوئی بزرگ  
 چلے کٹر کرنا ہو کسی قسم کا گوشت نہیں کھانا۔ گویا ثابت ہوا کہ وہ گوشت  
 کو برا سمجھتے ہیں۔ دیکھو زوی مسلمان یہاں سے اس متبرکیت قرآن مجید  
 اپنی مرضی اور خواہش کے پیچھے لگا یا۔ اور اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا  
 جو مخلوق پیدا کیا تمہاری واسطی جس سے یہ مراد تو تم اس خدمت







پارتھا۔ دیکھو بیل جسکی سوتا اور کوئی حیوان زراعت کا کام نہیں دیکھتا  
 در کسی گرمی اور سردی اپنی پر جھلین لیکن ٹکڑیوں اور چاول وغیرہ  
 پیدا کرنا جس سے پرورش کیا جسدن سے اس کا ضیاع ہونا زیادہ  
 اور کم ہے۔ وہ بیل جو یا پھر وہ سپہ کو آتا تھا۔ اب پچاس کو آتا ہے۔ کیا  
 باعث قحط اور کال کی نہیں ہے۔ مرغ مہور وغیرہ خدائی اس واسطے  
 پیدا کی ہیں کہ۔ نجاست جس سے ہوا متصفن ہوتی ہے اسکو یہ صاف  
 ہے۔ اس طرح مچھلی یا شکاریہ بے پروا نہیں ہے۔ گویا قدرتی مہر ہیں۔  
 اور اتھاری سواری کیواسطے خدا نے بنایا اور اونٹ جسکو گنجان  
 کرتے ہیں اگر وہ دونوں جانور خدائی پیدا نہ کئے ہوتے۔ تو کتنی کچھ  
 تکوین میں ہوتے۔ بجای اس حصان مانو کہ جو تم سلوک اسے کرتے ہو  
 اس کے ترازو میں جانچو۔ کیا یہ ہی مناسب ہے۔ دیکھو شاہ اکبر نے کہا کہ  
 میں سینہ گنیمتہ اسرار الہی را گور حیوانات ساختن بعید از عقل و شعور  
 اور گوشت خور حیوان خدائی پیدا کئے ہیں اونکو بناوٹ اور رات کو دیکھنا  
 آپ کر پائی پنا انسان کو بنایا نہیں گویا ثابت ہوا کہ تمہاری گہو  
 ہا بیوں نے اسکو کہا نامناسب سمجھا ہے۔



اعتراف ہم تو بازار سی گوشت لاتی میں مثل اور سبزیوں  
کے ہم فوج نہیں کرتے۔

ج۔ اسی خود غرض یہاں تو اگر تم خریدار نہ ہوتی تو اسکے کبریا  
بازار گرم ہوتا اس کا خریدنا گویا اشتعال طبع دینا ہو قضا یوں کو دیکھ  
قتل کرنے مفید جانوروں کے۔

س۔ دیوے کے پر شاو سے کیا مراد ہے۔

ج۔ ایک فقیر ایک شخص دیو لکھا پوچھ رہا تھا۔ پر شاو تو فقیر کا  
فقیر نے پوچھا یہ کیا ہو کہا کہ دیوی مانا کو ہوگ لکھا تھا۔ پر شاو تو فقیر کا  
کہ کیا میں جو بڑا نہیں کہا یا کرتا۔ کہا کہ ہوگ لکھا تھا تو بہانہ ہی مانا جی کہا  
نہیں کرتین فقیر نے عرض کو کہ اونکو نام سے پھیک مانگنا اور اوسکو کہہ نہ سکا  
کہ یا آپ بڑا بھاری فریب اور وہو کہہ دیتی ہو۔ اور افسوس ہے اوپر جو ملکود  
کی نام پر دیتی ہیں۔ جٹ لگو ہو کہہ کی نام کا اور کوئی مسالہ نہ ہو کہ نہ بناؤ  
س۔ اکثر میں لڑ دیکھا ہو کہ جب آپ کسی بزرگ کو عربیت لکھتے ہو عرف  
جہا بے لکھتے قلم و کعبہ لکھتے اسکی کیا وجہ ہے  
ج۔ عام ہندو لوگ غلطی یہ ہیں جو اپنے بزرگوں کو قلم و کعبہ لکھتے ہیں۔ جیسو



نظر بین کاشی جی دوار کا جی جگننا تہ جی کی کچھ غرت نہیں کچھ قبضہ  
کتبہ کی عزت انکی نظر میں نہیں اور نہ ہونی چاہیو ایسی ہر مناسب ہی  
کہ اکثر کاشی جی یا جگننا تہ لکھین۔

س شیطان کتبہ پیدا ہوا اس کا مفصل حال بتاویں۔  
ج اس بات کا ثبوت دینا کچھ زیادہ ضرورت نہیں کہ اہل ہندو  
کل مذاہب سے سناتن اور سدھیم ہے او کی کتب میں اسکا  
کہیں ذکر نہیں۔ زروشت پادشاہ آتش پرست فی خدا کی پشانت  
کو دو حصہ منقسم کیا اور دو چھیار بنا ہی یعنی بنکی و بد سے کا  
رینوالے۔ انہوں کا کو مسلمانوں نے جبریل اور شیطان نام رکھا  
عیسائی ہی مانتے ہیں کہ بابا آدم اور مٹا کو شیطان نے بہا کیا  
اور بہشت سے نکالی گئے۔ پس ثابت ہوا کہ شروع میں  
اسکو زروشت نے پیدا کیا۔ جس سے شریف آدمیوں کے بچہ کو دھڑ  
ایک عہد بہانہ چھپانے۔ آتشک و سوزاک کا یہ ہر کہ پشیاب  
پر سو گزنا ایسے ہی انسان زاد کو بری کاموں کا الزام دینا جو وہ خود کر  
ہیں شیطان ہر کیا ہوا آتی ہی مجھ کو حضرت انسان پر لے تو خود کریں



کر بین شیطان پر۔ یہ دنیا میں استغدر پیغمبر ہوئی انہیں کسی  
 قتل کرنے شیطان کی طاقت نہ ہوئی۔ اگر ہوئی تو ضرور قتل کر لی  
 تاکہ ان کی جھلک آرام پاتے۔ یہ امر دو وجہ سے خالی نہیں کیا تو دور  
 خود قتل نہ کر سکے۔ یہ کہ ان کی درخواست پر خدا نے انتقام  
 نہ کی اور نامناسب ایسے درخواست کو سمجھا کا شکے دو چار اٹھ ہوئی  
 اور اس کو ہلاک کرتے۔ افسوس کہ پورے مسلمان روز مرہ لغت  
 کرتے ہیں مگر اس سچو مواحد کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ سچ ہی ہے  
 دشمن چہ کنہ جو مہربان باشد دوست۔ یہ شیطان کو منع ہوا  
 جو قہار دیا غلط ہے۔ ان کا نفس جو یرمی کام کرنا ہے  
 شیطان بہت جو بنی پیغمبر سے سب کے سب موت کی پیچہ میں گرفتار  
 ہوئی اور مرتے وقت بیت کہہ دنیا سے کوچ کا رجحان بیان کیا  
 وہ آج تک زندہ ہے۔ اور تاقیامت زندہ رہے گا۔ بچار کو دوا کے  
 ضرورت ہے اور عقیدہ کو رہا کر گی۔ اسی بہا بیو متہاری ابد و فاسد نے  
 تو کچھ اثر نہ دکھلایا اب دعا کرو اور اس کو تیرا بھلا مت کہو۔  
 یہ دنیا میں اگر طرح کی مواحد ہیں۔ جو محض زبان سے اقرار کرتی ہیں



تو تن میں دہن کو میرے اوپر سے قربان کرتے ہیں اور سوامی  
 خدا کی اپنا دوسرا کو نہیں سمجھتے۔ اور ہر وقت ثابت قدم رہتی ہیں  
 یہ شعر پڑھتے ہیں۔ زندہ کنی عطائی تو + ورکشی خدا ہی تو۔  
 دل شدہ مبتلائی تو۔ ہرچہ کنی رضائی تو۔ دراصل شیطان ایک فرض نام ہے  
 اسکا کچھ وجود نہیں۔ ہمارا نفس امارہ ہے شیطان ہے۔ بالفرض اگر  
 شیطان کا وجود سمجھو اول درجہ کا موحد اور محبوب خدا ہے۔

س اب حیات یعنی امرت جل کہاں ہے۔  
 ج۔ تحریریں یعنی روچک والو کو مونہہ میں۔ جنہوں نے اسکو خبر دی اور  
 پرکھتے ہیں لکھا انکو یہ نصیب نہوا۔ اور ملک الموت کو چون میں گرفتار ہو کر  
 قہر کہ جس نے اسکو خبر دی اور تجربہ سے اسکا اثر معلوم دریافت کیا۔ زندہ ہیں  
 جنہوں نے پہلا نیکیو اسکو اور دم میں لائیکو اسکو اسکا ایک فرضی نام رکھا۔  
 جیسے کہ جنہوں نے کوئی اچھا کام کیا اور لکام تاقیامت زندہ رہیگا۔ جیسے کہ جنہوں نے  
 نہیں کی سمندر سے گنگا کو علیحدہ کیا۔ اور سوامی دیاتند سستی کی سفلیا امیشن  
 کی لینے پرانے درخت آریا کو سرسبز کر دکھایا۔

اس مجھے معلوم ہے کہ پہلے اپنی مشن سکول لدوہیا نہ میں تعلیم پائی۔ اور



ایک دفعہ اسی محل میں پوری تپا مٹی پائی اور نوریت وغیرہ لینے  
 پورا نا اور نیا وثیقہ قسط کیا۔ اور پھر قرآن مجید جسکا ترجمہ اردو میں  
 دیکھا بلکہ قریباً چار برس اسکی بہت سی تفسیریں جا سچا سے منگو  
 دیکھیں پھر آریاسا ج کے جوار و وہاں شاہین گرنٹھ پڑھی اور  
 مہر پڑھی۔ بعد برہم سچا چوٹ کے حصول و فروغ سے واقفیت پیدا کی  
 پھر میداتیوں سے ویدانت کی گرنٹھ و چار مالا۔  
 امرت کشی جوگ لٹنٹ پچاسا گر وغیرہ دیکھی اور عرصہ تک لائبریری  
 بات کو عمدہ سمجھتے رہے۔ اور جیسے ہوش سمبالی جو کوئی پرہنس  
 سیو کر اوت پریشن کیا۔ براہ مہربانی سمجھ کو اپنا مذہب بتا دینا  
 اپنا نام آکا و تازی کیوں رکھا۔  
 ج۔ من انم کہ من دانم۔ ٹاٹوٹی طبعیم چشمدیم شکر نے + چون  
 سید میل مہر وارنداریم + ماست استیم رخم و خانہ و معبود + پروا سرد  
 دستارنداریم۔

ع۔ انہریت سید کی انتم پر بودہ اوپ نشدین لکھا ہے۔ کہ جو جملہ مادات  
 موجودات میں آتا ہے۔ آکا کا گہر دل ہے۔ جو تمام جانداروں



ہے اور جملہ کو اکب و عناصر میں ہے اور کل مقررہ کرن انکھون  
 اور خواسون میں روشنی دینی والا ہے وہ آقا ہے داری کی منے  
 ہیں دہارنا کر نیوالا یعنی وہ پر ماتما جو سب بیا یک ہو اور سکی عبادت  
 کر نیوالا۔ اور بحسن اور سکی دو عمر کیونہ جانتا ہے سچا مو احمد۔

س رام رام کرنا کیا ہے۔  
 ج۔ بہت ہی شبہ کا کام ہے۔ بشرطیکہ دنیا کی ٹھکنی کو نہ ہو  
 محض رام رام کرنا ہے کچھ فائدہ نہیں دیتا جیسا مجھ سے بہت  
 کہنا کیا فائدہ ہو بلکہ اس کے خوف کو دل میں جگہ رکھنا اور  
 اس کو حاضر و ناظر سمجھ کے بُری کاموں سے بچنا مگر ان چیزوں  
 کرنا۔ باعث آرام ہو سکتا ہے۔

ولایت میں حضرت غلے اور موئے۔ پنجاب اور سندھ و تان  
 میں (گور و نانک صاحب۔ کبیر صاحب۔ سہری راجندر سہری  
 شکر اچارج اور حین میں لاو زری۔ عرب میں حضرت محمد صبا  
 ہوئی توبہ۔ قرآن۔ انجیل۔ تورات۔ گرتہ وغیرہ اور کئی کتب تبرک  
 دین۔ سب کے رائے اس بات پر ہے کہ بیجا۔ کام۔ کرودہ



لوہہ - موہ نہکار سے بچو - اور یہ امر ضرور صحیح ہو کیونکہ کل جہان کے مذاہب اور گواہ اسی بات پر ہیں - خدا کی بڑی بہاری یاد یہی ہے  
 مثل اوس گوالن کے جو اپنی سہیلیوں میں منستی اور کیہلتے  
 چلے جاتے ہیں لیکن ٹھکانہ سے گرنے نہیں دیتی - اس واسطی جو  
 دنیا کا بومار سے خدا کو حاضر و ناظر جانکر سچا سچا کئے جاؤ - یہی ہمارے  
 بہارے خدا کی یاد ہے -

مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت محمد صاحب کی شان میں خدائی  
 مندرجہ ہے نہ پیدا کرتا میں نہ کونہ پیدا کرتا میں زمین و آسمان کو بہر  
 کہتی ہیں - کہ سری رام چندرجی اور سرکیشن جی خود خدا تھو - گیو اور  
 برہمن کی رکشا کرنیکو عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا  
 اکلوتا بیبا ہے - اور کل دنیا کے بوجہ اوتار نیکو اوتار لیا وغیرہ -  
 آپ کی کیا راہی ہے -

ج کس گوید کہ دُغ من ترش ست - پار کہیں واہ وار ہر وار کہیں  
 وہ پار - پھر گناہہ بیٹہ رہے یہی یا رہے یہی دار اپنی اپنی مذہب کے  
 سبھی بناوین ٹھیک - رجب نشانہ ایک ہی تیر انداز اینک



ہندوؤں کا خاتمہ بالآخر کب تک ہوگا۔

ج۔ جغرافیہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہندو اور باقی مسلمان  
 زمین اور جو مسلمان ہیں وہ سب ہماری بگڑی ہوئی بہاؤ ہیں  
 کوئی چار کوئی پانچ لاکھ سے اور عرب سے اس طرف صرف  
 چار سو مسلمان آئی ہوئی۔ جیسے ریشمی کپڑہ کو کٹہہ لگیا تا ہے وہ  
 ب ہو جاتا ہے۔ اور جس قرآنہ میں آمدنی بالکل نہ ہو اور خرچ ہو  
 کم یا بیش ایک دن خالی ہوگا۔ اس آریا ورت کھنڈ میں ہماری  
 ہی بہاری دشمن ہیں اول مسلمان جو ہمیشہ اس کوشش  
 میں کہ جہاں تک ممکن ہو ہندو کو مسلمان کرنا فرض ہے کہ پھر پھر  
 اور کبھی تلوار کی زور سے باقی رہے عیسائی یہ تن میں ہیں  
 سے ہی انکار نہیں کرتے اور یہ نسبت مسلمانوں کے  
 ان کو بخوشی تمام دین عیسوی میں ملتی ہیں۔

سب سے سی ثابت ہوا ہے کہ سال بہ سال مسلمان ہندو  
 مسلمان ہوتے جاتے ہیں۔ اور جو پہر تو بہ کرنا چاہے  
 رہنمائی میں۔



شامل ہونا ہر شے سمجھ کر داخل نہیں کئی جاتی۔

اسکے پیار سے ہندو بھائیوں۔ اسکے ہمارے

خواہو ہر ہندو۔

فقیر کی عرض پر غور کرو کہ اگر یہ دشمن برابر لگی رہی تو  
سال تک اس قوم کا کوئی آدمی نظر نہ آویگا۔ اول یہ کہ

کہ جو دو تین پشت سے عیسائی یا مسلمان ہو گیا ہو مسلمان

اگر یہ ممکن نہ سمجھو جو ہندو مسلمان یا عیسائی ہو جاوے

ہندو بناؤ۔ گریہ کر کے خراج بھی کرو۔ ایسے موقع پر

دل غنا و نگو جانے دو۔

س دنیا میں اشیہ یعنی بر اور شہ یعنی اچھا کام کو

ج۔ ہر ایک مذہب کا مروجہ ایک بات کو اچھا سمجھتا

ہے۔ دوسری بری۔ اور اپنی تصدیق میں الہامی کتاب

کرتے ہیں۔ تعجب نہ کرو کہ ایک موقع پر خدا کچھ کہتا ہے۔ اور

کچھ اور ایک مذہب کو کچھ سکھاتا ہے۔ اور دوسرے کو

اوسکی ہزاروں ہر دست دنیا میں ایجاد ہیں اور



معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا مذہب بنایا کوئی نہیں۔ اگر ہوتا ایک  
 حکم چاہتا تھا۔ اس وقت جو دہرم شاسترون میں لکھا تھا  
 ہی مناسب تھا۔ اب اگر آپ کچھ ضرورت دیکھیں اس پر  
 ہم کی قلم اٹھاویں اور ایک زمانہ حال کی مناسب مصاحف  
 دیکھ دس بیس آدمی ٹکرقانون جاری کریں اگر آپ  
 ان کریں کہ ایسا نہیں چاہئے۔ قانون ہر سال بدلتا ہے۔ اور  
 ہر وقت بد نظر کیا جاتا ہے۔ بہت سی شاستر مختلف وقت میں  
 اور ترتیب ہوئی۔ اگر آپ اسکو غلط سمجھتے ہو اسقدر نت منویا  
 ہو گولک کی دہرم شاسترون کی ضرورت کیا ہے۔ صرف  
 چاہئے تھا۔

حضرت عیسیٰ نے پدر ہوئی اور برہمن برہما کی سر سے۔ اور آدم بی  
 پدر اور راجہ کرن کان سو اور ناشکت تاک سی۔ کیا یہ سچ ہے۔  
 میران نہی برہند۔ میریدان می پرائند۔ جیسے عورتیں لکھن میں کہتے  
 کہ گھوگھانڈرا موہیا۔ وچھروا سیرج مرچیکے بعد ہر ایک میریدان اور ستار  
 کو کوئی کہتا ہے۔ اور تمام جہان کے اصناف سوا کسی موصوف



دنیا کا مال مارنے کو کرتا ہے۔

ہیں۔ اکثر ہندوؤں کو دیکھا ہے کہ مسلمان کا چہرہ اسی ہوا نہیں کیا ہے جوت  
اور نہ نصف پر ٹیپہ کرکے ہاتھ میں کیا ایک جگہ بیٹھی سے تار برتے ہیں۔  
کی ذائقہ سے محمدین اثر لگا کر جاتا ہے۔ اور کیا اوسکا چہرہ اسی ہوا نہیں کیا ہے  
کوڑا یا ضایقہ میں فرق ہوتا ہے۔

جہاں بیشک ہندو مسلمانوں کے گہر کا نہیں کھاتے اور  
چہرہ ہوا۔ لیکن جہاں بعض جگہ مثل ہندوستان میں ایک نصف پر  
ٹیپہ کرکے کھانا نہیں سمجھتے۔ اور بعض جگہ مثل جنگل وغیرہ میں  
یہی کم پر پہن ہے۔ اور کسی قسم کے تاریقی نہیں ڈرتی۔ اور نہ خفا ہوتا ہے۔  
میں فرق ہے۔ لیکن دراصل اہل ہندوئی جو اونکی تہ کا کہا جاتا ہے  
اسکو دیکھو یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی بہت سخت سخت ظلم اہل ہندو کر رہا ہے۔  
اور ہندو مسلمانوں کو اپنا دلی دشمن سمجھتے ہیں۔ پس ان کی  
جو اپنی دشمن کے ہاتھ کا کہا ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص حقدار ممکن ہو جائے  
اہل ہندو گامی کر پستش کرتے ہیں۔ اور مسلمان اسکو دیکھ کر تو ہنسنے لگے۔  
قاعدہ ہے کہ دوست کا دشمن اپنا دشمن ہوا کرتا ہے۔ ہاں البتہ آجکل اہل



نے چوت وغیرہ میں سبالنہ زیادہ کیا ہے۔

س۔ ہندو کہتے ہیں کہ چاندور سورج کو راہ و گیت کو گرس

نے تلخ دیتے ہیں۔ کیونکہ اوہوں نے قرضہ لیا ہے۔ اور

پسین اور چوڑ کو جو بروز گرہن دیا جاتا ہے۔ سورج و چاند

ان کا کیا رشتہ ہے یا غصہ نہیں۔ اور کیا آج تک قرضہ ادا نہیں ہوا

تھیں کیا کہے کہ کس ضرورت اور احتیاج کی وقت چاندور سورج

اور کیا سود مقرر ہوا تھا اور راہ و گیت جو بیچ کر ہانے جاتے

ہیں کہاں کہوٹھی کہلی ہے۔ اور انکو پاس اس قدر روپیہ کیا

تھا۔ تعجب یہ ہے کہ ہزاروں برسوں سے ہندو پن وان کرتے ہیں

تاک قرضہ ادا نہیں ہوا۔ سیری سمجھ میں کہ خیانت عجرمانہ کی

ہیں اور چوڑ کو جو اس وقت کا دان لیتے ہیں دعویٰ کرتا

ہے۔ کیونکہ یہ دان پن اس واسطے کیا جاتا ہے کہ انکی بائی ہو

سے نہیں دیتے اور خود کھاتے ہیں۔

کے پو پون کے قریب میں آئینا ہو۔ نہ کہسی چاند اور سورج

توضیح لیا۔ امد نہ راہ و گیتو سامر تہ دینے کو ہوتے ہیں ایک قسم کی پانڈلوں  
چاند لوگ اور سورج لوگ وغیرہ۔ گردش کی بلکہ حسب چاند طالع اور  
وقت زمین کے مدار سے اپنے قطر کی نسبت کم بلندی یا بلندی  
موتی ہے تو وہ آسمان کے ایک جزو کو زمین کے اوسے حصہ سے  
چھپا لیتا ہے۔ اس کو سورج گرہن کہتے ہیں۔ اور جب چاند  
کامل ہو نیلے وقت زمین کے سامنے آجاتا ہے تو زمین کے والیان  
آجائیسے سورج کے شعاعیں چاند تک نہیں پہنچتیں پس چاند  
روشنی نہیں پہنچے۔ اسکو چاند گرہن کہتے ہیں۔  
س۔ گھگلی۔ قمری۔ تیسرے جو بوقت زمین وہ کیا کہتے ہیں  
کیا مشاہد۔

ج۔ گھگلی کی نسبت مسلمان کہتے ہیں یوسف کہوہ  
کہتے ہیں شیوجی تو مواحد کہتے ہیں مولے تو  
خیر کو مسلمان کہتے ہیں کہ سبجان تیری قدرت اور بندہ



کہ وہ کہتا ہے سیتا رام چمپن اور گوشت خور کہتے ہیں کہ یہ  
دونوں غلطی پر ہیں وہ یہ کہتا ہے کہ اپنا مصالحہ خود بنا لیتا ہے  
نوں مرچان اور ک۔

مواحد کہتے ہیں کہ قمری تو ہی تو تو ہی تو کہتے ہے۔ غرضیکہ ہر ایک  
شخص اپنی طبیعت اور خیال کے مطابق سمجھتا ہے۔ اور بنا لیتا  
در اصل کسی علوم نہیں کہ وہ کیا کہتی ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے  
مذہب میں اور شیوخ جی اور رمان اور اوتار ہو سہی پہلے وہ ہی  
الفاظ بولتے رہتے۔ اور اد کے اور ہونگے۔ اور اس وقت کہ لوگوں نے  
بتائی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ وہ کچھ کسی مذہب کی بات نہیں  
کرتے بلکہ اپنی حیوانی بولی۔ عام لوگ ہو گاہل کے بولیوں کو برا  
سمجھتے ہیں۔ مواحد اپنی اسکرہ کے موافق معرفت میں  
لئے باتیں ہیں اور جو طعن کرتے ہیں غلطی پر ہیں

س۔ فقیروں کی نسبت آپکا کیا حال ہے؟

ج۔ لفظ فقیر مرکب ہے چار حروف سے یعنی ف۔ ق۔ ت۔ ی۔ جسے اولیٰ تہین ف سے غاقہ ق سے تناعت۔ ت سے یاد آتی ہے

ت۔ ریاضت گو یا اصل فقیر وہی ہے جو مفصلہ باللا اوصاف سے مبرا ہو۔

ہو۔ اور جیسا ہی مردہ ہو جاوے۔ اے براور جو عاقبت خاک است

خاک شو پیش ز انکہ خاک شوی + اور مستوکل رضا و تسلیم کا ہو + اور پہ

سمجھے۔ ہرچہ از دوست رسد نیکو است + اور جیسے مینو خوشی گذر

جیسے عنون لیلی کی عشق میں عورتا فقیر خدا کے عشق میں + اور بیجا

کام۔ کرودہ۔ کوہنہ۔ سوہنہ۔ ہنکار سے ہر وقت بچ کر اور یہ شعر پڑھو

تیر اور چوڑکد ہر جاؤن میرے امیر مرشد + بادشاہی سر تو بہتر

ہے گداۓ تیری + اور دنیا سے ایسا بے پرواہ ہو جاوے جیسے ایک

نظیر ذیل میں لکھتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک فقیر شاہ راہ میں سوتا پڑا تھا۔ اتفاقاً بادشاہ کا اوسی راہ

گذر ہوا۔ بادشاہ نے فقیر کی مخاطب ہو پوچھا کہ تو کون ہے۔ اوس نے



دیا کہ تو کون ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اس قطعہ زمین کا  
 بادشاہ ہوں۔ فقیر نے کہا کہ میں بادشاہ ہوں کا بادشاہ ہوں  
 نے کہا کہ یہ کیونکر در حالیکہ تیرے پاس۔ خزانہ۔ فوج۔ محل  
 خانا وغیرہ کچھ نہیں۔ جواب دیا کہ تو نے خزانہ اسو اسطیگر کہا ہے فوج  
 اسو اسطیگر کہ کوئی زبردست بادشاہ تجھ کو نہ ستاوے۔ میرا کوئی دشمن  
 میں فوج اور خزانہ کی کیا ضرورت ہے۔ محل کی بابت جو پوچھتا ہے دیکھ سوچ  
 دینی ہو چکا ہے۔ اور میرا محل وہی ہے جہاں میں سو جاؤں اور جو تو  
 فانوس کی بابت پوچھو آسمان کی طرف کھڑا ستارہ اور سیارہ میرا سقف  
 ہیں۔ اور چاند ایک علی فانوس ہے۔ اور جو باوچی خانوں کی بابت  
 پوچھو صرف میتھن پچیس ہونگی۔ نزدیک شہر میں لاکھ گہر کی آبادی ہے جو  
 دوست و گہری ملگ و ملگا ہے جو لکھو کہا فسر ہو گئے ہیں۔ ایک فسر نہیں۔  
 یہ حال ہے جو میرے ساتھ ہے۔ ہر جامہ کہ جس کا نہیں اولٹا سیدھا  
 است ہر بات میں فضیلت۔ کہتا ہوں +  
 تسلیم کو ملے جسے ایک شخص نے فقیر سے درخواست کی تھی کہ شہر کو دیا کو



# التماس

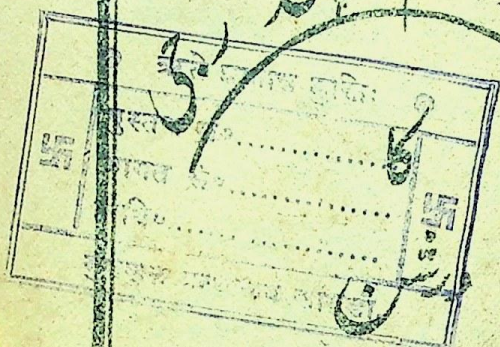
گزار توحید رسالہ استری سنگار۔ نذر ناظرین کرچکا  
جو ساتویں دفعہ چپ چکی ہے۔ اب نہایت ادب کے ساتھ رسالہ خیالات  
آباد ماری حصہ اول نذر ناظرین ہے۔ اگر یہ کتاب کو منظور ہوں حصہ  
دوسرا عنقریب ہی شایع ہوگا۔

جو صاحب مفصل بالا تصنیفات کو دوبارہ چھپانا چاہے نہایت خوشی  
جائز دیتا ہوں۔ الا ایک گزارش ہے کہ مفصل بالا تصنیفات میں  
نویسہ کی پیشی کرنا چاہتا ہوں جو صاحب چھپوانے کا قصد فرما دیں نصیر کو اطلاع  
دیں۔ بلا اطلاع کوئی صاحب مرادہ چھپوانے کا نہ کریں۔

فلان

نہایت ادب سے آداب ماری۔ ستوطن لدھیانہ۔ محلہ سودان





وہی آریہ ورت فخر جہان ہو

اساڑہ

سمت، ہم و اکبر با عتی

حک مصنف لیر لپند متین  
فیروز مالیش محسن بر سر

دو سزار

جو اسکاں  
ہمالہ سے

پہاڑ  
کیا جنی اسے

یہاں  
گہو پھر

نشا  
مطابق



۱۲  
 خواہاں سے باہر کو ممکن بناویں اگر رام پہر باں پتھر لائی  
 ہالہ سے لٹکا تک آنکھیں اٹھائی ہمیں پھر شکل اپنی آکر دکھائی  
 تو پریشاں پاؤں کے عین ان کے

بہری جگر کے حوصلے میں نہ

پہر ان سے جو بولو کہ اس شاہ عالی زمین کے شہنشاہ سمندر کے والی  
 کیا جس سے لٹکا کو غالی گر لیا تھا اکٹن سے جسو بالی  
 بنایا تھا دل جسے رایشو م کا

جہاں سنگھ لال میں چند اور م کا

یہ مانا کہ اب حکمرانی نہیں ہے اچودھیا کی وہ راجدانی نہیں  
 کہ بوس کی گوشتانی نہیں ہے یہ کیا چیز ہے جو کہ فانی نہیں ہے

مقابل ہے راجدانی کے اندھیرا  
 رفاقت کے شامل ہے ہر دم کھٹیرا

نہ نایاں یہ یہ ایک ہی شان کے نہ لائق یہ اصحاب فرمان کے ہے  
 مطابق نہ اقوال ایمان کے ہے پسندیدہ ہرگز نہ انسان کے ہے

کہ آنکھوں سے خالی کریں اشک باری  
نہ طاقت کو برتیں تدبیر گاری

اگر کہ معلوم ہو ویں ساماں ہو تو آپ میں جتن تالان گراں

ہماری جو باتیں رہ جو جسم میں جاں بچھوڑیں مگر وہ ہونڈ کر ساڈاں

جواب اسکا غالب ہے کہیں گے

کہاوت میں اشکوں کے دیا ہیں گے

جو ہو حکمرانی کا ارمان مجھ کو تو شکل نہیں اس آسان مجھ کو

نہ نسل گاہی کہ یہ بیان مجھ کو جو کرتی ہر اس دم پریشاں مجھ کو

وہ صورت مکانوں کی بگڑی نہیں ہے

وہ اجڑی اجودہ سیا کی بگڑی نہیں ہے

جلائی ہو دل سے ازلت تمہاری دکھاتی ہے یہ صورت تمہاری

مٹاتی ہے افتادہ حالت تمہاری اور اس پر بھی یہ خواب غفلت تمہاری

تمہیں دیکھ کر میرا جی گھٹ رہا ہے

اس افتادگی پر جگر پٹ رہا ہے

نہ مجھ کو ہی غفلت یہ انداز ساں نہ آنکھوں کے بنے کا کوئی ساراں



ہے جیگر آریا آتماں ہے وہ ہر دم تیر دل سو گریہ لگتا ہے

اکیلا نہیں بناتا میں یوں پر

پڑے روتے ہیں پوتا آتماں پر

ہمارا ہی غم دل اپنی ہر طاری تمہارے لئے اشک ہر دم میں جاری

ہمارے لئے ہے یہی آہ وزاری سو گروں میں حیر چاہی ہو کہ تمہاری

اگر جاگتے ہیں تو تم پر نظر ہے

جو سوتے ہیں تو یہی تمہارا فکر ہے

دلوں کو دکھاتا ہیں تمہارے عبادت کے پتھر یا صفت کے پیارے

اب بھی جگتے گن ہر پکار سے کہ یہ سب گئے اب وہ سارے سارے

بہاوش تھا سب یہ جن صوفیوں کا

نشاں اب باقی ہے ان سے تو لگتا

اتنا ہوں جب میں جسم پر نشاں نظر مجھ کو آتا نہیں ایک انسان

کہہ سکوں یہ پھر نرسنگاں اس کا ہو غم اور اسی کا ہوا رہاں

کہ مردم سہو گویہ بھری سہو میں ہے

وے دیکھتے تک کو انسان نہیں ہے

برہمن کے یاں پر عبادت نہیں  
 کشتری کو دیکھو ریاضت نہیں  
 جو دیشوں کو جانچو تجارت نہیں ہو  
 رہے شورو راہنہیں بھی محنت نہیں  
 بزرگوں کا خون آج بدلا گیا کیا  
 پڑی قوم کی قوم ہر نیند میں یا  
 زمین آریونکی یوں کے و بالی  
 ایک یا نکی غیروں کے آئے نہال  
 گدا آج ہے تل راہیں عالی  
 عجیب جیوتوں کی ہر نگاہ  
 بزرگوں کا فتح جہان کی کہاں  
 پڑی ہیں وہ صحرانہیں چہاں  
 زمانے کی چالیں ہیں کسی زالی  
 پڑی و المیکو نکی ٹکیاں ہیں  
 و ششوں کی اولاد دروہ علی  
 ہر اسحالمین اسکا ایشوری  
 جہاں تیرہیں شونکی آرام ہیں  
 ہر کاری ہاں ہندکرتی ہیں ہر  
 جہاں ہے تیرہیں ہر گھر گھر  
 خدا کا ہاتے نہ تے کوئی تہر  
 گہر و نہیں تھہر معبد و لو نہیں  
 دہر ہر ہاں یہ ایسا تباہ ہو گیا ہر



کہ ایشور کا نام اک گنا ہو گیا ہو  
 جہاں استرئی جان پتی پتی پر  
 پڑوسی پڑوسی کا ہونا تھا بستر  
 نہ اشخاص میں ہی باہم رسائی  
 خدا یا یہ پٹی ہے کیسے خدائی

نہ خاوند ہی کچھ فادہ ہیں یاں  
 خودی میں بھی مست شہر ہیں یاں  
 نہ بیوی کو پرواہ خاوند کی کچھ  
 نہ ہے باپ کو مہر فرزند کی کچھ

مکھن محبت ملی حکمراں تھی  
 کہو یا کہ سبیش کی انک باں تھی  
 وہاں پیمان ج یہ بیتا ہے  
 کہ بیٹی کا خوں باپ غوثیتا ہے

مری بوجہ ہی پہر بھی تم با صبر ہو  
 نہ ہمت کہ چہ ہنسی کی قادر ہو  
 مری بوجہ ہی تم نے خبر ہو  
 نہ ہمت کہ چہ ہنسی کی قادر ہو

جگانے تمہیں آئناں آئین

وہ مایوس کر کے کسی کی ہرگز

تمہیں کو جگاتا ہوتا ناک بھارا

مہوار ام مومن بھی قرباں تمہارا

تمہاری مگر غلاب غفلت ہی ہو

ہوئی صبح پر استراحت وہی ہو

اگر سنبھل سکتی ہو تو اب بھی سنبھلو

اٹھو نیند سی اس گراؤ کو ہم لو

نہ جب تک بلندی پہ سنبھلو سناں ہو

وہی آریا ورت فخر جہاں ہو

مفصلہ ذیل کتابیں

لالہ پتھر ج ص ۱۰۰

نام کتاب قیمت نام کتاب

مری رام چندر جی گدشن

لوٹ کی دیوی اور ایک ساغر

گنگا کی نیند

—

—

—

—



بھومی کا آریون کی بہت حال زار ہے  
 ستان آریون کی پڑی نیٹ خوار ہے  
 دیاجنہون نے جیتی تھی اب انکی مار ہے  
 یہی ہر غم کہ جس نے ستایا ہے رات دن  
 یہی ہے دکھ کہ جس نے دکھایا ہے رات دن

اندر میں آریون کے یلچھون کا ہے قدم  
 پا پاک دلش میں ہوئے حکم میں پر دہرم  
 باقی نہیں قدیموں کی کچھ ریت اور رسم  
 گھٹا ہے زور دہرم کا ہر لحظہ و سبدم  
 دہرم جو جگت میں کبھی لاشریک نہا  
 دہرم جو مین بھی شریکوں سے گہر گیا

یہ جاٹ جنکے پاس بجز خشک ناں نہیں  
 رہنے کے واسطے کوئی مستحضر اسکا نہیں

ایرام من کو رات کو جن کو امان نہیں  
 خواہش خسو و کی جنہیں فکر زیاں نہیں  
 ارجن سے شور بہیرون کے یہ جانشین ہیں اب  
 مل سے مہان راجون کے تخت جگر میں اب

ہمسر جنہیں نظر ہے پڑا صرف آب میں  
 دیکھی نہیں ہے صورت شمشیر خواب میں  
 گھوڑے کی شکل سامنے آئی کتاب میں  
 ڈالا نہیں ہے یا تو ن عمر ہیر کا ب میں  
 ہیشیم کی ہیشیم کی بھی اولاد رہ گئے  
 شامہ شہان و ہر کی یہ یاد رہ گئے

انسان چاہے کہہ لو انہیں شکل سے فقط  
 سبندو نام کا ہے بیان عقل سے فقط  
 بہرہ وری مگر ہے انہیں جہل سے فقط



ہرین حیف بزدلی اور نخل سے فقط  
 یہ ہی ہین یادگار دیاس و دشت کی  
 انکے ہی باپ دادا تھے سانکھہ و پتنبلی

سیاہے حال جسم کا ویسا ہے جان کا  
 ہول ہے پاک راستہ سید گسبان کا  
 گم ہو گیا ہے طور طریقہ و ہیان کا  
 چرچا نہیں رہا ہے مقدس زبان کا  
 ابی تلگتے ہین یہاں شبد ہامیان  
 پڑتے ہین کتب غیر کے قصے کہانیاں

کلبگمین و ہرم کا تو ٹکا ناہین رہا  
 پاکیزگی کا آج زمانا نہیں رہا  
 اسٹ شاستر کا پڑھنا پڑھنا ناہین رہا  
 اور سرتی کا سننا سننا ناہین رہا

۱۶  
ویدون کے صرف نام ہی باقی جہان میں  
عالم جواونکے تھے وہ سبھی آسمان میں ہیں

آریہ نہیں ہے ملتا یہاں نام کے لئے  
یا کوئی مل بھی جاوے کہیں جستجو کے  
پاؤ گے او سکوترکون کے طور و ضلع  
ترکون پہ اپنے وہرم کو قربان کر دیں  
افسوس آریوں کی نسل شرک ہو گئی  
باقی جو کچھ بچی وہ بھی ایمان کہو گئی



ملوث کی دیوی

اور

ایک مسافر

سنا بھلا ہے اسل جو اپنے لئے جئے  
جتنا صحر وہ جو سرچکا انسان کے لئے

۲۶ ساون سن ۱۹۷۷ء

راول پنڈی

حبیب اللہ مصنف کمالیہ پٹنہ  
فیرمیا ایچان پری ولس پٹنہ

ناظرین !

تھوڑی دنوں کا ذکر ہے کہ راقم ایک مخزروست کے  
ساتھ سیر کرتا ہوا لوٹ جا نکلا۔ یہ ایک قدرتی قلعہ کوہ  
منک میں پنڈواؤں خان سے پچاس میل شمال مغرب کی طرف  
واقع ہے۔ اس کے بیچ میں وسیع کھنڈرات ہیں۔ جنگلی بابت  
یہ روایت ہے کہ وہاں ایک بڑا شخصہ آباد تھا جسکو راجہ  
مل نے بسایا تھا۔ اس وقت یہ جگہ ایسی ویران ہے  
کہ وہاں گھاس کا تنکا بھی نظر نہیں آتا۔ پانی کے لئے  
بیان کے لوگ ڈھیرہ میل نیچر اوتر کر جاتے ہیں جو گہری کھدائی  
میں سخت مصیبت ہوتی ہوگی۔ لیکن کھنڈرات میں  
کم سے کم ایک تالاب کے نشانات پائے جاتے  
ہیں جس سے ظاہر ہے کہ یہاں کسی زمانہ میں خاطر خواہ  
مقدار میں پانی ملتا ہوگا انہی (کھنڈرات) میں سرد و سنگ  
سرخ کی عمارتیں اب تک کچھ زچھی ہوئی ہیں جگہ دہیرے



صاحب ہوتے ہیں اور خلی نسبت پر مشہور ہے کہ یہ پانڈون  
 کے زمانہ کی بنی ہوئی ہیں۔ ایک ٹوٹی پھوٹی دیوڑھی بھی ہے  
**شیر خجائے** باب سردار جہان سنگھ نے بنائی تھی۔  
 کہتے ہیں کہ ان کھنڈرات میں اکثر رات کو آواز میں نکلا کرتی  
 ہیں جو ایک غمزدہ محافق کی گریہ و زاری کے مشابہ ہیں؛  
 ہر وقت پر بعض ضروری فرائض کے سبب راقم آدہ گھنٹہ  
 بادہ دے ان ٹہرنہ سکا اور اسلئے یہ سیر کچھ تاریخی مطلب کا  
 ہو سکا لیکن اس وقت اس نے کھنڈرات میں کچھ آوازیں  
 سنیں جنکا مطلب آئندہ اشعار میں ظاہر کرنیکی کوشش کی گئی  
 یہ بھی گزارش کروں گا کہ مناسب ہے کہ بولنے والی  
 اپنے آپ کو ملوٹ کی دیوڑھی ظاہر کیا اور کہ  
 غمزدہ میں راقم نے کچھ دست درازی نہیں

راقم

ایک مسافر

آواز کہند رات سے آتی ہے کچھ سُسنو  
بستی میل کی شور مچاتی ہے کچھ سُسنو

و کہیا زمین یہ درد سنا تی ہے کچھ سُسنو  
اور حالِ زار اپنا بتاتی ہے کچھ سُسنو  
زخموں کو اپنے گہول دکھاتی ہے دیکھ لو  
پیشی کو اون کے منہ سے اوٹھاتی ہے دیکھ لو

پاؤں میں آپکے ہے جو ننگ و خدف کا ڈھیر  
آنکھوں کے سامنے یہ زبوں سا گہرا ہے گہیر  
اس جانتے سن کبھی جہان باقی نہیں ہے سیر  
گردون کا دوسرے اور قسمت کا ہیر پھیر  
ورنہ جو حال اب ہے کبھی اور کچھ ہی تھا  
کہند رات میں یہ سبھی اور کچھ ہی تھا



آج گہاس کی بوتی بھی ہے نہیں  
 رسون میں ایک بن کی بٹوٹی بھی ہے نہیں  
 ہر چار طرف سبزہ کی گہوٹی بھی ہے نہیں  
 گویا بیان پر قدرت پہوٹی بھی ہے نہیں  
 بڑا ہے شک کہ بیان کبھی کچھ بھی ہوا نہیں  
 اس گود میں کبھی بھی تو سبزہ پلا نہیں

لینے کے واسطے بیان پانی تلک نہیں  
 مایہ کہو تو نام کو زیر فلک نہیں  
 آرام اور خوشی کی خواہی ہر گز نہیں  
 گذران سکھ کی چین کی بس اک پلک نہیں  
 ہرگز زمین کا جی نہیں کیا یان کے واسطے  
 ہر گز فلک گہلی نہیں کیا یان کے واسطے

انسان کو دن گزارنا یان پر محال ہے

پیچھی بھی رات کاٹ لے یہ کیا محال سے  
 آفت میں ڈکبہ میں ایکسا شیر و شغال ہر  
 کٹرے پتنگ کا بھی عجب تنگ حال ہے  
 وودوام کے لئے بھی یہہ جائے پناہ نہیں  
 کوئی گفایا غار بھی زیر نگاہ نہیں۔

---

اس سرزمین پہ لیک سدا یہ سماں نہ تھا  
 صبر و شکیب کا یہ کڑا امتحان نہ تھا  
 باسی یہاں کا وکبہ سے سدا نیچاں تھا  
 قسمت کا مارا ہر کوئی پیرو جوان نہ تھا  
 اک دور وقت میں یہاں برکت تھی زندگی  
 عیا ہے ایک وقت کہ فرحت تھی زندگی

---

دہرتی بیان کی اس طرح بنجر پڑی نہ تھی  
 ننگ و خدث کے ڈھیر دن سے ہرگز پڑی نہ تھی



۷  
انی سے دُور خشک اور خالی پڑی نہ تھی  
بیاد تھا کہ دیکھتے تک کوتری نہ تھی

اک اک قدم پہ جب یہاں سبزی تھی افندی  
سبزہ تھا ہلہلہار ماکہیتی ہری بہری

دوبی پنا نہ پہونچے تھی ممکن یہاں کہی  
شکل تھی جب گزر یہاں مجھول جاٹ کی  
مٹی کے چار چو نہ پڑے بستی سمی نہ تھی  
دو چار ننگے بچوں کی رونق نہ تھی بھی  
دلق میں ایک شمع یہاں بے مثال تھا  
بنا کی سیرت کا لیاقت کا جال تھا

دارین جب تو قلعہ کی ٹوٹی ہوئی تہین  
دہری کی شاہ نشین بھی پہوٹی ہوئی تہیز  
دہیرون کی سورتین بھی تو چھوٹی ہوئی تہین

کڑیاں سقف کی جوڑے چوٹی ہوئی نہ تھیں  
ہر اک طرف بہار تھی اور روپ رنگ تھا  
ہر چیز کی تھی وضع ہر اک شے کا رنگ تھا

اب روپ رنگ وہ بھی ایسا ہو گیا  
گو یا صفحہ پہستی کے سو جو وہی نہ تھا  
اوس شہرے مثال کا اب ہے کہاں پتا  
گلشن کہاں چلے گئے سبزہ کہاں چھپا  
حسن و جمال کہو گیا اب اس پہاڑ کا  
جو بن رہا ہے آج نمونہ اد جاڑ کا

پیر بھی ثبوت ہیں کہ بھیاں پر بہار تھی  
کنہڈر پکارتے ہیں کہ وہ ہیشمار تھی  
دہریے بتا رہے ہیں کہ وہ پائدار تھی  
مجھ سے سُنو یقین ہے کہ وہ نگار تھی



ایں دہریے ثبات میں پرکھو ہے ثبات  
قائم کہاں تلک رہے مخلوق کا ثبات

یا چیز ہے جو دہریں قائم سدا رہے  
وہ کون ہے جو کال سے دائم بچا رہے  
جو ایک بار بکے ہمیشہ بنا رہے  
ما آج سب جگیا تو ابد تک سجا رہے  
الو جوان کہاں جسے پیری کا ڈر نہ ہو  
دل رہا کہاں جسے دل کا فکر نہ ہو

مکن ہے آج کل کے جوان کو یقین نہ ہو  
اغدا پرست کر یہ دشمن نہ ہو  
مکن کسی کی آنکھ پہان دور میں نہ ہو  
یا جی ہی درد والا زمین پر کہیں نہ ہو  
میں ہوسیر خواب کہانی فسانہ ہو

یہ سارا جوڑ توڑ فقط شاعرانہ ہو

کنڈر پہ غوغا دہی تو پیدا نہیں ہوئے

اور پرتھوی کے ساتھ ہو پیدا نہیں ہوئے

سینہ سے یہ زمیں کے ٹوٹا نہیں ہوئے

یاگر کے آسماں سے تو برپا نہیں ہوئے

ثابت تھا کچھ تو جسکے کہ ٹوٹے نشان یہ ہیں

کچھ چپ گیا ہے جسکے کہ ٹکڑے عیاں یہ ہیں

کیسے تقسیمات زمانہ میں آچکے

آ آ کے انقلاب بیان بہت جاچکے

ہندوستان کا ترک یوں تاج پاچکے

شورون کے سرسبز سے پرے رُل لاکے

سطح زمین کی کہو اک تہ اولٹ گئی

بھارت کے دلش کی اب کا یا پٹ گئی



اس اوفتاوگی نے مجھے بھی گرا دیا  
 ہر عضو سیرا بارالم سے دبا دیا  
 نقش خاک کے نیچے چھپا دیا  
 ت کے جی سے نام بھی میرا ہٹا دیا  
 بہارت کے ساتھ میری بھی حالت بد لگتی  
 آواز کہو گئی سیری صورت بد لگتی

میرے عذاب کا جاتا نہیں کھ  
 نہ مصیبتوں کا ہے لبریز ہو رہا  
 ایسا ستم نہ ہوگا جو میں نے نہیں سہا  
 پتھر وہ ہوگا دل جو نہ غم سے میرے بہا  
 طرف میرے رنج و مہن کی بوچھاڑ ہے  
 ہر غضب کہ میرا تو گہر ہی او باڑ ہے

آفت کے جام کیا مین جو مین نے پیئے ہنر  
 رنج عالم کہاں مین جو سر پر لئے غم  
 و گہون کا بہوت اب بھی تو کچھ بس کہ نہیں  
 یہ رونا بیٹھا و لئے اپنے لئے غم مین  
 مرنا بہلا ہے اس کا جو اپنے لئے ہے  
 بیٹا ہے وہ جو مر چکا انسان کے لئے

پسختان اگر چہ میرے سر پر کم نہیں  
 مقسوم اپنا ظاہر اے نیر خستم نہیں  
 ایسا ہوا ہے ضعف کہ یان دم میں دم نہیں  
 کافی میرے رولانے کو پر اتنا غم نہیں  
 روتی ہوں جس سے وہ مجھے کچھ اور غم ہی ہے  
 دکھی ہوں جس سے مین وہ تو گہرا زخم ہی ہے

ہر وقت دل پر اپنے ہی غم کا بار ہے



# گنگا کی نیند

بوڑھے سفید ریش نہارون سنگھ  
معصوم سرکچی تین سے نہارون جڈاہو

19 48  
KISHEN CHAND  
BOOK SELLERS, 10, LAHORE GATE,  
LAHORE.

سب اجازت معصوم کشن چند لکھنؤ کتب خانہ و نشان شاہ عالمی دروازہ لاہور سے چھپوایا۔

سید اسلم علی نقوی لاہور مطبعہ گردید

پیارے ناظرین!

میں بھینے ہوئے کہ مجھے ہر دوار جانا ہوا۔ ایک دن شام  
 سمندی کے کنارے پر رٹا تھا۔ آپ میں سے بہت  
 کم از کم ایک بار ہر دوار کی جائزگی ہوگی۔ اور اسلئے جانتے  
 ہونگے۔ کہ وہ سہان جہان ہمالہ کی پتھری اپنی تپاکی گود  
 سے نکل کر میدان میں آئی ہے۔ قدرت نے سندر بنانے  
 میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ دن رات ملاپ کے سے  
 اوس کے پوتر کناروں پر پھرنا خصوصیت کے ساتھ راحت بخش  
 کیونکہ سورج کی روشنی دھیمی ہو جائی نظر سحر کے لگ لگ  
 حصوں میں لگا و سا پیدا ہو جاتا۔ جس سے اوسکو اور رونق  
 پاتال ہے۔ اس وقت کچھ دیر سے میں قریب کے



یہ دین محو تھا جبکہ جاتریوں کا ایک گروہ میرے پاس  
 گزرا جس میں واپس جانے کا ذکر سہرا تھا اور جس نے مجھے  
 یاد دلایا کہ مجھے بھی اس سکھ میں بہت دیر ٹہرنا نہیں بلکہ  
 ایک دو دن میں لوٹ جانا ہے :

اتنے میں سوچ چھپ گیا۔ اور چاند نکل پڑا۔ چاند کی  
 روشنی کم تو ہوتی ہی ہے۔ اس وقت کچھ چوٹے چوٹے  
 بادل اس کے سامنے آئے ہوئے تھے۔ جنہوں نے اس کو  
 اور گھٹا دیا۔ خوبصورت منظر کا کوئی کوئی حصہ صاف  
 دکھائی دیتا تھا۔ باقی سب کے غائب ہو گئے تھے  
 اور صرف حافظہ کی مدد سے دیکھے جاسکتے تھے۔ یہ حال  
 گئے کال کے عین مشابہ تھا۔ اور اسی مناسبت

میری توجہ اوسکی طرف کینچی۔ پر جب ایک دفعہ اوہ میر  
 وہ بیان پڑا تو ساری تانچ میری سامنے کھل گئی۔ ان خیالات  
 کا ایک پہلو میں نے خط ہر کرنے کی کوشش کی ہو۔  
 مجھے بہر وہ صحر کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی بڑا  
 نہ مانیں گے۔ کیونکہ اب اس امر میں شبہ کی گنجائش نہیں کہ  
 عرب اور افغان حملہ آوروں نے جو زیادتیان ہندوستان  
 میں کی ہیں۔ وہ تانچ پر بھت زبون ہیں۔  
 نیا زمند

ایک جاہلی



کا اوتھو کہ نیتیں مان گئیں  
دیکھو کہ ستے تے ہی سو گئیں  
ارد کو جو جگا کر خبردار گئیں  
انگت سیاتیں وہ بیان ہے خبریں

آنکھیں تو کھول دیکھو در حال ہر یہ کیا  
نظار بھیلو کسی تھی اب حال ہے کیا

نہید نے زمانہ پہنچا زور کیا  
گیتی کا ایک دم صدمہ ہی پلٹ گیا  
اٹھ اٹھ کا سینہ کھینکا جگر سیا  
پٹکا یا ایک دوسرا سر اوٹھا لیا

اس نہید ہی میں سینکڑوں جنم چلے ہو  
اس نہید ہی میں سینکڑوں دن بدلے ہو

نہید میں بہتر ہی ہو انقلاب  
تبدیل گناہرا کٹو جہنم  
نہید میں بہتر ہی نام اور نشا  
بہارت کی گہر باقی میں مشکل ہے

نگری کے بانڈو من کی سیات گئے

مہلا اجودھیا کے نشانات رہ گئے

اس عین ہی مہین بیابان ہو گئے

آباد و دیس اڑبکے دیران

زرغیر جو قطع تھو وہ سنان ہو گئے

رحمت جہان تھی بیکر و ساہو

تلوار غزنوی کی اسی نیت میں چلی

تاتاریوں کی آگ یہاں مد توں جلی

اس عین ہی مہین گہرا لڑتباہ ہو گئے

راجہ مراد غلام غلامان شاہ

نزل بن بلین قبی بی بڑا پاہ ہو گئے

اچلو جو کنول سو تھو وہ جلی

جو خاندان تخت کے والی سدا سے تھے

اس عین ہی مہین آج وہ مٹی میں مل گئے

اس عین ہی مہین کشتری سلطان بن گئے

آسی صدی میں سنہ

ترکی زراوتل خراسان بن گئے

باقی رہی کچھ اہل صفا مان



گم کرد اسی بد کے اب کر گھر بنے

گر اور کچھ نہ شیخ تو سب بخیر نگر

سینہ ہی میں ہی سہیلی ہو جلا  
بیڑ کا بیری پاپ اخوت ہلا  
چیلے گرد کا جو فقط غرض کا ہوا  
راحت کا کھانا باقی بیان بھر کا ہوا

ہر اک خودی میں اپنی ہی مٹھو رہ گیا

ہر اک اسی شہین پر چور ہو گیا

سینہ ہی میں ہر دم چھین چھین  
ترکون کی فوج جہانی اٹھ چکی ہے سار  
سامو برہن اوس کو تنگ اور خوا  
سندر جو پیل تھے گمراہ و مشیار

سیو کن تیغ قہر سے چھوٹے نہ دیوتا

پالی بچے نہ ظلم سے اوسکے نہ پار سا

اس شہید گیسین ہرین میں نی پر  
ایشین بھانپہ کرے کی لگین

قبرین مزارین پائین گہن گہن

سہن جو عرب کی سنہا

کاشی میں سندر وکی جگہ مسجدین بنین

مکر کوئی دہرتی بن گہی پریاک کی مین

اس نیندی میں کیا ہندو شکار ایک ایک کر گئے شاہ شہر

چارون شائین مجلی گہ گہ لوٹ ما جو وستم ہوئی ہر جگہ پکا

گو نجا صد اکر خلق سے یہ گنبد فلک

پھونچا تیرے کان میں شور اجٹک

اس نیند میں لا گیا آریو کا گہر کہو لگے قہر وڑ و مند نکو

سختی نہر ارکو امیر و غریب انبارون میں ہر گھر سیم اوزر

اس نیندھی میں لوٹ ہوئی نگر کوٹ کی

اس نیندھی میں جاتا رہا سوننا بھی



چاندیکا ریزہ کہنہ تک نہیں رہا  
 ہندی میں کا بہانہ تھا ہوا  
 لکھنؤ و عقیق کا اب کچھ نہیں بتا  
 بیکہا جگہ سہو نشان چلا گیا

پھیلادی گہور پاپ بیان سلیم نے  
 باؤں فلک نے روک لی دولت زمین نے

توڑیں بھری آئینہ گئے آئینہ نہ رہا  
 ہندی میں بکاڑ کی تین ہزار  
 بے سوکڑہ سمجھ کر چالیں نہ رہا  
 ہندی میں بکاڑ کی تین ہزار

اس ہندی میں راہ تہوار قتل ہوئے

سنگلا سے شور میر جہد و جہد میں ہوئے

افسوس نہ گانِ خدائے کبریا کے  
 ہندی میں سہو سہو سہو سہو سہو سہو

دنیا میں سب بیکہا گئے ہم  
 ہندی میں غلام نہ رہا رہا رہا

پدماوتی کی را کہی ہی اب سر ہو چکی

پرتاپ جی مرو بھی تو ساری کہو چکی

اس نیند ہی میں تو منو کی غرت تباہ ہو

لاکھوں پتیر تاؤں کی عصمت تباہ

بیوٹن گوئی مرٹین بغداد میں پڑھیں

کتنی ہی صلتی آگ کے شعلوں میں جا بسیں

اس نیند ہی میں غضب اس دیا پر

کتنوں نے سینے رکھ دیے خنجر کی دیا پر

کتنے یہاں پر باس میں میر جیا گئے

کتنے غریب چھپے سو بس نہ ہر کہا گئے

اس نیند ہی میں تیر ہو میں نہ لایا

رق علی کی گین پتو نہ سو یا

تاؤں کی گو دے جی ہر جہاں

بہنیں رکھا آ رہیں ہاں گھر



آنکھیں بھانپہ کتنی منہ میں آئندوں سے تر

دم رگے سر پہ جس دم زبان پر

کتنی ہی میں جانیں گئیں یا کھڑے  
کتنی ہی میں تین میں یا پی میں سر کے

نہیں تپتی ساہلی کو ہاتھ سے  
نر کوئی سخت پنہ سے بچ کر کیوں

اس نیند ہی میں کتنی پڑیں حشیدوں کی ہاتھ

غزنی میں کتنی عمریں کھیں سخت کر ساتھ

کلی ایسی محال ہو کہ بلی  
کل والو کو بھی سن جس جبر ہو بلی

بائیو رول سے گلی گلی  
دور دور پہرین قلع میں ہو بلی

بوڑھے سفید ریش نہارون وند اہو

معصوم سر بھی تن سے نہارون جد اہو

بہار کے حال نہ رہ چن کے دل  
کلی ہی میں ساگر کیو بھر لچلے

کسریٰ سنجھ میں کمر بیدار ہو چلا  
جا جا جائیں دینوں کو کرتے

سارا شہر ریہے ہو سے بہک دیا

پر بڑولی کے داغ سے ماتھا بچا لیا

انہیں ہی میں غم سہی کلاں میں  
ما تم میں چھوڑی محال کیا نہیں  
انجھیں ہاں ہاں میں بتا رہے ہیں  
مکمل نہیں کہ سکھ میں لے گیا نہیں

آنسو بہا رہی ہیں ہمالہ کی چوٹیاں

دل سے نکل رہا ہے سمندر بھی دھواں

انہیں ہی میں بھینچے بلایا تجھ بہت  
آہوں سے بکسوں نے جکایا تجھ بہت

نالوں سے غم فوج بلایا تجھ بہت  
لغویں دل جلوں اٹھایا تجھ بہت

اب تو اٹھو کہ نیت صیدیاں گزر گئیں

دیکھو کہ سوسوتے ہی برسوں گزر گئیں



۱۵۹۹

# تہذیبِ تناسخ

(در جواب اعتراضات منکرین تناسخ)

مؤتبر

رادھا کشن ہتھ

مصنف اہل برہمنیت برہمن سماج کی صلیت الہام وغیرہ  
لاہور

۱۸۵۲ء ۱۹۰۰ء مطابق ۱۲۹۰ء ۱۳۵۰ء عیسوی

حسابائش لائبریرس آریہ سماج لاہور

مطبوعہ مطبع ار و پرنس لاہور

تعداد جلد ۱۰۰۰ - - - قیمت آدھ آنہ

# مصنف کی دیگر تصانیف

- اسرار برہم پنچتھ ..... ۳
- برہم سماج کی اصلیت ..... ۹
- الہام ..... ۶
- آریہ سماج برہم سماج کی تعلیم ..... ۳
- سادھارون برہم سماج کا پیغمبر ..... ۱۰



## ثبوتِ تناسخ

دنیا میں جتنی قومیں آباد ہیں وہ سب کی سب اس امر پر متفق ہیں کہ انسان کو اس کے بھلے یا بُرے افعال کی جزا یا سزا ضرور ملتی ہے اور دنیا میں کوئی بھی مذہب ایسا موجود نہیں جس میں کہ اس جزا یا سزا کا کسی نہ کسی پیرائے میں ذکر نہ کیا گیا ہو۔ نیز انسان خود جس وقت اس امر کا شاہد کرتا ہے کہ اس دنیا میں جب کہ وہ ہر ایک کام کرنے میں خود مختار ہے اور اس کا نتیجہ حاصل کرنے میں نہیں تو ایک خدا آدمی ضرور اس بات کو تسلیم کر لیتا ہے کہ جو بونیک یا بد افعال یا بھلے اور بُرے ارادی یا نہ گفتہ بہ افعال انسان کرتا ہے اس کا اثر اس کی روح پر

ضرور ہوتا ہے اور ایسے افعال کے نتیجہ حاصل کرنا جو جنکا ثمرہ فورا  
نہیں متعارف ایک زبردست حاکم کی محتاج ہے۔ چنانچہ ذیل کی  
مثال سے یہ تحریر زیادہ صاف ہو جاوے گی :-

ہر ایک انسان جو کچھ چاہے کھانے یا پینے میں خود مختار ہے خواہ  
یہ ایک حد تک کھائے یا ادس سے تجاوز کر جائے۔ خواہ زہر کھا لے  
خواہ کوئی منشی شے استعمال میں لاو کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ تو  
کیون کیا۔ لیکن زیادہ کھانے سے اگر انسان بیمار ہو جاوے زہر کھانے  
سے مر جاوے یا کہ شراب وغیرہ کے استعمال سے اپنے قواء ذہنی  
اور عقلی کو خراب کر لے تو ایسے ایسے نتائج کے بھگتنے پر یہ بالکل  
مختار نہیں ہے، زہر کھانا اسکا اختیار ہے لیکن زہر کے اثر سے موت  
کے پنج سے بچنا اس کے اختیار نہیں۔ شراب پینے میں یہ خود مختار ہے  
لیکن اس کا اثر جو قواء ذہنی اور عقلی پر پڑتا ہے اسکو یہ ہرگز



نہیں روک سکتا۔ زیادہ کھانا انسان کے اختیار ہے لیکن اس کے  
 باعث جو گرانی اور بیماری وغیرہ ہو جاتی ہے وہ اس کے اختیار میں نہیں  
 بلکہ القیاس پر ایک بڑا بھلا کام۔ گناہ اور ثواب کرنے میں انسان خود مختار  
 ہے لیکن جو عکس ایسے افعال کا روح پر پڑتا ہے اس کے روکنے میں  
 یہ مجال نہیں ہے۔ اب کوئی خدا پرست آدمی اس بات سے ہرگز انکار  
 نہیں کریگا کہ روح کو جزا اور سزا ضرور ملتی ہے یا اس کے بھلے بے افعال کا  
 عکس اس پر ضرور پڑتا ہے۔ لیکن اب یہ دریافت کرنا چاہئے کہ یہ جزا یا  
 کس طرح ملتی ہے یا اس عکس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے :-

عیسائیوں کا یہ مسئلہ ہے کہ انسان کی روح جسم چھوڑنے کے بعد ہمیشہ  
 اپنے بہشت یا دوزخ میں ڈالی جاوے گی۔ پاک آدمی بہشت میں جاوے گا  
 اور گنہگار ہمیشہ دوزخ میں ڈالے جاوے گا۔ یہ دوزخ گندھک اور آگ سے  
 پُر ہے اور جو آدمی ذرا سا بھی گنہگار ہو وہ بھی دوزخ ہی میں جاوے گا اور

چونکہ انسان پیدائش سے ہی گنہگار ہے اس واسطے عیسے مسیح پر ایمان لانے سے ہی گناہوں کا کفارہ ہو سکتا ہے اور وہ بہشت میں جاسکتا ہے کیونکہ مسیح خود خدا ہے اور گنہگاروں کی شفاعت کے واسطے وہ مجسم ہوا تھا جو اسپر ایمان نہیں لاتے اور اُسکے کفارہ ہونیکو تسلیم نہیں کرتے مسیح اُنکا حامی نہیں بنتا اور وہ لوگ ہمیشہ کے دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں :-

یہودیوں کا بھی ایسا ہی مسئلہ ہے اِنکا یقین ہے کہ مسیح آگیا اور اُنکے لئے کفارہ ہو گا :-

مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص حضرت محمد اور مذہب اسلام کے قائل ہو گئے اور جنہوں نے مذہب اسلام کی خاطر جہاد کیا ہو گا جنوں نے حج بھی کیا ہو گا مرنے کے بعد اُن سب کی ارواح بہشت میں داخل ہونگی جہان دودا اور شہد کے مالہ چل رہے ہیں اور بڑے بڑے



عجیب سیوہ دار رحمت موجود ہیں ایسے کہ ان موسیٰ کو اس جہان کی  
سکھ عورتوں کے علاوہ بہتر بہتر حوریں بھی ملیں گی :-

براہم سماجی لوگ اس بات کی سناوی کرتے ہیں کہ کوئی دوزخ ہے  
اور بہشت۔ مرنے کے بعد انسان ہمیشہ کے لئے ترقی کرتا رہیگا :-

اب دیکھنا چاہئے کہ آیا ان سب میں سے کونسا اعتقاد درست ہے  
عیسائیوں اور یہودیوں کے اعتقاد

کے رو سے واضح ہوتا ہے کہ انسان پیدائش سے ہی گنہگار ہے تو اس  
صورتحال ثابت ہوتا ہے کہ خدائے جان بوجھ کے انسان کو گنہگار بنایا تاکہ گنہگار  
اور آگ سے پر دوزخ کو انسانوں کی ارواح سے بھرے لیکن اس پر عیسائی صاحبان  
کریست کے کہیں۔ خدائے اوم کو بالکل پاک پیدا کیا شیطان نے اس کو بہکا دیا تب  
اُسے گناہ کیا۔ لیکن اس کے جواب میں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا پاک کل ہے اور  
جو چیز اُسے بنائی وہ بھی پاک ہی ہے کیونکہ پاک شے سے ناپاک شے کا نکلتا نہیں

ہے جیسے دودھ سحر ہر کانٹا محال۔ پھر شیطان کی کیا مجال تھی کہ ایک  
 پاک چیز سے خلاف قانون قدرت ناپاک چیز نکال دیتا۔ اور خدا کے کام میں  
 مداخلت کرتا۔ اس سے تو ثابت ہوا کہ خدا شیطان اور کوئی بھی زبردست  
 تمام حق پسند احباب کو ضرور خدا کو چھوڑ شیطان کی پرستش کرنی لازم ہے لہذا  
 ہو کہ ان کے عقائد کے روئے انسان کے بھلے برے افعال اسکی جزا یا سزا کیوں کافی نہیں  
 بلکہ خدا نے انسان کو خود گنہگار بنایا۔ تاکہ دوزخ کو اُسے پر کرے اور جہنم کی ایسی  
 مرضی ہوئی تو انسان اُسکے برخلاف کر نہیں قاصر ہے البتہ شیطان اگر چاہے  
 تو مداخلت کر سکتا ہے، رہا مسیح پر ایمان لانا۔ یہ بھی ایک عجیب ڈھکوسلا  
 اگر خدا ایسا ظالم کہ انسان کو اُسکے بھلے برے فعل کی جزا سزا دیوے اور  
 صرف اُسکے مجسم ہونیکے یقین کو لوگوں پر ظاہر کر نیچے عوض نجان بخشے تو  
 ایسے ظالم خدا کو ہمارا دوسرا سلام ہے۔ ہم ضرور شیطان کے بند ہیں اور ہمیں  
 اسبہ واثق ہے کہ شیطان اپنے بندوں کو ضرور لٹ بھڑکے۔ بھی خدا



بہشت سے کسی عمدہ جگہ میں یا سبیش تمام رکھیگا :-

## اہل اسلام

کایہ عقائد کہ محمد صاحب قرآن پر ایمان لا کر جہاد کرنے سے بہشت حاصل ہوتا ہے  
ورنہ نہیں۔ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ بہشت یا دوزخ (اگر کوئی ایسی جگہ  
ہے بھی صرف اپنے اعمال کے روبرو ہوتی ہے۔ یہاں تو قسم اللہ ہی غلط ہوئی پھر تو  
جس طرح پر درجہ کا گنہگار جیسے پر ایمان لا کر بہشت میں پہنچ سکتا ہے اویسی طرح ایک  
زانی۔ رہن اور بد سحاش دوسرے ملکوں کے اس زمان میں رخصت اندازی  
کر کے اور ہزاروں بندگان خدا کے خون قریب ہو کر ایسی بہشت کی میر  
کر سکتا ہے جہاں عورتیں بھی ملیں اور کھانا پینا بھی میر ہو لیکن رستی پسند  
صاحبان ایسی بہشت کو دوسرے سلام کریں گے۔ جہاد وغیرہ کرنے سے روح پاک  
اور شانت ہوئے کے برعکس ناپاک اور خوشنوار ہو جاتی ہے ایسی ایسے ارواح تو  
دوزخ کے لایق ہیں نا کہ بہشت کے ۛ

## پر ہم سماج

کا اعتقاد ذرا تسلی بخش معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں دیکھنا چاہیے کہ کہنا تک قوت  
 بھری ہوئی ہے۔ یوں تو سب لوگ ہمیشہ کی ترقی چاہتے ہی ہیں اور ہم بھی  
 اسے مستثنائ نہیں۔ لیکن امر دریافت طلب یہ ہے کہ آیا ضرور ایسا ہی ممکن  
 کہ انسان مرنے کے بعد ہمیشہ کی روحانی ترقی کرتا جاوے؟  
 جو وقت ہم دنیا میں بدھ کرتے ہیں جیسا کہ پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے، تو معلوم  
 ہوتا ہے کہ انسان فعل کر نہیں خود مختار ہے لیکن اس کے نتیجے پائے میں نہیں  
 اور دنیا میں ہر ایک فعل کا کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور ہوتا ہے تو اس حالت میں کیا  
 بھاری شک پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان کی روح جسم چھوڑنے کے بعد  
 ترقی کرتی جاوے گی تو پھر اس کے بھلے یا بُرے افعال یا گناہ اور ثواب کا نتیجہ  
 اس کو خدا کی عطا ہر ایک فعل کا نتیجہ ضرور ہوتا ہے پھر ارواح کے افعال کے  
 نتائج کو خدا کیسے برباد کر دیا؟ واہ اسن یہودہ یقین سے پھر تر عیسائی



اور محمدیوں کا بھی یقین نہیں ہے۔ مانا کہ ان کے اعتقاد کے رو سے  
 بھی عیسائی اور مسلمان سب کے سب داخل بہشت ہونگے لیکن برہمنوں جیسا  
 کہ نئی منطق کے رو سے تمام آدمیوں کو بڑے سے بڑا گناہ کرنیکی بھی اجازت ہے۔  
 کیونکہ اس کا اثر اسکی روح پر کچھ نہیں پڑیگا اور مرنے کے بعد اسکی روح ترقی  
 کرنی شروع کرے گی۔ گویا جطرح جگہ سکول میں داخل ہوتے وقت لڑکے کا ہتھکا  
 ادا دیتا ہے اور اسکی لیاقت کے بموجب اسکو ادا دینے یا اعلیٰ جماعت میں  
 کر دیتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد خدا روح کو امتحان لےوے گا اور کسیکو  
 اعلیٰ جماعت میں اور کسی کو ادا دینے جماعت میں داخل کر کے روحانی درس  
 دینی شروع کرے گا اور اس طرح ہمیشہ تک تعلیم دیتا رہے گا جسے کہ ایک سن  
 ارواح خدا میں محسوس ہو جائیں گی۔ اس اعتقاد سے لچر اور یہودہ تر اور  
 کوئی یقین نہیں ہو سکتا۔ یہ تو عیسائی ویدانتوں کا یقین ہے کہ میں بھی  
 اور تو بھی خدا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا کو کیا ضرورت تھی کہ پہلے ایک سے

ارواح کو پیدا کرتا اور پھر انکی اصلی حالت کو زوال دیکر تعلیم دینی شروع کرتا بہ بہتر ہوتا کہ خدا ارواح کو پیدا نہ کرتا۔ اور اذکو ویسی ہی حالت میں تسلیم دینی شروع کرتا ہے۔

عیسائی محمدی اور براہمن صاحبان کا بڑا بہاری مسئلہ یہ ہے کہ روح پیدا کیا گیا لیکن فنا نہیں ہوگا۔ اسوقت یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ روح کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟

دنیا میں جتنی اشیاء موجود ہیں وہ سب کی سب ذویادہ سے زیادہ اشیاء کی ملاوٹ کا نتیجہ ہیں۔ لہذا اگر روح خدا بنائی تو معلوم ہونا چاہیے کہ روح کیا چیز ہے اور کس کس چیز سے بنا ہوا ہے اور فنا کیوں نہیں ہوگا؟ جب دیکھا جاتا ہے کہ سب چیزیں پیدا شدہ فنا ہوتی جاتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ روح بھی کیوں فنا نہ ہو۔ اسلئے یہ مسئلہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا نے جان بوجھ کے ایک ایسی قسم کی چیز کو پیدا کیا



جو کہتی نہیں اور جس کو کہ لوگ روح کہتے ہیں تاکہ خواہی مخواہی عالم الغیب  
اور ہمدان ہو کر ان بیچاروں کو دوزخ میں ڈالے یا آپ اپنی ہستی کو  
قائم کر کے نیستی سے ہمیشہ کچھ بنا آ جاوے اور آخر ان کو اپنے آپ میں ملا  
یوے گویا نیستی اور ہستی کو ایک جگہ ایک شخص اور ایک حالت میں کر دیوے  
بے سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس حالت میں عیسائیوں اور مسلمانوں اور  
براہمن سماجیوں کا بہشت اور دوزخ قائم نہ رہا۔ اور روح بھی پیدا شد

نہیں شک پیدا ہوا۔ تو اصل کیا بات ہے ؟

اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہئے کہ روح پیدا نہیں کیا گیا۔ اور ازلی  
اسی طرح اس کے صفات اور افعال بھی ازلی کیونکہ صفت موصوف سب کچھ  
علحدہ نہیں ہوتی۔ فعل کرنا اس کے اختیار ہے لیکن اس کا ثمرہ یا اس کے  
اختیار نہیں۔ یہ ثمرہ دینا خدا کے ہاتھ ہے۔ روح ہمیشہ اپنی عادت  
کے موافق کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے اور اس کا ثمرہ بھی پاتا رہتا ہے۔ کوئی جگہ

خدا نے ایسی ہین بنائی کہ جہان دوزخ اور بہشت موجود ہوں اور  
 جہان گندھک اور آگ اور حورین اور سیوہ دار درخت موجود ہوں۔  
 روح اپنے فعل کی سزا یا جزا پذیر ہو تسخ پاتا رہتا ہے۔ اگر اس کے افعال  
 نیک ہوں تو کسی عالم فلاسفر اور بادشاہ وغیرہ کے جسم میں آتا ہے اور  
 اعلیٰ درجہ کا عابد ہونے پر ایک معقول مدت تک تسخ سے چھوٹ کر  
 خداوند تعالیٰ کے جلال میں محو رہتا ہے اور بہر افعال کے عوض  
 اسکو جانورون اور اونے درجہ کے انسان کے قالب میں آ پڑتا ہے  
 تاکہ یہ پھر اپنے کئے پر کھچھند کے خداوند تعالیٰ کی عبادت کرے اور یہ اسکو  
 جسم ہے۔ ہمارے عیسائی اور مسلمان بھائی گھبراٹھنے کہہ ہیں! ہم جاوڑ  
 کے قالب میں آویں گے ہرگز نہیں۔ لیکن ہم نہ چھتے ہیں کہ ناظرین  
 محدود چند گناہ کیواسطے تم ہمیشہ کے دوزخ میں ڈالا جانا پسند کرتے ہو  
 جانور کے جسم ہو کر پھر انسان کا جسم حاصل کر اپنے روح کو پاک



چاہتے ہو؟ کیا خدا کی رحمت اس سے ترشح ہوتی ہے کہ تمہیں بار بار  
 تبارک گناہ کی نرا دیہہ کر پھر کبھی تمہیں اپنے روح کو پاک کرنے کا  
 موقع دیو یا اس کے تم کو ہمیشہ کے جہنم میں ڈال دیوے؟ کیا  
 اپنے فعل کا پورا پورا شرہ ادا گون سے مل سکتا ہے یا کہ ہمیشہ کی  
 بہشت اور دوزخ سے؟ کیا تم پسند کرتے ہو کہ عیسائی اور محمدی اپنے  
 اپنے بہشت میں چاہنچین اور تم بلاوجہ ہمیشہ کے دوزخ میں ڈالے جاؤ یا کہ  
 امتیاز قومی کیا عیسائی کیا مسلمان کیا برہمن کیا آریہ سب اپنے  
 اعمال کے نتائج کو حاصل کریں؟

کیا خدا بہشت اور دوزخ والوں کے ڈھکونڈے عادل اور جہیم ثابت  
 ہوتا ہے یا کہ ادا گون کے مسئلہ سے جسکی کہ ہدایت اُس نے خود وید میں  
 کی ہے؟ اور ہم پھر پوچھتے ہیں کہ اے پیارے ناظرین کیا  
 آپ سمجھ سکتے ہیں کہ نیستی سے کوئی چیز پیدا ہوتی ہے اور وہ

پھر ہستی میں ملکہ ہستی اور ہستی ایک ہی حالت میں ایک ہی  
جگہ پر مقیم رہ سکتی ہے ؟

کیا یہ سائنس کے مطابق ہے کہ ہستی سے کچھ پیدا ہوا اور پھر وہ گناہ خوردہ  
زندگی بسر کر کے اُس پاک گل چشمہ میں نہل جاوے ؟

اس کی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا بھی شاید کسی ہستی سے ہی پیدا  
ہوا ہو۔ اور ہیشمار ارواح کے مٹنے سے دن بدن ٹوٹا ہوتا جاتا ہو  
کیا یہ قرین انصاف ہے کہ بھلے بُری افعال کی جبرائیل روح کوٹھ  
اور اُس کا عکس اُس پر نہ پڑے ؟

ناظرین تم کیا چاہتے ہو ؟ تھوڑی سی زندگی کے محدود اعمال کے لئے  
ہمیشہ کا بہشت یا دوزخ یا محدود سزا اور جزا کے بعد امدادی :

## اثباتِ تسلیح

(۱) بہت لوگ یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ چونکہ انسان کو کھلے جنم کا



بال خیال نہیں رہتا۔ ہوا سے مستہ تسخ درست نہیں۔ لیکن انہیں خیال رکھنا چاہئے کہ جب اس جسم کا احوال انسان کو یاد نہیں رہتا کہ عمر کے کچھ آٹھ سال کی باتیں بالکل ہی بھول جاتی ہیں تو پھر کچھ جسم کے حالات کا یاد رکھنا بالکل ناممکن ہے۔ و نیز یاد رہے کہ انسان بسا اوقات ہلکے امراض میں مبتلا ہو کر سب کچھ لکھا پڑھا بھول جاتا ہے تو موت (جو سب بڑھ کر بیماری ہے) کے پیچھے بھی یاد رکھنے کا سوال کرنا اگر جہالت نہیں تو اور کیا ہے ؟

(۲) اور ثابت ہوا کہ یادداشت صرف روح کے لئے لازمی صفت نہیں لیکن اگر کوئی شخص اس بات کا قائل ہو کر کچھ بھی اس اعتراض پر اصرار کرے تو اُسے خیال رکھنا چاہئے کہ اگر روح کو تمام احوال کچھ جسم کے یاد رہتے تو بسا اوقات دنیا کے انتظام میں جھک پڑ جاتا کیونکہ واضح رہے انسان میں انتقام اور غضب بھرا ہوا ہے پس ایسی

حالت میں اگر انسان کو کچھلے جہنم کا تمام ماجرا بے کم و کاست یاد رہتا تو ممکن تھا وہ اپنی فوجوان ما۔ بہین بیوی۔ اور دیگر رشتہ داروں کو بجا حرکتیں کرتا دیکھتا۔ چونکہ دوسرے جہنم میں ہرنے سے اسکا اُن پر کوئی دعوے نہیں رہا۔ لیکن کچھلے محبت اور حیا بھری فطرت اس کے واسطے ہوتی اسلئے وہ ایسی بجا حرکت کر بیٹھتا جو دنیا کے انسان میں رخنہ انداز ثابت ہوتی۔ لہذا ایسے لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ پریشور کو اپنے لامحدود علم سے روح کو کچھلے جہنم کا ماجرا یاد رکھوانا منطوری تھا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو شاید عیسائیوں کے خدا کی طرح آدم کو بنا کر کچھلتا پڑتا۔

اسی دیگر متعرض ایسا اعراض پیش کرتے ہیں کہ چونکہ انسان کیا حیوان کو یہ معلوم نہیں کہ ہننے یہ جہنم کس گناہ کے عوض پایا۔ اس واسطے خدا عالم ٹھیکرتا ہے اور تنازع جھوٹ ہے۔ لیکن ایسے



صاحبان کو خیال رکھنا چاہئے کہ خداوند تعالیٰ عادل ہے اور اُس پر  
 تمام دنیا کا بھروسہ جو یہ شک بلا سوچے خداوند کی نشان دہی کرتا ہے  
 کافر ہے کیونکہ عادل ہونے سے خداوند تعالیٰ کسی کی رعایت وغیرہ  
 نہیں کرتا بلکہ جو لوگ حکیمانہ نظر سے دنیا کے نشیب و فراز کو دیکھتے ہیں وہ  
 جانتے ہیں کہ ہر ایک تکلیف کسی نہ کسی فعل کا نتیجہ ہے جیسے ایک دانا  
 حکیم دور آتے آتے مریض کی تشخیص کر لیتا ہے ویسے ہی حاذق لوگ  
 اپنے مذہبی یقین کو جب ایک طرف رکھ کر صاف باطنی سے اس امر  
 کی کھوج کرتے ہیں تو انہیں اس اعتراض کی ذرا بھی گنجائش  
 نہیں رہتی۔ پیارے معترض کہو تو ہسی حکیم بیماری کی تشخیص  
 کیونکر کر لیتا ہے اور آپ نہیں کر سکتے؟ آپ کا جواب یہی ہوگا  
 کہ ہمیں علم طب سے واقفیت نہیں۔ معقول۔ اسی طرح بیماری  
 کی تشخیص کے لئے علم طب کو پڑھو اور اپنے سوال کے حل

کرنے کیواسطے تعصب کو چھوڑ کر دنیا پر ایک گہری نظر ڈالو اور  
سوچو کہ یہ کن گناہوں کا ثمرہ ہے۔ تمہاری دل سے خود ہی ایک  
آواز تم کو سنائی دیگی۔ اوس آواز کو سنو اور پھر اعتراض کرو کہ  
خدا نے ہمیں نہیں بتایا کہ ہم کن کن گناہوں کے باعث  
اس جہنم کو بھگت رہے ہیں :-

(۴) خداوند تعالیٰ پاک ہے اور اُس سے جو چیز نکلے وہ بھی پاک ہی  
ہوتی ہے جیسے دودھ ہمیشہ دودھ نکلتا ہے زہر نہیں نکلتا جیسا  
پاک چیز سے پاک چیز ہمیشہ نکلتی ہے۔ نا پاک کا نکلا ممکن  
ہی نہیں۔ جب ایسی صورت ہے تو روح خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی  
نہیں پھیر سکتی کیونکہ یہ پاک ہونے کے ساتھ نا پاک بھی ہے  
اگر اسکو خدا کی پیدائش نہ کہو تو خدا کو پاک کُل تم ہرگز نہیں کہہ  
سکتے اور اگر پیدائش نہ نہیں تو ازلی ہوئی ازلی ہونے کے



ساتھ اسکی صفات بھی ازلی ہوئیں۔ کیونکہ صفت موصوف سے  
 علیحدہ نہیں رہتی پھر جب اسوقت تم روح کو جسم کے قفس میں بند  
 دیکھتے ہو اور پرواز کرتے بھی تھے ہزاروں ارواح کو دیکھا تو بتاؤ یہ  
 اسکی صفت کے باعث ہوا یا یوں ہی ؟ بیشک اگر یہ صفت  
 روح میں ہوتی تو تم کبھی اسکو ایسی حالت میں نہ دیکھتے۔ پس  
 یقین کرو کہ پیدا ہونا اور جسم کو چھوڑنا روح کی فطرت ہے  
 اسواسطے تسامح صحیح اور درست ہے :-

(۵) ایک اور اعتراض جو اکثر تسامح پر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر روح  
 خود بخود یعنی ازلی ہوئی ہو تو اسکو دوسری چیز کا محتاج نہیں ہونا  
 چاہئے۔ چونکہ روح عالم رگیان، وغیرہ کی محتاج ہے اسواسطے  
 ازلی نہیں بلکہ پیدا شدہ ہے۔ اس کے جواب میں ہمارے  
 مترض صاحب ثبوت نمبر کو غور سے ملاحظہ فرمادیں

اور پھر بتا دیں کہ روح کس نے بنائی؟ خدا نے یا شیطان  
 (۱) اگر کوئی ہے، نے؟ اور اسکے ساتھ ہی انکو یہ بھی یاد رکھنا  
 چاہئے کہ جو چیز قائم بالذات یعنی خود بخود ہے وہ اپنی صفات  
 میں دوسرے کی محتاج نہیں۔ روح کی صفت ہے علم  
 و گیان، (بشرط ملنے) حاصل کرنا۔ اس صفت میں وہ کسی  
 کی محتاج نہیں مثلاً سٹی اور گہار خود بخود ہیں لیکن سٹی اینٹ  
 کے بنانے کے لئے گہار کی محتاج ہے۔ کپڑا اپنی طیاری میں  
 اور انسان کا محتاج ہے لیکن انسان اور سوت دونو خود بخود ہیں۔  
 علیٰ ہذا القیاس جو شے قائم بالذات ہے وہ اپنی صفات میں دوسری  
 کی محتاج نہیں اگر روح ہے تو ابھی امر مثبت طلب ہے۔ اور یہ بار  
 معترض کی گردن پر ہے۔  
 (۲) تناسخ سے ابد الایاد کا جہنم یا بہشت وغیرہ محدود چند افعال



لیجے کیونکہ نہیں ملتا اور یہ عین عدل باری تعالیٰ کا ہے :-  
 (۱) تلخ کے رو پر پیشور پریم سنی ثابت ہو ہیں کہ اُنہوں نے انسان  
 اپنے لامحدود رحمت سے اُن کی عبادت - جوگ وغیرہ اپنے آپ کو  
 بال کر نیکا بار بار موقع دیا جس سے یہ سنیقید ہوا اور ہوتا ہے - اگر تلخ  
 چ ہو تو خدا رحیم اور عادل نہیں ٹھہر سکتا :-

(۸) جب تک کسی کا مزہ نہ چکھا ہو تب تک انسان اُس کے  
 ذائقے سے کبھی بھی واقف نہیں ہوتا - اگر روح پیدا شدہ تصور  
 کریں تو اُس کے ساتھ ہی ایسے معتقدوں کو ماننا پڑیگا کہ پیدا ہونے سے  
 پہلے روح نے موت کے مزہ کو کبھی نہیں چکھا - جب یہ صورت  
 ہوئی تو کیا وجہ کہ انسان مرنے سے ہمیشہ ڈرتا ہو؟ بلکہ اس سے صریحاً  
 پایا جاتا ہے کہ موت کی تلخی کا مزہ انسان کو معلوم اگر ایسا ہو تو کوئی آدمی  
 مرنے سے ہرگز نہ ڈرے بلکہ اپنے عقائد کے بموجب وہ اس موت کو نجات سمجھے کیونکہ

اس کے بعد وہ ہمیشہ کے بہشت کو حاصل کریگا یا خداوند تعالیٰ میں  
 بلجا ویگا یا بڑی خوشنوع گزر کر روحانی درس پانی شروع کریگا اور  
 اس طرح ہمیشہ ترقی کرتا جاویگا :-

(۹) ایک کتھکار اور ایک پاک آدمی کی موت میں زمین و آسمان کا  
 فرق ہوتا ہے۔ کتھکار آدمی ہمیشہ اپنی زندگی کے تاگے کو لبا کھینچتا  
 چاہتا ہے اور مرنے کو اس کا دل نہیں چاہتا برعکس اسکے ایک  
 پاک اور عابد آدمی موت سے بڑی خوشی کے ساتھ بغلیگیر ہوتا ہے  
 اسکی وجہ کیا ہے با غور سے سوچو اور تم پاؤ گے کہ کتھکار آدمی  
 مرنے سے ڈرتا ہے وہ اُس ثمرہ سے کما حقہ واقف ہے جسکو  
 کہ اُس نے پہلے اپنی گناہ آلودہ زندگی کے عوض میں حاصل کیا تھا  
 یہی وجہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کچھ دن اور اس دنیا میں بسر کر کے  
 آنے والی مصیبت سے بچا رہے۔ اور مہر ایک پاک اور عابد



اذی موت کے وقت خدا کی عبادت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ایشور  
 میری اچھیا پوری ہو۔ اور بڑے آئند سے اس دنیا سے کوچ  
 کرتا ہے۔ وجہ صرف یہی ہے کہ پاک آدمی کی روح اپنے آپ میں  
 ثابت ہوتی ہے اور وہ بخوبی جانتی ہے کہ اس جسم کو چھوڑنے  
 کے بعد وہ مدت مدید تک خداوند تعالیٰ کے جلال میں محو رہے گا۔  
 نہت رہے خدا خوشی حاصل کریگی :-

(۱) انسان کی یہ خواہش بلکہ یقین کہ میری روح کبھی نہیں مرے گی۔  
 بلکہ اور دلیل روح کے ازلی ہونے کی ہے۔ کیونکہ اس یقین کے ساتھ کہ  
 فنا نہیں ہوگی یہ بھی از رو سائنس مانا پڑتا ہے کہ روح پیدا  
 ہو کبھی نہیں ہوتی اور یہ اس طرح تنازع کے دور کو ثابت کرتا ہے :-  
 اس مسئلہ تنازع کے تمام حکماء یونان اور دیگر ممالک کے فلاسفر  
 بائبل پائے جلتے ہیں کیا وجہ کہ خدا کو مان کر وہ تنازع

کے مسئلہ کو چھوڑ نہیں سکتے اور اگر اسکو ترک کر دیں تو ساتھ ہی  
 انکو خدا کے انصاف اور ہستی سے بھی انکار کرنا پڑتا ہے اور دوسرے  
 بنکر زندگی بسر کرنی لازمی آتی ہے :-

(۱۲) تنازع کے مسئلہ کا اعتقاد انسان کی فطرت میں موجود ہے۔  
 آجکل کیا پچھلے زمانہ کے لوگ جنہوں میں یہ مسئلہ رائج نہیں تھا  
 اسلئے قائل نہ ہوتے ہیں اور قریباً تمام مذاہب کی کتب میں کسی نہ  
 کسی پر ایہ پر اسکا ذکر کیا گیا ہے جس سے کیا ثابت ہوا کہ راج  
 کو تنازع کا علم ضرور ہے :-

(۱۳) اہل اسلام مسئلہ تنازع سے گونگہ ہیں لیکن چونکہ اسکا اعتقاد  
 روح کی فطرت میں موجود ہے اس واسطے قرآن اور حدیث وغیرہ  
 میں بھی اسکا برابر ذکر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ میں لکھا  
 کہ البتہ تحقیق جانتے تھے تم اُن لوگوں کو جو حد سے نکل گئے تم میں



بیچ ہفتہ کے۔ پس کہا جیتے اؤں کو ہر جاؤ بندر ذلیل " یہ آیت اس واسطے  
 نازل ہوئی تھی کہ لوگوں نے خلاف حکم خدا چھلی کا شکار  
 شنبہ کو کیا تھا اور اس کے عوض خدا تعالیٰ نے اؤں کو بند روں کے جہنم  
 ڈالا۔ پھر محمد صاحب لوگوں کو نصیحت دیتے کہ "و ان اکثر  
 کم مسقون" وغیرہ یعنی تم بدکار ہو اس واسطے بدکاری کی سزا یہ ہے  
 کہ بند روں اور سوروں کے قالب میں جاؤ گے۔ بدکاری پر سزا کرو۔ اور  
 دلوں پرستی غنا پرستی وغیرہ کرتے ہیں و ان سے بدتر  
 جنوں میں جگہ پاؤنگے (دیکھو سورۃ مائد) پھر محمد صاحب فرماتے  
 ہیں کہ "ثقلت من اصلا ب طبیعت الی ادحام طایر کا۔"  
 یعنی میں پاک مروں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے شکموں میں پڑتا ہوں  
 چلا آیا ہوں۔ (دیکھو حدیث روضۃ الاحباب) اسے کیا ثابت  
 ہوا کہ محمد صاحب بھی تسنخ کے قائل تھے۔ اور حضرت مولانا روم

بھی جنکی کہ شنوی کو فارسی زبان میں قرآن سمجھا جاتا ہے ضامن  
 اس مسئلہ کی تائید فرماتے ہیں چنانچہ ایک موقع پر وہ یوں لکھتے ہیں :-  
 ہر پہچ سبزہ بار بار روئیدہ ام ہر نہصد ہفتاد قالب دیدہ ام  
 (۱۴) سچ کا مردون سچ ہی اٹھنا اگر یہ ممکن بنا جاوے تناخ  
 کو ثابت کرتا ہے کیونکہ تناخ کے معنی دوبارہ کسی قالب میں  
 آنے کے ہیں :-

(۱۵) عیسائیوں اور مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ قیامت کے دن  
 سب مردے جی اٹھیں گے اور سیرج دوز تناخ کو پایہ ثبوت  
 تک پہنچاتا ہے :-

ت



حق کا پی راہ محفوظ

اوم

# تحقیق الالہام

یہ بحث ہے پر سب مذہب اہل اسلام اہل نصارہ اہل ہنود و مہکتانی  
کی اثبات کے مرتبہ بندہ راہم ناتھہ تاجر کتب و منیج کتب خانہ آریہ سماج

امرتسر

در ماہ مئی ۱۸۷۸ء

یہ فراموش مصنف براء کے فائدہ عوام اہل ہنود و دوسری سر تہ طبع کر دیا گیا

طبع وزیر پنجاب امرتسر باہتمام بھجائی تھک سنگھ

کے چھپا

۱۲

جلد دوم - قیمت فی جلد ۱ پائی مفت تقسیم کنندہ کوئی زبردستی



अथ गुरुमंत्रः ॥

ॐ भूर्भुवः स्वः तत्सवितुर्वरेण्यं  
भर्गो देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचो-  
दयात् ॥ य० अ० ३६ मं० ३ ॥

پرتھم میں اوس بایں سور سرب تسکیتان سرب تھکری ہی سرب انتریا جی سرورگ کے نام  
کاری دیالو اجنا انت نرد کارا ناد دی دانو پچا و سرب ادکار کو نمسکار کر کے  
سرا تھنا کرتا ہوں۔ کہ ہر گز پالو تو اپنے پر مکر پالتا سے مجھے تھکے بدھی والے جو کہ اب  
کتنے کا تھکے دے میں اس لائق نہیں کہ آپ جیسے مہاشون کی سہا پر کیا دی  
کہہ سکوں۔ پرتو آپ کی سہا تالیک کہہ کر من کرتا ہوں۔ آپ کہہ پا کر کے لوگے دھون  
کو کہا کریں۔ بہت برسوں سے میرے دل میں خیال تلاش تھا کہ الہام کیا ہے  
جو اور کچھ کہنا ہے دستیاب ہو سکتا ہے لیکن دل ہر وقت ڈھونڈ رہا تھا کہ اب  
جو الہامی لپٹک یا کتا میں دیکھنے میں آتی تھیں ان پر بندہ کا نشی یعنی یقین نہ پڑا  
تھا کیونکہ وہ لپٹک یا کتا میں الہامی صفتوں سے محروم تھیں لیکن جسے  
ویاخذ سور سونی جی مہاراج کا ویدیش سنا اور انہوں نے دلائل مقول سے بتایا  
فرمایا کہ الہامی کتب صرف وید مقدس ہی ہیں نبی سند کو یقین کا  
لیکن غیر مذہب والوں سے بار بار بحث ہوتی تو ہر کوئی باہمی کتاب کو



ن کر نیکی کو شش کرتا۔ اس واسطے بندہ کو یہ ٹوٹا پھوٹا مضمون اپنی پچھڑی  
 مار عرض کرنا پڑا۔ جس میں صرف الہام کی صفتیں اور ہر ایک الہامی کتاب  
 کے مقابلہ میں ناظرین خود انصاف کیجئے کہ کون سی کتاب الہامی ہے میرے ہر  
 صاحب لالہ جو نداس صاحب ممبر آریہ سماج لاہور نے اپنے رسالہ مسئلہ الہام  
 الہام کی پانچ صفتیں مقرر کی ہیں اور بندہ ہی انہی پانچ صفت کا مقابلہ  
 ناظرین کو دیکھلائیگا۔ اور یہ مضمون بطور سوال و جواب ہو گا۔

کر کے سوال۔ الہام کیا چیز ہے؟

اب۔ الہام ان حقائق کا نام ہے جنکے جانے بغیر انسان کوئی ترقی دینی یا  
 سہاوی جسکو (روحانی و جسمانی ترقی کہتے ہیں) نہیں کر سکتا اور جانتا اور حقائق  
 کے دونوں تعلیم کے ممکن نہیں کیونکہ عقل محض ادنیٰ دریافت سے عاجز ہے۔

اب۔ الہام کتنی صفتوں سے موصوف ہے اور وہ کون کون ہیں؟

اب۔ پانچ اور وہ یہ ہیں۔ اول الہام شروع دنیا میں یعنی سرشتی کی آدھار  
 الہام انسان کے ساتھ ہی نازل ہو۔ دوم الہام غلطی سے مبرا اور بذاتہ  
 الہام ہوا وہ کبھی قابل ترمیم یا تسبیح نہ ہو۔ سوم الہام میں کسی خاص اشیا کی  
 خاص کا ذکر نہ ہو مگر اشیا کی مطلق کا ہو۔ چارم الہامی حقائق کا آپس میں  
 تضاد نہ ہو یعنی رد بدل نہ ہو۔ پنجم الہامی حقائق کسی قاعدہ قدرت (یعنی  
 کتاب یا آئین قدرت کے برخلاف نہ ہوں)۔



سوال - زمانہ متروج میں کتنی الہامی کتب کہلائی ہیں اور وہ کون  
اور کس کس مذہب نے بنائی ہیں ؟

جواب - اہل میں پانچ لیکن زیادہ متروج تین یعنی اہل اسلام قرآن شریف  
گوشتے ہیں اور نیز توریت و زبور کو بھی جانتے ہیں اور اہل نصارہ انجیل  
وزبور شریف کو اور ہندو یعنی آریہ لوگ وید مقدس کو الہام جانتے ہیں  
سوال - تمہارے نزدیک کونسا الہام ماننے کی لایق ہے ؟  
جواب - جو ان پانچوں صفت مذکورہ بالا سے موصوف ہو ؟

سوال - صفت اول یعنی شروع دنیا میں نازل ہونے کو نسا الہام میں یا جاتا ہے  
جواب - میری رائے میں شروع دنیا میں وید مقدس نازل ہوئی کہ الہام  
تواریخوں یعنی اتی ماسون کے دیکھنے سے صاف روشن ہے کہ وید مقدس پہلے  
سے پرانی کتب ہیں - اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ بموجب قول اہل تصوف  
دنیا کی پیدائش کو ۱۸۸۵ + ۴۷۰۰ = ۵۸۸۵ برس ہوئے کیونکہ عالم

کتابوں میں مرقوم ہے کہ مسیح سے ۴۷۰۰ برس پہلے دنیا پیدا ہوئی اور اس  
کوئی شے کوئی شے کو اس سے بھی مابعد نازل ہوئیں جنکو زیادہ سے  
تخمیناً ۱۸۸۵ برس کے ہوئے تو کیا خدا کو تصور تھا کہ اسکی خلقت جو ۳۹  
برس پہلے پیدا ہوتی رہی ہے آئین یعنی بغیر الہام کے کام چلا کر فوت ہو گیا  
کیونکہ اس کے مطابق نہیں ہے کہ شتر بے ہمارا اس سے صاف ثابت



ایل شریف صفت اول سے خارج ہو دو م قرآن شریف اوسکو ہی جب  
 ایل اسلام تھینا ۶۰ برس ہو کر کیونکہ آجکل سنہ ہجری ۱۳۰۲ء ہے اور  
 صاحب کو بجز یہ ۱۲ سال الہام نازل ہوا اور بموجب تواریخ ایل اسلام  
 بانی پیدائش کو تھینا ۶۰۰ برس ہوئے تو کیا باقی تھینا پوسے پانچ ہزار  
 کی خلقت ہے الہام یعنی بغیر قانون کے چلتی رہی۔ اور توحید جسکو تھینا  
 ۳۰ برس ہوئے ہیں جو حضرت موسیٰ کے وقت نازل ہوئی نیز زبور جو حضرت  
 داؤد نے بنائی جسکو تھینا ۳۰۰۰ برس ہوئے تو کیا اس سے پہلے کی خلقت  
 الہام یعنی قانون پر چلتی تھی۔ اس سے صاف روشن ہے کہ صفت  
 اول سے الہام اسلام برہی ہے۔ یہاں صاحب کو مکی ہول ہے۔ کیونکہ خدا  
 مال نزدیک ہر ایک بشر مساوی ہے اور وہ ہر ایک پر اپنا قانون مساوی  
 کیا ہے۔ اس واسطے میرے فہم میں یہ الہامی کتب نہیں ہیں۔ اب  
 الہامی وید مقدس وہ سرشتی کی آؤ یعنی شروع دنیا میں معرفت  
 ہر شے۔ انکی۔ وایو۔ اوٹ۔ انگرہ کی نازل ہوئی تھی اور بموجب  
 وہ ایل منو یعنی آریہ لوگ دنیا کی پیدائش کو ۲۰ دسمبر ۱۸۷۵ء  
 تک عمر چھپانوسے کروڑ آٹھ لاکھ باؤن ہزار نو سو چھپا سیوان  
 شروع ہوا ہے۔ اور ویدوں کو بھی نازل ہو کر ہو کر میرا راتے ہی  
 ہوئے ہیں اس واسطے صفت اول کے مطابق وید ہیں \*



سوال - صفت دوم یعنی الہام غلطی سے متبرہ اور بذاتہ مکمل ہوا اور کبھی  
 قابل ترسیم یا تسبیح نہ ہو یہ صفت کونسی الہام میں پائی جاتی ہے؟  
 جواب یہ صفت بھی وہ مقدس میں ہی ہے کیونکہ وہ مقدس میں کوئی غلطی  
 نہیں اور وہ بذاتہ مکمل ہے اور نیز اجماع ترسیم و تسبیح نہیں ہوا اور نہ ہو گا  
 ماسوائے دوسری الہاموں کے جیسا کہ اہل اسلام کے الہام سے قرآن  
 شریف میں لکھا ہے کہ نیکی خدا کی طرف سے ہے اور بدی شیطان کی طرف  
 سے اور بعض صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ نیکی اور بدی دونوں کا  
 اللہ تعالیٰ ہے۔ اول تو اس قول سے ان کے دو خدا ثابت ہوتے ہیں  
 دوم دوسری وجہ سے خدا کو یہ قیود ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر  
 اور بدی یا فاعل خدا ہے تو انسان کو جزا و سزا کیوں دی جاتی ہے اور طرفہ  
 ہے کہ شیطان جتنی عزت و تہلیل فرشتہ بیاعتنا فرمانی خدا کی بہشت سے  
 گیا اور ایک خدا بدی قرار پایا اس لئے اس الہام میں غلطی کا بھی صاف  
 شبہاء ہے اور نیز اس کا مکمل بن بھی رد کیا گیا ہے کیونکہ عبارت مذکور  
 بلا سے ناظرین خود انصاف فرما دیجئے اور مسلمان صاحب یہ بھی فرم  
 ہیں کہ توریت زبور و انجیل منسوخ کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن  
 نازل کیا۔ کیا اس کہنے سے ان کے الہام میں ترسیم و تسبیح ثابت نہیں  
 اور اب خاص کر قرآن شریف کے مقابلہ میں وہ اور دواستین حدیث



اور تفسیر و تفسیرت دیتی ہیں اور خود قرآن میں رد و منسوخ آئین  
موجود ہیں۔ جیسے اول بیت مقدس کی طرف سجدہ کرتے تھے ہر ایک کی  
طرف کرنے کے اس لیے صفت دوم سے قرآن شریف بالکل خارج ہے۔  
سوال کیا انجیل میں بھی صفت دوم نہیں پائی جاتی؟

جواب مان بالکل نہیں کیونکہ یوحنا باب اول آیت ۱-۲-۳۔ ابتدا میں

کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا  
ساتھ تھا۔ دیکھو اس تحریر سے انسان کے خیالات کیا منتشر ہوتے  
ہیں یعنی اس کی عقل حکم رانی ہے کہ آیا کوئی چیز خود ہی خود کے ساتھ  
ہو سکتی ہے ہرگز نہیں کیا یہ تحریر نوین ویدانتیوں سے کچھ کم ہے۔ وہ  
ہی تو یہی کہتے ہیں کہ سب کچھ برہم ہی ہے۔ آؤ اندر پوچھو اداں کا ہونگ  
ہکا وین۔ ہکو تھکو کچھ دوش نہیں۔ کیونکہ نہ ہم تم کرتا ہیں نہ ہیگتا۔ اگر  
اشاہ ہوتا ہے کہ بیشک انسان پاپ کرے تو کچھ سچ نہیں کیونکہ ہر

اسی باب ۱ آیت تین میں لکھا ہے۔ اور سب چیزیں اس سے موجود

ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی کیا یہ عبارت ہکو  
نہیں بتلاتی کہ سب کچھ ہم تم وغیرہ کلام ہی ہیں اور نیستی کی انجیل  
میں بوجہ قول عقداں نصارہ سامعہ غلطان موجود ہیں اس لیے  
غلطی تو انجیل میں پائی گئی۔ جس سے اس کی کاملیت بالکل اڑ گئی۔



بران نختہ و قمر بانی وغیرہ صد ہا سور مشوخ ہو گئے ہیں خاص کر یادری  
 صاحب ایہ بھی فرماتے ہیں کہ پچھو ٹسٹینٹ کو مانتر ہیں اولاد کو نہیں لیکن  
 ٹسٹینٹ میں ایک جگہ خود قیسوع نے کہا ہے کہ جب تک آسمان وزمین ٹسٹینٹ  
 تو ریت دربور کا ایک نقطہ نہ ٹٹیکے لیکن برخلاف اسکے یادری صاحب نیویر  
 زیادہ زور دیتے ہیں اسٹے ترسیم و تیخ بھی اس الہام میں پائی گئی اور اگر  
 اولاد ٹسٹینٹ کی بابت دیکھو تو بالکل غلطیوں سے پر ہے اگر کسی صاحب کو  
 شک ہو تو وہ خود میدایش وزبور کو دیکھ سکتا ہے ہر پچھو ٹسٹینٹ باب آیت ۱۱۱

پچھو تو یہ واسطے گوہر کی کھدائی کی گئی بنا اس کشتی میں کو شہر یاں طیار کردادے گا بہر اور بہر مال لگاوار  
 اسکو ایسی نلکہ اسکی بسائی تین سو تہہ ہوا سکی چوڑائی پچاس تہہ اور اونچائی تیس تہہ کی ہو  
 و در اس کشتی میں ایک روشن دان بنا اوپر سے لیکے تہہ بہر میں اسے تمام کر اور کشتی کے ایک طرف  
 و طرفہ بنا اور چوکا طبقہ اور دو سولہ تہہ اسے بنا اور دیکھ میں ٹان میں ہی زمین پر طوفان کبابی لاتا ہوں  
 کہ ہر ایک ہم کو جس میں زندگی کا دھڑکسان کے پیر سے ملوٹا ہوں اور سب جو زمین پر ہیں وہ جانور  
 میں چھپے ہوئے ہیں عہد قائم کروں گا اور کشتی میں جانور تھوڑے تھوڑے اور تیری جوڑ اور تیری بیٹوں  
 کی جوڑان تیرے ساتھ۔ اور سب جانوروں میں سے ہر جنس کے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے کر  
 وہ چ رہیں چاہئے کہ زہر و مادہ ہوں اور پرندوں میں سے ہر ایک قسم کے اور زمین کے سارے  
 رنگینوں میں ہر ایک جنس کے دو دو ان سب میں تیرے پاس اپنی پانی جانچلے آدین تو اپنی پانی جانچلے آدین کی  
 چین کہا میں تمہیں اپنی پانی جانچلے آدین کی جانچلے آدین کی جانچلے آدین کی جانچلے آدین کی جانچلے آدین کی



اب ناظرین خود انصاف کر سکتے ہیں کہ کیا ڈیڑھ سو گز لمبائی اور پچیس گز  
 چوڑائی یعنی ۵۰۰ مربع گز میں کتنی قسم کے حیوان بمعہ خوراک سما سکتے ہیں کیا یہ  
 تحریر یوں کی راہ میں سے کچھ کم ہو جس میں رام چندر کی سینا کے ۸۰ پدم بند تھے۔  
 جہاں قدنی بند چار یوں جن یعنی ۱۶ اکوس تھا کیا جو صاحب کمر زمین کا احوال  
 بخوبی جانتی ہیں وہ یقین کر لیں گے کہ یہہ تحریر سچ ہو نہیں سکتی نہ نہیں۔ کیونکہ  
 انکی تحریر کے بموجب ۱۸ + ۱۹ + ۲۸۸ پدم یعنی ۳۲۵ سنگہ اٹھاسی پدم کو جس  
 میں مذکورہ بندر سما سکتے تھے۔ لیکن برخلاف اسکا جغرافیہ حال کی پڑتال  
 سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اسقدر زمین ہی موجود نہیں ہے تو کیا ایسی تحریر قابل  
 ملاحظہ ہو سکتی ہیں یعنی میری رائے میں تو کبھی مذکور میں صرف ایک جوڑا اتنی  
 کا بمعہ خوراک ایک ماہ کے نہیں سما سکتا اور نیز اس الہام میں صاحب الہام  
 کو علم جغرافیہ اور علم حیوانات سے بالکل ناواقفیت تھی۔ کیونکہ مذکور ہے کہ کشتی ہلاکت  
 کے پہاڑوں پر ٹھہری۔ کیونکہ اوسکی چوٹی پہلے پانی کے باہر نظر آئی تھی۔ اور ناظرین  
 ذرا انصاف کو جگہ دو۔ کہ زمانہ سابقہ سے لیکر آج تک جغرافیہ والوں نے دنیا  
 کے تمام پہاڑوں سے گواہ حالہ کی چوٹی سونٹ لیورسٹ کو جو ۲۹۰۰ فٹ بلند  
 ہے۔ بلند سے بلند قرار دیا ہے اور کوہ ارا رات کی چوٹی جو صرف ۱۲۰۰ فٹ بلند ہے  
 کو نیز بہت بلند سے بلند قرار دیا ہے۔ علم حیوانات کے جانتے والوں نے اپنی تمام عمریں صرف ان کو گزین  
 بلکہ کسی کو خدا کی سرکشی کی حیوانات کا تمام احوال معلوم نہیں ہوا اور بڑا قوس



ہی کہ وہ فہرست ہی دستیاب نہیں ہوتی جو کہ حضرت نوح نے کشتی میں جہان کی ہر  
 شاید طوفان میں نہ غرقاب ہو گئی ہو۔ بلکہ نے صرف مٹی نمونہ ازخوداری لکھا ہے  
 پس انجیل کا غلطیوں سے پاک ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔  
 اب رہی وید مقدس اور عین صاف طور سے لکھا ہے کہ نیکی و بدی فعل ہیں اور فاعل  
 انکا انسان یعنی جوہر اور اسکی سزا و جزا ہی جوہر ہوتے گا۔ کہیں نہیں لکھا کہ جیو کے بد  
 کوئی اور ہوتے گا۔ اور اسکا صاف صاف خلاصہ آگے ایک وید متثر پرہ کر مجھ ترجمہ سننا  
 دیا جاوے گا (دیکھو صفت چہارم)

اس لئے صفت دوم کے مطابق وید مقدس ہی غلطیوں سے بری رہی ہے۔  
 سوال۔ صفت سوم یعنی الہام میں کسی خاص اشیا یا اشخاص کا ذکر نہ ہو یہ صفت  
 کس الہام میں مرقوم ہے۔

جواب۔ یہ صفت ہی سوائے وید مقدس کے اور کسی الہام میں نہیں ہے کیونکہ اہل  
 نصارہ کی الہامی کتاب یعنی نیا و پرانہ عہد نامہ دونوں تواریخوں و ایتھاسوں کی میں  
 کیونکہ پرانہ عہد نامہ میں پیدائش دنیا سے لیکر تمام نبیوں بادشاہوں کا حال  
 تفصیل وار درج ہے۔ مثلاً۔ آدم۔ اسحاق۔ عیسیٰ۔ نوح۔ سام۔ ہام۔ یا  
 ابراہیم۔ یعقوب۔ یوسف۔ یونس۔ فرعون۔ موسیٰ۔ ہارون وغیرہ کا اور نگر  
 عہد نامہ میں یسوع اور اسکی تمام رسول شہداء شہنشاہوں۔ اندریاس۔ یسوع۔ یسوع  
 مٹی۔ برتر ہوئیں وغیرہ وغیرہ لکھا ہے کہ تمام و کمال حیوان چلتے یعنی سوانہ عمری و وحشی



ہیں اسے انصاف پشند آدمی بروی انصاف خود کہہ دیں گے کہ صفت سوم سے انجیل  
 خارج ہے۔ دوم الہام اسلام یعنی قرآن شریف اس میں بھی صرف تواریخی حالات  
 سے عام سورتیں ہیں۔ یعنی - آدم - حوا - شیطان - ادریس - ذکر یا - یحییٰ -  
 الیاس - یونس - عیسیٰ - موسیٰ وغیرہ کا عام احوال آغاز سے انجام تک درج ہے۔ اور  
 میرٹھ صاحب کا جیسے ایام میں یہ الہام نازل ہوا بہت ذکر ہے خواہ کر خدا قسمیں  
 کہہ کر کہتا ہے کہ مجھ چلنی والے سورج و چاند وزمین و آسمان و نیز گہوڑے و گھوڑی  
 کی فعل وغیرہ کی قسم ہے کہ میں نے مجھ کو پیدا کیا۔ کیا یہ نہ رواستیں عالم یعنی ودوان  
 سنکر نہ ہنسے گا۔ کہ یہ الہام اچھی قسم کا ہے خیر مجھ اس سے کیا غرض۔ میں تو صرف  
 اپنی صفت تلاش کرتی ہے۔ لیکن اس الہام میں تو اس صفت کا کہیں نام  
 و نشان نہیں اسلئے صفت سوم سے قرآن شریف بری ہے لیکن سوائے دیدوں  
 کے جنہیں کسی شخص یا اشیا کا ذکر تک نہیں۔ احوال تو ایک طرف۔ اوغین صرف علم  
 معرفت یعنی ودیا اور علم دنیا دی یعنی ودیا پر قسم کا موجود ہے۔ اگر کسی صاحب کو شک ہے  
 تو وہ ہر ایک شخص کا ذکر بھی وید مقدس میں دیکھ لے۔ سوائے ذکر پر تا کا کے۔  
 سوائے پرانوں کے جنکو پوپ جی نے لٹکا کمانے کے لالچ سے گمراہی اور جو صرف ٹکے  
 کی لالچ سے دھرم و کرم کو ہر شے کر بیٹھیں۔ یعنی غیر مذہب والوں سے لیتے ہیں  
 کہ انکے ویدوں میں بتوں کو خدا جانتا اور مردوں کی منت زندوں کو کہا نا کہنا اور  
 ایسے پیدا ہونا یعنی جنم لینا کہا ہے۔ اے ناظرین یہ ہماری وید کا محض تبرک میں



کہیں بھی ذکر نہیں بلکہ ایک منتر جو کتب شکر کے نام سے پکارا جاتا ہے درج  
ہے۔ سجدید۔ ادعا ۳ منتر ۳

न तस्य प्रणि मा वास्तु यत्न नाम न ह्य रा

یعنی اس الیئر کی کوئی پرتا یعنی سورتی نہیں ہے جبکہ نام ہر شی والی  
کہا ایک پستک ایک بات کو کھنڈن کر کے پھر اسی کا منڈن کر سکتا نہیں  
ہر گز نہیں یہ صرف ان سوار تہہ سد و لگا کہ متن ہے۔ جنہوں نے پرتا کے نام  
سے روپیہ پیسہ کپڑا وغیرہ کہا نے پن اور ہوگ لگا نیچر وقت کہا نا پجاری جی  
کو اور پرتا کو کھنڈا ہلا کر دکھانا ہے۔ اسے الیئر تو ان سوار تہہ سدن کے لوگو  
نرم کر کہ وہ اپنی پرتا چھین دید و کت دہرم کرم پر حلین  
صفت چہارم یعنی الہامی حقایق کا آپس میں چرچہ تناقص نہ ہو۔ یہ صفت کون  
الہام پر حاوی ہے

جواب۔ یہ صفت بھی دید مقدس ہی میں ہے۔ کوئی منتر کسی دوسرے منتر  
ورود نہیں ہے لیکن اہل نصارہ کا الہام یعنی انجیل شریف اس صفت سے مخدوم  
ہے۔ کیونکہ اول تو لوقا۔ متی۔ مرقس۔ یوحنا وغیرہ انجیلوں کی ایک دوسری  
سے مخالفت ہے۔ دوم۔ مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹۔ خداوند نہیں یہ ضرور  
کے آسمان پر بنانا رہا اور خدا کے دہن چہرہ بیٹھا ہے پھر لوقا باب ۲۰ آیت ۵۰ وہ  
تب وہا نہیں وہاں سے باہر بیٹھا لیکن اور اپنی ماں تہہ اور نہیں بہت



ای اور ایسا ہوا کہ جب انہیں برکت دی رہا تھا اور جی چاہا ہوا۔ اور آسمان پر اڑھایا  
 گیا۔ اول تو ان دونوں تحریروں میں بہت تفاوت ہے۔ دوم ایک میں لکھا  
 ہے کہ خود آسمان پر جاتا رہا۔ دوسری میں کہ کسی کے ذریعہ آسمان پر اڑھایا گیا۔ سوم  
 بوجب عقیدہ اہل نصارہ خدا غیر مجسم ہے لیکن ان آیتوں سے خدا کا جسم پیدا ہوتا ہے  
 چارم میں صراحتاً جو ان کو سیارات کا علم یعنی کہ گول و دیباہی نہیں آتی۔ وہ نہیں  
 جانتے کہ آسمان یعنی اکاش کس چیز کا نام ہے۔ ادنیوں نے صرف اونچائی کو  
 آسمان تصور کر لیا ہے۔ حالانکہ سپیشٹ ارتھہا اکاش کے پولاوٹ کے ہیں اور  
 باہر کیہ والوں کے نزدیک یہ ہو جی اونچائی میں نہیں ہے اس لئے اونکا نزدیک  
 ہی آسمان چاہئے۔ اور خاص کر اونکے خدا کی بود و باش ہی آسمان مذکور پر  
 جس دہریہ تہہ پر سیوں چٹھا ہے۔ کیا تعجب ہے کہ یہ صاحب اس قدر علم عقول  
 متقول سے واقف ہوں۔ سادہ عقیدہ انکے ایسے ہوں۔ اس لئے صرف چارم  
 بالکل الجھل میں موجود نہیں ہے۔ بندہ نے باعث اختصاری مضمون تھوڑے  
 فطاعت کی ہے۔ ورنہ اور ابھی بہت سی آیتیں باقی ہیں \*  
 سوال۔ کیا قرآن شریف بھی صفت چہارم کے مطابق نہیں \*  
 جواب۔ آپ بنظر انصاف خود بتلا سکتے ہیں کہ آیا اوس میں صفت چہارم ہے یا  
 نہیں۔ اول تو بوجب عقیدہ قرآن شریف خدا کا جسم نہیں ہے۔ لہذا ایک جگہ  
 سورۃ القلم مکیہ



لیوم یکشف عن ساق وین عون الی السجود فلا یستطعون  
**ترجمہ** جس دن کہو لے جاؤی پیشلی اور بلائی جاویں سجدہ کو پہر نہ کر سکیں  
 جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ خدا بروز قیامت آئینگا اور کہیگا کہ میں تمہارا رب ہوں  
 تب خلق کہو گی کہ نہیں کوئی نشان دکھلا تب اللہ تعالیٰ اپنی میڈلیوں سے کپڑا  
 اوٹھا کر دکھلائیگا۔ کیا ناظرین اس آیت سے خدا کا جسم ثابت نہ کریں گے اور نیز کپڑے  
 پہنے ہوئے اور بیت جگہ خدا کو تخت پر بیٹھی ہوئے اور اس تخت کو فرشتوں  
 کے کندھے پر دھرا ہوا دکھایا ہے کیا اس تحریر سے خدا کا جسم ثابت نہیں ہر بیشک  
 ثابت ہے اور اسکا نرا کارپن اٹرایا گیا ہے۔ اور نیز منزل اول سیارہ دومین  
 لکھا ہے یسکونک عن الخرج المسیر قل فیہا الثم کبر  
 و منافع للناس و الثم ہما اکبر من نفعہما **ترجمہ** تجو جو تہو ہیں  
 حکم شراب و جوے کا کہہ اسمیں گناہ بڑا ہے اور فلیکے ہی ہیں لوگوں کو اور  
 انکا گناہ فائدے سے بڑا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو جو کھیلے اور شراب  
 پیئیں دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ پہر سورت واقعہ میں درج ہے  
 یطون علیہم ولدان مخلصون بالکواب راباریقن کاس من  
 معین و پہر ٹیکے بہشت کے (بسترون پیر) لڑکے ہمیشہ ہنر والے ساتھ  
 انھوں نے اور آفتابوں کے اور پیالیوں کے جو شلوب صاف سے بہت  
 ہونگے۔ اور یہی ذکر سورۃ الصغٹ میں ہے درج ہے بلکہ بہشت کی چار ہر



میں سے ایک نہر شراب کی ہے۔ کیا اہل دانش ان دونوں آئینوں میں قص  
 یعنی تفاوت نہیں دیکھتے کہ ایک جگہ تو شراب کے عوض دو رخ یعنی نہر  
 ہے۔ دوسری جگہ ہستی آدمی یعنی سوگ واسی کو شراب پیگی۔ کیا تعجب کی  
 بات ہے بعض وقت مسلمان صاحب یہہ فراتسین۔ کہ یہہ شراب اور وہ  
 اور یہ لیکن جواب انکا قابل اطمینان نہیں کیونکہ اصل میں تو وہ ہی شراب ہے  
 شاید یہ تفاوت ہو۔ جیسا کہ پورٹ واین۔ شیرری واین۔ روز لکر۔ اولٹم۔  
 بینک۔ و سکی۔ تہنی۔ برانڈی۔ ریم ججز واین۔ بیر کلا رٹ۔ وغیرہ وغیرہ  
 کا پس میں فرق ہے۔ لیکن اصل سب کا ایک ہے جسکو شراب کہتے ہیں۔ دوم  
 اس صورت سے ایک اور اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ نیک آدمیوں کو جو نماز  
 روزہ رکھتے ہیں بہشت میں جو روحان ملیں گے۔ اگر کوئی اعتراض کرے  
 کہ اس طرح جو ایدیتے ہیں کہ انکو خوشی دینے اور خدمت گذاری کے لئے وہ  
 اس جگہ بندہ عجز سے ادن صاحبوں سے ملتے ہیں کہ آپکا خدا عادل ہے یا نہیں  
 اگر عادل ہے تو ان عورتوں کو جو نیک اور پاک اور ہر وقت نماز روزہ رکھتی  
 ہیں بیشک بہشت میں غلام دیباہ جو مرد و خوبرو بہت سے ملنے چاہئے لیکن  
 یہ کہیں بھی تحریر نہیں۔ خیر بندہ کو ان بھٹوں سے کچھ مطلب نہیں۔ ہنہ  
 تو اپنی صفت چہارم کو دہوٹا ہے۔ لیکن وہ ایسی محبوب ہے کہ کہیں  
 نظر نہیں آتی \*



سوال - کیا تمہارے ویڈیوں میں صفت چہارم موجود ہے؟

جواب - ہاں بیشک۔ اگر آپ کو شک ہو۔ تو ہنگو ایک منتر چاروں

میں سے دوسرے منتر کے برخلاف دکھاؤ۔ سوائے پراٹوں کے کیونکہ ہم

بالکل نہیں مانتے جیسا کہ قرآن و انجیل کو کیونکہ وہ بھی گپوں اور چوٹی

کلاموں پر ہیں۔ دیکھو رگ وید اور یسیر ۸ انگ ۸ واک ۸

۸

انجنتن سत्याواभीक्ष्णतपसोऽध्याजायतततो

انं जायतततः समुद्रो वहिषः १) समुद्र

वहिवदधि सम्यक् करोच जायत वहो राज

वि विद धि वि सस्य मिषतो वशी सूर्या वं न

मौयता यथा पूर्व मकल्प यत विवह

पृथिवी क्षुद्र रिह मथो स्वः २) ३)

اس کا آرتہ یہ ہے کہ سب جگت کا دارن اور پوکھن کرنیوالا اور سب

کاوش کرنیوالا پریشہ جیسا کہ اوسکے سورج و جیان میں جگت کے راج

گیان تھا اور جس پر کل پورب کی کلپ کی سرشتی ہیں جگت کی رچا تھی اور

جیون کے ہیں باپ تھے۔ اوسکے اوسا رایش نے منکھہ آدی پرانیوں

پر یہ بنائی ہیں جیسے پورب کلپ میں سورج چند لوگ رچے تھے دوسری

اس کلپ میں بھی رچے ہیں۔ جیسا پورب کی سرشتی میں سورج آدی لوگوں











لو جبرائیل علیہ السلام کہیں نہیں لکھا کہ خدائے چہرہ روز میں دنیا پیدا کی۔  
 اور مائندہ ہو کر ساتویں روز آرام کیا اور سب فرشتوں کو بھیج کر رنگ  
 کی مٹی شگاکر آدم کو بنا یا اور اسکی پسلی کی ہڈی سے حوا کو بنا کر آدم  
 الی اور غیر یہ بھی کہ تمہارے گناہ کسکے وسیلے سے بچتے جاوینگے وغیرہ  
 یاد ہو کہ کاجال ہے کہ انسان کو بخشش کی امید ہو گواہ کرنا اور ہر طرح کا  
 دسکے دل سے دور کر کے اسکو واسطے گناہوں کے عام سار فیکٹ  
 دینا اسلئے صفت چہارم کے مطابق وید ہی الہامی کتب پھیر سی نہ کہ کوئی اور  
 پانچویں صفت کس الہام پر موقوف ہے؟

یہ صفت بھی سوائے وید مقدس کے کسی دوسری کتاب میں  
 نہیں کیونکہ بموجب تحریر الہام نصاریٰ یعنی انجیل شریف مٹی باب اول  
 ۱۔ اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اسکی مکرم کی یوسف  
 نے تہہ منگنی ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ ہم بستریوں۔ وہ روح القدس  
 حاملہ ہوئی۔ تب اسکی شوہر یوسف نے چلے سے اس سے چھوڑنا چاہا لیکن  
 اسکی فرشتے نے اسکو ظاہر ہوا کہ خواب میں کہا۔ کہ اے یوسف تو اپنی حورو  
 اپنے پاس رکھنے سے مت ڈر۔ کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے۔ وہ روح  
 اور وہ بیٹا جنم لے گا تو اسکا نام یسوع یعنی نجات دینے والا رکھنا  
 اور خدا انیسویں سے ان آیتوں کو دیکھو کہ خداوند یسوع مسیح خود قانون



قدرت کے برتن پیدا ہوئے۔ اور ان آیتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ  
 کے پاس روح القدس ایک ایسی خیر ہے۔ جس سے کنوارے کو جو حمل ہو جائے گا وہ  
 جو ولادت یوسف کو شک ہوا اور پھر پورا چاہتا ہے خداوند کے فرشتے نے اس پر  
 ہو کر تمام احوال عیان کر دیا۔ اور یہی مسموم تر و اس آیت سے آگیا کہ یہی معلوم  
 ہو گا۔ کہ خدا سوائے فرشتوں کے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اس سے اس کا  
 مطلق بن اڑا گیا۔ اور بہت جگہ بحیل میں کئی بیان قانون قدرت کے برخ  
 میں اور بہت جگہ یسوع نے کئی سو خود قانون قدرت کے برخلاف کئے  
 مرد کو زندہ کیا اور ناپاک روح میں نکالیں۔ حالانکہ آج کل کے یورپ میں  
 فطرت کر کے ہیں کہ روح بغیر جسم کے نہیں رہ سکتی۔ اور ایک جسم میں دو  
 نہیں عاقلین معلوم نہیں کہ وہ ناپاک روحیں نکال کر ہر انسان کیوں زندہ  
 کیونکہ بغیر روح کے انسان ایک اجنبی ہی سکتا۔ اور ایک جسد بحیل میں  
 ایک دفعہ یسوع جاتا تھا اور شرک پر دور سے ایک انجیر کا درخت پر ابرام  
 نب اس کا دل انجیروں پر لٹایا۔ اور انکی طرف آیا تو نیا دیکھتا ہے کہ وہ  
 بے پل چلتا اور جگہ بدھ لے لے رہا ہے کہ سوک جلا گیا ناظرین اس حیرت  
 سچ کو انصاف اور محو کے بر حلاف کر نیو لانہ جانیسے خیر مند نے تو  
 سونہ آئی خدمت میں نہیں کیا ہے۔ اور نہ تمام بحیل قانون قدرت کے برخ  
 ہر ہی شے ہے۔ دوم ترانہ طریف میں ذکر ہے سورۃ جدہ مقرر سپارہ ۲۰



وَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَاسْتَوْدَعُوا قُلُوبَهُمْ (ترجمہ) نزدیک آئی قیامت اور یہ بت گیا  
چاند جبکہ غلام یہ یہ کہ کچھ صاحب نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے اور ایک  
ٹکڑہ کوہ اوقیس پر گرنا اور دوسرا کوہ قیقان پر

حق پرستوں اور جو ہی انصاف کو دل میں جگہ دے وہ یہ صورت حالوں قدرت کے  
برخلاف ہی مانجیں کیونکہ اس میں چاند جو ایک کمرہ زمین اور اس زمین سے بہت  
بڑا ہی اس کے ٹکڑے حیرت سے کر دے بری جبری کی بات ہے کہ اس  
الہام میں صاحب الہام کو علم خرافہ سے بالکل ناواقفیت تھی کہ چاند جو  
کروڑوں ہزاروں کے ٹکڑے کر سکتے ہیں۔ نیز تحریر مذکورہ بالا کے بموجب  
سوائے حصہ ہی چاند کا عرب کے ملک پر گرنا اوقیس کے وہ ملک بعد گروہ  
ملک کے دیگر خاک سیاہ ہو جاتا۔ ایک روز حضرت موسیٰ اکیس نے  
لکے کیڑے پتھر پر رکھے کپڑے پتھر لیکر بہاگا جہاں سب لوگ تھے نہ آیا نہ  
نے ہو سکو کئی عصا مارے اور نشان پڑ گئے۔ امیر خدایہ پرستوں انصاف کی  
نگاہ کو دل سے دور کر کے سچے دل سے اس تمام کو آغاز سے انجام تک دیکھو  
کہ مقدس نصیب اور بغض سے بہا ہوا جس میں اس قسم کے ذکر میں کہ قتل المکذبین  
مار دیا کروں کو لوٹو اور ان کے مال و اسباب وغیرہ کو۔ اسی ناظرین میرے نزدیک  
تو پانچویں صفت کا ایک منہ ہی ان الہاموں میں موجود نہیں اس لئے  
یہ نہ تو الہام پانچوں صفوں سے خارج ہیں۔ لیکن دید مقدس میں پانچوں



صفت موجود ہیں۔ یکدیگر دیکھو ۳۵ ستر ۱۲

ॐ उद्यत्तमस्य रिश्वः पश्यन्त उतम  
देवदेव वासुधैव कुटुम्बकम्

اس ستر سے ایشور کی پرورش ہوتی ہے۔ ایشور سب اسندکار سے الگ  
پیکاش سروپ پرے کے پیچھے اور تھان ویدوں میں بھی دیوار تہات پرکاش کو  
والوں میں بھی پیکاش پرچر کے آسمان جوگیان سروپ اور سب سے اوتم  
اوسکو جان کر ہم لوگ مت سے پریت ہوئے ہیں۔ ہماری رکھیا کرنی آپ کے ہاتھ  
سے کیونکہ ہم لوگ آپ کے شرمن ہیں \*

دیکھئے وید قدس میں سوائے ایشور کے کسی کی شرمن نہیں لیتے۔ لیکن دوسرے  
الہاموں میں کوئی نہ کوئی وسیلہ نجات کا رکھا گیا ہے۔ یعنی جیسا یونکی ہر دعا کے  
بعد یہ لفظ آتے ہیں کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ۔ اور مسلمانوں  
کے اولیٰ علیہ السلام کے وسیلہ یعنی سوائے وسیلہ محمد صاحب  
کے انکا کوئی دعا یا فریاد نہیں سنا جی دیتا۔ صداقت یہی ہے ان الہاموں کی آیتوں  
پر روش ہے۔ یعنی مسلمانوں و عیسائیوں کا پیرانا تھا سن برابر ملتا جلتا ہے اور  
جنکو حامل ان الہاموں کا بتلاتے ہیں۔ وہ بھی انہیں کتابوں سے ظاہر ہے  
نیک چلن ہی نہیں تھے۔ حضرت لوط بنی کا حال پیدائش باب ۱۸۔ ابراہیم  
بنی کا حال پیدائش باب ۲۰ سے موسیٰ بنی کا حال اور اسکی گناہ گاری



مفروح و گنتی کی کتابوں سے۔ اور داؤد بنی کا حل سموایل کی کتاب ۱۱ سے۔  
 سلیمان بنی کا حال اور اسکے گناہ گاری کی کتاب گنتی باب ۱۱ و ۱۲ اعلیٰ کا حال قرآن  
 صورت تحریم کی آخری آیتوں سے محمد بنی کا حال قرآن سورۃ نور و سورۃ تحریم  
 و انحراب سورۃ نور سے ہر ایک حق پسند راستی کا تہمتی جان سکتا ہے کہ وہ  
 نیک نہیں ہے اور نیز ایسی الہامی کتابوں میں اس کے واقعات درج ہوئے  
 سے وہ کتابیں بھی پایہ صداقت و الہامی سے گرجاتی ہیں۔ پس سچا الہام  
 ویر مقدس ہے۔ اور سب سچے علماء و مارت کا خرمہ ہی ہے اس کے سوائے اور کوئی سچی  
 الہامی کتاب نہیں ہو سکتی ہے اب میں اس مضمون کو ختم کر کے پریشتر سے پلٹتا ہوں  
 کرتا ہوں کہ اگر سچا خدا سرور ہے تو اپنی کبریا اور اپنی دیانتا سے تمام قوموں کے دلوں  
 سے تعصب و بغض دور کرے تاکہ وہ ہر قوم کو چھوڑ کر تیری سچے اپدیش کو سنیں  
 اور سچائی پر چلیں اور سوائے ویر مقدس کے کسی دوسری کتاب کو الہامی نہ مانیں

اوم شانتی شانتی شانتی

نستے آپکا داس راہم نا تہمہ آریہ کتب فروش امرتہ

اھوا

ساپ

اشتہار واجب الاظہار

بندہ کی دوکان پر ہر قسم کی کتب قصص و بحروف اردو و فارسی۔



گورکھی - ناگری - موجود ہیں اور انکھا بیت ملین - اور نیز پتنگ کا آئینہ سراج  
 سب قسم کے بندہ کے پاس سے مل سکتے ہیں اور لاکھ کے خیر دیدار کو حصہ رکے  
 پتنگ دونگا اور کچھ پتنگ تھیں نیچے درج ہیں جس سخن جن کو درکار ہیں طلب  
 کریں فوراً روانہ کئے جاویں گے +

۱۱	بہارت بلداپ	۱۶	وید بہاش ہوسکار دو
۱۳	پوپ لیل ناگری	۱۳	جگت پوشارتھہ مقالہ پنجم
۱۰	ست مت پرکھیا ناگری	۱۲	ست بیگ دین
۱۲	سہا پریش پانچول حصہ	۱۱	مجموعہ بہجن
۱۰	بہجن پرکاش	۱۰	ارازۃ الوغام
۱۰	بہجن ہندو حصہ دوم	۱۰	لغو اکو نصحت
۱۱	اسوار برہم پتھ	۱۰	بہا غارت
۱۶	محو چین چلتر ناگری	۱۰	دود کا دود پانی کا پانی

## نوٹس

قیمت بندہ یعنی اوڈیا کٹ آنے چاہئے - اور یا بندہ دیو دیو پیل پارسل طلب  
 خرمادیں - اور ایک فہرست کتب جدا ہی چپی ہو چکی موجود ہے +

بندہ رام ناتھ آریتا جبر کتب امرت سر بلزار مای سیوان



۱۰۲  
ہندو جاتی سیوا

سلسلہ نمبر ۱

ترجمہ مولفہ لالہ ام رکھنیل صاحب بھنڈاری رئیس فرید کوٹ کا خلاصہ

معہ کسیتھ راضا فہ کے

پنہند و بھائیوں کو توجہ دلانے کیلئے بھوج لال مروہہ نواسی نے

دسمبر ۱۹۰۹ء کو

پرنٹنگ ہاؤس مولوی مراد علی صاحب دکن

الحمد

مجلس ہرگز

کی وجہ سے

رستے پر

آکر

ہندو

کے نام

مادی میں

بسیار

ناما جاتا

تقدیر

دینے پر

بال

بسیار

کر کر

نام

ماتھا

یوں

سے

خون

میں

کی

پر



# الف۔ ہندوؤں میں کیوں کم ہوتا ہے

اس رواج سے لڑکے لڑکیوں کی صحت خراب ہو کر اولاد نہیں ہوتی۔ یا پیدا ہوتے ہی مر جاتی ہے۔ اگر زندہ رہے تو کم عمر ہو جاتا ہے۔ بچہ کو طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ چونکہ چھوٹی عمر میں بچے مرتے ہیں شادی شدہ بچہ کے مرجانے سے اولاد پیدا کرنے کا وقت نہیں آتا۔ جو اؤں کی تعداد بہت بڑھتی جاتی ہے۔ عیسائی کمزوری جو بچپن کی شادی کا ہندوؤں میں سب سے بڑی اور قابل توجہ مرض ہے۔ اور آئندہ اولاد کے ناقابل ہوتی جاتی ہے۔

ہندی بھگوان کا رواج ہونا  
 بچپن اور اس کے مذہب میں رہنے میں بڑی بیماری رکاوٹ ہے۔ ہندوؤں  
 کا ناجائز ہونے پر حمل گرائی میں مسلمانوں سے تعلق ہونے پر دھرم سے ہٹتے  
 ہیں۔ تعداد کو بڑھاتی ہیں۔ چونکہ بچپن رہتی ہیں وہ سبھی شاذ کی طرح نشہ  
 دیتے ہیں۔ جبکہ کٹواری لڑکی کو دوسرے شخص کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے تو  
 بال بد ہوا کو اسی طرح بیاہ دینا کہاں کی برائی ہے۔ رواج وہ ہے جو چند  
 تیار کر لیں بال بد ہوا بواہ کا رواج جاری کرنا بد ہوا کو دکھ سے بچانے۔ اپنی  
 ناکم رکھنے۔ قوم کو بڑھانے۔ اپنے کٹواریے بھائیوں کا گھر بسانے اور موجود  
 تعداد کو بڑھانے کو بھگوان کو شکلی اور کارآمد بنانے کا سب سے سہل طریقہ ہے  
 یوں پرائیوٹس آتا ہے جو اپنی عزت برباد ہوتی۔ اپنا خاندان برباد ہوتا۔ محل  
 سے خون جیسا ایراد ہوتا کسی رشتہ دار کے نکل جانے سے جائیداد کی تباہی  
 ہونے کی جانی جاتی دیکھ کر کھ نہیں سکتے اور وہی میں اس رواج کا حجازی ہونا

(۳) تبدیل مذہب

ہندو برادری کا سیلان زیادہ تر برادری سے خارج کر کے کرتا ہے۔ اول تو شامل کرتے تھیں اگر کریں تو ان سے سونگ کر

کا نہیں کرتے۔ اس میں ہندو قوم میں خراج ہی خرچ ہے۔ آمدنی کی کوئی ضرورت نہیں۔ کنوارے بدھو انہیں اور بے روزگار عموماً دوسرے مذہبوں میں چوبالے تھیں۔ ہندو برادری کو اس درد کو محسوس کرنے کا مادہ ہی نہیں ہے

(۴) کمی تعلیم

(الف) ہندوؤں میں ساری جسمانی، اخلاقی، تمدنی اور خرابیوں کا باعث ان کی بے علمی اور جہالت ہے۔ دماغ اور دل

اپنے اندر کی برائیوں کو دیکھنے اور ان کا علاج کرنے نہیں دیتا۔ جبکہ متاثرین دھن پڑھتے ہوئے ہوں تو فتنے کا آن پڑھ ہو تا بہت کلش کا باعث ہے۔ (ب) ادھوری، ادھار مک۔ اور غیر قومی پڑ پائی سے دھرم میں ہوا کردار کا ادھو پار کے کاموں سے نفرت اور نوکری کی خواہش پیدا ہو جاتا اپنی پر بار دوسروں کے پڑھنے میں ہرج کا باعث ہے۔

(ج) استریوں کا جاہل ہونا بچوں کی پرورش ان کے علاج لباس خوراک اور ورزش اور بڑھنے میں بہت نقصان دہ ہے۔ اور غلیظ زچہ خالوں میں دس لک پچوں اور زچہ کا محسوس رہنا جسکی وجہ سے ہندوؤں کے بچے سب دوسروں اور ملکوں سے زیادہ مرتے اور کمزور رہتے ہیں۔ استریاں خود بھی بے علاجی، اور غلاظت کی زندگی بسر کرتی ہیں۔

(د) برہمن، کشتری، ویش۔ اور شودر کا اپنے دھرم اور فرائض سے غافل ہونا جس سلسلہ کے بگڑنے کے سبب سے روزگار اخراجات زندگی اور آسائش فرق آ گیا ہے۔

(۶) بہت سی ذاتوں اور گوتوں اور ادنیٰ اور بچائی بچائی کا جو تاسارے ہندو شادی نہیں چوتے دیتا۔ اور بہت ہندو کنوارے رہتے ہیں۔



اور لا اولاد مر جاتے ہیں۔ اور اپنا دیرینہ دوسری قوموں کو بڑھانے میں خرچ  
یا ضائع کرتے ہیں۔

فرز فرشتی  
کشی جسکا باوجود قانونی ممانعت کے بوجہ جہالت و بخیال اخراجات دیجا  
انک جاری رہنے کا احتمال ہے۔

کڑاکی کی عمروں میں نامناسب فرق گھر بھر میں ہمیشہ کے جھگڑے کا کارن ہوتا  
ہی بڑھتی ہے اولاد پیدا نہیں ہوتی۔ بوڑھوں کے گلے جو ان لڑکیاں منٹھے  
ان کی تعداد بڑھتی ہے۔

ہوں کی بقدری کیوجہ سے اونکی پرورش اچھی نہیں ہوتی بہت ضائع ہو  
ایک زور ہر طاقت والی سستان پیدا نہیں کر سکتیں اور لڑکوں کی تعداد  
بے کی وجہ سے اون کو لڑکیاں نہیں ملتی۔

سال میں بیشمار یتیم اور بھوکے بدحوائیں عیسائی لے جاتے ہیں جن کے بچپن کا  
وہ خیال نہیں کرتے۔

ہندو سادھو نا کارہ بے اصولی اور بلا شادی زندگی بسر کرتے  
سے نسل نہیں بڑھتی اور اونکی مدکاری کا نتیجہ اسقاط حمل پر عموماً ختم ہوتا  
دھو ہونے دینا یا تمام سادھوؤں کو پالنا بجائے فائدہ کے قوم کی واسطے  
فائدہ دہ ہے۔

صحت کے اصولوں سے لاعلمی اور لا پرواہی۔  
خوراک کا بہت اڈنے اور کمزور ہونا جو روپیہ جمع کرنے کے نامناسب  
وجہ ہے۔

روز بروز بڑھتی بے روزگاری اور ایک دوسرے کے لئے ذریعہ

میسرہ آنا۔ اسوجہ سے ماوہ تولید کا کم پیدا ہونا اور اولاد کا کمزور ہونا

(۱۸) چند دوس کے پیشے اکثر ایسے ہیں جنہیں دن بھر ایک جگہ بیٹھ کر رہنا پادوں کم ہلانے پڑتے ہیں۔ درخشش نہیں ہوتی اور جسم تار تار ہو جاتا ہے۔  
(۱۹) مردوں اور عورتوں کے لیے روز رشتہ کل کوئی باقاعدہ انتظام نہیں کیا تو ہی رواج یا شوق بالکل نہیں۔ ویسی کھینیں۔ کدڑی۔ کشتی۔ سوچی۔ کدو۔ گنگا کم خرچ اور زیادہ فائدہ بخش ہوتی ہیں۔

(۲۰) قومی تیار ہو سہ۔ دیوالی۔ ہولی وغیرہ میں کمی تبدیلیاں۔ قومی تیار ہو قومی بزرگوں اور قومی طرز معاشرت سے لاپرواہی قوم کو جلدی جلدی برابری لیجا رہی ہیں۔

(۲۱) لگاؤ بھارتی بھاؤ نہ ہونے سے سب اپنی اپنی بہتری کرنے میں سے ایک دوسرے کا نقصان کرتے ہیں۔ جیسا نتیجہ عام قومی برابری ہے۔

(۲۲) سرکاری کاغذات مردم شماری کی رو سے قریب دس کروڑ عورت ساڑھے دس کروڑ مرد ہیں۔ دس کروڑ استر لوئیں سے دو کروڑ بدھوا ہیں دو کروڑ بدھوا اور اڑھائی کروڑ آدمی کو کسی طرح سے ادلا و پیدا کر نیکام ہونا یہ بات ہندوؤں نے کبھی نہیں سوچی۔

(۲۳) بیماریوں کی نسبت غلط خیالات۔ غلط علاج۔ بے علاجی۔ اپنے حکیموں یا جیجیوں کے بجائے جھاڑا پھونکی کرنے والے اور نیم حکیموں سے علاج کرانا میں خرچ نہ کرنا۔

(۲۴) شودروں سے نفرت کا خیال جس سے لاکھوں لوگ ہندو دھرم پر جان قربان کر نیا لے مسلمان و عیسائی ہو جاتے ہیں۔

(ب) علاج کیا ہے؟



ہرگز نہ کریں۔

(۲) (۱) بدھواؤں کی عموماً اور بال بدھواؤں کی خصوصاً دوبارہ شادی کیا  
سوائے ان نیک بنحوں کے جو ہرگز نہ چاہیں۔ بڑے بڑے لوگ اپنے گھروں سے یہ  
کارروائی شروع کریں اور غریب بڑوں کی طرف نہ دیکھیں۔ بلکہ خود ابتدا کریں۔ کیونکہ  
بڑوں کے لڑکے کنوارے نہیں رہتے اور رنڈوؤں کو کئی کنواریاں مل جاتی ہیں اور  
بڑوں کی بدھواؤں کے پاس کافی گزارہ ہوتا ہے۔ اگر غریب بدھوار بچا وے  
تو کئی بستی مرقی ہے۔ اور غریب رنڈوے یا کنوارے کا بیاہ نہیں ہوتا۔ اور اسلئے  
بہت سے رانڈ رنڈوے تبدیل مذہب کرتے ہیں لیکن امیر خود عرض سے اس  
رواج کو جاری نہیں کرتے۔

(ب) جو بدھوا ایک شادی نہ کریں اور انکی زندگیاں خانڈن اور قوم کیواسطے مفید  
اور کارآمد بنائے جانے کا انتظام نہ ہونا چاہیے۔

(۳) تبدیل مذہب کا علاج دھارمک سکشا کلیم پر چار اور شدھی کا جاری کرنا  
اور جن ذاتوں سے باوجود اونکے ہندو ہونے کے ہم نفرت کرتے اور پاس  
نہیں کھڑا ہونے دیتے جسکے سبب وہ تبدیل مذہب کر لیتے ہیں ان سے اچھا  
سلوک کرنا عیسائی مشن کے شفا خانوں کے علاج اور عیسائی کمشن سکولوں کی  
تعلیم سے پرہیز کرنا (۱) ایک ریفارمر کے کہ کیا تم بیس کروڑ رہنا چاہتے ہو یا چودہ  
کروڑ بنتا چاہتے ہو؟ کیونکہ چودہ کروڑ ایتھ لوگ ایک کنارہ پر بیٹھے ہیں جیسے انکو  
اسے نہیں ملا کر مضبوط بنو جائے اور نہیں سمجھو رکرو کہ وہ کنارہ سے اوتر کر سکتے  
جدا ہو جائیں۔

(۴) تعلیم قومی لازمی اور مفت ہونی چاہیے۔ امیر اور دانی لوگ ایسے مدرسے  
جاری کریں جابجا کنبیا یا ٹھ شالائیم کیجاویں جہاں ہنوں واپس پڑے ہوئے  
باب

(۶) گوتوں کی اونچ نیچ کو دور کر کے شادی کا وارہ بڑا مانا جاتا ہے جن کے نام نہ ہوں  
ہونے اور ان کو اور ہمدردان قوم کو دانستہ عللاً کارروائی شروع کرنی چاہیے۔

(۷) برادری کی بنیادیں۔ شادی کے اخراجات حسبِ حیثیت اور کو قائم کریں جو  
اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کریں اور انکو کوئی شایاں نہ دی جائے بلکہ بڑا سمجھیں  
(۸) لڑکی کا دام لینے والوں کو برادری میں خارج کر دیوں۔

(۹) لڑکی مانگنے والوں کو بشرطیکہ کہیں لیسایا یا جاوے قانونی سزا دینے میں سرکار  
کو مدد دی جاوے۔

(۱۰) بوڑھوں کو لڑکیاں دیکھاؤ نہیں زندہ درگور نہ کیا جاوے۔ اور جو بوڑھے  
بدون بواہ کے نہیں رہ سکتے اور اندیشہ تبدیلِ مذہب ہے تو وہ اپنی عمر کے لئے  
مناسب بیوہ سے شادی کر لیں۔ اور ورسے کنیاں ہمیشہ چار یا پنج سال کم عمر  
کی ہونی چاہئے۔

(۱۱) لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک نگاہ سے دیکھا جاوے۔

(۱۲) یتیم خانے کھول دے جاویں اور انہیں دان دیا جاوے۔

(۱۳) دان کا رخ بدل کر بجائے مندر شوالے۔ ٹھا کر دوارے بنانے کے یا بجائے  
نکٹے جاہل۔ بیکار منگتوں۔ سادھوؤں کو دینے یا غیر ضروری ان دان۔ بستر دان  
دینے کے ہندوؤں کو سارا حصہ دان کا لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے کھولنے  
دستکاری سکھلانے۔ ہندوؤں کو روزگار پیدا کرنے میں مدد دینے یتیم خانے  
اور بدھوا آشرم کھولنے۔ دوائی خانے جاری کرتے اور وید لازم رکھنے اور  
کی طرح اپنی نقد ادبذریعہ و معرم پر چار و شد ہی وغیرہ بڑا نے میں خرچ کرنا چاہئے  
(۱۴) حفظِ صحت کے اصولوں کی پابندی کرنی چاہئے۔ لیکن چھوٹ چھات کی جاننا  
زیادتی کو کھٹا کر ہندو شاستر کی مطابق مناسب درجہ میں رکھا جاوے۔

(۱۵) خوشحالی اور خوشحالی کے لئے...



اور گھرت دودھ۔ کھن بھی ہر گھر میں ہو۔ بل بدھی بڑھے۔ دوسرے لوگوں کی نکالی  
 ہوئی بوڑھی ناکارہ گائے کی پرورش کرنا ہی فرض نہ سمجھا جاوے کیونکہ اس  
 طرح سے دوسرے مذہبوں کے لوگ اور نیز مطلبی لوگ اپنی بوڑھی نکلی گائے  
 کو سادہ لوح دولت مند ہندوؤں کے گھر کے آگے سے لیکر گذرتے ہیں درخت  
 پر کھتے ہیں کہ چھاؤنی بچنے لے چلا ہوں اس طرح سے دس روپیہ کے مال کے  
 پنشن روپیہ جو لیتے ہیں اوس کی دوا چھی بچھریاں دانی ہند و بھائیوں کی  
 دان کی وجہ سے فوج ہوتی ہیں۔ انجان بھائی یہ نہیں سمجھتے کہ بوڑھی گائے  
 کو فوج خانہ والے اور اونکو گاکا بک بھی پسند نہیں کرتے اور اسلئے اندھے دان  
 کے روپیہ سے کئی بچھڑے بچھڑوں کا بدھ ہوتا ہے اس واسطے بذریعہ پنشن  
 و انعامات عمدہ گائے رکھنے اور اونکی نسل بڑھانا تکابند و سبت ہونا چاہیے  
 اور محض بوڑھی گایوں کے لئے گوشتا قایم کرنا اور فیڈا کر ہی فارم کھولنے کے  
 لئے کمپنیاں قائم کی جاویں۔

(۱۶) صنعت و حرفت کو ترقی دیکر خنٹی اور ورزشی پیشے اختیار کرنے چاہئیں  
 (۱۸) غذایانی ہوا کی طرح ورزش کو بھی زندگی کے لئے ضروری سمجھ کر اونکا  
 باقاعدہ انتظام اور عام رواج ہونا چاہئے۔ ہندوؤں کی جسمانی طاقت بڑھانے  
 اور اونکے لئے ورزش کے سامان پیدا کرنے کے لئے بھی دان کرنا خیال  
 پیدا ہونا چاہئے۔

(۱۹) قومی تاریخ۔ قومی تیوہاروں۔ قومی بزرگوں کے کارناموں کی تحقیقات  
 و ترویج و سہتری سے بزرگوں کی عزت کا خیال اور دھرم میں جی بڑھانے  
 (۲۰) ایک ہندو کو دوسرے ہندو کی مدد کرنا اپنا دھرم سمجھنا چاہئے اور ہندو  
 بھائیوں کی مثال سے اس بات کا سبق سیکھنا چاہئے۔

(۲۱) مشن اسکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کو نہ بڑھانا چاہئے جیسا کہ  
 لوگ ہندو لڑکوں کو لکھنا اور لڑکیوں کو لکھنا لڑکے

یاوری صاحب زمین میں ایک دو مرتبہ ہاتھ ملاتے ہیں۔ ہنسکر بولتے ہیں۔ چاہے پلاتے ہیں جس سے لڑکے لڑکیاں بچو لے تھیں سماتے اور بہت آسانی سے ہندو دھرم سے بہت ہو جاتے ہیں

(ج) بصورت کچھ نہ کر نیکی یہ تھی ہندو  
جاتی کا ناش تو نہ کروے گی؟

اگر ہندو اسی طرح کم ہوتے گئے اور آج کل کی طرح کیوں اس کمی کا پتہ لگا نہ شور ہوا نہ علاج ہوا تو ہندو جاتی کا ناش ہو جانے میں کوئی شک نہیں جہاں خرچ بھی خرچ ہوا اور آمدنی کی کوئی صورت نہ ہو وہاں خاتمہ لازمی ہے ختم لاکھ ساٹھ ہزار ہندو دس سال میں کم ہوئے تو بائیس کروڑ ہندوؤں میں سے تین ہزار تین سو تینتیس سال کے بعد بلکہ اس سے بھی کم عرصہ میں ایک ہندو بھی نہ ہوگا۔ آہ! کیا بھیانک نظارہ ہے۔ ہر ہندو جاتی اگر کچھ نہ کچھ عملاً نہ کرے تو۔

بریں عقل و دانش بایہ گریست



اور

کیو  
ش  
م  
ہر  
س  
ہ  
ہندو

# شکریہ

جن معزز کرمفراؤں نے اس خلاصہ کے چھپوانے میں  
امداد دی ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

## ناظرین سے التماس

چونکہ مختلف عقاید اور مختلف خیالات کے بھائیوں کے ہاتھ میں  
یہ خلاصہ پہنچ گیا اس لئے ان صحاب سے جو اس پمفلٹ کی کل باتوں  
سے اتفاق نہ کریں عرض ہے کہ جن باتوں سے بھی اتفاق کریں  
اون ہی پر عملیہ رہتاؤ شروع کر کر مجھ کو مضمون فرماویں۔ اور اگر  
بدقسمتی سے کسی مضمون سے بھی انہیں اتفاق نہ ہو تو براہ مہربانی  
اتنا ضرور احسان فرمائیں کہ بجائے ردی میں پھینک دینے کے اس  
پمفلٹ کو کسی دوسرے مستحق بھائی کے حوالہ کر کے مشکور فرمائیں  
کیونکہ ہر حال میں اس ردیہ اور وقت و محنت جو صرف ہے اور اس کی



تختہ درویش  
آپ گلنتے پانڈیا جہان گلاتے  
یعنی

آپ تو دے باہمنان جہان بھی ڈوبے

ہم از انجا کہ نسبت زمانہ گزشتہ کے زمانہ حال میں روح تحصیل علم و تہذیب  
کی ترقی پر ہے اسلئے سبب حصول سترہ علم اور بیاعت شمول پیرایہ گاہی  
نیاری کے اصحاب فضال کے دل و دماغ منہج عقل و دانش اور حشر  
کے ہوئے اور روشن دلی اور بیدار مغزی اونکی اس طرف متوجہ  
ہو چکے ہیں تاکہ ممکن ہو وراج ناقصہ خاندانی اور رسومات قبیحہ قومی کی اصلاح  
کے اور نادانوں کے دلوں میں جہل اور نادانی دور کی جائے تاکہ برادران  
اور مجازی کی سہر روی ظاہر ہو۔ اور فریبی اور غابازوں



کی ہو کہ وہی سے ہر خاص عام ماہر ہو۔ رسومات قبیحہ اور رواجات فحشہ کے  
 سبب تحریف یا غلط فہمی مطالبہ مقدس کے ایسا دخل پایا کہ مذہب پر  
 مشرب ہو و اس درجہ تنزل کو بچو نچا کہ دیگر اقوام کے عالم اور مذہب لوگ  
 اسکو نظر خفارت اور توہین سے دیکھنے لگے۔ پس ارباب دانش و پیشہ  
 اصلاح متوجہ ہوئے اور کیوں نہ ہوں کہ مہاراج برہمنوں کے خاندانی سے ہو کر انکو  
 بتایا ایسی دوسری ہوئی کہ انکو بے علمی اور جہالت کے باعث نہ خود راہ رسد  
 پر چلنے کی طاقت رہی نہ اپنے پیروں کو ہدایت کرنے کی لیاقت۔ اسلئے  
 اصول علم کے برخلاف چلنا بہایا اور مان و بڑائی انکا لوگوں کے دلوں پر  
 جاتا رہا پس بقول شخصے۔ حلو ارمانہ کہاے مانڈے۔ ات کو رہی نہ ات ہو یا  
 پانڈے۔ کہاں یہ بات کہ ہم لوگوں کا کل دار و مدار برہمنوں کی تحریروں اور  
 منحصر تالیفی شادی و غمی گل موردینی و دنیاوی کا اجر و انجام انہی کو  
 زبان پر موقوف تھا اور کہاں بے حیوت کہ بے علمی اور جہالت کو باعث برہمنوں کی  
 اور خود ستکاری تک انی ادنی کام اختیار کرے پس باز انکا کاسد ہوا اور انکے



اونی جانب سے گمان غاصد وہ بے علمی کے باعث ہدایت سے لاپرواہ ہو کر دیکھنا دانی اور جہاں  
 سے اختیار ہو کر جو کچھ پر ہمنوں نے رشتہ دروغ بتلایا اور سب پریشور کا حکم سمجھ کر چلائے  
 تھے وہی پیسے بھوتے دھان پر ہمنوں نے اپنی باتوں اور کہتا کہانیوں کو سنا کر لوگوں  
 پر ایسا منتر چلا یا کہ قلندر نیچے سب کو بچایا اور وہ ہم تیرا کو دو کا نداری قرار  
 دیا کہ تو ایسا راستہ بتایا کہ جہاں تک ممکن ہو اپنا لگا سیدھا کر دیا یہاں جب سچا شہر  
 پہنچا تو کب ہو زندگی بد کون ہتلا کے جی خضر بہکانے لگے یہ کافیتہ مجھے ہو کہ ہر  
 ناکھ سے علم اور بدیا ایسی دور ہوئی جیسے سستے یعنی خرگوش کے سر سے سنگ  
 کے دھول بزار برہمن میں کوئی شاذ و نادر ایسا نکلیگا جسکو سندھیا گاتری پوری پوری  
 ہو یا پوری طرح خود و صرم کرم پہنچا اور پیڑوں کو راہ پر چلا تاہو جیسا میان  
 اور محافظان علم کا یہ حال ہو تو سچا عام ہندوؤں کا کیا خیال کیا جا۔ اگرچہ گلا  
 مانی کو گلا تاہو مگر خود بھی وہیں گ جاتا ہے۔

۹  
 یعنی

ہندوؤں کے خیال کرنا چاہئے کہ ہندوؤں میں جو رسوم خلاف دیکھنا ستر کے رائج ہوئے ہیں ان کا  
 وہ کہ ہم لوگ اپنی اصل سے بے خبر کہہ کر طرح طرح کی ہلاکت توہمات میں بہنہ لگاتے اور یہ



بہی سیکانتیہ ہے کہ کوئی نکاح ہے جا کے غی سرور کو مانتا ہے۔ کوئی مسلمان کو نکاح پر  
 دہشتہ ونکو نشست کا جاتا ہے۔ کوئی دین مسیحی کو قبول کرنا بہتر سمجھتا ہے۔ کوئی ہندو  
 بھولا فقیر دن و گد اگروں کا ہی چیل ہونا پسند کرتا ہے۔ غرض ہندوؤں کے ہر  
 کو چاروں طرف دریا کی ڈرہاگت ہی ہے عیان راہ بیان۔

وقفہ ۳۔ اگر حبیبیت و مقدس کے کاروائی اور رہنمائی ہوئی یا بہین مصنوعی  
 سے گذر کر عقولان کی طرف توجہ کرتے تو ایسی خرابی وقوع میں نہ آتی جب ایسا نہ ہو  
 ہی تو یہ حال ہوا کہ برہمنوں کو کس نے پرستہ کہ بتیا کون ہے۔ تین ہے یا ڈیڑھ ہے یا  
 ہر جب یہ حال نظر آیا لاچار اکثر اقوام نے برہمنوں کی کاروائی کو دیکھ کر کی ٹٹی لفظ  
 کر کے اس مصرع کو ذہن میں جایا۔ جیسے شکاک سیلین میں بر ملا انہیں ٹٹیوں ہی کی  
 میں نتیجہ سیکایم ہوا کہ ذی ہوش لوگوں نے بڑے بڑے شہر ان وقعات میں برہمن  
 صاحبین اور یہ صاحبین قیام کر کے اپنی اپنی قوم اور برادری کی بہتری اور بھنبوی کی  
 اندر در بات قبلہ اور نظام و اجا و مہرہ کی طرف رجوع کیا۔ فی الواقع ہمدردی قوم اور  
 غمخواری گہرت اشتم کا عمدہ نتیجہ نکالا مصرع۔ ہر کے مصلحتے خویش نکو میدان۔ ہر



۵  
 سرگزشت چشم دید کا حال تحریر کرنا واجب سمجھا گیا چند سال گزرے کہ ایک ہندو  
 شامت گھر سے ایک عورت قوم ریل سو مرکب فعل شنیع کا ہوا اور شہر یون در برہمنوں  
 کے زنی شو شہر کے ایک مخزاورنگو برہمن کے پاس جا کر پرانتھ کا خاواں ہوا۔ برہمن  
 طبع نفسانی کے سبب گنگا جی کا اثنان اور بھوجن برہمنان اور دعوت برادری کا اثنان  
 اور اسے بوجہ بے مقدوری کو تخفیف خرچ کیا واسطے عرض کی اور اپنی چند خوشیاں کو  
 اثنان کی واسطے برہمن دیوتا کی خدمت میں بھیجا مگر اون کی منت و خوشامد نے  
 اثر پیدا کیا۔ اسلی شتا میں چند کھار جو بانگر و ش سے اپنے کام کی واسطے  
 تہوا اپنی برادری کا مجمع و یکجہ کر لے بعد استفسار کے اصل حال پر مطلع ہوئے  
 اب ملکر برہمن دیوتا کی خدمت میں گئے اور ہر چند مختصر پر شجرت کرانیکے لئے  
 عرض و عرض کیا مگر نہ پیرا نہ ہوا آخر گدازش کیا شچہ مہاراج اگر ملزم نے آپکو  
 اور بچن پر عمل کیا تو کیا برہمن بھی اسکے ساتھ بٹھکر بھوجن جیونیکے ؟  
 اور کہ ہرگز نہیں پھر کھاروں نے کہا کہ یہی بات اور اسکا ہندو بنانا برادری  
 کی کیا پینے پر مختصر ہے تو آپکا اسمین کیا دخل ہو پس سب نے فریاد اس ملزم کے ہلنے



سے حقہ ہو کر اول اسکو پلایا اور پھر سبے پایا اور اسکو منہ و نہا کر لے کر کار سنبھلایا بہرین  
 دیکھتے ہی گئے سچ ہی مہر دی اور اول سوزی مہیک نام ہے اور یہی یراوری کا کام ہے  
 دفعہ ۴ خیال کیا جاتا ہے کہ پیسے بے عملی و جہالت کے ابھی برہمنوں و آسینہ  
 کہ اپنی بہتری اور تنزل روزانہ کو سوچ سمجھ کر چارہ جوئی کی طرف رجوع ہوں کیونکہ  
 وہ سمجھتے کہ اگر ہم اپنے رواج مروجہ اور قانون محدثہ کو ترک اور ترسیم کر نیکی تو  
 پاؤں پر آپ گلہاڑا مار نیکی یعنی آپ گزارہ سے جائینگے اور اولاد کو محروم از رزق  
 بنائینگے لہذا یہ سمجھ انکی قابل تعریف نہیں ہے کیونکہ اگر وہ سوچ سمجھ کر اس مانہ کے  
 حال و حال چلن پر چلینگے ایک تو ہیک مانگنے سے بچینگے جو بدترین پیشیہ ہے اور دوسرے  
 جب اپنی بے ریا کوشش بازو سے رزق حاصل کر نیکی تو دین و دنیا و دن  
 میں نیکیاں ہونگے پس جب تک نمی پورا فی پورا انون کو تقویم پارسہ کی طرح  
 طاق لسان میں نہیں رکھینگے اور وید و شاستر کو پڑھ کر پورا پورا انہر عمل نہیں  
 کر نیکی انکی مان بڑائی اور انکی اولاد اور اگلی پودھ کی بہتری اور سہجی ارگ  
 نہیں ہوگی۔ بلکہ روز بروز تنزل کی صورت پیش آویگی۔



۱۔ اگر معترض سوال کرے کہ وہاں لینے والا ہی کوئی نہ ہوگا۔ تو دناؤں کو  
 اور کون لینے لے گا جو اب بھی کافی ہو کہ وہ مکروہات اپنا لپہ پاک کریں اور  
 دنیا اور اوقفت و بیٹو ستر کو اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھیں اور اپنے آپ کو فاضی  
 بلا ہونا شہر کے اندیشہ سے اسکا مصداق نہ بنائیں وہاں دیو والیکو تاج اور پاج  
 کو ہونا ستر اور دناؤں دنیا واجب بہت عجائبات ہیں۔ اس میں دناؤں کا قول ہو  
 کہ وہ کو دنیا۔ اپنی انگلیاں دھرتی کو نہ دینا چاہئے۔

۲۔ دیکھو ناوقفت قوانین قدیم اور اجراء مرام جدید و خیرات اور پین کر توت  
 خل ہو گئے اور بہمنوں کی بددیا ترک کرنے اور بی لپہ لپہ سے لالچ اور  
 لے لیا دین پہلایا کہ محض بددیتی پیدا ہونے سے باہمنوں کو یہ خطاب ملا کہ  
 بانگہ سے اچھے برا باہمن سے ہوا اگر اب بھی صلاح اور ترمیم کی طرف متوجہ ہوں  
 ہے بقول شخصہ۔ بہولانہ جانئے کہ شام کو گہراوے۔

۳۔ ہر چند رسالت تعلیم کا شمار اندازہ تحریر اور تقریر سے باہر ہے لیکن شستہ و نمونہ  
 دوا مر کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

دینا دینا  
 دینا دینا



معلوم ہو کہ کس حد تک اگر وہ گناہوں پر جبر اور تنہم کیا جانا چاہو حتیٰ تلافی خدا لیں کہ ہر گناہ پر جبر  
 اول اگر اتفاقیہ منہد کو ہاتھ سے بائستنا ہے برہمن کے کوئی مادہ گاڑتے ہوئے نہ ہوتا ہے بلکہ  
 بیوی مر جائے تو سمجھو کہ اسپر کنجی کا سپارٹ ٹوٹ پڑا یا بلائے ناگہانی کا طوق ہو گیا ہو  
 گلے میں پڑ گیا اول بغور طلاء اس حال کے اسکے خوشیاں ورینا نہ ایسے رنگاں کیوں  
 بننے کے اسکے بدن چھو اچھوٹے اور چار سے بدن پر سمجھنے لگو اور طرح طرح کے کھانے  
 نوشیات اور الزامات اس کی نسبت لگانے لگو۔ دویم پادہ پایا پر وہنت ہی کو  
 اطلاع ہوئی اٹھون لے گنگا جی کے نشان کے سے اچھوچن برہمنان اور دعوت  
 برادران کی ہدایت کر کے پھینچن سنایا کہ گھر سے گنگا تک بہیک مانگنا اور اپنا نام  
 بتیادہ بتانا ہوا جو لے اگر گائے کے گلیسین ر مرتے وقت موجود تھا تو اس سے کوئی  
 ہمراہ لیا و اور گنگا پر تیرتے ہوئے بہت کے پچن کی تعمیل کرے۔  
 دفعہ ۸۔ اگر اسکا کچھ روپیہ ہزار محنت پیدا کیا ہوا شادی اور غمی کے خرچ کیلئے  
 رکھا ہو تو وہ روپیہ لیکر ورنہ گھر کا بیل بچھیا فروخت کر کے یا زمین زرعی یا سنی جائز  
 کے پلس کر دی کہ کبیر یا تیرتے تک فرض و دام لیکر وہ غریب گنگا جی کو چلایا۔



یہ چارہ برہمنوں کا مانتیا ہنکر گئے سدا راجس منتر یا گاؤں پر پھونچا اور  
 لقب ہنکارہ برہمنوں کا خشتا ہوزبان پر لایا اور شکم پر ہی کیوسے بہیکانگن کو مٹھ  
 کا طوق اس وقت اس پر چاروں طرف سے پیٹکار اور دھنکار کی بوچھاڑ برہمنی شروع ہوئی  
 ایسے ہی گئے کیونکہ نہ کہ پروتھی کی بدایت مذکورہ بالا کا یہی منشاء تھا کہ حسب قدر تہ میں سیکو  
 کے طبع اور تلامنت ملیگی سنیف گنگا جی بچھنے تک اسکی دوش کا بوجھ لگا ہوا دلیگا۔  
 لاچار تہ بقتیر دیدہ حیران اور خاطر پریشان ان دو شعروں کے مضمون  
 در نامہوا چلا۔ اول قدم ہی چلکر شکوہ تہنگوں کا پد تک صبر کر کے آگے کیا  
 پہونگے۔ پہلی منزل پر بھلا رقتا ہی کیا آگے چلکر دیکھنا ہوتا ہی کیا ۛ  
 وقت و زمانت منازل طو کر نیکی بعد نہر حوالا پور کے تیر تھ پر و تہونکی برہمن پوری  
 پہونچا اور آنکھوں سے آنسو اوتر آئے۔ سوا دہرین جون ہی قدم کہا چاروں  
 حق جوق برہمنوں کے ماتھو پر کاس کے ٹیکے نعل میں تپون کے نام کی لٹیک دبا بند ہے  
 کے ٹیکو رکھو اور میلی دہتیاں باز سے ہو آمو جو دھو اور ایک ایک نے نام ولدیت  
 نازات گوت پوچھنا شروع کیا مصرع۔ این گریبان گرفت وان امن۔ والیسا گلیبر



اور کہ لیا اور تلخے کنن کے کپڑوں کی ہی ہوش نہ رہی اور پتھر انا مشکل ہو گیا۔ اگر تیر تھوڑا سا  
ملکیا تو اور دن پتھر چھو اور ایک پالا پڑا ورنہ لاچار میں سے ایک کو تیر تھوڑا دست ماننا پڑا۔  
دفعہ اخیر تھوڑا دست اسکی آؤ بھگت کر کے بھگت بنانیکا سامان موجود کیا یعنی تیر تھوڑا  
اسکی باپ اور کے نام سات پشت تک سنا اور ستخون کا نشان دکھا کر اعمناؤ کا نقشہ جاریا  
سایہ طیرح اوسکے پیچھے ہولیا اور بھوت نیچے چٹ گیا آخر گنگا جی کے کنار ایک گھاٹ پر  
پہنچا جوالیہ لوگوں کی سرائے اعمال کیوسطے مقرر کر رکھا ہے۔

دفعہ ۱۱۔ اس گھاٹ کے پوجاری اور پنڈت ہنگی اور چوڑے موجود یا گھر سے بلوائنگوا  
اوتخون نے آتی ہی پر دست کر اشارہ اوس بچارہ کو بدن نزکا کر اور وہی سبھو گامو کے  
کلیہ وقت فوت ہو جوتا اسکی کلیہین ڈاکر پانیکے اندر دگھے اور سر پر تڑا تڑ جوتیان لانی  
شروع کیں جسے کہ اسکی زبان سے کہلایا کہ اب دوش اور تیر گیا پیرا چات پوشینی اسکی بدن اور دوا  
حق اخذت کے طور پر لے۔

دفعہ ۱۲۔ جب بچارہ نے خنڈ الوں کے ہاتھ سے خلاصی پائی تب پر دست جی تھوڑا اون کے  
اسکو گرد ہو اویہ بات فرمائی کہ ہر دوا کے گھاٹ پر شدہ نسان کر سیتہا شکست دال کر دوا



پرہیز کو ماہہ کاؤ شیر دار اور پوشاک خلاصہ وہ دھتتا حسب ال دیکھ اور پھر اور برہمنوں کو  
 ان جنونا اورین کرنا واجب و فرض بتایا اگر اسکے پاس بھارت تیرتھ پرست کے سیر یہ موجود  
 نہ ہو عرض کیا کہ مہا بھارت ہی کثایت و رعایت سے یہ کام انجام فرمائی ورنہ کچھ عذر کر کے تخفیف کی  
 اور پرہیز جی نے اگر اسکو عقل کا انداز اور گانتھہ کا پورا پایا تو یہ فرمایا کہ آپ جو کچھ درپ  
 بھج کی خاطر گھر سے لائیں وہ میرے حوالہ کر دیجئے اگر اس بھچارے نے عذرناواری کا تو  
 بہتر تریشک میرے سے قرضہ لیکر کام کیجئے چنانچہ اس پر او میں نے پرہیز جی کے  
 دھم میں آکر جو کچھ پاس تھا دام دام دیدیا ورنہ مشک شامی لکھ دیا۔

۱۲ پرہیز جی نے ایک ماہہ کاؤ مع سامان مسمونی کے گھر سے منگو کر آیا اجرت پر کسی سہرا  
 باکر کے دکھادی اور حلوئی کی دوکان پر چلا اور اپنا حصہ پھیرا برہمنوں کو بھوجن کا ساپ  
 لٹا دیا اور شرادہ کی ساگر کی جمع کر کے اور گاڑی کو اس کے ہاتھ سے منکلیپ کر کے اگرچہ  
 یا اور پھر بہائی بند برہمنوں کو بھوجن جنوا اور دانت گھسائی دلا کر فارغ ہوا یعنی شرادہ  
 لکھ اسکا سوکھا سر منڈا اور حساب میاں کر کے رخصت کیا۔

انغرض جو اسکو پاس تھا کچھ گامی کی قیمت میں مجھو کر کے اور کچھ والن دھوجن برہمنان



نیز خراج کر اگر نگردد بدن پیٹ ہو گا گوہر و خالی کر کے گہر کا رستہ بتایا اور وہ بچا جس مصیبت میں گیا تھا اسی  
 میں اس پر یا اگر ایک لقب جو گہر کے پڑے ہوئے عطا کیا تھا تیرے ہم پڑے ہوئے کی نذر کر آیا کہ عطا شدہ لقب و شہ  
 دفعہ ۱۶۔ گہرین پہنچا تو گہر کا پر و صفت اور پاؤں اور برادری کے لوگ بھی در پہنچے کہ گہر  
 کو کہا نا کہ لکھا اور برہمنوں کو پہنچا جو جن جنو آو اور تب اصلی حالت پر آؤں چنانچہ اور فرض و دام لکھا  
 انکو فرض سے بھی سرخرو ہوا۔ پر ایک پاپ و ترا اور دوسرا فرض پاپ سرخڑ پاجسکا سو فرض لکھا  
 ہنس دینا اسکا تو ہوا اور نہ اسکا فکر نہ کیا گیسو یہ بچہ پون کا مارا ہر طرح سے لاجا ہوا  
 دفعہ ۱۷۔ اسی ظلم کا ایک وضمیمہ لایا بیان کہ اگر کوئی شخص مفاد عام آبخوشی  
 واسطہ چاہے یا بولی تعمیر کرے اور اس میں کوئی گاڑ اتفاقاً یا خوف کسی بوز و زندہ لکھا  
 مرجا تو اسکو واسطہ ہی یہی کفارہ ہو! اور اگر محافظ پاسبان کوئی گاڑی بہا کر اتفاقاً  
 چاہے یا بولی میں گر کر جان بحق ہو سکے لئے یہی شہارہ ہو حالانکہ سب پر ظاہر ہو کہ  
 ہندو دین ہر کوئی خواہ شریف ہو یا زلیل و دہ کاؤ کی پرورش نہ لکھا پانی جان دل لکھا  
 بلکہ اسکی پرورش و خیر گیری کو ذریعہ مہویدی وینا اور عقوبت کا سمجھتا ہے کہ اگر گہرین کا  
 تہو دیکھتا ہے تو جان ہی تنک ہی مرے تھیں کرنا اور اگر وہ گاڑی دال ہی نہ



۱۔ دنیا میں اکثر ایسے جرم انسانوں سے سرزد ہوتے ہیں کہ ان کی محافی  
 پر پیش کی جناب سے بھی غیر ممکن ہو جیسا کہ دختر کشی قتل انسان جابجایا جانے کا  
 یہ دوسرا دختر فروشی سنگ لگانا۔ رہنری نہ ہر خورانی بھٹکی وے سگی یفت خوری۔  
 ۲۔ اپنی بچوں کا بچانا اور لڑکیوں کی کمائی کہنا وغیرہ جنکے اسناد کیو اسطو واجب کہ  
 ان لوگ ستر سخت کی ہدایت کرتے جیسا کہ فی زمانہ تحریرات ہند میں حکم ہے یہ کہ  
 اسطو ہر تقدیر سے بچا ستر میں تجویز کرتے غالباً مقدس و ستر متبرک میں تو کہیں



اس اصول کی بنیاد ہونے کی وجہ سے حکومت کے زور سے اپنی قوم کی بہتری کے لئے ہرگز  
 اقوام کو زیر و آویز نہ کرے گی غرض یہ اصول قائم کیا ہو گا یا خود غرضی سے کسی اصول پر توجہ نہ  
 رو دے بل کر دیا ہو گا۔ مقام تعجب ہے کہ جو اشخاص عہدہ امصار و جرائم سنگین اور دیگر اہم  
 تقریر ہوں ان کی سرکاری سطح کوئی ایسا سخت قانون نہیں دیکھا کہ وہ گناہوں اور دیگر  
 نیتوں کے لئے یہ تعذیر صورت پذیر ہو۔

دفعہ ۱۹ پر دیکھیے کہ برہنہ کو گارڈاں لٹنی کا متعلق قرار دیا گیا ہے جبکہ متوجہ ہے کہ ہر  
 برہنہ کا کوئی معہ لازمہ طرف و پاریچاٹ متعلقہ کر اور نیز منع سنگین و ملامتی تقریر  
 یعنی ہونے کی سنگین چاندی کی مٹھی تانبہ کے کہ وہ غیر کیسا متعلقہ نہیں لایا تو سبب ہونے  
 پرورش کے گارڈ کو سن ناکس کے ہاتھ سے بچ کر قیمت گہ میں بانہی اور اس کے انگوٹھوں اور دیگر  
 خراج خوراک کا لا حیفہ ہو کہ ایسے شخص کے اس طرح تو نشا ستر میں کچھ روک ٹوک ہو اور اس  
 والوں کی گردن میں ناخن کا غلاب کا طوق ڈالا جاوے سچ کہا ہے ہر ایک ناصح ہر ایک  
 ناصح خود یافتہ کم و جہان بہ تریک سبک جاہل و بے علم اور ناواقف اور کون سے اس  
 قانون کو واجب النعمان سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرتے رہے اور برہمنوں کو اس کو



یا کرخواں خواہ مانور ہے۔ آلا اب جو علم اور عقل کی روشنی کا آفتاب طلوع ہوا ہوا اور اسکے  
 پرتو سے مظلوم غمزدہ ہائے دیو شناستر کے لوگوں کی جہالت اور نادانی کی ظلمت ویر ہو کر حقیقی  
 اصول و حصول کی طرف دل نکالے نائل ہوئے ہیں اسلئے اس قانون کی تعمیل سے لوگ منفرد  
 و کثیف ہو جائیں گے اور جیسا کہ میل کیوقت معینہ نے لوگوں کو برہمنوں سے مہورت پوچھنا  
 منع کر دیا اسی طرح یقین ہے کہ رفتہ رفتہ کل اموات مہوہ کار و اج بھی اٹھ جائیں گے اور  
 یہ ہے کہ ہر سال ہاں بڑی باہمنوں کا جاتا رہے گا۔

اور واضح ہے کہ زبان سابق میں جو گنودان کا رواج تھا اور ان برہمنوں کے واسطے تھا جن کا  
 بپتسمہ نہ ہوئی تھی تھی تھا اور کام انکا پیداوان بنیا اور دنیا سے پرکار جنگل میں رہ کر تصنیف کتب  
 و تالیفات میں مصروف رہتا تھا۔

صفحہ ۲۔ اگر متعز کردات کی تفصیل پوچھو تو انکی تحریر کو ایک فقر چاہئے مگر دانہ از انبار و  
 دروازہ ایک تو یہی گنودان و زنا کردہ گناہوں پر طوفان ہو و سر اگر کسی کا اقوام مند  
 و کس کے سنو یا سنو کا سکے یا زیور الفاظ کہو یا جاکہ میں گرا ہو قیمت اسکو بجا و دودلو  
 و تونین بدبختی اور بدنگونی تصور ہوتی ہے اور اسکو یہ کفار سنایا جاتا ہے کہ وہ کس قدر اور







دودھ کا دودھ

پانی کا پانی

جسکو

چوہدری نول سنگھ صاحب پرومان آریہ سماج منظر آبا  
ضلع سہارنپور نے مرتب کیا

سنگھ

واسطے

فائدہ عام کے لالہ گنڈا رام صاحب پرومان و بھائی اسسا  
صاحب اوپ پرومان آریہ سماج باغبانپور ضلع لاہور نے چھپوایا  
بلا اجازت مصنف یا راقم خان کے کوئی صاحب قصد

طبع نہ فرماوے

مطبع گوہنڈہ پرکاش مین طبع ہوا



## آریہ سماج کے نیم یعنی اصول

سنئے نیم آریہ سبھا کے دل لگانا چاہئے  
 پر قلم سب ست و دیا اور و دیا سے جو کچھ جانا چاہئے  
 و وسر ایہ نیم ہے ایشر ہے سچا اندر روپ  
 ہے نہ کار و انویم اور نیا کاری انہی  
 خالق کل نر بکار و سر بایشور اور نہنت  
 ہے نادہی اور اجنا اور امر پر ماتا  
 وید سب و دیاؤں کا پستک سے دیوم نیم ہے  
 نیم چوتھا ہے کہ چھوڑ و جھوٹ لیو و ساج کو  
 پانچویں سکلام میں صدق و کذب کا رحم خیال  
 ہے چھٹا کیا نیم عملہ غور سے سنئے ذرا  
 نیم ہفتم میں یہ ہے کہ و ہرم سے سب سلوک  
 آٹھواں و دیا کو لے جان جا بجا پر کاش کر  
 ہے نوم اپنی ترقی میں نہو سنشت تو  
 نیم دسواں ہے یہ سب کو دور کر کے دل سچ  
 رہ ساجک نیم پالن میں پر قلم اے عزیز  
 پالین سار ج و سون نیموں کو ایشر سے دعا

چھوڑ کر ہٹ غور سے سنئے مٹانا چاہئے  
 اُن سبھوں کا آدے مول ایشر کو جانا چاہئے  
 نت پوتر اور اجر خالق کو جانا چاہئے  
 سر شکتیمان سرب آدما جانا چاہئے  
 سربیا یک انتر یامی نسکو مانا چاہئے  
 اُسکو ہے سب کا اُپاسیہ و پر بوج کہنا چاہئے  
 پڑھنا سننا سب کو اُسکا اور پڑھنا چاہئے  
 ساج کے لینے میں ہر اُن اوت رہنا چاہئے  
 سوچ سمجھ اور دھرم کے انوسار کرنا چاہئے  
 جگت کا اپکار من تن دھن سے کرنا چاہئے  
 جیسے کو ویسی محبت ساتھ ملنا چاہئے  
 اور و دیا کا جہان سے ناش کرنا چاہئے  
 کہنتو سب کی انتی میں اچھا اپنا چاہئے  
 سرب ہتکار سی نیم جان سے بنا ہنا چاہئے  
 سچ سوار تھ کے لینے شنتر رہنا چاہئے  
 سچ سچ دیکھ کو نکلتی دلانا چاہئے



## اوم

ہے پریشم سرب شکتیاں سرب اتریامی سرب بیاپک  
 سب کے پتا سب کے سوامی شدہ بدھ مکت سبھاؤ سرب  
 شکل مئے انادی انوپم بگیان سروپ ترہم کو بھی ودیا بگیان  
 دے جس سے بدھی پاکر تیری بھگتی کریں اور تیرے گنوں  
 کو گرہن کر کے سنار میں ہمیشہ ست بیولار سے اور ست  
 کرم سے اور ست بچن سے سب کے اوپکار میں ست پر  
 رہیں۔ پریشم کی پرارٹھنا استی کے بعد مضمون مندرجہ ذیل  
 واسطے فائدے اپنے اردو خواں بھائیوں کے لکھا گیا امید کہ  
 پیش پات کو چھوڑ کر ست کا گرہن اور است کا تیاگ  
 کریں گے جیسے ہنس پانی اور دودھ ملے ہوئے سے دودھ  
 پی لیتا ہے اور پانی کا تیاگ کرتا ہے اسی طرح ست کا  
 گرہن اور است کا تیاگ کریں ۛ

## دودھ کا دودھ

### پانی کا پانی

آج کل ہمارے آریا ورت دیس میں اس قدر مت متانت  
پھیلے ہیں کہ جن کا شمار کرنا بھی دشوار ہے جس قدر مت  
ہمارے دیس میں ہیں اس قدر کسی اور ملک میں نہیں  
ہیں اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ جس  
قدر میر برودھ ہمارے دیس میں ہے ایسا اور ملکوں میں  
نہیں ہے کیونکہ ایک مت والا دوسرے مت والے کو ہر  
سمجھکر حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے شیوی بشتوں کو  
نہیں دیکھ سکتے بام مارگی سب کی ہی چٹنی جانا چاہتے ہیں  
بشل ہے ایک دفعہ ایک سنیا سی بھشم یعنی خاک آلودہ  
اتما تھا اور آگے ایک بیراگی بیٹھا تھا۔ بیراگی بولا اے لڑکے  
یہ بشتا پڑا ہے اس پر تھوڑا بھشم ڈال دے۔ سنیا سی بولا  
بھشم کیوں ڈالتے ہو بشتو جی سے کہو جو سور بن کر اور  
براہ ہوتا رہا دھارن کر کے اس پاشخانہ کو کھا جائیگا یہ کہنا  
تھا کہ دونوں میں لٹھ چلا حالت سے دونوں سزایاب ہوئے  
بھلا ان کو تو جو سمجھایا جاتا ہے تو اسے لوگ تو کچھ پھر بھی



سمجھ جاتے ہیں کیونکہ جتنے لوگ یہ سنپردائی ہیں ایشور کو  
 لیتے ہیں اگر ان کو اچھی طرح ست مارا جاتا ہے  
 تو یہ مان بھی لیتے ہیں کیونکہ ان کے من میں ایشور کا  
 ٹوٹ تو ہے اور یہ کچھ دیس کی حالت پر بھی غور کر  
 سکتے ہیں لیکن زیادہ مانی کار تو ہمارے دیس میں سے  
 ویدانتی ہیں جو لوگ ناستک ہیں وہ بھی ان سے کئی درجہ  
 تر ہیں کیونکہ وہ لوگ خدا کا بھروسہ نہ کر کے آپ تو کچھ  
 کرتے ہیں گو گناہ سے نہیں ڈرتے مگر مانی لاہ کو تو  
 کسی قدر سمجھتے ہیں اور یہ حضرت نوین ویدانتی تو نہ پاپ  
 کو نہ پُن کو نہ مانی کو نہ لاہ کو کچھ بھی خیال نہیں کرتے  
 اور پُرشارتھ کو تیاگ کر آپ ہی ساکشات پورن برہم  
 ہوتا کرتا بن بیٹھتے ہیں اور خودی نے ان کے دماغ میں  
 بسا گھر بکھا ہے کہ ہرناکش کو بھی انہوں نے بائیں چھوڑ  
 دیا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ یہ پرمیشور تو کیا مگر آدمیوں  
 نے ان کے ناک میں ایسی ٹیکل ڈالی ہے کہ اُونٹوں کی  
 طرح لدے ہوئے بُربد کر رہے ہیں سچ ہے خودی ست  
 کہ خدا سے ڈر خودی میں ہے بالکل ضرر - اور کیوں نہ

وہ لوگ کیوں نہ ہوں پاپی جن کے دل پر نہیں ہے  
خوف خدا یہ لوگ سوائے اپنے دوسرے پر پیشتر ہی نہیں مانتے  
ڈریں تو ڈریں کس سے -

## دو

جب تک انکس سیس پر تب تک نرم دل دیہہ  
جب نہیں انکس سیس پہ سر میں گڑھے کھیہ  
یعنی ہاتھی کے سر پر جب تک جھادوت انکس لئے ہے  
تب تک صاف جسم رہتا ہے جس وقت انکس سر پر  
نہیں ہوتا سونڈ سے خاک دھول سر میں ہاتھی ڈال لیتا  
ہے۔ یہ تو ظاہر دیکھ لو کہ جتنے یہ جیو برہم کو ایک مانتے  
فالے ہیں ان کو پاپ کرنے سے کچھ بھی ڈر نہیں ہے۔  
اکثر اس فرق کے لوگ سنیاسیوں میں کیا بلکہ ستیاناسیوں  
میں شامل ہیں کیونکہ سنیاسیوں کا یہ مت نہیں ہے  
سنیاسیوں کا تو ایسا مت ہے ست و دیا پڑھ کر دیں  
دیں بھرمن کر کے لوگوں کو ست اُپدیس کریں اور ان  
ستیاناسیوں کا ست سن لو جا بجا ان کے مندر سٹھ  
اکھاڑے جھڑکے گئے ہیں شہر وں کے باغ باغچوں میں



ان کے اسٹیشن اور تھانہ چوکی موجود ہیں کسی کو سٹر اور  
 کسی کو اسی برس ایک ہی جگہ پڑے ہوئے دیں گا ادھکار  
 ایسا کرتے ہیں جو کوئی گھڑتی کا لڑکا اُن کی جھپٹ میں  
 آگیا اُس کا سر موڑ سُنہ کالا کر مانتہ میں بھیکہ مانگنے کو  
 تونبا دے دیتے ہیں اور جس کو اُپدیس کرتے ہیں تو یہ  
 ہی اگیاں دیتے ہیں کہ اے بھائی تو کیوں بھولا ہے تُو تو  
 پورن برہم پر میشر ہے کس کا پاپ اور کون پُن زردنڈ  
 ہو جا اندریوں کا دھرم ہے بٹے بھوگ کرنا جو پر نالا نہ چلے  
 تو کوٹہ گر جاوے تُو تو زریپ ہے یہ سب جھوٹا پرینچ  
 ہے خوب بھوگ کرو مانس وغیرہ کے کھانے میں جو دوش  
 بتاتے ہیں وہ جھوٹے ہیں موی کھانے والا موی کھایا جاتا  
 ہے نہ کوئی مارنے والا نہ کوئی مرنے والا دیکھا بھولے ہے  
 غرضیکہ اسی قسم کے اُپدیس لوگوں کو کر کے مد مانس  
 وغیرہ آپ بھی کھاتے ہیں اور اُن کو بھی ایسے ایسے  
 کریوں میں لگا دیتے ہیں کہ نہ اُن کو ایشر کا ڈر نہ دنیا  
 کا کیونکہ جب خود خدا تو خوف کیا کسی مہاتا کا بچن ہے  
 پتوان جن کو نے اُن کی کیا پہچان

ایشر جسکے ہر دے پتوان سوئی جان

آہا ایسے مہاتاؤں کے بچن پر جو کوئی عمل کرے وہ کب  
پاپ کر سکتا ہے اور یہ ناشک لوگ جہاں جمع ہوتے اور  
اپنی سبھا وغیرہ کرتے ہیں تو ایسے خیال لاونی وغیرہ لگا  
کر لوگوں کو کوکرم میں لگا دیتے ہیں چنانچہ اُن کے موافق  
ایک لاونی بھی یہاں درج کی جاتی ہے۔

## لاونی

دیہہ بھاؤ کو تیاگ کے ہم نے ست آتما کو مانا  
نراکار میں نراکار ہو ملے پھوٹے آنا جانا

## چوک

ہنگ آتم سروپ ہوں میں نہیں دیہہ سے کام میرا  
شریر تو ہے جڑم بستو چیتن آتما نام میرا  
ربی ششی اگنی اکاس سے ہے پرے نرنتر دھام میرا  
انت ابے اباسی ادویت روپ شب رام میرا  
کایا کرم کو تیاگ کے ہم نے ست آتما کو مانا  
نراکار میں نراکار ہو ملے پھوٹے آنا جانا

جیو برہم ایک ہی روپ میں رہتے ہیں گہات کل بھ



انگیاں تو جیو بنے اور گئیانی بننا برہم ابھید  
 نرگن سے جو رہت ہیں مٹکی کون بڑھی اور کون نشید  
 جو چاہے سو کرے وہ ہے بیدانت کے کھٹا گرنٹھا بید  
 چاہیں وہ بولیں چاہیں ہنسیں چاہیں لگیں گانے گانا

نرا کار میں نرا کار ہو ملے چھوٹے آنا جانا  
 آتم ست اور شریر ستھیا اس بدھ کرے ہے جو کوئی گیان  
 وہ پرانی ہے آپ ہی ایشرجیو میں اس میں بھید نہ جان  
 کام کمرودہ مد لوہہ موہا ہنکار کپٹ شج مان گمان  
 ملے برہم میں برہم روپ ہو کر چھوٹے سب مان گمان  
 جوں پانی سے اٹھے پہلا پھر جل اندر سمانا  
 نرا کار میں نرا کار ہو ملے چھوٹے آنا جانا

جل ترنگ میں ایک ہی نام ہیں دو ان کو ایک ہی جانو  
 اسی طرح سے اپنے جیو کو پار برہم کر پہچانو  
 جیو برہم میں بھید نہیں ہے یہ ہی باک کر لو کانو  
 دوئی بھاؤ دو چھوڑ رہو ادویت کہا میرا مانو  
 کانشی گر جوتی سروپ نے تو گیان یہہ بھانا  
 نرا کار میں نرا کار ہو ملے چھوٹے آنا جانا

واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ  
 واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ واہ

نہ کیاس جولاہے سی ٹھینگا ٹھینگی سوئیں جھونپڑ میں خواب  
 دیکھیں محلوں کا کبھی نہ ملے چٹائی اور خواب میں سوئیں  
 نیوار کے پلنگ پر چوکیدار پکڑ کر منہ پیٹ مارے لیکن راجہ  
 تینوں لوگ کے پیر میں کانٹا لگجائے تو روتے جنم جائے  
 پر کیا سے کچھ کام ہی نہیں رہا ایک گھڑی بھی روٹی  
 کے وقت سے گزر جاوے تو سو گھروں کے کتے بھنکاویں  
 ان سے کوئی پوچھے کہ تم ایشر تو بن گئے مگر کوئی ایشر  
 کا گن بھی تمہارے میں ہے دیکھو ایشر پر اوپکاری ہے  
 تم نے سنسار میں ایسی آن اوپکاری کمری کہ ایک چوتھائی  
 بھارت باسی مونڈ مونڈا کر بھیک مانگنے کو کھڑے ہو گئے۔  
 پریشر دیالو ہے تم نے ایسا نردشی کام کرا کہ جس مانا  
 پتا نے تمہیں جاتا تھا پالا پرورش کرا تھا ان کا ہر دا دکھایا  
 ان کو تیاگ کر بیکار ہو کر گھومنے لگے وہ نیاے کاری ہے  
 تمہارا یہ انصاف کہ لوگ کھاویں اور تم مزے سے ڈھائی  
 ڈھائی سیر پکا پکایا کھا کر گدھے کی طرح سوتے رہو ایشر  
 تو اجنا ہے تم نو نو مینے گریب میں ملے اٹکے وہ تو امر  
 ہے تم کو مرنے کا ڈر ہے وہ ابھے یعنی بے خوف تم کو  
 جہانگ کے نقشہ میں چٹائی مٹتی نظر آ جاوے تو



اُس کو ڈھیلا سمجھ کر ابھی زمین پر اوندھے گر جاؤ۔ وہ سب شکستیان ہے تم کیا شکتی رکھتے ہو وہ سرشتی رچتا ہے تم سے اپنا گھر بھی اچھی طرح نہیں بنایا گیا وہ بگیاں دوپا سروپ ہے تم تو عقل کے پیچھے لاکھی لئے پھرتے ہو وہ سب اتریامی ہے بھلا تم ہمارے من کی بات تباؤ اسی طرح جہاں تک دیکھو گے وہاں تک ایشر کا گن تھامے میں نہیں ملے گا۔

نویں ویدانتی بولا اچھا تم ہم سے شاستر ارتھ کرلو جواب - اچھا جو تم کو کچھ بھرم ہے اُس کی نورتی کرلو سوال - کیا تم شاستر پڑھے ہو؟

جواب - ہاں تھامے بھرم کے دور کرنے کے موافق پڑھے ہیں

سوال - اچھا ہم تو یکتی اور دلیل سے شاستر ارتھ کریں گے جواب - اچھا ہم بھی تمہارا بھرم یکتی سے ہی دور کریں گے سوال - اچھا تو ہمارا یہ مت ہے کہ یہ جگت پسنے کے موافق ہے جیسے رچو میں سرپ اور سیپ میں چاندی وغیرہ وغیرہ اندر جال کی طرح یہ جگت جھوٹا ہے ایک رستم ہی سچا ہے تم اُس کو کھنڈن کرلو

سوال سوال - جھوٹا تم کس کو کہتے ہو

نویں ویدانتی - جو بستو نہو اور پرتیت ہو

سدھانتی - جو بستو نہیں اُس کی پرتیت کیسے ہو سکتی ہے

ن - ادھیا روپ سے

س - ادھیا روپ تم کس کو کہتے ہو

ن - جو بستو کچھ اور ہو اور پرتیت کچھ اور ہو اسی

طرح برہم میں جگت دیکھتا ہے

س - تم رتھ کو بستو اور سرب کو بستو جانکر اس برہم

میں پڑے ہو کیا سرب بستو نہیں ہے

ن - رستی میں نہیں ہے

س - اچھا جو رستی میں نہیں ہے تو دوسری جگہ تو ہے

اور اُس کا خیال دل میں بھی ہے پھر وہ سرب ناچیز کیسے

را اسی طرح سیپ میں چاندی وغیرہ کا جواب سمجھ لو اور

جو چیز خواب میں آتی ہے وہ بھی دوسری جگہ میں کہیں

نہ کہیں ہوتی ہے اور اُس کے خیالات دل میں ہوتے

ہیں اس واسطے وہ پسنے کی چیز بھی ناچیز نہیں ہے

ن - جو کبھی نہ دیکھا نہ سنا تھا جیسے اپنا سر کٹ گیا



اور آپ ہی روتا ہے۔ جل کی دھارا اوپر کو جاتی دکھتی  
ہے جو کبھی نہ ہوٹا تھا دیکھا جاتا ہے وہ بیچ کیونکر ہو سکتا  
ہے

س۔ یہ بھی درشتانت تھارے پش کو پورا نہیں کرتا  
کیونکہ بنا دیکھے بنا سنے کا خیال ہی نہیں ہو سکتا خیال یعنی  
سنگار کے بنا سمرتی یعنی یادگیری سمرتی بنا سمجھتا انہو  
نہیں ہو سکتا جب کسی سے سنا یا دیکھا کہ فلا نے کا سر کٹا  
اور اُس کے بھائی کو لڑائی میں پرتکش روتے دیکھا تھا اور  
اور نورے کا جل اوپر کو جاتا دیکھا تھا یا سنا تھا اُس کا  
خیال اُسی کے آتما میں ہوتا ہے جب یہ جاگرت کے پدارتھ  
سے الگ ہو کر دیکھتا ہے تب اپنے آتما میں انہیں پدارتھ کو  
جن کو دیکھا یا سنا تھا جب اپنے ہی میں دیکھتا ہے تو  
ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا اپنا سر کٹا اور آپ روتا ہے  
اور جل کی دھارا کو اوپر جلتے دیکھتا ہے یہ بھی بستو میں  
بستو کے اروپین کے موافق نہیں ہے جیسے نقشہ نکالنے  
والے پہلے دیکھے یا کٹے ہوئے کو آتما میں سے نکال کر کاغذ  
پر لکھ دیتے ہیں یا عکس یعنی پرتی بنب کا اُتارنے والا  
عکس کو دیکھ آتما میں اُس کا نقش رکھ برابر لکھ دیتا

ہے البتہ یہ بات ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے جیسے بعضی چیز کو دیکھے بہت دن گذر گئے تھے اور وہی چیز پہنے میں سمرن ہوئی مگر جس وقت جاگا اُس وقت یہ یہ خیال نہیں رہا کہ میں نے یہ چیز کبھی جاگتے دیکھی تھی یا میں نے ہی ایسا کیا تھا جیسا کہ دیکھتا ہوں اس واسطے تمہاری خواب کی مثال بھوٹی ہے اور جو رتو میں سرپ ہونے کی مثال برہم میں جگت کے ستھیا بھان ہونے کا ورشانت بھی بھوٹا ہے کیونکہ جو جگت کچھ چیز نہیں تھا برہم کو خیال کس کا ہوا جو چیز کچھ ہی نہیں اُس کا خیال کب ہو سکتا ہے

ن - ادھٹھان کے بنا ادھیا ستھ پرتیت نہیں ہوتا جیسے رتو نہ تو سرپ کا بھی بھان نہیں ہوتا جیسے رتو یعنی رستی میں سانپ تین سال میں نہیں مگر اندھکار اور پرکاش کے میل میں اکسات رتو میں سرپ کا بھرم ہو کر ڈرتا ہے جب اُس کو چراغ سے دیکھ لیتا ہے اسی وقت اُس کا خوف دور ہو جاتا ہے اسی طرح جو برہم میں جگت کی ستھیا پرتیت ہوئی ہے اُس کی نور تی اور برہم کی پرتیتی ہو جاتی ہے جیسے سرپ کی نور تی اور



رستی کی پریتی ہو جاتی ہے

س - برہم میں جگت کا بھان کس کو ہٹوا

ن - جیو کو

س - جیو کہاں سے ہٹوا

ن - اگیان سے

س - اگیان کہاں سے ہٹوا اور کہاں رہتا ہے

ن - اگیان انادی یعنی ابدی ہے اور برہم میں رہتا ہے

س - برہم میں برہم کا اگیان ہٹوا یا کسی دوسرے کا اور

وہ اگیان کس کو ہٹوا

ن - چدا بھاش کو

س - اچھا چدا بھاش کا سروپ کیا ہے

ن - برہم برہم کو برہم کا اگیان یعنی اپنے سروپ کو آپ

ہی بھول جاتا ہے

س - اُس کے بھولنے میں منت یعنی سبب کیا ہے

ن - اودیا یعنی جہالت

س - اودیا سرب بیاپک سروگ کا گُن ہے یا کہ الپک

کا

ن - الپک کا

س۔ تو تمہارے مت میں بنا ایک اننت سروگ چیتن کے  
 دوسرا کوئی چیتن ہے یا نہیں اور الگ کہاں سے آیا  
 البتہ الگ چیتن برہم سے الگ مانو تو درست ہے جب  
 ایک ٹھکانے برہم کو اپنے سروپ کا اگیان ہو جاوے تو  
 سارے برہم میں اگیان پھیل جاوے جیسے شریر میں  
 ایک جگہ پھوٹا ہو جاوے تو تمام شریر میں پھیل جاتی  
 ہے ایسے ہی برہم ایک جگہ اگیانی ہونے سے تمام برہم اگیانی  
 اور کلش یکت ہو جاوے

ن۔ یہ سب اوپادھی کا دھرم ہے برہم کا نہیں  
 س۔ اوپادھی جڑھ ہے یا چیتن ست ہے یا کہ است  
 ن۔ انرہچینیہ ہے یعنی جس کو ست است سمجھ بھی نہیں  
 کہ سکتے

س۔ یہ تمہارا کہنا تمہارے ہی کہنے کو رد کرتا ہے جس کو  
 جڑھ چیتن کچھ نہیں کہہ سکتے جیسے سونا پیتل ملا تب یہی  
 کہو گے نہ ہم اسے سونا نہ پیتل کہہ سکتے ہیں البتہ یہ کہہ سکتے  
 ہو کہ اس میں دونو دھاتو ملی ہیں

ن۔ دیکھو جیسے گھٹا اکاس سٹھا اکاس مہد اکاس اوپادھی  
 گھڑا گھڑ اور میگھ کے ہونے سے الگ الگ معلوم ہوتے ہیں



در حقیقت اکاس ایک ہی ہے اسی طرح مایہ اوڈیا سب ایک  
ایک اور انتہ کرنوں کے اوپادھیوں سے برہم اگیانیوں کو  
الگ الگ دکھتا ہے اصل میں ایک ہی ہے جیسے اگنی لمبی  
چوڑی گول پھوٹی بڑی چیزوں میں بیپاک ہو کر ویسا ہی  
دکھتا ہے یعنی چوڑی لکڑی میں چوڑی اور گول میں گول  
اور لکڑی سے اگنی الگ ہے اسی طرح انتہ کرنوں میں برہم  
بیپاک ہو کر انتہ کرن اکار ہو رہا ہے لیکن انتہ کرن سے  
الگ ہے

س۔ یہ تمہارا کہنا بے ارتقا ہے کیونکہ جیسے گھٹ مٹھ میگھ  
کو اکاس سے بہن یعنی الگ مانتے ہو اسی طرح کارن کارج  
روپ جگت اور جیو کو برہم سے اور برہم سے ان کو الگ  
مان لو

ن۔ جیسے اگنی سب میں پروشت ہو کر دیکھنے میں اُسی  
صورت کا دکھتا ہے اسی طرح پرہم آتا جڑ اور جیو میں  
بیپاک ہو کر اکار والا اگیانیوں کو اکاریکت دکھتا ہے اصل  
میں برہم نہ جڑ ہے نہ جیو ہے جیسے جل کے ہزار کونڈے  
دھرے ہوں اُن میں سورج کے ہزار پرتی ہم یعنی عکس  
دکھتے ہیں اصل میں سورج ایک ہے کونڈوں کے نشٹ

ہونے سے جل کے چلنے یا پھیلنے سے سورج نہ نشٹ ہوتا ہے نہ چلتا ہے نہ پھیلتا ہے اسی طرح انتہ کرنوں میں برہم کا ابھاس جس کو چدا بھاش کہتے ہیں پڑا ہے جب تک انتہ کرن ہے تب ہی تک جو ہے جب انتہ کرن گیلاں سے نشٹ ہوتا ہے تب جو برہم روپ ہے اس چدا بھاش کو اپنے برہم روپ کا اگیان کرتا بھوگتا سکھی دکھی یاپی پُن آتیا جنم مرن اپنے میں خیال کرتا ہے تب تک سنار کے بندھنوں سے نہیں چھوٹتا

س۔ یہ مثال تمہاری فضول ہے کیونکہ سورج اکار والا ہے اور جل کونڈے بھی اکار والے ہیں سورج جل کونڈوں سے الگ اور جل کونڈے سورج سے الگ ہیں تب ہی پرتی ہم پڑتا ہے اگر نراکار ہوتے تو اُن کا پرتی ہم بھی نہ پڑتا اور جیسے برہم اکاشوت نراکار سرتر بیایک ہونے سے کوئی پدارتھ برہم سے الگ اور برہم پدارتھ سے الگ نہیں ہو سکتا اور بیایک سنبدھ ہونے سے ایک بھی نہیں ہو سکتا یعنی جیسے بیایک ہونے سے ہمیشہ لے ہوئے اور الگ الگ ہوتے ہیں دیکھو یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے میرے ہاتھ سے الگ نہیں میرا ہاتھ یہ کتاب



نہیں کتاب میرا ہاتھ نہیں جو ایک ہوں تو اپنے میں بیاب  
 بیابک سنبندہ کبھی نہیں گھٹ سکتا برہم کا ابھاس کبھی  
 نہیں پڑ سکتا کیونکہ عکس کا ہونا بنا کار یعنی مجسم کے  
 ہونا ناممکن ہے جو انتہ کرنا اور پادھی سے جیو کو برہم مانتے  
 ہو سو یہ تمہاری بات بالک کے موافق ہے کیوں انتہ کرنا  
 چلاے مان کھنڈ کھنڈ اور برہم اچل اور اکھنڈ ہے اگر تم  
 جیو اور برہم کو الگ نہ مانو گے تو اس کا جواب دیجئے کہ  
 جہاں جہاں انتہ کرنا چلا جائیگا وہاں وہاں کے برہم کو اگیانی  
 اور جس جس دیس کو چھوڑ دیگا وہاں وہاں کے برہم کو  
 گیانی کر دیگا یا نہیں جیسے چھاتا پرکاش کے بیچ میں جہاں  
 جہاں جاتا ہے وہاں وہاں کے پرکاش کو آورن یکت  
 یعنی سایہ کرتا جاتا ہے اور جہاں جہاں سے ہٹتا جاتا ہے  
 وہاں وہاں کی دھوپ کو چھوڑتا جاتا ہے تو کیا ویسے ہی  
 انتہ کرنا برہم کو چھن میں گیانی اور چھن میں اگیانی چھن  
 میں بدہ چھن میں مکت کرتا جائیگا اکھنڈ برہم کے ایک  
 دیس میں آورن کا پر بھاؤ سب دیس میں ہونے سے سب  
 برہم اگیانی ہو جائیگا کیونکہ وہ چیتن ہے اور شہرا میں جس  
 انتہ کرنا برہم کو چھن میں گیانی اور چھن میں اگیانی چھن



اُس انتہ کرستھ سے کاشی میں نہیں ہو سکتا کیونکہ اور کے  
 دیکھے کا سمرن اور کو نہیں ہو سکتا جس چدا بھاس نے مٹھا  
 میں دیکھا وہ کاشی میں نہیں رہتا کیونکہ جو مٹھا سٹھ  
 انتہ کرن کا پرکاش ہے وہ کاشی سٹھ برہم نہیں ہو سکتا۔  
 جو برہم ہی جیو ہے اور الگ نہیں تو جیو کو سروگ ہونا  
 چاہئے اگر برہم کا پرنتی بم الگ ہے تو پہلے دیکھے کا گیان  
 کسی کو نہیں ہو سکیگا جو کہو کہ برہم ایک ہے اس لئے سمرن  
 ہوتا ہے تو ایک جگہ اگیان کا دکھ ہونے سے سارے برہم  
 کو اگیان یا دکھ ہونا چاہئے اور ایسی ایسی مثالوں سے رت  
 شدہ بدھ مکت سمبھاؤ برہم کو تم نے اشدہ اگیانی اور  
 بندھن وغیرہ دوش میکت کر دیا اکھنڈ کو کھنڈ کر دیا ہے  
 ن - نراکار کا بھی ابھاس یعنی سایہ ہوتا ہے جیسے درپن  
 یا جل میں اکاس کا ابھاس پڑتا ہے وہ جو نیلا نیلا گہرا  
 دکھتا ہے ویسے ہی برہم کا بھی سب انتہ کرنوں میں عکس  
 یعنی بھاس پڑتا ہے

س - جب اکاس میں روپ نہیں تو اُس کو آنکھ سے  
 کون دیکھ سکتا ہے جو پدارتھ دکھتا ہی نہیں وہ درپن اور  
 جل میں کس طرح دکھیا گہرا یا پھدرا سا کار بستو دکھتا ہے



نرا کار نہیں دکھتا

ن۔ اچھا جو یہ اوپر نیلا نیلا دکھائی دیتا ہے وہ آدرش والے میں دکھائی دیتا ہے وہ کیا چیز ہے ہاتھ کنگن کو کیا در بین دیکھ لو ہمارے تو نیا پاتر ہیں اکاس دکھتا ہے

س۔ جب آدمی کی آنکھیں نہیں ہوتی ہیں تب اُس کو کنگن آئینہ میں دکھے نہ ویسے اُس کو یہی دکھتا ہے کہ نہ معلوم میرے ہاتھ میں سونا ہے یا رُپا سو ہمارا ج ہٹھی کی آنکھ کھول کر دیکھو اوپر اکاس میں پرتھوی اور جل کے پرمانو بھرے ہوئے ہیں یعنی دھول گرد اور جل جو سورج اپنی کرنوں سے جلا کر بھاپ روپ کر کے جل اوپر لے گیا ہے جہاں سے برکھا ہوتی ہے وہ بھے ہیں یہ جو دور دور تنبو کے سماں دکھتا ہے وہ جل کا چکڑ ہے جیسے گوہر دور سے گھنا اکار دکھتا ہے اور نزدیک سے پھٹا ہٹوا اور ڈیرہ کے موافق بھی دکھتا ہے ویسا ہی اکاس میں جل دکھتا ہے

ن۔ کیا ہماری رتو رسی اور سرپ کی اور پینے کی مثال بھی جھوٹی ہے

س۔ نہیں تمہاری سمجھ جھوٹی ہے سو ہم نے پہلے کہہ دیا

تھا بھلا یہ تو کہو کہ پہلے اگیان کس کو ہوتا ہے  
ن - برہم کو

س - برہم الپگ ہے یا سروگ

ن - نہ سروگ نہ الپگ کیونکہ سروگتا اور الپگتا اوپادھی سہت  
میں ہوئا کرتی ہے

س - اوپادھی سہت کون ہے

ن - برہم ہے

س - تو برہم ہی سروگ الپگ ہوئا تو تم نے الپگ اور

سروگ کا نشید کیوں کیا تھا جو کہو کہ اوپادھی کلپت یعنی  
متھیا ہے تو کلپگ یعنی کلپنا کرنے والا کون ہے

ن - جیو برہم ہے یا کہ الگ ہے

س - جیو اور ہے اور برہم اور ہے کیونکہ جو جیو برہم سروپ

ہے تو جس نے وہ متھیا کلپنا کی وہ شدہ سروپ برہم  
نہیں ہو سکتا کیونکہ جس کی کلپنا متھیا یعنی جمعوتی ہے تو  
سچا کب ہو سکتا ہے

ن - ہم ست است کو جھوٹ مانتے ہیں نہ کچھ ست نہ

کچھ است ہم تو زبان سے بولنا بھی جھوٹ سمجھتے ہیں

س - جب تم جھوٹ کہنے اور مانتے والے ہو تو تم جھمٹے



کیوں نہیں

ن - رہو جھوٹ اور سچ ہمارے میں ہی کلیت ہے ہم دونوں کے شاکشی اوصضان ہیں

س - جو تم ست اور جھوٹ کے ادھار ہو تو پھر اور ساہوکار کے موافق تم ہی ہوئے اس سے تم معتبر اور پرمانک بھی نہیں ہے کیونکہ پرمانک اور معتبر وہ ہوتا ہے جو ست بولے ست مانے اور ست کرے جھوٹ نہ بولے جھوٹ نہ مانے جھوٹ نہ کرے جب تم اپنے آپ ہی متھیا بادی ہو تو تمہاری بات ست کب ہو سکتی ہے

ن - انادی مایہ جو برہم ہی کے آسرے اور برہم ہی کو ڈھانک لیتی ہے اُس کو مان لیتے ہو یا نہیں

س - نہیں مانتے کیونکہ تم مایہ کا ارتھ ایسا کرتے ہو کہ جو بستو نہ ہو اور پرہیت ہو سو اس بات کو وہ مانگا جس کے ہرے کی آنکھیں پھوٹ گئی ہوں گی کیونکہ جو بستو ہی نہیں اُس کا دیکھنا ناممکن ہے جیسے بانجھ کے بیٹے کا عکس دکھتا ہے

ن - دیکھو جیو چیتن ہے اور برہم بھی چیتن ہے اس واسطے جیو برہم کا بھد نہیں ہو سکتا



س۔ سنو زمین بھی جڑ ہے اور پانی بھی جڑ ہے سو دونو ایک نہیں ہو سکتے کیونکہ زمین میں گندہ ہے۔ رس نہیں جل میں رس ہے گندہ نہیں جب تک کسی چیز میں سارے گُن نہ نظر آویں تب تک وہ دو بستو سے ایک نہیں ہو سکتی فرض کرو ایک جیو تم ہو اور ایک جیو بھینس ہے بھینس دس سیر دودھ دیتی ہے تم بھلا رکھا ہو یا بھی ڈھولکے دیتے ہو ایسے ہی برہم میں سروگ نہ برہم سرب شکیمان وغیرہ وغیرہ گُن ہیں جیو میں ایسے گُن نہیں ہیں اس واسطے جیو برہم ایک نہیں ہو سکتے بھلا یہ تو بتلاؤ کہ ست بڑا ہے یا کہ جھوٹ

ن۔ ست بڑا ہے

س۔ اچھا جب ست بڑا ہے تو اُس ست سروپ پریشہ کو جھوٹ مایا نے کیسے دبا لیا  
ن۔ اُس ہی کی اچھا سے

س۔ بھلا کبھی چلایا اپنی اچھا سے اندھیرا کر سکتا ہے

ن۔ چلایا جڑ ہے اُس میں اچھا ہی نہیں ہے

س۔ اچھا اب تمہارے کہنے سے دونو ثابت ہو گئے ایک جڑ جس میں اچھا نہیں دوسرا جتن جس میں اچھا ہے اگے



چلو دیکھو ہم تیسرا بھی ثابت کرتے ہیں اچھا یہ تو بتاؤ کہ  
جب ایک برہم ہے جو کچھ نہیں تو برہم کو بھرم کس کا ہوا  
کیونکہ جب کچھ چیز ہی نہیں ہے اُس کا بھرم کیسے کسی کو  
ہو سکتا ہے

ن۔ کسی کا بھی نہیں ہوا تم کو کچھ بھرم ہوا ہوگا ہم کو تو  
کچھ بھرم نہیں ہوا

س۔ اچھا برہم ایک ہے یا دو  
ن۔ ایک ہے

س۔ بھلا تم تو پریشتر بن بیٹھے میں اپنے کو جیو کیوں مان  
رہا ہوں جب ہم تم دونو ایک ہی ہیں دوسرا کوئی بھی  
نہیں تو ہماری بھی تمہارے ہی کیسے جڑ بُدھی کیوں نہیں ہوئی  
ن۔ ہماری جڑ بُدھی کیوں ہے

س۔ اس طرح کہ ہم ابھی دبا کر تمہارے مُنہ پر چار چپٹ  
لگا دیں تم یہ کبھی نہیں کہو گے کہ یہ بھی تو برہم ہے برہم  
نے برہم کو مارا کیا دوش ہے پانی کو پانی میں پٹک دیا تو  
پانی کے کچھ چوٹ تھوڑا ہی لگتی ہے بس ابھی پولیس  
میں جا کر کہہ دو گے کہ دھانی ہے سرکار کی مجھ کو مار ڈالا  
فلاں فلاں میرے گواہ ہیں



ن۔ ہم کو کچھ مانی لاجہ کی اچھا نہیں ہے

س۔ جو تم کو مانی لاجہ کی اچھا نہیں تو ہم سے گھنٹہ بھر سے  
کیوں دانت کلیش کر رہے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ کسی طرح  
ہمارا جھوٹا پکش بھی سدھ ہو جاوے

ن۔ تم تو بات بات پر بات چڑھاتے ہو اچھا جو تم ایسی  
ہی تقریر کرتے ہو تو ہم اپنے گرو کو بلا کر لاتے ہیں اُن سے  
تم بحث کرنا

س۔ ہم کو تقریر بحث کی کچھ غرض نہیں ست است کا  
جس کو نرنے کرنا ہو کرلو بھلا یہ تو بتاؤ تمہارا گرو تم سے  
کچھ زیادہ جانتا ہے تم بھی تو ویسے ہی برہم ہو تم نے گرو  
کیوں کیا کیونکہ گرو وہ کیا کرتا ہے جو کوئی کسی سے کم  
ہو

ن۔ ہمارا گرو وچار ساگر پڑھا ہے اور اُن کے پاس بیسیوں  
پوتھی ہیں ایک دفعہ تو وہ جھوٹ کو بھی سدھ کرنے والے  
ہیں

س۔ اچھا جاؤ بلا لاؤ جو تمہارا گرو وچار ساگر پڑھا ہے تو  
ہمارے پاس وید پاٹھی موجود ہیں تمہارے گرو نے تو وچار  
ساگر میں ایک دو ٹاپو ہی دیکھے مگر یہاں اسے وید ایشور



کرت ہیں جن کے اندر انیک لوگ لوکانتر کا حال مہج ہے  
 س۔ اب میری اُن صاحبوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ  
 جو اپنے آپ کو ایشر مان بیٹھے ہیں کہ ہرناکش کا بھی یہی  
 گمان تھا کہ میں ہی پریشر ہوں دوسرا کوئی نہیں اگر  
 اُس کا گمان تم کو اچھا معلوم ہو تو تم کو اختیار ہے اگر پہلا  
 بھگت کا گمان تمہاری سمجھ میں اچھا معلوم ہوتا ہے تو اپنے  
 آپ کو ایک تجھ جو جانکر پریشر سے خوف کرو پاپ سے  
 ڈرو یہ مت کہو کہ ایشر ہی کرتا اور ایشر ہی بھرتا ہے  
 نہیں تم ہی کرتے ہو اور تم ہی بھرو گے پریشر تو اپنے  
 نیلے سے اُس کا پھل مہگوا دیگا اب میں اس ویاکیان  
 کو ختم کرنا ہوں اور پریشر سے یہی پرارہتا ہے کہ ایشر  
 تو ہم کو ایسی شردھا دے کہ جس سے کہ ہم تیری بھگتی  
 میں تہ پر رہیں نہتے

ن۔ ٹھیرو ٹھیرو ہمارے گورو بھی آگئے ہیں دو بات اُن  
 سے بھی کر لو

س۔ اچھا کہو

گورو۔ تم نے جو پرشن اتر ہمارے پچیلہ سے کہے ہم نے سب  
 سچ لکھ لیا ہے۔ اس کو ایسی سوال جواب کا حوصلہ

نہیں تم ہماری بات کا جواب دو

س - بولو

گرو - تم جیو کو اپگ اور برہم کو سروگ مانتے ہو ہم اُس کا وچار اس طرح کرتے ہیں جیسا متھرا میں دیودت کو مکمل پہنے ہوئے دیکھا تھا اور اُسی دیودت کو کاشی میں دوشالا پہنے دیکھا تو ہم نے مکمل کا بھاؤ بھی چھوڑ دیا اور دوشالا کا بھاؤ بھی چھوڑ دیا فقط ایک دیودت کا شریر ماتر لے لیا ایسے ہی جیو کی اپگتا اور برہم کی سروگتا چھوڑ کر فقط ایک چیتن ماتر لے لیا بس سب ایک برہم ہی چیتن ہے۔

س - اچھا ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک برتن میں تو جل بھرا رکھا ہے اور ایک برتن میں پیشاب لیکر جل کی نشہ تھا اور پیشاب کی نشہ تھا یعنی ناپاکی کا بھاؤ چھوڑ دو دونوں میں ایک جل کی صورت اور پتلا پن کا بھاؤ کر کے اس کو تم پیو تب ہم جانیں کہ ہاں جو تم کہتے ہو سو کرتے بھی ہو

ن گرو - شیوشیو ارے پیلہ اچنڈال ہم کو تو یہاں پیشاب پیلے کو لایا تھا۔

پیلہ - بس مہاراج میں اب جلا نہیں بنتا اب میری آنکھ



کھل گئی

گرو۔ اے مورو کہ کیوں گھبراتا ہے مجھ کو ایک لاونی  
تو گانے دے ان کا سب بھرم دور ہو جائیگا لاٹیا سے  
میرا چنگ دف چیلہ دف لایا اور گورو اب لاونی گانے  
لے۔

## لاونی

دیکھ تو اپنے آپ کو تو ہے کون کمانے آیا ہے  
کس نے پیدا کیا اور کس نے تجھے بنایا ہے  
جو تو کہے ہوں باپ سے پیدا مانے مجھ کو جایا ہے  
یہ تو غلط ہے اے تو آپ میں آپ سما یا ہے  
دگدا کو کر الگ اور سب دل کا دور بھیدا کر  
دوئی دور کر ہمیشہ زربھے پد میں کھیدا کر  
عجب تک ہے اگیان تب ہی تک کٹم قبیلہ بھائی ہے  
گیان ہٹو تو آتا آپ میں آپ سمائی ہے  
کوئی بنا ہے برہمن چھتری کوئی بیش شودر نائی ہے  
ہم نے دیکھا تو سب کے بیچ میں کنور گھنائی ہے  
سامو سے ہو بھنریٹے جو دکھ سکھ تن پر بھیدا کر

دوئی دور کر ہمیشہ زربھے پنڈ میں کھیلا کر  
 تو اُس کو پہچان تیرے اس شیر میں بتا ہے جو  
 کس غفلت میں پڑا اور کون نیند پھر رہا ہے سو  
 کھولے اپنی آنکھ دیکھ وہ ایک ہے اُسکو سمجھ نہ دو  
 کون ہے تیرا اور تو کس کا اسے تم سمجھو تو  
 آتم میں پر آتم کو اب دیکھ کے درشن میل کر  
 دوئی دور کر ہمیشہ زربھے پنڈ میں کھیلا کر  
 ایک برہم اور دوئی ناستی بھی بید کی بانی ہے  
 اس کو سمجھے وہی نہ جو پورا بگیا نی ہے  
 جیسے جل کی ترنگ اور پھر جل کے بیج سمائی ہے  
 کہ دیو سنگھ بات یہ بنارسی نے جانی ہے  
 چھوڑ طرہ کلفی کا گانا زرنجن کے ڈنڈ پیلا کر  
 دوئی دور کر ہمیشہ زربھے پنڈ میں کھیلا کر

س۔ یہ لاوئی تم نے اپنے جیو برہم کی یکتائی کے سیدہ  
 کرنے کو گائی مگر سچ کبھی جھوٹ کی گرفت میں نہیں  
 آ سکتا تم نے صاف گایا کہ تو اُس کو پہچان جو تیرے  
 شیر میں بتا ہے اس سے یہ سیدہ ہٹا کر تو اور ہے  
 اور وہ بعد ہے اسی طرح بہت لفظ اسے میں کہ وہ



تمہارے پکش کو سدہ نہیں کرتے اودیت پریشہ کو ہم  
 بھی مانتے ہیں مگر ہم اور پریشہ ایک نہیں  
 گرو۔ ہم یہ نہیں جانتے ہم کو تم بھی اس طرح جواب دو  
 جیسے ہم نے کیتائی سے دیا اگر تم کہتائی نہیں کر سکتے تو  
 تم کو ہمارے موافق بدھی نہیں جب تم کو ہمارے موافق  
 بدھی نہیں تو تم کو ہماری بات ماننی پڑیگی  
 س۔ یہ سچ ہے کہ تمہاری کیسی بدھی ہماری نہیں ہے  
 اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمہاری کیسی جڑ بدھی ہماری  
 ہو کیا تم کہتائی کرنے سے ایشہ بن گئے ایسے کافے  
 تو ہم بھی ملا سکتے ہیں لو سنو

## لاونی

### شعر

جیو میں اور برہم میں جو ایتائی مانتے  
 ہم تو ان کو ہرناکچپ سے بھی بڑھ کر جانتے  
 ہائے بھارت باسیو تم آپ ایشہ بن گئے  
 اسی کارن سے تمہارے سرب ایشہ چھن گئے

# ٹیک

مورکھ لوگوں نے یہ گمان چلایا کہا بھول بھرم میں برہم جیو کھلایا

## چوک

اور جیو برہم میں کر دینی ایکتائی  
 ایک جیو میں کر دی سروگتائی  
 کوئی کہے رستی میں جون دے سرپ دکھائے  
 کیا اس سے سرپ کی ستا کچھ گھٹ جائے  
 جو نہیں تو برہم کا ہے میں بھرمایا  
 کہا بھول بھرم میں برہم جیو کھلایا  
 کوئی کہے جیو ہے اُسی برہم کی چھایا  
 اُس کی ہو کیونکر چھاؤں نہ جس کی کایا  
 کوئی کہے برہم میں آن ملے جب مایا  
 دو بتا یہ مایا بھرم کہاں سے آیا  
 اُس ست سروپ میں کہاں سے جھوٹ ملایا  
 کہا بھول بھرم میں برہم جیو کھلایا  
 کوئی کہے برہم سے ہونی پھر مایا پر گھٹ



تو شدہ برہم کا شید ایسے سے کیا گھٹ  
 کوئی کہے جل میں ملبلا اُٹھ کے جوں گیماسٹ  
 بن پون ملبلا آپ نہیں آوے اُٹھ  
 وہ کون پون چلی برہم میں جیو اٹھایا  
 کہا بھول بھرم میں برہم جیو کھلایا  
 کوئی کہے برہم اور مایا دونو انادی  
 کہیں ایک برہم پھر مایا اور ملا دی  
 کوئی کہے اودیا سے ہٹوا جگت اوپا دھی  
 لو وودیا مانی اب برہم کے بیچ بتا دی  
 کہیں جگ سچنا کہ برہم کو نیند سٹلایا  
 کہا بھول بھرم میں برہم جیو کھلایا  
 کوئی کہے سندھ سے جیسے بوند ہو نیادی  
 ہے برہم سے ایسے جیو لو اسے بچاری  
 دھن آج کل کے کیا نیو یہ مڈھی تھاری  
 اُس اکھنڈ جوت کو کھنڈ کھنڈ کر ڈاری  
 اور رنر انشی کو انشی بھاؤ بتایا  
 کہا بھول بھرم میں برہم جیو کھلایا

جا ٹوٹ گھڑا پھر اکاس ہی رہجائے  
 ہم کہیں ہمیں کوئی اس کا راہ بتا دے  
 جب ایک برہم پھر گھڑا کہاں سے آئے  
 وہ گھٹ ٹٹھ کس نے رچا اور کون ہٹایا  
 کہا بھول بھرم میں برہم جیو کہلایا  
 کوئی کہے کلپنا ماتر یہ سنسار  
 ہو ہے کلپت سے کلپنا کرتا نیارا  
 کہو برہم میں بھرانتی نہیں تم وید وچار  
 ہے وید میں رُبر بھرم اُس کا نام پکارا  
 پُرکش جگت کو کیوں جھوٹا ٹھہرایا  
 کہا بھول بھرم میں برہم جیو کہلایا  
 یہ پاکھنڈی راستریوں کو یوں بھراویں  
 ہیں ہم تم دونو شدہ برہم کہلاویں  
 آؤ اندریوں کو اُن کا بھوگ بھوگاویں  
 نہیں ہم تم کرتا نہیں کرم پھل پاویں  
 کہے نول سنگھ اس اگیان نے دھرم ڈوبایا  
 کہا بھول بھرم میں برہم جیو کہلایا

گرو۔ بھائی کہے تہ تم نے بھی شکتی ہو ایک بات اصلی



جیو برہم ایک نہیں ہو سکتے بھلا یہ تو بتاؤ وید بھاش وغیرہ  
 ست گرنٹھ کہاں مل سکتے ہیں اب ہمارا بھی یہ نسخہ ہو گیا  
 ہم بھی ست اپدیس کرینگے ماش مد وغیرہ کا آج سے ہم  
 نے بھی تیاگ کیا ہاں یہ بتاؤ روٹی ملجایا کریگی

س۔ وید بھاش سب جگہ مل سکتے ہیں اور گھٹ شاستہ  
 بھی مل سکتے ہیں اُن کو دیکھو جو مول ویدانت شاستر ہے  
 جو کہ بیاس منی کرت ہے اُس کو دیکھو اُس میں کہیر  
 جیو اور برہم کی ایکٹائی نہیں لکھی ہے نئے نئے گرنٹھ جیسے  
 باششٹ کے نام سے کس نے پچ لیا ہے یہ بالکل ویدانم  
 شاستر کے برخلاف ہیں

ن۔ سنکر اچارج بھی تو جیو برہم کو ایک مانتے تھے وہ  
 ودیاوان نہیں تھے

س۔ وہ بڑے ودیاوان تھے پر اُن کا جیو برہم کی ایکٹائی  
 مت نہیں تھا یہ صرف یوں ہوا ہوگا کہ جس وقت شاستہ  
 لوگوں کا زور تھا وہ ایشور اور وید کو نہیں مانتے تھے  
 فقط جیو کو ہی مانتے تھے اُس وقت سری سوامی شکر  
 نے اُن سے پوچھا کہ وید اور ایشور کا منشا

جاوے جیسے کوئی کھیت کو کانٹوں کی باڑ کر لیا کرتا ہے  
 لیکن وہ اپنا ست منڈن نہیں کرنے پائے فتنے کر جھٹ دو  
 ناستکوں نے اُن کو زہر دیکر مار ڈالا تھا بس اُن کے  
 بعد اُن کے چیلوں نے یہی ست پھیلا دیا۔ مگر مہا پاؤں  
 ہی جو اچھا ہوا کرتی ہے اُس کو پریشہ پورا کرتا ہے اُن  
 کے زہر دینے سے کیا ہوا پریشہ کی سرشتی ہے ایک  
 شیر کا نشٹ ہوا دوسرا شیر سوامی دیانند سو رتی کا  
 ہوا انہوں نے اُس اچھا کو پورا کیا فقط۔ جب تم لوگوں  
 ست اپدیش کرو گے تو روٹی کیوں نہیں ملیگی کیا چور ہی  
 روٹی کھاتے ہیں اور لوگ بھوکے مرتے ہیں +  
 نستے

ترمین نول سنگھ پردھان آریہ سماج مظفر آباد ضلع سہارنپور



# قرآن کی حقیقت کا

دوسرا حصہ

یعنی چند آیات قرآن بطور نمونہ :-  
تفہیم قرآن برائے آگاہی عام

مؤلفہ  
پنڈت سورج پرشاد مکھن پوری

بمطبع سریرام پرنٹرز کاشی و لکھنؤ طبع یافت

وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَبِيعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ أَنْ تَقُولَ  
 اللَّهُ هُوَ الْهَادِي وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ  
 الْإِسْلَامِ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يَبْتَغُوا فَتًا مِمَّنْ يَبْغِي الْإِسْلَامَ  
 أَوْ يَكُونُ لَهُمْ عِلْمٌ بِإِسْلَامِ اللَّهِ قَبْلُ ۚ وَأُولَٰئِكَ  
 الْمَالِكُ مِنَ اللَّهِ مِنْ قَوْلِي وَلَا تَبْغِي ۚ

علم سے نہیں اسلئے تیرے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار:

معرض

معلوم ہوتا ہے کہ تہا جینال مصنف قرآن یعنی محمد کو کہ فرما ہوا کہ  
 کرے گی اسکی قوم یہود اور نصاریٰ لاکن جب دیکھا محمد نے کہ نہیں قابل  
 میں آتی ہیں یہ قومیں اور میں نہیں مانتی کہنا اسکا پس آیا یہ کہ  
 نازل ہو طرف سے محمدی اللہ کے آیت دل پسند محمد کے اور  
 سمجھے محمد اس امر کو کہ ہو جاوے گی خلاف یہ آیت اس کے جو ہو چکی  
 ہے نازل اس بات میں کہ ہے درست جو کچھ اُتارا اوپر محمد کے  
 پہلے اس سے پس اے عقل والو جیسا کہ کہتا ہے مصنف قرآن  
 محمد سے کہ نہیں ہونگے خوش یہودی اور نصاریٰ یہاں تک کہ



تو پیروی دین انہی کے یہ ہے موقع خیال کرنے اس امر کا کہ تھا  
 اُس وقت جہگڑا مذہب کا پس اگر پیروی کرتا محمد دین انہی کی  
 پہر کیا وجہ ہوتی تنازعہ کی رو پیدا دسے صاف ہوتا ہے وہم  
 یہ کہ ایسا ہے غلط آیت یہ۔ یا وہ جو ہو چکی ہے نازل پہلے اس  
 بہر حال ثابت ہے کہ ہرگز یہ ہر دو آیت نہیں ہیں طرف سے اللہ  
 کے لاکن طرف سے مصنف قرآن کے کہ ہتی جسکو ضرورت  
 نازل کرتے انہی کی اور واسطے یقین دلائے لوگوں کے لگایا  
 گیا ہے ان آیتوں کو سائنہ نام اللہ کے اور نہیں سوائے  
 اس کے کچھ :

وَنَزَّلْنَا ثَلَاثًا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْفَاتِحَةَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ فِيهَا  
 وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا  
 وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ



طرف اسکی اور تحقیق جو لوگ کہ دے گئے ہیں کتاب البتہ جانتے ہیں یہ کہ  
 اِنَّهُ اَخْبَىٰ مِنْ دُرِّ سَمِّ وَ مَا اَللّٰهُ بِخَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝  
 وہ حق ہے پروردگار انہی سے اور نہیں کہہ سکتا پتھر سے کہ کرتے ہیں ۵

م  
 ہدایت کرتی ہے یہ آیت واسطے اختیار کرتے مسجد حرام کے باہر کہ  
 جو ہے مکہ میں اور ہے وہ جائے ولادت محمد کی۔ پڑھا کرتا ہوتا  
 نماز پہلے اس سے محمد منہ کر کے طرف بیت المقدس کے پس  
 نما ناجب قوم یہود نے اسکو نبی اپنا اور ہوا یہ ناراض اُن سے  
 سنگائی بابت اسکے وحی۔ گویا نکالنا بخارول اپنے کا اور سکھائی  
 بت پرستی اس ڈھنگ سے کہ آئندہ سے پڑھا کریں محمدی نما  
 منہ کر کے طرف اس مسجد حرام کے۔ پس آتا ہے یہ کہ گویا پتھر  
 اللہ اس جگہ میں اور نیز تھا یہ محض اسی واسطے کہ ہوگا فائدہ  
 اس کام سے اسکو اور نیز ہوگا آباد مکہ شہر کے درجہ تک

جو تھا اس زمانہ میں محض ایک گالوں مختصر  
 فَاِنْ طَلَقَهَا فَلَا مَحْلَ لَهُ مِنْ بَعْدِ مَكِّيٍّ تَنْتَحِرُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَاِنْ



پس اگر طلاق دی اسکو پس نہیں حلال ہوتی تو اسکو کے پیچ اسکو یہاں تک نہام کرے اور ختم کرے

لَا يَنْفَكُ عَنْهَا فَأَنْفَكْتُمْ عَلَيْهِمَا أَنْ يَذَرَ أَحَدُكُمَا الْآخَرَ أَنْ يَفْتِمَا  
پس اگر طلاق دے وہ اسکو پس نہیں گناہ اور پھر ان دونوں کو یہ کہ پھر آپس میں گر جائیں گی کہ

حُرِّدَ اللَّهُ وَتِلْكَ حُرُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ  
ایم را کہیں ہیں الہ کی اور یہ بتا رہی ہیں الہ کی بیان کرتا ہے انکو دوسرے اس قوم کے کہ جانتے ہیں

خوب چاہئے غور کرنا اور اس آیت کے - فرماتا ہے محمدی  
الہ کہ اگر طلاق دے جو رو اپنی کو ختم اسکا تو ہے نہیں وہ جو  
حلال اسکو پھر کر لینا تا وقتیکہ نہ کر ليوے وہ جو ختم دوسرا  
اور وہ دوسرا ختم طلاق دے اس جو رو کو تو پھر ہو سکتی ہے  
وہ جو رو حلال اور ختم سابق اپنے کے - ہے جیسا کہ مقام آجگہ  
مومنوں کو کہ کیا خوب تعلیم دیتا ہے الہ انکو گویا ہے سکھاتا ہے  
جیانی زیادہ کہ ہو جاویں جو رو ختم خوب مشاق بیجانی کرنے اور

اور کرانے میں - یہ ہے شریعت محمدی اور نہیں کچھ  
الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَا



اور جو لوگ مرتد ہیں تم میں سے اور جو ہر جائیں بیاباں وصیت کر جاویں واسطے بیبیوں  
 زُورِ اِجہم مَتَدَا اِلٰی اُنْکُلٍ غَیْرِ اَخْرَاجِ فَاِنْ حَرَجْنِ فَلَمْ یَمُنْ  
 اپنی کے فائدہ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا پس اگر نکلیاویں پس نہیں گناہ اوپر  
 عَلَیْکُمْ حِیْ مَا فَعَلْنٰ حِیْ اَنْفُسِہُنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ وَاَلَّا تَعْلَمُوْا  
 تمہارے بچ اس چیز کے کہ کیا بچ جاوے اپنی کے اچھی طرح سے اور اللہ غالب ہے

حکیم

حکمت والا

فرماتا ہے قرانی اللہ اس آیت میں کہ مرتد جاویں جو لوگ وہ  
 وصیت کر جاویں واسطے بیبیوں اپنی کے ایک سال تک فائدہ  
 دینا پس اگر نکلیاویں وہ خود تو ہے نہیں گناہ۔ ہے عیاں  
 صاف اس سے کہ اگر ہنوکا جب مال واسطے اُسکے سال سے  
 زیادہ کے لئے کچھ۔ تو ضرور ختم کرنا پڑے گا اُنکو یا کریں گی کچھ  
 اور واسطے گزارہ کے کیونکہ فرماتا ہے محمدی اللہ صرف  
 واسطے سال ایک کے صرف اور نہیں کچھ :



مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا

کثیرۃً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ إِلَيْهِ تُجُورُ

وگنا بہت اور اللہ بند کرتا ہے اور کثادہ کرتا اور طرف اچھے جانے

مانگتا ہے قرانی اللہ قرض اور کرتا ہے وعدہ دینے دوئے کا

شاید نکل گیا دو اللہ اسکا اور نہ رہا ہو پاس اس کے کچھ۔ کہتے ہیں

مسلمان کہ ہے وہ مالک زمین کا اور آسمان کا اور ہے جو کچھ

بچ اُن کے۔ پس گیا کہاں وہ دین زمین کا اور آسمان کا جو ضرورت

ہوئی اسکو قرضہ کی اور دینا کرتا ہے دونا۔ پس ہے ثابت

اس سے کہ دیتا ہے اللہ سود ہی اور کسی اور آیت میں منع کرتا ہے

سود لینے کو۔ پس ہے کون ایسا کہ دے قرضہ اسکو اور لے

سود لینے سود برابر اصل کے۔ پس ہو نہیں سکتی یہ آیت طرف

اللہ کے یا کہ وہ آیت جس میں منع کیا ہے لینا سود کا پس ثابت

ہوتا ہے یہ کہ میں نہیں یہ آیتیں طرف سے اللہ کے لکن



م

طرف سے کسی خود غرض شخص کے کہ ہوتی تھی جبکہ ضرورت فرمائی اذوق  
 واسطے لڑائی کے اور مانگتا تھا ابراہیم سے اللہ کے کہ دیگا اسے جو وہ  
 اسکو دونا جو دیگا قرصہ اللہ کو واسطے لڑائی کے اور تہیں کچھ قال  
 سوائے اسکے :

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 اور لڑو بیچ راہ اللہ کے اور جانو یہ کہ اللہ سنے والا ہے جانتے والا ہے

م

دیتا ہے حکم اللہ لڑائی کا بیچ اس آیت کے - شاید ہو ضرورت م  
 اسکو لڑائی کے واسطے فتح کرنی کسی جہم کے یا کہ ٹہن گئی ہو لڑائی  
 ساتھ شیطان کے کیونکہ شیطان غالب ہے قرانی اللہ سے اور  
 نہیں آتا ہے غالب میں اللہ کے - ہے جائے غور کہ نہیں سکتا ہے  
 انتظام اللہ سے بغیر لڑائی اور خونریزی کے اور پس ہوتا ہے نہیں

و ثابت قادر مطلق اس آیت سے - ہے یہ تعلیم قرآنی اور نہیں کہ  
 اللَّهُ تَرَكِي الَّذِينَ حَاجَّ اِبْرَاهِيمَ حَتَّىٰ يَكُونَ اَنَّ اَللّٰهُ اَلْمَلِكُ  
 کیا نہ تھا تو نے طرف ان کہ گونجی کہ جھگڑا کیا ابراہیم سے چہرہ روکار سکے اسکو اللہ بادشاہ







م

اسکا تمام علوم کو اور یہی ہے کلام الہ کا جو بہرہ ہوا سے علوم سے  
 جس میں بیان ہے چلنے سورج کا ہے عیاں صاف یہ کہ تہی نہیں  
 خبر مصنف قرآن کو اس علم سے اور پس کر لیا خیال آفتاب کو چلتا  
 ہوا اے ہوش والو اور گرہ کی رکھنے والو نہیں چلتا ہے آفتاب  
 لاکھ وہ گھومتا ہے اوپر محور اپنے کے اور گھومتے ہے زمین اور  
 محور اپنے کے مغرب سے مشرق کو جس سے ہوتا ہے معلوم چلتا سورج  
 ہوا سورج مشرق سے مغرب کو اور نیز گھومتی ہے زمین گرد  
 آفتاب کے جس کے سبب سے ہوتی ہیں تبدیلیاں موسموں میں اور نسبت  
 اسکے کہ وہ نہیں راہ دکھاتا قوم ظالموں کو ہے یہ کہ کہو یہ کہ وہ  
 نہیں راہ دکھاتا انکو جو نہیں مانتے تھے کہنا محمد کا گویا ہے قرآن ہے  
 الہ کوئی تابع محمد کی کہ وہ بہولاتا ہے راہ انکو جو سچا میں محمد کو  
 کیونکہ ہے خیال اسکو شراکت محمد کا۔ اور ہو جاتا ہے وہ شراکت  
 مخالفان محمد کا تا کہ رہے اتفاق الہ اور محمد میں اور چلا سکیں  
 کام ایسی طرح سے سلطنت کا:



الَّذِينَ يَكُونُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي  
 يَخْبِطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ  
 مِثْلُ الرِّبَا وَأَمَّا اللَّهُ الْبَيْعُ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَكَ مَوْ  
 دِعًا فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ  
 ۝

اس سے پہلے نازل ہوئی ہے ایک اور آیت اور اُس میں دیکھا  
 دیا ہے اُن لوگوں کو جو دین خدا کو قرضہ ادا کر دینے کا اسکو دونا  
 اور اس جگہ منع کرتا ہے الہ لینے سے سود معلوم ہوتا ہے کہ  
 رسول اللہ کو بہ سبب رطالی جہگڑوں کے دینا ہو گیا ہو گا قرضہ



بہت اور بہ سبب نہ ادا کر سکنے قرضہ کے سود کے نازل کرادی ہوگی  
 یہ آیت مطلب کی اسپنے اور تہیں رہا ہو گا خیال اس آیت کا کہ جس  
 وعدہ کرتا ہے اللہ دینے کا دونوں کو جو دیں قرض اسکو۔ اسے  
 صاحبو ذرا غور تو کر داسپر کہ لینا سود کا ہے تقاضا اور قرضہ  
 اور ہے لینا سود کا مناسب اسلئے کہ اگر ہوتا قضا سود تو کون  
 ہے کہ کرے خیال دینے قرضہ کا جلد اور اس سے خرابی ہو  
 بچ کاروبار دنیا کے بہت اور مشکل ہو وعدہ وفا کی جو لوگ خرچ  
 کرتے ہیں بہت اور کماتے ہیں کم وہ نہیں چاہتے ہیں کہ دیں سود  
 اور بلکہ اکثر ایسے جو کہتے ہیں یہ کہ ہوتا ہے بہت خوب اگر نازل کرادیا  
 محمد ایک آیت ایسی کہ جس سے مار لیتے وہ اصل کو بھی۔ نتیجہ ہے  
 اس آیت کا یہ نہیں دیتے ہیں روپیہ قرض کئے مسلمان مسلمان  
 کو جو لیتے ہیں سود لاکھ دیتے ہیں اکثر وہ مسلمان قرضہ جو لیتے ہیں  
 سود اور کر لیتے ہیں بدنیاں گویا کہ لیتے ہیں شکار ٹی کی آڑ میں۔ اگر  
 کیا جائے دریافت ان مسلمان لوگوں سے جو لیتے ہیں سود اور



کرتے ہیں بدہنیاں نسبت اس آیت کے  
تو ہوجائے  
گام صاف واضح کہ درحقیقت وہ سمجھتے ہیں اسکو خوب کہ کرائی ہوگی  
نازل یہ آیت کسی مطلب خاص سے ہے

نَزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابُ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ

اتاری اور پہلے کتاب ساتھ حق کے سچا کہ بنیوالی ایچیز کو کہ آگے آئے اور اتاری  
لَقَوْمٍ سَاءَ وَاعِلٍ جَبِيلٍ هَٰ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ

توریت اور انجیل پہلے اس راہ دکھائی بنیوالی واسطے لوگوں کے اور اتاری مجھے تحفہ  
لَقَوْمٍ سَاءَ وَاعِلٍ جَبِيلٍ هَٰ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ  
لوگوں کے کافر ہوسے ساتھ نشانہ الہ کے واسطے انکے ہے عذاب سخت

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذُو انْتِقَامٍ

بدلا لینے والا ہے

ہتی اتاری اگر توریت اور انجیل پہلے اس قرآن سے راہ دکھانے  
والی اور نیز مجھے۔ تو ہتی کیا ضرورت نازل کرنے قرآن کی۔  
اس سے آتا ہے یہ کہ ہتی کچھ کمی انیس اور نہیں ہو گا علم اسوقت



م

الہ کو اُسکا اور سو جہانے پر کونسل ملائیک کے نازل کیا ہو گا یہ  
 قرآن - چاہئے ہر ایہ کہ ہوئی کتاب مکمل ہدایت والی کیونکہ ہے  
 اللہ عالم الغیب اور جاننے والا ہر شے کا جیسا کہ مانتے ہیں مسلمان  
 بھی اور پس نازل کرنے سے بار بار کلام الہی کو ہوتا ہے پید نقص  
 ذات میں اللہ کے جو ہے عالم کل - پس ہے ظاہر یہ کہ نہیں ہے  
 یہ کتاب طرف سے اللہ کی اور نہ میں تورات و انجیل کیونکہ ہے  
 یہ کام انسانی اور نہیں ہے اللہ کا کہ وہ بدلتا رہے احکام کو  
 بار بار مانند قانون انسانی کے :

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ وَهُنَّ  
 وہ ہے جس نے اتاری اوپر تیرے کتاب بعضی اسکی آیتیں محکم ہیں یعنی  
 اَمِ الْكِتَابِ وَآخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ  
 ظاہر معنوں کی وہ اعمال میں کتابے اور میں تشابہ یعنی اُنکے کئی کئی معنی ہیں پس  
 زَلِيلٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ  
 یہ وہ لوگ کہ بچ دلوں اُنکے کے کجی ہے پس پیروی کرتے ہیں اچھڑکی شبہ الہی ہے



اَوَّلِيْهِ وَمَا يَعْلَمُ تَاَوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُمَّ وَالْاَسْحُوْنَ  
 سطر چاہئے گمراہی کے اور واسطے بجا حقیقت اس لیے اور نہیں جانتا حقیقت اس کی کو مگر خدا  
 فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ اَمْنًا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ  
 مضبوط لوگ یہ علم کے کہتے ہیں ایمان لائیں ساتھ اس کے ہر ایک نزدیک رب ہمارے کے ساتھ  
 مَا يَذْكُرُ اِلَّا اُولُو الْاَلْبَابِ

اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل کی :

فرماتا ہے اللہ اس آیت میں کہ میں بعض آیتیں ایسی جن کے  
 معنی میں ظاہر اور میں بعض ایسی جن کے معنی ہوتے ہیں کئی  
 کئی اور میں تشابہ اور ساتھ ہی فرماتا ہے یہ کہ ہے کج روی  
 دلوں میں جن کے پیروی کرتے ہیں وہ ان کی واسطے چاہئے  
 گمراہی کے۔ عجیب بات ہے یہ کہ میں مشتبہ جب آیت ہی  
 تو ہے کیا قصور انسان کا اور طرہ اس پر ہے یہ کہ نہیں  
 جانتا حقیقت ان کی کوئی مگر اللہ۔ اس سے مفہوم ہوتا،  
 یہ کہ نہیں جانتا ہو گا حقیقت ان کی رسول بھی کیونکہ اگر جانتا

م

ہوتا وہ تو دنیا سمجھا اور دنیا اور یہ ہی فرماتا ہے اللہ کہ نہیں  
 فیضیت پکڑنے لگے صاحب عقل کہ ان آیتوں سے ہوتا ہے  
 معلوم یہ کہ زمانہ محمدی میں سمجھا جاتا ہو گا عقل والا انکو جو  
 ایمان بغیر سمجھے اسے ہوش والو کیسی ہے یہ آیت حمل اور بے  
 معنی۔ اور کہہ سکتا ہے کون اسکو کلام الہی اور بتی کیا ضرورت  
 ایسی آیتوں کے نازل کرنے کی جبکہ معنی ہوں کئی کئی اور نیز پیدا  
 ہو شہبہ۔ چاہئے تھا یہ کہ درحقیقت اگر ہدایت ہی طرف سے  
 اللہ کے پس نازل کرتا وہ آیتیں ایسی جو سمجھ میں آتیں انساو  
 کے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حوقت ہوئی ہونگی کچھ آیتیں نازل  
 اور ہوئی ہونگی حجتیں اوپر اسنکے رسول اللہ نے نازل کرالی  
 ہوگی یہ آیت ہی کہ تار میں لوگ خاموش جو نہیں رکھتے ہیں  
 ہے کی اور بنا رہی پر وہ رسول اللہ کا اور ہو معلوم کام لہا  
 لاکن سمجھا جائے طرف سے اللہ کے نہیں ہے جو ہرگز ہرگز

تمام شد

باقی آئندہ

باقی آئندہ



۱۷  
آریہ مسلمانوں کی تپت

یعنی

آریہ دھرم پرچارک پنڈت سورج پرشاد  
شرما۔ اور دہلی کے کئی مسلمان اعظموں سے

مباحثہ

حسب ارشاد جناب سورج پرشاد صاحب

۹۱ء

مطبع ہندو پریس دہلی میں چھپا



विद्वानिदेव सवितर्दु वितानि परा सुव यद्रद्रं तन्न आनुव

आدم चानि: ३ ॥

سے جگت دنیا پر مبنی اور آپ کر پا کر کے ہمارے تمام درگن درمیں دکھوں کو دور کر کے  
کلیاں کا رک گن کرم سمجھاؤ اور پکار ٹھوں کو ہر ایت کیجئے۔

تمام مذہبوں کا باہمی اختلاف ایشور جو پر کر فی (خدا۔ روح اور مادہ) ان  
میںوں کے گن گرم اور سمجھاؤ اور تعلقات باہمی کے کما حقہ نہ سمجھنے کا باعث ہے  
جن کتب مذہبی میں ان تینوں کی نسبت کامل تحقیقات اور ہدایت ہے وہ مکمل ہیں۔  
اور باقی نامکمل۔ اہل اسلام کی دینی کتاب قرآن میں روحوں کی نسبت اس کے  
مصنف نے صرف یہ لکھا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل ص ۳۹۸ ترجمہ شاہ رفیع الدین  
و یسلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیم من العلم الا قلیل  
ترجمہ۔ اور سوال کرتے ہیں تجھ کو روح سے۔ کہہ روح پروردگار میرے کی سے ہے  
اور نہیں دے گئے تم علم سے مگر ٹھوڑا۔

اس پر حضرت عبدالقادر صاحب دملوی نے شرح کی ہے جو حاشیہ قرآن شریف  
میں ہے جس کی عبارت حسب قبل ہے۔

حضرت کے آزمانے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ انکو سمجھنے کا حوصلہ  
اگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے  
حکم سے ایک چیز بدن میں آ پڑتی وہ جی اٹھا جب نکل گئی وہ مر گیا۔

ماظہرین عجوبی جان سکتے ہیں کہ قرآن مسئلہ روح میں قاصر البیان ہے۔ اور اس وجہ  
ابالیان اسلام سے روح کی بابت بحث ہوتی ہے۔ تو وہ بوجہ نادانیت کمالی



تعب کو کام میں لاتے ہیں اور تہذیب کا خون کڑا لیتے ہیں۔ میں اس شہر میں کسی  
 مولوی صاحب کو اس سنگ کھنگول کی توجیز آما دگی فساد کے کوئی معقول جواب نہ پایا۔ اس لئے  
 مناسب سمجھا کہ جو کچھ گفتگو اب تک ہمارے اور ان کے درمیان ہوئی ہے اس کو پبلک کی  
 خدمت میں پیش کر کے انصاف کی داؤ چاہوں۔ اور آئندہ ان کے مقابلہ میں زبان فی  
 بحث و مباحثہ میں تصنیع اوقات نہ کر کے بہ ذریعہ تحریر ان کی دینی صداقت آزمائوں۔  
 اس چھوٹی کتاب میں جو جیو کے نام دی ہوئے کاشتوت میری طرف سے اور اس کی  
 علمی کاشتوت فریق ثانی کی جانب سے ظاہر ہوتا ہے جس پر عام لوگ غور کر کے فتویٰ  
 میں علاوہ اس کتاب کے اگر لوگ اس کو پسند فرما دیں تو اور بھی ان کے مذہب کی آزمائش  
 بذریعہ تحریرات جدا گانہ پیش کش کی جاوے گی۔ اگرچہ اس مذہب کی آزمائش  
 بڑے بڑے عالموں نے بخوبی کی ہے اور بہت کتابیں تیار ہوئی ہیں تصنیفات منفی  
 اندر من صاحب و پڈت لیکھرام صاحب شرما و فتنی کشیا لعل صاحب الکھد معاری و نیز  
 سری سوامی دیانند سرسستی جی ہمارا ج قابل ملاحظہ ہیں لیکن بوجہ اس کہ ان کی قیمت زیادہ  
 ہے عوام لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ لہذا میں ایسی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع  
 کر کے ازاں قیمت پر پبلک کے فائدہ پہنچانے کی خواہش کرتا ہوں۔ یہ بیشتر مجھ کو میری  
 اس خواہش پر کامیاب کرے

سوچ پرشاد و شرما اوپڈیشک آریہ سماج  
 کمن پور ضلع کانپور وارڈ دہلی کار تک  
 سودی بروا ستمبر ۱۹۰۸ء



مولوی - آریہ یمن خدا مانتے ہیں۔ اور وحدہ لاشریک کو مشرک جانتے ہیں۔  
 آریہ - ہرگز نہیں بالکل جھوٹ۔ آریہ پر مشیر کو ادویتہ (واحد) مانتے ہیں اور بہت  
 اکھنڈ ایک رس جانتے ہیں

مولوی - آریہ روحوں اور مادہ اور خدا تینوں کو انادی (نازلی) مانتے ہیں  
 پس اسکی ذات پاک میں سراسر شرک گردانتے ہیں جس سے اسکی وحدانیت بے  
 بے شک لگتا ہے۔

آریہ - خدا کی کسی خاص صفت کو روحوں یا مادہ میں مناسبت ہونے سے خدا  
 مشرک نہیں ہو سکتا۔ بادشاہوں و حاکموں کو بہ لقب منصف و عادل وغیرہ  
 سے موسوم کرتے ہیں۔ اور صفات خدا کی بھی ہیں مگر ان کو مشرک خدا نہیں کہتا  
 مولوی اگر وہیں اور مادہ خدا کے ساتھ ہمیشہ سے ہیں اور از خود موجود ہیں  
 خدا نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ تو ان کو خدا ماننے میں کیا شک رہا۔

آریہ - خدا بالذات لاشریک ہے پس روحوں یا مادہ میں محض بدیت و ازلیت  
 کی مناسبت ہونے سے اسکی ذات میں شرک سمجھنا محض نادانی ہے۔ خدا عالم  
 کل ہے اور دو ہیں الگ۔ وہ عالم الغیب اور ان کو کل کی خبر نہیں۔ وہ تاحکم

کارازق۔ یہ خود محتاج۔ مادہ سوائے پرے رہتے کے بلا ترکیب و ہند  
 کے بیکار۔ اب آپ غور فرمائیں کہ اس کی ذات خاص میں کیونکر شرک  
 ہو سکتا ہے۔ زمانہ ایک شرکت پر دلالت نہیں کرتا۔

مولوی - روحیں کس نے بنائیں اور خدا نے نہیں بنائیں تو کہاں آئیں اور یہ  
 نہیں بنائیں تو ان کو سزا و جزا دینے کا اختیار خدا کو کیوں ہوا۔



آریہ۔ وہ حضرت روح کے مسئلہ کو چھوڑ کر کہاں دوڑ گئے۔ خیر اسی کا جواب لیجئے۔ جب ہمارا دعویٰ ہے کہ روحیں ازلی ہیں تب آپکا یہ سوال محض فضول ہے اور یہ سراسر آپ کی بھول ہے کہ ازلی کے لئے کہیں سے آنا کہا جاتا اگر آئے سے مراد انکی موجود ہونے کے علاوہ کچھ اور ہے تو بتلایئے کیا ہے منصف کا فعل انصاف کرتا ہے۔ مدعی و مدعا علیہ سے اس کا کسی طرح کا تعلق ضروری نہیں بنانے کی قید نامعقول ہے منصف کے ساتھ یہ قید لگانا کہ خود پیدا کر کے ان کا انصاف کرے۔ اگر کسی نے علماء محمدیہ میں سے قرآن کی کسی آیت سے اخذ کی ہو تو براہ مہربانی دیکھ لائیے۔ مال البتہ آریہوں کا اعتراض آپ کے قرآنی نسخہ پر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب روحوں کو سزا خود بنایا اور بذریعہ ابلیس (شیطان) گمراہ کرایا تو خدا ان کو سزا دینے والا اور انصاف کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ اگر خدا کو محمدیہ کو نا منصف کہا جائے تو یہ ناجائز ہے۔ خدا قادر مطلق ہے اور روحیں ان کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں گو کہ تابع مگر فعل مختار ہیں بر مائتا ان کے کرم انوسا سزا و جزا دیں سے نیائی یعنی منصف اور انکو آئندہ کے لئے سزا دیکر گناہوں سے بچانے اور دوسروں کو ایذا رسانی سے محفوظ رکھنے اور نیز عبرت کے ہدایت دینے سے دیالو (رحیم) بھی ہے۔

مولوی ایک مکان میں دیالو سے زیادہ آدمی رہتے ہیں۔ تب یوں کہا جاتا ہے کہ اس میں کئی شرک ہیں گورنٹ انکشاف کے عہد حکومت میں کوئی غیر مختصر کسی کے مکان میں قبضہ کر لیتا ہے تو وہ مالک مکان کو غفلت کی بدولت



کچھ عرصہ بعد قابض ہونے کی وجہ سے مشرک بلکہ مالک بن جاتا ہے۔ روحوں کا درجہ  
 جب ازل (انا و کال) سے خدا کے ساتھ ایک جگہ ہیں تو مشرک خدا کے ہر نام سے  
 کیا کلام ہے۔ پس وید وکت خدا صاف مشرک ثابت ہے۔  
 آریہ۔ آپ کی یہ مثال بالکل غلط ہے خدا محیط کل روحیں ایک ایسی  
 خدا مالک۔ روحیں تابع اور۔ خدا سرب شکستیان۔ روحیں الپ سامنے  
 کہاں زمین اور کہاں آسمان۔ خدا روحوں کو ان کے افعال کے مطابق  
 ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرتا رہتا ہے۔ اور روحیں بوجہ اس پر  
 کے مطابق افعال خود جہاں پہنچی جاتی ہیں جاتی رہتی ہیں۔ پرانا مثال  
 خدا محمدیہ کی کسی خاص جگہ عرش (تخت) پر جلوہ گر نہیں ہوتا۔ نہ وہ کسی  
 خاص مکان میں مطابق مثال آپ کی مقید ہوتا ہے۔ پس نہ وہ قرآنی خدا کی  
 مانند ہم محمد و دوسرے۔ اس میں وحدہ لا شریک کی ذات میں شرکت سمجھنا  
 انہیں کی محض نادانی ہے۔ جن کا خدا بوجہ محمد و دوسرے کے فانی ہے وید وکت  
 خدا بر الزام شرک لگانا سراسر غلطی ہے۔

مولوی۔ جنت کا مقام ہے کہ تمام اہل ہنود و اہل وید و روحوں کا نذرہ  
 ازل نہیں نانتے اور نہ کسی ویدانتی پنڈت نے یہ مسئلہ جتناک اس صورت و اس  
 میں بیان کیا ہے آریوں کا وید۔ آریوں کا خدا انرا لے ہی ڈھنگ کا ہے  
 سچ تو یہ ہے کہ یہ فرقہ خدا کا کچھ بھی خوف نہیں کرتا نہ انصاف بہرہ ور  
 قدم دھرتا ہے۔

حضرت جب خدا روحوں کے بنانے ہی میں قصور و عاجز ہے تو وہ



کا درمطلق کیونکر ہو سکتا ہے۔ اے آریو اب بھی غور کرو اس کے پاک  
 کلام برائیمان لاؤ اور لغویات سے باز آؤ۔ ورنہ وقت قیامت  
 کے حق تعالیٰ تم سے خوب سمجھے گا یقین رکھو کافر سب داخل دوزخ ہونگے۔  
 اسلام کی روشنی کا جلوہ تمام روئے زمین پر پھیل جاوے گا۔  
 آریہ۔ بالکل غلط۔ حضرت آپ کو اعتراض کرنے کی پیشہ اہل ہنود کے مذہبی لوگوں کا  
 طالعہ کرنا ضرور تھا اس مسئلہ پر بالکل مخالفت نہیں ہو۔ تمام عالم متفق الرای ہیں پٹن  
 ہاردا نش کے وظیفہ کرنے والے کا نام نہیں ہوتا۔ جو ویدوں کے  
 اصولوں کا ماہر و عالم ہو وہی پٹن ہو سکتا ہے۔ کچھ کہنا کہ  
 وہ کسی مسئلہ میں صورت میں پہلے کسی فرمایا نہیں کیا آپ کی زبان سنسکرت  
 بالکل واقفیت کا ثبوت ہے ویدوں سے لے کر چھوٹوں  
 ستروں تک اور مختلف علماء و حکماء آریہ ورت کی تصنیفات تالیفات  
 موجود ہیں آپ غور سے دیکھئے آریوں کا وید مثل قرآن کے  
 احکامات و لغویات سے بالکل متبرک ہے اور نامعلوم مبالغہ جات سے  
 حوالہ اور بیشک ہی نہراہین ہے کہ اس کی عالمگیر ہدایتیں لائانی ہیں  
 صورت انسان کی روح کے پاک کرنے کا اعلیٰ ذریعہ اور نجات کی نشانی ہے  
 کہ اس کے بقول محمد ماں اس کو قاطعاً و مطلقاً ماننا روح کے بنانے پر موقوف ہے  
 فہم کہ روح بنائی گئی تو دیگر صفات از ازل ہو جاتی ہیں نہ کہ بعد میں  
 ہوا کرتا ہے۔ لہذا قبل پیدائش روح کے خدا نہ قادر مطلق  
 نہ وہ رحیم و کریم تھا نہ رازق و خالق تھا۔ بلکہ سب کا محض تھا جس کا وجود



اور عدم وجود برابر تھا۔ افسوس ایسی سمجھ پر کہ  
 چونکہ یہ مسلم الثبوت ہے کہ اشیاء قدیم کی سب ذاتی صفات قدیم ہو سکتی  
 ہیں۔ خدا قدیم مسلم فریقین پہنچا عبادت راز کیت۔ عالمیت۔ مالکیت۔ ان  
 حیم کریم وغیرہ صفتیں ابھی قدیم ہیں اس واسطے روحیں انادومی اور قدیم ہیں  
 اور انادومی پر ماتما کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے موجود ہیں روحیں جو ان  
 غیر مرکب جتن ہیں ایسے ان کی پیدائش نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک چیز کے پسے کچھ  
 ہونے میں ہیں جلتیں (کارن) ہوتی ہیں۔ علت فاعلی۔ علت مادی  
 علت الی۔ مثال گھڑے کے بننے میں کہہار علت فاعلی۔ مٹی علت مادی  
 اور کہہار کی حکمت اور اوزار علت الی ہیں علت مادی کی خاصیت معلول  
 موجود رہتی ہے۔

कारण गुण पूर्वक कार्यगुणोद्भवः वैशेषिक सूत्र ॥  
 کارن کارن کار یہ میں اوشہ ہوتا ہے۔ گھڑا صرف نام کے ہو۔  
 گھڑا ہے اصل میں مٹی ہے۔  
 اب اگر خدا کو روحوں کی علت مانا نوگے تو تمام روحیں بھی خدا باعث  
 پریشگی اور خدا منقسم ہو جاویگا۔ یہ کہتا کہ خدا کے روحوں کو خدا کا  
 بنایا۔ لہذا خدا منقسم نہیں ہوتا تو فرمائیے کہ کن یا قدرت خدا کی  
 صفت ہے یا موصوف۔

مولوی۔ قدرت اس کی صفت ہے یا موصوف۔ اس طول فقرہ  
 تقریر سے کیا مطلب۔ اس کی قدرت میں سب کچھ ہے کوئی



اس کے نزدیک دشوار نہیں۔ جو کچھ چاہے وہ اپنے حکم سے پیدا  
 کر سکتا ہے۔ خدا کی خدائی میں حاصل دینا محض نادانی ہے کیونکہ  
 انسان کی سمجھ کے باہر ہے۔ حضرت قدرت یا حکم کو آپ صفت مانتے ہیں تو  
 اس سے کوئی چیز ہرگز نہیں بن سکتی۔ کیونکہ صفت موصوف  
 کے لیے بھی سلسلہ نہیں ہوتی۔

द्वयाक्षय गुरावान् संयोग विभागे प्रकाशा मन  
 इति गुरा लक्षणा ॥ १० ॥

ترجمہ  
 اس کو کہتے ہیں جو دو (دو) کے آشرے ہے  
 یہ گن کا دوھارن نہ کرے۔ سنیوگ اور وہاگ میں کارن  
 ہو۔ انپیکشہ ارتھا تھ ایک دوسرے کی اپیکشا نکرے  
 صفت موصوف کے سہا سے رہتی ہے اور صفت دوسری  
 خدا یا قدرت کو دوھارن نہیں کرتی۔ مٹنے اور تسم ہونے میں سبب  
 کو توڑ کر ہوتے۔ انپیکشہ یعنی ایک دوسرے سے نسبت نہیں  
 خدا کی۔ پس صفت سے روحوں کو بننا بالکل نا ممکن ہے۔ اگر آپ  
 است کو موصوف کہیں تو بھی غیر ممکن ہے۔ کیونکہ موصوف کا  
 طول نہیں ہوتا۔  
 کیونکہ محض آواز ہے اور آواز بغیر ملامت کے



نہیں ہوتی۔ خلا اور اُس کی صفت آواز سے محض حاصل اور پیدا ہو سکتی ہے۔ چونکہ آواز یا حلا کا کوئی وجود نہیں لہذا اور موجود روحوں کا عدم سے وجود میں آنا ناممکن ہے۔ پس وجود نہیں سے وجود ماننا ثابت ہوا۔ روحوں آواز سے پیدا نہیں ہوتے۔ اُن کا وجود زمانہ ازل سے یعنی انادی کال سے ہے۔ اور انما مکمل اس واسطے وہ ازل کی اور انادی کہلاتی ہیں +

## از تہذیب براہین احمدیہ

روحوں کا ابدی ہونا مسلم فریقین ہے۔ اس واسطے کچھ اس کی تشریح اور کی ضرورت نہیں۔ ابدی کے معنی وہ زمانہ جس کی انتہا نہ ہو اور ازل کی کے معنی وہ زمانہ جس کی ابتدا نہ ہو۔ اب مقام غور ہے کہ ابدی روحوں کیوں ابدی ہیں۔ وجوہ ظاہر ہے کہ وہ مرکب نہیں ہو چکے تاکہ ترکیب پذیر ہوں۔ وہ جتن اور لطیف جو ہر بہن اس واسطے اس وہ مردہ نہیں ہو سکتیں علیٰ ہذا اب انہیں وجوہات کو اگر مقلد پرست کہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ اہتدانا صرف پیدائش کی غرض سے ہے۔ ورنہ جس کی پیدائش نہیں اُس کی اہتدانا نہیں۔ نہ روحوں کی ترکیب پذیر اور منقسم ہونے والی چیز میں پھر ان کی



جدائش کس طرح ہوتی۔ کیونکہ ہر چیز ترکیب پذیر کا انحلال لازمی ہے اور وجود بعد العدم کا نام حادث ہے۔ مگر جب کہ رُوحوں پر عدم نہیں حادث بھی لازم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مرے گا۔ اور جو پیدا ہوا ہے وہی مرے گا جس طرح ایک کنارے کا دریا نہاں ممکن ہے جس طرح آفتاب میں اندھیرا ناممکن ہے۔ ویسی ہی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ اجتماع ضدین باطل ہے۔ لہذا ثابث ہو کہ رُوحیں انادی ہیں۔ اور یہی مطلوب تھا۔

دعویٰ۔ رُوحوں میں فنا یا موت نہیں۔ اس واسطے رُوحیں خدا کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

دلیل یہ ہے کہ موت نام رُوح اور جسم کی جدائی کا ہے ورنہ موت اور کوئی چیز نہیں اور رُوحوں کے واسطے بالذاتہ موت نہیں کیونکہ ہناتہ ہو وہ باقی ہیں۔ اور نہ رُوحوں میں کوئی ایسا مادہ ہے جو بھی فنا ہو۔ یا کبھی ان سے اخراج پذیر ہو۔ اس واسطے کہ مادہ جائدار نہیں کیونکہ اب نہیں جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہ وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے واسطے اس سے روحانیت برآمد بھی نہیں ہو سکتی۔ علاوہ براں جزا اور منقلبیت کی ایک تائین وحدت الوجودی ناممکن ہے۔ کیونکہ اجتماع ضدین باطل ہے۔ لہذا رُوح کے بالذاتہ چلتن اور مرگ سے مرزا ہونے اور فنا سے آزاد ہونے کے سبب اس کی ابتدا نہیں ان کی اس واسطے بہم وجوہ ثابت ہے کہ رُوح انادی ہے۔



۱۔ فوس مسلمان و حوں کی پیدائش خدا سے مان  
روحوں کے افعال بد کا الزام خدا پر عائد کرتے ہیں کیونکہ جب  
روح خدا سے نہیں تو روحیں جس خدا ہونے سے خدا چھوڑ  
زنا کار رہن و غیرہ ثابت ہوتا ہے۔

اب ہماری ایشور پر مانتا سے دعا ہے کہ مسلمان لوگ اپنے  
دل میں تختل اور پیر دیاری کے ساتھ بحار کر اور غصہ اور غضب  
کو چھوڑ کر جو عموماً ان لوگوں سے دیکھنے میں آتا ہے حق اور  
ناحق میں تمیز کر کے ایسی دلائل پیش کرنے سے جن سے خدا  
کی خدائی میں شبہ نہ ہو بلکہ باز آئیں اور راہ راست کو اختیار کر لیں  
اوم شانہ شانہ شانہ شانہ شانہ

۲

۳

۴

## विज्ञापन

मुहम्मद चरित्र और कुरान परीक्षा यह दोनों नई  
पुस्तकें शीघ्र छपकर तय्यार होंगी - कुरान परीक्षा में  
कुरान का फोह और मु-चरित्र में हजरत की लाइफ याने  
सचान-समगरे प्रदर्शिन की जावेगी ॥

सूर्य प्रसाद शर्मा

दिहले



# ۱ نوجوانوں اور سھو

قومی ہمدردوں ملک کے خیر خواہوں جو ہر علم کے جوہر پر عقل کے شاور و ماریتوں کو نہ جاننا  
 اٹھواپنی ملک کی حالت کو سوجھاو اپنی قوم کو ترقی کے مسند پر بٹھلاؤ پیار سے نوجوانوں  
 کو سب ملک کی اسٹیکھیں منہ لگی ہوئی ہیں جن طرح سو سو گرمی میں ہر انسان اور حیوان  
 ابر کو دیکھ کر پوری امید کرتے ہیں کہ اب یہہ برس کر ہمارے گرمی کو دور کرے گا ملک کے سیراب  
 کرے گا زراعت کو فائدہ پہنچائے گا غرض ہماری کل مرادیں بر لائیں گے۔ اسی طرح  
 اس وقت کل ملک کی آنکھیں آپ کی طرف لگ رہی ہیں۔ آپ نوجوان ہوئے آپ نے  
 تعلیم پائی آپ ملک کی ضرورتوں سے واقف ہوئے آپ کی پاس سرمایہ کافی ہے  
 آپ کچھ ملک کی مدد نہ کرے گا تو ابر کے نہ برسے گا چھوٹے ملک پر چھپا جاتی  
 ہے وہی حالت ہوگی کیا آپ منظور کرے گا کہ جس ملک کے خون آپ کے وجود و نظموں  
 میں آئے جس ملک کے آب و دانہ سے آپ نے پرورش پائی۔ جس ملک نے  
 آپ کو ہر طرح سے مدد دی۔ جسکی بدنامی سے آپ کی بدنامی اور جسکی عزت سے  
 آپ کی عزت ہوتی ہے۔ آپ اس قدر جلد اسکی احسان فراموشی کرے گا۔ آپ  
 اسکو تباہ ہوتا دیکھیں گے آپ اسکی بیماری کا علاج کرے گا۔ اپنی لیاقت کے



سرمایہ کو ملکی ضرورتوں پر خرچ نہ کرینگے۔ نہیں نہیں آپ سے ہمیں یہ امید کبھی  
 نہیں ہو سکتی۔ آپ کے رگ وریشہ میں بھارتی خون بھرا ہے جس بھارتی  
 خوں کے باعث اس ملک کی عورتوں نے راجہ جیپال کو لڑائی کے وقت اپنا زور  
 لگا کر مدد کے لئے بھیجا تھا۔ کیا آپ تقسیم یافتہ مرد ہو کر ان عورتوں سے  
 بھی پیچھے رہینگے۔ ہرگز نہیں ہماری عقل ملک کی یاس کو دیکھ کر حیران ہے۔  
 کہ اس قدر بھارتی نوجوانوں کے ہوتے ہوئے یہ ملک اس حالت کو  
 پہنچ جائے باہر سے عیسائی لوگ اگر یہاں ہسپتال اور سکول جاری کریں  
 نہیں نہیں یہ ہندو اور مسلمان غلاموں کی خریداری کریں ہماری ملک کے  
 ۲۵ لاکھ آدمی عیسائی ہو جاویں۔ نہیں نہیں اس روپیے کے عوض جو  
 غیر ملک والے خرچ کرتے ہیں آپ کے اس قدر بھارتی بک جاویں ہمیں افسوس  
 نہ ہندوستان کے بڑے بڑے امیر دوسرے لوگوں کی خیرات کھائیں  
 ہمیں شرم نہ ہندوستانیوں کے خیالات ہندوستانی سے بد فکر یوہین ہو جائیں  
 ہمیں عار نہ ہو۔ ہندوستان ہر دم رنج و تکلیف سہا کرے اور سکا کوئی یار  
 نہ ہو۔ ناکوں اور رتھ دی بھڑوؤں کے تلج اور شراب وغیرہ کے استعمال میں  
 لاکھوں روپیے خرچ ہو جاویں لیکن قومی ہمدردی اور ایسی خیالات کے



پھیلانے میں ایک پیسہ بھی صرف نہ کیا جاوے۔ پیار سے نوجوانوں کو منہ دینا نہ  
 پورا نے اومی زمانے کے انقلاب سے سست ہو گئے۔ وہ بہت باتوں  
 میں مجبور تھے۔ ان کی تعلیم خود دور ہی زمانہ مخالف تھا اسلئے اسے لاچار  
 تھے۔ اُن پر الزام نہیں لگا سکتے۔ آپ پر الزام ہوگا۔ آپ نوجوان ہیں زمانہ بڑا  
 ہے تعلیم جیسی عمدہ دولت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ انگریزی راج سا آزاد راج آپ کے  
 سر پر سایہ کئے ہے۔ اب اٹھو ملک کو سنبھالو۔ وقت کو ہاتھ سے بچانے دو۔  
 اسے خواب غفلت کے سونے والو۔ اسے ریختہ وقت سستی سے کھو نیوالو۔ آ  
 بیٹھے پچھتا کے رونے والو۔ یہ وقت جاتا ہے اب سنبھالو۔ اسے علم و دولت  
 کے قدر دانو۔ اسے قومی عزت کے پاسبانوں۔ اسے ملک بھارت کی نوجوانوں۔ یہ وقت  
 جاتا ہے سنبھالو۔ اسے حیوانوں پر فوق والو۔ اسے غلامی کے طوق والو۔ اسے  
 آزادی کے شوق والو یہ وقت جاتا ہے اب سنبھالو۔ اسے بند کلا کہلانیا لو  
 اسے جل بد کے گمانے والو۔ اسے نام بھارت ڈبانیو۔ یہ وقت جاتا ہے اب سنبھا  
 اسے برہمن کھتری کہلانے والو۔ اسے کرم نہ کچھ کمانے والو۔ اسے بیچ جاتی کو کھانے  
 والو۔ یہ وقت جاتا ہے اب سنبھالو۔ اسے درامان کے کھانیو۔ اسے زندگی  
 بھڑوانچانے والو۔ اسے قومی عزت مٹانیو یہ وقت جاتا ہے۔ اب سنبھالو۔

اے گھر میں لڑاڑ کے مرنیوالو۔ اے نام آریہ سے ڈرنے والو۔ اے کرم ویدک نہ کرنے والو۔ یہ وقت جاتا ہے اب سنبھالو۔

پیارے نوجوانوں اٹھو کمر ہمت چست بازو اگرچہ تمہاری طاقت کمزور دشمن بڑی  
حالت تباہی ہے لیکن غریزہ ہمت میں وہ برکت ہے کہ مسیح سے ایک  
آدمی نے گردنیں جھکوائیں ہیں ۴۲ کروڑ آدمی ۱۸ سو برس میں اُس کا پیر ہوا  
ہمت کرنے والوں کے واسطے نظیر ہوئی۔ قومی خدمتگاروں کے حوصلے بڑھائی  
گو اکسیر ہوئی ہو وہ نے اکیلی جان ہمت اٹھائی ۵۲ کروڑ آدمی کے خیال میں  
خدائی پائی۔ دنیا کے سب مذہبوں کو پست کیا۔ سچے جوانمردوں کی ہمت بڑھائی  
کا بندوبست کیا۔ سوامی شنیکر اچارج نے اکیلے دم ستیا س لیا بود  
مذہب کا بھارت سے ستیا ناس کیا۔ راجوں کو بس کر لائے شنکر کا اوتار کہلا گیا  
قومی خدمتگاروں کے حوصلے بڑھائے محمد صاحب نے محنت اٹھائی خدا  
کی پیغمبری پائی دنیاوی بادشاہوں کو زیر کیا۔ قومی خدمتگاروں کو دلیر کیا۔ گورو  
نانک صاحب۔ گھر چھوڑ کر فقیر ہوئے۔ منہدوں کے گورو مسلمانوں کی پر  
ہوئے جنگی مدت میں گورو گووند سنگھ صاحب شمشیر ہوئے شرافت کا جوہر  
دکھایا۔ پنجاب کے مسلمانوں کے ظلم سے بچایا۔ اپنی جان دی قوم کی بچائی۔ دنیا



وہ عزت پائی جو کسی عہدہ دنیا کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور نہ کسی بادشاہ دنیا  
 برب ہو سکتی ہے۔ سچے بادشاہ کا خطاب پایا۔ قومی خدمتگاروں کا حوصلہ  
 پایا۔ دور کیوں جاتے ہو۔ چند سال ہوئے۔ سوامی دیانند۔  
 رتی جی نے بھارت کو جھالت سے بھرا ہوا دیکھ کر اپنی عمر کو اسکی ترقی میں  
 کیا۔ ہندوستان سے آریہ ورت بنا دیا وید کو ملک میں پھیلا دیا مسلمان  
 عیسائی مخالفین مذہب کو برباد کیا۔ ہندوستان کو بگایا۔ مہرشی کا خطاب پایا  
 ہوں آریہ ہوئے۔ کالج اسکول کھلے یتیم خانے بن گئے۔ غرض پوری محنت  
 پھیل پایا۔ ہمیں محنت کرنا سکھایا۔ ہر ایک کو حوصلہ بڑھایا۔

رے نوجوانوں یہ چند نظیریں آپکے روبرو پیش کیں یہ سب ہماری تہا ریر  
 بن پیدا ہوئے قومی جوش نے انہیں او بھارا۔ سچی مہمت نے یا ر دیا۔  
 پیر سنجیو مہرشی بن گئے۔ اسی طرح اگر ہم سچے دل سے کوشش کریں گے  
 اور کامیاب ہوں گے۔ ایک دن ہو گا فقر قوم کو ہلائینگے اگر اسی طرح خواہش  
 انسانی میں پڑ کر حیوانات کی طرح پیٹ پالیں گے مرنے کے بعد کچھ نام نہ ہو گا۔  
 یتیم جی ملک میں عزت نہیں جس طرح ایک گدا دنیا میں زندگی بسر کرتا  
 ہے۔ مر جاتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ وہی حالت ایک بادشاہ کی ہوتی ہے

جسطرح حیوان جو کچھ کھاتا ہے تھوڑی دیر بعد اسے کچھ تھنیز بزمہ یا مزہ کی نہیں  
 رہتی۔ اسی طرح ہمارا حال ہے۔ جب ہم اس طرح اپنے کو سوائے حُبِ قومی  
 اور ایمانداری کے حیوان کے برابر پاتے ہیں۔ ہم ہمیشہ آرام چاہتے ہیں۔  
 لیکن وہ ہمیں میسر نہیں آتا۔ ہماری تمام کوششیں بے فائدہ ہوتی ہیں۔ اسکا  
 باعث صرف یہ ہے کہ ہم حجالت میں گرفتار ہیں۔ آگ سے سردی اور پانی  
 میں گرمی تلاش کرتے ہیں خواہشِ نفسانی سے آرام چاہتے ہیں۔ پولیٹیکل  
 معاملات قومی ترقی کے لئے ہماری غلطیوں ہمیں ہر کام سے مجبور رکھتی  
 ہیں ہماری وہ مثال ہے ۵

دل چاہے دلدار کو تن چاہے آرام

وہدھائیں دونو گئے مایا ملی نہ رام

فارسی کا شعر

دلہم دلدار سے جو یہ تنم آرام سے خواہد

عجائب کشمکش دارم کہ جانم نفقت بیکاد

مصرع اُردو

نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم نہ ادھر کر رہی نہ ادھر کر رہی



مثل مشہور ہے۔ دہ بولی کا کتنا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اگر اب نفسانی خواہشوں میں  
 پڑو گے۔ تکلیف کے سمندر میں گرو گے۔ کبھی آرام نہ ہوگا۔ چند منٹ تک سراسر  
 آب تصور کر کے آہو خنگی کی طرح پیاس بجھانے دوڑو گے آخر نتیجہ سوائے تکلیف کے  
 کچھ نہ ہوگا۔ دکھ اٹھاؤ گے۔ پچھتاؤ گے۔ رڈو گے۔ چلاؤ گے۔ کوئی پرسان حال  
 نہ ہوگا۔ زمانہ سنسے گا۔ انسان سے حیوان تک حقیر جانینگے۔ اوٹھو نوجوان اپنی ملک  
 جگاؤ۔ امیر سو کر غیر ملکی خیرات کھانے سے ملک بچاؤ۔ قومی اسکول کالج تیار کرو  
 بھارتی خیال ہر طرف پھیل کر ملک کو ہوشیار کرو بزرگوں کے نام کو تانہ کرو  
 ملکی تجارت کو بڑھا کر غیر ملک کی چیزوں سے ہاتھ اٹھاؤ بلکہ ہمت کر کے  
 یہاں اُنسے بڑھ کر بننا۔ رے زمیں کی قوموں کے سامنے سرخروئی حاصل  
 کرو۔ ملک کی تباہی کو جہنم واصل کرو۔ نفاق کا منہ کالا کرو۔ حسد و کینہ کو  
 اپنے ملک سے نرلا کرو۔ امیر و غریب کو ایک نظر سے دیکھو حق برادری پہچانو  
 قومی خدمت گزاروں کا احسان مانو۔ ملک کی بہتری کے کام کرو۔ نام جاننے سے  
 اپنا نام کرو۔ ایسی ہمت سے ملک کو ہوشیار کرو کہ تمہارا کوئی بھائی غیر قوموں  
 کی خیرات نہ کھائے۔ نہیں نہیں دوسری قوموں کے ہاتھ بک نہ جائے اگر  
 اس منزل کو دور اور اپنی طاقت کو کمزور جان کر آپ کے حوصلہ پست ہوں گے

لیکن ہمیشہ اس شعر کو خیال میں رکھو۔۔۔

سہ شمع ساں کٹائے پر دم نہ مایے

منزل نہر اردو رہو بہت نہ مارے

فارسی کا شعر

مردہ رہ ریخ را بردل امید از حق بیاید

نماید دور گر منزل از حق امد او باید خواست

قومی خدمت گار و ملک کے نوجوانوں ہمت کرو۔ اپنے تکلفات سے پیسہ بچا کر

خدمت میں خرچ کرو ذرا غور سے خیال کرو۔ اس شہر میں قریب دو لاکھ آدمی

بستے ہوں گے۔ جو کوئی دوائے کے پان کھاتا ہے۔ کوئی پیسہ کے

بالکل نہیں۔ اگر بہ حساب اوسط فی کس ۳۰ پائی پان کا خرچ مانا جاوے

تو ایک دن میں تین ہزار ایک سو پچیس روپے کا پان روزانہ خرچ ہوگا

اگر مہینے میں ایک روز منہد و ایک واشی برت سمجھ کر اور مسلمان روزانہ

سمجھ کر ایک دن پان نہ کھایا کریں۔ اور فی کس پیسہ ماہوار سی قومی فنڈ میں

داخل کریں تو سالانہ ۳۴ ہزار پانچ سو روپیہ آتا ہے۔ جس سے ایک

عمرہ کا بج چل سکتا ہے۔ یا اس کا نیو میں جو ۳۴ ہزار گھر ہے ایک ایک گھر



روٹی بنانے کے وقت ایک چھٹلک اُٹا قومی فنڈ کے واسطے ڈالا جاوے تو  
۴۵ من ۵۴ آنار روزانہ آتا ہے اگر بحساب اڑھائی روپیہ من فروخت کیا جاوے  
تو ایک سو ستتر روپیہ ۳۴ روز آمدنی ہوتی ہے تو سالانہ آمدنی بیالیس ہزار  
سات سو ستتر روپیہ سات آنہ ہوتی۔ جس میں بخوبی کالچ چل سکتا ہے یہ  
یہی باتیں ہیں کہ جس میں کسی کو گران نہو اور قوم کو اول درجہ کا فائدہ بہت  
دکارت ہے کیا جس قوم میں اس قدر طاقت ہو اگر وہ دوسروں کی دست  
کراں نظر آئے۔ آپ اسے بے شرم نہ کہیں گے۔ اٹھو عزیز و گھر کے  
سنگڑوں کو طے کرو۔ آپ آزاد کہلاتے ہیں۔ نفس امارہ کو خواہش کے  
بغیر اپنے ماتھے میں ڈالنے ندو۔ کوششیں کرو یہ وقت ہے واجبات کھیل کو  
دکرو اور نواح تماشے کو سب سے بڑا باندھ کر طاق پر رکھو۔ جب فرصت ملے۔ قومی  
سری کی تدبیریں سوچو ملک کو سنبھالو اگر اب غفلت کرو گے چند روز میں ملک  
ہو جایگا۔ ۴۳ برس میں ہندوستان کا خاتمہ ہوگا اس وقت آپ کو کچھ زہن  
کا غور دیکھو وہ قومیں جو بالکل وحشی تھیں اپنی قومی ترقی میں سرگرم ہو کر  
کی پوری منترل پر پہنچ گئیں۔ جو قومیں اب تک وحشی ہیں وہ قوم کی  
سری میں سرگرم ہیں۔ انہیں اپنی قوم اور ملک کا ایسا پاس ہے۔ کہ اپنی

جان گناتے ہیں۔ ملک کو غداہ اور غلامی سے چھوڑاتے ہیں کیا آپ کو اپنے  
 ملک کے اُن بچوں کا حال یاد نہیں جنہوں نے چھوٹی عمر میں قوم کو واسطے  
 اپنی جانیں دیں۔ ملک کو جگایا۔ مذہب کو بچایا۔ قوم کو جادہ اتفاق پر  
 لائے دشمن زیر ہوئے۔ ملکی سہر و شیر ہوئے۔ کیا آپ نے سچے بھائی  
 حقیقت رائے کا فسانہ نہیں سنا کیا وہ آپ کا بھائی نہ تھا جس نے تیرے  
 کی عمر میں جان کو ایمان پر نثار کیا۔ محک ایماندار سی اظہار کیا۔ کل دنیا کو سچے  
 مذہب کا ثبوت دیا۔ اہل کوشش کا حوصلہ مضبوط کیا۔ کیا آپ نے گور و گوشت  
 کے بیٹوں کا ذکر نہیں سنا۔ یہ بھی آپ کے بھائی تھے دیو لو میں جنے جا کر تھے  
 پر تیار ہوئے۔ سچے مذہب سے نہ دست بردار ہوئے۔ اپنی جان گنوائی  
 بہادروں میں عزت پائی۔ کون ہے جو آج اُن کا نام فخر سے نہیں لیتا  
 وہ کون ہے جو اُن کی قدر نہیں کرتا۔ جب تک چاند سوچ سوچ  
 ہیں تب تک ان بہادروں کے نام فخر اور عزت سے لئے جائیگے۔ یہ  
 ناخواندہ تھے۔ کیا آپ ناخواندہ ہو کر ان سے سچھے رہیں گے۔ یہ نابالغ تھے  
 آپ بالغ اور عالم ہو کر ان سے کم نام آوری پر فخر کریں گے اور شرم نہ  
 کہ کہاں وہ بھائی جنہوں نے باوجود نابالغ اور ناخواندہ ہونے کے اس قدر



بہادری دکھائی کہ ملک ادن کا فخر سے نام لیتا ہے۔ اور بالغ اور نوجوانہ ہو کر  
 ان سے کم مشہور ہوئے۔ قوم نے آپ کی کچھ عزت نہ کی۔ دسے سپا باندھے تھے  
 ان کے خلاف زمانہ تھا۔ تب بھی انہوں نے جان دے کر قومی الفت  
 کو نباہا۔ آپ آزاد ہیں۔ آپ مال اور محبت سے کام کر سکتے ہیں۔ جو کام وہ  
 جان دینے سے نہیں کر سکتے تھے۔ وہ کام آپ تھوڑی سی محنت سے کر سکتے  
 ہیں۔ پھر کیوں آپ کو شش نہ کرئیے۔

مجھے پورا یقین ہے کہ آپ ضرور کوشش کرئیے۔ ہاتھ پاؤں مارئیے۔ قوم کا  
 بیڑا دیرائے افلاس سے پار آتا رہیگی۔ فقیروں کے ہاتھ سے اپنے بہائیوں کو  
 بچائیگی۔ اور قوم کو فائدہ پہنچائیں گے۔ قومی اصلاح سے نو قوم کہلائیگی  
 الفت قوم نہائیگی۔ قومی کالج بنا کر اپنے بھائیوں کو اپنے برابر بنائیگی۔ میں  
 اب سچ ماما سے پرارتھا کرتا ہوں کہ وہ آپ کی کوششوں میں پوری مدد دے  
 اور آپ کو ملک کی بہتری کی خاطر دل سے منظور ہو۔ آپ زمانے کی روش کو خیال کر کے  
 اپنی طاقت بڑھانے کا انتظام کریں نوجوانوں ہوش سنبھالو پراسنہ آدمی تو  
 اس روز بد تک جو اس خرابی کے سبب سے آئیوا ہے نہ رہیگی لیکن آپ کو  
 وہ خرابی ضرور دیکھنی ہوگی۔ بہادر و اپنی لیاقت کا جوہر دکھاؤ۔ ویسی حال میں

اختیار کرو۔ پیار سے عزیز و اگرچہ ہمارے بہت سے بہائی ملک بہودیہ  
 موم بھرتے ہیں لیکن انپارسم و رواج یورپی ڈھنگ کا بناتے جاتے ہیں وہ  
 کبھی کامیاب نہیں گئے وہ ملک کی ترقی کے بجائے تنزل کراتے ہیں یہ کہ  
 ملک کی ترقی کے معنی یہ ہیں کہ ملک کی تجارت بڑھے۔ ملک کے رواج اپنے  
 ڈھنگ پر درست ہیں۔ ملک کے باشندوں میں پورا پورا اتفاق ہو۔  
 ہر ایک انسان ملک اور قوم کے نام پر جان و دینے کو تیار ہو۔ ملک کے علما  
 و فنون میں ترقی ظہور میں آوے۔ ملک کی زبان میں ہر قسم کی ضروری ٹیکنیک  
 تصنیف ہو جاویں۔ جب تک باشندگان ملک اپنے ملک کی ہر چیز کو پسند  
 نہ کرتے لگیں گے اور اپنے خیالات غیر ملکوں کی رسم و رواج اور ان کے  
 چال و چلن کے خیالات سے پاک و صاف نہ رکھیں گے تب تک ملکی ترقی اور  
 اپنی محنت کی کامیابی کو خواب میں نہ دیکھیں گے۔ اٹھو نوجوانوں ایک دم  
 سے ولایتی کپڑہ پہننا ترک کرو۔ غیر ملک کی اشیاء سے نفرت کرو جب ملک کی  
 ضرورتیں برہینگی۔ قدر مان موجود ہوں گے۔ ملک خود ان چیزوں کو تیار  
 کر لے گا۔ ملک کی چیزوں میں جو خرابی ہو اسکو دور کرنے کی کوشش کرو اور اس  
 خرابی کے سبب سے اس چیز کو ترک مت کرو جب آپ اس طرح ہر



ایسے ضرور چند روز میں کامیاب ہو کر ملک کو خوشحال اور فارغبال دیکھینگے  
 کو اپنے غریب پنجابی بھائیوں سے سبق لینا چاہیے جنہوں نے باوجود غربت  
 کی کڑی زندگیوں کے کئی کالج تیار کر لئے۔ اگرچہ وہ اس وقت مکمل نہ ہوئے۔  
 لیکن انکی روش اور زندانہ ترقی اور ملک میں نیک نامی اور کمزور مقصد پر  
 چلنا و گئی۔ آریہ سماج نے کالج تیار کیا اور بہت سے اسکول مثلاً لدھیانہ جنپار  
 اسکول۔ باغبانپور اسکول وغیرہ بہت سے اسکول تیار کر لئے۔ خالصہ قوم  
 نے سکھوں نے بھی کالج تیار کر لیا۔ دھرم سبھاؤں نے بھی لاہور میں ایک  
 اسکول کھول دیا۔ غرض ہر طرح سے ہر فرقہ کے لوگ کامیابی کے دن  
 انتظار کر رہے ہیں لیکن آج تک خواب خرگوش سے بیدار نہیں  
 ہوئے آپ کو فضول تکلفات کی قید سے آزادی نہیں ملی۔ آپ نے دھرم  
 کی تقویت میں کوشش نہیں کی۔ غرض ہر طرح بنگال اور پنجاب سے پیچھے پڑ گئے  
 ہو۔ آپ دھرم کی ضرورتوں کو جانتے ہیں اگرچہ اس کے اصول سے کما حقہ  
 واقفیت نہیں۔ آپ وانا ہو کر ملک کے سدھارنے کا بندوبست نہیں  
 کرتے۔ اوشو بزرگوں۔ دوستو۔ عزیزوں۔ قومی اسکول و کالج تیار کرو۔ قوم کے  
 واسطے شہیم خانہ بناؤ۔ غرض سب آپ کا فرض ہے۔ آپ کی

کوششوں سے جلد ہو سکتا ہے۔ عزیز و اسوقت تک آپ محنت  
ملک کی بیماری کا علاج کر سکتے ہیں۔ جب تک ملک کی بیماری لاعلاج  
نہیں ہوگی۔ جب وقت ہفتہ سے لگا جاوے گا تو پچھتاوے گے۔

شعر

سدا دور دوراں دکھاتا نہیں

گیا وقت پھر ہفتہ آتا نہیں

ابھی تک آپ کے ملک کے پچیس لاکھ آدمی عیسائی ہوئے ہیں۔  
آپ کے پچیس لاکھ بھائی اخیر قوموں کے غلام ہو گئے ہیں۔ جو کچھ ہوا  
اب آگے کوشش کر کے ملک کو بچاؤ۔ اب صرف ایک غنڈ  
کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ  
اس مضمون میں غلطی یا اور کسی طرح کا سہو ہو اسکو معاف فرماویں۔

غنڈل

جان دے کر قوم کی الفت نبھانا چاہئے

حب قومی میں عزیز و سرکشنا چاہئے



محنت

لا اعلیٰ

کے

ہیں

کچھ

نزل


س کہ

اوین

چاہئے



Entered in Database

 Signature with Date







